بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

(١)

تفسیر احسن البیان

www.KitaboSunnat.com

اردو ترجمہ : مولانا فتح محمد جالندھری

تفسیر : مولانا محمد صادق خلیل

ناشر

صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

تفسیر

اصدق البیان

جلد سوم

پارہ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ : ٦ تا وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ : ١٠

ترجمہ وتفسیر

استاذ العلماء مولانا محمد صادق خلیل

ناشر: صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تفسیر اصدق البیان جلد سوم

مؤلف : مولانا محمد صادق خلیل حفظہ اللہ

کمپوزنگ : صادق خلیل اسلامک لائبریری فیصل آباد (پاکستان)

تعداد : ایک ہزار

صفحات : ۵۲۸

سن اشاعت : ربیع الاول

تزئین وآرائش : عبدالحفیظ مدنی حاجی آباد فیصل آباد

ہدیہ : ۲۷۰ روپے

ناشر : میاں حبیب الرحمٰن جاوید نگران اعلیٰ صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد فیصل آباد (پاکستان)

ملنے کے پتے

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی
مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبۃ السنۃ سولجر بازار کراچی نمبر ۳
فاران اکیڈمی قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد
دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ ناصریہ امین پور بازار فیصل آباد
اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور	مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
مکتبہ دارالسلام غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ دارالعلم آب پارہ مارکیٹ اسلام آباد

ناشر : صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد فون نمبر ۷۸۰۱۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

((پیارے والدمکرم مولوی احمد دین مرحوم کے نام))

جنھوں نے زندگی بھر حلال روزی حاصل کرنے کے لئے محنت مزدوری کی اور میری تعلیم وتربیت میں زندگی بھر شب و روز رواں دواں رہے۔

اور پیاری اماں جی مرحومہ کے نام کہ ان دونوں کی مخلصانہ دعاؤں کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت نے مجھے علوم دینیہ کی تحصیل کے میدان میں وفور شوق سے نوازا، مشیت الٰہیہ کے مطابق علمی دنیا میں مجھے پرکشش بنایا بالخصوص علمی، اصلاحی، مسلکی کتب کی تالیف کے سبب مجھے وہ خوشی ملی جس کی یادیں زندگی بھر میرے لئے سکون واطمینان کا پیغام لاتی رہیں گی۔

اور انشاء اللہ قیامت تک ان کی اشاعت کا سلسلہ برقرار رہے گا۔

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل درباغ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

فقیر بارگاہ الٰہی
محمد صادق خلیل عفا اللہ عنہ

594

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشکر و امتنان

اللہ پاک معبود حقیقی وحدہ لاشریک کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے گنہگار کو ایسے عظیم الشان مبارک علمی کام کی جانب قدم زن ہونے کی توفیق عطا کی اگر مشیت ایزدی شامل حال نہ ہوتی تو ہرگز ایسے جلیل القدر محنت شاقہ والے علمی کام سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا تھا۔ ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ﴾

راقم الحروف اپنے اساتذہ کرام، تلامذہ، احباب اوران تمام معاونین کا شکر گزار ہے جنھوں نے اس علمی اور مبارک کام میں دامے، درمے، سخنے اور قدمے تعاون کیا، بالخصوص جامعہ سلفیہ کے استاذ حافظ عبد الحنان زاھد صاحب، مولانا محمد اسحاق صاحب جھال والے، برخوردار عبد الحفیظ مدنی، عبد القھار افغانی متعلم جامعہ سلفیہ بالخصوص عزیزم محمد سلیم صاحب جنھوں نے نہ صرف یہ کہ تیسری جلد کی کمپوزنگ کے فنی کام کو نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ سرانجام دیا بلکہ بعض علمی اور فنی مشوروں سے نوازا، ان کے علاوہ دیگر اہل علم جن سے بعض پیچیدہ مسائل میں راہ صواب کی جانب راہ نمائی حاصل ہوئی، بقول:۔

((مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ))

اللہ پاک ان کو اور دیگر تمام محسنین، معاونین کو دنیوی اخروی سعادتوں سے نوازے، آمین ثم آمین

العبد المذنب الراجی رحمة ربه

محمد صادق خلیل

خادم الکتاب والسنۃ رحمت آباد فیصل آباد (پاکستان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین اصدق البیان جلد سوم

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	رشحات فکر از مولانا ابوالکلام آزادؒ	21
2	علامہ اقبالؒ کی چند نگارشات قلم	22
3	مقدمہ از مفسر	23
	﴿چھٹا پارہ﴾	
4	آیت ۱۴۸تا۱۵۲ ترجمہ، اَلْجَھْرُ کی لغوی تحقیق، تناسب	28
5	مظلوم آدمی اپنے ظلم کے خلاف کھلے انداز میں انصاف کا مطالبہ کر سکتا ہے	29
6	آیت ۱۵۳تا۱۵۴ ترجمہ، اَلْعِجْلُ کی لغوی تحقیق	30
7	شان نزول، بنی اسرائیل پر کوہ طور کے اٹھائے جانے پر ان کی کیفیت کا بیان	31
8	آیت ۱۵۵تا۱۵۹ ترجمہ، نَقْضٌ، غُلْفٌ کی لغوی تحقیق اور یہودیوں کے جرائم کی وضاحت	32
9	اہل کتاب کا مریم پر بڑا بہتان باندھنے اور عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے جھوٹے دعویٰ کا بیان	33
10	عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھانے اور قیامت کے وقوع سے قبل انہیں آسمانوں سے اتارے جانے کا بیان	34
11	آیت ۱۶۰تا۱۶۲ ترجمہ، علمی نکتہ، تناسب، شان نزول اور یہودیوں کی تحریفات کا بیان	35
12	آیت ۱۶۳تا۱۶۶ ترجمہ، اَلْوَحْیُ وغیرہ کی لغوی تحقیق، موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے ہمکلام ہونے کا بیان	37
13	آیت ۱۶۷تا۱۷۰ ترجمہ، فائدہ علمیہ، تناسب اور اللہ یہودیوں، مشرکین، کافروں، کو ہرگز معاف نہیں کریگا	39
14	آیت ۱۷۱ ترجمہ، اَلْغُلُوُّ، اَلْمَسِیْحُ اور کَلِمَه کی لغوی تحقیق اور شان نزول	40
15	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں مبالغہ آمیزی سے منع کرنے کا بیان	41
16	آیت ۱۷۲تا۱۷۳ ترجمہ، یَسْتَنْکِفُ کی لغوی تحقیق اور آیت کی تشریح	42
17	آیت ۱۷۴تا۱۷۵ ترجمہ، فائدہ علمیہ، تناسب، برھان اور نور سے کیا مراد ہے؟	42
18	آیت ۱۷۶ ترجمہ	43
19	لفظ کلالہ کی لغوی تحقیق اور وراثت کے چند مسائل کا بیان	44
	﴿سورۃ المائدۃ مدنیۃ﴾	
20	آیت ۱تا۲ ترجمہ، عُقُوْدٌ، بَهِیْمَةٌ، اَلْهَدْیُ اور اَلْقَلَائِدُ کی لغوی تحقیق	45

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
21	فائدہ علمیہ فیلسوف کندی اور مسلمانوں کو معاہدات کا ایفاء کرنے کا بیان	46
22	نواب صدیق حسن خاںؒ کے قول کا بیان	47
23	آیت ۳ ترجمہ	47
24	محرمات اور جانوروں کی دس اقسام کا بیان اور تیروں کیساتھ قسمت آزمائی کی وضاحت اور اس کے حکم کا بیان	48
25	﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کی وضاحت	49
26	ضرورت کے پیش نظر محرمات کو تناول کرنے کا بیان	50
27	آیت ۴ تا ۵ ترجمہ، اَلْجَوَارِحُ، اَلطَّيِّبَاتُ اور اَخْدَانٌ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول کا بیان	51
28	دلائل کی روشنی میں حلال جانوروں کے شکار کرنے کے مسائل کا بیان	52
29	آیت ٦ تا ۷ ترجمہ، تناسب، نماز کی ادائیگی سے قبل وضوء کے واجب ہونے کا بیان	53
30	وضوء اور تیمّم کے طریقہ کا بیان اور فائدہ علمیہ	54
31	آیت ۸ تا ۱۱ ترجمہ، تشریح اور شان نزول	55
32	آیت ۱۲ تا ۱۴ ترجمہ، نَقْبُ، حَظٌّ کی لغوی تحقیق و تناسب	57
33	بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کی ذمہ داریوں اور ان کی تحریفات کا بیان	58
34	آیت ۱۵ تا ۱۹ ترجمہ، اَلْفَتْرَة کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	60
35	مسیحیوں کے تین فرقوں عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کا بلا باپ ہونے کے ایک معجزہ کا بیان	61
36	یہودیوں کا اللہ پاک کے بیٹے اور دوست ہونے کے دعویٰ کی نفی کا بیان	62
37	آیت ۲۰ تا ۲٦ ترجمہ، يَتِيْهُوْنَ کی لغوی تحقیق	63
38	عمالقہ قوم کی ہزیمت کا سبب، یہودیوں کی بزدلی اور بے ادبی کا بیان	64
39	آیت ۲۷ تا ۳۱ ترجمہ	65
40	اَبُوْءُ وغیرہ کی لغوی تحقیق، تناسب، آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کے درمیان حاسدانہ سبب کا تذکرہ	66
41	حقوق العباد کا بیان، کوّے کا قابیل کو اپنے بھائی کے دفن کرنے کا طریقہ سکھانے کا بیان	67
42	آیت ۳۲ تا ۳۴ ترجمہ	68
43	اَجَلْ کی لغوی تحقیق، اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والوں کی سزاؤں کا بیان	69
44	آیت ۳۵ تا ۳۷ ترجمہ	70
45	اَلْوَسِيْلَة کی لغوی تحقیق، تناسب، وسیلہ سے کیا مقصود ہے؟	71
46	وسیلہ کی اقسام کا بیان	72
47	آیت ۳۸ تا ۴۰ ترجمہ، اَلسَّارِقُ کی لغوی تحقیق، بلاغت، فائدہ اور چور کی سزا کا بیان	73

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
48	آیت ۴۱ تا ۴۳ ترجمہ، شان نزول اور یہودیوں کی تحریفات کا بیان	75
49	آیت ۴۴ تا ۴۷ ترجمہ، قَفَّيْنَا کی لغوی تحقیق	77
50	تناسب، مسئلہ قصاص کی وضاحت اور اس کی اقسام کا بیان	78
51	آیت ۴۸ تا ۵۰ ترجمہ، شِرْعَةً کی لغوی تحقیق، بلاغت	79
52	قرآن پاک کا عظیم مقام کہ وہ پہلی کتب کی تصدیق کرتا ہے	80
53	آیت ۵۱ تا ۵۳ ترجمہ، دَائِرَةٌ کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ اور شان نزول	82
54	اسلام میں یہود و نصاریٰ سے ہرگز دوستی نہ رکھنے کا بیان	83
55	آیت ۵۴ تا ۵۶ ترجمہ، تناسب اور مسئلہ ارتداد کے احکامات کا بیان	84
56	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نا قابل تسخیر موقف اور مرتدین کا مفصل تذکرہ	85
57	آیت ۵۷ تا ۶۳ ترجمہ	86
58	تَنْقِمُوْنَ، اَلسُّحْتُ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	87
59	اہل کتاب اور کفار کا فرض نمازوں کی ادائیگی کے وقت مزاحیہ انداز کا رد اور ان کی شکلوں کو مسخ کیے جانیکا بیان	88
60	آیت ۶۴ تا ۶۶ ترجمہ	89
61	يَدٌ کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب اور شان نزول	90
62	تورات، انجیل میں آخر الزماں پیغمبر کی آمد کی بشارت دینے کا بیان	91
63	آیت ۶۷ تا ۶۹ ترجمہ، يَعْصِمُكَ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	92
64	شان نزول، وحی کے چھپانے پر زبردست تنبیہ، تثلیث کا مفہوم اور اس کے رد کا بیان	93
65	آیت ۷۰ تا ۷۵ ترجمہ	95
66	فِتْنَةٌ کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب اور یہودیوں کے اوصاف قبیحہ کا بیان	96
67	اہل کتاب کی توبہ کے قبول ہونے ان کو بادشاہت عطا کرنے اور بیت المقدس میں آباد کرنے کا بیان	97
68	آیت ۷۶ تا ۸۲ ترجمہ، قِسِّيْسِيْنَ کی لغوی تحقیق، تناسب	99
69	حدود سے تجاوز کرنے اور مشرک پر جنت حرام کرنے کا بیان	100
70	اہل کتاب کا لوگوں کو منکر کاموں سے نہ روکنے کا بیان	101
	﴿ساتواں پارہ﴾	
71	آیت ۸۳ تا ۸۶ ترجمہ اَللّٰهُ مَعَ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	102
72	نبی ﷺ کا حبشہ کے نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	103
73	آیت ۸۷ تا ۸۹ ترجمہ	103

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
74	اَللَّغْوِ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	104
75	مومنوں کو پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار نہ دینے کے حکم کا بیان	105
76	نکاح متعہ کے جواز اور بعد میں ہمیشہ حرام قرار دینے، پختہ قسم، لغو قسم اور اس کے کفارہ کا بیان	106
77	آیت ۹۰ تا ۹۳ ترجمہ، اَلْخَمْرُ، اَلْمَيْسِرُ، اَلْاَنْصَابُ اور اَلْاَزْلَامُ کی وضاحت، تناسب اور شان نزول	107
78	شراب کو تدریجاً حرام کرنے کی حکمت اور شرابی شخص پر حد نافذ کرنے کا بیان	108
79	شراب کے ساتھ علاج درست ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں علماء کے اختلاف کا بیان	109
80	آیت ۹۴ تا ۹۶ ترجمہ، وَبَالَ کی لغوی تحقیق، تناسب	110
81	شان نزول احرام کی حالت میں شکار کرنے کا بیان، اور سمندری شکار کے حلال ہونے کا بیان	111
82	آیت ۹۷ تا ۱۰۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کعبہ کے تحفظ، اس کو دینی علوم کے عظیم مرکز ہونے کا بیان	113
83	قربانی کے جانوروں کے تحفظ کا بیان	114
84	طیب اور خبیث میں نمایاں فرق کی وضاحت	115
85	آیت ۱۰۱ تا ۱۰۲ ترجمہ، تناسب، شان نزول اور نبی ﷺ سے بے جا سوال کرنے سے روکنے کا بیان	116
86	آیت ۱۰۳ تا ۱۰۵ ترجمہ، بَحِيْرَه، سَائِبَه، وَصِيلَه اور حَامٍ کی لغوی تحقیق، تناسب اور تقلید کی تعریف کا بیان	118
87	آیت ۱۰۶ تا ۱۰۸ ترجمہ	120
88	عُثِرَ کی لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول اور وصیت کی اہمیت کا بیان	121
89	آیت ۱۰۹ تا ۱۱۰ ترجمہ	122
90	لغوی تحقیق، تناسب اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں کو اکٹھا کر کے ان سے استفسار کرنے کا بیان	123
91	آیت ۱۱۱ تا ۱۱۵ ترجمہ، اَلْحُوْرُ کی لغوی تحقیق	124
92	مسیح علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے خطاب اور دستر خوان اتارنے کے مطالبہ کا بیان	125
93	آیت ۱۱۶ تا ۱۲۰ ترجمہ، تُوُفِّيَ کی لغوی تحقیق، اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گفتگو کا بیان	127
94	میدان حشر میں سب کے برہنہ ہونے اور عیسیٰ علیہ السلام کا عیسائیوں سے اظہار برأت کا بیان	127
95	﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ آیت کو بار بار دہرانے کی اہمیت کا بیان	128
	﴿سورة الانعام مكية﴾	
96	آیت ۱ تا ۶ ترجمہ، مِدْرَارًا کی لغوی تحقیق	129
97	سورتوں کے لحاظ سے قرآن پاک کی ترتیب، سورہ مائدہ اور انعام میں مناسبت کا بیان	130
98	آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور ابن آدم کو نطفہ سے پیدا کرنے اور قرآن کی حقانیت کا بیان	131
99	آیت ۷ تا ۱۱ ترجمہ، مَس اور حَاقَ کی لغوی تحقیق	132

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
100	پیغمبر کو انسان کی شکل میں بھیجنے کے فوائد کا بیان	133
101	آیت ۱۲ تا ۱۸ ترجمہ، اَلفَوزُ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے کی وضاحت	134
102	اللہ پاک کی صفات کہ وہ ہر فرد کا سہارا، نفع ونقصان کا مالک اور ہر تکالیف دور کرنے والا ہے	135
103	آیت ۱۹ تا ۲۴ ترجمہ، اَئِنَّکُم لَتَشهَدُونَ میں بلاغت، فائدہ علمیہ اور شان نزول کا بیان	136
104	اللہ پاک کے ربوبیت میں منفرد ہونے، اللہ اور نبی ﷺ پر افتراء پردازی کرنے والے کے جہنمی ہونیکا بیان	137
105	انسان اور رب کائنات میں مکالمہ کرنے کا بیان	138
106	آیت ۲۵ تا ۲۶ ترجمہ، اَکِنَّةً کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، شان نزول اور تشریح	139
107	ابوجہل کا آپ ﷺ کی نماز کو فاسد کردینے کے پروگرام کا بیان	140
108	آیت ۲۷ تا ۲۹ ترجمہ، بَدَا کی لغوی تحقیق، بلاغت اور فائدہ علمیہ	141
109	قیامت کے مناظر کا بیان	142
110	آیت ۳۰ تا ۳۲ ترجمہ، سَاعَة، بَغتَة، حَسرَة، وِزر کی لغوی تحقیق اور تناسب	143
111	دنیوی زندگی کے بارے میں کفار کے نظریے اور اخروی زندگی کے کوائف کا بیان	144
112	آیت ۳۳ تا ۳۵ ترجمہ، اَلحُزن کی لغوی تحقیق، شان نزول اور نبی ﷺ کو صبر کی تلقین کرنیکا بیان	145
113	آیت ۳۶ تا ۳۹ ترجمہ، دَآبَّة کی لغوی تحقیق اور تناسب	147
114	اللہ تعالیٰ کا مردوں کو قبروں سے اٹھا کر میدان حشر میں لے جانے کا بیان	148
115	آیت ۴۰ تا ۴۵ ترجمہ	149
116	ابلیس یا شیطان کون ہے؟ اس کی دو انواع، اور اللہ تعالیٰ کا نافرمانوں کو ڈھیل دینے کا بیان	150
117	آیت ۴۶ تا ۴۹ ترجمہ، تناسب اور نبی ﷺ کا مشرکین کو خطاب کرنے کا بیان	151
118	آیت ۵۰ تا ۵۳ ترجمہ، خَزَائِن کی لغوی تحقیق	153
119	اعمی اور بصیر میں بلاغت، غیب کی قسموں، تناسب، شان نزول اور تشریح	154
120	آیت ۵۴ تا ۵۸ ترجمہ، اَلسَّلَامُ کی لغوی تحقیق، تناسب، کائنات کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے	156
121	آیت ۵۹ تا ۶۲ ترجمہ	158
122	مَفَاتِحُ اور جَرَحَ کی لغوی تحقیق، تناسب اور غیب کے پانچ خزانوں کا بیان	159
123	فرشتوں کے عصر اور فجر کی نمازوں میں اکٹھے ہونے اور اعمال کے تحریر کرنے کی حکمت کا بیان	160
124	آیت ۶۳ تا ۶۷ ترجمہ	161
125	ظُلُمٰتِ البَرِّ وَالبَحرِ کی لغوی تحقیق، تناسب اور اللہ تعالیٰ کے آفاقی دلائل کا بیان	162
126	آیت ۶۸ تا ۷۰ ترجمہ	163

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
127	لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول اسلام کے خلاف مجالس میں جانے والوں کو روکنے کا بیان	164
128	کیا انبیاء سے بھی بھول ہو جاتی ہے؟ اور دین کا مذاق اڑانے والوں کو معاف نہ کرنے کا بیان	165
129	آیت ۷۱ تا ۷۴ ترجمہ	166
130	اَلْاَعْقَاب اور اَلصُّوْر کی لغوی تحقیق، مرتد انسان کی تمثیل کی وضاحت اور صور اسرافیل کا بیان	167
131	آیت ۷۵ تا ۸۰ ترجمہ، بَازِغًا کی لغوی تحقیق اور بلاغت کا بیان	169
132	چاند سورج اور ستاروں کی پرستش کرنے والوں اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور اپنی قوم کو خطاب کا بیان	170
133	آیت ۸۱ تا ۸۴ ترجمہ، اَلْمَحَاجَةُ کی لغوی تحقیق	172
134	ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے جھگڑنے کا بیان	173
135	آیت ۸۵ تا ۹۱ ترجمہ، ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دینے کا بیان	175
136	ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے بہت سے افراد کو نبوت سے سرفراز فرمانے کا بیان	176
137	آیت ۹۲ تا ۹۳ ترجمہ، اَلْقِرْطَاس کی لغوی تحقیق، تناسب، اور شان نزول کا بیان	178
138	یہودیوں کا اپنی خواہشات کے مطابق تورات میں تحریف کرنے کا بیان	179
139	آیت ۹۴ تا ۹۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، سب سے بڑا ظالم کون ہے؟ اور اللہ کی وعید کا بیان	181
140	قیامت کے دن ہر انسان کا اللہ کے دربار میں اکیلے پیش ہونے کا بیان	182
141	آیت ۹۶ تا ۱۰۰ ترجمہ، اَلْحَبُّ، قِنْوَانٌ، اَلنَّوٰی کی لغوی تحقیق	183
142	بلاغت اور اللہ تعالیٰ کی تکوینی نشانیوں کا بیان	184
143	آیت ۱۰۱ تا ۱۰۴ ترجمہ، خَرَقَ، بَدِيْعُ کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ اور تناسب کا بیان	187
144	مشرکین کے عقائد کے رد کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا ہر چیز کو بلا نمونہ پیدا کرنے کا بیان	188
145	آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ ترجمہ، بَصَائِرُ، اور دَرَسَ کی لغوی تحقیق	189
146	تناسب، اللہ پاک کا عقلی اور کائناتی دلائل کو واضح طور پر ذکر کرنے کا بیان	190
147	آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱ ترجمہ، شان نزول اور تناسب کا بیان	191
148	پیغمبر کا اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر معجزہ نہ لانے کا بیان	192
	﴿آٹھواں پارہ﴾	
149	آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ ترجمہ، حشر اور اَلزُّخْرُف کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ اور تناسب کا بیان	194
150	اہل مکہ کا معجزات کے آنے کے باوجود ایمان نہ لانے کا بیان	195
151	نبی علیہ السلام کو مشرکین سے رابطہ منقطع کر دینے کا بیان	197
152	آیت ۱۱۵ تا ۱۱۸ ترجمہ، حَكَم وغیرہ کی لغوی تحقیق، تناسب، اللہ پاک کے سبھی فیصلوں کو قبول کرنے کا بیان	198

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
153	آیت ۱۱۹ تا ۱۲۲ ترجمہ، تناسب	200
154	شان نزول، مشرکین کا اپنے جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرنے کا بیان	201
155	بت پرستی کا آغاز کب ہوا؟ اور اللہ پاک کا ہر مضرت رساں چیز کو انسان پر حرام کر دینے کا بیان	202
156	آیت ۱۲۳ تا ۱۲۴ ترجمہ، اَجرَمُوا کی لغوی تحقیق، بلاغت، فائدہ علمیہ	203
157	تناسب، زندہ انسان اور مردہ انسان میں تفریق کا بیان	204
158	اللہ تعالیٰ نے ہر بستی میں کسی نہ کسی پیغمبر کو ضرور بھیجا	205
159	آیت ۱۲۵ تا ۱۲۸ ترجمہ لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول، کفار کا نبی ﷺ سے معجزات طلب کرنے کا بیان	206
160	نفس مطمئنہ کی حفاظت اور مقام استقامت کا بیان	207
161	اسلام ہی صراط مستقیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر عیب اور نقص سے پاک ہونے کا بیان	208
162	آیت ۱۲۹ تا ۱۳۰ ترجمہ لغوی تحقیق، تناسب، میدان حشر میں اللہ کا جنوں اور انسانوں سے استفسار	209
163	موجودہ سائنسی دور میں میں اسلام کے اصولوں کی صداقت کا بیان	210
164	آیت ۱۳۱ تا ۱۳۳ ترجمہ، اَلجِنُّ کی لغوی تحقیق	211
165	تناسب، جنوں کی جانب الگ پیغمبر مبعوث نہیں کئے گئے	212
166	آیت ۱۳۴ تا ۱۳۶ ترجمہ، اَلدَّارُ اور اَلْمَکَانَۃ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب	214
167	ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث قدسی کا بیان	215
168	آیت ۱۳۷ تا ۱۴۱ ترجمہ	217
169	لغوی تحقیق، تناسب، مشرکین کا بتوں کے لئے اپنے کھیتوں اور چارپائیوں میں سے حصہ مقرر کرنے کا بیان	218
170	منکرات کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے سے فطرت میں بگاڑ رونما ہوتا ہے	219
171	آیت ۱۴۲ تا ۱۴۵ ترجمہ، مَعْرُوْشَاتٍ حَمُوْلَۃً کی لغوی تحقیق	221
172	تناسب اور کائنات کے مناظر کے فوائد کا بیان	222
173	آیت ۱۴۶ تا ۱۴۸ ترجمہ، اَلْحَوَایَا، کُلُّ ذِی ظُفُرٍ، اِسْتَحَمَّ کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ اور تناسب	224
174	امام بخاریؒ نے اس آیت مبارکہ کے ساتھ باب کا انعقاد کیا ہے اور محرمات اور طیبات کی وضاحت	225
175	آیت ۱۴۹ تا ۱۵۱ ترجمہ، تَخْرُصُوْنَ اور اَلْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ کی لغوی تحقیق	226
176	ظن کی بنیاد ہمیشہ جھوٹ پر ہوتی ہے اور صرف اللہ کی دلیل ہی غالب و مکمل ہونے کا بیان	227
177	آیت ۱۵۲ تا ۱۵۴ ترجمہ، اَشُدَّہٗ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	228
178	تناسب، وصایا اور اچھے سلوک کا بیان، زانی اور چور کی سچی توبہ قبول کرنے کا بیان	229
179	آیت ۱۵۵ تا ۱۵۹ ترجمہ، دَرَاسَۃٌ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب کا بیان	232

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
180	پہلی کتابوں کے ساتھ قرآن پاک کی واضح مناسبت کا بیان	233
181	توبہ کا دروازہ کھلا ہے والی حدیث کی وضاحت اور علمی اشکال	235
182	آیت ۱۶۰ تا ۱۶۶ ترجمہ، اوّل کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ اور تناسب کا بیان	237
183	اسلام میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں، کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کا نام اسلام ہے	238
184	توحید فی الربوبیت اور اللہ کا مسلمانوں کو گزشتہ امتوں کا خلیفہ بنانے کا بیان	239
	﴿سورة الاعراف مكية﴾	
185	آیت ۱ تا ۱۰ ترجمہ	240
186	ثَقُلَتْ اور بَيَاتًا کی لغوی تحقیق فائدہ علمیہ اور سورہ اعراف کے مضامین پر مختصر تبصرہ	241
187	وزن اعمال کے ترازو کی کیفیت کے بارے میں اختلاف کا بیان	244
188	آیت ۱۱ تا ۱۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، انسان اور شیطان کا قصہ خیر وشر کے وجود تکوینی کا قصہ ہے	246
189	اللہ پاک کو تمام اختیارات حاصل ہیں اور ابلیس کی گفتگو کا حماقت پر مبنی ہونے کا بیان	247
190	ابلیس قیاس کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے اور اس کو مہلت دینا انسان کی آزمائش کرنا ہے	248
191	آیت ۱۹ تا ۲۵ ترجمہ، اَلْوَسْوَسَه وغیرہ کی لغوی تحقیق	250
192	بلاغت، تناسب، دار الجزاء اور دار التکلیف کی وضاحت	251
193	عورت کی فطرت میں خوبصورتی شامل ہونے کا بیان	252
194	آیت ۲۶ تا ۲۷ ترجمہ، اَلرِّيْش کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب ابن آدم پر اللہ پاک کے انعامات کا تذکرہ	253
195	جنوں کے بارے میں علامہ بقاعیؒ کی وضاحت	255
196	آیت ۲۸ تا ۳۰ ترجمہ، اَلْفَاحِشَةُ کی لغوی تحقیق، بلاغت، اہم علمی فائدہ اور تناسب کا بیان	256
197	کفار کا بیت اللہ کے طواف کے وقت لباس اتارنے کا سبب	256
198	کمابدأکم تعودون کی وضاحت	257
199	آیت ۳۱ تا ۳۴ ترجمہ، خَالِصَة کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول کا بیان	258
200	عبادت کے وقت خوبصورت لباس زیب تن کرنے کا بیان	259
201	بے جا اسراف، بخل نہ کرنے اور راہبانہ زندگی نہ گزارنے کا بیان	259
202	اللہ نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کر دیا ہے	261
203	ساعت سے مراد ایک گھنٹہ نہیں بلکہ ایک لحظہ مراد ہے	262
204	آیت ۳۵ تا ۳۶ ترجمہ، يَقُصُّوْنَ کی لغوی تحقیق تناسب اور تشریح	263
205	آیت ۳۷ تا ۳۹ ترجمہ، اِدَّارَكُوْا کی لغوی تحقیق	264

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
206	بلاغت، تناسب اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم کون ہے؟ کی وضاحت	265
207	آیت ۴۰ تا ۴۱ ترجمہ، اَلْجَمَلُ کی لغوی تحقیق	266
208	بلاغت، شان نزول، کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے	267
209	آیت ۴۲ تا ۴۳ ترجمہ، غِلٌّ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	270
210	تناسب، ایمان کے راسخ لوگ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور جنتیوں سے کینہ نکال دینے کا بیان	271
211	آیت ۴۴ تا ۴۷ ترجمہ، اَلْحِجَابُ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب کا بیان	272
212	جنت اور دوزخ کا محل وقوع ایک ہی زمین پر ہوگا اور جنتی دوزخیوں کا مشاہدہ کریں گے	273
213	آیت ۴۸ تا ۵۱ ترجمہ، یَجْحَدُوْنَ، سِیْمٰھُمْ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	275
214	اعراف والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ اعراف والے دوسری بار متکبر لوگوں کو بلائیں گے	275
215	آیت ۵۲ تا ۵۳ ترجمہ، کِتٰبٌ کی لغوی تحقیق، تناسب، قرآن میں احکامات کو تفصیل کیساتھ ذکر کیا گیا ہے	277
216	اسلام ہی دین فطرت ہے اور ہدایت کا سرچشمہ ہے	278
217	آیت ۵۴ ترجمہ، رَبٌّ اور سَادِسَۃ کی لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ و تناسب	279
218	آسمان و زمین کے بارے میں چند اہم معلومات جو ترقی یافتہ دور میں ہم آہنگ ہیں	280
219	قرآن پاک کے علمی حقائق کا بیان اور علامہ شنقیطیؒ کی وضاحت	281
220	آیت ۵۵ تا ۵۶ ترجمہ، قَرِیْبٌ کی لغوی تحقیق، دعا کے وقت تضرع و زاری اختیار کی جائے	282
221	آیت ۵۷ تا ۵۸ ترجمہ، اَلرِّیَاحُ کی لغوی تحقیق، بلاغت و تناسب	283
223	اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے	284
224	آیت ۵۹ تا ۶۴ ترجمہ، اَلْمَلَأُ کی لغوی تحقیق، بلاغت تناسب اور تشریح	286
225	آیت ۶۵ تا ۶۹ ترجمہ، آلَاءُ کی لغوی تحقیق	288
226	بلاغت، محمد بن اسحاق صاحب المغازی کا بیان	289
227	آیت ۷۰ تا ۷۲ ترجمہ، رِجْسٌ کی لغوی تحقیق و بلاغت	290
228	قوم ھود نے ھود علیہ السلام کے ساتھ تیز گفتگو کی	291
229	آیت ۷۳ تا ۷۹ ترجمہ، جٰثِمِیْنَ کی لغوی تحقیق	293
230	بلاغت، قوم ثمود کا تذکرہ اور اونٹنی کا پتھر سے نمودار ہونے کا بیان	294
231	آیت ۸۰ تا ۸۴ ترجمہ، لوط کی لغوی تحقیق، قوم لوط کا لوط علیہ السلام کو اپنے شہر سے نکال دینے کا بیان	297
232	مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ قرطبیؒ کی وضاحت	298
233	آیت ۸۵ تا ۸۷ ترجمہ لغوی تحقیق، فساد سے کیا مقصود ہے؟ اہل مدین کا ناپ تول میں کمی کرنے کا بیان	299

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
234	اصلاح کے بعد زمین پر فساد برپا نہیں کرنا چاہیے	300
	﴿نواں پارہ﴾	
235	آیت ۸۸ تا ۹۳ ترجمہ، اَلرَّجفَةُ کی لغوی تحقیق	301
236	بلاغت، شعیب علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا	302
237	آیت ۹۴ تا ۹۹ ترجمہ، بَغْتَة کی لغوی تحقیق	303
238	انبیاء کے حالات کے بعد قوموں کے حالات کا تذکرہ	304
239	آیت ۱۰۰ تا ۱۰۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب	305
240	منافق کی مثال کا بیان، قوموں کی تباہی کا تذکرہ	306
241	آیت ۱۰۳ تا ۱۰۸ ترجمہ، ثُعبان کی لغوی تحقیق	307
242	بلاغت، موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بچپن کا تذکرہ	308
243	موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون سے اللہ کے حکم سے نجات دلائی	309
244	موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مخاصمہ اور موسیٰ کے معجزہ کا ذکر	310
245	آیت ۱۰۹ تا ۱۲۲ ترجمہ لغوی تحقیق، فرعون اور اس کے رفقاء کا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غور و فکر	311
246	موسیٰ کا اپنے عصا کو زمین پر ڈالنا اور تمام جادوگروں کا موسیٰ کے رب کو سجدہ کرنے کا عبرتناک منظر	312
247	آیت ۱۲۳ تا ۱۲۶ ترجمہ، خِلَاف کی لغوی تحقیق	313
248	بلاغت، فرعون کی جادوگروں کو وارننگ اور جادوگروں کا اللہ کی طرف جھکاؤ کا بیان	314
249	آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے رفقاء کا صبر سے کام لینے اور صبر کی تلقین کرنے کا بیان	315
250	آیت ۱۳۰ تا ۱۳۷ ترجمہ	317
251	لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، فرعون اور اس کی رعایا کو قحط سالی اور پانچ سزاؤں میں مبتلاء کرنے کا بیان	318
252	آیت ۱۳۸ تا ۱۴۲ ترجمہ، جاوَزْنَا وغیرہ کی لغوی تحقیق، بلاغت	322
253	تناسب، اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو دریائے نیل سے گزارنے کا بیان	323
254	اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی عبودیت سے نجات دلائی	324
255	موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خلوت گزینی کے لئے روانہ ہوئے	325
256	آیت ۱۴۳ تا ۱۴۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، موسیٰ کا اللہ سے ہم کلام ہونے اور تورات سے نوازنے کا بیان	326
257	آیت ۱۴۶ تا ۱۴۷ ترجمہ، یَتَکَبَّرُونَ کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب	328
258	اللہ کی قدیم سنت کا بیان	329
259	آیت ۱۴۸ تا ۱۴۹ ترجمہ، سُقِطَ فِی اَیدِیهِمْ میں بلاغت اور تناسب کا بیان	331

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
260	بنی اسرائیل کا قبطیوں سے سونا لے کر بچھڑا بنانے اور بنی اسرائیل کے پشیمان ہونے کا بیان	332
261	آیت ۱۵۰ تا ۱۵۴ ترجمہ، اَسِف کی لغوی تحقیق اور تناسب	333
262	موسیٰ کا کوہ طور سے واپس بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہونے اور ان کو ڈانٹ پلانے کا بیان	334
263	آیت ۱۵۵ تا ۱۵۷ ترجمہ، اِصرھم کی لغوی تحقیق، موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو منتخب کیا	336
264	آیت ۱۵۸ تا ۱۵۹ ترجمہ، تورات اور انجیل میں نبی کے اوصاف اور انکو پانچ خصوصیات سے نوازنے کا بیان	338
265	آیت ۱۶۰ تا ۱۶۲ ترجمہ	340
266	اِنبَجَسَ کی لغوی تحقیق، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا	341
267	آیت ۱۶۳ تا ۱۶۶ ترجمہ، اَلقِرَدۃ وغیرہ کی لغوی تحقیق، اللہ کا یہودیوں کو ڈانٹ پلانا	342
268	آیت ۱۶۷ تا ۱۷۱ ترجمہ	344
269	تَاَذَّنَ وغیرہ کی لغوی تحقیق، تناسب، بدکردار لوگ اللہ کے عذاب میں گرفتار رہیں گے	345
270	بنی اسرائیل کی انعامات اور مصائب کے ساتھ آزمائش کا بیان	346
271	آیت ۱۷۲ تا ۱۷۴ ترجمہ، ظُھُور کی لغوی تحقیق و تناسب	347
272	اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمانے کے بعد ان سے عہد لیا	348
273	آیت ۱۷۵ تا ۱۷۸ ترجمہ، اِنسَلَخَ اور یَلھَث کی لغوی تحقیق	349
274	بلاغت، بنی اسرائیل سے ایک شخص کی کتے سے تشبیہ کی مثال	350
275	آیت ۱۷۹ تا ۱۸۰ ترجمہ، تناسب	352
276	بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب	353
277	اللہ کے اسماء کے ساتھ ذکر الٰہی میں محو رہنے سے ایمان کو قوت حاصل ہوتی ہے	354
278	آیت ۱۸۱ تا ۱۸۶ ترجمہ	355
279	سَنَستَدرِجُھُم کی لغوی تحقیق و تناسب، حق و صداقت کی جانب دعوت دینے کا بیان	356
280	آیت ۱۸۷ ترجمہ، مُرسٰھا کی لغوی تحقیق، تناسب اور قیامت کے وقوع کا بیان	359
281	آیت ۱۸۸ ترجمہ، تناسب اور منصب رسالت عظیم منصب ہے	361
282	آیت ۱۸۹ تا ۱۹۳ ترجمہ	362
283	لغوی تحقیق، تناسب، بنی آدم کو ایک مرد (آدم) سے پیدا فرمانے کا بیان	363
284	اللہ تعالیٰ کا آدم کو نیک اولاد سے نوازنے کا بیان	363
285	آیت ۱۹۴ تا ۱۹۸ ترجمہ، آذان کی لغوی تحقیق	365
286	تناسب، کفار کے معبود وسائل سے محروم ہیں	366

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
287	معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما کا بتوں کو توڑ دینے کا بیان	367
288	آیت ۱۹۹ ترجمہ، تناسب اور عفو ودرگزر کا بیان	368
289	آیت ۲۰۰ تا ۲۰۲ ترجمہ، نَزْغ کی لغوی تحقیق	369
290	تناسب، شیطان انسان کی قوت غضبیہ، شہویہ کو بھڑکاتا ہے	370
291	آیت ۲۰۳ ترجمہ، تناسب اور قرآن پاک کے تین اوصاف کا بیان	371
292	آیت ۲۰۴ تا ۲۰۶ ترجمہ، اَلْاٰصَالُ اور اَلْاِسْتِمَاعُ کی لغوی تحقیق	372
293	تناسب، قرآن پاک کی تلاوت کو توجہ اور خاموشی سے سننے اور آداب تلاوت کا بیان	373
	﴿سورة الانفال﴾	
294	آیت ۱ تا ۴ ترجمہ، اَلْاَنْفَالُ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	375
295	ایمانداروں کی پانچ خصلتوں کا تذکرہ	376
296	آیت ۵ تا ۸ ترجمہ، یُجَادِلُوْنَكَ کی لغوی تحقیق و بلاغت، غزوہ بدر کے مفصل واقعہ کا تذکرہ	378
297	آیت ۹ تا ۱۴ ترجمہ، بَنَانٍ کی لغوی تحقیق و شان نزول	382
298	مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کرنے کا بیان، اللہ نے مقام بدر میں ایک ہزار فرشتے بھیج کر مسلمانوں کی مدد کی	383
299	علامہ ابن القیمؒ کی وضاحت اور بارش کے چار فوائد کا ذکر جو بدر کے موقع پر ہوئی	384
300	آیت ۱۵ تا ۱۹ ترجمہ	385
301	اَلزَّحْفُ کی لغوی تحقیق، میدان جنگ میں شکست خوردگی کی کیفیت اختیار نہ کی جائے	386
302	آیت ۲۰ تا ۲۳ ترجمہ، اَلدَّوَابُّ کی لغوی تحقیق	387
303	دآبۃ الارض کا تذکرہ، سائنس اور قرآن کے اعجاز پر ایک دلیل کی تفصیل	389
304	جہاد میں اپنی سبھی قوتوں کو استعمال کرنے کا بیان	390
305	فرانسیسی ڈاکٹر اور بحری جہاز کے کپتان کے قرآن پاک کی حقانیت کا اعتراف کرنے کا بیان	391
306	آیت ۲۴ تا ۲۶ ترجمہ	391
307	یَحُوْلُ کی لغوی تحقیق، شان نزول، آپ ﷺ کے قلب مبارک پر قرآن پاک کے نزول کا بیان	392
308	تاریخ اسلام کا پہلا فتنہ عثمانؓ کے خلاف شروع کیا گیا	393
309	حافظ ابن جریرؒ کا بیان	394
310	آیت ۲۷ تا ۲۹ ترجمہ، اَجْرٌ کی لغوی تحقیق	394
311	بلاغت، شان نزول، اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرنے کا بیان	395
312	انسان کا فطری طور پر اولاد سے محبت رکھنے کا بیان، تقویٰ کے حصول کے لئے معرفت ضروری ہے	396

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
313	آیت ۳۰ تا ۳۱ ترجمہ، يَمْكُرُوْا اور أَسَاطِيْرُ کی لغوی تحقیق وتناسب	397
314	کفار مکہ کا آپ ﷺ کو تکالیف سے دوچار کرنے اور دارالندوہ میں اکٹھے ہونے کا بیان	398
315	نبی ﷺ کو مکہ سے نکالنے کا مخفی منصوبہ	399
316	آیت ۳۲ تا ۳۵ ترجمہ، مُكَاءً اور اَلتَّصْدِيَةُ کی لغوی تحقیق، تناسب اور شان نزول	400
317	کفار مکہ کی غیظ وغضب کی کیفیت کا بیان	401
318	آیت ۳۶ تا ۳۷ ترجمہ، حَسْرَةً اور فَيَرْكُمَهُ کی لغوی تحقیق	402
319	تناسب، کفار مکہ کا آپ ﷺ کی دعوت کو روکنے کا حیلہ کرنے کا بیان	403
320	آیت ۳۸ تا ۴۰ ترجمہ، يَنْتَهُوْا کی لغوی تحقیق اور تناسب	404
321	اسلام کا سابقہ تمام گناہوں کے صاف کر دینے اور عمرو بن عاص کے اسلام لانے کے واقعہ کا بیان	405
322	نصرت الٰہی کے اترنے پر یقین رکھنے کا بیان	406
	﴿دسواں پارہ﴾	
323	آیت ۴۱ تا ۴۴ ترجمہ، اَلْغَنَمُ کی لغوی تحقیق	408
324	بلاغت، تناسب اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کا نیز خمس مال کی تقسیم کی حکمت کا بیان	409
325	جنگ بدر کا خلاصہ اور یوم الفرقان سے کون سا دن مراد ہے؟	410
326	آیت ۴۵ تا ۴۶ ترجمہ	411
327	فِئَةٌ اور اَلْقَتْلُ کی لغوی تحقیق، تناسب، علامہ ابن القیم جوزی کا جہاد کے بارے میں پانچ خصوصیات کا ذکر	412
328	آیت ۴۷ تا ۴۹ ترجمہ، بَطَرًا کی لغوی تحقیق	413
329	تناسب، بلاغت اور شان نزول	414
330	ابوسفیان کے بہکانے پر کفار کا بدر مقام کی طرف روانہ ہونے کا بیان	415
331	آیت ۵۰ تا ۵۴ ترجمہ، اَلْحَرِيْقُ اور دَأْبُ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	417
332	تناسب، جنگ بدر میں نبی ﷺ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب	418
333	آیت ۵۵ تا ۵۹ ترجمہ	419
334	تَثْقَفَنَّهُمْ اور فَشَرِّدْ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور فائدہ علمیہ	420
335	تناسب، شان نزول اور کافروں کی دو صفات کا تذکرہ	421
336	آیت ۶۰ تا ۶۴ ترجمہ، اَلْخَيْلُ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب	423
337	دشمن کے مقابلہ میں بھرپور طاقت کا مظاہرہ اور جہاد کیلئے جنگی ساز وسامان تیار رکھنے اور سٹور کرنے کا بیان	424
338	قوت سے مقصود جدید ٹیکنالوجی کے حصول اور اسلام کے اولین بنیادی اصول کا بیان	425

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
339	آیت ۶۵ تا ۶۶ ترجمہ، حَرِّض کی لغوی تحقیق	427
340	تناسب اور جہاد کی ترغیب کا بیان	428
341	آیت ۶۷ تا ۶۹ ترجمہ، یُثْخِنُ کی لغوی تحقیق، شان نزول اور کفار کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا بیان	429
342	آیت ۷۰ تا ۷۱ ترجمہ، اَلاَسْرٰی کی لغوی تحقیق اور جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کا بیان	431
343	آیت ۷۲ تا ۷۵ ترجمہ، وِلاَیَۃ کی لغوی تحقیق، تاخیر و تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے ادبی انداز کا بیان	433
344	تناسب، ایمان دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے تحفظ کے لئے ہجرت کی	434
	﴿سورۃ التوبہ﴾	
345	آیت ۱ تا ۴ ترجمہ، مُخْزِیْ اور بَرَآءَۃٌ کی لغوی تحقیق	437
346	بلاغت، علم نحو کے وضع کے سبب، سورۃ براءۃ کے آغاز پر بسم اللہ ذکر نہ کرنے، وجہ تسمیہ اور مزید ناموں کا بیان	438
347	سورۃ الانفال اور سورۃ براءۃ کے درمیان تناسب	439
348	حافظ ابن کثیرؒ کی وضاحت	441
349	آیت ۵ تا ۶ ترجمہ	442
350	تناسب اور معاہدہ کی مدت ختم ہو جانے پر مناسب اقدام کی اجازت دینے کا بیان	443
351	آیت ۷ تا ۱۰ ترجمہ، اِلًّا کی لغوی تحقیق، تناسب اور بلاغت	445
352	مشرکین سے کون لوگ مراد ہیں؟	446
353	آیت ۱۱ تا ۱۲ ترجمہ، نَکَثُوْا کی لغوی تحقیق اور مشرکین سے مسلمانوں کا دوستانہ نہ رکھنے کا بیان	447
354	آیت ۱۳ تا ۱۵ ترجمہ	448
355	تناسب اور صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑنے کا بیان	449
356	مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت	450
357	آیت ۱۶ ترجمہ، وَلِیْجَۃً کی لغوی تحقیق، تناسب اور منافقین کے سستی کا مظاہرہ کرنے کا بیان	451
358	آیت ۱۷ تا ۱۸ ترجمہ، اَلْمَسَاجِدُ کی لغوی تحقیق	452
359	تناسب، مشرکین کو مساجد آباد کرنے کا کوئی حق نہیں	453
360	بخاری و مسلم میں ایک عورت کا مسجد نبوی میں جھاڑو دینے کا تذکرہ	454
361	آیت ۱۹ تا ۲۲ ترجمہ، بلاغت اور سِقَایَۃُ الْحَاجِّ سے کیا مراد ہے؟ تناسب اور شان نزول	455
362	زیادہ فضیلت والے عمل کا بیان	456
363	آیت ۲۳ تا ۲۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب	458
364	مومنوں کو حکم کہ وہ مشرک والدین اور بھائیوں کو حلیف نہ بنائیں	458

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
365	آیت ۲۵ تا ۲۷ ترجمہ، اَلْمَوَاطِنَ اور حُنَيْنٍ کی لغوی وضاحت اور تناسب	461
366	جنگ ھوازن، اور کفار سے قرابت داری نہ کرنے کا بیان	462
367	عہد نبوت میں کفار کے ساتھ اکیس لڑائیوں کے علاوہ دیگر جنگوں کا مختصر تذکرہ	462
368	جنگ حنین میں صحابہ کرام نے راہ فرار کیوں اختیار کی؟	463
369	آیت ۲۸ ترجمہ، نَجَسٌ اور اَلْعَيْلَةُ کی لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول اور ابن عباسؓ کا قول	465
370	مشرک لوگ پلید ہیں، ان کے عقائد فاسدانہ اور ان کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینے کا بیان	466
371	آیت ۲۹ ترجمہ، اَلْجِزْيَه، صَاغِرُوْنَ کی لغوی تحقیق اور تناسب	467
372	اہل کتاب سے جنگ کرنے کے چار اسباب کا تذکرہ	468
373	آیت ۳۰ تا ۳۳ ترجمہ	469
374	لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، یہودیوں، عیسائیوں سے جنگ کرنے کا بیان	470
375	عدی بن حاتم کے اسلام قبول کرنے کا بیان	470
376	نبی ﷺ کی پیشین گوئیوں کا تذکرہ جو صحیح ثابت ہوئیں	473
377	آیت ۳۴ تا ۳۵ ترجمہ، اَحْبَارٌ اور كَنْزٌ کی لغوی تحقیق	474
378	بلاغت، تناسب، دین اسلام کو تین گروہوں نے زبردست نقصان پہنچایا	475
379	قیامت کے دن سونا چاندی کو آگ میں پھینک دینے اور ابن عباس کا يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ کے بارے میں قول	477
380	آیت ۳۶ تا ۳۷ ترجمہ، اَلدِّيْنُ، اَلنَّسِيْءُ کی لغوی تحقیق اور تناسب	478
381	اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ ہے	479
382	آیت ۳۸ تا ۴۰ ترجمہ، ثَانِيَ اثْنَيْنِ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور شان نزول	481
383	تناسب اور جنگ تبوک کے سبب کا تذکرہ، بظاہر تغافل کیشی کے اسباب اور مجاہد تابعی مفسر قرآن کا قول	482
384	آیت ۴۱ تا ۴۳ ترجمہ، خِفَافٌ اور ثِقَالٌ کی لغوی تحقیق، تناسب	485
385	جہاد کے لئے ہر حال میں گھروں سے نکلنے کا بیان	485
386	آیت ۴۴ تا ۴۶ ترجمہ، فَثَبَّطَهُمْ کی لغوی تحقیق	487
387	بلاغت، تناسب اور جہاد کے لئے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں	488
388	آیت ۴۷ تا ۴۸ ترجمہ، خَبَالٌ کی لغوی تحقیق	489
389	بلاغت، تناسب اور منافقین کے مفاسد کا بیان	490
390	منافقین کا مسلمانوں کے درمیان فتنہ کی آگ کو بھڑکانے کا بیان	491
391	آیت ۴۹ تا ۵۲ ترجمہ، فتنہ سے مقصود جہنم ہے کی بلاغت، تناسب	492

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
392	مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت	493
393	آیت ۵۳ تا ۵۹ ترجمہ، اَلْفَرَق، مَلْجَاً، مَغٰرٰتٍ، مُدَّخَلًا، جِمَاحٌ اور اَللَّمزُ کی لغوی تحقیق و بلاغت	495
394	تناسب اور منافقین کے صدقات وخیرات کو قبول نہ کرنے کا بیان اور شان نزول	496
395	آیت ۶۰ ترجمہ، مفردات کی وضاحت اور مال زکوٰۃ کے مصارف کا بیان	499
396	آیت ۶۱ تا ۶۳ ترجمہ، اَذٰی وغیرہ کی لغوی تحقیق	501
397	بلاغت، تناسب اور شان نزول	502
398	منافقین کا آپ ﷺ کو مذاحیہ پہلو اختیار کرنے کا بیان	503
399	اللہ کے رسولوں کو ایذاء پہنچانے والوں کو دردناک عذاب دینے کا بیان	503
400	آیت ۶۴ تا ۶۶ ترجمہ، یَحْذَرُ کی لغوی تحقیق اور منافقین کے بعض رسوا کن حقائق سے پردہ کشائی کا بیان	504
401	شان نزول	505
402	آیت ۶۷ تا ۷۰ ترجمہ، اَلْمُؤْتَفِكٰتُ کی لغوی تحقیق اور بلاغت	506
403	منافقین کی خباثتوں کا بیان	507
404	آیت ۷۱ تا ۷۲ ترجمہ	509
405	عَدْنٌ کی لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب اور ایمان داروں کو آپس میں تعاون کرنے کا حکم	510
406	آیت ۷۳ تا ۷۴ ترجمہ، جَاهِدْ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب	512
407	منافقین اور کفار سے مضبوط قوت کے ساتھ جہاد کرنے کا بیان	513
408	آیت ۷۵ تا ۷۸ ترجمہ، تناسب اور منافقین کا وعدوں کو توڑنے کا بیان	516
409	آیت ۷۹ تا ۸۰ ترجمہ، اَلْمُطَّوِّعِيْنَ کی لغوی تحقیق	517
410	بلاغت، تناسب اور منافقین کے اوصاف کا بیان	518
411	آیت ۸۱ تا ۸۳ ترجمہ، اَلْمُخَلَّفُوْنَ کی لغوی تحقیق، بلاغت اور تناسب	520
412	منافقین کا جنگ تبوک سے پیچھے رہنے پر خوشی کا اظہار کرنے کا بیان اور علامہ زمخشری کی وضاحت	520
413	آیت ۸۴ تا ۸۵ ترجمہ، تناسب اور شان نزول	522
414	منافقین کی نماز جنازہ ہرگز ادا نہیں کرنی چاہیے اور نبی ﷺ کا عبداللہ بن اُبی کو اپنی قمیص دینے کا سبب	522
415	آیت ۸۶ تا ۸۹ ترجمہ	523
416	اَلطَّوْلُ کی لغوی تحقیق، تناسب اور اصحاب ثروت کا جہاد میں عدم شرکت کے لئے حیلے بہانے تراشنے کا ذکر	524
417	آیت ۹۰ تا ۹۳ ترجمہ، اَلْمُعَذِّرُوْنَ کی لغوی تحقیق	525
418	تناسب، شان نزول اور جنگ تبوک میں منافقین کا معذرت خواہانہ انداز	526

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رشحات فکر

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

جس پروردگار عالم کی ربوبیت ورحمت کا یہ حال ہے کہ اس نے تمہاری زندگی ومعیشت کے لئے ہر طرح کا سروسامان مہیا کر دیا اور کارخانۂ خلقت کی کوئی چیز نہیں جو فیضان وافادہ نہ رکھتی ہو، کیسے ممکن تھا کہ تمہارے جسم کی ہدایت اور پرورش کے لئے تو سب کچھ کر دیتا مگر تمہاری روح کی ہدایت وپرورش کے لئے کچھ بھی نہ کرتا۔

روح کی ہدایت وپرورش کا یہی سروسامان ہے جو وحی وتنزیل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اگر تم کہتے ہو کہ ایسا ہونا ضروری نہیں تو یقیناً تم نے خدا کی صنعتوں اور کاموں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اسے اس منزلت سے گرا دینا چاہا جس کی تمام کائنات ہستی گواہی دے رہی ہے۔

وہ جو زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے کیا تمہاری روح کی موت کو زندگی سے نہیں بدل دے گا وہ جو ستاروں کی روشن علامتوں سے بیابانوں اور سمندروں میں تمہاری راہ نمائی کرتا ہے کیا تمہاری روح کو چھوڑ دے گا؟ کہ بھٹکتی رہے اور اس کی راہ نمائی کے لئے کوئی روشنی نہ ہو، تم اس بات پر تو کبھی متعجب نہیں ہوتے کہ کھیت لہلہا رہے ہیں اور آسمان سے باران رحمت برس رہی ہے پھر اس پر کیوں متعجب ہوتے ہو کہ انسان کی روحانی پرورش کیلئے سامان زندگی مہیا ہے اور خدا کی وحی نازل ہو رہی ہے افسوس تم پر تم نے یہ سمجھ کر اللہ کی رحمت وربوبیت کی بڑی ہی ناقدری کی۔

(ترجمان القرآن ج ۲ ص ۴۵۹)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفکر اسلام علامہ محمد اقبالؒ

کے چند نگارشات قلم

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی، نہ صاحب کشاف

□□□□□

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

□□□□□

یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

□□□□□

تقدیر کے پابند جمادات و نباتات
مؤمن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

□□□□□

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

****

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

بہ بندے صوفی و ملا اسیری
حیات از حکمت قرآں نگیری
بآیاتش ترا کارے جزایں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری

اللہ پاک کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے کہ بندۂ گناہگار تفسیر اصدق البیان کی تیسری جلد کی اشاعت کو منظر عام پر لا رہا ہے بحمداللہ پہلی اور دوسری جلد میں جس محتاط اسلوب بیان کو اختیار کیا گیا اور عربی زبان میں معتمد کتب تفاسیر کی روشنی میں اسے مرتب کیا گیا اس ہی انداز کو اس جلد میں بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے چونکہ پہلی جلد کا مقدمہ متنوع قسم کی معلومات پر مشتمل ہے اب ان معلومات کو شریک اشاعت نہیں کیا گیا اس لئے کہ پہلی جلد کا مقدمہ بحمداللہ ذیل کے عنوانات پر مشتمل ہے: عظمت انسان، اعجاز قرآن، قرآن پاک کے محتویات کا مختصر جائزہ، نزول وحی کا آغاز اور حفاظت قرآن، قرآن پاک میں فصاحت و بلاغت کے چند اسالیب کا بیان، صداقت قرآن، جمع القرآن، علم بدیع کے لحاظ سے اسلوب بیان میں فرق، تلاوت قرآن پاک کے آداب، سخن ہائے گفتنی میں راقم الحروف کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ والحمد اللہ علی ذلک

جب کہ تفسیر کی دوسری جلد کا مقدمہ صرف دو صفحات پر مشتمل ہے اب تیسری جلد میں اللہ پاک کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں اور دسواں پارہ کی تفسیر پیش کی جارہی ہے اس جلد کی ترتیب میں بھی محتاط انداز اختیار کیا گیا ہے جب کہ قرآن پاک ہی اس وقت الہامی کتاب ہے جو عالم بسیط میں انفرادیت کی حامل ہے اگرچہ تورات، انجیل اور زبور بھی الہامی کتابیں تھیں لیکن زمانہ کے دست برد سے ان کا اصل وجود اب ناپید ہے جبکہ قرآن پاک کے تحفظ کی ضمانت خود خالق کائنات نے اپنے ذمہ لی ہے ارشاد ربانی ہے:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹) ''بلاشبہ ہم نے آہستہ آہستہ قرآن پاک کو اُتارا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کا تحفظ کرنے والے ہیں''

یہ مقدس الہامی کتاب آخرالزمان پیغمبر محمد ﷺ پر تقریباً تئیس سال کے عرصہ میں نازل ہوتی رہی، رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی معقول تعداد میں قرآن پاک کے حفاظ دکھائی دیتے ہیں، تاریخ اسلام میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے اور اس سے انکار ممکن نہیں، جب کہ اس کے مندرجات کو عالم بسیط کے ہر خطہ کے لوگوں تک پہنچانا ضروری تھا خوش قسمت ہیں وہ اہل علم جنہوں نے اپنی بساط کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کو اپنی زبان میں پیش کیا اور نہایت محتاط انداز میں پختہ عزم کے ساتھ اپنی قیمتی زندگی کو اس مبارک کام میں صرف کیا، اس وقت نہ صرف عربی زبان میں بلکہ عالم بسیط میں جس قدر مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں ان زبانوں میں نہ صرف یہ کہ اس مقدس کتاب کے تراجم موجود ہیں بلکہ تفاسیر کا ذخیرہ بھی معقول تعداد میں طباعت ہو چکا ہے بالخصوص عربی زبان میں مفسرین کرام رحمہم اللہ نے جو کتب تفاسیر مرتب فرمائیں ان کے مطالعہ سے جہاں علم کی روشنی سے دماغ معطر ہوتا ہے وہاں دل کا ٹکڑا بھی ایمان ویقین کی دولت سے جھومنے لگ جاتا ہے اور مسرت وانبساط کی لہر سے جسم اچھلنے لگ جاتا ہے اور یہ کہ زبان پر مفسرین کی مساعی پر بلا اختیار دعائیہ کلمات گردش کرنے لگ جاتے ہیں, چونکہ قرآن پاک مقدس کتاب، فسیح وبلیغ عربی زبان میں نازل ہوئی تو وہ لوگ جو عربی زبان سے آشنا نہیں ہیں ان کے لئے ان کی زبان میں اس کا ترجمہ وتفسیر کی جانب توجہ ضروری ہے تا کہ قرآن پاک کے مضمرات سے ہر وہ شخص جو اسلام کے دامن میں پناہ گزیں ہو چکا ہے معلومات حاصل کر سکے۔

ذہن نشین فرمائیں نماز ادا کرنے والا شخص نماز ادا کرتے وقت جب اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور اپنی زبان پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کے کلمات لاتا ہے تو اللہ پاک اس بندے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب بندہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ پاک فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثناء کی ہے اور جب بندہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اگر سورۂ فاتحہ اور دیگر دعاؤں کا ترجمہ نماز ادا کرنے والے کو اپنی زبان میں معلوم نہیں تو اس کی سرگوشی تو ثابت نہ ہوئی، اس لئے نماز کا ترجمہ بلکہ قرآن پاک کا ترجمہ اس کی زبان میں معلوم ہونا ضروری ہے وگرنہ اس حدیث کا مفہوم کیا ہوگا؟ راقم الحروف کو چونکہ عربی زبان کے ساتھ سالہا سال سے لگاؤ ہے اس لئے کہ نصف صدی کا زمانہ قرآن پاک، احادیث کی کتب اور دیگر عربی ادب کی کتب کی تدریس میں گزرا ہے اس لئے تفسیر کے اہم کام کے سرانجام دینے کی جرأت کی ہے اور تفسیر کو سات مجلدات میں پیش کرنے کے شرف سے ہم کنار ہونے کا شدید آرزومند ہے چنانچہ تفسیر کی چوتھی جلد کمپوزنگ کے مرحلہ میں ہے اور پانچویں جلد کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اور چھٹی جلد کا مسودہ سورہ روم کے آغاز میں داخل ہے اس کے بعد مزید ایک مجلد میں تفسیر کا یہ مبارک کام تکمیل پذیر ہوگا۔ انشاء اللہ الرحمن

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ تفسیر کے اس مبارک کام کی تکمیل کے لئے دعا فرماتے رہیں نیز یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ نوک قلم پر ایک لفظ بلکہ ایک شوشہ بھی ایسا نہ آنے پائے جو اللہ کی رضا کے موافق نہ ہو اللہ پاک اس مبارک کام کو قبول فرمائے۔ (آمین)

یہ حقیقت ہے کہ تمام پیغمبروں میں سے آخر الزمان پیغمبر محمد ﷺ افضل ہیں اور قرآن پاک میں وضاحت ہے کہ امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے پس امت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا داد عظمت کے مطابق فرائض الٰہیہ کی تکمیل میں کوشاں رہے اور ہر خاندان کا سربراہ اپنے خاندان کا مسئول ہے، بمصداق حدیث نبوی: «اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» ''تم سے ہر شخص اپنے ماتحت افراد کا ذمہ دار اور مسئول ہے'' قیامت کے دن جب ہر شخص کا محاسبہ ہوگا تو مسئول سے بھی اس کے ماتحت زندگی بسر کرنے والے افراد کے بارے میں سوال ہوگا تو اس سوال کا جواب ابھی سے تیار کر لیا جائے اور اپنے ماتحت افراد کی اصلاح کے لئے بھرپور کوشش کی جائے تاکہ میدان حشر میں ندامت سے تحفظ حاصل ہو۔

تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق پر آئندہ رہوں گا انشاء اللہ الرحمن

راقم الحروف فقیر بارگاہ الٰہی
محمد صادق خلیل عفا اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ
وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ
فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ
وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ
مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ
سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ
وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا
يُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف پ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ
تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ
اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع

ترجمہ: اللہ کسی بری بات کو اونچی آواز کے ساتھ (کہنے کو) پسند نہیں فرماتا ہے البتہ مظلوم (کا کہنا معاف ہے) اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر تم اچھے کام ظاہر یا پوشیدہ کرو یا تم کسی غلطی کو معاف کرو، پس بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق ڈالتے ہیں (جبکہ) وہ کہتے ہیں کہ کچھ پیغمبروں پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی راستہ اختیار کریں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو صحیح (معنی میں) کافر ہیں اور ہم نے کفار کیلئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے، یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ان کو ان کی مزدوری عطا فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْجَهْرُ کا مادہ (ج ہ ر) ہے جَهَرَ الشَّيْءَ کسی چیز کا کھل کر سامنے آنا، اَجْهَرَ فُلَانٌ مَا فِي صَدْرِهٖ اس نے اپنے دل کی بات کہہ دی، جَهَرَ بِالصَّوْتِ "اس نے آواز بلند کی" فُلَانٌ عَفِيْفُ السَّرِيْرَةِ وَ الْجَهِيْرَةِ "فلاں شخص اپنے ظاہر باطن کے لحاظ سے پاکیزہ ہے" (لسان القرآن ص ۳۸۱)

تناسب: اس سے پہلی آیات میں کفار اور منافقین کے حالات بیان ہوئے ہیں ان کے عیوب کو واشگاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے اس سے مقصود ان پر حجت قائم کرنا ہے اور ایمان والوں کو ان جیسے اخلاق رذیلہ اپنانے سے ڈرانا ہے ایک مقام میں واضح کیا ہے کہ ان کے دل سخت ہو چکے ہیں اور ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں، ان پر اس انداز سے تبصرہ کرنے کے بعد اللہ پاک ایمان والوں کو مخاطب فرما کر حکم دے رہے ہیں کہ اگر قرآن پاک نے ان کے عیوب کو کھلم کھلا بیان کیا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا ہرگز درست نہیں کہ اگر ایک شخص کسی بات کو مکروہ سمجھتا ہے اور اس کے سامنے کوئی مسلمان اس کا مرتکب ہو رہا ہے تو اسے کھلے انداز کے ساتھ روکنا نہیں چاہیے جس سے اس کی عزت مجروح ہوتی ہو اس طرح کرنے سے خطرہ ہے کہ کہیں اس کے مفاسد دوررس صورت اختیار نہ کر جائیں کہ معاشرہ میں ان کا سد باب کرنا مشکل ہو جائے۔ (المنارج ٦ ص ٢)

تشریح: اللہ پاک ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ معاشرہ میں آپ اپنے رفقاء کے عیوب کو اگر کھلے انداز میں ذکر کریں گے تو خطرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کہیں معاشرہ میں دشمنی اور بغض کی فضا رونما نہ ہو جائے اس کے نتیجہ میں اندیشہ ہے کہیں معاشرہ قتل وغارت کی نذر نہ ہو جائے اور امن وسکون برباد نہ ہو جائے۔مزید برآں جس شخص کے عیوب کو آپ کھلے لفظوں میں ذکر کریں گے تو سننے والوں پر ان باتوں کا خاص اثر رونما ہوگا اور وہ بھی ان برائیوں کے کھلے عام مرتکب ہوں گے نیز ان کے دل سے برائی کے ارتکاب کا خوف ختم ہو جائے گا کہ جب فلاں شخص اتنے گھناؤنے کردار کے باوجود معاشرہ میں آزادی کے ساتھ اپنی خواہشات کی تکمیل کر رہا ہے اور اس پر کچھ قدغن نہیں ہے تو مجھ پر کون پابندی لگا سکتا ہے اور جو لوگ بزدلی کے باعث قتل وغارت، آبروریزی جیسے گناہوں کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں تو ان کے دل میں ان کے لئے نفرت پیدا نہیں ہوتی بلکہ بار بار انسانیت کش واقعات اور آبروریزی کے حوادثات سن کر ان کے دل ودماغ پر برائی کا معمولی سا تصور بھی اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ایک شخص زبان سے ایک کلمہ نکالتا ہے اس کے بارے میں اس کی رائے یہ ہوتی ہے کہ اس کلمہ کا زبان سے نکلنا گناہ نہیں ہے جب کہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس کلمہ کے سبب وہ ستر سال تک دوزخ کی گہرائی میں گرتا چلا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۲۳، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ٦، صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۷، الاحادیث الصحیحہ ح ۵۴۰)

البتہ مظلوم شخص ظالم اور اس کے ظلم کے خلاف معاشرہ میں کھلے انداز کے ساتھ اس کے ظلم کا ڈھنڈورا پیٹ سکتا ہے اور انصاف کا مطالبہ کر سکتا ہے بالخصوص ان لوگوں کے سامنے جو اس کے ساتھ تعاون کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، ایک مرفوع حدیث میں ہے جب آپ ﷺ کی خدمت میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا کہ فلاں شخص اپنا حق طلب کر رہا ہے لیکن اس کو حق مل نہیں رہا ہے وہ اس حالت میں اس شخص کے خلاف اپنا غم وغصہ اتارتا ہوا اس کے خلاف کھلے الفاظ میں اسے مطعون کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کچھ نہ کہو جس نے کسی سے اپنا حق لینا ہوتا ہے اور اسے مل نہ رہا ہو تو اسے اس کے خلاف وضاحت کرنے کا حق حاصل ہے بلکہ کسی حد تک اس کے خلاف نفرت پھیلانا درست ہے۔(صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب ۱۳، سنن نسائی مع التعلیقات کتاب البیوع باب ۱۰۰، صحیح سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات باب ۱۸، صحیح سنن ابی داؤد کتاب الاقضیہ باب ۲۹، ارواء الغلیل ح ۱۴۳۴)

وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا : اللہ پاک کی ذات پر ہرگز کوئی چیز مخفی نہیں ہے کسی شخص کا قول یا عمل یا اس کا ارادہ سبھی کا اللہ کو علم ہے نیز اس کو معلوم ہے کہ فلاں شخص اگر کسی دوسرے شخص کا کھلے بندوں استخفاف کر رہا ہے تو وہ معذور ہے اللہ پاک اس کا مؤاخذہ نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ مظلوم ہے وہ نہ صرف یہ کہ خود کو اس کے ظلم سے تحفظ دینا چاہتا ہے بلکہ کھلے لفظوں میں اس کو تنقید کا نشانہ بنا کر لوگوں کو اس کے ظلم سے بچانا چاہتا ہے اور ظالم کی بھی خیر خواہی کرنا مقصود ہے شائد وہ اس پروپیگنڈا کے سبب اپنے خبث نفس کو ختم کر کے عدل وانصاف کا مقام اپنا لے۔(المنارج ٦ ص ٦)

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا : اے لوگو! اگر تم سب کے سامنے نیکی کا کام کرو گے یا پردے میں کرو گے یا آپ اس شخص کو معاف کر دیتے ہیں جو آپ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا ہے یہ سب اعمال ایسے ہیں جو تمہیں اللہ کے قریب کریں گے اور اللہ کے ہاں تمہارا ثواب اور زیادہ ہوگا اللہ پاک کا وصف ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ سزا دینے پر قادر ہے پھر بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۸۶۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ : ایمان کے دو بنیادی رکن ہیں مکمل شریعت کا انحصار ان دونوں پر ہے اور ان دونوں پر ایمان لانے کے علاوہ ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، ایک اللہ کی ذات پر ایمان لانا اور دوسرا تمام پیغمبروں پر بلا استثناء ایمان لانا جو شخص ان دونوں کا یا ایک کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کرے گا وہ کافر ہے اس کو دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا جہاں آرام میسر نہیں آئے گا۔

خلاصہ: پیغمبروں کا انکار کرنے والے لوگ دو قسم کے ہیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کسی پیغمبر پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ بنیادی طور پر نبوت کے ہی منکر ہیں دراصل یہ لوگ ملحد ہیں جب کہ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو کچھ پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں جیسے یہودی موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں جب کہ عیسائی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت تسلیم کرتے ہیں لیکن محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں ان دونوں فریقوں کے کافر ہونے میں ہرگز شک نہیں ہے یہ لوگ قیامت کے دن عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے ان کے ایمان کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں ہے۔

اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے کچھ چارہ نہیں کہ تمام پیغمبروں کے اوصاف مکمل طور پر محمد ﷺ میں موجود ہیں انہوں نے ایسی کتاب کو پیش کیا جس کا مقابلہ کوئی دوسری کتاب، حتیٰ تورات اور انجیل بھی نہیں کر پائی ہے بالخصوص آپ ﷺ امی تھے لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھے ان میں ہی ان کا بچپن گزرا جوان ہونے پر بھی کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا اس کے باوجود جو کتاب پیش کی اس کی ایک نہایت مختصر سورت کا وہ مقابلہ نہ کر سکے بلکہ عاجز آ گئے پھر آپ ﷺ پر منزل من اللہ کتاب اور دین اسلام کے اصول جو متصل اسانید کے ساتھ اب تک روز روشن کی طرح موجود ہیں جب کہ تورات، انجیل تحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ: جن لوگوں کا اللہ کی ذات اور تمام پیغمبروں پر ایمان ہے اور وہ شریعت محمدی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال کے مطابق انہیں اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اہل کتاب آپ سے درخواست کر رہے ہیں کہ آپ ان پر ایک ہی بار (یک مشت) آسمان سے کتاب پیش کریں جب کہ انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے زیادہ مشکل سوال کیا جب انہوں نے کہا آپ ہمیں اللہ کو ظاہر باہر دکھائیں تو ان کے اس گناہ کے سبب ان پر بجلی گری اس کے بعد انہوں نے گائے کے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا حالانکہ ان کے پاس معجزات آ چکے تھے تو ہم نے (ان کے) اس گناہ کو معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو نمایاں غلبہ عطا کیا۔ اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان پر طور پہاڑ اٹھایا اور ہم نے ان سے کہا تم سجدہ کرتے ہوئے دروازے سے آؤ اور ہم نے انہیں کہا تم ہفتہ (کے دن) زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔

لغوی تحقیق: اَلْعِجْلُ: بچھڑا اس کا مادہ (ع ج ل) ہے اس کا معنی جلدی کرنا ہے، دنیا کو عَاجِلَه کہا جاتا ہے اور بچھڑے کو اَلْعِجْلُ اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ اس میں بھی پھرتی ہوتی ہے، العجلۃ، بیل گاڑی ،قرآن پاک میں ہے ﴿خُلِقَ الإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ (الانبیاء : ٣٧) ''انسان جلد بازی سے ہی بنایا گیا ہے'' (مفردات امام راغب ص ٥٩٨)

شان نزول: اس آیت میں ہی اس کی وضاحت ہے کہ یہودیوں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ہمارے سامنے آسمان کی جانب جائیں اور جب آسمان میں داخل ہوں تو ہم آپ کو دیکھ رہے ہوں پھر جب آپ وہاں سے واپس آئیں تو آپ کے ہاتھوں میں تحریر شدہ کتاب ہو اس میں آپ کے دعویٰ کی تصدیق ہو کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی بار کتاب عطا کر دی گئی ، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ اہل کتاب نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں اللہ کا دیدار کھلے انداز میں کرائیں (اس کی وضاحت سورۃ البقرۃ آیت ٥٥ میں گزر چکی ہے) تو ان کے اس سوال پر آسمان سے آگ نازل ہوئی جس نے انہیں تباہ و برباد کر دیا، اس کا سبب واضح ہے کہ ان کا یہ سوال بے ہودہ تھا اس لئے کہ اللہ کی ذات کی رویت ممکن نہیں البتہ قیامت کے دن جنت والوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جیسا کہ احادیث صحیحہ معتبرہ میں اس کا ذکر ہے۔

تشریح: جب وہ اپنے ظلم کے سبب ہلاک کر دیئے گئے تو اللہ نے انہیں زندہ کیا پھر انہوں نے ان معجزات کا مشاہدہ کیا جن کا تذکرہ سورۃ الاعراف آیت ١٣٣ میں کیا جائے گا، ہم نے ان پر طوفان، مکڑی، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب مسلط کیا پھر بھی انہوں نے احکام الٰہیہ کو تسلیم نہ کیا، مسلسل اعراض کرتے رہے اور انہوں نے نہایت خطرناک قدم اٹھایا جب انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا لیکن ہم نے ان کے اس گناہ عظیم کو بھی معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واضح دلائل سے نوازا، ان کے اس گناہ عظیم پر انہیں حکم دیا کہ جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی ہے وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ : جب انہوں نے تورات کے احکام کے مطابق عمل نہ کیا بلکہ انکار کیا تو اللہ نے ان کے سروں پر پہاڑ لا کھڑا کیا تو بدرجہ مجبوری انہوں نے سجدہ کیا جب کہ وہ اوپر دیکھ رہے تھے کہیں پہاڑ ان پر گر نہ پڑے اور ہم نے انہیں حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کی کیفیت میں داخل ہوں ان کی زبان پر یہ کلمہ ہو کہ اے اللہ! ہمارے گناہ دور فرما، جب کہ ہم نے جہاد نہ کیا اور اس کی پاداش میں ہم تیہ جنگل میں چالیس سال تک حیران پھرتے رہے لیکن اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے وہ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہوئے جب کہ ان کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ ہم گندم کا سوال کرتے ہیں جو خوشوں میں ہو اور ہم نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہفتہ کے دن کی تعظیم کریں اور حرام چیزوں سے کنارہ کش رہیں، ہم نے ان کاموں پر ان سے پختہ عہد لیا لیکن انہوں نے نافرمانی کی اور محرمات کو حلال بنانے کے لئے حیلوں کا دروازہ وا کیا۔ (فتح القدیر ج ١ ص ٥٣، اس کی تفصیل سورۃ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں نیز سورۃ البقرہ میں بھی تفصیل پہلے گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾

ترجمہ: پس ان کی عہد شکنی اور ان کا اللہ کی آیات کا انکار کرنے اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے اور ان کی اس بات کے کہنے کے سبب کہ ہمارے دل پردے میں ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر ثبت کر دی ہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے البتہ قلیل لوگ۔ اور ان کے کفر کے سبب اور ان کا مریم پر بہت بڑا بہتان باندھنا۔ اور ان کے کہنے کے سبب کہ بے شک ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کیا (حالانکہ) وہ (واقعی) اللہ کے پیغمبر تھے اور انہوں نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ انہوں سے اسے صلیب پر لٹکایا ہے البتہ ان پر (معاملہ) مشتبہ رہا اور بلا شبہ جن لوگوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا وہ اس کی کیفیت کے بارے میں شک میں ہیں، ان کا اس کے بارے میں یقین نہیں ہے البتہ (وہ) ظن کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی جانب اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب سے کوئی فرد نہیں مگر وہ اس کی موت سے پہلے یقیناً اس پر ایمان لائے گا اور قیامت کے دن عیسیٰ ابن مریم ان پر گواہ ہوں گے۔

لغوی تحقیق: نَقض کھولنا اس کی ضد اِبرَام ہے اس کا مفہوم پختہ عہد کرنا ہے، غُلفٌ کا واحد اَغلَف ہے جس چیز کو کسی دوسری چیز نے ڈھانپ رکھا ہے اس کی وجہ سے اس کی معرفت حاصل کرنا ممکن نہیں چنانچہ عربی زبان میں جس شخص کا ختنہ نہیں ہوا اس کو اَغلَف اور اس کے مخالف کو مَختُون کہا جاتا ہے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۴۸۰)

تشریح: یہودیوں کے جرائم کو واضح انداز میں پیش کیا جارہا ہے جن کے سبب وہ مغضوب اور ملعون قرار دیئے گئے، اب پہلی تین آیات میں ان کے جرائم کو شمار کرنا مقصود ہے:-

(۱) انہوں نے عہد شکنی کی بالخصوص انہوں نے تورات کے احکام کے مطابق عمل کرنے کا عہد کیا لیکن اس پر بھی وہ قائم نہ رہے۔

(۲) انہوں نے احکام الٰہیہ کو تسلیم نہ کیا کفر پر براجمان رہے نیز اللہ کے بندے عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے پیغمبر تھے اور محمد ﷺ پر جو احکام نازل کئے گئے ان کو تسلیم نہ کیا۔

(۳) مزید برآں انہوں نے اپنی بربریت اور شقاوت قلبی کا ثبوت فراہم کیا جب انہوں نے زکریا، یحییٰ علیہما السلام کے علاوہ بھی کثرت کے ساتھ ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا جن کے ساتھ مضبوط معاہدہ کر رکھا تھا۔

(۴) انہوں نے اسلام کی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہوئے گستاخی کے انداز میں کہا ہمارے دل پردے میں ہیں وہ ہرگز اسلام کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔

اللہ پاک نے ان کے اس ادّعا کو غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کے دل ہرگز پردے میں نہیں ہیں دراصل ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیا ہے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں اس کے نتیجہ میں وہ نہ صرف اعتقاد کے لحاظ سے بلکہ قول اور عمل کے لحاظ سے بھی حق وصداقت کو قبول نہیں کر رہے ہیں۔

فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا : ان کا ایمان محدود ہے جس کا اعتبار نہیں ہے جب کہ وہ موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور تورات اور زبور کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔

وَ بِکُفْرِهِمْ : انہوں نے نہ صرف یہ کہ محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا بلکہ مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان باندھا جس کا سننا گوارا ہی نہیں، عقل اس کے تسلیم کرنے سے نہ صرف یہ کہ انکار کرتی ہے بلکہ نفسیاتی طور پر اس گھناؤنے الزام سے حیرت واستعجاب دامن کو تھام لیتا ہے جب انہوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا (نعوذ باللہ من ذلك)

اللہ پاک نے ان کے گناہوں کے سبب بالخصوص پاک دامن عذراء پر بہتان عظیم لگایا جس کے سبب اللہ نے ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیا ہے، اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے اس گناہ کی پاداش میں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ذلت سے ہم کنار ہوئے۔

وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ : ان کی زبان سے ان کلمات کا صادر ہونا کس قدر جرأت مندانہ اقدام ہے اور ان کی بے حیائی بے شرمی بلکہ اللہ کی آیات کے ساتھ استہزاء کی کس قدر دیدہ دلیری کی زندہ مثال ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا پیغمبر باور کر رہے ہیں اس کے باوجود اپنے جرم کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم نے اسے قتل کیا اگر چہ ان کا انہیں پیغمبر کہنا استہزاء پر مبنی تھا جب کہ عیسائیوں نے تو انہیں الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا، اللہ پاک ان کے اس ادعا کو جھوٹ قرار دے رہے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ہر گز موت کے گھاٹ نہیں اتارا ہے نہ انہیں قتل کیا گیا نہ وہ صلیب پر لٹکائے گئے، اس قسم کا کوئی واقعہ ہر گز ظہور پذیر نہیں ہوا یہ غلط پروپیگنڈا ہے جسے پھیلایا گیا ہے حقیقت کا اس میں ذرہ بھر وجود نہیں ہے۔

دراصل عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انہیں اشتباہ ہوا انہوں نے سمجھا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا یا صلیب پر لٹکا دیا جبکہ حقیقت یہ نہیں، کسی دوسرے شخص کو انہوں نے صلیب پر لٹکایا، اس قسم کے شبہات کا وقوع پذیر ہونا ممکن ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔

بعض اوقات ایک شخص کی وفات کی خبر کسی لڑائی میں شرکت کے سبب نشر کر دی جاتی ہے خبر یقینی نہیں ہوتی کچھ عرصہ بعد وہ شخص جس کی خبر نشر کی گئی تھی کہ وہ فلاں جنگ میں قتل ہو گیا ہے وہی شخص خود اس خبر کو غلط قرار دیتا ہے اور اپنے زندہ ہونے کا اعلان کر دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ تو خرقِ عادت واقعات سے ہے کہ اللہ پاک عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے دشمنوں کے نرغے سے تحفظ عطا فرمایا کسی دوسرے شخص کو وہی شخص سمجھ کر دشمنوں نے اسے صلیب پر لٹکایا جب کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کی مدد کے ساتھ وہاں سے زندہ سلامت آسمانوں پر اٹھا لئے گئے، پھر انجیل میں بھی وضاحت موجود ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے تحفظ عطا کیا تو وہ کہاں ہیں؟ اس کا جواب واضح ہے کہ اللہ نے ان کو آسمانوں پر اٹھایا اس کی تفصیل سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۵۵ اذ قال اللہ یا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (المراغی ج ۲ ص ۳۵۲)

عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بارے میں اور قیامت کے قائم ہونے سے پہلے آخر زمانہ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے اور ان کے ایک اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دینے کی احادیث کثرت کے ساتھ وارد ہیں، علامہ ابن کثیر نے بخاری، مسلم، مسند احمد بن حنبل، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ سے احادیث ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بلاشبہ عیسیٰ بن مریم تم میں عادل حکمران کی حیثیت میں نزول فرمائیں گے وہ صلیب کو نابود کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، ٹیکس کو ختم کریں گے ان کے دور میں مال میں فراوانی ہو گی کوئی شخص مال لینے کے لئے تیار نہ ہوگا، اس دور میں ایک رکعت نماز کا مقام دنیا و مافیھا سے زیادہ بہتر سمجھا جائے گا وہ نازل ہونے کے بعد حج، عمرہ کی ادائیگی فرمائیں گے، چنانچہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں کہ اس دور کے سبھی اہل کتاب ان کے نزول کے بعد ان پر ایمان لائیں گے۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۴۹، کتاب المظالم باب ۳۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۶۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۳۳، صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۴۵، صحیح ابوداؤد کتاب الملاحم باب ۱۴ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۸۷۹)

بخاری سے مروی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت تمہارا خلیفہ یعنی مہدی علیہ السلام تم میں موجود ہوں گے وہ زمین پر چالیس سال زندہ رہیں گے پھر موت سے ہم کنار ہوں گے مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے ان سے پہلے دجال کا فتنہ رونما ہو چکا ہوگا جب دجال ان کو دیکھ پائے گا تو وہ یوں ختم ہو جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں ختم ہو جاتا ہے وہ اسی کیفیت میں نہیں رہے گا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے ہاتھ کیساتھ قتل کریں گے تفصیل تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۸۸۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۴۹، ابی داؤد کتاب الملاحم باب ۱۴، ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۳۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۰)

وَاِن مِّن اَھلِ الکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤمِنَنَّ بِهٖ قَبلَ: اس آیت مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ اہل کتاب کے جس فرد پر بھی موت کا وقت آتا ہے اس کے سامنے حق واضح ہو جاتا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لاتا ہے اس کو اللہ کا بندہ اور رسول باور کرتا ہے اس کو اللہ اور اللہ کا بیٹا نہیں سمجھتا ہے، لیکن اس اقرار سے انہیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا پھر قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہی دیں گے ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں:-﴿مَا قُلتُ لَهُم اِلَّا مَآ اَمَرتَنِی بِهٖٓ اَنِ اعبُدُوا اللّٰهَ رَبِّی وَ رَبَّکُم وَ کُنتُ عَلَیهِم شَهِیدًا مَّا دُمتُ فِیهِم﴾ (المائدہ: ۱۱۷) ''میں نے ان سے نہیں کہا البتہ وہ بات کہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا''۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر پیغمبر قیامت کے دن اپنی امت پر گواہی دے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ﴿فَکَیفَ اِذَا جِئنَا مِن کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَّجِئنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیدًا﴾ (النساء: ۴۱) ''پس کیا کیفیت ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان پر گواہ لائیں گے''۔

بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ موت کے وارد ہونے سے پہلے آخرت میں اپنی منازل اور مراتب کے بارے میں معلوم کر لیتے ہیں نیکوکاروں کو اللہ کی خوشنودی کی بشارت دی جاتی ہے اور بدکردار لوگوں کو اللہ کے عذاب اور اس کی سزا سے آگاہ کر دیا جاتا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے مومن شخص جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اللہ کی جانب سے اس کے توقیر و احترام کی خوشخبری مل جاتی ہے لیکن کافر شخص جب موت سے ہم کنار ہونے کے قریب ہوتا ہے تو موت کے وقت اسے اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی سے مطلع کر دیا جاتا ہے اس حقیقت کی مؤید وہ روایت ہے جو اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ اہل کتاب سے جو شخص موت سے ہم کنار ہوتا ہے اس کی روح اس کے جسم سے نکلنے سے پہلے فرشتے اس شخص کو مسیح علیہ السلام کی حقیقت سے مطلع کر دیتے ہیں لیکن ان کے بتانے کے انداز میں اس شخص کے نظریہ کے خلاف شدید انکار اور اس کے نظریہ کی قباحت پر ڈانٹ پلائی جاتی ہے۔

(تفسیر المراغی ج ۲ ص ۱۶، صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۴۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۱ صحیح ترمذی کتاب الجنائز باب ۶۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع

ترجمہ: پس اس ظلم کے سبب جو یہودیوں سے (سرزد) ہوا ہم نے ان پر پاکیزہ چیزوں کو بھی حرام کر دیا جو ان کے لئے حلال تھیں اور اس سبب سے کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا۔ اور ان کے سود لینے (کے سبب) جب کہ انہیں اس سے روکا گیا تھا اور (اس سبب سے) کہ انہوں نے لوگوں کا مال ناحق کھایا اور ہم نے کفار کے لئے درد ناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ لیکن اہل کتاب سے جو لوگ علم میں پختہ ہیں اور وہ ایمان دار ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جسے آپ کی جانب اتارا گیا اور جسے تجھ سے پہلے اتارا گیا اور (ہم) ان لوگوں کی (تعریف کرتے ہیں) جو نماز کو قائم رکھنے والے ہیں اور (اسی طرح) زکوۃ ادا کرنے والے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے ہیں ان لوگوں کو ہم جلد بہت بڑے ثواب سے نوازیں گے۔

علمی نکتہ: وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ جملہ میں اَلْمُقِيْمِيْنَ کی حالت نصبی ہے جبکہ اس سے پہلے اور بعد والے سبھی موصوف کی حالت رفعی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ تمام اوصاف مستحسنہ سے افضل وصف نماز کی اقامت ہے جب نماز کی ادائیگی میں اکمال موجود ہو اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات کی کیفیت میں ادا کی جائے تو یہ ایسا وصف ہے جس کے سبب ایمان راسخ اور مزید اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

تناسب: قبل ازیں یہودیوں کی بداعمالیوں کو بیان کر کے ان کی ذلت اور کمینگی کو نمایاں کیا گیا ہے جبکہ ان آیات میں ان کے جرائم کے سبب ان پر دنیا، آخرت میں سخت رویہ اختیار کیا گیا ہے کہ انکے ظلم کی وجہ سے ان پر ایسی پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دیا گیا جو کہ ان کیلئے پہلے حلال تھیں۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ عبداللہ بن سلام، اسید بن ثعیہ اور ثعلبہ بن سعید علماء کرام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب انہوں نے یہودیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا۔ (المراغی ج ۲ ص ۱۹)

تشریح: اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی ایسا قبیح فعل ہے جس کے سبب نہ صرف یہ کہ بعض دنیوی نعمتوں سے محرومی حاصل ہوتی ہے بلکہ آخرت کی نعمتوں سے تو مکمل طور پر محرومی مقدر ہو جاتا ہے چنانچہ یہودیوں کے ظلم کے سبب وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے جب کہ دنیا میں بھی انہیں پاکیزہ چیزوں کے فوائد سے محروم کر دیا گیا سورہ انعام میں ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں، ﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ (الانعام ۱۴۷) ''اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والے جانوروں کو حرام قرار دیا اور گائے اور بکری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ان دونوں کی چربی کو ان پر حرام قرار دیا سوائے اس چربی کے جس کو ان دونوں اقسام کی کمر نے اٹھا رکھا ہے یا انتڑیوں نے یا جو چربی ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس طرح ہم نے ان کو ان کے ظلم کے سبب بدلہ دیا اور بلاشبہ ہم درست کہتے ہیں''۔

یہودیوں نے نہ صرف یہ کہ حق وصداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ اللہ کے کلام میں تحریف کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ رشوت لے کر محرمات کو حلال گردانا، مزید سود جیسے ملعون کاروبار کو جائز قرار دیا جب کہ انہیں اس سے روکا گیا تھا اس سے بھی زیادہ انہوں نے لوگوں کے مال پر غاصبانہ قبضہ کیا رشوت کے بازار کو گرم رکھا ناجائز ذرائع سے مال کی تحصیل میں پاگل بنے رہے ان کی ان بدکرداریوں کے سبب وہ پاکیزہ حلال چیزوں سے محروم کر دیئے گئے اور ان کے انسانیت سوز کردار کے سبب ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کیا جب کہ انہیں دنیا میں توبہ کی توفیق میسر نہ آئی اور وہ اسی حالت میں موت سے ہم کنار ہوئے۔

البتہ یہودیوں میں بھی کچھ ایسے اہل علم موجود ہیں جنہیں علم میں رسوخ حاصل ہے جس طرح کہ امت محمدیہ میں بھی ایسے اہل علم موجود ہیں جو نہ صرف اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی جب کہ اجمالی طور پر ان کتب پر بھی ان کا ایمان ہے جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کی گئیں ان کے ان اوصاف کیساتھ ساتھ ان میں خصوصیت کیساتھ یہ وصف راسخ ہے کہ وہ نمازوں کو شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں، ادائیگی میں مداومت کا پہلو بھی موجود ہے اور اللہ کی شان ربوبیت کا تصور اور اس کی عظمت کا اعتراف ان کے دل ودماغ پر مستوی رہتا ہے خشوع خضوع کی کیفیت انہیں زیادہ سے زیادہ اللہ پاک کی ذات بے مثال کی بارگاہ میں پہنچا دیتی ہے اس کیساتھ ساتھ وہ مالی عبادت میں بھی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں ان کا ایمان اللہ پاک کی ذات اور قیامت کے دن پر پختہ ہے ان اوصاف کیساتھ موصوف لوگوں کو ہم عظیم ثواب سے نوازیں گے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ
هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ
رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ
اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾

ترجمہ: (اے محمد!) بے شک ہم نے آپ کی جانب وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح کی جانب اور اس کے بعد پیغمبروں کی جانب وحی کی اور (اسی طرح) ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور (ان کی) اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور ھارون اور سلیمان (پیغمبروں کی جانب) وحی کی اور ہم نے داؤد پیغمبر کو زبور (کتاب) عطا کی۔ اور (اسی طرح ہم نے) پیغمبروں کو (بھیجا جن کے واقعات کو) ہم نے آپ پر اس سے پہلے بیان کیا اور کچھ پیغمبر (ایسے ہیں) جن کے واقعات ہم نے آپ کو نہیں بتائے اور اللہ نے موسیٰ سے ٹھیک طرح گفتگو فرمائی۔ (ہم نے) پیغمبروں کو (بھیجا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں (کے بھیجنے) کے بعد الزام نہ ہو اور اللہ غالب ہے دانائی والا ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس (حق کے) بارے میں جس کو اللہ نے آپ کی جانب بھیجا اللہ نے اسے اپنے علم کے ساتھ بھیجا اور فرشتے (بھی) گواہی دیتے ہیں اور اللہ گواہ کافی ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْوَحیُ سری مخفی بات کو کہتے ہیں چنانچہ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کی جانب وحی فرمائی اس سے بھی مقصود انہیں دین اور دیگر معاملات کے بارے میں معلومات فراہم کرنا تھا، وحی بالواسطہ اور وحی بلاواسطہ دونوں طرح ثابت ہے لیکن الہام سے مقصود وجدان ہے، جس سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے غیر شعوری طور پر مطلب کی جانب راہ نمائی ہوتی ہے جیسے بھوک، پیاس، غم، خوشی کے وجدان سے ہر شخص ہم کنار ہوتا ہے، اَلاَسباط کا واحد سِبطٌ ہے مقصود یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے (المنارج ٦ص ٦٨)

زبور: اللہ پاک نے جن کتابوں کو انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ان میں سے ایک کا نام زبور ہے جسے اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام پر نازل فرمایا۔

قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ: اللہ پاک نے آپ ﷺ پر پیغمبروں کے واقعات کو بیان کیا سورہ انعام میں اٹھارہ پیغمبروں کے واقعات ہیں اور دیگر سورتوں میں سات پیغمبروں کا ذکر ہے جن میں پیغمبر محمد، ہود، شعیب، صالح، ذوالکفل، ادریس اور آدم علیہم السلام ہیں۔

حُجَّةٌ: کا معنی دلیل ہے لیکن یہاں اس سے مقصود عذر پیش کرنا ہے۔

تشریح: مسلسل اہل کتاب کا تذکرہ ہو رہا ہے ان کے بارے میں اللہ پاک نے بیان کیا کہ وہ اللہ اور اس کے پیغمبرون کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں بعض پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اس کا ذکر کرنے کیساتھ ساتھ ان کے عناد اور نبی ﷺ کیساتھ ان کی دشمنی سے بھی آگاہ کیا جب انہوں نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان پر ایک ہی بار آسمان سے کتاب اتاریں اللہ پاک نے ان کے اس مطالبہ کے ذکر کے بعد واضح کیا کہ آپ ﷺ انکے اس مطالبہ پر حیران نہ ہوں اسلئے کہ آپ ﷺ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی ٹیڑھے سوالات کئے گئے ان لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا ان کی والدہ پر بہتان لگایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں پیغمبروں کیساتھ دشمنی کا داعیہ بہت تیز ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یقیناً آپ ﷺ کو برا بھلا نہ کہتے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انہیں آپ کو پیغمبر تسلیم کرنا چاہیے تھا اس لئے کہ آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل دیگر پیغمبروں سے زیادہ واضح اور مضبوط ہیں ان پر تو یہ ایمان لے آئے، کلام کو مختصر کرتے ہوئے بیان کیا کہ انکا جھگڑا صرف وحی کے بارے میں ہے اور وحی سے مقصود اللہ کا پیغام ہے اگر یہ لوگ پہلے پیغمبروں کی نبوت کو صحیح سمجھتے تو پھر انہیں آپ ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ (المراغی ج٦ص ٣٥٦)

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ: سے مقصود وہ پیغمبر ہیں جن کو ایسے لوگوں کی جانب بھیجا گیا جن کی تاریخ سے اہل کتاب بھی بے خبر ہیں اور کفار مکہ کو بھی ان کا علم نہیں ہے ان سے مطلع کرنے میں فائدہ نہ تھا ان کے واقعات کو بطور عبرت کے بیان کیا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ (فاطر: ٢٤) ''کوئی گروہ نہیں گزرا مگر ان کے پاس ڈرانے والا آیا''

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا: موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت کا تذکرہ ہے دیگر انبیاء علیہم السلام کی جانب وحی کی گئی جب کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک نے گفتگو فرمائی لیکن اس کی حقیقت سے ہم آشنا نہیں ہیں بلکہ ہم آپس میں گفتگو کرتے وقت بھی گفتگو کی اصل حقیقت کو نہیں جانتے ہیں کہ فضا میں ہوائی ذرات آوازوں کو کانوں تک کیسے پہنچاتے ہیں؟ چہ جائیکہ ہم اللہ کے کلام کی حقیقت کی معرفت سے آشنا ہوں، ذہین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشین فرمائیں انبیاء علیہم السلام کی جانب وحی کا نام کلام کرنا ہے اور کلام کا نام وحی ہے ارشاد ربانی ہے:-

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ (الشوریٰ:۵۱) ''اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس کے ساتھ ہم کلام ہو مگر اشارہ کے ساتھ یا پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیجے تو وہ اللہ کی اجازت کے ساتھ اس چیز کی وحی کرے جو اللہ چاہے بلاشبہ اللہ اونچے مرتبے والا حکمت والا ہے''

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ : اللہ پاک نے پیغمبروں کو بھیجا تا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ کی خوشنودی کی خوشخبری دیں جو ایمان سے بہرہ ور ہوئے اور اللہ اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کرتے رہے، ظاہر ہے اگر اللہ پاک پیغمبروں کا سلسلہ جاری نہ فرماتا تو لوگ عذر پیش کر سکتے تھے کہ ہمیں علم ہی نہیں تھا کہ فلاں گناہ کا کام ہے ان کے عذر کو ختم کرنے کے لئے اللہ پاک نے سلسلہ جاری فرمایا ارشاد ربانی ہے:﴿وَلَوْلَا اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (القصص:۴۷) ''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کو سزا پہنچے گی اس وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا چنانچہ وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! تو نے ہماری جانب کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم تیری آیات کی تابعداری کرتے اور ہم مسلمانوں میں شمار ہوتے؟''

حقیقت یہ ہے دین اسلام اللہ پاک کا وضع کردہ قانون اور شریعت ہے عقل کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں صرف وحی الٰہی سے ہی اس کی معرفت ممکن تھی، اسلام تو دین فطرت ہے تزکیہ نفس کے لئے اسلام کے اصولوں پر گامزن رہنا ضروری ہے اس کے نتیجہ میں ان لوگوں کو ہمیشہ کی آرام دہ زندگی حاصل ہوگی جو مستعار دنیوی زندگی میں صراط مستقیم پر گامزن رہے لیکن جو لوگ حق وصداقت کے واضح ہونے کے بعد بھی اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزارتے ہیں انہیں قیامت کے دن مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہوگا اور احکام الٰہیہ کی مخالفت کے سبب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ : اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو مخاطب فرماتے ہوئے آگاہ کر رہے ہیں یہودیوں کا آپ کی نبوت کو تسلیم نہ کرنا، اس سے آپ کو کچھ گزند نہیں پہنچ سکتی جبکہ اللہ پاک اس وحی کے بارے میں خود گواہی دے رہے ہیں کہ اس نے آپ پر وحی نازل کی، آپ یقین کے وصف کیساتھ خود کو موصوف رکھیں، پائے ثبات میں تزلزل نہیں آنا چاہیے اس لئے کہ آپ کی جانب نازل کردہ وحی قرآن پاک اور اس کی وضاحت ایسا علم ہے جس کا مقابلہ کرنے سے بھی انسان عاجز ہیں، معلوم ہوا اگر اس میں حقانیت نہ ہوتی تو لوگ ضرور اس کے مقابلہ کیلئے میدان میں نکلتے ہرگز اپنے عجز و درماندگی کا اظہار نہ کرتے، مزید برآں اللہ پاک نے ان لوگوں کو فتح ونصرت کی بشارت دی جو آپ کے ارشادات کی پیروی کریں گے اور آپ کی مخالفت کرنے والے ذلیل ہوں گے، ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ : نیز فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں جبکہ آپ کی جانب شریعت کو لے کر نازل ہونے والا فرشتہ جبریل امین ہے اس کا شمار ان فرشتوں سے ہوتا ہے جن کا مقام بہت اونچا ہے اور فرشتے جہاں ایمان والوں کیلئے دعا کرتے ہیں وہاں کفار کے ساتھ لڑائی میں ایمانداروں کی معاونت بھی کرتے ہیں چنانچہ غزوہ بدر میں صحابہ کرام کو فرشتوں کی معاونت حاصل تھی ارشاد ربانی ہے:﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ﴾ (الانفال:۱۲)

''اس وقت کہ تیرے پروردگار نے فرشتوں کی جانب وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو میں کفار کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں خوف ڈال دوں گا پس تم اے مسلمانوں! گردنوں کے اوپر مارو اوران کے ہاتھ کے ہر کنارے اور پوروں پر مارو''۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا: جب اللہ پاک نے دلائل کو واضح فرمایا، صراط مستقیم سے مطلع فرمایا، تو اللہ کی گواہی سے زیادہ سچی گواہی اور کیا ہوسکتی ہے؟ ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلْ اَىُّ شَىْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللّٰهُ ۖ شَهِيْدٌۢ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ وَاُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:١٩) ''آپ کہیں گواہی کے بارے میں کون سی گواہی سب سے بلند ہے آپ کہیں اللہ میرے اور تمہارے درمیان بہتر گواہ ہے اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ میں تمہیں اس کیساتھ ڈراؤں اوران کو جن تک قرآن پہنچ جائے''

(المراغی ج٢ص٢٣)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

ترجمہ: یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا، وہ دور گمراہی میں چلے گئے۔ بلاشبہ جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے ظلم کیا اللہ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا اور نہ انہیں کسی راہ کی راہ نمائی کرے گا۔ البتہ دوزخ کا راستہ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے پیغمبر دین حق لے کر آیا پس تم ایمان لاؤ تمہارے لئے ایمان لانا بہتر ہوگا اور اگر تم کافر ہو جاؤ گے پس بے شک اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

فائدہ علمیہ: ﴿فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ﴾ اس جملہ کی ترکیب میں نحویوں کی رائے میں اختلاف ہے صحیح قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل ﴿فَاٰمِنُوْا يَكُنِ الْاِيْمَانُ خَيْرًا لَّكُمْ﴾ ہے تم ایمان لاؤ تمہارا ایمان لانا تمہارے لئے بہتر ہے گویا کہ فعل محذوف یکن کا اسم ایمان ہے اور اس کی خبر خَيْرًا لَّكُمْ ہے۔ (اعراب القرآن ج٣ص٢٥٠)

تناسب: گذشتہ آیات میں رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا اثبات نہایت پختہ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ خود اللہ پاک آپ کی نبوت کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں اور جس کتاب کو آپ کی جانب نازل کیا گیا ہے اس میں اعجاز موجود ہے مخلوق میں سے ہرگز کوئی شخص اس جیسی کتاب نہیں لا سکتا اس مناسبت سے ان لوگوں کو ڈرانا مقصود ہے جو اس قسم کے اعجاز سے بھرپور کتاب کا انکار کرتے ہیں اور کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کے اصرار کا نتیجہ اور انجام یہ ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ (المنار ج٦ص٧٧-٧٨)

تشریح: بلاشبہ جو لوگ کافر، ظالم ہیں جیسا کہ یہودیوں کا بھی یہی حال ہے اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا انہیں سیدھا جہنم میں گرائے گا اس کے علاوہ انہیں کسی جانب نہیں لے جائے گا دراصل اللہ کی سنت ہے کہ اس کے بندوں میں سے جس شخص کا کفر عناد کا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کفر کے ساتھ ساتھ اس میں ظلم کا قبیح وصف بھی موجود ہے اس میں ہدایت قبول کرنے کی استعداد باقی نہیں رہتی ہے وہ دوزخ کی جانب رواں دواں رہتا ہے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگوں کو دوزخ میں نہ گرائے اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کے اندر نہ رکھے بلکہ اس کے لئے تو بہت آسان ہے۔

اس کے بعد تمام لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے اس میں مشرکین اہل کتاب بھی شامل ہیں کہ تم آخر الزمان پیغمبر ﷺ پر ایمان لاؤ جو خاتم النبیین ہیں جس نے تمہارے سامنے دین حق کو پیش کیا ہے اگر تم نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا، تم نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی تو یقین رکھو آسمان و زمین بلحاظ پیدا کرنے کے اللہ کے تصرف میں ہیں ان پر اس کی بادشاہت ہے وہ ذات تمہیں عنقریب تمہارے کفر اور گمراہی اختیار کرنے پر جہنم میں داخل کرے گا، یاد رکھیں جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ کرے گا وہ (اللہ) اس کو جنت میں داخلہ دے گا اور کفار کو ان کی بد اعمالیوں کے سبب دوزخ میں گرائے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ نیکو کار کو دوزخ میں گرائے اور بدکار، اللہ کا انکار کرنے والے کو جنت میں جگہ عطا کرے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۴۸۷)

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع

ترجمہ: اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور تم اللہ کے بارے میں نہ کہو مگر درست بات، چنانچہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کا کلمہ ہے اللہ نے اس کلمہ کا مریم کی جانب القاء کیا اور اللہ کی جانب سے روح ہے، پس تم اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، تم (اس قسم کی گفتگو سے) باز آجاؤ (تمہارا اس گفتگو سے باز رہنا) تمہارے لئے بہتر ہوگا بلاشبہ اللہ ہی صرف ایک معبود ہے وہ پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ کافی ہے کارساز۔

لغوی تحقیق: اَلْغُلُوُّ سے مقصود کسی چیز کا اس کی حد سے تجاوز کرنا، اَلْمَسِیْحُ اس کا اصل ممسوح ہے عیسیٰ ... کا لقب مسیح اس لئے ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہے بلکہ اس کا بدن میل کچیل سے پاک ہے، کَلِمَتُهٗ سے مقصود وہ پیغام ہے جس کے ساتھ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو پہنچائیں مقصود خوشخبری ہے۔ (ابن جریر ج ۶ ص ۴۷)

شان نزول: ان آیات کا نزول بالخصوص عیسائیوں کے جھگڑے کے بارے میں ہوا جبکہ اس سے پہلے یہودیوں نے عیسیٰ کی اہانت کی بلکہ اسے کافر قرار دیتے ہوئے کھل کر میدان میں آ گئے یہودیوں نے تفریط کی بھی راہ اختیار کی، اسے ولد الزنا قرار دیا جبکہ عیسائیوں نے غلو اختیار کرتے ہوئے اسے اللہ، اللہ کا بیٹا، اللہ کا جز قرار دیا اور تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا مشرکانہ شاخسانہ کھڑا کر دیا یہودیوں کے الزامات کے رد کے بعد عیسائیوں کے غلو کو باطل قرار دیتے ہوئے اللہ پاک فرما رہے ہیں۔ (المنار ج ۶ ص ۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں حق وصداقت سے تجاوز کرنے سے روکا ہے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہو اس لئے کہ اللہ کی ذات اولاد سے پاک ہے، تم وہی بات کہو جو درست ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام مریم علیہا الصلوۃ و التسلیمات کے بیٹے ہیں اللہ پاک نے انہیں اپنی مخلوق کی جانب پیغمبر کی حیثیت میں بھیجا ہے، اس کو مسیح کا لقب اس لئے عطا ہوا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہے جب کہ دجال کو اس لئے مسیح کہا گیا ہے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے آنکھ والی جگہ دوسرے جسم کی مانند مٹی ہوئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کا لقب عطا کیا گیا ہے اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ مریم علیہا السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے نوازیں، چنانچہ دوسرے مقام میں وارد ہے ﴿اِذْقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ﴾ (ال عمران :٤٥) ''جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھے کلمہ کی خوشخبری سے نواز رہا ہے'' کلمہ مقصود سے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت ہے نیز عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہا گیا کہ ان کو کلمہ کن کے ساتھ پیدا کیا گیا ان کا لقب روح اللہ بھی ہے اس لئے کہ اللہ نے اس کی تخلیق کا کلمہ کن کے ساتھ حکم دیا یعنی کلمہ کن کیساتھ وہ حاملہ ہو گئیں۔

(ابن جریر ج ٦ ص ٤٨۔٤٩)

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے مسیح ابن مریم کو رسالت کے مقام سے اٹھا کر اسے اللہ، اللہ کا بیٹا قرار دیا میں تو بس اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ٤٨، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ٦٨، مسند احمد ج ١ ص ٢٣، مشکوۃ البانی کتاب الادب باب ١٣)

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ : اللہ پاک کی ذات پر اس طرح کا ایمان لاؤ جو اللہ کی ذات کے لائق ہے کہ اللہ کی ذات ایک ہے، حوادثات سے منزہ ہے اور تمام کائنات اس کی مخلوق ہے، ان کا خالق اللہ ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کے بندے ہیں البتہ اللہ پاک نے انہیں عظمتوں سے نوازا ہے اور ان کی جانب وحی کی تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کی توحید، اس کی عبادت سے آگاہ کریں۔

یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں، باپ، بیٹا اور روح القدس، سبھی کو خدا نہ کہو اللہ پاک تو وحدہٗ لاشریک ہے جب کہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کا نظریہ مشرکانہ نظریہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک وحدہٗ لاشریک ہے، وہ ذات تعدد سے پاک ہے اس کے اجزا نہیں ہیں، وہ ذات مرکب نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو جیسا کہ مسیح کو اللہ کا بیٹا یا عین اللہ قرار دیا جاتا ہے، نہ اللہ کی بیوی ہے جس سے اولاد پیدا ہوتی جبکہ آسمان، زمین اور ان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی مخلوق اور اس کے قبضہ میں ہے، چنانچہ مسیح علیہ السلام بھی ان میں داخل ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم:٩٣) ''آسمانوں و زمین میں جو بھی ہے وہ سبھی اللہ رحمٰن کے پاس غلام ہو کر حاضر ہوں گے''۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا : اللہ کا وصف حفاظت کرنا ہے سبھی مخلوق اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کرتی ہے اللہ کی ذات کو اولاد کی ضرورت نہیں وہ ان سب سے منزہ ہے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اس سے ہرگز عار نہیں سمجھیں گے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتے عار محسوس کریں گے اور جو شخص اس کی عبادت سے عار محسوس کرے اور سرکشی اختیار کرے تو اللہ ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کرے گا۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں اور اچھے اعمال کرتے ہیں تو اللہ ان کو پوری مزدوری عطا کرے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید عطا کرے گا اور وہ لوگ جنہوں نے عار محسوس کی اور سرکشی اختیار کی تو ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

لغوی تحقیق: اِستَنکَفُوا مادہ نَکَف ہے کسی چیز کو اپنے لئے باعث عار سمجھنا، کسی چیز کو اپنے سے دور کرنا، ہٹا دینا، بَحرٌ لَا یَنکَفُ بے پایاں سمندر کو کہتے ہیں، اَلاِنتِکَاف ایک ملک سے دوسرے ملک میں چلے جانا۔ (مفردات امام راغب ج ۲ ص ۹۴۳)

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مطلع فرما رہے ہیں کہ مسیح علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ ہرگز عار نہیں سمجھیں گے کہ وہ اللہ کی عبودیت کا اقرار کریں اور خود کو اللہ کا بندہ سمجھیں اور اس کا رسول قرار دیں، یہاں تک کہ مقربین فرشتے بھی خود کو اللہ کی عبادت سے دور نہیں کریں گے اور عبودیت کے لقب سے اعراض نہیں کریں گے۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو ڈانٹ رہے ہیں جو اس کی عبادت سے تکبر کی راہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں جمع کرے گا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا ان میں سے جو لوگ ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف ہوں گے اور اعمال صالحہ کرتے رہے، اللہ کو معبود حقیقی جان کر اس کی الوہیت کا اقرار کر کے صرف اس کی عبادت کرتے رہے اور اعمال صالحہ بجالاتے رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ عطا کرے گا بلکہ اپنے فضل و کرم سے ایک نیکی کا بدلہ دس گنا عطا فرمائے گا اور کبھی سات صد گنا عطا کرے گا، اور جن لوگوں کو کبر و نخوت نے تکبر کی راہ پر ڈال دیا انہوں نے حق و صداقت کے قبول کرنے سے انکار کیا باطل اعتقادات پر ڈٹے رہے بداعمالیوں کے ارتکاب میں منہمک رہے اللہ ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اس حالت میں اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا وہ اپنی بداعمالیوں کے سبب ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۴۹۰)

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِهٖ فَسَیُدۡخِلُهُمۡ فِیۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ وَّیَهۡدِیۡهِمۡ اِلَیۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا﴿۱۷۵﴾

ترجمہ: اے لوگو! بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری جانب ایسی روشنی کو نازل کیا ہے جو آشکارا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ کی ذات پر ایمان لائے اور انہوں نے اس دلیل کیساتھ پنجہ لگایا پس عنقریب اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنے ہاں صراط مستقیم کی راہنمائی فرمائے گا۔

فائدہ علمیہ: برھان وہ واضح اور روشن دلیل ہے جس سے کسی چیز کی حقیقت نکھر کر نظر کے سامنے آ جائے، یہ کوئی واقعہ بھی ہوسکتا ہے جو اصلی صورت حال کو نمایاں کر دے اور کوئی منطقی اور سائنسی شہادت بھی ہوسکتی ہے، یہ آیت جس سیاق و سباق میں نازل ہوئی ہے اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تعلیمات سے بالعموم اور عقیدۂ توحید سے بالخصوص گہرا تعلق ہے مقصد یہ ہے کہ اسلام کا پیغام جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت اور رہنمائی کے اسباب فراہم کرتا ہے ایسا واضح سمجھ میں آنے والا اور نکھرا ہوا ہے کہ اس کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل آرائی کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں کوئی اجمالی گھپلا یا پیچیدگی نہیں پائی جاتی ہے، برھان کا لفظ اول اول قرآن نے استعمال کیا اور اس کے بعد اہل منطق نے اسے اپنا لیا، ان کی اصطلاح میں یہ دلیل کی وہ قسم ہے جو بدیہی یا مسلمہ قضایا سے ترتیب پائے اور تجربہ کی کسوٹیوں پر پوری اترے جس کو انسان نہ صرف مان لے بلکہ اس سے اس کو ایک طرح کی روشنی اور اطمینان حاصل ہو۔ (لسان القرآن ص ١٧٦)

تناسب: اولاً ان لوگوں سے جھگڑا تھا جو گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن تھا، چنانچہ گذشتہ آیت مبارکہ میں عیسائیوں سے اور اس سے پہلی آیت مبارکہ میں یہودیوں کے ساتھ جھگڑا تھا جب کہ منافق اور مشرکین سے اس سورہ کے سیاق وسباق اور اس کے علاوہ کثیر سورتوں میں منازعت کا سلسلہ موجود ہے ان تمام گمراہ لوگوں کے خلاف دلائل کیساتھ انہیں گمراہ ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا جبکہ محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہے آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو دعوت دی کہ جس کتاب کو اس نے پیش کیا ہے وہ روشنی کا مینار ہے اس سے روشنی حاصل کر کے راہ ہدایت پر گامزن ہو جاؤ۔ (المراغی ج ٢ ص ٣٦٩)

تشریح: اللہ تعالیٰ تمام لوگوں، مشرکین، یہود ونصاریٰ، سبھی کو کھلے لفظوں میں بصورت اعلان ان کے دلائل کو ختم کرتے ہوئے وارننگ دے رہے ہیں کہ اس نے تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر آخرالزمان محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا وہ اپنے علم کے لحاظ سے روشن دلیل ہے وہ اللہ پاک کے وجود، اس کے علم، اس کی قدرت پر ایسے دلائل پیش کر رہا ہے جن کا مقابلہ ممکن نہیں، پس تمہارے لئے از بس ضروری ہے کہ تم اللہ کی ذات پر اس کے اوصاف کے ساتھ ایمان لاؤ اس کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت میں کوتاہی نہ کرو اللہ پاک نے آخرالزمان پیغمبر پر قرآن پاک کو نازل کیا ہے جو روشنی کا مینار ہے جس سے ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں جو لوگ اس کی روشنی میں رضائے الٰہی کی نیت سے رواں دواں رہتے ہیں وہ ہدایت یافتہ ہیں، جو لوگ اللہ کو اپنا پروردگار اور معبود تسلیم کرتے ہیں اور قرآن پاک کی روشنی میں حلال کو حلال، حرام کو حرام جانتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا، جنت میں داخلہ مل جانا بہت بڑی کامیابی ہے لیکن اللہ کی ذات کے ساتھ کفر کرنے والے اور اس کی نازل کردہ کتاب اور اس کے لانے والے آخرالزمان پیغمبر کی نبوت کا انکار کرنے والے دائمی خسارے میں رہیں گے انہیں اللہ کی رحمت سے محرومی ہوگی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ ع

ترجمہ: وہ آپ سے کلالۃ کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں (آپ) کہیں (اللہ تمہیں کلالۃ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے) جس شخص کا والد اور اس کا لڑکا نہیں ہے اگر وہ شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کا لڑکا نہیں ہے (جبکہ) اس کی بہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کو ترکہ سے آدھا ملے گا اور وہ (لڑکی کا بھائی) بہن کا وارث ہوگا اگر اس کا لڑکا نہیں ہے لیکن اگر کلالہ عورت ہے تو اس کا بھائی وارث ہوگا اگر دو بہنیں ہیں تو انکو ترکہ سے دو تہائی ملے گا اور اگر وہ مرد اور عورتیں ہیں (جماعت) تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا اللہ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے تا کہ تم گمراہ (نہ) ہو جاؤ اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

لغوی تحقیق: کلالۃ اس کا مادہ (ک ل ل) ہے اس کا معنی تھک جانا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کَلَّ الرَّجُلُ فِی مَشْیَتِهٖ کَلَالَةً فلاں شخص چلنے سے عاجز آ گیا ہے، اس کا معنی بوجھ بھی ہے قرآن پاک میں ہے ﴿وھو کلٌّ علی مَولاہُ﴾ ''وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے'' یعنی نکھٹو ہے، اَلْکَا کَلٌ سینہ، ہر چیز کا اگلا حصہ آپ سے دریافت کیا گیا کلالۃ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا باپ اور اولاد زندہ نہ ہو، گویا کہ کلالۃ کو کلالۃ اس لئے کہتے ہیں کہ سلسلہ نسب اس تک پہنچنے سے عاجز آ گیا ہے، سورۃ النساء کی اس آیت کو خصوصیت حاصل ہے کہ اس آیت کا نزول سب سے آخر میں ہوا، مزید تفصیل سورۃ النساء آیت ١١ ج ٢ تفسیر اصدق البیان میں دیکھیں۔

(مفردات امام راغب ج ٢ ص ٨١٢، بخاری کتاب التفسیر باب ٢٧)

عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، اے لوگو! تین مسائل ہیں جن کے بارے میں میری خواہش تھی کہ آپ ﷺ اس دنیا سے مفارقت سے پہلے ان کی وضاحت فرماتے، جیسے دادا کی وراثت، کلالۃ کی وضاحت اور مسئلہ سود کی تفصیل۔

(تفسیر طبری ج ٦ ص ٥٩)

تشریح: اے پیغمبر ﷺ یہ لوگ آپ سے اس شخص کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں کہ کلالۃ کا وارث کون ہے؟ جیسے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں نہ اس کا والد زندہ ہے نہ اس کی اولاد ہے البتہ اس کی بہنیں عصبات سے ہیں ان کے لئے وراثت کے مال میں کچھ حصہ نہیں البتہ والدہ کی جانب سے بھائیوں کا حصہ ہے اگر ایک بھائی ہے تو اس کے لئے چھٹا حصہ ہے اگر ایک سے زائد ہیں تو وہ سب ثلث مال میں شریک ہوں گے اس لئے کہ وہ ان کی والدہ کی جانب سے ورثہ ہے اس کی وارث صرف والدہ ہے۔

اِنِ امْرُؤٌا ھَلَكَ: اگر وہ شخص فوت ہو گیا ہے جبکہ اس کا لڑکا نہیں البتہ فوت شدہ انسان کی ہمشیرہ ہے تو اس کو ترکہ سے نصف مال ملے گا۔

وَھُوَ یَرِثُھَا اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھَا وَلَدٌ: اور بھائی اپنی بہن کا وارث ہوگا جب وہ فوت ہوگی اگر اس کی اولاد نہیں ہے۔

فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَھُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ: اگر وارث دو بہنیں ہیں تو ان کو اس کے ترکہ سے دو ثلث یعنی دو تہائی ورثہ ملے گا اور اگر وہ دو سے زائد ہیں جیسے جابر رضی اللہ عنہ کی بہنیں سات یا نو تھیں پھر بھی ان سب کو دو تہائی حصہ ملے گا اور باقی مال اس عصبہ کو ملے گا جو موجود ہوگا اور ذوی الفروض نہیں ہیں جیسے بیوی ہے وگرنہ سب سے پہلے ذوی الفروض اپنا حصہ لیں گے۔

وَ اِنْ کَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً: اگر کلالہ کے وارث بھائی اور بہنیں ہیں تو ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا جیسے مشہور قاعدہ ہے۔

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دین اسلام کے احکام کو واضح کر رہے ہیں تا کہ تم وراثت کے مال کی تقسیم میں غلط راہ اختیار نہ کرو، اللہ پاک نے جن احکام کو شریعت اسلامیہ میں داخل کیا ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہیں اس میں تمہاری اصلاح ہے سبھی احکام حکمت الٰہی کے مطابق ہیں جن سے اللہ کی وسعت علمی اور عظیم رحمت کا پتہ چلتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتُھا : ١٢٠ ۔ ٥ سُورَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ١١٢ ۔ رُکُوعَاتُھا : ١٦

○○بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○○

((اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا ہے مہربان ہے))

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ
غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ﴿١﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَۤائِدَ وَلَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ
الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ
شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ
وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿٢﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! معاہدات کو پورا کرو تمہارے لئے چار پایوں کو حلال قرار دیا گیا ہے سوائے ان کے جن کے (احکام) تم پر پڑھے جاتے ہیں تم بحالت احرام شکار کو حلال قرار نہ دو، بے شک اللہ جو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی (مقرر کردہ) علامات کو حلال نہ سمجھو، نہ حرمت والے مہینہ کو اور نہ قربانی کو نہ ان چار پایوں کو جن کی گردنوں میں قلادے ہیں اور نہ ان لوگوں کو جو بیت الحرام کا قصد کرنے والے ہیں وہ اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی رضا کو طلب کرنے والے ہیں اور جب تم احرام کھول دو تو تمہیں شکار کرنے کی اجازت ہے شکار کرو اور تمہیں کسی جماعت کی دشمنی اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ وہ مسجد الحرام سے روک رہے ہیں تم ان پر زیادتی کرو تم اچھے کاموں اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون نہ کرو اور تم اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

لغوی تحقیق: عُقُود کا واحد عَقد ہے اس کا معنی باندھنا ہے، اس کا مخالف حلّ اس کا معنی کھولنا ہے لیکن اگر عُقُود کا واحد عِقد عین کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی گلے کا ہار ہے، بَہِیمَۃٌ مادہ (ب ھ م) ہے بَہِیمَۃٌ بے زبان جانور اس میں پرندے اور درندے شامل نہیں ہیں نیز احادیث میں جن چوپایوں کو حرام قرار دیا گیا ہے ان پر اس کا اطلاق نہیں ہے اس سے مراد اونٹ، گائے، بکریاں ہیں، الھدیٰ وہ جانور جن کو کعبہ مکرمہ کی جانب قربانی کے لئے لے جایا جائے، اَلقَلَائِدُ کا واحد قلادۃٌ ہے قربانی کے جانور کو ہار وغیرہ پہنانا۔

اس سورہ مبارکہ کا نام اَلمَائِدَۃُ ہے اس کا مادہ (م ی د) ہے اس کا مفہوم حرکت کرنا ہے جب کہ مائدہ کا لفظ اس صورت میں وارد ہے کہ اس سے مراد دستر خوان ہے چونکہ دستر خوان بھی متحرک رہتا ہے اس لحاظ سے اسے مائدہ کہا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ علمیہ: فیلسوف کندی کو اس کے رفقاء نے کہا آپ قرآن پاک جیسا کلام پیش کریں اس نے اثبات میں جواب دیا کہ اس جیسا کلام مرتب کرتا ہوں کافی عرصہ وہ اپنے رفقاء سے الگ تھلگ رہا اس دوران اس نے بھرپور کوشش کی لیکن ناکام رہا، بالآخر ایک دن وہ اپنے رفقاء کے ہاں پہنچا اور اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے اقرار کیا کہ میں نے بھرپور کوشش کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہو سکا اب میرا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی بھی شخص قرآن پاک جیسا کلام پیش نہیں کر سکتا، مزید اس نے وضاحت کی کہ میں نے قرآن میں سے سورۃ المائدہ کا بغور جائزہ لیا میں نے محسوس کیا کہ سورہ کے آغاز میں عہد و مواثیق کے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پھر اسی آیت میں ایک چیز کو حلال قرار دیا ہے، بعد ازاں اس میں استثنائی کیفیت ہے اس کے بعد اللہ پاک نے اپنی قدرت اور حکمت کا اظہار کیا کہ اللہ کی ذات جس چیز کا ارادہ فرماتی ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ (اعراب القرآن ج ٣ ص ٢٦٨)

تشریح: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عقود سے مقصود وہ معاہدات ہیں جن کا اللہ نے اپنے بندوں سے وعدہ لیا ہے کہ وہ ان کو بجا لائیں، مقصد حلال و حرام نیز فرائض اور حدود میں ہرگز عہد شکنی کی اجازت نہیں، علامہ راغب نے عقود کی تین قسمیں بیان کی ہیں، ایک وہ معاہدہ جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے، دوسرا وہ معاہدہ جو کسی شخص نے خود اپنی ذات کے ساتھ کیا ہے، تیسرا وہ معاہدہ جو ایک انسان نے کسی دوسرے انسان سے کر رکھا ہے کہ وہ اس کو پورا کرے گا۔

یاد رکھیں اسلام میں معاہدات کے ایفاء کی بنیاد یہ آیت ہے کہ عہد کو پورا کیا جائے لیکن ایسا عقد جو حلال کو حرام بنائے یا حرام کو حلال بنائے جیسے سود کا مال حاصل کرنا اور اسے اپنے استعمال میں لانا وغیرہ ہے اس کو پورا نہ کیا جائے۔

اُحِلَّتْ لَکُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ: اللہ پاک نے تمہارے لئے چارپایوں کو حلال قرار دیا ہے جن کا تذکرہ سورہ انعام میں ہے وہ آٹھ قسم کے چارپائے ہیں، ان کیساتھ نیل گائے اور ہرن بھی حلال ہے، ﴿اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ﴾ سے مقصود اسی سورت میں آگے اس کا بیان آرہا ہے۔

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ: تمہارے لئے یہ چارپائے حلال نہیں ہیں یعنی ان کا شکار جائز نہیں جب تم نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہے یا تم حرم پاک میں ہو اگرچہ تم نے احرام باندھا ہوا نہیں ہے اور حج عمرہ کا احرام باندھنے والا حدود حرم سے باہر ہے اس کا ارادہ حج، عمرہ کا ہے تو اس شخص کے لئے شکار کرنا جائز نہیں جو حدود حرم میں ہے، اگرچہ وہ محرم نہیں ہے اور اگر وہ حدود حرم سے باہر ہے اور اس نے حج، عمرہ کا احرام نہیں باندھا ہے لیکن اس نے حج، عمرہ میں داخل ہونے کی نیت کی ہے اور اس نے حج، عمرہ کے اعمال کا آغاز کر دیا ہے جیسا کہ لَبَّیْكَ کے کلمات ہیں اور سلا ہوا لباس پہنا ہوا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ تمہارے لئے یہ چیزیں حلال ہیں لیکن احرام کی حالت میں شکار کرنا اور سلا ہوا کپڑا زیب تن کرنا جائز نہیں۔ (المراغی ج ٢ ص ٣٧٥)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ: اس دوسری آیت کے بعض احکام ایسے ہیں جن پر عمل کرنا منسوخ ہے اور بعض احکام محکم ہیں، محکم میں شعائر اللہ داخل ہیں ان سے مقصود حج، عمرہ کے مناسک ہیں اور کچھ محرمات اور منہیات ہیں اور کچھ منسوخ ہیں، جیسے حرمت والے مہینے ہیں، شروع اسلام میں حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا حرام تھا، بعد ازاں یہ حکم منسوخ ہو گیا اس کا ناسخ اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (التوبہ: ٥) ''تم مشرکوں کو موت کے گھاٹ اتارو جہاں کہیں تم انہیں پاؤ''، نیز مشرکین کا قربانیوں کے جانوروں کو منیٰ میں بھیجنا اور ان کو ہار پہنانا، بلکہ مشرکین خود کو بھی اجازت نہیں کہ وہ حرم پاک میں داخل ہوں اور ان کی قربانی کے جانور قبول کئے جائیں، اگر وہ حرم کے درختوں کے چھلکے کا اپنی گردن میں ہار پہن لیں پھر بھی انہیں اجازت نہیں۔

(ایسر التفاسیر ج ١ ص ٤٩٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا : ایمانداروں کومخاطب کیا ہے کہ احرام کی حالت میں تمہارے لئے شکار کرنا ممنوع تھا لیکن احرام کھولنے کے بعد جب تم حلال ہو گئے ہو تو اب تمہارے لئے شکار کرنے کی اجازت ہے۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ : کسی قوم کی دشمنی تمہیں مسجد حرام سے نہ روکے، انہوں نے تم کو مسجد الحرام سے روکا تھا کہ تم ان پر زیادتی کرو، اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو روک رہے ہیں کہ ان لوگوں کی دشمنی جنہوں نے ان کو حدیبیہ کے دن مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا کہ تم نے ان پر زیادتی نہیں کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی اجازت نہیں دی ہے اگر وہ لڑائی کرنے پر اتر آئیں تو تم بھی لڑائی کرو اگر باز رہیں تو تم بھی باز رہو، ذہن نشین کریں کہ احرام کی حالت میں جنگل کا شکار ممنوع ہے، احرام کھولنے کے بعد شکار جائز ہے جب کہ سمندری شکار کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۴۹۶)

نواب صدیق الحسن خاں کا قول: وَالظَّاهِرُ مَا عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنْ نَسْخِ هٰذِهِ الْآيَةِ لِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَحَلَّ قِتَالَ اَهْلِ الشِّرْكِ فِي الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ وَ غَيْرِهَا وَ كَذٰلِكَ اَجْمَعُوْا عَلٰى مَنْعِ مَنْ قَصَدَ الْبَيْتَ بِحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (فتح البیان فی مقاصد القرآن ج ۲ ص ۴۲۹) ''جمہور علماء کرام اس آیت کے حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ لڑائی کو حرمت والے مہینوں میں بھی جائز قرار دیا ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ جو مشرک خواہ حج یا عمرہ کے لئے بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کرے اسے روک دیا جائے''۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾

ترجمہ: تم پر مردار اور خون بہنے والا اور خنزیر کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا کا نام لیا جائے اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہے اور وہ جانور جو چوٹ لگنے سے مر جائے اور وہ جانور جو بلند جگہ سے گر کر مر گیا ہے اور جو سینگ لگنے سے مر گیا ہے اور جس کو درندوں نے پھاڑا ہے، البتہ جس کو تم نے ذبح کر لیا اور جو باطل معبودوں کے نشانات پر ذبح کیا گیا اور جس کو تم نے تیروں کے ذریعے تقسیم کیا، یہ تمام صورتیں فسق کی ہیں آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں پس تم ان سے نہ ڈرو اور تم مجھ سے ڈرو آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا، پس جو بھوک کے باعث مجبور ہے گناہ کی جانب جھکاؤ نہیں رکھتا بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: ان محرمات کو بیان کیا جا رہا ہے جن کا سورۃ کے آغاز میں ذکر ہے، ﴿اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ﴾ "البتہ وہ جانور جن کا حکم تمہیں بتایا جائے گا" ان کی دس قسمیں ہیں:-

☆ اَلْمَیْتَۃُ: مردار، جو حلال جانور اپنی موت مر جاتا ہے اس کا گوشت تناول کرنے کے لئے کسی شخص نے اس کو ذبح نہیں کیا ہے مختصر طور پر اس کی حکمت یہ ہے کہ فطرت سلیمہ اس کے تناول کرنے سے نفرت کرتی ہے۔

☆ اَلدَّمُ: وہ خون، جو جانور کو ذبح کرتے وقت اس کی رگوں سے خارج ہوتا ہے۔

☆ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ: خنزیر کا گوشت، اس میں بھی انسان کو نقصان پہنچانے والے جراثیم ہوتے ہیں۔

☆ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ: جس حلال جانور پر ذبح کے وقت اللہ کے نام کا ذکر نہ کیا جائے جیسے کفار بِاسمِ اللّات و العُزّٰی کے کلمات کے ساتھ ذبح کرتے تھے، ان چار محرمات پر مفصل بحث تفسیر اصدق البیان ج۱ ص۱۴۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اَلْمُنْخَنِقَۃُ: وہ حلال جانور جس کا گلا کسی بھی وجہ سے گھونٹ دیا جائے اس طرح وہ مر گیا ہے اور خون اس کی رگوں سے نکلا نہیں ہے اس کو بھی مردار سمجھا جائے گا۔

☆ اَلْمَوْقُوْذَۃُ: وہ حلال جانور جس پر پتھروں کی زوردار بوچھاڑ کی گئی جس سے وہ مر گیا، لیکن اسلام میں وہ حلال جانور جائز ہے جس کو چھری یا تیز دھار آلے سے ذبح کیا گیا ہو، البتہ بندوق کے ساتھ شکار کیا گیا پرندہ حلال ہے جبکہ بندوق چلانے والا بندوق چلاتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ کے کلمات زبان پر لاتا ہے۔

☆ اَلْمُتَرَدِّیَۃُ: وہ حلال جانور جو پہاڑ کی بلندی سے گرتا ہے اور طبعی موت مر جاتا ہے وہ بھی مردار ہے۔

☆ اَلنَّطِیْحَۃُ: وہ جانور جس پر دوسرا جانور سینگوں سے حملہ آور ہوتا ہے چنانچہ وہ اسی کیفیت میں مر جاتا ہے۔

☆ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ: وہ حلال جانور جس پر شیر وغیرہ نے حملہ کیا اسے قتل کر دیا ہے تاکہ اس کو اپنا نوالہ بنائے جبکہ اس کا اس سے کھانا ضروری نہیں، بہرحال وہ جانور بھی حرام ہے۔

☆ مَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ: جسے کسی بت کے نام پر، بہرحال غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اگرچہ بیت اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہے لیکن اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہے تو وہ بھی حرام ہے۔

اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ: البتہ جس جانور کو تم نے زندہ پایا اور اس کو ذبح کیا وہ حلال ہے۔

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ: جن حرام کھانوں کو دور جاہلیت میں لوگ حلال قرار دیتے تھے ان کیساتھ ان کے ایک عمل کو جو خرافات سے تھا اس کو ملاتے ہوئے بیان کیا اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:-

اَلْاَزْلَام کا واحد زَلَم ہے اس سے مقصود لکڑی کا ایک ٹکڑا جو تیر نما ہوتا تھا جب کہ اس میں لوہے کا پھالا نہیں ہوتا تھا جس کے پھینکنے سے شکار وغیرہ، پرندے زخمی ہو جاتے تھے یہ تیر تین قسم کے ہوتے تھے ایک تیر پر عربی میں لکھا ہوا تھا (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے)، دوسرے تیر پر عربی میں لکھا ہوا تھا (مجھے میرے پروردگار نے منع کیا ہے)، تیسرے تیر پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہوتا تھا، ان کا معمول تھا جب وہ سفر پر یا لڑائی یا نکاح یا خرید و فروخت کے لئے جانا چاہتے تو ان تیروں کو حرکت دیتے پھر انہیں نکالتے اگر وہ تیر نکل آتا جس پر لکھا ہوا ہوتا (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے) تو وہ اپنے پروگرام کے مطابق عمل کرتے، اگر وہ تیر نکل آتا جس پر تحریر تھا (مجھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پروردگار نے روک دیا ہے) تو اس کام کے کرنے سے رک جاتے تھے، اور اگر وہ تیر نکل آتا جس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا تھا تو دوبارہ قرعہ اندازی کرتے، دراصل وہ چاہتے تھے کہ ان تیروں کے ذریعہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کی قسمت میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ تو اللہ پاک نے تم پر حرام قرار دیا ہے کہ تم تیروں کے ذریعہ اپنی تقدیر معلوم کرو جیسا کہ عرب لوگ دور جاہلیت میں کرتے تھے، یہ سب باتیں دور جاہلیت کی خرافات اور اوہام ہیں، بے وقوف لوگ ہی انہیں قبول کرتے ہیں دین اسلام تو خرافات اور اوہام کا دین نہیں ہے، نہ بدفالی، بدشگونی، کہانت کا دین ہے اس طرح کچھ لوگ قرآن پاک سے فال نکالتے ہیں اس کا ذکر بھی کسی نص صریح میں نہیں ہے، البتہ کسی کام کے کرنے کے لئے استخارہ کیا جائے تو درست ہے وضاحت کتب احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنت نبویہ میں جس استخارہ کا ذکر ہے اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا ہے اور نماز استخارہ کے بعد دعائیہ کلمات کے ساتھ اللہ کی ذات سے التجا کرنا ہے کہ اسے اس کام کی جانب رہنمائی حاصل ہو جس میں اس کا فائدہ ہے اگر شرح صدر ہو جائے تو اس کام کو کر لینا چاہیے، استخارہ کی دعا کا ذکر بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے، استخارہ کے بعد قرعہ اندازی سے بھی مشتبہ چیز کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، پس قرعہ کا طریق بھی عادلانہ طریق ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التہجد باب ٢٥، صحیح ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب ٣٦٦، صحیح ترمذی کتاب الصلاۃ باب ٣٤٥، صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامہ باب ١٨٨)

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ: اس سے مقصود یہ ہے کہ جن محرمات کا پہلے ذکر ہوا ہے وہ سب فسق کے کام ہیں اور اللہ کی اطاعت سے گریز پائی ہے بلکہ صراط مستقیم کو خیر باد کہہ کر نافرمانی کا ارتکاب کرنا ہے۔

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ: اَلْيَوْمَ سے مقصود عرفہ کا دن ہے، حجۃ الوداع سن ١٠ ہجری جمعہ کا دن تھا اس دن اس آیت کا نزول ہوا اس آیت میں اللہ پاک نے اسلام کو غلبہ عطا کیا اور دور جاہلیت کی خباثتوں اور ان کے اوہام کو ختم فرمایا مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ اب مشرکین پر تمہارا مکمل غلبہ اور تسلط ہے اب وہ ناامید ہیں کہ انہیں کسی وقت بھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا، اللہ پاک نے کھلے الفاظ میں بیان کیا کہ اب نہ مشرکین سے خوفزدہ ہونا چاہیے اور نہ ان کے لئے نرم گوشہ اختیار کرنا چاہیے۔

اب کفار ناامید ہو چکے ہیں کہ تم کبھی بھی ان کے دین کی جانب واپس نہیں لوٹو گے پس تمہیں ان سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمہیں صرف مجھ سے ڈرنا چاہیے، مختصر یہ کہ آج کا دن عید کا دن ہے جس دن ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں ہیں اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ جو لوگ اسلام لا چکے ہیں وہ واپس ہمارے کیمپ میں نہیں آئیں گے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا: آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل فرما دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عرفات میں کھڑے دعا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے ہاں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ آج کے دن تمہارا دین یعنی حلال و حرام کے مسائل مکمل طور پر نازل ہو چکے ہیں اور میرا احسان تم پر پورا ہو چکا ہے کہ اب تمہارے پہلو میں کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا ہے دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اب اس میں کمی بیشی کا امکان نہیں ہے اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے یعنی مکہ فتح ہو گیا ہے اور تم اس میں فاتحانہ داخل ہو چکے ہو وہاں تمہارا تسلط ہے، جاہلیت کے تمام نشانات کو منہدم کر دیا گیا ہے اور مشرکانہ انداز کے حج کو ختم کر دیا گیا ہے اب کوئی مشرک تمہارے ساتھ حج نہیں کر سکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا اور کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا اب تمہارے لئے اسلام کو تمام ادیان سے (الگ) منتخب کر کے اسے ہی پسندیدہ قرار دے دیا گیا ہے اب جو شخص بھی اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کریگا تو اس سے اسے قبول نہیں کیا جائیگا۔
(تفسیر المراغی ج ٢ ص ٣٨٤)

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ: پس جو شخص ضرورت کے پیش نظر محرمات کو تناول کرتا ہے اس لئے کہ وہ شدید بھوک کی کیفیت میں ہے اس کا پیٹ اس کے جسم کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اسے خطرہ ہے اگر اسے کھانے کی کوئی چیز میسر نہیں آئے گی تو وہ موت سے ہمکنار ہو جائے گا تو ضرورت کے پیش نظر جس قدر تناول کرنے سے اس کی زندگی کو تحفظ حاصل ہو سکتا ہے تناول کر سکتا ہے لیکن ضرورت سے زیادہ تناول کرنا حرام ہے، اسی مفہوم کی آیت سورۃ بقرۃ: ١٧٣ میں تفسیر اصدق البیان ج ١ ص ٤١١ میں گزر چکی ہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ: اضطراری حالت میں جب انسان بھوک سے نڈھال ہو چکا ہے اسے کھانے کیلئے حلال چیز میسر نہیں تو وہ بقدر ضرورت حرام چیز سے جس سے اس کے جسم اور روح کا رشتہ قائم رہ سکے تناول کر سکتا ہے، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے گا اس کا مواخذہ نہیں ہوگا جب کہ اس کا میلان نہ تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ رحیم ہے۔ (المراغی ج ٢ ص ٣٨٥)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دین اسلام فرائض، تحلیل وتحریم، حدود، احکام وغیرہ کے لحاظ سے مکمل ہے، اس آیت کی وضاحت ایک دوسری آیت سے ہو رہی ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الانعام: ٣٨) ''ہم نے کتاب اللہ میں کچھ کمی نہیں کی ہے'' نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (الانعام: ٥٩) ''کوئی تر اور خشک نہیں ہے مگر اس کا ذکر واضح کتاب میں ہے'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا ((تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا)) ''میں نے تم کو واضح راستے پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی مانند روشن ہے'' اب دین اسلام میں آراء کی کچھ گنجائش نہیں ہے، البتہ اہل علم کے لئے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ٦، الاحادیث الصحیحہ ح ٩٣٧)

يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾ اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَآ اٰتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِيٓ أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۖ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٥﴾

ترجمہ: آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں آپ کہہ دیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور جانوروں میں سے جن جانوروں کو تم تعلیم دیتے ہو شکاری ہیں تم انہیں تعلیم دے رہے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان چیزوں کی جن کی تمہیں اللہ نے تعلیم دی ہے پس تم اس جانور سے کھا سکتے ہو جس کو انہوں نے تمہارے لئے روکا ہوا ہے اور تم اس پر اللہ کا نام لو اور تم اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آج کے دن تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی جاتی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے، نیز مومن پاک باز عورتیں بھی اور ان لوگوں کی پاک باز عورتیں بھی جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ اس سے تمہاری غرض مہر ادا کر کے انہیں نکاح میں لانا ہو، محض شہوت رانی اور خفیہ آشنائی نہ ہو اور جس نے ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

لغوی تحقیق: اَلْجَوَارِحُ کا مادہ جرحٌ ہے معنی زخم، چوٹ، باب تفعیل سے جَرَّحَ وہ جرح کرتا ہے جیسے جَرَّحَ الْقَاضِی الشَّاهِدَ: قاضی نے گواہ پر جرح کی، اَلْجَوَارِحُ اعضاءِ کاسبہ، یعنی شکاری جانور جنہیں شکار کے لئے سدھایا جائے، اَلطَّیِّبَاتُ شکاری جانوروں کے ذریعے جنہیں باقاعدہ سدھایا گیا ہو جو شکار حاصل ہو وہ طیب اور حلال ہے یہ شکاری پرندے بھی ہو سکتے ہیں اور کتے بھی، اَخدانٌ جمع ہے اس کا واحد خِدنٌ ہے دوست، آشنا، ساتھی۔ (لسان القرآن ص ۲۳۵)

تناسب: ذٰلِکُمْ فِسْقٌ سے مقصود وہ جانور ہیں جو محرمات سے ہیں اس کے بعد ان جانوروں کا ذکر ہو رہا ہے جو حلال ہیں۔

شان نزول: عدی بن حاتم اور زید بن مُہلہل طائی دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! اللہ نے مردار جانور کو حرام قرار دیا ہے کیا اس سے کوئی ہمارے لئے حلال بھی ہے؟ اللہ پاک نے اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا جس میں پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا ہے، نیز تمہارے لئے وہ شکار حلال ہے جس کو سدھائے ہوئے کتوں نے کیا ہے جب تم نے ان کو بسم اللہ پڑھ کر شکار کے لئے چھوڑا ہے، کتوں کے علاوہ چیتا اور باز پرندے کا شکار بھی شامل ہے۔ جمہور صحابہ کرام، تابعین، محدثین اور ائمہ کرام کا یہی مسلک ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے سیاہ کتے کے شکار کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ وہ حلال نہیں، اس لئے کہ مسلم کی ایک حدیث میں اس کو شیطان کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۵۰ صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامہ باب ۳۸ صحیح ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب ۱۱۱، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ۲۵۰، سنن نسائی کتاب الغیلہ باب ۷)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے اس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بسم اللہ کے کلمات پڑھ کر شکاری کتے کو شکار کیلئے چھوڑتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا جب تو اس کیفیت کے ساتھ شکاری کتے کو شکار کے لئے بھیجتا ہے اگر اس نے شکار کو آپ کیلئے محفوظ رکھا ہے تو آپ کیلئے اس کا تناول کرنا درست ہے، صحابی نے دریافت کیا اگرچہ شکاری کتا شکار کو قتل کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ قتل کیوں نہ کر دے وہ شکار حلال ہے، البتہ آپ کے چھوڑے ہوئے کتے کیساتھ کوئی اجنبی کتا شریک نہ ہو اس لئے کہ تو نے اپنے کتے پر تو بسم اللہ کے کلمات کہے ہیں اجنبی کتے پر تو بسم اللہ کے کلمات نہیں کہے گئے ہیں، اس کے بعد میں نے آپ ﷺ سے استفسار کیا، میں ایسے تیر کیساتھ شکار کرتا ہوں جو نوکدار نہیں ہوتا بلکہ چوڑائی میں ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس تیر سے گوشت پھٹ جائے تو آپ شکار کو تناول کر سکتے ہیں لیکن اگر تیر چوڑائی کی جانب سے شکار کو لگا ہے تو پھر آپ نہ کھائیں وہ اَلْمَوْقُوذَۃُ کی قسم سے ہے، یعنی جو جانور لاٹھی سے مارا گیا ہے، مزید غور کریں کتے کیساتھ جس جانور کا آپ نے شکار کیا اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ زندہ ہے جب آپ وہاں پہنچے ہیں تو آپ اسے ذبح کریں۔ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ٢، صحیح مسلم کتاب الصید باب ١، صحیح ابوداؤد کتاب الصید باب ٢، سنن نسائی کتاب الصید باب ٣ صحیح ترمذی کتاب الصید باب ٦ صحیح ابن ماجہ کتاب الصید باب ٧)

بخاری ومسلم سے مروی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر تیرے کتے کے ساتھ ایک دوسرا کتا شریک ہو گیا اور شکار زندہ نہیں تو اس کا کھانا جائز نہیں اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ اسے کس کتے نے قتل کیا ہے اگر آپ نے شکار حاصل کرنے کیلئے تیر پھینکا ہے تو تیر پھینکتے وقت آپ بسم اللہ کے کلمات کہیں اگر وہ شکار آپ کو مل نہیں سکا ایک دن غائب رہا اس میں تیرے ہی تیر کا اثر موجود ہے تو آپ اسے تناول کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملا تو پھر آپ کو تناول نہیں کرنا چاہیے۔

(صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ٨، صحیح مسلم کتاب الصید باب ١، سنن نسائی کتاب الذبائح باب ١٨، صحیح ابوداؤد کتاب الصید باب ٢، صحیح ترمذی کتاب الصید باب ٥، ارواء الغلیل ح ٢٥٥١، مسند احمد ج ٤ ص ٢٥٦)

تشریح: اگر شکاری کتا خود بخود شکاری کے چھوڑے بغیر شکار کرتا ہے تو وہ شکار جائز نہیں اور اگر شکاری اسے بسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہے تو شکار حلال ہے، یاد رہے کہ شکاری کتا وہ ہے جسے شکاری جب چھوڑے تو وہ شکار کرے اور جب وہ اسے واپس بلائے تو وہ پلٹ آئے اور خود شکار سے نہ کھائے، شکاری کتے کو شکار کے لئے چھوڑنا چھری یا تیر چلانے کے مترادف ہے، شرط یہ ہے کہ اسے چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے اگر شکار زندہ ہو تو اسے ذبح کیا جائے اور اگر مر چکا ہو تو بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

(القواعد فی الفقہ الاسلامی ص ١٦، مشکوۃ المصابیح تحقیق وتخریج وترجمہ مولانا محمد صادق خلیل ج ٣ ص ٣٩٠)

آج کے دن جس کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ اللہ نے اس دن تمہارے لئے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دے دیا گیا ہے جن کے بارے میں تم نے دریافت کیا تھا، اسی طرح اہل کتاب یہود ونصاریٰ کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے یعنی ان کے ذبح کردہ جانوروں کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے، مزید برآں تمہارے لئے جہاں پاکدامن عورتوں کیساتھ نکاح کرنا درست ہے جو ایماندار ہیں اسی طرح تمہارے لئے ان پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز ہے جو اہل کتاب سے ہیں (یعنی یہودی اور عیسائی ہیں) لیکن جب وہ پاکدامن ہیں شرط یہ ہے کہ انہیں ان کا حق مہر ادا کر دیا جائے اور اس نکاح میں عورت کا ولی اور گواہ اور ایجاب وقبول بھی ہونا چاہیے لیکن نکاح کے بغیر ان کیساتھ ہم بستر ہونا اور ملاپ کی انہیں اجرت دینا جائز نہیں یہ تو کھلی زنا کاری ہے، مزید برآں ان کیساتھ در پردہ دوستی کا رشتہ استوار کرنا، اور ان سے استلذاذ حاصل کرنا، انہیں بطور داشتہ کے رکھنا اور ان کیساتھ محبت کا اظہار کرنا یہ سب صورتیں زنا کی ہیں خواہ زنا کی صورت میں آپ اس کو اجرت دیتے ہیں یا اجرت نہیں دیتے ہیں یہ نکاح تو نکاح متعہ ہے جس کو نبی ﷺ نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام قرار دے دیا ہے۔

ذہن نشین کریں کہ جو شخص بھی محرمات کو جائز قرار دیتا ہوا دیدہ دلیری کیساتھ ان کا ارتکاب کرتا ہے تو خطرہ ہے کہ کہیں شیطان اسے اسلام کے صراط مستقیم سے نکال کر کفر کی دلدل میں نہ پھنسا دے اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اسلام کو خیر باد کہہ دیتا ہے یعنی مرتد ہو جاتا ہے تو اسکے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اگر وہ مرتد ہونے کے بعد اسلام کی آغوش میں آتا ہے تو اس کے صرف نیک اعمال کا اسے ثواب ملے گا جن کو اس نے اسلام میں واپس آنے کے بعد سرانجام دیا ہے لیکن اگر وہ اسلام کی جانب نہیں آیا ہے اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو ایسا شخص یقیناً آخرت میں ان لوگوں میں سے ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہیں گے۔

(ایسر التفاسیر ج ١ ص ٥٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷﴾ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۸﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم نماز (کی ادائیگی) کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولیا کرو اور اگر تم جنبی ہو تو غسل کرو اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء سے آئے یا تم نے عورتوں سے مجامعت کی ہے اور تمہیں پانی دستیاب نہیں ہے تو تم پاک مٹی کا قصد کرو تم اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرو اللہ نہیں چاہتا ہے کہ تمہیں مشقت میں ڈالے لیکن (اللہ) چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر مکمل کرے تا کہ تم شکر گزار بنو۔ اور تم اللہ کے احسان کو یاد رکھو جو تم پر ہے اور اللہ کے عہد و پیمان کو جس کا اللہ نے تمہارے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے جب تم نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے فرماں برداری کی اور تم اللہ سے ڈرو بے شک اللہ اس چیز کا علم رکھتا ہے جو سینوں میں ہے۔

تناسب: ذہن نشین فرمائیں کہ بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان دو قسم کے معاہدات ہیں، ایک معاہدہ اللہ کی ربوبیت اور اس کے احسان کا ہے جو اللہ پاک کی جانب سے ہے، دوسرا معاہدہ عبودیت اور اطاعت کا ہے جو بندے کی جانب سے ہے یعنی بندے میں تذلل ہو اور اللہ کے تمام احکام کی اطاعت کرے۔

قبل ازیں اللہ پاک نے پہلے معاہدہ کی روشنی میں حلال اور حرام اشیاء کو بیان کیا جن کا تعلق خوراک یا لذات نکاح وغیرہ کے ساتھ تھا اب دوسرے معاہدے کو واضح کیا جا رہا ہے کہ بندہ اس معاہدہ کے پیش نظر احکام الٰہیہ کو بجالائے، ایمان کے بعد سب سے عظمت والا حکم ادائیگی نماز ہے، ظاہر ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے طہارت شرط ہے اس لئے وضو کے فرائض کو واضح کیا ہے۔

بعد ازاں آیت نمبر ۷ میں ان احکام سے بعض کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق عادات اور عبادات کے ساتھ تھا اور ہمیں اس عہد و پیمان سے آگاہ کیا ہے جس عہد و پیمان کو ہم نے سنا اور قبول کیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا التزام کیا کہ ہم اخلاص کے ساتھ اس سچے دین کو قبول کرتے ہیں اور خلوص کے ساتھ ہم اس پر رواں دواں رہیں گے۔ (المراغی ج ۲ ص ۳۹۰)

تشریح: اے ایمان والو! جب تم نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو اور تم بے وضو ہو تو وضو کرو لیکن اگر وضو پہلے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہوتو پھر اسی وضو کے ساتھ نماز ادا کرو، چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر متعدد نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کی گئیں اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا آج آپ ﷺ نے جو عمل کیا ہے اس سے پہلے تو آپ نے اتنی نمازوں کو کبھی ایک وضو کے ساتھ ادا نہیں کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے ارادتاً ایک وضو سے اتنی نمازیں ادا کی ہیں، معلوم ہوا تجدید وضو کی تب ضرورت ہے جب پہلا وضو قائم نہ رہا ہو بلکہ ٹوٹ گیا ہو۔

آیت مبارکہ میں چہرے کے دھونے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کا ذکر ہے، سر کے مسح اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے کا ذکر ہے سر کے مسح میں احتیاط یہی ہے کہ تمام سر کا مسح کیا جائے پاؤں کو دھونا واجب ہے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا (جب لوگوں کی ایڑیوں کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ انہیں دھویا نہیں گیا ہے) جو ایڑیاں خشک رہ گئی ہیں ان کو دوزخ کی آگ پہنچے گی۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب ۲۷، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب ۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ۵۵، صحیح ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ۴۶، صحیح ترمذی کتاب الطہارۃ باب ۳۱، سنن نسائی باب ۸۸، الاحادیث الصحیحہ ح ۸۷۲)

البتہ اگر باوضو حالت میں چمڑے کے موزے یا موٹی جراب پہن رکھی ہو ان پر مسح کیا جا سکتا ہے پانچ نمازیں مسح کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں، البتہ قرآن پاک میں منہ میں پانی ڈالنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنے کی وضاحت نہیں ہے، احادیث صحیحہ میں آپ ﷺ کے وضو مبارک میں ان دونوں کا بیان موجود ہے، وضو کے مسائل اور ان کی کیفیت کے لئے کتب حدیث اور ان کے اردو تراجم کا مطالعہ کریں، راقم الحروف نے مشکوٰۃ المصابیح کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو پانچ مجلدات پر مشتمل ہے اس کا نام سطعات التلقیح اردو ترجمہ وتشریح وتحقیق مشکوٰۃ المصابیح ہے اس کا مطالعہ بالخصوص اہمیت کا حامل ہے۔

فائدہ علمیہ: آیت مبارکہ میں نماز کی ادائیگی سے پہلے باوضو ہونا، لباس کا پاک ہونا، جس جگہ نماز ادا کی جارہی ہے اس کا پاک ہونا ضروری ہے جس نماز کو ادا کرنا مقصود ہو اس کی نیت دل میں ہو، ظاہر ہے کہ نیت دل کا فعل ہے زبان کے ساتھ نیت کرنا کہ فلاں نماز ہے اس کی اتنی رکعتیں ہیں، میں اکیلا یا اس امام کے پیچھے ادا کر رہا ہوں بدعت ہے اس کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں ہے، پس نماز جو تمام عبادتوں سے افضل ہے اس کی ادائیگی میں کسی بدعت کا مرتکب ہونا کہیں بدعتیوں کو آپ ﷺ کی امت سے خارج نہ کردے، آپ ﷺ قیامت کے دن ان لوگوں کے بارے میں فرمائیں گے جن کے وضو کے اعضاء روشن ہوں گے آپ ﷺ فرمائیں گے یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ آپ ﷺ کو بتایا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کی امت سے نہیں ہیں انہوں نے آپ ﷺ کے بعد بدعات کو ایجاد کیا آپ ﷺ کو ان کی بدعات کا علم نہیں ہے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

(صحیح بخاری کتاب الرقاق ح ۶۵۸۷ باب ۵۳، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب ۱۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۶)

وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا: اگر تم جماع کے سبب یا احتلام کے سبب جنبی ہو جاؤ تو غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کر رہے ہو یا تم میں سے کوئی شخص حوائج ضروریہ سے فارغ ہوا ہے یا تم نے بیویوں سے مجامعت کی ہے ان حالات میں تمہیں وضو یا غسل کے لئے پانی مہیا نہ ہو سکے تو تم پاک مٹی کے ساتھ تیمم کرو تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو اس کی تفصیل سورہ نساء میں گزر چکی ہے، خیال رکھو اللہ کا ارادہ تم کو تکلیف میں مبتلا کرنا نہیں ہے اللہ کا ارادہ تمہیں پاکیزہ کرنے کا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کرنا ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ: اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دے رہے ہیں کہ (ان پر جو اللہ کا احسان ہے کہ ان کو ایمان کی توفیق عطا کی) اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر وہ اللہ کا شکریہ ادا کریں جیسا کہ وہ اس عہد کو بھی یاد رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا کہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کریں گے اس لئے کہ کلمہ توحید کے اقرار سے یہی مقصود ہے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم آپ کے ارشادات سنیں گے اور ان پر عمل پیرا رہیں گے خواہ آسانی کی کیفیت ہوگی یا مشکل وقت ہوگا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ: اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ شریعت پر عمل پیرا رہنا عقائد، عبادات، فیصلوں وغیرہ میں ہرگز روگردانی نہیں کرنا ہوگی بلاشبہ اللہ کی ذات سے کوئی چیز مخفی نہیں اللہ کو تمہارے دل میں پوشیدہ باتوں کا بھی علم ہے، مقصود یہ ہے کہ اللہ کی ذات کا خوف ہمہ وقت دل ودماغ پر حاوی رہے اس طرح ان کی زندگی اللہ کی اطاعت میں گزرے گی اور اللہ کی نافرمانی سے ممکن حد تک بچاؤ اختیار ہوگا۔

(ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۰۵۔۵۰۶)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

ترجمہ: مسلمانو! تم حقوق اللہ کا خیال رکھو تم سچی گواہی دینے والے بنو اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو تم عدل وانصاف کرو، عدل پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور تم اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ آگاہ ہے جو تم عمل کررہے ہو۔ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا ثواب ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی نسبت جھوٹ کی جانب کی یہ لوگ دوزخی ہیں۔ مسلمانو! تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو تمہاری جانب دراز کریں تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا اور تم اللہ سے ڈرو اور اللہ پر ہی ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

تشریح: ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم نے اللہ کی رضاجوئی کے لئے حق وصداقت کو اپنا مشن بنانا ہوگا ریاکاری اور شہرت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی تمہارے دل ودماغ میں راہ نہ پائے تم نے گواہی دیتے وقت عدل وانصاف کے دامن کو تھامے رکھنا ہوگا ظلم وستم سے خود کو دور رکھنا ہوگا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے عطیہ دیا میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے سنا تو اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ اس پر آپ اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنائیں، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا! تو نے اپنے تمام بچوں کو برابر عطیہ دیا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ سے ڈرو اور عدل و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کے دامن کو نہ چھوڑ و لیکن میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا چنانچہ عطیہ واپس کر دیا گیا۔
(صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب ١٣، صحیح ابی داؤد کتاب الا جارہ باب ۴٩، صحیح ابن ماجہ کتاب الھبہ باب ١)

ولایجرمنّکم شناٰن قوم علی الّاتعدلوا : کسی شخص یا کسی گروہ کی دشمنی تمہیں عدل وانصاف کو خیر باد کہنے پر مجبور نہ کرے دوست، دشمن سبھی کے ساتھ یکساں برابری کا خیال رکھو اس لئے کہ عدل وانصاف تقویٰ کی جانب مائل کرتا ہے۔

وعد اللہ الّذین اٰمنوا وعملوا الصّلحٰت : ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور انہیں اجر عظیم یعنی جنت سے نوازا جائے گا جو اللہ پاک کی رحمت کے سبب حاصل ہوگی۔

والّذین کفروا و کذّبوا باٰیٰتنا : اللہ پاک کے عدل، حکمت کا تقاضا ہے کہ اس قسم کے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

شان نزول :اس آیت کا شان نزول بخاری شریف میں وارد ہے جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی ﷺ اور صحابہ کرام آرام کے لئے مختلف درختوں کے سائے میں اترے آپ ﷺ نے اپنے ہتھیاروں کو ایک درخت کے ساتھ لٹکایا اس دوران ایک جنگلی آپ ﷺ کے نزدیک آیا اس نے تلوار کو میان سے نکالا آپ ﷺ کی جانب متوجہ ہو کر کہا، تجھے آج مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل! چنانچہ اعرابی نے دو یا تین بار تلوار کو لہراتے ہوئے یہ جملہ کہا آپ ﷺ برابر فرماتے رہے مجھے اللہ عزوجل بچائے گا، بعد ازاں اعرابی نے تلوار کو میان میں داخل کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بلایا اور اس واقعہ سے انہیں خبردار کیا جبکہ اعرابی آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس کو کچھ سزا نہ دی۔
(صحیح بخاری کتاب الجہاد ٥٩٠، باب ٨۴، مسند احمد ج ۴ ص ٣١١)

فائدہ: اعرابی کا نام غورث بن الحارث ہے لیکن ابو مالک بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے اور اس کے ساتھیوں نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ دھوکا کرنا چاہا جبکہ محمد بن اسحاق نے سیرت ابن ھشام میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت بنو نضیر یہودیوں کے قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اللہ کے پیغمبر پر پتھر گرانے کا منصوبہ بنایا اللہ پاک نے آپ ﷺ کو ان کے منصوبے سے مطلع کر دیا آپ ﷺ واپس مدینہ تشریف لے آئے بعد ازاں آپ ﷺ نے ان کے محاصرہ کا حکم دیا اور انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا۔ (ابن کثیر ج ٢ ص ٥١)

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں (تمہارے عہد و پیمان کے سبب) اگر تم نماز کی ادائیگی کرتے رہے اور زکوۃ دیتے رہے اور میرے پیغمبروں کے تم معتقد رہے اور تم ان کو تقویت دیتے رہے اور اللہ کے بندوں کو قرضہ حسنہ دیتے رہے تو میں تم سے تمہارے گناہوں کو دور کردوں گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردوں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس کے بعد تم سے جو شخص کافر ہو گیا تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ پھر وعدہ توڑنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا کہ انہوں نے کلمات کو ان کے مقام سے تبدیل کردیا اور انہوں نے کچھ حصے کو فراموش کر دیا جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی اور تو ہمیشہ (سوائے ان کی معمولی خیانت کے) ان کی بڑی خیانت سے آگاہ رہے گا پس آپ ان سے درگذر فرمائیں اور روگردانی کریں یقیناً اللہ نیکوکاروں کو محبوب جانتا ہے۔ اور (ہم نے) ان سے پختہ عہد لیا جنہوں نے کہا ہم عیسائی ہیں لیکن وہ کچھ حصہ بھول گئے اس سے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی پس ہم نے ان میں دشمنی اور بغض کو قیامت تک مشتعل کردیا اور اللہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: نَقْبٌ دیوار یا کمرے میں سوراخ کرنا، نَقَبَ چلنا پھرنا، قرآن پاک میں ہے: ﴿فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ (ق:٣٦) ''وہ شہروں میں گشت کرنے لگے کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے''۔ اَلنَّقِيْبُ سردار، ﴿وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا﴾ ''اور ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کئے'' حَظٌّ حصہ، بہرہ مقدر خوش بختی کہا جاتا ہے، هُوَ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الْعِلْمِ ''وہ علم کے لحاظ سے خوش نصیب ہے''، حَظِيْظٌ خوش بخت، مَحْظُوْظٌ کامرانی سے بہرہ ور (لسان القرآن ص ٢٨٩)

تناسب: ان آیات کا ان سے پہلی آیات کے ساتھ مناسبت کا علم اس سے حاصل ہو رہا ہے کہ اللہ نے اس امت سے عہد لیا کہ وہ آخر الزمان پیغمبر پر ایمان لانے کیساتھ ساتھ ان کی اطاعت کریں اسی طرح کا عہد میثاق ان امتوں سے بھی لیا گیا جو وطن اور تاریخ کے لحاظ سے تمہارے قریب ہیں، مقصود یہودی اور عیسائی ہیں لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اس پر اللہ نے ان کو نہ صرف دنیا میں عبرتناک سزا سے ہم کنار کیا بلکہ آخرت کی سزا تو بہت زیادہ عبرتناک ہے۔ (المنار ج ٦ ص ٢٧٩)

تشریح: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو حکم دیا کہ وہ اس عہد کا ایفاء کریں جسے بواسطہ محمد ﷺ ان سے لیا گیا اور انہیں خبردار کیا کہ ان پر اللہ پاک کے بے شمار انعامات ہیں ان میں سے عظیم نعمت انہیں حق و صداقت سے آگاہ کرنا ہے، بعدازاں ان آیات میں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ اللہ نے ان سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی عہد لیا تھا لیکن انہوں نے اس عہد کو پامال کردیا جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب وہ لعنت کے مستحق ہوئے اور ان کے دلوں کو رشد و ہدایت سے محروم کر دیا، اس تمہید کی روشنی میں وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ان کے قبائل پر بارہ لیڈر مقرر فرمائے کہ وہ ان کی بیعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کریں، مزید برآں وہ عمالقہ سرکش لوگوں کے ساتھ جہاد کریں اور بارہ قبائل کے لحاظ سے بارہ لیڈر مقرر کئے گئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے جب بیعت عقبہ لی ان کے بھی بارہ لیڈر مقرر ہوئے، تین قبیلہ اوس سے اور نو قبیلہ خزرج سے تھے، سیرت ابن ہشام میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

مقصود یہ تھا کہ یہ لیڈر افراد اپنے اپنے قبیلہ کی جانب سے ذمہ دار ہیں اور وہ آپ ﷺ کی اطاعت پر اپنے ماتحت لوگوں کو ترغیب دلاتے رہیں گے بلکہ ہر لحاظ سے ذمہ دار ہیں ان میں ہرگز سستی کاہلی نہ آنے پائے، جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا امت مسلمہ کا نظام درست رہے گا جب تک ان پر بارہ خلیفے حکمران رہیں گے، وہ سب قریش سے ہوں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارات باب ا، مسند احمد ج ۵ ص ۹۹، صحیح ابی داؤد کتاب المھدی باب ا، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ا ص ۱۰۶ ح ۳۷٦، صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۴۰، صحیح مشکوۃ تحقیق البانی کتاب المناقب باب ا، صحیح بخاری کتاب الاحکام باب ۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا بارہ خلفاء اپنے اپنے دور میں عدل و انصاف کا مظاہرہ فرماتے رہیں گے ان میں خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان غنی، اور علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ہیں نیز ان میں بلا شک وشبہ عمر بن عبدالعزیز بھی شمار ہوتے ہیں ان میں امام مہدی کا بھی شمار ہوتا ہے جن کی احادیث میں بشارت دی گئی ہے، مہدی کا نام آپ ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا اور اس کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کے مطابق ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے آباد کر دے گا جبکہ اس سے پہلے ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا لیکن اس سے مقصود وہ امام نہیں جن کا شیعہ انتظار کر رہے ہیں اس کی کچھ حقیقت نہیں بلکہ توہمات ہیں۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳)

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّی مَعَكُمْ : اللہ پاک نے ان سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے اقامت صلوٰۃ پر مداومت کی، مال سے زکوٰۃ ادا کرتے رہے، میرے پیغمبروں کی تصدیق کی، انہیں تقویت عطا کی اور اللہ کو قرض حسنہ دیا تو میں تم سے تمہاری برائیوں کے اثرات کو ختم کردوں گا اور پاکیزہ کرنے کے بعد تمہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے درختوں اور محلات کے قریب نہریں جاری ہوں گی لیکن جس شخص نے کفر کیا وہ صراط مستقیم سے دور ہو گیا جس پر رواں دواں رہنے کا نتیجہ کامیابی اور سعادت سے ہمکنار ہونا ہے۔

(ایسر التفاسیر ج ا ص ۵۱۱)

کلام کا سیاق و سباق مسلسل یہودیوں کی خباثت اور ان کی دھوکہ بازیوں سے پردہ کشائی کر رہا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے عہد لیا کہ وہ تورات کے احکام پر عمل کرتے رہیں گے اور عمالقہ قوم کو سرزمین مقدس سے جلاوطن کریں گے اور بارہ لیڈروں کے ساتھ جو انہوں نے عہد کیا اس کو بھی توڑ ڈالا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ملعون قرار دیا اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیا کہ ہرگز کسی وعظ و نصیحت پر نرم نہیں ہوتے ہیں اس کے نتیجہ میں وہ کلام میں تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں نہ صرف یہ تقدیم، تاخیر کے ساتھ کلام کو غلط معانی پہناتے ہیں بلکہ بعض الفاظ کو حذف کر کے من مانی تاویلات کر کے اپنی ہوس کو تسکین بخشتے ہیں، مزید برآں مطالب کو غلط لباس پہنا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ : چنانچہ انہوں نے اس عہد کو پامال کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا کہ وہ تورات کے احکام پر عمل پیرا رہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے اور پیغمبروں کی اطاعت کرتے رہیں گے اس سبب سے اللہ نے انہیں اپنی رحمت کے دائرہ سے دور کر دیا اور ان کے دلوں کو پتھر بنا دیا ان میں نرمی کا نام تک نہ تھا، انہوں نے تحریف کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور تورات کے احکام کو فراموش کر دیا آپ ان کی خیانت سے خوب آگاہ ہیں جیسا کہ بنو نضیر نے خیانت کی جس کے سبب انہیں جلاوطن کیا گیا، سیرت کی کتب میں تفصیل موجود ہے البتہ ان میں سے معدود چند لوگ خائن نہیں ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں، اس کے نتیجہ میں ہم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ انہیں معاف کریں، درگزر کریں، احسان کریں اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب جانتا ہے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۱۲)

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّا نَصٰرٰىٓ: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کی حالت کو واضح کیا ہے کہ وہ بھی یہودیوں جیسے ہیں ان میں ان سے کچھ زیادہ فرق نہیں ہے، ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا کہ وہ مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائیں گے اور شریعت پر رواں دواں رہیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو فراموش کر دیا، بدعملی کے نتیجہ میں ان میں دشمنی کی خلیج وسیع ہوتی چلی گئی اور وہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور قیامت تک ان کی آپس میں دشمنی موجود رہے گی، ان کا حال یہودیوں سے کم نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نے ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا ہے کچھ تعجب نہیں اگر دونوں فرقے اسلام کے ساتھ دشمنی میں اکٹھے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو اس کی وصیت کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ کبھی مصالحت نہ کریں اور اگر وہ گرفت میں آ جائیں تو انہیں کبھی معاف نہ کیا جائے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۱۳)

يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوا عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَ يَهْدِيهِمْ إِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُّهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُودُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ أَحِبّٰٓؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَن يَّشَآءُ ۚ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَآءَنَا مِن بَشِيرٍ وَّ لَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَآءَكُم بَشِيرٌ وَّ نَذِيرٌ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٩﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! بلاشبہ تمہارے پاس ہمارا پیغمبر آیا وہ تمہارے لئے بہت سی باتوں کو بیان کرتا ہے جن کو تم کتاب الٰہی سے چھپاتے تھے اور وہ بہت سی کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (اے اہل کتاب!) بے شک تمہارے پاس اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے روشنی اور روشن کتاب یعنی قرآن پاک تمہارے پاس آ چکا ہے۔اس کے سبب اللہ ان کی راہ نمائی کرتا ہے جو اللہ کی رضا، نجات پانے کی راہوں کے ساتھ طلب کرتے ہیں اور ان کو اپنے ارادہ کے ساتھ تاریکی سے روشنی کی جانب نکالتا ہے اور سیدھی راہ کی جانب ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے آپ کہیں! کون اللہ سے کسی چیز کا انتقام لے سکتا ہے؟ اگر اللہ چاہے کہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں (مریم) کو اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو ایک ہی دفعہ ہلاک کر دے اور اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں آپ کہیں پھر اللہ کیوں تمہیں تمہارے گناہوں پر عذاب دیتا ہے بلکہ تم انسان ہو اسی جنس سے تمہیں پیدا کیا جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے کی بادشاہی ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔اے اہل کتاب بلاشبہ تمہارے پاس ہمارا پیغمبر آیا وہ تمہارے لئے پیغمبروں کے انقطاع کی حالت میں بیان کر رہا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا بلکہ تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْفَتْرَۃُ سلسلہ منقطع ہونا، سست ہونا، ماند پڑ جانا، اَلْفُتُوْرُ نرمی، ایک روایت میں ہے «اِنَّ لِکُلِّ عَمَلٍ شِرَّۃً وَ لِکُلِّ شِرَّۃٍ فَتْرَۃً» ''ہر عمل میں تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کے بعد سکون ہوتا ہے'' (مفردات ج ۲ ص ۶۸۷، ترمذی ح ۲۵۷۰، مشکوۃ ح ۵۳۲۵)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے سبھی اہل کتاب پر حجت قائم کی اور ان کے کفر کو واضح کیا اب خاص طور پر عیسائیوں کے کفر کو واضح کیا جا رہا ہے اور کھلے الفاظ میں اعلان کیا کہ جن لوگوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ قرار دیا وہ کافر ہیں۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی ان کو رغبت دلائی انہیں ڈرایا لیکن انہوں نے انکار کیا تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے انہیں آگاہ کیا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو، اللہ کی قسم! تمہیں علم ہے کہ یہ اللہ کا آخر الزمان پیغمبر ہے تم اس کی بعثت سے پہلے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور تم اس کے اوصاف ہمارے سامنے پیش کرتے تھے، اس پر رافع بن حریملہ نامی انسان اٹھا اس نے کہا ہم نے کبھی تمہارے پاس اس قسم کی باتیں نہیں کیں اور نہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی کتاب نازل ہوئی اور نہ اس کے بعد اللہ کسی کو خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا پیغمبر بنا کر بھیجے گا اس پر اللہ نے آیت مبارکہ کو نازل فرمایا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے مطلع کر رہے ہیں اہل کتاب مخاطب ہیں کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق عطا کر کے روئے زمین کے تمام لوگوں کی جانب بھیجا ہے، عرب و عجم، ناخواندہ اور پڑھے لکھے سبھی مخاطب ہیں اس پیغمبر کو روشن دلائل عطا کر کے مبعوث فرمایا اس نے حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم کر دی بلکہ اے اہل کتاب! وہ پیغمبر اس وصف کے ساتھ بھی موصوف ہے کہ تم نے اللہ کی کتاب سے جن باتوں کو چھپایا ان کو یہ بیان کر رہا ہے، تمہاری تحریف اور تمہاری تاویلات اور افتراپردازیوں کی قلعی کھول رہا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ اکثر تبدیلیوں سے خاموشی اختیار کرتا ہے اس لئے کہ ان کے بیان کرنے میں کچھ فائدہ نہیں تھا۔

مستدرک حاکم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ جس شخص نے رجم کا انکار کیا، اس نے قرآن کا انکار کیا اس لئے کہ اہل کتاب نے شادی شدہ زانی کی سزا رجم کو ختم کر دیا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ قرآن عظیم جس کو اللہ نے اپنے آخرالزمان پیغمبر پر نازل فرمایا وہ روشنی کا مینار ہے اور ایسی کتاب ہے جو اس کے مدلولات کے مطابق زندگی گزارتا ہے اللہ اس کو نجات عطا کرے گا وہ استقامت کے منہج پر گامزن رہتے ہوئے سلامتی حاصل کر پائے گا وہ شرک و بدعات کے اندھیروں سے نجات حاصل کر کے توفیق الٰہی کے ساتھ صراط مستقیم پر پہنچ جائے گا۔ (ابن کثیر ج ٢ ص ٥٥)

ذہن نشین کریں کہ مسیحیوں کے اس دور میں تین فرقے ہیں، کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور ارتھوڈکس، ان میں سے پروٹسٹنٹ فرقہ تقریباً چار صدی قبل ظہور پذیر ہوا، اب اسی فرقے کا عام چرچا ہے، چنانچہ ولایات متحدہ امریکہ، انگلستان اور جرمنی میں اس فرقہ کے لوگوں کی کثرت ہے اس فرقہ نے عیسائیت کی پیدا کردہ خرافات کو ختم کر دیا ہے لیکن بایں ہمہ ان میں اصلاح کرنے والوں نے بھی مسیحیت کو صحیح توحید کی جانب نہیں پھیرا ہے جو کہ مسیح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا دین ہے وہ برابر تثلیث کے قائل ہیں اور جو تثلیث کو نہیں مانتا ہے اسے عیسائیوں میں شمار نہیں کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں عیسائیوں کے تمام فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ مسیح ابن مریم ہے اور مسیح ابن مریم اللہ ہے جبکہ پرانے دور کے عیسائی یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے وہ باپ، بیٹا اور روح القدس کو اللہ تسلیم کرتے تھے اس دور میں مسیح ابن مریم کو ہی اللہ قرار دیتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ثنیت کی غمازی کرتا ہے چنانچہ قدیم مصریوں، برہموں اور بدھ مذہب والوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا : اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! عیسائیوں سے دریافت کرو اگر اللہ مسیح ابن مریم اس کی والدہ اور زمین کی تمام مخلوقات کو ہلاک کرنا چاہے تو اس میں کون رکاوٹ بن سکتا ہے؟ مقصود یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اور اس کی والدہ اللہ کی مخلوقات ہیں جس طرح زمین پر آباد لوگوں نے ایک دن فنا ہونا ہے اس طرح ان کو بھی موت سے کوئی تحفظ نہیں عطا کر سکتا، اللہ کی ذات شہنشاہ ہے وہ اپنی مشیت اور ارادہ کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے، مسیح علیہ السلام میں استطاعت نہیں کہ وہ خود کو ہلاک ہونے سے بچائے، تو اسے کیسے اللہ کہا جا سکتا ہے؟ جب کہ اللہ کی ذات تو وہ ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔

آسمان، زمین اور ان کے درمیان صرف اللہ کی بادشاہت ہے اسی کی ملک ہے وہی تصرف کر سکتا ہے، بعد ازاں اس شبہ کا ازالہ کیا جو ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کے سبب لاحق ہوتا ہے کہ اللہ جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے پس تم اسے اللہ نہ سمجھو وہ انسان تھا، البتہ اس کی تخلیق عجیب انداز سے ہوئی ہے اللہ کی مشیت کا جائزہ لیا جائے تو حیران کن ہے بعض چیزوں کی تخلیق مذکر، مؤنث کے بغیر ہے جیسے حیوانات کی قسموں کے اصول ہیں ان میں سے آپ آدم علیہ السلام کی تخلیق کا جائزہ لے سکتے ہیں اور کسی کو صرف مادہ سے، جیسے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور عام طور پر نر، مادہ کے ملاپ سے مخلوق ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ کسی مخلوق کو ہم الوہیت کا درجہ دیں یا یہ کہیں کہ اس میں اللہ کی روح حلول کر گئی ہے، پس مسیح علیہ السلام کو معبود اور پروردگار سمجھنا غلط ہے، وہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں، اس کی تفصیل سورۃ مریم میں ملاحظہ فرمائیں۔ (المراغی ج ٢، ص ٤٠٩)

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ : یہود و نصاریٰ نے دعویٰ کیا چونکہ ہم انبیاء علیہم السلام کی جانب منسوب ہیں اور انبیاء اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے تھے اللہ ان کا خاص خیال رکھتے تھے، اس لحاظ سے ہم اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں، اللہ پاک ان کے اس غلط ادعاء کی نفی فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ کے بیٹے اور دوست ہو تو پھر اللہ تمہیں تمہارے کفر، کذب بیانی کے سبب دوزخ میں کیوں گرائے گا؟

بلکہ تم انسان ہو اللہ کی مخلوق ہو اللہ پاک اس شخص کو معاف کرتا ہے جس کو مغفرت کا مستحق سمجھتا ہے اور جس کو عذاب کا مستحق سمجھتا ہے اس کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے، تمہیں صرف ایمان صحیحہ اور اعمال صالحہ ہی فائدہ دے سکیں گے، جزاسزا کا انحصار اعمال پر ہے، حسب ونسب وغیرہ پر نہیں ہے، آسمان وزمین اور ان کے درمیان بھی اللہ کی بادشاہت ہے وہ تمام کائنات کا خالق ہے، سب اس کے غلام ہیں کوئی بھی اللہ کا بیٹا اور بیٹی نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم:٩٣) ''آسمان وزمین میں جو مخلوق ہے وہ سب رحمٰن کے ہاں غلام کی حیثیت میں پیش ہوں گے''

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ: اللہ پاک اہل کتاب کو مخاطب کر رہے ہیں کہ تمہارے پاس ہمارا پیغمبر آن پہنچا ہے تمہاری کتابوں میں جس کی بشارت موجود ہے، مزید برآں تمہارے پیغمبروں نے بھی اس کے بارے میں تمہیں مطلع کیا تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہوگا اس پیغمبر سے مقصود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ پیغمبر ہیں جن کا لقب امی ہے وہ کچھ عرصہ کے بعد تشریف لائے ہیں وہ تمہیں تمہارے دین کے معاملات سے آگاہ کر رہے ہیں وہ افراد اور معاشرہ کی اصلاح کریں گے وہ اس لئے مبعوث ہوئے کہ حق وباطل میں امتیاز ختم ہو گیا تھا، سچ اور جھوٹ کے درمیان فاصلہ نہ رہا، ایک قسم کا عذر رونما ہوا کہ ان کے اذہان میں یہ بات آئی کہ ہم اللہ کی کیسے عبادت کریں؟ تو ان حالات میں اللہ پاک نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ان کے اس عذر کو ختم کرنا مقصود تھا کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا، ڈرانے والا نہیں آیا۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: اللہ کی قدرت کے دلائل سے ہے کہ اللہ نے آخر الزمان پیغمبر کی مدد کی انہوں نے دنیا میں اللہ کے کلمہ کو بلند کیا اور کفر کے کلمہ کو نیچا کیا۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! یاد کرو اللہ کے انعام کو جو تم پر ہے جب اس نے تم میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ چیز عطا کی جو جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کی۔ اے میری قوم! تم پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے اور تم اپنی پیٹھوں کے بل روگردانی نہ کرو اس وقت تم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جاؤ گے (یعنی تمہیں قرار حاصل نہ ہوگا)۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس جگہ زور آور لوگ ہیں اور ہم کبھی اس جگہ داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں گے تو لازمی طور پر ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔ دو انسانوں نے پرہیزگاروں سے کہا جن پر اللہ کا انعام تھا (اے لوگو!) تم ان پر دروازے سے داخل ہونا جب تم دروازے میں داخل ہو جاؤ گے پس بلاشبہ تم غالب رہو گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔ انہوں کہا اے موسیٰ ہم اس زمین میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں ہیں تو اور تیرا پروردگار جاؤ اور لڑائی کرو بے شک ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! میں قدرت نہیں رکھتا ہوں مگر اپنے اور اپنے بھائی (ہارون) پر، پس ہمارے اور گناہگاروں کے درمیان فیصلہ فرما۔ اللہ نے فرمایا وہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام ہے وہ زمین میں سرگرداں رہیں گے پس آپ ظالم لوگوں پر افسوس نہ کریں۔

لغوی تحقیق: یَتِیہُونَ مادہ اَلتِّیہُ ہے غرور، چٹیل میدان جہاں انسان بھٹک جائے، غرض یہ ہے کہ اگر بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تو نہ صرف انہیں دین کی روحانی برکتوں سے نوازا جاتا بلکہ عزت و اکرام کے ساتھ یہ اپنے گھروں کو بھی واپس جا سکتے تھے لیکن انہوں نے جس ناشکری، نافرمانی، ضد اور ہٹ دھرمی کا اظہار کیا اس پر انہیں یہ سزا دی گئی کہ اب چالیس برس تک یہ اسی میں بھٹکتے پھریں گے اور ان کو یہ توفیق نہیں ملے گی کہ ہنسی خوشی کے ساتھ سرزمین مصر میں داخل ہو سکیں۔

اس میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر کوئی گروہ پیغمبر کی راہ سے انحراف کر کے کسی اور ڈھنگ اور مسلک سے رشد و ہدایت کا طالب ہے تو اسے پہلے ہی قدم پر مایوس ہونا چاہیے اسے کبھی بھی حقیقت کا سراغ نہیں ملے گا وہ ہمیشہ تحیرو سرگشتگی کا شکار رہے گا۔ (لسان القرآن ص ۲۸۰)

تشریح: اہل کتاب میں سے خاص طور پر یہودیوں کا تذکرہ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، آپ اس واقعہ کی جانب توجہ فرمائیں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری قوم! تم اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے کہ تمہیں فرعون اور اس کے امراء، کبراء سے نجات عطا کی، مزید اللہ نے تمہاری جانب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو مبعوث فرمایا اور تمہیں فرعون کی گرفت سے نجات عطا کر کے بادشاہت عطا کی، تم خود مختار سلطنت میں آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے تم پر اللہ کی بادشاہت سایہ فگن تھی اور تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا گیا جن سے پوری دنیا میں سب لوگ محروم تھے۔

اے میری قوم! تم مقدس زمین میں رہائش اختیار کرو اللہ نے تمہیں وہاں رہائش اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، تم شہر کے دروازے سے اچانک اندر چلے جاؤ اور کفار کو وہاں سے نکال دو، یقین رکھو تمہیں غلبہ عطا ہوگا تم نے شکست خوردہ کیفیت میں ہرگز وہاں سے پلٹنا نہیں ہوگا اگر ایسا نہ کرو گے تو تم نقصان سے دوچار ہو گے لیکن تم نے اللہ کے حکم کی اطاعت نہ کی اور تم ارض مقدس میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل نہ ہوئے کہ وہاں سکونت اختیار کرتے انہوں نے جواب دیا، اے موسیٰ! اس سرزمین میں سرکش قسم کے لوگ آباد ہیں جب تک وہ اس سرزمین میں رہائش پذیر رہیں گے ہم وہاں نہیں جائیں گے انکے وہاں سے چلے جانے کے بعد ہم وہاں رہائش اختیار کریں گے۔

تنبیہ: اس واقعہ کے ذکر کرنے سے مقصود رسول اکرم ﷺ کو مطمئن کرنا تھا کہ آپ قریش مکہ کے کفر کو نہایت خوفناک قرار دے رہے ہیں آپ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے جواب کا جائزہ لیں آپ باور کریں گے کہ آپ کی قوم کا کفران سے بڑا نہیں ہے بلکہ ان کا تیرے قتل کا منصوبہ بنانا بھی ان کے کفر سے کم ہے اور آپ اس حقیقت سے بھی آشنا ہوں گے کہ یہودی زبردست قسم کے پاگل، کمینے انسان تھے، ان میں رشد و بھلائی کا ذرہ بھر بھی موجود نہ تھا جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیتے ہوئے عذر لنگ پیش کیا کہ اے موسیٰ! وہاں تو زبردست سرکش قسم کے لوگ سکونت پذیر ہیں جب تک وہ وہاں سے نہیں نکلیں گے ہم وہاں نہیں جائیں گے ہاں! ان کے جانے کے بعد وہاں چلے جائیں گے۔

عمالقہ قوم کی ہزیمت کا سبب: روحانی شکست کا سبب وہ خوف ناک خبریں ہیں جن کو اکثر لیڈروں نے زوردار پروپیگنڈہ کے ساتھ پیش کیا کہ وہاں کے رہائش پذیر عمالقہ ایسے لوگ ہیں جن کا مقابلہ کرنا ممکن ہی نہیں وہ تو دیوہیکل ہیں البتہ لیڈروں میں سے دو افراد (یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا) نے اپنے رفقاء کے خلاف بیان دیا انہوں نے راز داری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے بطور ہمدردی کے کہا دراصل ان میں اللہ کا خوف موجود تھا اس کیساتھ ساتھ ان پر اللہ کا احسان تھا انہوں نے مشورہ دیا کہ تمہیں شہر میں داخل ہونا چاہیے یونہی تم اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے شہر کے دروازے سے اندر جاؤ گے دشمن سے مقابلہ کرو گے تو تمہارے ایمان کی دولت کے سبب تمہیں غلبہ حاصل ہوگا اللہ پاک نے تم پر جہاد و قتال فرض کیا ہے تم پر اللہ نے فرض قرار دیا ہے کہ تم نے ارض مقدس میں رہائش اختیار کرنی ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا: جب دو صالح انسانوں نے اس پر زور دیا کہ ہمیں دشمن پر حملہ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو جانا چاہیے تو لوگوں نے نہایت بے شرمی، بے حیائی اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے موسیٰ! ہم شہر میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ شہر میں موجود ہیں خواہ وہ مدافعت کریں یا نہ کریں ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں البتہ اے موسیٰ! تو اور تیرا پروردگار دونوں لڑائی کرو، غور کریں اس سے زیادہ سرکشی و نافرمانی اور کیا ہو سکتی ہے بلکہ اس سے زیادہ بزدلی اور کم ہمتی بھی ممکن ہے؟ مزید برآں اس سے زیادہ بے ادبی کا تصور اور کیا کیا جا سکتا ہے ان کی اس بے ادبی اور بزدلی کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنی قوم سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں تو اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر اختیار رکھتا ہوں اے اللہ! ہمارے اور ان فاسق فاجر لوگوں کے درمیان دوری فرما، اس دعا کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے اور ان کے غلط کردار سے برأت کا اظہار کیا اس لئے کہ یہ قوم یقیناً اللہ کے عذاب کی مستحق ہے اللہ پاک نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، اللہ تعالیٰ نے ان پر ارض مقدس میں داخل ہونے کو حرام قرار دیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہو سکیں گے اور واقعہ یہ ہے کہ مقررہ مدت چالیس سال تک وہاں نہ جا سکے ان کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ وہ ان چالیس سالوں میں وادی سینا کی سرزمین پر حیران و سرگرداں پھرتے رہے ان کو کچھ اتا پتا نہیں چلتا تھا کدھر جا رہے ہیں اور کہاں سے آ رہے ہیں، اے ہمارے پیغمبر! آپ اس پر افسوس نہ کریں اور نہ ان کے بارے میں آپ کو غم لاحق ہو ان کو ان کی بدکرداریوں، بدعہدیوں اور نافرمانیوں کی جلد ہی دنیا میں سزا دی جائے گی، وہ عذاب کا مزہ لیتے رہیں گے اس واقعہ پر چند نتائج پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ یہودیوں کی بزدلی، بے ادبی، گستاخی اللہ پروردگار عالم کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام کیساتھ بھی ان کی گستاخی ضرب المثل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ فساق فجار لوگوں سے ان کی بدعملی کے سبب برأت کا اظہار ضروری ہے انہیں اللہ کی ناراضگی کے سبب چھوڑ دینا چاہیے۔

☆ فساق لوگوں پر حزن و ملال کا اظہار کرنا حرام ہے بالخصوص جب وہ عذاب الٰہی کی زد میں آ جائیں ان کو ان کے کیے کی سزا مل رہی ہے (ایسر التفاسیر ج ا ص ۵۱۹ ـ ۵۲۱)

امام بخاریؒ نے سورہ مائدہ کی تفسیر میں اسی آیت کے ساتھ باب کا انعقاد فرمایا ہے یعنی ﴿فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ﴾ کے ضمن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں مقداد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں وہ کلمہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو اور تیرا پروردگار جاؤ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ آپ چلیں ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں اس طرح ان کلمات کے سبب آپ کا غم دور ہوا۔
(فتح الباری ج ۸ ص ۲۷۳، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۴)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۚ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ النصف لَئِنْ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾

ترجمہ: آپ اپنی قوم کو آدم کے دو بیٹوں کی خبر بتائیں جو صحیح ہے جب انہوں نے (اللہ کے) تقرب کے لئے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی (قربانی کو) قبولیت عطا ہوئی اور دوسرے کو قبولیت نہ ہوئی (قابیل نے) کہا (ہابیل) میں تجھے ضرور موت کے گھاٹ اتاروں گا اس نے کہا اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو میری جانب اپنا ہاتھ دراز کرے گا تا کہ تو مجھے قتل کرے میں ہرگز اپنا ہاتھ تیری جانب دراز نہیں کروں گا کہ میں تجھے قتل کروں بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ بے شک میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے پس تو دوزخیوں سے ہو جائے اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔ تو اس کے نفس (امارہ) نے اسے اپنے بھائی کے قتل کو آسان کر دیا تو اس نے اس کو قتل کر دیا پس وہ نقصان کرنے والوں سے ہو گیا۔ اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تا کہ اس کو دکھائے کہ کس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے، اس نے کہا مجھے افسوس ہے کیا میں اس سے عاجز آ گیا ہوں کہ کوا کی مانند ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپاؤں پس وہ پشیمان لوگوں میں سے ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْبُوءُ لازم ہونا، نہایہ ابن اثیر میں ہے اَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ میں تیرے احسان کا اعتراف کرتا ہوں جو مجھ پر ہے، اَبُوءُ بِذَنبِي میں گناہ کو اپنے ساتھ لازم سمجھتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں، فَطَوَّعَتْ اس کو بہادر بنا دیا اور مزین دکھایا، وَالسَّوْءُ جس کا ظاہر ہونا معیوب ہو، شرم گاہ (المراغی ج٦ص٩٦)

تناسب: قرآن پاک کے اس مقام سے پہلے بنونضیر جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا چونکہ انہوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے قتل کا منصوبہ بنایا، چنانچہ اللہ پاک اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کر رہے ہیں کہ آپ انہیں آدم کے دو بیٹوں ھابیل اور قابیل کا واقعہ بتائیں اس واقعہ سے انہیں قتل انسانی کے جرم کے نتیجہ کا علم ہو جائے گا انہیں ڈانٹ پلانا مقصود ہے اور آپ ﷺ کی عظمت اور شرف سے آگاہ کرنا ہے کہ آپ کا معاملہ آدم کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے ھابیل جیسا ہے اس لئے کہ قابیل نے حسد اور سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بھائی ھابیل کو قتل کر دیا حالانکہ اس کے اخلاص کے سبب اس کی قربانی کو شرف قبولیت عطا ہوا اور مقتول ہونے کے باعث اس کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا اور اسے جنت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا جب کہ قاتل شخص دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوا اور واصل جہنم ہوا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان باغیوں، حسد سے بھرپور یہودیوں پر جو بندروں اور خنزیروں کے بھائی ہیں اور اسی طرح ان جیسے اوصاف قبیحہ کے ساتھ موصوف لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا واقعہ بتائیں اس بیان میں کذب، وہم، کمی بیشی اور تبدیلی کا ہرگز شائبہ تک بھی نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کے لئے جائز قرار دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹوں کا اپنی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرائیں جیسے حالات کا تقاضا ہو، چونکہ ایک حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا تولد ہوتا تھا تو ایک حمل کی لڑکی کا دوسرے حمل کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا جاتا تھا جب کہ ھابیل کی بہن بدصورت تھی اور قابیل کی خوب صورت تھی تو قابیل نے چاہا کہ وہ اپنے حمل کی بہن کے ساتھ نکاح کرے جو اصول کے خلاف تھا اسی لئے آدم علیہ السلام نے بھی انکار کیا۔ البتہ آدم علیہ السلام نے ایک تجویز پیش کی کہ دونوں قربانی پیش کریں تو جس کی قربانی مقبول ہو اس لڑکی سے اس کا نکاح ہوگا، چنانچہ ھابیل کی قربانی کو قبولیت حاصل ہوئی قابیل کی قربانی مقبول نہ ہوئی اس واقعہ کو بیان کیا جا رہا ہے۔ (ابن کثیر ج٢ص٦٦۔٦٧)

جب قابیل کی قربانی کو تقرب حاصل نہ ہوا اس نے اپنے بھائی ھابیل کو دھمکی دی اور قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا ھابیل نے جواب دیا، حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی قربانی کو شرف قبولیت عطا ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اس کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ میں کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوا کہ اس کے سبب تو مجھے موت کے گھاٹ اتارے گا اگر اللہ نے تیری قربانی کو قبول نہیں کیا تو آپ اپنا محاسبہ کریں تاکہ تجھے سبب کا علم ہو اللہ کی تو سنت یہ ہے کہ وہ پرہیزگاروں کی قربانی کو قبول فرماتا ہے۔

اسلامی اخوت کا رشتہ آپس میں احترام کا حکم دیتا ہے کہ کسی مسلمان بھائی کی جان، مال اور عزت نفس پر حملہ نہ کیا جائے اس لئے ھابیل نے برملا کہا اگر تو اپنا ہاتھ میرے قتل کے لئے بڑھائے گا تو میں تیرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ دراز نہیں کروں گا، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں کہ میں ناحق اپنے کسی بھائی کا خون گراؤں اللہ رب العالمین تو انہیں انعامات سے نوازتا ہے اور میں ان پر زیادتی کرتے ہوئے انہیں موت سے ہمکنار کروں، پس اللہ پاک کی مخالفت میں نہیں کر سکتا یعنی اس نے خود کو اقدام قتل سے باز رکھا، چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری ومسلم میں ارشاد نبوی وارد ہے کہ جب دو مسلمان مسلح ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں ان میں سے ایک قتل ہو جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا قاتل مقتول دونوں جہنم میں ہیں، آپ ﷺ سے استفسار کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! قاتل کا دوزخ میں جانا تو درست ہے لیکن مقتول کیوں دوزخ میں جا رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس میں بھی اپنے بھائی کو قتل کرنے کا جذبہ موجود تھا یعنی اس کا اقدام قتل اس کو دوزخ میں لے جا رہا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۲۲، صحیح مسلم کتاب الفتن باب ۴، صحیح ابوداؤد کتاب الفتن باب ۵، صحیح سنن نسائی ح ۳۸۴۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۱۱)

چنانچہ ہابیل نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میں مقابلہ نہ کروں اگر تو باز نہیں آئے گا تو میرا گناہ اور تیرا گناہ تجھ پر ہوگا، مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ اگر مقتول کے کچھ گناہ ہیں تو آخرت میں مقتول کے گناہ قاتل کے اعمال نامہ میں ثبت ہوں گے، اس لئے کہ حقوق العباد کے گناہ کو اللہ معاف نہیں فرماتا ہے ہر حق والے کو اس کا حق دیا جاتا ہے، چنانچہ مظلوم کو ظالم کی نیکیوں سے اس کے حق کے برابر اگر ظالم کی نیکیاں ہیں تو وہ مظلوم کو دے دی جائیں گی، یا دوسری صورت یہ ہے کہ مظلوم کے گناہ ظالم کے نامہ اعمال میں ثبت ہو جائیں گے چنانچہ ﴿فَتَكُونَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴾ کا یہی مفہوم ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ أَخِيْهِ: اگرچہ قابیل اپنے بھائی کے قتل سے ڈرتا رہا اور بزدلی کا مجسمہ بنا رہا لیکن اس کے نفس امارہ نے اسے اس کے قتل پر دلیر کر دیا اور نفس امارہ کی اطاعت نے اسے قتل کرنے پر مجبور کیا اس نے قتل کے انجام پر کچھ غور وفکر نہ کیا۔

فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ: چنانچہ قابیل کا شمار ان لوگوں سے ہو گیا جنہوں نے دنیا وآخرت میں اپنے آپ کو خسارے میں رکھا اس لئے کہ اس نے دنیا میں ایک ایسے شخص کو قتل کیا جو دنیا میں تمام لوگوں سے زیادہ اس کے ساتھ احسان کرنے والا تھا، مزید برآں اس کا بھائی تھا اور پرہیزگار ہونے کے علاوہ مزید صلاحیتوں سے موصوف تھا اور اس کی آخرت بھی خراب ہو گئی اس لئے کہ آخرت تو پرہیزگاروں کے لئے بنائی گئی ہے اس کو کیسے اس کا استحقاق حاصل ہو سکتا تھا؟

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا: یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ انسان کو اپنے اعمال میں اختیار حاصل ہے چونکہ یہ قتل پہلا تھا، اب قاتل کو علم نہیں تھا وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو پردے میں کرے؟ معلوم ہوتا ہے انسان اپنی پہلی نشأت میں نہایت سادہ تھا اسے کچھ زیادہ معرفت حاصل نہ تھی البتہ اس میں استعداد اور عقل موجود تھی جن سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے علوم ومعارف کو مزید وسعت دے سکتا تھا، ہمیں قرآن پاک سے معلوم ہوا ہے کہ قابیل نے اپنے بھائی کو دفن کرنے کا طریقہ کوے سے سیکھا ہے جب اللہ نے وہاں ایک کوّے کو بھیجا اس نے زمین کو کریدا اس طرح اس نے زمین میں ایک گڑھا بنا لیا، قاتل نے جب اس گڑھے کو دیکھا تو اس کی حیرانی ختم ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی کی لاش کو چھپانے کے لئے اس طرح کا ایک گڑھا کھودا تو اس وقت اپنی شرمندگی کو چھپاتے ہوئے اس نے کہا افسوس کہ میں کوّے سے بھی زیادہ علم وتصرف کے لحاظ سے نیچے ہوں کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپا نہ سکا اور پشیمانی کے ساتھ حیرت میں ڈوبا رہا، خیال رہے کسی گناہ سے پشیمانی کا اظہار توبہ ہے اس لئے کہ ندامت اللہ کی عظمت سے ڈرتے ہوئے اور اللہ کے حدود سے تجاوز کرتے ہوئے بطور عبرت ظہور پذیر ہوتی ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَلنَّدَمُ اَلتَّوْبَةُ پشیمان ہونا ہی توبہ ہے، لیکن ندامت اس وقت توبہ ہے جب اس انسان کے دل میں اللہ کا خوف موجزن ہوگا اور اللہ کی حدود میں زیادتی کرنے میں افسوس لاحق ہوگا بلکہ اس نے عجز کا اظہار کیا ہو۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق العباد کا خیال رکھنا ضروری ہے کسی مسلمان پر ظلم کرنا اس کا مال چھین لینا اس کو موت کے گھاٹ اتار دینا سب حقوق العباد میں داخل ہیں، اگر آپ نے کسی کا حق غصب کیا ہے تو اس سے معاف کرائیں یا ادائیگی کریں۔

ارشاد نبوی ہے جس شخص نے اپنے بھائی مسلمان کی آبرو یا کسی اور کام میں ظلم کیا تو اپنی زندگی میں اس سے معاف کرائے وگرنہ قیامت کے دن کسی شخص کے پاس درھم، دینار نہ ہوگا اگر اسکے پاس اعمال صالحہ ہوں گے تو بقدر ظلم کے اسکے اعمال صالحہ مظلوم کے اعمالنامہ میں جمع ہو جائیں گے لیکن اگر اعمال صالحہ نہیں ہیں تو بقدر ظلم مظلوم کی برائیاں ظالم کے اعمالنامہ میں داخل کر دی جائیں گی۔
(صحیح بخاری کتاب المظالم باب ۱۰)

چونکہ ھابیل کا خون پہلا خون تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مظلوم قتل ہو جاتا ہے تو اس کے خون کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر بھی لاد دیا جاتا ہے اس لئے کہ اس نے نسل انسانی میں اس گناہ کا اولاً ارتکاب کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز ص ۲۵۲، صحیح ترمذی کتاب العلم باب ۱۴، صحیح سنن ابن ماجہ کتاب الدیات باب ۱، سنن نسائی کتاب المحاربہ باب ۱)

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ ع

ترجمہ: اس حادثہ کے سبب ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر کسی بدلہ کے یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کرتا ہے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو ایک ہی بار قتل کر دیا اور جو شخص کسی کی زندگی کا سبب بنا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو ایک ہی بار زندگی عطا کی، بلاشبہ بنی اسرائیل کے پاس ہمارے پیغمبر نشانیوں کے ساتھ آئے پھر بھی ان میں سے کثیر تعداد اس کے بعد زمین میں اسراف کرنے والے تھے۔ بے شک ان لوگوں کا بدلہ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں (ڈاکہ زنی کرتے ہیں) انہیں قتل کر دیا جائے یا صلیب پر لٹکا دیا جائے یا الٹی جانب سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر وہ لوگ جو اس سے پہلے تائب ہو جائیں کہ تمہیں ان پر قدرت حاصل ہو پس تم جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَجَلٌ مقررہ مدت، وَلِتَبۡلُغُوٓا اَجَلًا مُّسَمًّى تا کہ تم موت کے مقرر وقت تک پہنچ جاؤ اَجَلُ سبب، محاورہ ہے فَعَلۡتُ کَذَا مِن اَجۡلِهٖ میں نے فلاں کی وجہ سے یہ کام کیا، اَجل ہاں، بے شک حرف ایجاب ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۴۲)

تشریح: عالم کائنات میں اس پہلے قتل کے نتائج سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ ہم نے اس قتل کے سبب جو شناعت وفظاعت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا ہم نے بنی اسرائیل پر اس قانون کو مسلط کر دیا کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کو بلا کسی شرعی سبب کے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا ہے یا معاشرہ کے امن کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے جیسا کہ مسلح چور اور ڈاکو ہر وقت اس خیال میں مستغرق رہتے ہیں کہ اسلامی حکومت کے خلاف جو حدود الٰہیہ کا نفاذ کرتی ہے اس قدر ہولناک دھماکہ کرنا چاہیے کہ ملک کا امن وامان ختم ہو کر رہ جائے، وہ نہ صرف انسانی جانوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں بلکہ مال ودولت کے لوٹنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں تو ان لوگوں کے خلاف حدود الٰہیہ کا نفاذ نہایت شدومد کے ساتھ کیا جائے، حقیقت یہ ہے کہ جو شخص ایک فرد کو موت کے گھاٹ اتارتا ہے گویا اس نے تمام لوگوں کو زندگی سے محروم کر دیا، اس شخص کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس پر اللہ کی ناراضگی رہے گی مزید برآں وہ لعنت کا مستحق ہے اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔

اور جس شخص نے ایک فرد کو موت کے چنگل سے بچالیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندگی سے ہم کنار کیا اصل چیز احترام انسانیت ہے، شفقت ورحمت ہے، اور شریعت کے حدود کا اہتمام کرنا، دراصل اس میں وحدتِ امت کی جانب اشارہ ہے اور امت مسلمہ کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے اور کسی انسان کا دوسرے انسان پر ظلم کرنا، دست درازی کرنا گویا تمام انسانوں پر ظلم کرنا ہے۔

وَ لَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَیِّنٰتِ: بنی اسرائیل کی جانب انبیاء علیہم السلام روشن دلائل لے کر آئے لیکن ان میں اکثریت کا حال یہ تھا کہ انہوں نے اپنی اخلاقی پستی کو تبدیل نہ کیا، قتل، لوٹ مار اور ظلم وستم میں ان کا انہماک دن بدن بڑھتا چلا گیا۔

آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کے واقعہ میں بنیادی طور پر حسد نے امن وامان کو غارت کیا ظاہر ہے کہ بگاڑ میں حسد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے حاسد شخص پر گراں گزرتا ہے جب وہ اپنے بھائی کی حالت کو اپنے سے بہتر پاتا ہے تو وہ برابر اس کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۲۵)

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ: ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ جنگ کرتے ہیں ان کی سزا کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ انہیں قتل کیا جائے یا انہیں پھانسی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ان کے ملک سے جلاوطن کر دیا جائے، اس نوعیت کی زیادتی کو اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ جنگ کرنے کا نام دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ حق وصداقت اور عدل وانصاف کی مخالفت میں زور لگا رہے ہیں، دین اسلام میں یقین نہیں رکھتے ہیں اس قسم کا زوردار جملہ ان لوگوں کے بارے میں وارد ہوا ہے جو سودی کاروبار کو قائم رکھنے پر اصرار کرتے ہیں انہیں دھمکی دی گئی کہ اگر وہ سودی کاروبار نہیں چھوڑتے ہیں تو پھر اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں، ظاہر ہے کہ جو لوگ احکام شرعیہ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ لڑائی کر رہے ہیں اور اسلامی حکومت پر متمکن شخص کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے نظام عدل کو اس کی اصل بنیادوں پر استوار رکھے اور جو شخص اس کے نظام میں مزاحم ہو اس کے ساتھ لڑائی کرے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ کو زوردار الفاظ میں الٹی میٹم دیا کہ میں اس شخص کے ساتھ لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریں گے، اللہ کی قسم! اگر وہ ایک رسی بھی زکوٰۃ میں ادا نہیں کریں گے جب کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں دیا کرتے تھے جب تک وہ ادا کرنے نہیں لگیں گے، میں ان سے لڑائی کرنے سے ہرگز نہیں رکوں گا۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۲۷)

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ آیت مذکورہ ڈاکہ زنی کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی اس پر وہ واقعہ بھی دلالت کرتا ہے جو عکل اور عرینہ قبائل کے چند لوگوں کا احادیث میں وارد ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو دھوکا دیا، اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا جب انہیں قوت حاصل ہوئی تو چرواہے کو قتل کیا اور صدقات کے اونٹ ہانک کر لے گئے، چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں قصاصاً اور ارتداد کے سبب قتل کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الحدود ح ۴۲۷ اباب ۲۴، صحیح مسلم کتاب القیامۃ باب ۳، ابوداؤد کتاب الحدود باب ۳، سنن نسائی ح ۴۰۴۱، صحیح ترمذی کتاب الاطعمہ ج ۲ ص ۱۶۵)

لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ : ان کی یہ سزا دنیا میں ان کی رسوائی کا سبب بنی جب کہ سبھی مسلمانوں کے لئے عبرت کا نشان بنے جبکہ آخرت میں وہ بہت بڑے عذاب سے دوچار ہوں گے جس قدر ان کے گناہوں کے سبب ان کی روحانیت متاثر ہوئی اسی انداز سے سزا ہوگی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ : البتہ وہ لوگ اس سزا سے مستثنیٰ ہیں جو حاکم وقت کے فیصلہ سے پہلے تائب ہوجائیں ان کی توبہ کو تسلیم کیا جائے گا جب کہ انہیں گناہ سے نفرت حاصل ہوئی اور انہوں نے عزم کرلیا کہ مستقبل میں اب یہ گناہ ہرگز نہیں ہوگا۔

فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ : اللہ پاک ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور رحیم کے وصف کے ساتھ ان کو سزا نہیں دے گا، البتہ حقوق العباد کے گناہ اس کے ذمہ رہیں گے اور حقوق العباد کا مطالبہ کرنے والے مختار ہیں کہ وہ قصاص لیں یا قصاص ختم کرکے دیت کا مطالبہ کریں یا بالکل معاف کردیں۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۲۹)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کفار کو زمین میں جو کچھ ہے تمام اور اس کے برابر اس کے ساتھ ہوتا کہ وہ قیامت کے دن کے عذاب سے فدیہ دیں ان سے ہرگز قبول نہیں ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے اور وہ دوزخ سے باہر نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْوَسِیْلَۃُ کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کے ہیں چنانچہ رغبت کے معنی کے متضمن ہونے کی وجہ سے یہ وسیلہ سے اخص ہے، وسیلۃ بمعنی ذریعہ ہے اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذریعہ تلاش کرو۔ (مفردات راغب ج ٢ ص ٧٧ ٩)

درحقیقت وسیلہ اللہ کی جانب اس کے راستہ کا علم، عبادت اچھے اعمال کے بجالانے کیلئے کوشاں رہنا ہے اس کا معنی محبت بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کے سبب اس کا وسیلہ اختیار کرو اس کا معنی ضرورت کا بھی ہے، عنترہ شاعر اپنی محبوبہ کے بارے میں کہتا ہے۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَيْكِ وَسِيلَةٌ

اَنْ يَّاخُذُوكِ تَكَحَّلِي وَ تَخَضَّبِي

"اس میں کچھ شک نہیں کہ لوگ تیری ضرورت کا احساس رکھتے ہیں کہ وہ تجھے اپنی گرفت میں لے لیں جب تو نے سرمہ لگایا ہو اور مہندی لگائی ہوئی ہو" مزید رغبت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (المنار ج ٦ ص ٢٦٩)

تناسب: اس سے پہلے بیان ہوا ہے کہ یہودیوں نے حسد کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی جانب انہیں ایذاء پہنچانے کے لئے خود کو آمادہ کیا وہ اس زعم میں تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور دوست ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور اعمال صالحہ کا وسیلہ بارگاہ الٰہی میں پیش کریں، اہل کتاب کی طرح اپنے دین کے بل بوتے پر فتنہ میں واقع نہ ہوں، بعدازاں تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ کامیابی کی کلید تقویٰ اور اعمال صالحہ ہیں جو شخص ان دونوں نعمتوں سے محروم ہوا اسے قیامت کے دن ایسی ہولناکیوں سے ہم کنار ہونا ہوگا جس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اذان کے کلمات سننے پر یہ دعا پڑھے گا ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ﴾ "اے اللہ! مکمل دعوت کے پروردگار اور اس نماز کے رب جو اس دعوت کے بعد ادا ہوگی تو محمد ﷺ کو وسیلۃ اور فضیلت عطا کر اور انہیں مقام محمود میں تشریف لانے کا اعزاز عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے" (صحیح بخاری کتاب الاذان باب ٨، صحیح ابن ماجہ کتاب الاذان باب ٤، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ١٥٧، نسائی ج ١ ص ١١٠، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ٣٨، مسند احمد ج ٣ ص ٣٥٤)

تو قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت قبول ہوگی، معلوم ہوا وسیلہ جنت میں اونچے مقام کا نام ہے جو شخص نبی ﷺ کیلئے یہ دعا کرے گا تو اس عمل کے بدلے میں آپ ﷺ اس کی سفارش فرمائیں گے، ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں کہ اذان کے اختتام پر مجھ پر درود بھیجو جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ پاک اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ٧، صحیح ترمذی کتاب الوتر باب ٢١، مسند احمد ج ٢ ص ٦٨، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ٣٦)

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ: تم اپنے نفس سے جہاد کرو اس کو خواہشات سے روکو، نیز تمام احوال اور کیفیات میں عدل و انصاف کو ملحوظ خاطر رکھو اور عوام الناس کو اس پر رواں دواں رہنے کی تلقین کرتے رہو ان کاموں کے سرانجام دینے سے آخرت میں کامیابی کی امید ہے دنیوی اخروی سعادتوں سے ہم کنار ہونا ہے اور جنات میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

لیکن وسیلہ سے مقصود غیر شرعی طریقہ اختیار کرنا جو صحابی، تابعی اور سلف اہل علم سے منقول نہیں ہے اس سے خود کو بچانا ضروری ہے اب کچھ صدیوں سے انبیاء اور صالحین کی شخصیتوں کو وسیلہ بنایا جا رہا ہے اور دیدہ دلیری کے ساتھ ان کی عظمت کو اجاگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے ان کی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں بلکہ ان کی قبروں پر پہنچ کر ان سے حوائج کو طلب کیا جاتا ہے اب تو یہ سلسلہ کثرت کے ساتھ دیکھنے میں آرہا ہے ان کی قبروں پر نذرانے پیش کیے جاتے ہیں اور یہ عقیدہ اختیار کرلیا گیا ہے کہ وہ ہماری فریاد سنتے ہیں اور ہمیں ہماری ضرورتوں سے شاد کام کرتے ہیں حالانکہ ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلَا تَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ١٨) ''تم نے اللہ کے ساتھ کسی کو پکارنا نہیں ہوگا''

نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ج وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ط وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ط وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ (فاطر: ١٣-١٤)

''اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں ہیں اگر تم انہیں پکارو گے تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سنیں گے تو جواب نہیں دیں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کردیں گے اور تجھے خبر دینے والے کی کوئی خبر نہ دے گا۔

وسیلہ کی اقسام: (١) اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی جانب وسیلہ اختیار کرنا اور جن کاموں کے سرانجام دینے پر اللہ خوش ہوتا ہے ان پر عمل پیرا ہوکر اللہ کا قرب حاصل کرنا اس قسم کا وسیلہ دین اسلام میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

(٢) نبی ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی دعا اور آپ ﷺ کی سفارش کا وسیلہ اختیار کرنا جیسا کہ صحابہ کرام کا معمول تھا یہی وجہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے اللہ! جب ہم قحط سالی کا شکار ہوتے تو ہم تیری جانب اپنے پیغمبر کا وسیلہ لاتے تو تو ہمیں بارش سے نوازتا تھا اب ہم آپ ﷺ کے چچا کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں تو اس کی دعا اور سفارش کے ساتھ ہم پر بارش نازل فرما، چنانچہ قیامت کے دن ایماندار لوگ آپ ﷺ کی دعا اور سفارش کا وسیلہ پیش کریں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الاستقاء باب ٣، مشکوٰۃ البانی کتاب الاستقاء باب ٥٣)

(٣) آپ ﷺ کی قسم دے کر وسیلہ اختیار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس انداز کا وسیلہ ثابت نہیں ہے کسی منقول دعا میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ بھی اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں، کسی پیغمبر کی ذات حق کے ساتھ سوال کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ بحق النبی ،یابحق انبیائك،یابحق خلقك وغیرہ جملوں کیساتھ دعا کرنا درست نہیں اسلئے کہ مخلوق کا اللہ پر کچھ حق نہیں، البتہ کسی بھی ایماندار شخص سے آپ کہیں کہ آپ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے تو درست ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ٥ ص ٣١٨)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ : جو لوگ اللہ کی ربوبیت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت کی بجائے کسی بت وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہ اسی حالت میں توبہ کے بغیر فوت ہوجاتے ہیں اگر زمین کی تمام چیزیں بطور فدیہ کے دی جائیں کہ وہ اللہ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرپائیں تو ایسا ہرگز نہ ہوسکے گا، اسلام اور غیر اسلام میں یہی فرق ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ بہر حال نجات پاجائیں گے اس لئے کہ مسیح علیہ السلام ان کا فدیہ ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نجات کا دارومدار تزکیہ نفس اور اعمال صالحہ پر ہے لیکن کفار دوزخ سے نکلنا چاہیں گے وہ نکل نہ سکیں گے ان کے لئے عذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ (المراغی ج ٢ ص ٤٣١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اس گناہ کا بدلہ ہے جو انہوں نے کیا، اللہ (کی جانب) سے عبرت ہے اور اللہ غالب علم والا ہے۔ پس جس شخص نے ظلم کے بعد توبہ کی اور اس نے اچھے اعمال کئے پس بے شک اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا بلا شبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا آپ کو علم نہیں! کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے جس کو چاہے گا عذاب میں مبتلا کرے گا اور جس کو چاہے گا معاف کرے گا اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

لغوی تحقیق: اَلسَّارِقُ کا مصدر اَلسَّرِقَةُ ہے اس کے معنی خفیہ طور پر اس چیز کو لینے کے ہیں جس کے لینے کا حق نہ ہو اور اصطلاح شریعت میں کسی چیز کو محفوظ جگہ سے مخصوص مقدار میں لے لینے کے ہیں۔ (مفردات ج ۲ ص ۴۲۱)

بلاغت: آیت مبارکہ میں چور کے دونوں ہاتھوں کو کاٹنے سے مقصود ہاتھ کے پنجے کو کاٹنا ہے جو ہاتھ کا جز ہے اس لئے کہ یہ اسلوب مجاز مرسل کا سا ہے۔

فائدہ: اَلسَّرِقَةُ سے مقصود کسی شخص کے مال کو جو کہ حفاظت میں تھا آپ نے اسے پوشیدہ طور سے اٹھالیا جب اس مال کی قیمت دینار کے چوتھے حصہ کے برابر ہوگی تو ہاتھ کاٹا جائے گا، جو شخص اس مال پر امین مقرر ہے یا خادم ہے تو ان دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ ان کے لحاظ سے مال محفوظ نہیں ہے، اسی طرح جب کسی نے اس مال کو عاریتاً حاصل کیا پھر اس نے انکار کیا کہ میں نے عاریتاً نہیں لیا اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا، اسی طرح گندم وغیرہ کے ڈھیر سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اور اس مال کے چوری کرنے میں جو گھر سے باہر ہے یا صندوق میں نہیں ہے اس کی چوری پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ان تمام صورتوں میں (تعزیر) ہے، خیال رہے حد سے کم سزا کو تعزیر کہا جاتا ہے، پہلی چوری میں دایاں ہاتھ پنجے سے کاٹا جائے گا دوسری بار چوری کرنے سے بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائے گا۔ (أعراب القرآن ج ۳ ص ۳۴۶)

تناسب: اس سے پہلے اللہ پاک نے ان لوگوں کی سزا کا ذکر کیا جو زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں لوگوں کا مال لوٹنے میں کچھ جھجک محسوس نہیں کرتے اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا جو خفیہ طور پر لوگوں کے مال پر اپنا قبضہ کر لیتے ہیں ان کی سزا کو بیان کیا ہے۔

تشریح: جو مرد یا عورت چوری کا ارتکاب کریں، حکام سے کہا گیا ہے کہ تم چور کے ہاتھ کو پنجے سے کاٹ ڈالو اس لئے کہ چوری کا عمل ہاتھ سے سرانجام پاتا ہے جبکہ کلائی اور بازو دونوں ہتھیلیوں کو اٹھاتے ہیں جیسا کہ ان دونوں کیساتھ انسانی بدن بھی ان کو اٹھاتا ہے جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص پہلی بار چوری کا مرتکب ہوتو اس کے داہنے ہاتھ کو پنچے سے کاٹ ڈالو، اکثر و بیشتر کسی چیز کو اٹھانے کا عمل ہاتھ سے پورا ہوتا ہے، اگر وہ لوگ جن کا مال چوری ہوا ہے قاضی کے ہاں مقدمہ جانے سے پہلے چور کو معاف کر دیں تو قاضی اس کو سزا نہیں دے سکتا، صحیح بات یہ ہے کہ چوری کا نصاب شرعاً مقرر نہیں ہے اسلئے کہ ایک حدیث میں وارد ہے آپ ﷺ نے فرمایا چور پر اللہ کی لعنت ہو جو انڈا چوری کرتا ہے، اس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چوری کرنے سے بھی اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الحدود باب ۷۔ صحیح مسلم کتاب الحدود باب ۲)

جَزَآءً بِمَا كَسَبَا : ان دونوں کا ہاتھ ان کے جرم کے سبب کاٹ دو تا کہ دوسروں کیلئے عبرت ہو اور یہ حقیقت ہے اس سے زیادہ اس کے لئے عبرت کا سامان اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، زندگی بھر وہ اس فعل کے باعث شرمندہ رہے گا اور رسوائی اس کا مقدر ہو گی کچھ شک نہیں کہ اس قسم کی سزا معاشرہ میں ہر فرد کو چوری کے مذموم فعل سے منع کرے گی نتیجۃً لوگوں کے مال محفوظ رہیں گے۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ : جو شخص چوری سے تائب ہو جاتا ہے اور اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خود اچھے کاموں کے ساتھ شغف رکھتا ہے تو اللہ پاک اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں البتہ توبہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ چوری کا مال اس کے مالک کو واپس کیا جائے اگر مال موجود نہ ہو تو اس کی قیمت ادا کی جائے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : اے اللہ کے رسول! آپ کو یقین ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بادشاہت اللہ کی ہے وہ اپنی حکمت، عدل اور رحمت کے ساتھ تمام معاملات کی تدبیر فرماتا ہے، اللہ پاک نے حکمت کے پیش نظر چوری کرنے والے شخص کے لئے سزا کا تعین فرمایا ہے، جیسا کہ زمین میں فساد انگیزی کرنے والوں کے لئے سزا کا تعین فرمایا ہے لیکن جو لوگ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ ان کو معاف کرے گا اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا تا کہ اللہ کے بندے ان کے شر سے محفوظ رہیں اللہ پاک کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، وہ عذاب پر بھی قادر ہے اور رحم کرنے پر بھی قادر ہے، معاملات کی تدبیر میں اس کی کوئی قوت رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۳۵)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے پیغمبر! تجھے وہ لوگ غم میں نہ ڈالیں جو کفر میں کوشاں رہتے ہیں ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ ہم اپنی زبان سے ایمان لے آئے ہیں جب کہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں جو جھوٹ بنانے کے لئے سننے والے ہیں دوسرے لوگوں کے لئے جو ابھی آپ کے پاس نہیں آئے وہ کلمات کو اپنے مقامات سے تبدیل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر تم اس تبدیل شدہ حکم کو دیئے جاؤ تو اس کو قبول کرو اور اگر تم اسے نہ دیئے جاؤ تو اس سے احتراز کرو اور ہر وہ شخص کہ اللہ اس کے گمراہ کرنے کا ارادہ کرے تو آپ کبھی اس کے لئے اللہ سے کسی بھی ہدایت کے مالک نہیں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں اللہ نہیں چاہتا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ (یہ لوگ) جھوٹ سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں (یعنی رشوت) اگر یہ تیرے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں یا ان سے روگردانی کریں اور اگر آپ ان سے روگردانی کریں تو آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کرائیں گے؟ حالانکہ ان کے پاس تورات ہے اس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر وہ اس کے بعد روگردانی کرتے ہیں اور یہ لوگ ایمان دار نہیں ہیں۔

شان نزول: عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے کہ ان میں ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے آپ ﷺ نے ان سے استفسار کیا، تورات میں اس کا حکم کیا ہے؟ انہوں نے بتایا ان کا منہ کالا کیا جائے اس طرح ان کی رسوائی کی جائے آپ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہہ رہے ہو، تورات میں اس کی سزا رجم ہے تورات لاؤ اور اس میں اس حکم کی تلاوت کرواگر تم سچ کہہ رہے ہو، چنانچہ وہ تورات لائے اور تورات کی تلاوت کے لئے ایک قاری کو لائے جسے ابن صوریا کہا جاتا تھا، اس نے تورات سے اس مقام کو نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا جب رجم کے حکم کے مقام پر پہنچا تو اس نے آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا چنانچہ اسے کہا گیا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت نمایاں نظر آرہی تھی، انھوں نے اقرار کیا اے محمد ﷺ! یقیناً اس میں رجم کا حکم موجود ہے جب کہ ہم نے اسے چھپا رکھا تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے رجم کا حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا دوران رجم مرد اپنی محبوبہ پر جھکا رہا، اسے پتھروں کی بوچھاڑ سے بچانا چاہتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب ج ۴ ص ۱۵۱، صحیح ابی داؤد کتاب الحدود باب ۲۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الحدود باب ۱۰، مؤطا ج ۲ ص ۸۱۹)

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ: اللہ پاک نے محمد ﷺ کو یا ایھا النبی کیساتھ متعدد مقامات میں مخاطب کیا ہے جب کہ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کے ساتھ اس مقام کے علاوہ صرف ایک مقام پر مخاطب کیا ہے اس سے آگے آیت مبارکہ آرہی ہے ﴿یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ اس خطاب میں آپ ﷺ کا شرف اور آپ کی عظمت موجود ہے جبکہ ایمان والوں کو ادب سکھلایا گیا اور انہیں تعلیم دی گئی ہے کہ وہ آپ ﷺ سے مخاطب ہوتے وقت آپ ﷺ کے وصف کے ساتھ آپ ﷺ کو مخاطب کریں جیسا کہ کچھ صحابہ کرام آپ ﷺ کو یارسول اللہ کے وصف کے ساتھ آواز دیتے تھے لیکن بعض اعرابی جو سخت مزاج کے تھے اور جن کی فطرت میں ادب کے لحاظ سے سادگی تھی تہذیب سے ناواقف تھے، وہ آپ کو یا مُحَمَّدْ! کہہ کر پکارتے، اس وجہ سے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آیت مبارکہ کو نازل فرمایا جس کا ذکر آگے کیا جارہا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (النور ۶۳) ''تم پیغمبر کو آپس میں یوں نہ بلاؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہو'' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کو آپ کے نام کے ساتھ مخاطب کرنا چھوڑ دیا۔ (المنار ج ۶ ص ۳۸۶)

تشریح: اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اور آپ کو منافقین اور یہودیوں کی باتیں سن کر اور ان کی کیفیات کو دیکھ کر جو غم لاحق ہوتا تھا اس کو دور کرنے کے لئے یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کے لقب کے ساتھ مخاطب کیا ہے، آپ ﷺ کو غم کرنے سے روکا گیا ہے کہیں آپ ﷺ کو اس کے سبب زیادہ تکلیف نہ ہو، آپ ﷺ کی تکذیب کے سبب وہ کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں، اگر آپ ﷺ ان کی زبان سے کفر کا کلمہ سنیں تو آپ محسوس نہ کریں کہیں آپ زیادہ غم واندوہ میں نہ مبتلا ہو جائیں، منافقین اور یہودی تو نہ صرف یہ کہ آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں بلکہ دیگر یہودیوں سے جھوٹی باتیں سن کر جو ان کے علماء سوء انہیں بتاتے ہیں، اس سے مقصود خیبر اور فدک کے یہودی ہیں وہ آپ ﷺ کے پاس نہیں آئے ہیں ان کا وطیرہ ہے کہ وہ اللہ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ اگر تمہیں شادی شدہ زانی کے بارے میں کہیں کہ ان کو بطور حد کے کوڑے لگاؤ اور ان کا منہ کالا کرو تو ان کی اس بات کو قبول کرو، لیکن اگر رجم کا فتویٰ دیں تو ان سے کنارہ کشی کرو۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ: جس شخص کے بارے میں اللہ کا ارادہ ہو کہ اسے حق وصداقت کے کنارے میں رکھنا ہے اس لئے کہ اس نے کبائر گناہوں کا ارتکاب کیا ہے تو آپ اللہ کے معاملات میں کچھ دخیل نہیں ہو سکتے جب اللہ کسی شخص کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آپ ان کے بارے میں غم زدہ نہ ہوں کہ وہ کیوں کفر کی جانب تیزی سے جا رہے ہیں، یہ ایسے قماش کے لوگ ہیں، اللہ کا ارادہ ان کے بارے میں یہ نہیں ہے کہ اللہ انہیں شرک، نفاق، حسد کی بیماریوں سے پاک کرے بلکہ ان کی پہلی برائیوں کے سبب ایمان کو قبول کرنے میں وہ برائیاں حائل ہو گئیں ہیں جس کی وجہ سے ان کیلئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں انکے کفر کے سبب انہیں بہت بڑا عذاب حاصل ہوگا۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ: ان کے بارے میں وضاحت ہے کہ وہ جھوٹ کی جانب کان جھکائے رکھتے ہیں حرام خوری کرتے ہیں اگر وہ تیرے پاس فیصلہ کیلئے آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ ان میں اللہ کا فیصلہ نافذ فرمائیں یا ان سے کنارہ کش رہیں اور انہیں ان کے علماء کے حوالہ کریں وہ جیسے چاہیں ان کے درمیان فیصلہ کریں لیکن اگر آپ ان سے روگردانی کرتے ہیں اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں کرتے ہیں تو وہ آپ کو ہرگز معمولی تکلیف سے بھی دوچار نہ کر سکیں گے، جب کہ اللہ آپ کا مددگار ہے، آپ کا دوست ہے اس لئے آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں اللہ انصاف اور انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ: اللہ تعالیٰ تعجب کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو کیسے فیصل تسلیم کریں گے جب کہ آپ ﷺ کا فیصلہ زانیوں کے لئے رجم کا ہے اور تورات ان کے پاس موجود ہے اس میں یہ فیصلہ موجود ہے لیکن انہوں نے اس فیصلہ کو اپنی خواہشات کے پیش نظر چھوڑ دیا ہے یہ لوگ ہرگز ایماندار نہیں، یہ لوگ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں نہ تیرے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ تورات کے فیصلہ کو بھی نہیں مانتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ
هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ
فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ
بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ
وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالۡجُرُوۡحَ
قِصَاصٌ‌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ
مِنَ التَّوۡرٰىةِ‌ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ
وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۶﴾ وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ‌ ؕ وَمَنۡ
لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے تورات کو اتارا اس میں ہدایت اور روشنی ہے پیغمبر اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں جو (احکام الٰہیہ) کے تابعدار ہیں اور اللہ کی پرستش کرنے والے اور ان کے علماء اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں جس کو اللہ کی کتاب میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور وہ اس پر گواہ ہیں پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت لے کر فروخت نہ کرو اور جو شخص اس حکم کے ساتھ فیصلہ نہ کرے جس کو اللہ نے بھیجا ہے پس یہی لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے تورات میں یہودیوں پر لازم کر دیا ہے کہ انسان کو انسان کے برابر (یعنی اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے) اور آنکھ کے بدلے آنکھ ہے اور ناک کے بدلے ناک ہے اور کان کے بدلے کان ہے اور دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں میں برابری ہے پس جو شخص زخم کو معاف کر دے تو معاف کرنا اس کا کفارہ ہے پس جو شخص اس طرح فیصلہ نہ کرے جس طرح اللہ نے حکم بھیجا ہے پس یہ لوگ ظالم ہیں۔ ان پیغمبروں کے بعد ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا وہ اس کی تصدیق کرتا تھا جو اس سے پہلے تورات میں تھا اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی اس میں ہدایت اور روشنی ہے اور وہ تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے تھی یعنی تورات اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور انجیل والے فیصلے کریں اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں نازل کیا اور جو شخص اس طرح فیصلہ نہ کرے جس طرح اللہ نے اتارا ہے پس یہ لوگ بدکار ہیں۔

لغوی تحقیق: قَفَّيۡنَا مادہ (ق ف و) کسی کے نقش قدم پر چلنا، اَلۡقَفَا گدی، اَلۡقَافِيَةُ مصرع کا آخری حرف (مفردات ج ۲ ص ۷۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: اس سے پہلے یہودیوں کے عجب کا ذکر ہوا ہے کہ انہوں نے باوجود علم کے تورات کے احکام چھوڑ دیئے نیز انہوں نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں لیکن جب فیصلہ ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا اسے قبول کر لیتے اگر ان کی منشا کے خلاف ہوتا تو قبول نہ کرتے ،تورات کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے اتارا گیا لیکن انہوں نے اس سے اعراض کیا ،اب ان کی نسبت اگر تورات کی جانب ہے تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا جب کہ وہ اس کی راہ نمائی میں نہ چلیں گے ،خواہشات کی پیروی نے انہیں قرآن پاک کی روشنی سے بھی اندھا کر دیا ہے ان کا ہدایت قبول کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

تشریح: ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا جو لوگوں کو حق کی جانب متوجہ کرتی تھی اور تورات کی روشنی نے انہیں اندھیرے سے باہر نکال کر صراطِ مستقیم پر رواں دواں رہنے کی تاکید کی بلکہ مصریوں کی وثنیت اور ان کی گمراہی سے باہر نکالا ،چنانچہ انہیں اس روشنی کے باعث دین اور دنیا کے جملہ معاملات کو آزادی کے ساتھ سرانجام دینے کی صلاحیت عطا کی۔

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا: تورات قانون کی کتاب تھی انبیاء علیہم السلام اس کے مطابق فیصلے کرتے رہے اسے ان کے لئے خصوصی شریعت قرار دیا گیا جب کہ داؤد ،سلیمان عیسیٰ علیہم السلام کے لئے بھی اس سے الگ کوئی شریعت نہ تھی۔

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ: تورات کے احکامات کے مطابق علماء ربانی فیصلے کرتے رہے جب کہ ان کے دور میں انبیاء علیہم السلام موجود نہ تھے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی امانت کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بلکہ انہوں نے اس کی گواہی کو پیش کیا جیسا کہ عبداللہ بن سلام نے مسئلہ رجم میں رجم کی آیت پر ہاتھ رکھنے والے یہودی کے ہاتھ کو اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت نمایاں نظر آ رہی تھی ،البتہ متاخرین یہودی علماء سوء نے حق وصداقت کا کتمان کیا جیسا کہ انہوں نے آخرالزمان پیغمبر ﷺ کی پیشین گوئی اور آپ کی صفات کو چھپایا، آپ ﷺ کو فرمایا! تمہیں لوگوں سے نہیں ڈرنا ہے کہ تم ان کے خوف سے تورات کے احکام کو چھپاؤ تم مجھ سے ڈرو اور ان لوگوں کے نقش قدم پر چلو جو علماء ربانی کے لقب کے ساتھ ملقب تھے ،انہوں نے تورات کی حفاظت کی تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر تورات کی حفاظت کرو اور تم نے تورات کی آیات کی تبیین میں دنیوی منفعت کے پیش نظر تاویل وتحریف سے خود کو بچانا ہے اور عوام کی منشاء کے مطابق تاویل کرنے سے تمہیں جو مال حاصل ہو گا اس کی کچھ حیثیت نہیں بنسبت اللہ کی رضا اور خوشنودی کے جو تمہیں صحیح مفہوم بیان کرنے سے حاصل ہو گی۔علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

زمن بر صوفی و ملا سلامے کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبریل و مصطفیٰ را

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ: جو شخص منزل من اللہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے اللہ کے حکم کو چھپاتا ہے جیسے یہودیوں نے رجم کو چھپایا اس کے بدل شادی شدہ مرد عورت کے منہ کو کالا کرنے کا فیصلہ کیا (المراغی ج ٢ ص ٤٤٣)

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ: اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تورات میں بنی اسرائیل پر نفس اور زخموں کے بارے میں قصاص تھا انسان کو انسان کے بدلہ میں قتل کیا جائے ،آنکھ کو آنکھ کے بدلے میں پھوڑا جائے ،ناک کو ناک کے بدلے میں کاٹا جائے ،کان کو کان کے بدلے میں کاٹا جائے ،دانت کو دانت کے بدلے میں توڑا جائے اگر دانت ٹوٹا ہے ،لیکن اگر اسے جڑ سے اکھیڑ دیا گیا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے دانت کو بھی جڑ سے اکھیڑا جائے اور تمام زخموں کا قصاص مساوی ہے ،نیز اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو شخص قصوروار کو معاف کر دے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مواخذہ نہ کرے، اس سے اس کے گناہ دور ہوں گے اگر معاف نہ کرے بلکہ قصاص کا مطالبہ کرے تو قصاص اس کے گناہ کا کفارہ ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خود کو قصاص کے لئے تائب ہو کر پیش کرے اور اللہ سے معافی طلب کرے۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ: جو شخص قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کرتا ہے یا ایک کے بدلے میں دو کو قتل کرتا ہے یا ایک آنکھ کے بدلہ میں دو آنکھیں پھوڑ دیتا ہے جیسا کہ بنو نضیر نے بنو قریظہ کیساتھ کیا کہ خود کو ان سے بلند قرار دیا تو یہ لوگ ہی ظالم ہیں۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ: ان پیغمبروں کے بعد ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا وہ تورات کی تصدیق کرنے والے تھے ہم نے اسے انجیل کتاب عطا کی جو ہدایت کا سرچشمہ اور احکام کی تبیین میں روشنی کا مینار تھی اور وہ تورات کی تصدیق کرتی تھی اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ: انجیل کتاب پر ایمان رکھنے والے اور اس کی تلاوت کرنے والے اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے کریں اور جو شخص انجیل کے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرے گا تو ایسے لوگ فاسق ہیں اللہ کی اطاعت سے خارج ہیں بلکہ ظالم اور کافر ہیں۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۳۶)

امام بخاری نے سورہ مائدہ کی تفسیر میں **وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ** کے عنوان سے باب کا انعقاد کیا ہے اس کے تحت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ذکر کی ہے ربیع نامی عورت جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھی اس نے انصار کی ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا اس کے ورثاء نے قصاص کا مطالبہ کیا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا لیکن انس بن مالک کے چچا انس بن نضر نے کہا اللہ کی قسم! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا اے اللہ کے رسول، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انس! اللہ کی کتاب میں قصاص ہے، جبکہ اس کے بعد قوم نے دیت کو قبول کر لیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ شک نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ کسی بات پر قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ پاک ان کی قسم کو پورا فرماتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب ۸، صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب ۵، صحیح ابن ماجہ کتاب الدیات باب ۱۶ صحیح ابی داؤد کتاب الدیات باب ۳۲)

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۴۸) وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ (۴۹) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۵۰) ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی جانب کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا یہ اس سے پہلے کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی محافظ ہے پس آپ ان کے درمیان وہ فیصلہ فرمائیں جس کو اللہ نے اتارا ہے اور آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی ہے اس سے (روگردانی کرتے ہوئے) جو تیرے پاس اللہ کا حکم آچکا ہے تم میں سے ہر گروہ کے لئے ہم نے شریعت اور راستہ مقرر کر دیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک امت بنا دیتا لیکن (اللہ نے چاہا) تا کہ تمہاری آزمائش کرے اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا کی ہے پس تم نیکیوں کی جانب جلدی کرو اللہ کی جانب تم سب کا ایک ہی جگہ لوٹنا ہے پس اللہ تمہیں بتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے۔ اور ہم نے کہا کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنا ہے اور آپ ان سے خوف زدہ رہیں کہ تجھے ان بعض باتوں سے گمراہ نہ کریں جن کو اللہ نے آپ کی جانب اتارا ہے اگر وہ اعراض کریں تو آپ جان لیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو ان کے بعض گناہوں کے سبب عذاب میں مبتلا کرے اور اس میں شک نہیں کہ کثیر تعداد میں لوگ فاسق ہیں۔ کیا وہ جاہلیت کے فیصلوں کو چاہتے ہیں اور اللہ سے کون فیصلہ کے لحاظ سے بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں۔

لغوی تحقیق: شِرْعَۃٌ نہر میں جہاں پانی داخل ہوتا ہو، اور جس کام کو آپ سرانجام دے رہے ہیں اس کا نام شریعت ہے، دین اور شریعت میں واضح فرق ہے دین سے مقصود وہ اصول ہیں جو ہمیشہ قائم رہتے ہیں جیسے توحید، اخلاص ہے، نیز اللہ، فرشتوں، انبیاء، اوصاف الٰہیہ پر ایمان لانا ہے جب کہ شریعت احکام عملیہ کا نام ہے پیغمبروں کے اختلاف کے سبب ان میں اختلاف ممکن ہے جب کہ دین میں وحدت ہے لیکن شریعت میں اختلاف ہے۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۴۶)

بلاغت: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنهَاجًا﴾ شریعت اس راستہ کو کہا جاتا ہے کہ جو پانی تک پہنچاتا ہے دین اسلام کو اس کیساتھ تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح پانی دنیوی زندگی میں بقا کا سبب ہے اسی طرح شریعت پر عمل اخروی زندگی کے حصول کا سبب ہے۔
(اعراب القرآن ج ۳ ص ۲۷۲)

مُهَيمِنٌ : سے مراد امین ہے کہ یہ کتاب اس سے پہلی کتابوں پر نگہبان، محافظ اور امین ہے، ان کتابوں کی جو بات قرآن پاک کی وضاحت کے مطابق ہے وہ صحیح ہے گویا کہ قرآن پاک گواہی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۴)

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! ہم نے آپ ﷺ کی جانب قرآن پاک کو حق و صداقت کے ساتھ نازل کیا ہے یہ کتاب اس سے پہلی منزل من اللہ کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے، اس کتاب کے نازل ہونے پر دین اسلام مکمل ہو چکا ہے، جب قرآن پاک کا مقام اتنا اونچا ہے تو آپ ﷺ اس کے مطابق فیصلہ کریں تورات، انجیل کے مطابق فیصلہ نہ کریں، اس لئے کہ آپ ﷺ کی شریعت نے ان کی شریعت کو منسوخ قرار دے دیا ہے آپ اس حق و صداقت سے ہرگز روگردانی نہ فرمائیں اور ان کی خواہشات کی تابعداری نہ کریں۔

اے لوگو! ہر امت کے لئے شریعت اور تزکیہ نفس کے لئے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے جس سے ان کے باطن کی اصلاح ہوگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال رہے عملاً شریعتوں میں اختلاف حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے جب کہ اصل دین میں تمام پیغمبروں کا اتفاق ہے توحید الٰہی اور اخلاص بنیادی چیزیں ہیں، ذہن نشین کریں کہ دین اسلام میں وحدت ہے جبکہ شریعت میں اختلاف ہے۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْمَآ اٰتٰكُمْ : اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا ایک شریعت میں منسلک کر دیتا، ایک ہی راستہ ہوتا اللہ کے لئے ایسا کرنا کچھ مشکل نہ تھا، لیکن اس نے شریعتوں کو اس لئے مختلف بنایا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اطاعت پر بدلہ عطا کرے گا اور نافرمانی پر عذاب میں گرفتار کرے گا۔

اس کے بعد انہیں نیکیوں کی جانب فوراً جھکاؤ کرنا چاہیے پس تم خیرات کی جانب سبقت لے جانے کی کوشش کرو تم سب نے اللہ کی جانب لوٹنا ہے تو اللہ تمہیں بتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے، سچائی اختیار کرنے والوں کو ان کے سچ کہنے کے سبب اجر و ثواب عطا کرے گا اور حق کا انکار کرنے والوں کو عذاب میں گرفتار کرے گا، اس کے بعد والی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے کہ ان میں اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور یہودیوں کی خواہشات کی تابعداری نہ کریں کہ آپ ان بعض احکام پر عمل نہ کر سکیں جن کو اللہ نے نازل فرمایا بلکہ ان کی تجاویز کو عملی جامہ پہنائیں، آپ ان سے خوف زدہ رہیں، کہیں آپ کو اللہ کے حکم سے پھیر کر فتنہ میں نہ ڈال دیں نیز آپ کو خبردار کیا ہے کہ اگر یہودیوں نے آپ کے حکم کو تسلیم نہ کیا تو ایسی کیفیت میں اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ ان پر ان کے گناہوں کے سبب عذاب نہ نازل کر دے، بالخصوص جب کہ ان کی اکثریت فاسق افراد پر مشتمل ہے، اللہ کی اطاعت سے برگشتہ ہیں اس انداز کے ساتھ آپ کے غم کو ہلکا کیا ہے۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ : اللہ تعالیٰ انکار کر رہے ہیں جب کہ یہودیوں نے دور جاہلیت کے فیصلے کا مطالبہ کیا کتاب و سنت سے اعراض کیا خواہشات کو مقدم کیا، اللہ پاک بصورت نفی اطلاع دے رہے ہیں کہ اللہ کے فیصلے سے زیادہ عادلانہ فیصلہ اور کس کا ہو سکتا ہے لیکن انہوں نے خواہشات کو مقدم کیا۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۳۸۔۵۳۹)

بخاری شریف میں ارشاد نبوی ہے قاضی جب فیصلہ کرے تو اس کی ذہنی کیفیت اعتدال والی ہو غیظ و غضب کی حالت میں فیصلہ کرنا درست نہیں۔ (بخاری کتاب الاحکام باب ۱۳، مسند احمد ج ۵ ص ۵۳ صحیح ابو داود کتاب الاقضیہ باب ۹، صحیح مسلم کتاب الاقضیہ باب ۷، صحیح ابن ماجہ کتاب الاحکام باب ۴، صحیح ترمذی کتاب الاحکام باب ۷، سنن نسائی کتاب القضاۃ باب ۳۲)

اسی طرح فیصلہ کرنے سے پہلے دونوں کی باتیں غور اور تحمل سے سن لی جائیں تب فیصلہ کیا جائے۔ (ترمذی کتاب الاحکام باب ۵، ابی داؤد کتاب الاقضیہ باب ۶)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مبغوض ترین وہ شخص ہے جو اسلام میں جاہلیت کے انداز کو اختیار کرتا ہے اور بلا جواز کسی شخص کے خون کو گراتا ہے۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۸، صحیح بخاری کتاب الدیات باب ۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُولُ الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ اَقۡسَمُوا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ اِنَّهُمۡ لَمَعَكُمۡ ؕ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَاَصۡبَحُوا خٰسِرِينَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کو دوست رکھے گا تو بلاشبہ وہ ان سے ہے بے شک اللہ ظلم کرنے والوں کو راہ ہدایت عطا نہیں کرتا۔ پس آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ یہودیوں، عیسائیوں (کی دوستی) میں کوشاں رہتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ ہمیں کوئی مصیبت پہنچے گی پس قریب ہے کہ اللہ فتح عطا کرے یا کوئی اور چیز اپنے ہاں سے عطا کرے پس وہ اس چیز پر پشیمان ہو جائیں گے جس کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ اور ایماندار (قیامت کے دن) کہیں گے کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی قسمیں مبالغہ کے ساتھ اٹھائیں کہ وہ بلاشبہ تمہارے ساتھ ہیں (آج) ان کے اعمال رائیگاں چلے گئے پس وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔

لغوی تحقیق: اَلدَّائِرَۃُ زمانہ، انسان پر مصائب کا گھراؤ کر لینا، جیسا کہ دائرہ اس چیز کا گھراؤ کرتا ہے جو دائرے میں ہے، دَارَ گھومنا، چکر کھانا، دَارَتۡ بِهٖ دَوَائِرُ الزَّمَانِ "اس کو حوادث زمانہ نے گھیر لیا" دَارٌ گھر، قبیلہ، مقام، اَلدَّارَۃُ محیط، دوائر زمانے کی گردشیں۔
(لسان القرآن ص ۷۸۰، تفسیر المراغی ج ۲ ص ۴۵۱)

فائدہ علمیہ: سیرت کی کتب میں وارد ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت فرما ہوئے تو وہاں کفار تین قسم کے تھے، کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مصالحت کی اور معاہدہ کیا کہ آپ کے ساتھ لڑائی نہ کریں گے اور نہ آپ کے دشمنوں کیساتھ گٹھ جوڑ رکھیں گے، جبکہ دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو آپ کے ساتھ لڑائی کرتے تھے اور تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جو نہ آپ کیساتھ مصالحت رکھتے تھے نہ آپ کے ساتھ لڑائی رکھتے تھے وہ اس انتظار میں تھے کہ نبی ﷺ اور اس کے مخالفین کے حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں، پھر ان سے کچھ لوگ ایسے تھے جو در پردہ آپ کا غلبہ چاہتے تھے اور کچھ بظاہر آپ کے ساتھ تھے اور در پردہ دشمن کیساتھ تھے یہ لوگ منافق تھے۔
مدینۃ الرسول کے اردگرد یہودیوں کے تین قبائل آباد تھے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ، بدر کی لڑائی کے بعد بنوقینقاع نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کی اور سرکشی کا مظاہرہ کیا، ان کے بعد بنونضیر نے تقریباً چھ ماہ بعد عہد شکنی کی ان کے بعد بنوقریظہ نے عہد شکنی کی، جب آپ غزوہ خندق کیلئے نکلے یہ لوگ آپ ﷺ کے زبردست دشمن تھے، آپ نے ان سب سے لڑائی کی اللہ پاک نے آپ کو ان پر غلبہ عطا کیا اسی طرح عرب اور روم کے عیسائی بھی یہودیوں کی طرح آپ کے خلاف برسرپیکار رہے۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۵۱)

شان نزول: ابولبابہ بن عبدالمنذر کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب نبی ﷺ نے اس کو بنوقریظہ کی جانب بھیجا انہوں نے اس سے دریافت کیا یہ شخص ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا؟ تو ابولبابہ نے اپنے حلق کی جانب اشارہ کیا کہ یہ آپ کو ذبح کر دے گا۔
(ابن کثیر ج ۲، ص ۱۰۹)

تشریح: مسلمان انفرادی طور پر یا مجموعی لحاظ سے یہودیوں، عیسائیوں کے ساتھ رشتہ موالات قائم نہ کریں اس لئے کہ وہ نہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان داروں کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں بلکہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ بھی دشمنی کا داعیہ رکھتے ہیں، ان کے ساتھ تعاون کا کوئی معاہدہ نہ کریں اس خیال کے پیش نظر کہ جب کبھی مسلمان شکست سے دوچار ہوں گے تو انہیں ان کی مدد کی ضرورت پیش آئے گی جو بھی مسلمان ان کو اپنا مددگار، حلیف سمجھے گا اس کا شمار ان سے ہوگا، اللہ تعالیٰ اور اس کا پیغمبر ایسے شخص سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

ذہن نشین کریں یہودی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور دوست ہیں اسی طرح عیسائی بھی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، ایمان داروں کے ساتھ ان کا کچھ دوستانہ نہیں، نہ وہ ان کے مدد کریں گے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہودیوں نے اس معاہدہ کو توڑا تھا جو انہوں نے اللہ کے پیغمبر کے ساتھ کیا تھا؟ جب کہ عہد شکنی کا آغاز آپ ﷺ کی جانب سے نہیں ہوا، اور جو شخص ان سے دوستانہ رکھے گا یا ان کی مدد کرے گا یا ان سے مدد طلب کرے گا در حقیقت اس کا شمار ان سے ہوگا۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ : آپ مشاہدہ کریں گے کہ منافقین جو نفاق کی بیماری میں مبتلا ہیں جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین ہیں وہ یہودیوں کے ساتھ رشتہ موالات قائم رکھتے ہیں اور ان کی راہ پر چل رہے ہیں وہ معذرت پیش کرتے ہیں کہ ہمارا یہ انداز صرف اس وجہ سے ہے کہ ہمیں خطرہ ہے کہیں ہم زمانہ کے مصائب میں گرفتار نہ ہو جائیں، مجبور ہو کر ہمیں ان کی مدد کی ضرورت نہ پیش آجائے، ہم در پردہ ان کے ساتھ تعلقات استوار کئے ہوئے ہیں تا کہ جب ہمیں تکالیف کا سامنا ہو تو ہم ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ : منافقین کے خیالات کو غلط قرار دیتے ہوئے انہیں نا امید دکھاتے ہوئے مسلمانوں کو بشارت سے نوازا ہے، اللہ پاک اپنے فضل و کرم اور اپنے پیغمبر کیساتھ جو فتح کا وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے گا اور ایمانداروں اور ان کے دشمن یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا یا منافقین کو رسوا کرے گا، وہ اپنے پوشیدہ معاملات پر نادم ہو جائیں گے کہ ہماری توقعات پر تو پانی پھر گیا بلکہ ہم پر تو مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جب کہ ہم اس خام خیالی میں تھے کہ مسلمانوں پر مصائب نازل ہوں گے، ذہن نشین کریں کہ آیت مبارکہ میں فتح سے مقصود مکہ مکرمہ کی فتح ہے جس کے سبب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اللہ پاک نے اپنے پیغمبر سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا، یا فتح سے مقصود حجاز میں یہودیوں کے شہروں کے فتح ہونے کا اشارہ ہے جیسے خیبر شہر وغیرہ ہیں، اَوْ اَمْرٍ سے مقصود یہودیوں کو ان کے وطن سے جلاوطن کرنا اور انہیں ان کی جاگیروں اور ان کے قلعوں سے بے دخل کرنا ہے، یا ان پر غلبہ حاصل کرنا ہے اور ان کے خلاف گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑانا ہے جیسے بنو قریظہ کا حال ہے، یا یہودیوں اور عیسائیوں پر جزیہ لگانا اس کے نتیجہ میں منافقین کی امیدیں سراب کا منظر پیش کریں گی اور در پردہ انہوں نے یہودیوں کے ساتھ رشتہ موالات قائم کر رکھا تھا اس پر ندامت کے آنسو بہائیں گے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا : ایماندار لوگوں نے آپس میں منافقین کے حالات پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا جب انہوں نے پختہ قسمیں اٹھائیں کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں اور یہودیوں کے خلاف تمہارے معاونین ہیں لیکن جب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو انہوں نے ایمانداروں کی مخالفت میں جو در پردہ انہوں نے رشتہ موالات قائم کر رکھا تھا اسکا انہوں نے اظہار کیا دراصل انہوں نے تقیّہ اختیار کیا۔

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ : ایمانداروں نے کہا منافقین کے اعمال ضائع ہو گئے نماز، روزہ، جہاد سب رائیگاں گئے، وہ دراصل ہمیں باور کرانا چاہتے تھے کہ وہ ہمارے گروپ میں ہیں ان دونوں آیات میں غیب کی باتیں ہیں اللہ نے انکا وعدہ پورا فرمایا۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۵۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ ع

ترجمہ: ایمان والو! جوشخص تم سے اپنے دین سے برگشتہ ہوتا ہے پس عنقریب اللہ ایسی جماعت کو لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے وہ ایمان داروں کے لئے متواضع ہیں کفار کے لئے سخت مزاج ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے نہیں، یہ اللہ کی بخشش ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ فراخی والا جاننے والا ہے۔ بے شک تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ ایماندار ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہمیشہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبروں اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی رکھتا ہے پس وہ یقین رکھے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

تناسب: اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان کیا جو اللہ کے علاوہ کفار کے ساتھ رشتہ موالات قائم کرتے ہیں تو ان کا شمار کفار سے ہوگا، اور وہ لوگ جن کے دل بیمار ہیں اور وہ کفار کے ساتھ دوستانہ قائم کرتے ہیں ان کا ایمان کو ظاہر کرنا منافقت ہے جب کہ ان کے دوستانہ تعلقات کے سبب انہیں مرتد قرار دیا جائے گا، اس آیت میں غیب کی خبر پیش کی جارہی ہے کہ عنقریب کچھ ایمان دار لوگ کھلم کھلا اسلام سے مرتد ہو جائیں گے لیکن اللہ کو اس کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۵۵)

تشریح: آیت مذکورہ کے مفہوم سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ مستقبل قریب میں کچھ لوگ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائیں گے، چنانچہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اکثر عرب اسلام سے مرتد ہو گئے تین مساجد کے نمازی اسلام پر قائم رہے، مدینۃ الرسول، مکہ مکرمہ اور بحرین میں عبد القیس قبیلہ کے لوگ مرتد نہ ہوئے، چنانچہ کچھ مرتد ہونے والے لوگوں نے کہا ہم نماز ادا کریں گے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، برملا کہا! ہمارے مال کو نہ لوٹا جائے اس کے بارے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا انہوں نے اعلان کیا میں ان دونوں کے درمیان تفریق کا قائل نہیں ہوں اگر لوگ مجھے دھاگے کی وہ رسی نہ دیں گے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کروں گا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے عملاً ان سے لڑائی کی جو لوگ مرتد ہو گئے تھے یا زکوٰۃ کا انکار کیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اقرار کیا۔

مرتدین کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ: عہد رسالت مآب ﷺ اور آپ سے بعد والے دور میں بہت سے قبائل مرتد ہوئے تقریباً گیارہ قبائل کا پتہ چلتا ہے تین قبائل تو آپ کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) بنو مدلج قبیلہ ان کا لیڈر اسود عنسی تھا اور وہ کاہن تھا اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا کچھ علاقوں پر اپنا تسلط قائم کیا وہاں سے نبی ﷺ کے عمال کو نکال دیا لیکن اسود عنسی کو فیروز دیلمی کے ہاتھوں اللہ نے موت کے گھاٹ اتار دیا، چنانچہ اس کے قتل ہونے پر مسلمانوں کو خوشی ہوئی جبکہ اس کے دوسرے دن بعد رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے۔

(2) بنو حنیفہ مسیلمہ کذاب کا قبیلہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب مکتوب تحریر کیا کہ تو کذاب ہے جب کہ سلام تو اس شخص کی جانب تحریر کیا جا سکتا ہے جو ہدایت پر ہو تو نے مجھ سے نصف زمین کی ملکیت کا مطالبہ کیا ہے، غور سے سن لے زمین اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اچھا انجام پرہیز گاروں کا ہوگا، یہ واقعہ سن ١٠ ہجری کا ہے، چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے اس کے ساتھ لڑائی کی حمزہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا اور وہ کہا کرتے تھے میں نے دور جاہلیت میں بہترین انسان کو قتل کیا تو اسلام لانے کے بعد بدترین انسان کو بھی قتل کیا۔

(3) بنو اسد قبیلہ مرتد ہو گیا ان کا لیڈر طلحہ بن خویلد تھا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب خالد بن ولید کو بھیجا وہ شام کے علاقہ میں بھاگ گیا بعد ازاں وہ مسلمان ہو گیا جب کہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہا۔

يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ : اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا بغض ایسی کیفیت ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اس کی کیفیت سے محبت کرنا درست نہیں ہے، جب کہ ایمان والوں کا اللہ کے ساتھ محبت کرنا اس کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات میں وارد ہے، ارشاد باری ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة ١٦٥) ''اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی ذات کے سوا کو اپنا محبوب بناتے ہیں وہ ان کیساتھ اللہ کی سی محبت کرتے ہیں اور ایماندار اللہ کیساتھ شدید محبت رکھتے ہیں''

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں جس شخص میں وہ موجود ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی لذت محسوس کرے گا، (١) اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ اس کی محبت ان کے علاوہ سے زیادہ ہو، (٢) محبت صرف اللہ کی رضا کی خاطر ہو، (٣) کفر میں واپس جانے کو (جب کہ اللہ نے اسے کفر سے تحفظ عطا کیا ہے) اتنا ہی مکروہ سمجھے جتنا کہ وہ اب مکروہ جانتا ہے کہ اسے دوزخ میں گرایا جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ٩، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ١٦، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ١٠، سنن نسائی کتاب الایمان باب ٣۔ ٤، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ٢٣)

ایمان والے آپس میں نرم خو اور کفار کے ساتھ تند و تلخ ہوتے ہیں، جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں جب کہ بہت بڑا جہاد جان اور مال کو اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے قربان کر دینا ہے، نیز وہ کسی کی ملامت سے خائف نہیں ہوتے جب کہ منافقین اپنے حلیف یہودیوں سے خائف رہتے ہیں، وہ ایمانداروں کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں جب کہ ایمان والے تو لوگوں سے کسی تعریف یا بدلے کے خواہاں نہیں ہوتے وہ تو حق کے غلبہ اور باطل کے مٹانے کے لئے لڑائی کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ :: ایمان والوں کی صفات کے بارے میں اللہ تعالیٰ وضاحت فرما رہے ہیں دراصل ان پر اللہ کا فضل و کرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے اور اس وجہ سے وہ دیگر افراد سے جدا ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ : ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کے احسان سے غفلت نہ کریں بلکہ اس کے سبب اللہ کا شکر یہ ادا کریں اس کی جانب جھکاؤ رکھیں اور اس کی عبادت میں محو و نوش رہیں۔ (المراغی ج ٢ ص ٤٥٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ : اس سے پہلی آیات میں اللہ پاک نے کفار کے ساتھ رشتہ موالات قائم کرنے سے منع فرمایا جب کہ اس آیت میں اللہ پاک نے ان لوگوں کے ساتھ موالات کرنے کا حکم دیا ہے جن کے ساتھ وہ موالات کو محبوب جانتا ہے ان لوگوں سے مقصود عبادہ بن صامتؓ، عبداللہ بن سلامؓ اور وہ صحابہ کرام مقصود ہیں جنہوں نے یہودیوں کے ساتھ موالات سے برأت کا اظہار کیا ان کے مقابلہ میں اللہ پاک کے ساتھ، اللہ کے پیغمبر اور ایمان داروں کے ساتھ تعلقات کو وابستہ رکھا جبکہ ایمان داروں کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ نمازوں کی ادائیگی میں مداومت کرتے ہیں اور نہایت خشوع اور مسکنت کی کیفیت میں مال زکوٰۃ مستحقین تک پہنچاتے ہیں جب کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات کو وابستہ رکھنا ہر قسم کے خیر سے خود کو دور کر دینا ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ، اس کے پیغمبر اور ایمان داروں سے ساتھ تعلقات وابستہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غلبہ عطا کرتے ہیں اور پریشانیوں سے دور رکھتے ہیں، ان کا شمار اللہ کے اولیاء سے ہے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ کے اولیاء کو ہی غلبہ اور تفوق حاصل ہوگا۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۴۳)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کا مزاح اڑاتے ہیں اور اسے کھیل تماشہ سمجھتے ہیں ان لوگوں سے (انکا شمار ہے) جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور نہ کفار کو دوست بناؤ تم اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ اور جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو وہ اس کا مزاح کرتے ہیں اور کھیل تماشہ سمجھتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں۔ کہہ دو اے اہل کتاب! تم ہماری عیب جوئی صرف اس لئے کرتے ہو کہ ہمارا اللہ پر ایمان ہے اور اس پر جو ہماری جانب بھیجا گیا اور اس پر بھی جو اس سے پہلے بھیجا گیا اور بلاشبہ تم میں سے اکثر لوگ بدکار ہیں۔ کہہ دو! کیا میں ان سے بدتر بلحاظ جزاء کے اللہ کے نزدیک کے بارے میں تمہیں بتاؤں؟ وہ لوگ بدتر ہیں جن پر اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعنت کی ہے اور ان پر ناراض ہوا اور ان سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنایا اور باطل معبود کی پوجا کرنے والے یہ لوگ جگہ کے لحاظ سے بدترین ہیں اور صراط مستقیم سے بہت دور ہیں۔ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آئے ہیں اور کفر کے ساتھ ہی باہر نکلے ہیں اور اللہ کو خوب علم ہے جو کچھ وہ چھپاتے رہے ہیں۔ آپ ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھتے ہیں وہ گناہ اور زیادتی اور حرام مال کے کھانے میں کوشاں رہتے ہیں بلاشبہ وہ برے اعمال کرتے ہیں۔ انہیں اللہ کی پوجا کرنے والے اور علماء، جھوٹ بولنے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں روکتے ہیں بلاشبہ وہ برے کام کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: تَنقِمُونَ مادہ (ن ق م) ہے انکار کرنا، عیب لگانا، اَلسُّحتُ اصل میں اس چھلکے کو کہتے ہیں جسے پوری طرح اتار لیا جائے اور پھر اس سے ہلاک کر دینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، ﴿فَيُسحِتَكُم بِعَذَابٍ﴾ (طٰہ:٦١) ''وگرنہ وہ تم پر کوئی عذاب نازل کر کے اس سے تم کو ملیامیٹ کر دے'' سَحتَہ وَاَسحتَہ بیخ کنی کرنا، استیصال کرنا، اس سے سُحتٌ کا لفظ ہر اس ممنوع چیز پر بولا جانے لگا جو باعث عار ہے، رشوت کو بھی سُحتٌ کہتے ہیں، حدیث میں ہے ((كُلُّ لَحمٍ نَبَتَ مِن سُحتٍ فَالنَّارُ اَولٰى بِهٖ)) ''جو گوشت مال حرام کھانے سے ظہور پذیر ہو وہ آگ کے لائق ہے''۔ (مفردات ج ا ص ۴۰۹، صحیح ترمذی کتاب الصلوۃ باب ۴۲۷، تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۳۰۳)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے منع کیا کہ یہود و نصاریٰ کو اللہ کے علاوہ تم اپنا دوست نہ بناؤ اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں ان سے کوئی شخص ایمان داروں کو دوست نہیں سمجھتا ہے البتہ منافقین ان سے دوستانہ رکھتے ہیں جو ایمان والوں کے بارے میں ہمیشہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہیں دوبارہ منع کیا ہے کہ ایمان والو! تم نے کفار کو اپنا دوست نہیں سمجھنا ہے اس لئے کہ وہ ایمان والوں کو ہر طرح کی اذیت سے دوچار کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور ان کے دین کے مقابلہ میں اپنا پورا زور لگاتے ہیں، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۵۹)

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہود کا گروہ آیا ان میں ابو یاسر اور رافع بن ابی رافع بھی تھا انہوں نے آپ ﷺ سے استفسار کیا، کن پیغمبروں پر ایمان لایا جائے؟ آپ ﷺ نے سابقہ تمام پیغمبروں کا نام لیا ان میں عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نام لیا اس پر انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا کہ جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم کرتا ہے ہم اسے پیغمبر نہیں مانتے ہیں اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿وَاَنَّ اَكثَرَكُم فٰسِقُونَ﴾ قرآن پاک نے اہل کتاب میں اکثریت کو فاسق قرار دیا جب کہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اصول دین کو تسلیم کرتے تھے اور اصول دین کی جوہریت توحید، سچائی اور عدل کو محبوب جانتے تھے یہی لوگ ہیں جب ان کے سامنے اسلام کی حقیقت نمایاں ہوئی اور آپ ﷺ کی سچائی واضح ہوئی تو وہ نہایت تیزی کے ساتھ اسلام کے دامن کو تھام کر مسلمان ہو گئے۔

تشریح: آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے ایمانداروں کو حکم دیا ہے کہ تم نے اہل کتاب اور کفار کو اپنا دوست نہیں بنانا ہے اس لئے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کچھ کمی نہیں چھوڑتے ہیں اگرچہ بظاہر تمہارے ساتھ محبت اور دوستی کا اظہار کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام کیساتھ مزاح کرتے ہیں جبکہ وہ ایمانداروں کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، درحقیقت وہ کفر میں گرے ہوئے ہیں کچھ عرصہ بعد وہ کفر کا اظہار کرتے ہیں اس لئے وہ دین اسلام کو کھیل تماشہ بنائے ہوئے ہیں ان کے دل ودماغ پر کفر چھایا ہوا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سبھی مشرکین سے دوستانہ لگانے سے روک دیا ہے اب فتح مکہ کے بعد ان سے موالات قائم کرنے کی ضرورت نہیں رشتہ موالات سے تو انہیں قوت حاصل ہوگی اور وہ بدستور شرک پر قائم رہیں گے جس کو جزیرۃ العرب سے یکسر مٹانے کے لئے اسلام آیا، جبکہ اہل کتاب کے ساتھ مشرکین عرب جیسا انداز اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ ان کے کھانے کو مباح قرار دیا ہے ان کی عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا ہے ان کو ان کے دین پر رہنے کی اجازت دی گئی ہے جب وہ جزیہ ادا کریں، مزید برآں انہیں اہل کتاب کے لقب کے ساتھ ملقب کیا ہے جبکہ مشرکین کو کافر قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ شرک و کفر میں مستغرق ہیں جبکہ اہل کتاب کا شرک عارضی ہے ان کے اصل دین میں نہیں ہے۔

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا : مکہ مکرمہ میں اذان کا تذکرہ نہیں ملتا ہے اگرچہ شب معراج کا واقعہ مکہ مکرمہ میں ظہور پذیر ہوا لیکن اذان، نماز باجماعت کے اہتمام کو مدینہ منورہ میں سرانجام دیا گیا اور جب اذان کے کلمات کہے جاتے، نماز کی ادائیگی کیلئے جمع ہونے کا پیغام دیا جاتا، تو اذان کے کلمات کیساتھ تمسخر اڑایا جاتا، دراصل اہل کتاب اور کفار کا یہ طرز عمل انتہائی بھیانک قسم کا استہزاء تھا اس انداز کو اپنانے والوں کو اللہ نے عقل وشعور سے خالی قرار دیا ہے انہیں اذان کے کلمات کی حقیقت کا علم نہیں اگر ان میں عقل کا شائبہ ہوتا تو اللہ کی کبریائی کے کلمات سن کر ان کے اعضاء پر اللہ کے جلال کے اثرات نمایاں ہوتے اور انکے دل اللہ کی کبریائی کے تصور سے خوف زدہ ہو جاتے جبکہ اذان کے کلمات میں جو عظمت، رعب ودبدبہ اللہ پاک کی سطوت کا مظاہرہ ہے اس سے کون آشنا نہیں، بلکہ اذان کے کلمات کے بارے میں آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (فصلت: ٣٣) ''اور اس شخص سے بہتر الفاظ کیا ہوسکتے ہیں جو اللہ کی جانب دعوت دیتا ہے اور اعمال صالحہ کرتا رہتا ہے'' کے مفہوم پر غور وفکر کرنا ضروری ہے۔

ذہن نشین فرمائیں قرآن پاک میں اذان کا تذکرہ اسی آیت مبارکہ میں ہے البتہ سورۃ الجمعہ میں خصوصیت کے ساتھ تذکرہ ہے، اذان اور اقامت کے مسائل معلوم کرنے کیلئے راقم الحروف کا اردو ترجمہ وتشریح مشکوۃ المصابیح باب الاذان کو ملاحظہ کریں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب ٤، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ٨، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ٢٢، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ١٣٩، صحیح ابن ماجہ کتاب الاذان باب ١۔٨)

قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا إِلَّا أَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ : اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو مخاطب کیا ہے کہ تم ہم پر طعنہ زنی کرتے ہو اور ہمیں معیوب قرار دیتے ہو صرف اس وجہ سے کہ ہمارا اللہ کی ذات پر ایمان سچا ہے ہم اس کی توحید کے قائل ہیں اس کو کمالات کے اوصاف کیساتھ موصوف تسلیم کرتے ہیں اور ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو ہماری جانب نازل کی گئی نیز ان کتب پر بھی جو پہلے پیغمبروں کی جانب نازل کی گئیں تم میں انصاف کا شائبہ تک نہیں ہے بلکہ تم میں اکثریت فاسق لوگوں کی ہے جو ایمان کی نعمت سے محروم ہیں تم میں صرف جنسی عصبیت اور اندھی تقلید کارفرما ہے۔

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ : اے لوگو! جو دین اور ہماری اذان پر استہزاء کررہے ہو تمہارا یہ عمل نہایت گھناؤنا ہے اس جرم کی سزا یہ ہے کہ اس قماش کے لوگ ملعون قرار دیئے گئے ہیں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور ان کو بندر، خنزیر بنادیا گیا اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کے دلوں میں طاغوت کی عبادت رچ بس چکی تھی، سورۃ البقرہ میں ان کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں مسخ شدہ لوگوں کی نسل آگے نہ بڑھ سکی اسی طرح اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو کر وہ واصل جہنم ہوئے۔ (اللہ کی ان پر لعنت ہو)

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا: منافقین کا وصف بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ کے کلمات کو سنا لیکن توجہ نہ کی، جب آئے کافر تھے جب واپس گئے تب بھی کافر تھے اللہ پاک کو ان کی منافقت کا علم ہے، دوسرے مقام میں وارد ہے کہ یہودی جب دن کے آغاز میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوتیں ان پر ایمان لاتے اور سورج غروب ہونے سے پہلے جب گھروں کی جانب واپس لوٹتے تو کفر کرتے تھے اللہ کو خوب علم ہے ان کے دلوں میں نفاق پوشیدہ ہے۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ: اے پیغمبر ﷺ! آپ یہودیوں میں سے اکثریت کو محسوس کرتے ہو کہ انہوں نے آپ کے دین کا مزاح اڑا رکھا ہے وہ ظلم، زیادتی اور حدود سے تجاوز کرتے ہیں بلکہ حرام کھاتے ہیں حرام ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور حرام کی شہوت تو عظیم جرم ہے بنسبت اس شخص کے جس میں شہوت نہیں البتہ فعل موجود ہے۔

لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ: جو لوگ نافرمانیوں کے ارتکاب میں دلیری کر رہے ہیں ان کو ان کے علماء لیڈر روکتے کیوں نہیں ہیں؟ ان کا یہ انداز نہایت خطرناک ہے جبکہ انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کو خیر باد کہہ دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قرآن پاک میں اس آیت سے زیادہ کسی دوسری آیت میں ڈانٹ موجود نہیں ہے اس میں بالخصوص علماء کو دھمکی دی گئی ہے کہ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کے سرانجام میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ (المراغی ج ۷، ص ۴۶۴)

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

ترجمہ: یہودیوں نے کہا اللہ کا ہاتھ (گردن کے ساتھ) بندھا ہوا ہے (ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھ جائیں اور ان پر لعنت ہو) اس وجہ سے جو انہوں نے کہا بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے البتہ ان میں سے بہت سے لوگوں کے حق میں زیادہ کرتا ہے وہ جو تیری جانب تیرے پرودگار کی جانب سے نازل کیا گیا نافرمانی اور کفر کو اور ہم نے یہودیوں کے فرقوں کے درمیان دشمنی اور بغض کو قیامت کے دن تک کے لئے ڈال دیا ہے جب وہ لڑائی کی آگ کو مشتعل کرتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد (انگیزی) کی کوشش کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہوں کو دور کر دیتے اور ہم ان کو نعمتوں کے باغات میں داخل کر دیتے۔ اور اگر وہ تورات اور انجیل کے حکم کو قائم کرتے اور جو احکام ان کی جانب ان کے پروردگار کی جانب سے اتارے گئے ہیں تو وہ اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے سے تناول کرتے، ان سے ایک جماعت میانہ روی اختیار کرتی ہے جب کہ ان کی اکثریت بد اعمالیاں کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: يَدُ اللهِ ید کے بہت معانی ہیں ہاتھ، نعمت، کہا جاتا ہے لِفُلَانٍ عِندِی یَدٌ اَشْکُرُہٗ عَلَیْھَا 'فلاں شخص کا مجھ پر احسان ہے اس کے احسان کے سبب میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں' اس کے معنی قدرت ہے، جیسے اُولِی الاَیدِی وَالاَبصَارِ قوت والے عقل والے، اس کا معنی ملک بھی ہے یعنی قبضہ، چنانچہ کہا جاتا ہے ھٰذِہِ الضَّیعَۃُ فِی یَدِ فُلَانٍ ''یہ جاگیر فلاں کے قبضہ میں ہے'' قرآن پاک میں ہے: ﴿الَّذِی بِیَدِہٖ عُقدَۃُ النِّکَاحِ﴾ (البقرۃ:٢٣٧) ''جس کے قبضہ میں نکاح کی گرہ ہے'' غُلَّت اَیدِیھِم اللہ کرے ان کے ہاتھ عطیات دینے سے رک جائیں، بخل کے لئے بد دعا ہے، یَدَاہُ مَبسُوطَتَانِ اللہ پاک بہت زیادہ عطیات دینے والا ہے، ﴿لَاَکَلُوا مِن فَوقِھِم وَمِن تَحتِ اَرجُلِھِم﴾ ''اللہ ان پر رزق کے ذرائع کو وسیع فرماتے'' (المراغی ج ٢ ص ٤٦٦)

بلاغت: غُلَّت اَیدِیھِم میں یہودیوں کے لئے بد دعا ہے کہ وہ بخل جیسے مذموم وصف، مسکنت، فقر و مصائب سے دوچار رہیں یا حقیقت میں وہ دنیا میں قید ہو جائیں ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگ جائیں پھر اخروی زندگی میں انہیں طوق پہنا کر دوزخ کی جانب دھکیلا جائے گا۔

﴿کُلَّمَا اَوقَدُوا نَارًا لِّلحَربِ اَطفَاَھَا اللہُ﴾ میں آگ جلانے سے مقصود لڑائی بھڑکانا ہے اہل عرب کا وطیرہ تھا کہ جب وہ لڑائی کے لئے وقت اور مقام کا تعین کرتے تو اس کی علامت ہوتی تھی کہ کسی پہاڑ یا ٹیلے پر آگ مشتعل کرتے اسے لڑائی کی آگ سے موسوم کرتے تھے اور آگ کے بجھانے سے مقصود لڑائی کا خاتمہ ہے۔ (اعراب القرآن ج ٣ ص ٤٠٣)

تناسب: قبل ازیں یہودیوں کی کچھ رسوا کن باتوں کا تذکرہ ہوا کہ وہ گناہ اور ظلم و ستم میں بہت تیز ہیں اسی طرح حرام خوری ان کا مشغلہ ہے، نہ صرف انفرادی طور پر وہ ان سری عادتوں میں گرفتار ہیں بلکہ اجتماعی طور پر بھی ایسے لوگ ہیں جن میں انانیت کارفرما ہے ہر فرد کا نقطۂ نظر مال حاصل کرنا ہے جس طرح بھی میسر آئے ان کی اس کمینگی نے زندگی کے تمام شعبوں میں انتہائی انسانیت سوز برے اخلاق کو جنم دیا ہے، ان کی کتابیں اس پر گواہ ہیں اس مقام میں بالخصوص ان کے انتہائی گھناؤنے جرم سے پردہ فاش کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے دیدہ دلیری کے سبب اپنے پروردگار کو بھی معیوب قرار دینے میں نہایت کمینگی کا ثبوت پیش کیا ہے جب کہ اللہ کو انہوں نے معاذ اللہ بخیل قرار دیا بلکہ دوسرے مقام پر اللہ کو فقیر اور خود کو مالدار قرار دیا۔ (المراغی ج ٢، ص ٤٦٥)

شان نزول: آیت مبارکہ فنحاص نامی یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے (اللہ کی اس پر لعنت ہو) اس نے ہی کہا تھا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اس کی اس جسارت پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے پیٹا تھا اور یہ کلمہ بھی اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس جو کچھ ہے، اس نے اس کو روک رکھا ہے، چنانچہ اللہ کے ہاتھ کو جکڑا ہوا قرار دینا اس سے ان کا یہی مقصود تھا کہ وہ (معاذ اللہ) بخیل ہے، فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں (اللہ کی ان پر لعنت ہو)۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا حقیقت یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بند ہیں بخل، فقر، حسد، بزدلی اور ذلت کے ساتھ وہ موصوف ہیں جبکہ اللہ پاک غنی ہے، اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہیں وہ اپنی مشیت کے مطابق خرچ کرتا رہتا ہے اس کا فضل وسیع ہے اس کے عطیات بے شمار ہیں ہر چیز کے اس کے پاس خزانے ہیں اس کی مخلوق جن نعمتوں سے شادکام ہے وہ سب اللہ کی جانب سے ہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا، اللہ پاک اعلان فرماتے ہیں آپ اللہ کی مخلوق پر خرچ کرتے جائیں میں آپ پر خرچ کرتا رہوں گا اللہ کے خرچ کرنے سے اس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں آتی۔

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ : اے محمد (ﷺ)! اللہ پاک نے آپ کو جن انعامات سے نوازا ہے وہ آپ کے دشمنوں کے حق میں عذاب کا باعث ہیں جیسے جیسے ایماندار لوگ اسلام کی تصدیق، اعمال صالحہ اور علم میں زیادہ ہو رہے ہیں آپ کیساتھ حسد کرنے والے، آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے، اللہ کے عذاب میں مزید جکڑے جا رہے ہیں۔

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ : ہم نے آپ کے دشمنوں کے دلوں میں دشمنی اور بغض کو اس حد تک بڑھا دیا ہے کہ وہ کبھی آپس میں اتفاق نہیں کریں گے ان کے درمیان ہمیشہ اختلاف کی خلیج حائل رہے گی اور آپس میں جھگڑتے رہیں گے۔

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ : جب بھی آپ کے مخالفین مکر و فریب کیساتھ آپ پر حملہ آور ہونے کا سوچتے ہیں اور اسباب تلاش کرتے ہیں کہ آپ کو تکلیف میں مبتلا کریں تو اللہ ان کی تمام تدابیر کو خاک میں ملا دیتا ہے وہ عبرتناک شکست اور ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں ان کا مکر و فریب ان کی تباہی و بربادی کا سامان بن جاتا ہے انکی عادت بلکہ فطرت ثانیہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی زمین میں فساد برپا کرنے کے جنون میں رہتے ہیں اللہ کو ان کی فساد انگیزیاں ہرگز پسند نہیں ہیں تاہم وہ باز نہیں آتے ہیں، کوششیں جاری رکھتے ہیں۔

(ابن کثیر ج ا ص ١٢٠۔ ١٢١)

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا : اگر اہل کتاب اللہ کی ذات اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں گناہوں سے باز رہیں اور محرمات سے بچاؤ اختیار کریں تو ہم ان کے گناہوں کو ان کے نامۂ اعمال سے محو کر دیں گے اور ہم انہیں میدان حشر کی رسوائی سے تحفظ عطا کریں گے اور آخرت میں انہیں جنت میں داخل کریں گے جس میں وہ عیش و آرام سے رہیں گے۔

ذہن نشین کریں یہودیوں، عیسائیوں کی نافرمانیوں پر غور کریں اور ان کی برائیوں کی بہتات کا جائزہ لیں پھر ان پر اللہ کی وسیع رحمت کا بغور مطالعہ کریں اور ہر قسم کے نافرمانوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اگرچہ ان کی نافرمانیاں کہیں زیادہ تعداد میں کیوں نہیں، اگر ان کے ایمان کے ساتھ تقویٰ کا وصف موجود ہے تو ان کی نجات ہو جائے گی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ : اگر وہ تورات، انجیل میں نازل کردہ احکام کو قائم رکھتے ہیں جن میں آخر الزمان پیغمبر کی آمد کی بشارت دی گئی ہے کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دی تھی اس کے ساتھ ساتھ جو احکام ان کی جانب ان کے پروردگار کی طرف سے آخر الزمان پیغمبر پر اتارے گئے ہیں جس کی بشارت ان کی کتابوں میں موجود ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں فراوانی کے ساتھ رزق سے نوازتا، آسمان سے بارش برساتا، زمین سے انگوری اگاتا اور آسمان و زمین سے ان پر برکات کا نزول ہوتا، ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رزق کی تنگی سے آشنا بھی نہ ہوتے ، دراصل انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ رزق کی تنگی اور پریشانی کی کیفیت ان کے گناہوں کی نحوست کے سبب ہے نیز اس میں اشارہ ہے کہ اگر وہ تورات ، انجیل کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرتے تو ہرگز آخرالزمان پیغمبر کے ساتھ دشمنی نہ کرتے لیکن ان کے نزدیک تو دین صرف آرزؤں کا نام ہے اور ان رسوم و بدعات کا نام ہے جن کے وہ اپنے اکابر سے وارث ہوئے ان میں جہاں غلو اور کوتاہی ہے وہاں وہ افراط اور تفریط کے بحر عمیق میں مستغرق ہیں تاہم سبھی ایک جیسے نہیں ہیں ۔

مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ : ان میں ایک جماعت مقام اعتدال پر ہے ان میں افراط اور تفریط نہیں ہے اس قسم کے لوگ مسلمان ہیں جیسے عبداللہ بن سلام ، نجاشی اور اس کے رفقاء ہیں ، البتہ اکثریت بدکار لوگوں کی ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی ، آسمانی کتابوں میں تحریف کی اور حرام مال کو فراہم کیا ۔ (المراغی ج ٢ ص ٤٦٩)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٦٧﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ حَتّٰى تُقِيۡمُوا التَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰى مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ : اے پیغمبر ! آپ اس چیز کو پہنچادیں جو آپ کی جانب آپ کے پروردگار کی جانب سے نازل کی گئی ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اللہ کے پیغام کو نہ پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے تحفظ عطا کریں گے بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتے ہیں ۔ کہہ دو ! اے اہل کتاب ! تم کسی چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات اور انجیل کے احکام کو قائم نہ کرو اور جو تمہاری جانب تمہارے پروردگار کی طرف سے اتارا گیا ہے اور یقیناً ان سے بہت سے لوگوں کے حق میں سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا جو تیری جانب تیرے پروردگار کی جانب سے بھیجا گیا ہے پس آپ کفار لوگوں پر غم نہ کریں ۔ بے شک وہ لوگ جو مسلمان ہیں اور یہودی اور ستارہ پرست اور عیسائی جو شخص بھی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے تو ان پر کچھ ڈر نہیں اور نہ وہ غمناک ہوں گے ۔

لغوی تحقیق : يَعۡصِمُكَ یہ لفظ عِصَامُ الْقِرْبَه سے ماخوذ ہے ، اس رسی کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ مشکیزے کے منہ کو باندھا جاتا ہے جس طرح وہ رسی مشکیزے کے پانی کی حفاظت کرتی ہے اس طرح آپ کی حفاظت لوگوں سے کرے گا ۔

بلاغت : ارشاد الٰہی ﴿وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ﴾ میں بلاغت ہے اصل عبارت یوں ہے : فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا فَعَلۡتَ کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو پھر تو نے کچھ بھی کام نہ کیا گویا کہ شرط اور جواب کے اتحاد میں ایک نکتہ ہے کہ اس قسم کا کلام اہل عرب ادباء کے ذخائر میں موجود نہیں ہے اس لئے کہ اللہ پاک نے ارادہ کیا کہ شرط اور جزاء میں اتحاد ہو ظاہر ہے کہ پیغام کو نہ پہنچانا ایسا کام ہے جو سبھی کو معلوم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورعوام الناس بھی یہ سمجھتے ہیں کہ پیغام کو نہ پہنچانا نہایت شناعت کا کام ہے جو شخص اس قسم کے فعل کا مرتکب ہوتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس پر ناراض ہوا جائے، مزید برآں علم کی نشر و اشاعت نہ کرنا ایسا فعل ہے جو قابل مذمت ہے، تو اے پیغمبر! آپ تو پیغمبر ہیں آپ کا کیا حال ہے کہ آپ نے پیغام کو نہ پہنچایا گویا کہ جزا کو عین شرط قرار دینا اس لئے ہے تا کہ تبلیغ کے اہتمام کی اصل حقیقت واضح ہو جائے۔

(اعراب القرآن ص ۴۰۹)

ارشاد باری تعالیٰ ﴿لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ﴾ اس اسلوب میں جو ذلت موجود ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے یہودی علماء کو ذلیل اور حقیر قرار دیتے ہوئے کہ جب تک تم تورات اور انجیل کے احکام کو قائم نہ کرو گے تو تم کچھ بھی نہیں ہو تمہارا کچھ شمار ہی نہیں ہے۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس رافع، سلام، مالک، یہودی علماء آئے انہوں نے کہا اے محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں اور آپ ہماری کتاب تورات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سچے ہونے کی گواہی بھی دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درست ہے، لیکن تم نے اس میں کچھ نئی باتیں داخل کر دی ہیں اور تورات کی بعض باتوں کا انکار کیا جن کا تم سے وعدہ لیا گیا تھا اور جن باتوں کے بیان کرنے کا حکم دیا گیا تھا تم نے ان کو چھپایا ہوا ہے تمہارے اس طرز عمل سے برأت کا اظہار کرتا ہوں انہوں نے کہا ہم اس کتاب پر عمل کر رہے ہیں جو ہمارے سامنے ہے ہم تو حق و صداقت پر ہیں ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی تیری پیروی کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ آپ کہہ دیں اہل کتاب کو کہ تم کوئی چیز نہیں ہو۔ (اعراب القرآن ص ۴۱۱)

اے پیغمبر (ﷺ)! لوگوں کو وہ تمام چیزیں پہنچا دو جو تیرے پروردگار کی جانب سے آئیں، جو تیرے تمام معاملات کا ذمہ دار ہے اور تجھے کمال تک پہنچانے والا ہے تو نے اس راہ میں کسی سے ڈرنا نہیں ہے کہ اس میدان میں تجھے کسی ناخوشگوار حادثہ سے دوچار ہونا بھی ہے۔

پہلے ہی کلام کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تو نے احکام کو نہ پہنچایا اگر چہ کچھ وقت تک چھپائے رکھا لوگوں کی تکلیف سے ڈرتے ہوئے، تو تیرا جرم یہی کافی ہے کہ تو نے پیغام کو نہ پہنچایا اور جس کام کیلئے تجھے بھیجا گیا تھا تو نے اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تیری ذمہ داری تو فقط پہنچا دینا ہے ﴿إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ﴾، اس حقیقت سے انکار کرنا ممکن نہیں اللہ کے احکام کو پہنچانا ضروری ہے کسی صورت میں اسے چھپانے کی اجازت نہیں ہے اگر یہ وضاحت نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اجتہاد کرتے ہوئے بعض احکام کے پہنچانے میں تاخیر کرتے کہ لوگوں میں جب ان احکام کے قبول کرنے کی استعداد نمایاں ہوگی تو ان کو پہنچا دیا جائے گا دراصل آپ کو ہی نہیں بلکہ تمام لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح معلوم کریں اگر وہ کسی وجہ سے اختلاف کریں گے تو انہیں معذور نہیں سمجھا جائیگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ وحی کو چھپانا ہرگز ہرگز جائز نہیں خواہ وہ عام وحی ہو یا قرآن پاک کی وحی ہو، سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمام وحی کو لوگوں تک پہنچایا اور اس کی وضاحت فرمائی اور قرآن پاک کے فہم کے لئے احادیث رسول کا جاننا ضروری ہے نیز لغت عرب کے مفردات کی معرفت اور زبان کے اسالیب سے معرفت نیز دیگر کائنات کے بارے میں جو معلومات قرآن پاک میں موجود ہیں ان کی معرفت بھی ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا وہ کون سی آیت ہے جو آپ پر نازل کی گئی اور آپ پر دشوار گزری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، میں ایام حج میں منیٰ میں تھا عرب کے مشرکین دیگر مختلف قسم کے لوگ بھی وہاں موجود تھے وہاں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:-

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ : چنانچہ میں گھاٹی کے قریب کھڑا ہوا اور میں نے اعلان کیا اے لوگو! تم میں کون شخص میرے ساتھ تعاون کرے گا کہ میں اپنے پروردگار کے احکام پہنچا سکوں، اس کے لئے جنت ہے، اے لوگو! تم لا الہ الا اللہ کہو میں تمہاری جانب اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں میں تمہیں جنت کی ضمانت پیش کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا، وہاں مرد، عورتیں اور بچے مجھ پر پتھر پھینکنے لگ گئے اور وہ کہ رہے تھے صابی، (نعوذ باللہ) یعنی رسول اکرم ﷺ جھوٹ کہتے ہیں، لیکن آپ نے ان کے بارے میں ہدایت کی دعا کی اس لئے کہ ان لوگوں کو علم نہیں ہے، اے اللہ! میری مدد فرما کہ یہ لوگ تیرا دین قبول کر کے تیری اطاعت کریں چنانچہ اس کشمکش کے دوران آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ آئے اس نے آپ کو ان سے تحفظ عطا کیا اور انہیں وہاں سے بھگا دیا۔

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ : ابو طالب کی وفات کے بعد کفار نے دار الندوہ میں آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی حفاظت کی اسی طرح ہجرت کے بعد یہودیوں نے بھی منصوبہ بنایا لیکن اللہ پاک نے آپ ﷺ کی حفاظت کی اور دین اسلام تکمیل پذیر ہوا۔ (المراغی ج ۲ ص ۱۷۲)

قُلْ یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ : اے محمد! (ﷺ) آپ یہودیوں، عیسائیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے یہ پیغام پہنچائیں کہ تمہیں موسیٰ، عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر پیغمبروں کی جانب اپنی نسبت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ تم تورات، انجیل پر عمل نہیں کرو گے یعنی توحید خالص اور اعمال صالحہ سے اخروی نجات حاصل ہوگی نیز جس پیغمبر کی بعثت کی خوشخبری دی گئی ہے جو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا اور وہ آخر الزمان پیغمبر ہوگا اس پر جو احکام تمہارے پروردگار کی جانب سے اتارے جائیں گے ان احکام پر بھی عمل کرنا ہوگا لیکن اہل کتاب سے کثیر تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم سے مزید کفر میں انہماک اختیار کریں گے اور اسے جھٹلائیں گے عصبیت اور دشمنی کے سبب اسلام کی حقیقت کے سمجھنے میں دلچسپی نہیں لیں گے کہ انہیں معلوم ہو کہ دین اسلام تو ایک دین وحدت ہے۔

البتہ ان میں قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوگی جو توحید کی حفاظت کو ضروری سمجھتے ہوں گے قرآن پاک کو بصیرت کی آنکھ کے ساتھ قبول کرتے ہیں اسے سچی کتاب سمجھتے ہیں اور جس پیغمبر پر وہ نازل ہوا ہے اس پیغمبر کی بشارت ان کی کتابوں میں موجود ہے وہ علم و عرفان کی روشنی کے سبب ایمان کی نعمت سے شادکام ہوں گے۔

فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ : آپ (ﷺ) کفار کی سرکشی اور ان کے انکار پر غمزدہ نہ ہوں ان کی بدعملی کی انہیں سزا ملے گی آپ سے اور ایمان والوں سے ان کے بارے میں کچھ سوال نہیں ہوگا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ : بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو سچا تسلیم کرتے ہیں اور یہودی، اور ستارہ پرست جو فرشتوں کو معبود سمجھتے اور عیسائی، ان سے جو لوگ مخلص ہوں گے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھیں گے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال صالحہ کیساتھ اپنی زندگی کو پاکیزہ بناتے رہیں گے انہیں قیامت کی خوفناکیوں سے بچاؤ حاصل ہوگا اور دنیوی زندگی میں چھوڑی ہوئی لذات پر کچھ افسوس نہ ہوگا جبکہ وہ لوگ بارگاہ الٰہی میں پہنچ کر اللہ پاک کی مہمانی سے شاد کام ہوں گے اور انہیں اکرام واعزاز سے نوازا جائے گا اس آیت مبارکہ میں اشارہ ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کے دین کی اقامت کیلئے کچھ توجہ نہ کی ،نصوص الٰہیہ کی حفاظت سے بے پرواہ رہے، ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے بہترین وصف سے محروم رہے البتہ ان میں بھی ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن مسئلہ توحید میں انہیں بھی مصائب برداشت کرنے پڑے اور وہ اس میدان میں ثابت قدم رہے۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۷۳)

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭكُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ہم نے ان کی جانب پیغمبروں کو مبعوث فرمایا جب بھی ان کے پاس کوئی پیغمبر آتا ایسی چیز کے ساتھ جس کو ان کے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو ایک گروہ کو انہوں نے جھوٹا کہا اور ایک گروہ کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ کچھ سزا نہیں ملے گی پس وہ اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ کی رحمت ان پر لوٹی (لیکن) پھر وہ اندھے ہو گئے اور ان سے اکثر لوگ بہرے ہو گئے اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو کافر ہیں جنہوں نے کہا اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہے اور مسیح نے کہا، اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ بے شک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا اللہ تین افراد کا تیسرا ہے اور کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اور اگر یہ اس بات سے باز نہ آئے جو یہ کہتے ہیں تو ان میں سے کفار کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ کیا یہ لوگ اللہ کی جانب رجوع نہیں کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے ہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ مسیح بن مریم نہیں ہے مگر پیغمبر ہے اس سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ہیں اور اس کی والدہ (اللہ کی) ولی تھیں دونوں خوراک تناول کرتے تھے آپ دیکھیں ہم کس طرح ان کے لئے علامات کو واضح کرتے ہیں پھر آپ دیکھیں کس طرح وہ پھیرے جاتے ہیں۔

لغوی تحقیق: فِتْنَةٌ: مادہ (ف ت ن) ہے، مقصود سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ سونا کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے اس لحاظ سے کسی انسان کو آگ میں ڈالنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ﴾ (الذاریات: ١٣) ''جب ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا'' اور اس میں فِتْنَةٌ کا معنی عذاب ہے اس کا معنی آزمائش بھی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا﴾ (طٰہٰ: ٤٠) ''ہم نے تمہاری کئی بار آزمائش کی''۔ (مفردات امام راغب ج ٢، ص ٦٨٨)

بلاغت: ارشاد باری: ﴿فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ﴾ مؤثر قسم کا التفات مترشح ہو رہا ہے جب کہ قتل کے بارے میں مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے ماضی کی حالت کی حکایت فعل مضارع سے کی گئی ہے مقصود قتل کو خوفناک صورت میں مشتہر کرنا ہے تاکہ اس پر تعجب کیا جائے نیز تنبیہ ہے کہ ان کا یہ ہمیشہ کا وطیرہ تھا۔ (اعراب القرآن ج ٣، ص ٤١٤)

تناسب: اہل کتاب سے طویل ترین عہد لیا گیا ہے اور اس عہد پر کاربند رکھنے کے لئے قبل ازیں بارہ لیڈروں کا تذکرہ ہو چکا ہے مزید یاد دہانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب پیغمبر مبعوث کئے لیکن انہوں نے میثاق کا خیال نہ کیا اسے پاش پاش کر دیا جیسا کہ اسی سورت کے اوائل اور اواخر کے مضامین میں اس حقیقت کو نمایاں کیا گیا ہے، جبکہ پیغمبروں کا ساتھ چھوڑ کر انہوں نے دیگر لوگوں کا راستہ اپنایا انہوں نے پیغمبروں کو جھوٹا کہا ان کی نافرمانی کی بلکہ ان کا ناحق خون گرانے سے باز نہ آئے، آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے فساد انگیزی پر اتر آئے اپنی خواہشات کو تسکین دلانے کیلئے وہ گمراہی کی عمیق وادیوں میں ہی سرگرداں رہے، پیغمبروں کی وعظ و نصیحت سے ان پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ وہ کفر، تکذیب میں برابر بڑھتے رہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کے خون کے پیاسے ہو گئے، چنانچہ زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا جبکہ مضارع کا صیغہ استمرار کا متقاضی ہے کہ وہ اس روش پر رواں دواں رہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ کو موت کی نیند سلانے کیلئے آپ کے کھانے میں زہر کی ملاوٹ کی گئی لیکن جب آپ نے اس لقمہ کو اٹھایا تو لقمہ نے بتایا مجھ میں زہر ہے آپ نے لقمہ منہ سے نکال کر پھینک دیا جب کہ زہر کے اثر نے موت کے وقت آپ پر اپنا اثر دکھایا آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ بتایا کہ زہر کا اثر اب مجھ پر ہے کہ میں اپنی شہ رگ کے کاٹے جانے کو محسوس کر رہا ہوں۔ (المنار ج ٥، ص ٤٨٠)

وَحَسِبُوْا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ: انہوں نے سمجھا کہ اگرچہ انہوں نے فساد انگیزی میں کمی نہیں کی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب بھی کی ہے تاہم چونکہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اس لئے کڑی آزمائشوں سے انہیں تحفظ حاصل رہے گا ان پر ظالم حکمرانوں کا تسلط نہیں ہوگا وہ قتل و غارت اور تخریب کاری سے مامون رہیں گے ان کے آباؤ اجداد کی نبوت ان سے عذاب الٰہی کو روکے رکھے گی۔

فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ: لیکن انہوں نے اپنی آنکھیں ان آیات کی تلاوت سے بند کر لیں جن کو اللہ نے تورات، انجیل میں نازل کیا تھا جن میں ان لوگوں کی سزا کو بیان کیا گیا تھا جنہوں نے معاشرہ میں فساد انگیزی اور اللہ کی مخلوق پر ناروا زیادتی کی، پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کے پیغمبروں نے جب انہیں وعظ و نصیحت کی تو اسکے سننے سے انہوں نے اپنے کانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بند کرلیا انہوں نے اس پختہ عہد کو تار تار کر دیا جو انبیاء کرام علیہم السلام نے ان سے لیا تھا وہ دین اسلام سے برگشتہ ہو کر خواہشات نفسانی کے پیرو کار ہو گئے اور گمراہی کے بحر عمیق میں مستغرق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے انہیں تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ بابل شہر کے باشندوں نے انکے علاقہ پر قبضہ کر کے اسے اپنی تحویل میں لے لیا مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی نہ صرف یہ کہ انکے مال و اسباب پر اپنا تسلط قائم کیا بلکہ انکی اولاد کو غلام اور بیویوں کو اپنی لونڈیاں بنالیا ان کے اقتدار کو تہس نہس کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد جب وہ فساد انگیزی سے رک گئے اور بارگاہ الٰہی میں حاضری دے کر اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کی تو دوبارہ اللہ نے انہیں اقتدار عطا کیا چنانچہ فارس کے ایک بادشاہ کی وساطت سے انہیں دوبارہ سطوت و سلطنت حاصل ہوئی اس نے بیت المقدس کی آبادی میں گہری دلچسپی لی اور جو اسرائیلی بخت نصر بادشاہ کی قید میں محبوس تھے انہیں رستگاری دلا کر وطن کی جانب بھیجا اور جو لوگ مختلف اطراف و اکناف میں بھاگ گئے تھے انہیں واپس لا کر ان کے ملک میں آباد کیا چنانچہ اس کے بعد ان کے کوائف بہت بہتر ہو گئے ان کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا اور انہیں دوبارہ اطمینان و سکون کی دولت نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد دوبارہ اکثریت نے حقائق سے آنکھیں بند کر لیں اور اچھی باتوں کے سننے سے اپنے کانوں کو ڈھانپ لیا اللہ کی زمین پر فساد انگیزی میں سرمست ہو گئے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فارسیوں اور رومیوں کو مسلط کر دیا وہ ان سے اقتدار چھین کر خود حکمران بن گئے اس طرح ان کی آزادی ختم ہو گئی بلکہ ان کی بادشاہت چھن گئی۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ : اللہ کی نظر ان کے اعمال پر ہے کہ وہ آخر الزمان پیغمبر (ﷺ) کو کس درجہ مکر و فریب کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلہ میں وہ تمام قبائل کو متحد کر رہے ہیں دراصل وہ خواہشات نفسانی کے اسیر ہیں وہ ہدایت اور روشنی کے دیکھنے سے خود کو روک رہے ہیں اور آپ ﷺ جو آیات قرآنیہ کی تلاوت کر رہے ہیں ان کے سننے سے انہوں نے اپنے کان بند کر رکھے ہیں پس اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسی طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا جس طرح ان سے پہلے ان لوگوں کو عبرتناک عذاب سے دوچار کیا جنہوں نے خواہشات نفسانی کو مقدم رکھا حدود الٰہیہ کو پامال کیا احکام الٰہیہ سے بغاوت اختیار کی۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ : ان عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ کافر قرار دے رہے ہیں جنہوں نے مسیح ابن مریم کو الوہیت کے مقام پر بٹھا دیا جس طرح یہودیوں نے مخالفت میں غلو اختیار کرتے ہوئے انہیں (معاذ اللہ) ولد الزنا قرار دیا اور ان کی والدہ پر زنا کا بہتان لگایا نیز عیسائیوں نے کہا جو شخص انہیں الوہیت کے مقام پر نہیں سمجھے گا وہ عیسائیت سے خارج ہو گا چنانچہ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات تین (اقانیم) سے مرکب ہے، باپ، بیٹا اور روح القدس، جب کہ اللہ کا مقام باپ کا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا مقام بیٹے کا ہے تیسرا جز روح القدس، جبریل کا ہے اس مسئلہ کی وضاحت اسی سورت میں تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ : حالانکہ مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اس جملہ میں انہوں نے اپنے بندے ہونے کا اعتراف کیا ہے کہ اللہ ان کا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے ان کا یہ قول (انجیل یوحنا ص ۷۷/۳) میں مذکور ہے۔ (المنار ج ۵ ص ۴۸۲)

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ : توحید خالص پر عمل پیرا ہونے کے بعد شرک اور اسکی وعید سے خوفزدہ کیا ہے کہ جو شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اللہ کیساتھ کسی فرشتہ، انسان، ستارہ، پتھر وغیرہ کو شریک بنائے گا یا اللہ سمجھے گا یا اس سے منفعت طلب کریگا یا کسی نقصان سے بچاؤ کی درخواست کرے گا یا اس کے سبب تقرب الٰہی میں اضافہ کریگا یعنی اسے مؤثر سمجھے گا تو اللہ نے ایسے شخص پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ : وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین کا تیسرا ہے، باپ، بیٹا، روح القدس مراد ہیں دراصل عیسائیوں کے تین فرقے ہیں ایک یہ کہ ان کا معبود تین کا تیسرا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، تیسرا قول مسیح اللہ کا بیٹا ہی ہے اللہ نہیں ہے جیسا کہ متاخرین عیسائی (اقانیم ثلثہ) کے قائل ہیں یعنی تین اجزاء ہیں جب کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا عین ہے چنانچہ باپ، بیٹے اور روح القدس کا عین ہے اور جب مسیح علیہ السلام بیٹے ہیں تو وہ باپ اور روح القدس کے عین ٹھہرے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ خود وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کی ذات اس کے اوصاف ترکیب سے خالی ہے اللہ تعالیٰ تو ذوات، اعیان، اجناس، انواع، جزئیات اور اجزا کے تعدد سے پاک ہے۔

وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ : اگر ان لوگوں نے تثلیث کے باطل عقیدہ سے توبہ نہ کی اور توحید کا عقیدہ نہ اپنایا تو قیامت کے دن اللہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا معلوم ہوا جو لوگ تثلیث کے باطل عقیدہ سے توبہ کرلیں گے وہ اس عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ : کیا یہ لوگ سن نہیں رہے ہیں کہ جب ان کی رائے کو احمقانہ قرار دیا جا رہا ہے اور اس پر اللہ کی وعید اور سرزنش کی جارہی ہے تو انہیں توبہ کی جانب آنا چاہیے اللہ کی ذات سے بخشش طلب کریں جب کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے شرط یہ ہے کہ ایمان صحیح ہو اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور اعمال صالحہ بھی ہوں۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ : مسیح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہی تھے ان سے پہلے بھی ان جیسے پیغمبر گزرے ہیں جن کو اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا جب کہ مسیح علیہ السلام کی والدہ صدیقہ ہے ان کا مقام انبیاء کے بعد ہے اسی مضمون کی آیت ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری ہے: ﴿وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ﴾ (التحریم:۱۲) ''اور اس نے اپنے پروردگار کے کلمات اور اس کی کتابوں کو سچا جانا اور وہ فرماں برداروں سے تھی''۔

ذہن نشین کریں کہ صدیقہ کا مقام نوع اور جنس کے لحاظ سے دیگر انسانوں کے مساوی ہے جس طرح ہر شخص اپنے وجود کو زندہ رکھنے کے لئے غذا کا محتاج ہے اسی طرح انہیں بھی اس کی ضرورت تھی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان تھے وہ بھی اپنی زندگی کو بچانے کے لئے غذا کے محتاج تھے اور خوراک کے بعد جسم سے فضلات کو خارج کرنا بھی ان کی ضرورت تھی تو جو ذات کھانے کی محتاج ہے فضلات کو خارج کرنا اس کی اشد ضرورت ہے اسے اللہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟

اُنظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ : دلائل قطعیہ ان کے ادعا کو باطل قرار دے رہے ہیں لیکن وہ ان دلائل پر غور نہیں کرتے ہیں، دراصل ان میں خباثت کارفرما ہے۔ (المراغی ج ۲ ص ۴۷۹)

قُلْ اَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۚ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَرٰى
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: آپ کہیں! کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو معبود بنا رہے ہو جو تمہارے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور اللہ ہی وہ ذات ہے جو سنتا ہے جاننے والا ہے۔ آپ کہیں اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں بلا جواز حد سے تجاوز نہ کرو اور تم ان لوگوں کی خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کرو جو ان سے پہلے گمراہ ہو گئے نیز انہوں نے کثیر تعداد میں لوگوں کو گمراہ کیا انہوں نے سیدھے راہ سے ہٹ کر ٹیڑھا پن اختیار کیا۔ بنی اسرائیل سے کفار کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ملعون قرار دے دیا گیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکتے نہیں تھے جن کے وہ مرتکب ہوتے رہتے تھے یقیناً وہ برے کام کرتے تھے۔ آپ ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کفار یعنی مشرکوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں بلاشبہ وہ چیز بری ہے جس کو ان کی جانوں نے آگے بھیجا کہ اللہ ان سے ناراض ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز پر ایمان لے آتے جس کو اس کی جانب نازل کیا گیا ہے تو وہ شرک کرنے والوں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں زیادہ تعداد فاسق لوگوں کی ہے بلاشبہ آپ ایمان والوں کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ عداوت رکھنے والوں یہودیوں اور مشرکین کو پائیں گے اور ایمان والوں سے زیادہ اقربا دوستی کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ان کی جنس سے ہیں علماء اور گوشہ نشین ہیں نیز اس سبب سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: قِسِّيْسِيْنَ سے مقصود رؤسائے نصاریٰ میں سے خدا پرست علماء کے ہیں قَسّ کا معنی رات کے لمحات میں کسی چیز کی جستجو کرنا ہے چنانچہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تَقَسَّسْتُ اَصْوَاتَهُمْ بِاللَّيْلِ "میں نے رات کے وقت ان کی آوازوں کی جستجو کی"۔

(مفردات امام راغب ج ۲ص ۲۴۷)

تناسب اور وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو درخشندہ کرنے کے لئے کہ مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ ہرگز مقام الوہیت پر فائز نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے بلکہ دونوں بشریت کے اعلیٰ مقام پر متمکن تھے تاہم وہ خوراک کے محتاج اور فضلات کو جسم سے خارج کرنے کے لحاظ سے تمام انسانوں کے ساتھ اشتراک رکھتے تھے، بعدازاں اس پر تعجب کا اظہار کیا جارہا ہے کہ تم اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہو جو ہر قسم کے عیب اور احتیاج سے مبرا ہے اور اللہ کے سوا عیسیٰ علیہ السلام کو معبود تسلیم کرتے ہو جس کے اختیار میں ہرگز تمہیں منفعت سے ہم کنار کرنا نہیں ہے اور نہ ہی مضرت رساں چیزوں سے بچانے کا اختیار ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری تمام باتوں کو سنتا ہے تمہاری تمام ضرورتوں کا اسے علم ہے تمہارے تمام کوائف سے باخبر ہے پس تمہارے لئے ہرگز درست نہیں کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کو پکارو نہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرو۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ : کسی کام میں حد سے تجاوز کرنے کو غلو کہا جاتا ہے اس لحاظ سے دین اسلام میں حد سے تجاوز کا اطلاق اس وحی سے تجاوز کرنا ہے جس کو اتارا گیا ہے اور خواہشات نفسانی کی جانب مائل ہونا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور نیکوکاروں کو رب قرار دیا جاتا ہے کہ ان میں نفع ومضرت کا داعیہ موجود ہے اور انہیں غیبی طور پر تسلط حاصل ہے وہ اسباب اور مسببات میں دخیل ہو کر نفع، نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس طرح جو علماء سوء ایسی عبادات کو مشروع قرار دیتے ہیں جن کا ہرگز جواز کتاب وسنت میں نہیں ہے اور جن پاکیزہ چیزوں کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا ہے ان کو حرام قرار دیتے ہیں جیسا کہ رہبانیت کے دلدادہ بعض پاکیزہ حلال چیزوں کو بھی خود حرام قرار دیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کو منع فرمایا جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے کہ وہ خود کو غلو فی الدین سے باز رکھیں جب کہ ان کے آباؤ اجداد غلو کو اصل دین قرار دیتے تھے اللہ پاک نے انہیں اپنے آباؤ اجداد کی تقلید سے منع کیا ہے اس لئے کہ ان کی تقلید گمراہی کا سبب ہے جب کہ ان میں صالحین اور حواری لوگ موحد تھے ان میں ہرگز افراط وتفریط نہ تھا وہ شرک اور غلو فی الدین کو گمراہی قرار دیتے تھے اس طرح تثلیث کے نظریہ کے موجد بھی بدعتی ہیں انہوں نے اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے اس نظریے کا پرچار کیا خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہی کے سپرد کیا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ : بنی اسرائیل سے کفار کو زبور اور انجیل دونوں کتابوں میں ان دونوں پیغمبروں داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا ہے، چنانچہ داؤد علیہ السلام نے ان لوگوں کو ملعون قرار دیا جنہوں نے ہفتہ کے دن کا احترام نہ کیا اور حکم عدولی کرتے ہوئے مچھلیوں کا حیلہ کی شکل میں شکار کیا اس طرح انہیں عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ملعون قرار دیا ان کو ملعون قرار دینے کا سبب ان کا احکام الٰہیہ کی نافرمانی پر بے باکی سے اترانا اور حدود الٰہیہ کو پامال کرنا تھا۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ : ان کا وطیرہ تھا کہ وہ کسی کو بھی منکر کام سے روکتے نہیں تھے خواہ اس کی قباحت اور اس کا نقصان کتنا ہی کیوں نہ ہو حالانکہ منکر کاموں سے روکنا دین اسلام کی حفاظت کے مترادف ہے اور فضائل وآداب سے معاشرہ کو آباد کرنا ہے لیکن اگر فساق، فجار لوگ دیدہ دلیری کے ساتھ منہیات کا ارتکاب کریں گے اور ان کے نقش قدم پر دیگر عوام بھی چلنا شروع کر دیں گے تو معاشرہ میں لوگوں کے دلوں سے ان کی قباحت اور ان کا منکر ہونا ختم ہو جائے گا بلکہ منکر کام کو عادت اور فیشن سمجھا جائے گا اس طرح دین اسلام کی عظمت لوگوں کے دلوں سے ختم ہو جائے گی اور احکام الٰہیہ کو نہایت بے باکی کے ساتھ ناقابل عمل قرار دینے میں ان کا خاصا عمل دخل سمجھا جائے گا۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ : ان کے افعال کو شنیع قرار دیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ان کی مذمت کی جارہی ہے بلکہ ان کی حالت پر تعجب بھی ہو رہا ہے کہ وہ منکرات کے اصرار پر کس قدر دیدہ دلیری کے ساتھ رواں دواں ہیں اور انکے علاوہ لوگ خاموشی کے ساتھ ان کی برائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھ رہے ہیں ان کی زبان پر ناراضگی کا کلمہ تک نہیں آتا ہے خاموشی اختیار کرنے والے بھی ان کے برابر ہیں ان سب پر اللہ کا عذاب اسی طرح نازل ہوگا جس طرح بنی اسرائیل پر نازل ہوا۔

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا : اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو ان کے موجودہ حالات سے مطلع کر رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کی اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو آپ ﷺ کی قوم کے مشرکین سے دوستانہ رکھتے ہیں انہیں آپ ﷺ کے خلاف اکساتے ہیں جبکہ آپ کا اللہ کی ذات پر ایمان ہے اور اللہ نے ان پر جو کتابیں نازل کی تھیں ان پر بھی آپ ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ مشرک لوگ اللہ کی توحید کے قائل نہیں ہیں اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ان کا ایمان نہیں ہے صرف خواہشات نفسانی کے پیش نظر ان کی ان سے دوستی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہے اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، عذاب نے انہیں گھیر رکھا ہوگا وہ اس سے دور ہونے کی طاقت نہیں پائیں گے، ظاہر ہے کہ اللہ کے عذاب سے نجات تو صرف اللہ کی رضا کے ساتھ ہے جب کہ ان کے اعمال تو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔

وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ : اگر یہودی جو کفار کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں اللہ کی ذات اور نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں اور اس کتاب پر ایمان لے آئیں جس میں ہدایت کارفرما ہے اور جس کا نام فرقان ہے تو وہ کبھی ان بتوں کی عبادت کرنے والے کفار کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناتے اس لئے کہ دینی عقائد کے لحاظ سے ان میں ہرگز قرب نہیں ہے البتہ جنسیت کے لحاظ سے ملاپ ہے، خیال رہے یہودی تو مشرکین اور منافقین دونوں سے موالات کا رشتہ قائم کئے ہوئے تھے ان میں اشتراک کی صورت یہ تھی کہ وہ سب نبی اکرم ﷺ اور ایمانداروں کی دشمنی میں مشترک تھے البتہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو دین اسلام کے دائرہ سے خارج تھے بلکہ یوں نکلے ہوئے تھے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل آتا ہے ان کے بالمقابل جو لوگ قلیل تعداد میں ہیں کسی امت کی سیرت سنوارنے اور ان کی مساعی میں ان کا کوئی خاص کردار نہیں ہوتا۔ (المنار ج٦ ص٤٩٢)

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا : آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے کہ آپ کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں ان کے بعد مشرک لوگ ہیں جو عرب میں رہائش پذیر ہیں البتہ حبشہ کے عیسائی مسلمانوں کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے ہیں جبکہ انہوں نے ان مہاجرین مسلمانوں کو تحفظ عطا کیا وہ ان مسلمانوں کے ساتھ رواداری کے ساتھ پیش آئے جن کو آپ نے حبشہ بھیجا تھا جب وہ کفار کے ظلم وستم سے تنگ آکر حبشہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے تھے۔

ذہن نشین کریں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں کی جانب خطوط تحریر کئے تو عیسائیوں نے آپ ﷺ کے مکتوب کا جو جواب ارسال کیا تھا وہ نہایت عمدہ تھا، چنانچہ روم کے بادشاہ ہرقل نے اپنی رعیت کو مطمئن کرنا چاہا کہ وہ اسلام قبول کریں لیکن انہوں نے جمود اختیار کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا، اسی طرح مصر کے ملک میں وہاں کے مقوقس نامی بادشاہ نے نہایت عمدہ جواب دیا اگرچہ وہ اسلام کی جانب کچھ زیادہ میلان نہیں رکھتا تھا تاہم اس نے آپ ﷺ کی جانب عمدہ ہدیہ بھی بھیجا، بعد ازاں جب مصر، شام کے ممالک فتح ہوگئے اور ان کے باشندوں نے اسلام کی عظمت کو محسوس کیا تو انہوں نے جماعتوں کی شکل میں اسلام قبول کیا۔ (المنار ج٧ ص٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع

ترجمہ: اور جب وہ اس چیز کو سنتے ہیں جسے پیغمبر پر اتارا گیا ہے آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو گر رہے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہمیں گواہوں کے ساتھ تحریر کریں۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس پر جو ہمارے پاس سچا (دین) آ چکا ہے اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اس بات کا لالچ نہ کریں کہ ہمارا پروردگار ہمیں نیکوکار لوگوں کے ساتھ شامل فرمائے۔ پس اللہ نے ان کو ان کے قول پر ایسی جنتوں کا بدلہ دیا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ نیکوکار لوگوں کا بدلہ ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخی ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلدَّمْعُ آنسو، دَمَعَتِ الْعَيْنُ آنکھ آنسوؤں سے تربتر ہوگئی، اَلدَّمْعُ بیک وقت اسم اور مصدر بھی ہے، عیسائیوں کے اس گروہ کا ذکر ہے جو درویش صفت اور حق پسند ہیں جن میں غرور اور گھمنڈ یا تعصب کا نام تک بھی نہیں، یہ چونکہ کتب الٰہیہ سے روشناس ہیں اور وحی کے تیور پہچانتے ہیں اس لئے جب قرآن حکیم کی آیات سنتے ہیں از رہ تاثر ان کی آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں اس لئے کہ قرآن میں ان کو وہی حقیقت نکھرے ہوئے انداز میں دمکتی نظر آتی ہے جو تمام کتب ساویہ میں ہے اس تاثر پذیری میں جہاں ان لوگوں کا علم کتب ساویہ کی اداشناسی اور بے تعصبی کو دخل ہے وہاں یہ بات بھی شامل ہے کہ قرآن حکیم کا اسلوب بیان اس درجہ تاثر آفریں اور دل میں اتر جانے والا ہے کہ کوئی بھی شخص جب اس کا مطالعہ کرے گا تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ حق ہے اور یہی سچائی ہے جس کا تعلق انسانی دائرہ معرفت وادراک سے نہیں بلکہ اس کا تعلق براہ راست آسمان، وحی، اللہ کے کلام سے ہے۔ (لسان القرآن ص ۴۷۷)

تناسب: قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر ہوا جو مسلمانوں کے انتہائی دشمن تھے اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہو رہا ہے جو مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں ان سے مقصود عیسائی ہیں۔

شان نزول: یہ آیات نجاشی اور اس کے رفقاء کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یہودی تو ایمان والوں کے ساتھ شدید دشمنی رکھتے ہیں جبکہ ان سے زیادہ قریب اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے عیسائی تھے اس لئے کہ ان میں علماء کرام اور راہبانہ زندگی گزارنے والے لوگ پائے جاتے تھے ان میں تواضع موجود تھی کبر و رعونت کا ان میں شائبہ تک نہیں تھا اور وہ اللہ کی عبادت میں تواضع، انکساری کی کیفیت کے ساتھ محو دکھائی دیتے تھے، نیز ان سے مقصود وہ لوگ جو بصورت وفد جعفر طیار کے ساتھ حبشہ کے ملک سے آئے تھے تفسیر فتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القدیر تالیف علامہ شوکانی میں وضاحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کی جانب بھیجا جب وہ نجاشی کے دربار میں پہنچا تو اس نے اسے رسول اکرم ﷺ کا مکتوب پڑھ کر سنایا اس کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء مہاجرین کو بلایا گیا نیز نجاشی نے علماء اور پادریوں کو بھی دعوت دی جب وہ لوگ جمع ہو گئے تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ان پر سورۃ مریم کی تلاوت کی، سورۃ مریم سنتے ہی ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۶۹)

تشریح: حبشہ کا بادشاہ نجاشی جب فوت ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کی وفات کی خبر دی آپ ﷺ نے اس کا غائبانہ جنازہ ادا کیا اور اسلام لانے والے عیسائیوں نے ایمان لانے کے بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں شامل فرما جو محمد ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے ان سے استفسار کیا جب تم اپنے ملک چلے جاؤ گے تو تم عیسائیت کی جانب تو نہیں لوٹ جاؤ گے انہوں نے یقین دلاتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ ہم کبھی بھی دین اسلام سے روگردانی نہیں کریں گے۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۴، صحیح ترمذی کتاب الجنائز باب ۳۶، صحیح ابن ماجہ باب ۳۳، ارواء الغلیل ح ۷۲۹، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۱، موطاء مالک ج ۱ ص ۲۲۶، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۸۰)

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ: تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان اور دین حق کے اقرار کی وجہ سے انہیں جنات میں داخلہ دینے کی خوشخبری دی جن میں نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے انہیں نکالا نہیں جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ: لیکن جن لوگوں نے آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کیا بلکہ مخالفت کی یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان پاک عمدہ چیزوں کو حرام نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اور تم حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور جو روزی اللہ نے تمہیں حلال، پاکیزہ دی ہے اسے تناول کرو اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ تم سے تمہاری لغو قسموں کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا البتہ تم سے تمہاری ان قسموں کے بارے میں باز پرس کرے گا جن کے بارے میں تم نے پختہ قسمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مساکین کو درمیانے معیار کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو لباس دینا ہے یا غلام آزاد کرنا ہے پس جو شخص (کفارہ دینے کی) استطاعت نہیں پاتا ہے تو (اس پر) تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم نے قسمیں اٹھانے کے بعد (توڑ ڈالی ہیں) اور اپنی قسموں کا خیال رکھو اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

لغوی تحقیق: اَللَّغْوُ بے معنی بات کے ہیں جو کسی گنتی میں شمار نہ ہو یعنی بے ہودہ بات جو سوچ سمجھ کر نہ کی جائے اسی سے اَللَّغْوُ فِی الْاَیْمَانِ ہے یعنی وہ قسم جو یونہی بلا ارادہ منہ سے نکل جائے، ﴿لَاتَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً﴾ (الغاشیہ:۱۱) ''وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے''۔ (مفردات امام راغب ج ۲ ص ۸۴۱)

تناسب: اس سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ایمانداروں کے ساتھ محبت کے لحاظ سے قریب ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں علماء اور راہبانہ زندگی گزارنے والے زاہد عابد قسم کے لوگ ہیں تو اس سے ایمان والوں نے خیال کیا کہ اس انداز سے یہ بات مترشح ہو رہی ہے کہ اسلام رہبانیت کی ترغیب دلا رہا ہے اور زہد و تقشف کی زندگی انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہے جبکہ زہد کا حصول تب ہوگا جب عمدہ قسم کے ماکولات، مشروبات، ملبوسات سے کنارہ کشی کی جائے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا بائیکاٹ کیا جائے جیسا کہ رہبانیت کی زندگی بسر کرنے والے نکاح کرنے سے کنارہ کش رہتے ہیں یا کچھ متعین وقت تک خود کو دور رکھتے ہیں جیسے روزوں کے رکھنے کا آپ نے التزام کر رکھا تھا۔ (المراغی ج ۳ ص ۸)

شان نزول: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان صحابہ کرام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جنہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہم اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو کاٹ دیتے ہیں عورتوں کی شہوت سے کنارہ کش رہتے ہیں جس طرح راہب لوگ چل پھر کر زندگی گزارتے ہیں ہم بھی اسی طرح گزاریں گے ان کی یہ بات رسول اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان کو بلوایا ان سے دریافت کیا انہوں نے اقرار کیا، آپ ﷺ نے انہیں بتایا میرا حال یہ ہے کہ میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں، میں نفل نماز میں درمیانہ قیام کرتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں اور میں بیویوں سے مجامعت بھی کرتا ہوں جو شخص میرے راہ پر چلے گا اس کا میرے ساتھ تعلق ہے جس نے میرا راستہ اختیار نہ کیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب ۱، صحیح بخاری کتاب النکاح باب ۱، نسائی کتاب النکاح باب ۴)

تشریح: ایمانداروں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ بناؤ جن سے تم لذت اندوز ہوتے ہو اور ان میں تمہارے لئے کشش ہے اس لئے کہ ان سے لذت اندوزی تمہیں اللہ کے قرب سے دور کر دے گی ہرگز نہیں! البتہ حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو جس سے تمہیں کسی تکلیف کے ساتھ واسطہ نہ پڑے یعنی تمہاری صحت متاثر نہ ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند جانتا ہے جو حدود الٰہیہ سے تجاوز کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں سے ہٹ کر ناپاک، حرام چیزوں کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں، خیال رہے پاکیزہ چیزوں کو حرام ٹھرانا نیز مشروع زیب و زینت سے کنارہ کش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنا اور عبادات میں میں تکلیف مالا یطاق کے انداز پر زندگی بسر کرتے ہوئے خود کو عذاب میں مبتلا کرنا یہودیوں اور پرانے یونانیوں کا شیوہ تھا بالخصوص عیسائیوں نے ان کی تقلید کرتے ہوئے خود پر تشدد کیا اور ایسی چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دیا جن کو مقدس کتابوں نے حرام قرار نہیں دیا تھا ان کا یہ انداز غیر شرعی تھا اس سے روکنا مقصود ہے۔

اسلام کی آمد کے بعد رسول اکرم ﷺ کو ان سعادتوں سے آگاہ کر دیا گیا جن سے انسانوں کی نہ صرف دنیوی زندگی سنور سکتی تھی بلکہ اخروی زندگی کی سعادتوں سے بھی انہیں بہرہ وافر حصہ عطا ہونے کے اسباب سے بھی انہیں خبردار کیا انسان جسم اور روح سے مرکب ہے اسلام نے دونوں کا خیال رکھا ہے ظاہر ہے کہ جسم کی توانائی کے لئے پاکیزہ خوراک کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اور روح کو معنوی لطافتوں سے آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے دامن کو ان سے معمور کرے اور خباثتوں سے الگ تھلگ رہنے کا حکم صادر فرمایا تاکہ روح پاکیزہ رہے۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا : جو چیزیں فی نفسہ حلال اور پاک ہیں ان سے اپنی بھوک اور پیاس دور کریں حرام سے دور رہیں حرام سے مقصود مردار، اور بہنے والا خون ہے نیز خنزیر کا گوشت ہے جب کہ بعض حلال چیزیں اپنے کسب سے حرام ہو جاتی ہیں جیسے سودی کاروبار یا چوری کے ذریعہ جو مال حاصل کیا گیا ہے یا اس کے حصول میں ناجائز ذرائع کو بروئے کار لایا گیا ہے، ذہن نشین کریں اشیاء کی تحریم اور تحصیل اللہ پاک کی جانب سے ہے ہم اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے ہیں جو شخص حرام کو حلال یا حلال کو حرام ٹھہراتا ہے گویا کہ اس نے خود کو الوہیت کے مقام پر متمکن کر دیا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ : خوراک، لباس، بیویوں وغیرہ میں اللہ کا خوف دامن گیر رہے اپنی جانب سے حلال کو حرام بنانا یا حرام کو حلال ٹھہرانا اللہ پاک کی غیرت کو چیلنج کرنا ہے، اسی طرح حدود الٰہیہ میں زیادتی کرنا بھی اللہ کی ناراضگی مول لینا ہے اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں کہ جس شخص کا مطمح نظر صرف اپنے پیٹ کی شہوت کا خیال رکھنا ہے تو اس شخص کا شمار اسراف کرنے والوں سے ہوگا جبکہ اللہ پاک نے اسراف سے روکا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور حلال چیزیں خوراک میں شامل رہیں لیکن اعتدال کو چھوڑ کر اسراف کی راہ پر چلنے والے لوگ تو چارپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ غلط راہ پر چل رہے ہیں جب کہ وہ خود پر ظلم کر رہے ہیں ایک طبیب کا قول ہے! اکثر لوگ اپنے دانتوں کے ساتھ اپنی قبریں کھودتے ہیں یعنی پیٹ بھر کر کھانے سے موت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں بلکہ اس میدان میں تفریط کی جانب یعنی کم خوراک کھانے والے لوگ نہایت قلیل تعداد میں ہیں ان کے کم خوارک کھانے کا سبب مجبوری ہے کہ وہ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے پاس اسباب نہیں ہیں یا وہ خوراک میں کمی کو اچھا سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ لوگ جو زہد وورع میں اونچے مقام پر فائز ہیں۔

جب کہ رسول اکرم ﷺ کو کھانے کے لئے جو کچھ دستیاب آتا تناول فرماتے کبھی نہایت عمدہ خوراک پرندوں کا گوشت میسر آجاتا اور کبھی جو کی روٹی میسر آتی نمک کے ساتھ تناول فرماتے یا سرکہ استعمال کرتے خوراک کے بارے میں آپ ﷺ کچھ زیادہ اہتمام نہیں فرماتے تھے البتہ مشروبات کے بارے میں آپ ﷺ اہتمام فرماتے، چنانچہ آپ ﷺ کو ٹھنڈا میٹھا مشروب نہایت مرغوب تھا۔(المراغی ج۳ص۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ نے اس آیت مبارکہ کے ساتھ باب کا انعقاد کیا ہے اور اس کے ضمن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کے لئے نکلے تھے ہماری رفاقت میں ہماری عورتیں نہ تھیں ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا! آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرمائیں، آپ ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا لیکن اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت سے بطور متعہ کپڑا وغیرہ دے کر تعلق قائم کر سکتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی جس کی تفسیر ہو رہی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب ۸، صحیح مسلم کتاب النکاح باب ۲، مسند ج اص ۵ ۱۷۔ ج ۲ص ۱۷۲)

لیکن نکاح متعہ کے ممنوع ہونے پر امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں اس عنوان کے ساتھ باب منعقد کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری زندگی میں نکاح متعہ سے منع فرمایا، اب وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ (فتح الباری ج ۹ص ۱۶۶، صحیح مسلم کتاب النکاح باب ۳، صحیح ترمذی کتاب النکاح باب ۲۷، صحیح ابن ماجہ کتاب النکاح باب ۴۴، سنن نسائی کتاب النکاح باب ۷۱)

جب کہ امام ترمذیؒ نے کتاب التفسیر باب ۵ میں اس آیت کے ضمن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول! جب میں گوشت تناول کرتا ہوں تو مجھ میں انتشار آ جاتا ہے اور شہوت مجھے عورت کی جانب دھکیل دیتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت کو حرام کر دیا ہے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو تم پاک چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ یعنی گوشت کو حرام کرنا درست نہیں وہ تو پاکیزہ چیز اور حلال ہے۔

لغو قسم وہ ہے جو بھول کر غلطی سے زبان سے نکل جائے اس پر قصد اور دل کا ارادہ شامل حال نہ ہو تو اس قسم پر مؤاخذہ ہوگا نہ کفارہ لازم آئے گا نہ آخرت میں سزا ہوگی البتہ اس قسم پر مؤاخذہ ہوگا جس میں دل کا عزم شامل حال ہو ہاں! قسم صرف اللہ کے نام اور اس کے اوصاف کے ساتھ اٹھانا جائز ہے جیسے کعبہ کے رب کی قسم، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ ﷺ اکثر و بیشتر ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھاتے تھے، ارشاد نبوی ہے جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہے وہ اللہ کے ساتھ اٹھائے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب النذور باب ۴، مشکوۃ شریف کتاب النذور باب ۱، ترمذی کتاب النذور باب ۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱)

لَاوَمُقَلِّبَ الْقُلُوب: بات اس طرح نہیں ہے اس ذات کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والی ہے، کسی پیغمبر، کعبہ، مسجد دیگر عظمت کے ساتھ موصوف چیزوں کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ کسی ولی، اس کی قبر، خانقاہ وغیرہ کی قسم اٹھائی جائے، ہرگز جائز مزید برآں قسم کو کسی مصلحت کے سبب توڑنا درست ہے لیکن قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب النذور باب ۴، صحیح ترمذی کتاب النذور باب ۱۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الکفارات باب ۱، نسائی کتاب النذور باب ۱)

بخاری شریف میں ہے جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہے تو وہ اللہ کے نام یا اس کے کسی وصف کیساتھ قسم اٹھا سکتا ہے وگرنہ اسے خاموش رہنا چاہیے، یمین غموس وہ قسم ہے جس کے ساتھ کسی کے حق کو غصب کرنا یا خیانت اور دھوکہ دینا مقصود ہو، اس کا کفارہ نہیں ہے بلکہ توبہ کی ضرورت ہے اور حقوق کو ادا کرنا ہے، ارشاد نبوی ہے جو شخص پختہ انداز کیساتھ کسی شخص کا حق غصب کرتا ہوا قسم اٹھاتا ہے جبکہ وہ کذاب ہے تو جب اسکی ملاقات اللہ کے ساتھ ہوگی تو اللہ پاک اس پر ناراض ہوں گے (اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے)

قسم کا کفارہ تین نوعیت کا ہے، دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا جس طرح کا کھانا تم گھروں میں تیار کرتے ہو یا دس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساکین کو لباس دینا ہے ملک آب و ہوا موسم اور وہاں کے عرف کے مطابق درمیانے درجہ کا ہو یا کسی غلام کو آزاد کرنا ہے جو شخص مالی کفارہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو وہ مسلسل تین دن کے روزے رکھے، قسموں کے کفارہ کا ذکر کرنے کے بعد اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم قسم اٹھانے میں احتیاط کرو کسی شدید ضرورت کے پیش نظر قسم اٹھاؤ جب کہ جھوٹی قسم اٹھانا تو کبیرہ گناہ ہے آخر میں تمہیں اللہ کا شکریہ ادا کرنا ہے جس نے تمہارے لئے ان احکام کو واضح کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴿۹۳﴾

ترجمہ: مسلمانو! اس میں کچھ شک نہیں کہ شراب و جوا اور باطل معبودوں کے نشانات اور فال کے تیر پلید شیطان کا کردار ہے پس تم اس سے بچاؤ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اسکے سوا کچھ نہیں شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کو شراب اور قمار کے سبب ڈالے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے، پس کیا تم رکنے والے ہو؟ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور تم پیغمبر کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو پس اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر تو ظاہراً پیغام پہنچانا ہے۔ ان لوگوں پر کچھ گناہ نہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے پھر وہ ڈرتے رہے اور ایمان لائے پھر پرہیزگاری کرتے رہے اور اچھے کام کرتے رہے اور اللہ اچھے کام کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

مفردات کی وضاحت: اَلْخَمْرُ نشہ آور مشروب، اَلْمَيْسِرُ جوا، اَلْاَنْصَابُ ان پتھروں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جہاں وہ لوگ اپنی قربانیوں کو ذبح کیا کرتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان سے تقرب حاصل کرتے تھے اَلْاَزْلَامُ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے تیروں کی شکل میں ہوتے تھے جن کے ساتھ وہ دور جاہلیت میں نیک فال یا بدفالی لیتے تھے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان چیزوں کی حرمت سے منع فرمایا جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرایا اور ان کے تناول کرنے کا حکم دیا جب کہ ان بہتر چیزوں میں شراب اور جوا بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو محرمات میں داخل کیا انہیں حلال اشیاء سے خارج کر دیا۔

شان نزول: ان صحابہ کرام کا تذکرہ ہے جنہوں نے اپنے لئے عورت، نیند اور گوشت کے استعمال کو حرام قرار دے دیا تھا دراصل وہ عیسائی پادریوں اور ان کے علماء کے ساتھ مشابہت کرنا چاہتے تھے تو انہیں اس سے منع کر دیا اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، کہ جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کو میں نے تم پر حرام کیا ہے تم انہیں حلال سمجھو یہ تمہارے لئے درست نہیں جیسا کہ شراب کو تم حلال سمجھ رہے ہو اور جوا بازی میں تم انہماک رکھتے ہو اور تم پتھر سے تراشے ہوئے بتوں کے تقرب کے لئے وہاں جانور ذبح کرتے ہو اور تیروں کے ساتھ تم قسمت آزمائی کرتے ہو یہ سب گناہ کے کام ہیں اللہ لوگوں پر ناراض ہوتا ہے جو ان کاموں میں مشغول ہیں تم اس قسم کے کاموں سے الگ تھلگ رہو تا کہ تمہیں تمہارے پروردگار کے ہاں کامیابی ہو۔ (اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے، ابن جریر ج ۵ ص ۴)

عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ! شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرمائیں تو سورۃ البقرہ کی آیت مبارکہ نازل ہوئی چنانچہ ان کو بلایا گیا اور ان پر اس کی تلاوت کی گئی ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ (البقرۃ: ۲۱۹) پھر انہوں نے پہلے ہی دعائیہ کلمات دہرائے تو اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (النساء: ۴۳) ''تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ'' اس پر بھی وہ خاموش نہ رہے بلکہ دعا کی اے اللہ! شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرمائیں تو اس پر سورۃ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(صحیح ترمذی کتاب التفسیر ج ۳ ص ۴۶، صحیح ابوداؤد کتاب الاشربہ باب ۱، سنن نسائی کتاب الاشربہ باب ۱، مسند احمد ج ۱ ص ۵۳)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں نے استفسار کیا، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شراب پیتے تھے اور جوا بازی کرتے تھے جبکہ وہ فوت ہو چکے ہیں ان کے سوال پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

تشریح: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ﴾ شیطان چاہتا ہے کہ تم شراب اور جوا بازی میں مصروف رہو تا کہ تم میں محبت و آشتی کی بجائے دشمنی اور بغض کی کیفیت ظہور پذیر ہو، شراب اور جوئے کی محفلوں میں تم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہو اور اسلام کے باعث جو تم میں باہم اخوت و محبت قائم ہو چکی ہے وہ ختم ہو جائے اس طرح تمہاری دنیا اور آخرت برباد ہو جائے۔

(المراغی ج ۳ ص ۱۹)

جوا بازی ایسا غلط مشغلہ ہے کہ اس کے سبب جوا کھیلنے والے جواریوں کے درمیان دشمنی کی خلیج بڑھتی ہی چلی جاتی ہے نتیجۃ جوا باز لوگ نہ صرف بیوی اور بچوں کے حقوق سے غافل ہو جاتے ہیں بلکہ والدین کے حقوق کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے ہیں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب کوئی جوا باز شکست سے دوچار ہوتا ہے تو وہ لڑائی جھگڑے پر اتر آتا ہے؟ اور اس قماش کے لوگ نہ صرف نماز وغیرہ سے دور رہتے ہیں بلکہ اپنے مخالف کے گھر کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اسے آگ لگا دیتے ہیں۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ: اس میں حکم ہے کہ تم ان برے کاموں سے رک جاؤ لیکن اسلوب استفہامی ہے جو بلاغت کے لحاظ سے اونچا مقام ہے، گویا کہ کہا گیا ہے کہ تمہیں ان کے نقصانات اور مضرتوں سے واضح طور پر آگاہ کر دیا گیا ہے کیا اب بھی تم باز نہ آؤ گے یا تمہاری حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی گویا کہ تمہیں سمجھایا ہی نہیں گیا ہے؟ (المراغی ج ۳ ص ۲۰)

شرابی شخص کی حد: شراب پینے کی سزا شرابی انسان کی توہین کرنا اس کی سرزنش کرنا اور لوگوں کو اس سے نفرت دلانا ہے لیکن اس کو چالیس یا اسی کوڑے لگانا خلفاء کا اجتہاد ہے چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے لگائے، عبدالرحمٰن بن عوف کے اجتہاد کی موافقت کی تہمت کو حد کے ساتھ تشبیہ دی۔

(صحیح مسلم کتاب الحدود باب ۱۲۵، صحیح ترمذی کتاب الحدود باب ۱۳ صحیح ابوداؤد کتاب الحدود باب ۳۶، ارواء الغلیل ج ۷ ۲۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا : محرمات کی تاکید ہے اور محرمات کو حلال باور کرنے والوں کے لئے زبردست وعید ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دینا مقصود ہے کہ تم محرمات سے رک جاؤ لیکن اگر تم نہ رکے اور اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے رہے تو آخرت میں عذاب الٰہی سے واسطہ پڑے گا ہمارے پیغمبر نے محرمات کی حرمت سے تمہیں آگاہ کر دیا ہے اب نافرمانی کی صورت میں تم عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہ سکو گے۔

چنانچہ بخاری شریف میں انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنے رفقاء کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو نبی ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ شراب کی حرمت کا اعلان کرے آواز سنتے ہی ابوطلحہ نے مجھ سے کہا آپ باہر نکل کر معلوم کریں کہ یہ کیا اعلان ہے؟ چنانچہ میں باہر نکلا میں نے انہیں بتایا کہ ایک شخص شراب کی حرمت کا اعلان کر رہا ہے اس خبر کے سنتے ہی ابوطلحہ نے مجھے شراب کے مٹکے انڈیل دینے کا حکم دیا اور یہ شراب گدری یعنی کچھ کچی پکی کھجور سے بنائی گئی تھی چنانچہ مدینۃ الرسول کی گلیوں میں شراب کا سیلاب امڈ آیا۔

(صحیح بخاری کتاب الاشربہ باب ۳، صحیح ابوداؤد کتاب الاشربہ باب ۱، صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب ۱، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۱)

عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے وضاحت کی کہ شراب کی حرمت کے وقت پانچ چیزوں سے شراب تیار ہوتی تھی انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز مشروب وغیرہ بھی عقل کو ڈھانپ لے وہ شراب ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاشربہ باب ۵، صحیح مسلم کتاب التفسیر باب ۷، صحیح ابوداؤد کتاب الاشربہ ج ۲ ص ۶۹۹، سنن نسائی ج ۲ ص ۳۲۵)

ذہن میں رکھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے انہوں نے شراب کی جو وضاحت سمجھی ہے وہ درست ہے، اب اس وضاحت کے بعد امام ابوحنیفہؒ اور کوفہ کے فقہاء کا مذہب باطل قرار دیا جائے گا جو کہتے ہیں شراب وہ حرام ہے جو انگور کے نچوڑ سے تیار کی جائے دیگر مشروبات پر خمر کا اطلاق نہیں ہو سکتا ان پر نبیذ کا اطلاق ہوگا اگر کسی بھی مشروب کے پینے سے نشہ کی کیفیت ظہور پذیر ہو تو وہ شراب ہے۔ (قرطبی ج۶ ص۲۹۵)

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا : آیت مبارکہ میں تقویٰ کا تذکرہ تین مرتبہ ہوا ہے یہ تکرار لفظاً ہے معنوی لحاظ سے نہیں ہے، چنانچہ تقویٰ سے مقصود شراب کے پینے سے بچاؤ اختیار کرنا ہے، مزید برآں تقویٰ سے مقصود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچاؤ کرنا ہے اس کیساتھ ساتھ تقویٰ سے مقصود اس کے علاوہ دیگر بداعمالیوں سے بھی بچاؤ اختیار کیا جائے اور شرک سے باز رہا جائے بلکہ صغائر گناہوں سے بھی باز رہا جائے۔ (قرطبی ج۶ ص۲۹۶)

شراب کے ساتھ علاج کرنا درست ہے یا نہیں؟: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بلکہ اس کیساتھ ساتھ دیگر ناپاک چیزوں اور زہریلی اشیاء کے بارے میں صحیح رائے جواز کی ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم میں نبی ﷺ نے اضطراری کیفیت میں عرینہ قبیلہ کے لوگوں کو اونٹوں کے پیشاب کے ساتھ علاج کو جائز قرار دیا، ارشاد ربانی ہے ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ (الانعام:۱۱۹) "اللہ نے تمہارے لئے محرمات کو واضح بیان کر دیا ہے البتہ اضطراری حالت میں ضرورت کے مطابق حرام چیز کا استعمال جائز ہے" مثال کے طور پر ایک شخص کے گلے میں لقمہ پھنس گیا قریب ہے کہ اس کا گلا مزید دباؤ میں آ جائے تو اس پر موت طاری ہو جائے گی ایسی حالت میں شراب کے علاوہ کوئی دوسرا مشروب میسر نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کا پلانا جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ شراب زہریلا مشروب ہے اس کے استعمال سے بہت زیادہ بیماریاں جنم لیتی ہیں چنانچہ ہر سال اس کے استعمال کے سبب بے شمار لوگ موت سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۲)

لیکن شراب کو بطور دوا کے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ نے اس کو بیماری کا نام دیا ہے اور اس کے دوا ہونے کی نفی کی ہے (صحیح ترمذی کتاب الطب باب ۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الطب باب ۲۷، صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب ۳)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ: مسلمانو! یقیناً اللہ شکار کے بارے میں تمہاری آزمائش کریگا جہاں تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو معلوم کرے جو غائبانہ اس سے ڈرتے ہیں پس جو شخص اس کے بعد زیادتی کرے گا تو اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔ مسلمانو! تم شکار کو قتل نہ کرو جب تم نے احرام باندھ رکھا ہے اور جس شخص نے تم میں سے شکار کو جان بوجھ کر قتل کیا تو (اس پر) اس کا بدلہ واجب ہے (وہ بدلہ) اس چیز کی طرح ہو جس کو اس نے چارپایوں کی جنس سے قتل کیا ہے تم میں سے دو منصف مزاج لوگ اس کا فیصلہ کریں گے قربانی کعبہ مکرمہ تک پہنچائی جائے یا چند فقیروں کا کھانا یا اس کے برابر روزے رکھنا ہے تاکہ وہ اپنے کردار کا بدلہ چکھے، اللہ نے ان چیزوں کو معاف کر دیا جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو شخص دوبارہ کریگا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اسے تناول کرنا تمہارے اور قافلہ کے فائدے کے لئے حلال ہے اور جب تک تم احرام میں رہو تم پر جنگل کا شکار حرام کر دیا گیا ہے اور تم اللہ سے ڈرو جس کی جانب تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

لغوی تحقیق: وَبَال اس کا مادہ (و ب ل) اس کا مفہوم زیادہ بارش ہے، جو کھانا بوجھل ہو اسے طَعَامٌ وَبِیلٌ کہا جاتا ہے جس چیز سے خوف زدہ ہوا جائے اسے وبال کہا جاتا ہے، وبال کا لفظ بھی قرآن پاک میں مستعمل ہے ارشاد ربانی ہے ﴿ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ﴾ (الحشر: ۱۵) ''وہ اپنے کاموں کا مزہ چکھ چکے''۔ (مفردات امام راغب ج ۲ ص ۹۵۳، المراغی ج ۳ ص ۲۵)

تناسب: امام رازیؒ نے اس سے پہلی آیت کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ بناؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے بعدازاں اس سے شراب اور جوا کو مستثنیٰ قرار دیا اسی طرح پھر حلال جانوروں کے شکار سے روک دیا گیا جبکہ حالت احرام میں انہیں ممنوع قرار دے دیا، دراصل سورۃ المائدہ اکثر طور پر احکام کے مسائل پر مشتمل ہے۔ (المنارج ۷ ص ۱۰۰)

شان نزول: عمرہ حدیبیہ کے سفر میں آیت مبارکہ نازل ہوئی جب کہ کچھ صحابہ کرام نے احرام باندھا ہوا تھا اور کچھ بغیر احرام میں تھے تو جب سفر کے دوران ان کا واسطہ ان جانوروں سے پڑا جن کا شکار کیا جاتا ہے تو اس بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ (قرطبی ج ۶ ص ۱۹۹)

تشریح: اے ایمان والو! بلاشبہ اللہ تمہاری آزمائش کرے گا کہ احرام کی حالت میں کثرت کے ساتھ تمہیں جنگلی شکار کے ساتھ واسطہ پڑے گا تم آسانی کے ساتھ بلا اسباب بھی انہیں اپنی گرفت میں کر سکو گے اور نیزوں وغیرہ کے ساتھ بھی ان کا شکار کر سکو گے یوں معلوم ہوتا ہے ان کی آزمائش اسی طرح کی گی جس طرح کی آزمائش بنی اسرائیل کی ہوئی کہ وہ ہفتہ کے دن شکار نہ کریں۔

تَنَالُهُ اَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ: سے مقصود شکار کی بہتات تھی اور ان کو پکڑنا آسان تھا انڈوں اور چوزوں کو تو ہاتھ ہی سے پکڑا جا سکتا تھا اور بڑے جانوروں کو نیزوں کے ساتھ اپنی گرفت میں لایا جا سکتا تھا پھر آزمائش کا ایک اور سبب بھی ہے کہ شکار کا گوشت نہایت لذیذ اور عمدہ ہوتا ہے اور طویل مسافت میں اس کی ضرورت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، مزید برآں جو چیز مشقت کے بعد حاصل ہوتی ہے اس کو حاصل نہ کرنا تقویٰ کی دلیل نہیں ہے جبکہ جو چیز آسانی کے ساتھ دستیاب ہے اس کو چھوڑنا کمال درجہ کا تقویٰ ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ یوسف علیہ السلام نے خود کو زنا سے محفوظ رکھا جب کہ عزیز مصر کی بیوی نے کواڑ بند کر ڈالے اور مطالبہ کیا، لیکن یوسف علیہ السلام نے برملا جواب دیا ﴿قَالَ مَعَاذَ اللهِ اِنَّهُ رَبِّىٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ﴾ (یوسف:۲۳) "میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ عزیز مصر میرا آقا ہے اس نے مجھے بہتر مقام عطا کیا ہے"

لِيَعْلَمَ اللهُ مَنْ يَّخَافُهُ بِالْغَيْبِ: آزمائش کرنے سے اللہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ کون شخص اللہ کا ڈر رکھتا ہے کہ وہ شکار کو اپنی گرفت میں نہیں کرتا ہے اور گوشت کی لذت سے خود کو روک کر ساگ پات کے ساتھ اپنی بھوک کو دور کرتا ہے۔

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: جو شخص اس اعلان اور وضاحت کے بعد شکار سے کچھ حصہ لے گا تو چونکہ اس نے اللہ پاک کے حکم کی مخالفت کی ہے اس لئے اسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔ (المنارج ۷ ص ۱۰۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ: لفظ اَلصَّيْدُ سے مقصود وہ جانور ہے جس کا شکار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جنگل کے شکار سے روک رہے ہیں جبکہ انہوں نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہے لیکن جو شخص ارادتاً شکار کر لیتا ہے اسے شکار کئے گئے جانور کے مثل شکل اور وضع قطع کے لحاظ سے جانور فدیہ دینا ہوگا، لیکن اگر شکار جانور کا مثل میسر نہ آئے تو اس کی قیمت اس جگہ یا اس کے قریب جگہ کے لحاظ سے ادا کرنا پڑے گی جہاں اس نے شکار کیا ہے، جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہے اس کے لئے شکار کرنا حرام ہے اور اس جانور کا گوشت کھانا بھی حرام ہے البتہ اگر کسی ایسے شخص نے شکار کیا جس کا احرام نہیں تو احرام والا شخص اس جانور کا گوشت استعمال میں لا سکتا ہے اس لئے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے اس نیل گائے کا گوشت تناول کیا جس کا انہیں ہدیہ دیا گیا۔

آیت مبارکہ میں جس شکار سے روکا گیا ہے اس سے مقصود وحشی جانور ہے جب کہ گھریلو جانور کے شکار میں کچھ ممانعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں نہ بدلہ ہے اسی طرح درندہ قسم کے جانور وغیرہ جن کا گوشت تناول نہیں کیا جاتا ہے اسی طرح وہ پانچ فاسق جانور جن کے قتل کی اجازت ہے ان کے قتل میں بھی کوئی جرمانہ نہیں ہے بلکہ ان کے قتل کی اجازت ہے اس سے مقصود کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصید باب ۷، صحیح مسلم کتاب الحج باب ۹، صحیح ترمذی کتاب الحج باب ۲۱، صحیح ابن ماجہ کتاب المناسک باب ۹۱، ارواء الغلیل ج ۴ص ۲۲۲، صحیح ابی داؤد کتاب المناسک باب ۴۰، سنن نسائی ج ۲ص ۳۴۳)

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ : مثل جانور کا فیصلہ ایسے دو انسان کریں گے جن کا شمار معاشرہ میں انصاف کرنے والوں اور عقل وشعور رکھنے والوں میں ہوتا ہے، جرمانے کے جانور کو کعبہ لے جایا جائے اور اسے وہاں ذبح کیا جائے جہاں قربانیاں ذبح کی جاتی ہیں اور اس کا گوشت حرم کے مساکین میں تقسیم کیا جائے۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ : محرم انسان جب ارادتاً شکار کرتا ہے تو وہ شکار کے مماثل جانور کا فدیہ دے یا چھ مساکین کو کھانا کھلائے یا تین دن کے روزے رکھے، ہم نے بدلے یا کفارہ کو اس لئے واجب قرار دیا ہے تا کہ اس نے احرام کی حرمت کو پامال کرنے کا جو گناہ کیا ہے اس کا مالی جرمانہ ادا کرے یا بدن کو تکلیف میں ڈالے روزے رکھے۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ : اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کے لحاظ سے غالب ہے کوئی نافرمان شخص اللہ کو مغلوب نہیں کرسکتا اور جو شخص بھی گناہ کا اصرار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا معلوم ہوا دنیوی سزا کامل جانا آخرت کے عذاب کو روک لے گا جب کہ گناہ کا ارتکاب بار بار نہ ہوا گر بار بار ارتکاب ہوگا تو پھر دنیا اور آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ : سمندر کا شکار اور جو پانی کی سطح پر تیر رہا ہے یا ساحل سمندر پر ہے سب تمہارے لئے حلال ہیں ان لوگوں کی خوراک ہے جو وہاں اقامت پذیر ہیں اور سفر کرنے والوں کا بھی توشہ ہے، البتہ احرام کی حالت میں جنگل کا شکار ممنوع ہے ہاں کسی دوسرے شخص کا کیا ہوا شکار جائز ہے اور تم نے احرام سے پہلے جو شکار کیا ہے وہ بھی جائز ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ : تم اللہ سے ڈرو کہ اس نے تمہیں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرتے رہو اور جن کاموں سے روکا ہے ان سے رکے رہو اس لئے کہ تم سب نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے وہاں تمہیں نافرمانیوں پر سزا دی جائے گی اور فرمانبرداری پر ثواب واکرام حاصل ہوگا۔ (المراغی ج ۳ص ۲۸)

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ، حرمت والے گھر کو لوگوں (کے معاملات) کے انتظام (کا سبب) بنایا ہے نیز حرمت والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہینہ اور قربانی کے جانور اور ان کے گلوں میں جو ہار (ڈالے) ہیں اس میں (اس حقیقت کی وضاحت ہے) کہ تم جان لو کہ اللہ کو ان چیزوں کا علم ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور (تاکہ تم جان لو) کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اللہ کے رسول کے (ذمہ) نہیں ہے مگر (پیغام کو) پہنچانا ہے اور اللہ کو علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ آپ کہیں! ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تجھے ناپاک کی بہتات تعجب میں ڈالے پس اے عقل والو! تم اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔

لغوی تحقیق: اَلْکَعْبَۃُ مادہ (ک ع ب) ہے اس ہڈی کو کہتے ہیں جو پاؤں اور پنڈلی کے جوڑ پر ہوتی ہے مراد ٹخنہ ہے، اَلْکَعْبَۃُ ہر اس مکان کو کہتے ہیں جو ٹخنے کی شکل پر چوکور بنا ہوا ہے اسی سے بیت الحرام کو اَلْکَعْبَۃُ کے نام سے پکارا گیا ہے، اِمْرَأۃٌ کَاعِبٌ ابھرے ہوئے پستانوں والی لڑکی، کَاعِب کی جمع کَوَاعِب ہے۔ (مفردات امام راغب ج ۲ ص ۸۰۳)

تناسب: اس سے پہلی آیت میں اللہ پاک نے احرام باندھنے والے شخص کو شکار سے منع کیا ہے جب کہ اس آیت میں اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ بیت الحرام جس طرح وحشی جانوروں اور پرندوں کے لئے امن کا گہوارہ ہے اسی طرح لوگوں کو بھی خوف ہر اس سے امن عطا کرتا ہے نیز دنیوی اخروی سعادتوں کے حصول کا سبب ہے۔

تشریح: کعبہ مکرمہ جو حرمت والا گھر ہے اس کو اللہ پاک نے ان لوگوں کے لئے تحفظ کا سبب قرار دیا ہے جو اس کے قرب وجوار میں رہائش پذیر ہوتے ہیں نیز ان لوگوں کو بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے جو فریضہ حج ادا کرنے کے لئے اس کی جانب سفر کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ ایسا شہر ہے جس میں نہ دودھ والے جانور ہیں اور نہ وہاں کھیتی باڑی کا اہتمام ہے لیکن وہاں ہر چیز بافراغت دستیاب ہوتی ہے بلکہ اللہ پاک نے کعبہ مکرمہ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں بسا دیا ہے پورے عالم سے لوگ اس کی زیارت کے لئے دور دراز کی مسافت طے کر کے احترام کے جذبہ صادقہ اور محبت واخلاص کے ساتھ زیارت سے مشرف ہونے کیلئے دیوانہ وار آتے ہیں، دراصل ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ اس مبارک شہر میں ہر قسم کی نعمتوں کی فراوانی ہوتی ہے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں:-

﴿رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ﴾ (ابراہیم: ۳۷) ”اے ہمارے پروردگار! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایسی وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر دیا ہے جو کھیتی باڑی والی نہیں ہے، اے ہمارے پروردگار! پس لوگوں کے دلوں کو کر دیجئے تاکہ یہ لوگ نماز ادا کریں اور وہ ان کی جانب رغبت کریں اور ان کو پھلوں سے روزی عطا کر تاکہ یہ لوگ شکر ادا کریں“

کعبہ مکرمہ دینی امور کے لحاظ سے عظیم مرکز ہے کہ اس کے ساتھ مناسک حج کی وابستگی ہے اور تقرب الٰہی کے حصول کے لئے ہر لمحہ وہاں اسلام کے شیدائیوں کا جمگھٹا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں حاضری دینے والوں کے لئے جہاں درجات بلند ہوتے ہیں وہاں ان کے گناہ ڈھل جاتے ہیں بلکہ ان کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے، چنانچہ کعبہ کے زیر سایہ جو لوگ زندگی گزارتے ہیں ان کا شمار اللہ کے خاص بندوں میں ہوتا ہے قیامت تک ان کی سیادت اور عظمت کے باعث ان کے درجات بلند ہوتے رہیں گے وہاں رہتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ان کا مال محفوظ رہے گا بلکہ ان کی زندگی کو بھی کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا، کیا یہ حقیقت نہیں؟ تاریخ گواہ ہے کہ اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب ایک دوسرے کے مال اور جان پر حملہ کرنے میں زبردست دلیر تھے اور وہ خون گرانے اور مال لوٹنے کو اپنا محبوب مشغلہ سمجھتے تھے، البتہ حرم پاک میں اگر کوئی شخص اپنے باپ یا بیٹے کے قاتل کو دیکھ لیتا تو اس پر کچھ تعرض نہیں کرتا تھا اگرچہ اس نے کتنا بڑا جرم کیوں نہ کیا ہوتا، ارشاد باری ہے:﴿اَوَلَم يرَوا اَنَّا جَعَلنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِن حَولِهِم ط اَفَبِالبَاطِلِ يُؤمِنُونَ وَبِنِعمَةِ اللّٰهِ يَكفُرُونَ﴾ (العنکبوت: ۶۷) ''کیا انہوں نے دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے اور ان کے ارد گرد سے لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے کہ وہ اس پر یقین رکھتے ہیں جس کا اصل نہیں ہے اور وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں''

اور اسی طرح حرمت والے مہینہ کو لوگوں کے تحفظ کا سبب بنایا گیا ہے ظاہر ہے کہ عرب میں لوگ ایک دوسرے کے قتل سے گریز نہیں کرتے تھے، قتل کرنا تو ان کا پیشہ تھا اور سال بھر میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھتے تھے جب حرمت والے مہینے آتے ہیں تو خوف وہراس ختم ہوجاتا ہے اور سفر کے لئے نکلتے ہیں، تجارت کرتے ہیں اس لئے کہ حرمت والے مہینوں میں نہ صرف یہ کہ ان کے مال کو ہر قسم کا تحفظ حاصل رہتا ہے بلکہ ان کی جان کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہوتا وہ امن اطمینان کیساتھ سفر پر نکل پڑتے ہیں اس عرصہ میں وہ سال بھر کی خوراک اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل فراہم کرتے ہیں اگر حرمت والے مہینے نہ ہوتے تو ان کی زندگی اجیرن ہوجاتی اور لمحہ بھر بھی انہیں سکون میسر نہ ہوتا، نیز وہ قربانی کے جانور جنہیں بیت اللہ کی جانب لے جایا جاتا ہے وہاں منیٰ کی وادی میں انہیں ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے گوشت کو فقراء مساکین میں بانٹ دیا جاتا ہے اس سے فقراً کی معیشت کو خاصا سہارا حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ پاک نے قربانیوں کے گلوں میں جو ہار پہنائے جاتے ہیں اور حرمت والے مہینوں میں انہیں بیت اللہ کی جانب ہانکا جاتا ہے بلکہ احرام باندھنے والے لوگ حرم کے درختوں سے چھلکا لے کر اپنی گردنوں میں بطور علامت ہار لٹکاتے ہیں تو اس کیفیت والے شخص پر کوئی شخص اس کے سفر میں مزاحم نہ ہوتا، ظاہر ہے کہ سبب صرف یہ ہے کہ ان کے دلوں میں بیت اللہ کی تعظیم کا داعیہ نہایت مضبوط ہے وہ ہرگز اس کی عظمت کے خلاف کوئی بھی کام نہ خود کرتے تھے اور نہ کسی کو کرنے دیتے تھے جس کا نتیجہ تھا کہ جو شخص بھی بیت اللہ کی زیارت کے لئے سفر کرتا وہ ہر قسم کی پریشانیوں اور خوف وہراس سے محفوظ رہتا۔

ذٰلِكَ لِتَعلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَعلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الاَرضِ : اللہ پاک نے جس نفیس تدبیر کا اہتمام فرمایا ہے اس سے اس حقیقت تک پہنچنا مشکل نہیں کہ اللہ پاک کو عالم علوی اور سفلی کا خوب علم ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اس کے علم سے ہرگز کوئی چیز مخفی نہیں ہے، جبکہ اس حقیقت سے کون آشنا نہیں ہے کہ زمانہ ماضی میں بلکہ ہر دور میں تمام لوگ کسی ملک میں بھی اس طرح کا نظام قائم کرنے سے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا ملک قتل وقتال اور جنگ وجدال سے محفوظ ہو۔

اِعلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ العِقَابِ : قبل ازیں اللہ پاک نے ہمیں آگاہ فرمایا کہ بیت اللہ کو اس نے زبردست عظمت سے نوازا ہے جس کا واضح بیان گزر چکا ہے اس کے بعد اللہ پاک نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ اللہ پاک کو ہر چیز کا علم ہے اللہ پاک نے انسانوں کو ہرگز بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا انہیں اشرف المخلوقات کا منصب تفویض فرمایا لیکن اللہ کی حکمت اور اس کے عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان لوگوں کے برابر مقام عطا نہیں فرمائے گا جن کا اللہ کی ذات پر ایمان ہے اور جو اعمال صالحہ کرتے ہیں یعنی پاک اور ناپاک دونوں برابر نہیں ہیں نیکوکار اور بدکار ایک کیمپ میں اکٹھے نہیں ہوسکتے بلکہ اللہ کے عدل وانصاف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصف کا اقتضاء ہے کہ بدلہ صحیح دیا جائے تو ان آیات میں ترغیب وترہیب دونوں پہلو موجود ہیں اعمال صالحہ کرنے والوں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے جب کہ برے اعمال کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے وعید وسرزنش سے آگاہ کیا گیا ہے۔

ذہن نشین کریں کہ تمہارا پروردگار جس پر تمہارے پوشیدہ اور ظاہری اعمال مخفی نہیں ہیں وہ سبھی اعمال کو شمار کر رہا ہے ان لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا جن کی زندگی شرک کے کاموں میں گزری اور اللہ کی نافرمانی سے اور فسق وفجور سے باز نہ آئے جبکہ جو لوگ اللہ کی اطاعت میں محو ناؤ نوش رہے لیکن انسان ہونے کے لحاظ سے ان سے گناہ سرزد ہوئے تو اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ گناہوں کا کچھ اثر باقی نہیں رہے گا، خیال کریں آیت مبارکہ میں (عقاب) یعنی سزا کو مغفرت اور رحمت پر مقدم کیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ سزا کا مغفرت اور رحمت کے ساتھ خاتمہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ اللہ کی رحمت اس کی ناراضگی پر غالب ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ میری رحمت میری ناراضگی پر غالب ہے۔

(صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۵، صحیح مسلم کتاب التوبہ باب ۴، صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۵۵)

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ : اس وضاحت کے بعد کہ جزا سزا اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کو ہر چیز کا علم ہے اس کے بعد اللہ کے پیغمبر ﷺ کی ذمہ داری کو بیان کیا کہ ہمارے پیغمبر جس کو ہم نے تمہاری جانب بھیجا صرف میرے احکام کو پہنچانا ہے اچھے کاموں پر اچھا بدلہ اور برے کاموں پر سزا دینا ہمارا کام ہے ہم پر اطاعت کرنے والے کی اطاعت اور نافرمان کی نافرمانی پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ ہم سے ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے یہاں تک کہ دلوں میں جو باتیں پوشیدہ ہیں ان کا بھی علم ہے، اس لحاظ سے تمہارے لئے ضروری ہے تم مجھ سے ہی ڈرو اور میرے احکام کی نافرمانی نہ کرو، لیکن اللہ کے پیغمبر کی شفاعت سے مقصود ان کی دعا ہے جس کو اللہ پاک قبول فرمائیں گے اور وہ بھی اللہ کی اجازت سے ہے آپ ﷺ کی سفارش بھی اللہ کے علم کے مطابق ہے بلکہ اللہ پاک تمہارے ظاہر اور پوشیدہ اعمال کا علم رکھتا ہے اس لئے اللہ کا خوف ہر لحہ دل ودماغ پر طاری رہنا چاہیے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِی الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ : یہ حقیقت نکھر کر سامنے آ گئی ہے کہ جزا سزا کا دار و مدار اعمال پر ہے، اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! آپ اپنی امت کو مخاطب کر کے انہیں اس وضاحت سے ہم کنار کریں کہ جس طرح ردی اور عمدہ چیز برابر نہیں اسی طرح مال اور اعمال کا معاملہ ہے حلال مال اور حرام مال برابر نہیں، منفعت بخش چیز اور مضرت رساں برابر نہیں حرام، حلال برابر نہیں، ظالم عادل برابر نہیں۔

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ : اے وہ شخص جو سن رہا ہے اگر چہ تجھے خبیث انسانوں کی بہتات یا حرام مال کی بہتات بھلی لگتی ہے کہ حرام مال کے سبب فراخی آ جاتی اور تنگی ختم ہو جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ دونوں اپنے لحاظ سے برابر نہیں نہ اللہ پاک کے ہاں برابر ہیں اگر چہ ناجائز دولت وغیرہ کی کثرت تجھے کتنی ہی بھلی کیوں نہ لگتی ہو اس طرح اصل حقیقت کے ادراک سے آپ بہت دور ہو جائیں گے، ذہن نشین کریں کہ حلال مال اگر چہ تھوڑا ہو اس حرام مال سے کہیں بہتر ہے جو بہت زیادہ ہے انجام کار دنیا وآخرت میں حلال مال کا بہتر ہے، غور کریں عمدہ تھوڑی غذا اس غذا سے کہیں بہتر ہے جو زیادہ ہے لیکن نقصان دہ ہے جب کہ اس میں فائدہ بھی نہیں ہے۔

اسی طرح لوگوں کا یہ حال ہے کہ کم تعداد میں اچھے لوگ ان لوگوں سے بہتر ہیں جو تعداد میں زیادہ ہیں اور خبیث النفس ہیں جیسا کہ بہادر ایمان داروں کا قلیل تعداد میں گروہ ان لوگوں پر غلبہ حاصل کرے گا جو تعداد میں زیادہ ہیں لیکن بزدل ہیں جیسا کہ فہم وبصیرت کے ساتھ موصوف کم تعداد میں لوگ جو ایسے عمدہ کام سرانجام دیتے ہیں جن کو کثیر تعداد میں بے وقوف احمق لوگ سرانجام دینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عجز و درماندگی کا اعتراف کرتے ہیں، پس اعتبار بہترین اوصاف سے موصوف لوگوں کا ہے تعداد کا زیادہ ہونا اس وقت بہتر ہوگا جب کہ اوصاف و عادات میں دونوں مساوی ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: عقلمند لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ تم اللہ کا ڈر ملحوظ خاطر رکھو احتیاط رکھنا کہیں تم پر شیطان کا تسلط نہ ہو جائے تم ناجائز دولت کی کثرت کے بل بوتے پر دھوکے میں نہ آ جانا اللہ کا ڈر، خوف تمہیں عمدہ قسم کے لوگوں میں داخل کرے گا اور تقویٰ کے سبب تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو معاشرہ میں پرستش کے لائق سمجھے جاتے ہیں نیز خشیت الٰہیہ ایسا زیور ہے اس کے ہوتے ہوئے امید کی جاسکتی ہے کہ تم دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے ہم کنار ہوسکو گے، اس آیت مبارکہ میں عقل والوں کو بالخصوص مخاطب کیا ہے اس لئے کہ ان میں نہ صرف یہ کہ وہ سمجھدار صاحب بصیرت ہوتے ہیں، معاملات کا انجام ان کی نظروں میں ہوتا ہے، جب کہ غفلت میں سرمست لوگوں پر کسی واعظ کا وعظ اثر انداز نہیں ہوتا ہے وہ زندگی میں مشاہدات اور مسموعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! تم ایسی چیزوں کے بارے میں دریافت نہ کرو اگر (ان کی حقیقت) تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائے تو وہ تمہیں غمگین کر دیں اور اگر ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو جب قرآن پاک نازل ہو رہا ہے تو (اس کی حقیقت) کو تم پر ظاہر کر دیا جائے گا اللہ نے سوالات کرنے کو معاف کر دیا ہے اور اللہ معاف کرنے والا بردبار ہے۔ ان جیسے سوالات تم سے پہلے لوگوں نے بھی کئے پھر انہوں نے ان کا انکار کیا۔

تناسب: اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کا کام صرف احکام الٰہیہ کو عوام الناس تک پہنچانا ہے، تو خبردار کیا کہ لوگو! اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جن احکام کو تمہاری جانب پہنچایا ہے ان کے مطابق زندگی بسر کرو اور جن احکام کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا تم نے ان کے بارے میں سوال نہیں اٹھانا ہے اور نہ بحث و تمحیص میں خود کو الجھانا ہے لیکن اگر تم بحث و تمحیص میں الجھ گئے حالانکہ یہ تمہاری ذمہ داری نہ تھی تو اس بے کار بحث و تمحیص کے باعث ایسی تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا جن کا اٹھانا تمہارے لئے دشوار ہوگا اور جو شخص ان احکام کی مخالفت کریگا وہ دنیا میں ہی سزا کا مستحق ہوگا مناسب یہی ہے کہ سوالات کا سلسلہ روک دیا جائے تا کہ دشواریوں سے بچاؤ رہے۔

(المنار ج ۷ ص ۱۲۵)

شان نزول: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار خطبہ فرمایا میں نے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا خطبہ کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ان چیزوں کا علم ہو جائے جن کا مجھے علم ہے تو تمہاری مسکراہٹوں میں کمی آ جائے اور تم کثرت کے ساتھ رونے لگ جاؤ گے، چنانچہ (ان کلمات کے سنتے ہی) صحابہ کرام نے اپنے چہروں کو کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور با آواز بلند رونا شروع کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا اس دوران ایک صحابی نے دریافت کیا، میرا والد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا والد فلاں شخص ہے اس واقعہ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ تم خود کو سوالات سے بچاؤ اگر تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کردیا گیا تو اس سے تمہیں غم لاحق ہوگا۔
(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۲، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۷، صحیح مسلم کتاب الاستسقاء باب ۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۱۹)

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے بعض باتیں بطور استہزاً کے دریافت کرتے تھے چنانچہ ایک شخص نے دریافت کیا میرا باپ کون ہے؟ ایک شخص نے دریافت کیا جس کی اونٹنی گم ہوگئی تھی، میری اونٹنی کہاں ہے مجھے بتائیں؟ اس واقعہ پر آیت مبارکہ نازل ہوئی، علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت مبارکہ کے شان نزول کے بارے میں ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث نقل کی ہیں۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۸۰، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۹)

تشریح: اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے ادب سکھلایا ہے کہ اللہ کے پیغمبر سے بے فائدہ سوالات نہ کرو اور معاملات کی تفتیش کے بارے میں دریافت نہ کرو اس لئے کہ اگر انکی حقیقت کو تمہارے سامنے واضح کردیا گیا تو تمہارے لئے ان باتوں کا سننا خاصا مشکل ہوگا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا : اس آیت مبارکہ میں منع کرنے سے مقصود یہ تھا کہ کہیں تمہارے سوال کرنے سے کوئی حلال چیز حرام نہ ہوجائے یا سوالات میں باریکیوں سے خود کو بچاؤ، نیز ایسے مخفی امور کے بارے میں سوال نہ کرو کہ جب تمہیں اس کے بارے میں بتایا جائے تو تم غمگین ہوجاؤ، ہاں اگر کسی حکم میں اجمال ہے تو اس کی وضاحت کے لئے دریافت کیا جاسکتا ہے جیسا کہ شراب کی حرمت کے مسئلہ کے بارے میں بحث گزر چکی ہے، جن باتوں کے بارے میں سوالات کئے جاچکے ہیں اللہ پاک نے انہیں معاف کردیا ہے نیز اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہیں اور جن کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہیں اور جن سے اللہ خاموش رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے بارے میں باز پرس نہ ہوگی۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ : اللہ پاک نے خبردار کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے تم سے پہلے سوالات کئے جب کہ ان کے سوالات کے سبب بعض احکام کو فرض قرار دیا گیا تو انہوں نے ان کا انکار برملا کیا، یہ حکم اللہ کی جانب سے نہیں ہے، جیسے صالح علیہ السلام کی قوم نے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے دسترخوان (مائدہ) کا مطالبہ کیا جو آسمان سے اتر رہا ہو، تو امت محمدیہ کو اس قسم کے سوالات سے روک دیا۔ (قرطبی ج ۴ ص ۲۲)

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ: اللہ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلۃ اور حامہ نہیں بنایا ہے لیکن کافر اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور ان کی اکثریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل سے خالی ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز کی طرف آؤ جس کو اللہ نے اتارا ہے اور پیغمبر کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں ہمیں ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اگر چہ ان کے باپ دادا کچھ نہیں جانتے تھے اور کچھ راہ نہیں پاتے تھے۔ اے مسلمانو! تم اپنی حفاظت کرو تمہیں وہ شخص نقصان نہیں پہنچا سکتا جو گمراہ ہے جب کہ تم ہدایت والے ہو اللہ کی جانب تم سب کا لوٹنا ہے پس وہ تمہیں بتائے گا جو تم عمل کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: بَحِیرَۃٌ مادہ (ب ح ر) ہے اس کی جمع بِحارٌ ہے، جہاں بہت سا پانی جمع ہو، تری خشکی کی ضد سمندر اور دریا پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، فُلَانٌ بَحرٌ فلاں شخص علم وفضل کی پنہایاں لئے ہوئے ہے، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بحر کہا گیا ہے، یعنی علم کا سمندر ہے، تَبَحُّرٌ علم یا مال ودولت کی کثرت اور فراوانی، بَحِیرَۃ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے جنے، عرب اس طرح کی اونٹنی کے کان چیر کر کھلا چھوڑ دیتے تھے اس پر سوار ہوتے تھے اور نہ اس پر بوجھ لادتے تھے کیونکہ اس کو مقدس جانتے تھے۔ (لسان القرآن ص ۱۵۳)

وَلَا سَائِبَۃٍ: مادہ (س ی ب) ہے اس کا معنی کان چیرنا ہے جبکہ سائبہ دور جاہلیت میں اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا وہ جہاں چاہتی چارہ کھاتی نہ اس پر سواری کی جاتی نہ اس پر بوجھ رکھا جاتا اور نہ اس کے بالوں کو تراشا جاتا اس کا دودھ صرف مہمانوں کو پیش کیا جاتا تھا۔

وَلَا وَصِیلَۃٍ: مادہ (و ص ل) ہے جس کا معنی ملانا ہے اَوصَلَ پہنچانا، دور جاہلیت میں اس بکری پر اس کا اطلاق ہوتا تھا جو مادہ، نر دونوں کو جنم دیتی ہے ایسی حالت میں کہا جاتا کہ اس نے اپنے ساتھ اپنے بھائی کو ملایا ہے تو (نر) کو اپنے بتوں کے نام ذبح نہیں کرتے تھے جبکہ اگر نر بچے کو پیدا کرتی تو اسے بتوں کے نام کر دیا جاتا اگر مادہ کو پیدا کرتی تو وہ ان کے لئے ہوتا تھا۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۵)

وَلَا حَامٍ: دور جاہلیت میں عربوں نے بعض ایسی رسوم وعادات کو اختیار کر رکھا تھا جس میں نہ صرف معقولیت کا حد درجہ فقدان تھا بلکہ ان سے شرک کے دواعی کو بھی تقویت پہنچتی تھی ان میں سے ان کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ وہ اونٹ جو دس اونٹنیوں کو حاملہ کرے آپ سے آپ تقدیس کا حامل ہو جاتا ہے لہٰذا اسے اسی طرح کھلا چھوڑ دینا چاہیے کہ نہ تو اس سے سواری کا کام لینا چاہیے اور نہ بار برداری کا۔
(لسان القرآن ص ۵۲۸)

تناسب: اس سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے منع فرمایا کہ جن چیزوں کو میں نے حلال کیا ہے تمہارے لئے درست نہیں کہ تم انہیں حرام کہو نیز تم ایسی چیز کو جائز نہ سمجھو جس کو اللہ پاک نے ناجائز قرار دیا ہے اس مناسبت سے اللہ پاک نے دور جاہلیت کی گمراہی کو واضح کیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر بھی بعض چیزوں کو اپنے لئے حرام قرار دیتے تھے اور جن کاموں کو اللہ نے جائز قرار نہیں دیا ہے اس کو جائز قرار دیتے تھے اور ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے۔

تشریح: ﴿وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ اللہ پاک نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو مشروع قرار نہیں دیا ہے نہ حکم دیا ہے نہ اس کو دین قرار دیا ہے یہ تو دور جاہلیت کا انداز ہے کفار اللہ پاک پر افترا باندھ رہے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فلاں فلاں کام کا حکم دیا ہے یہ لوگ تو اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں، چنانچہ پہلا وہ شخص جس نے دین ابراہیمی کو تبدیل کیا اور چند جانوروں کو مقدس قرار دیا اس کا نام عمرو بن لحی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کیا کہ مجھ پر دوزخ پیش کی گئی میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ میں اپنی انتڑیوں کو کھینچ رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں توڑ پھوڑ کی کیفیت ہے۔
(فتح الباری ج ۸ ص ۲۸۵ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۳، صحیح مسلم کتاب الکسوف باب ۱۔۳، نسائی کتاب الکسوف باب ۱۱)

وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ : جب کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے خود اپنی جانب سے اپنے لئے کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ انداز کفر کا ہے ہر دور میں بدعتی لوگوں کا یہی حال رہا ہے کہ وہ عقیدت کے پیش نظر بعض خرافات کو دین قرار دیتے ہیں اور بعض غیر مشروع وظائف کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں جب کہ عبادات اور کسی کام کی حرمت صرف نص صریح کے ساتھ ہوتی ہے لیکن رائے، قیاس کے ساتھ اضافہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ : اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ان احکام کی اتباع کرو جن کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں نازل کیا ہے جبکہ احکام کی تائید دلائل و براہین سے کی گئی ہے اور جن کی وضاحت احادیث صحیحہ سے ہے آپ ﷺ نے اس محکم انداز کیساتھ انکو امت تک پہنچایا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں ہمیں وہ عقائد اور احکام ہی کافی ہیں جن پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ : کیا ان کی یہ بات کفایت کرتی ہے جبکہ ان کے آباؤ اجداد شریعت الٰہیہ کا علم ہی نہیں رکھتے تھے اور دینی، دنیوی مصالح سے آشنا ہی نہ تھے بلکہ وہ تو امی تھے جہالت میں غرقاب تھے بت پرستی اور خرافات میں منہمک تھے بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ان کا آپس میں لڑائی جھگڑا انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا باوجود اس حقیقت کے کہ ان میں ہوش مندی، عزیمت، فہم و شعور، سمجھ بوجھ، آزادی رائے جیسے فضائل موجود تھے اسکے باوجود وہ یتیموں پر ظلم کرتے عورتوں کی عصمتوں کو پامال کرتے جبکہ ان کی بعض خصوصیات اس لائق تھیں کہ انہیں مقام سیادت پر بٹھایا جائے اگر وہ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید پر جامد نہ ہوتے۔

خیال رہے یہ آیت اور سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۶۸ میں مشابہت موجود ہے دونوں آیات میں تقلید کو باطل قرار دیا گیا ہے جب کہ اکثر لوگ آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہوئے قرآن پاک کے واضح دلائل اور سنت نبوی کے روشن حقائق سے روگردانی کرتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی آغوش میں پناہ لینے کے باوجود بوجہ تقلید کے جاہلیت کے دور سے جب وہ پتھروں کی پرستش کرتے تھے سے بھی زیادہ برے ہیں۔ (المنارج ۷ ص ۲۰۵)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ : قبل ازیں اللہ پاک نے تقلید کو باطل قرار دیا ہے تقلید کی مختصر تعریف یہ ہے کہ ایک شخص دینی مسائل کے سمجھنے میں بلا دلیل دوسرے انسان کی پیروی کرتا ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے زوردار انداز میں ایمان داروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کا اہتمام کرتے ہوئے علم صحیح اور عمل صالح کی جستجو کریں اسی کا نام رشد و ہدایت ہے اللہ پاک نے واضح کیا ہے کہ جب لوگ اپنی اصلاح کرلیں گے اور اللہ پاک کی ہدایت کی روشنی میں عملی زندگی گزاریں گے تو انہیں اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچے گا اگر کوئی شخص اسلام کی واضح شاہراہ کو چھوڑ کر جہالت اور تقلید کا راستہ اختیار کرتا ہے اور عمل صالح کی بجائے فسق و فجور پر اتر آتا ہے اور زمین پر فساد انگیزی کرتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”اے ایمان والو! تم اپنی اصلاح کرو اور تزکیہ نفس کیلئے محنت کرو اگر تم صراط مستقیم پر چل رہے ہو تو تمہیں کسی دوسرے شخص کا صراط مستقیم سے بھٹک جانا نقصان نہیں پہنچائے گا“ اس لئے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن ہدایت کے اصولوں میں یہ حقیقت مخفی ہے کہ تم لوگوں کو اللہ کی توحید کی جانب دعوت دیتے رہو امر بالمعروف، نهي عن المنكر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا فریضہ ادا کرتے رہو حق کو نہ چھپاؤ جب کہ تم سے پہلے لوگوں نے حق کو چھپایا تو اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کی زبان کی وساطت سے ان پر لعنت کی۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ : ایک اللہ پاک کی جانب تمہارا اور ان لوگوں کا جانا ہے جو گمراہ ہو گئے جب کہ تم راہ ہدایت پر گامزن رہے تو محاسبہ کے بعد اللہ پاک تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں اطلاع دے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے رہو' اے ایمان والو! تم اپنا خیال کرو جب تم ہدایت یافتہ ہو گئے تو تمہیں وہ لوگ کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے جو صراط مستقیم سے ہٹ گئے'' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اس کو ظلم سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ پاک ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۹ صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲، مشکوۃ صحیح کتاب الآداب باب ۲۲)

معلوم ہوا ایمان دار شخص صرف اپنی اصلاح کر کے ہدایت یافتہ نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کی اصلاح نہیں کرتا امر بالمعروف نهى عن المنكر کا فریضہ سر انجام نہیں دیتا اگر چہ لوگ اثر قبول نہ کریں، واللہ اعلم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: مسلمانو! تمہارے درمیان گواہی کا نصاب وصیت کے وقت جب تم میں سے کسی پر موت (کا وقت) آن پہنچے دو آدمی ہیں جو عدالت کے ساتھ موصوف ہوں یا تمہارے علاوہ سے دوسرے دو شخص اگر تم زمین میں سفر پر ہو تو تم پر موت کی مصیبت آن پہنچے اگر تم شک رکھتے ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد روک رکھو وہ دونوں اللہ کی قسم اٹھائیں کہ ہم نے قسم کے بدلے میں (دنیا کا) سامان خرید نہیں کیا ہے اگر چہ وہ شخص (جس کے فائدہ کے لئے ہم گواہی دے رہے ہیں) قرابت دار کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی گواہی کو چھپا نہیں رہے ہیں بے شک ہم اس وقت گناہ گاروں سے ہوں گے۔ پس اگر اس پر اطلاع حاصل ہو جائے کہ دونوں گواہ گناہ کے مستحق ہو گئے ہیں پھر دو اور شخص قرابت داران کی جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ان لوگوں سے جنہوں نے مال پر اپنا حق جتایا ہے دونوں میں سے ہر ایک نے ان پر جھوٹ کہتے ہوئے وہ دونوں اللہ کی قسم اٹھائیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی بے شک ہم اس وقت ظالموں سے ہوں گے۔ یہ انداز زیادہ مناسب ہے کہ وہ گواہی کو گواہی کے انداز کے مطابق دیں یا وہ خوف زدہ ہو جائیں کہ ان کی قسم کو ان کی قسم کے بعد رد کر دیا جائے گا اور اللہ سے ڈرو اور (اس کے حکم کو) سنو اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا ہے۔

لغوی تحقیق: عُثِرَ، عِثَارٌ پھسل جانا، گر پڑنا، عَثَرَ عَلٰی کَذَا کسی بات پر بغیر قصد کے مطلع ہو جانا، وَاَعْثَرَہٗ عَلٰی کَذَا، اس نے فلاں کو اس چیز سے باخبر کر دیا یعنی لوگوں کے قصد کے بغیر ہی ہم نے ان کے حال پر مطلع کر دیا۔ (مفردات امام راغب ج ۲ ص ۵۹۴)

تناسب: اس سے پہلے اللہ پاک نے بتایا ہے کہ موت کے بعد اللہ ہی کی جانب لوٹنا ہے اور قیامت کے دن محاسبہ اور جزا سزا ضروری ہے اس کے بعد اللہ نے ہمیں موت سے پہلے وصیت کے بارے میں آگاہ کیا کہ وصیت پر گواہی ضروری ہے تاکہ مستحقین محروم نہ رہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۹)

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو سہم قبیلہ سے ایک شخص، تمیم داری اور عدی بن بداح کی رفاقت میں سفر پر نکلے کہ اچانک سہم قبیلہ کا شخص ایسے علاقہ میں فوت ہو گیا جہاں کوئی مسلمان شخص نہ تھا جب اس کے دونوں ساتھی اس کا چھوڑا ہوا مال لائے تو سہمی شخص کے ورثاء نے سامان سے چاندی کے ایک پیالے کو نہ پایا جس کو سونے کی تاروں سے مرصع کیا گیا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے کہا کہ وہ قسم اٹھائیں (ان کے قسم اٹھانے کے بعد) چاندی سے بنا ہوا پیالہ مکہ مکرمہ میں دیکھا گیا جن کے ہاں پیالہ دیکھا گیا تھا ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس پیالہ کو تمیم اور عدی نامی دو انسانوں سے خریدا ہے اس پر سہمی شخص کے وارثوں میں سے دو شخص قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے کہ یہ ہمارے سہمی بھائی کا ہی پیالہ ہے جب کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے درست ہے ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔
(صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ۳۵، صحیح ابوداؤد کتاب الاقضیہ باب ۱۹، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۲)

غور فرمائیں تمیم داری اسلام لانے کے بعد کہا کرتے تھے اللہ پاک اور اس کے پیغمبر دونوں سچے ہیں میں نے پیالہ اٹھایا تھا بعد ازاں اس نے برملا کہا، اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ پاک آپ کو تمام زمین والوں پر غلبہ عطا فرمائے گا آپ مجھے بیت لحم شہر کی عیون بستی کے عطیہ سے نوازیں جو عیسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے حق میں تحریر فرمائی جب عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں شام کے ملک میں آئے تو تمیم داری ان کے پاس رسول اکرم ﷺ کا مکتوب لے کر حاضر ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کرتے ہوئے کہا، ہاں! میں بھی وہاں موجود تھا چنانچہ عطیہ ان کے سپرد کر دیا۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۳)

تشریح: ان تینوں آیات میں اللہ پاک نے اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں، اے ایمان والو! جب تم میں سے کوئی شخص موت سے ہم کنار ہو رہا ہو تو اس کی وصیت پر دو صاحب عدالت افراد کو گواہ بنایا جائے جو ایماندار ہوں یا ایمان داروں کے علاوہ سے ہوں جب تم سفر پر نکلے ہوئے ہو اور سفر میں موت کے وقت صرف کافر شخص موجود ہو اگر تمہیں ان کی گواہی میں شک لاحق ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان دونوں کو عصر کی نماز کے بعد مسجد میں ٹھہراؤ تا کہ وہ قسم اٹھائیں وہ قسم اٹھاتے ہوئے کہیں، اللہ کی قسم! ہم قسم اٹھا کر کچھ دنیا کا معمولی سامان حاصل نہیں کر رہے ہیں اگر چہ جس کے خلاف قسم اٹھائی گئی ہو یا گواہی دی گئی ہو وہ قرابت دار کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی جانب سے جو گواہی دے رہے ہیں اس میں اصل حقیقت کو چھپا نہیں رہے ہیں اگر ہم چھپائیں گے تو ہم گناہ کا کام کریں گے لیکن اگر اس حقیقت پر اطلاع مل جائے کہ جو وصیت کے وقت موجود تھے انہوں نے جھوٹی قسم اٹھائی ہے یا خیانت کا ارتکاب کیا ہے تو پھر ان کے علاوہ دو شخص ان کی جگہ پر کھڑے ہوں جو فوت شدہ شخص کے زیادہ قریب تھے وہ اللہ کی قسم اٹھائیں ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ صحیح ہے اور ہم نے ان پر تہمت لگا کر زیادتی نہیں کی ہے اگر ہم نے ایسا کیا ہے تو ہم ظالم ہیں جب وہ دونوں اس انداز سے قسم اٹھائیں گے تو قسم کے سبب مال کے مستحق ہوں گے اور اسے فوت شدہ شخص کے وارثوں کی جانب سپرد کر دیا جائے گا جس کی موت کے وقت وصیت کو گواہوں نے چھپایا تھا اور انکار کیا تھا۔

ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا : زیادہ مناسب ہے کہ گواہی عدل وانصاف کے ساتھ ادا ہوگی اس میں زیادتی نہ ہوگی۔

اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ : یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ انہیں خطرہ لاحق ہوگا کہ کہیں ان کی قسم کو رد نہ کر دیا جائے تو وہ شرمندگی کے سبب جھوٹ نہ بولیں گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ : ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اس کی فرمانبرداری سے بغاوت نہ کرو اور جن کاموں کا حکم دیا جاتا ہے ان کو غور سے سنو اور اللہ کی رضا کے لئے ان پر عمل پیرا ہو جاؤ ظاہر ہے کہ اللہ خیر و برکت کی راہ کی راہنمائی ان لوگوں کو نہیں کرتا ہے جو اس کی اطاعت سے برگشتہ ہیں پس تم فسق و فجور سے بچاؤ اختیار کرو، ذہن نشین فرمائیں کہ اہل علم نے اس آیت کو اعراب، نظم اور حکم کے لحاظ سے نہایت مشکل قرار دیا ہے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۷۸)

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ پیغمبروں کو جمع فرمائے گا تو اللہ (ان سے) کہیں گے تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی پوشیدہ (معاملات) کو جاننے والا ہے۔ جس وقت اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! تو میری نعمت کو جو تجھ پر اور تیری والدہ پر ہے یاد کر، جب میں نے تجھے روح القدس کے ساتھ قوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی تو پنگھوڑے اور بڑھاپے میں لوگوں سے گفتگو کرے گا اور جب میں نے تجھے کتاب اور فہم اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جب تو مٹی سے پرندے کی شکل کی طرح میرے حکم کے ساتھ بنا رہا تھا تو اس میں پھونک مارتا تھا وہ میرے حکم کے ساتھ پرندہ بن جاتا تھا اور تو مادرزاد اندھے اور پھلبہری والے کو میرے حکم کے ساتھ تندرست کر رہا تھا اور میرے حکم کے ساتھ مردوں کو باہر نکال رہا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کے شر کو تجھ سے روک لیا جب تو ان کے سامنے معجزات کو لایا پس ان سے کفار نے کہا یہ تو ظاہر جادو ہی ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْاَبْرَصَ کوڑھی، برص جلد کی مشہور بیماری ہے جس سے جسم پر سفید سفید نکتے سے پڑ جاتے ہیں، ابرص کا اطلاق چاند پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی داغ دھبے نظر آتے ہیں، پیغمبر جہاں قلب و روح کی بیماریوں کو اچھا کر سکتا ہے وہاں بصورت اعجاز اللہ تعالیٰ کی توفیق واذن سے ان امراض کو بھی دور کر سکتا ہے جن کا علاج طب یونانی میں ممکن نہیں، مسیح کا یہ اعجاز انجیل میں بھی کئی جگہ مذکور ہے معجزات کے بارے میں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کی قدرت بالغہ سے ہے اور ان کا وقوع ان قوموں میں بطور دلیل و برہان کے ہوتا ہے جو حکیمانہ اور علمی دلائل سے عموماً متاثر نہیں ہو پاتیں یہ قومیں جب یہ دیکھتی ہیں کہ ایک شخص سے ایسے خوارق کا اظہار ہو رہا ہے جو انسان کے بس میں نہیں تو نہایت آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ جاتی ہیں کہ ہو نہ ہو اس شخص کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور یوں انہیں موقع ملتا ہے کہ سنجیدگی سے اس کی تعلیمات پر غور کر سکیں۔ (لسان القرآن ص ۱۷۳)

تناسب: اس سے پہلے وصیت کے بارے میں تفصیل گزر چکی ہے اس میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا تھا کہ مسئلہ وصیت کا ہو یا کوئی اور ہو اس میں ظاہر باطن یکساں ہو جب کہ اللہ پاک جو جزاً سزا کا مالک ہے اس پر کچھ مخفی نہیں کہ وہ ذات علام الغیوب ہے چنانچہ آیت نمبر ۱۱۰ میں اللہ کے علم کو واضح کیا گیا ہے۔ (قرطبی ج ۶ ص ۳۶۰)

تشریح: اس دن سے ڈرو جب اللہ پیغمبروں کو اکٹھا کرے گا اور ان سے استفسار کرے گا تمہاری امتوں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا جب تم نے انہیں توحید کی جانب دعوت دی تھی؟ تو وہ جواب دیں گے ہمیں کچھ نہیں علم، دراصل قیامت کے دن کی خوفناکی سے پیغمبر بھی گھبرا جائیں گے اور وہ اپنی کوتاہ علمی کا اظہار کریں گے اور اللہ کے وصف علام الغیوب کا اقرار کریں گے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے'' کہ میدان حشر میں حوض پر کچھ لوگ آئیں گے انہیں وہاں سے نکال دیا جائے گا میں کہوں گا یہ تو میری امت کے افراد ہیں مجھے جواب دیا جائے گا تجھے نہیں معلوم؟ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام ایجاد کر لئے تھے'' دراصل پیغمبروں کی امتوں کو ذلیل کرنا مقصود ہو گا تو انبیاء علیہم السلام اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے اور اس حقیقت کا اظہار کریں گے کہ بلاشبہ تیری ذات ہی ایسی ذات ہے جس کو پوشیدہ ظاہر سبھی کا علم ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب ۱۳، صحیح ترمذی کتاب القیامہ باب ۳، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ۲۱، قرطبی ج ۶ ص ۳۶۱)

اِذْقَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ : اللہ پاک عیسیٰ علیہ السلام کو اس نعمت کی یاد دہانی کرائیں گے جو ان پر سایہ فگن رہی جب میں نے تجھے روح القدس یعنی جبریل علیہ السلام کے ساتھ تقویت عطا کی پھر آپ بچپن میں لوگوں سے گفتگو کرتے رہے، بڑھاپے میں جب آپ پیغمبر تھے گفتگو فرماتے رہے، وضاحت سورۃ البقرۃ اور آل عمران میں گزر چکی ہے اور جب میں نے تجھے کتاب وحکمت کے علم سے نوازا نیز تورات، انجیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علم سے بہرہ ور فرمایا اور آپ مٹی سے پرندے بناتے تو وہ میرے حکم کیساتھ ٹھیک پرندہ بن جاتا جبکہ بنی اسرائیل نے آپ سے آپ کی نبوت کی دلیل کا مطالبہ کیا تو آپ نے مٹی کو اٹھایا میرے حکم پر اس سے پرندہ کی شکل بنائی اور میرے حکم پر آپ نے اس میں پھونک ماری تو وہ پرندہ بن گیا نیز اس بات کو بھی یاد رکھیں جب تو نے مادر زاد اندھے کو ٹھیک دیکھنے والا بنایا اور میری مدد اور میری قدرت کے ساتھ پھلبہری کے مریض کو صحت یاب بنایا اور تو نے قبروں سے مردوں کو زندہ کیا نیز اس بات کو بھی یاد کرو جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا جب تو نے ان کے پاس دلائل کو پیش کیا لیکن انہوں نے تیری تکذیب کی اور تیرے قتل کا ارادہ کیا اور تجھے صلیب پر لٹکانے کا پروگرام بنایا تو ان میں سے ان لوگوں نے ان کے سب معجزات کا ملاحظہ کرنے کے بعد کہا یہ تو ظاہر جادو ہی ہے۔ (ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۵۸۰)

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِىْ وَبِرَسُوْلِىْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع

ترجمہ: اور جب میں نے حواریوں کی جانب الہام کیا کہ تم مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے ہیں اور (اے عیسیٰ) آپ اس پر گواہ ہوں کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تیرا پروردگار استطاعت رکھتا ہے کہ وہ آسمان سے ہم پر دسترخوان بھیجے عیسیٰ نے کہا تم اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہم دسترخوان سے کھائیں اور ہمارے دل اطمینان حاصل کریں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہمارے ساتھ سچ کہا ہے اور ہم اس کے اترنے پر گواہ بن جائیں۔ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) دسترخوان نازل فرما تا کہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہو اور تیری جانب سے معجزہ ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تو بہت بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا میں اس کو تم پر اتاروں گا پس جو شخص اس کے بعد تم سے کافر ہوا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ میں نے اس جیسا عذاب جہان والوں سے کسی کو نہیں دیا ہوگا۔

لغوی تحقیق: اَلْحَوَرُ (ابن فارس نحوی) نے اس کو تین مختلف معانی پر محمول کیا ہے سپیدی، لوٹنا اور گھومنا اس کا تعلق اگر آنکھ سے ہو تو اس کے معنی شدت بیاض کے ہوتے ہیں چنانچہ حُوْرٌعِیْنٌ ان عورتوں کو کہتے ہیں جن کی آنکھ کی سفیدی بہت نمایاں ہو اور سیاہی بھی نمایاں ہو، اصمعی کے نزدیک اس کے معنی ایسی عورتوں کے ہیں جو گورے رنگ کی ہوں آنکھ کی سفیدی سے اس کا تعلق نہیں، اَلْحَوَارِیُّوْنَ مسیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کے رفقاء وانصار، انہیں حواری یا تو اس مناسبت سے کہا گیا ہے کہ ان میں اکثر دھوبی اور مچھیرے تھے جو مچھلی کا شکار کرتے تھے اور یا اس بنا پر کہ ان کے دل شفاف اور اجلے تھے لفظ حواری عربی الاصل ہے رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ صحابی کو اپنا حواری کہا یعنی مددگار اور ناصر، حارَ لوٹنا، حیران ہوا، دھویا، مندا پڑ گیا شکار کیا، کہا جاتا ہے، اَلْحَوْرُ بَعْدَ الْکَوْرِ زیادتی کے بعد مندا پڑ گیا (کور) فراوانی اور (حور) کمی حاوَرَ باہم گفتگو کرنا، اَلْحارَۃُ گول چوک محلّہ۔

جناب مسیح علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ یہودیوں کے نفاق، ریا کاری اور لفظ پرستی کے خلاف ان کا کلمہ حق بہت سے لوگوں کو ناگوار گزرا اور اس وجہ سے بنی اسرائیل میں ان کی شدید مخالفت ہو رہی ہے تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ حق و باطل کے اس معرکے میں کون مجھ سے تعاون کرتا ہے حواریوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اس معرکہ آرائی میں آپ کے شریک و معاون ہیں اس لئے کہ یہ جنگ آپ کے خلاف نہیں اللہ کے خلاف ہے اس بنا پر ہم کھلے بندوں ان لوگوں میں سے ہونا پسند کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے دین کی نصرت و مدد کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہتے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۵۴۸)

تشریح: اور جب میں نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفقاء حواریوں کی جانب الہام کیا کہ تم مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرو، الہام سے مقصود نہایت مخفی انداز کا اشارہ ہے یعنی اطلاع دینا ہے تو انہوں نے کہا ہم اللہ پاک کی ذات اور اسکے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں چنانچہ بنی اسرائیل سے عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص رفقاء جو عیسیٰ علیہ السلام کے معاون تھے اس کی دعوت کو پھیلانے والے، اس کے احکامات پر یقین کرنے والے اور منہیات سے خود کو دور رکھنے والے تھے اس کے بعد والی گفتگو میں حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، اے عیسیٰ بن مریم! کیا تیرا پروردگار ہمارے اس مطالبہ کو پسند کرے گا کہ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرمائے جب ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا سوال کریں یا آپ کریں دراصل ان کا یہ سوال اطمینان قلب کے لئے تھا کہ ہم مشاہدہ کریں وگرنہ انہیں اللہ کی قدرت کے بارے میں ہرگز شک نہ تھا، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک سے مُردوں کے زندہ کرنے کی کیفیت کو دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا تاکہ مشاہدہ کے سبب دل میں مزید اطمینان کی لہر اجاگر ہو اور استطاعت سے مقصود یہ ہے کہ حکمت الٰہیہ کے یہ منافی تو نہیں کہ وہ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرمائے، ظاہر ہے جو کام حکمت الٰہیہ کے منافی ہو گا وہ ہرگز وقوع پذیر نہیں ہو گا اگرچہ اللہ پاک کی قدرت اس کے ساتھ متعلق بھی ہوتی ہو جیسے کسی محسن کو اس کے احسان کے باوجود سزا دینا اور ظالم کو اس کے ظلم کے باوجود اچھا بدلہ دینا۔

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ : عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تم اللہ سے ڈرو کہ تم اس سے اس قسم کے سوالات نہ کرو جس قسم کے سوالات تمہارے اسلاف نے موسیٰ علیہ السلام سے کئے تھے کہیں یہ سوالات تمہارے لئے فتنے کا سبب نہ بن جائیں اس لئے کہ صادق الایمان شخص کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ آیات الٰہیہ کا مطالبہ کرنے کو اللہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے برابر سمجھتا ہے۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا : انہوں نے کہا دسترخوان کے اتارنے کے مطالبہ میں کچھ فوائد ہیں:۔

پہلا فائدہ یہ ہے کہ ہم کھانا تناول کریں گے ہمیں کھانے کی ضرورت ہے جب کہ ہم پر بھوک کا غلبہ ہے اور ہمیں کوئی اور کھانا میسر نہیں ہے، دوسرا فائدہ یہ کہ دسترخوان کا مشاہدہ کرنے سے ہمارے یقین میں پختگی آئے گی، تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ ہم ان بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دیں گے جو یہاں موجود نہیں ہیں یا ہم اللہ کی قدرت کا علم اور آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء : عیسیٰ علیہ السلام کو جب اس بات کا علم ہو گیا کہ ان کی نیت صحیح ہے وہ مجھے عاجز دیکھنا نہیں چاہتے تو انہوں نے اللہ سے دعا کی، اے ہمارے پروردگار! جو الوہیت کے وصف کے ساتھ موصوف ہے، جو عظیم قدرت اور حکمت کے ساتھ موصوف ہے، ہمارا پروردگار بادشاہ ہے تدبیر کرنے والا ہے انعام کرنے والا ہے، ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما جس کو یہ لوگ بھی دیکھیں جنہوں نے اس کا مطالبہ کیا ہے اور ان کے جسم اس سے غذا حاصل کریں اور ہم ایمان والوں کے لئے عید کا سا سماں ہو جائے اور اس کو ہمارا نشان قرار فرما جس سے میری دعوت کی صحت کا یقین ہو اور میری نبوت کی سچائی نمایاں ہو اور ہمیں اس سے اور اس کے علاوہ سے رزق عطا کر جس سے ہمارے اجسام کو غذائیت حاصل ہو تیری ذات رزاق کے وصف کے ساتھ موصوف ہے۔

عجیب نکتہ! اس دعا کے کلمات میں زبردست حسن موجود ہے کہ کھانے کے مادی فائدہ کا ذکر اس کے روحانی فائدہ کے بعد کیا ہے جب کہ حواریوں نے دیگر فوائد سے پہلے اپنے کھانے کا ذکر کیا ہے اس پر اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ میں تم پر دسترخوان نازل کروں گا لیکن شرط یہ ہے کہ جو شخص تم سے دسترخوان کے نازل ہونے کے بعد کفر کرے گا تو میں اس کو سخت دردناک عذاب سے دوچار کروں گا کہ اس جیسا عذاب کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۸)

وَاِذْقَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ وَلَآاَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَاقُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَايَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ؏

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب اللہ کہیں گے اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بناؤ، عیسیٰ کہیں گے تو پاک ہے میرے لئے لائق نہیں کہ میں ایسی بات کہوں اگر میں نے کہی ہے تو تجھے اس کا علم ہے تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے بے شک تو پوشیدہ (معاملات) کا علم رکھتا ہے۔ میں نے انہیں نہیں کہا مگر وہی کچھ جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا پروردگار ہے اور میں ان پر نگہبان رہا جب تک کہ میں ان میں رہا جب تو نے مجھے پورا پورا اٹھالیا تو تو ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے۔ اگر تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کرے پس تو غالب حکمت والا ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ ایسا دن ہے (جس میں) سچ کہنے والوں کو انکا سچ کہنا فائدہ دے گا ان کیلئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہ عظیم کامیابی ہے۔ اللہ کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں، زمین کی اور جو ان میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لغوی تحقیق: تَوَفَّيْتَنِي مادہ (و ف ی) ہے، حسن کا قول ہے قرآن پاک میں وفات کا لفظ تین معانی میں استعمال ہوا ہے موت کے معنی میں جیسے ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾ (الزمر:۴۲) یعنی جب ان کی زندگی کی مدت ختم ہو جاتی ہے، وفات سے مقصود نیند ہے جیسے ﴿وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ﴾ (الانعام:۶۰) ''وہ ذات جو تمہیں رات کو سلا دیتی ہے'' نیز وفات سے مقصود اٹھانا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ (آل عمران:۵۵) ''اے عیسیٰ میں تجھے اٹھانے والا ہوں''۔ (قرطبی ج۶ ص ۳۷۶)

تشریح: ماقبل کے مضمون کے ساتھ مناسبت تو واضح ہے اللہ پاک عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کے دن مخاطب کر کے استفسار کریں گے جب کہ وہاں وہ لوگ موجود ہوں گے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو اللہ کے سوا اپنا معبود بنایا، اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بناؤ، تمہید کا انداز تمام لوگوں کے سامنے ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے اے اللہ! تیری ذات تو پاک ہے، اللہ پاک کے ساتھ گفتگو کرنے میں ادب کا انداز اپنائیں گے، میرے لئے ہرگز کسی طرح بھی جائز نہیں کہ میں ایسی بات زبان پر لاؤں جس میں صداقت نہ ہو لیکن اگر بفرض محال میری زبان سے اس مفہوم کا جملہ نکلا ہے تو تیری ذات سے تو ہرگز کوئی چیز اوجھل نہیں ہے میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی نہ اس قسم کی بات میرے ذہن میں آئی ہے تجھے ان سب باتوں کا علم ہے جو میرے دل میں گردش کرتی رہتی ہیں جب کہ مجھے اعتراف ہے کہ مجھے ہرگز ان باتوں کا علم نہیں جو تیری ذات پاک میں ہیں اس میں ہرگز شک و شبہ نہیں کہ تیری ذات کو تمام پوشیدہ چیزوں کا علم ہے کوئی بھی چیز تیرے علم سے باہر نہیں ہے میں نے لوگوں تک وہ تمام باتیں پہنچائیں جن کے پہنچانے کا تو نے حکم فرمایا، کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کی زندگی کے اعمال میری نظر میں رہے لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا اے لوگو! تم سب نے میدان حشر میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تم سب اس کیفیت میں ہو گے کہ نہ صرف یہ کہ تمہارے بدن پر کوئی کپڑا نہیں ہوگا بلکہ تمہارے پاؤں میں جوتا بھی نہیں ہوگا، مزید برآں تم سب ختنہ کئے ہو گے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۴۵، صحیح ترمذی تحقیق البانی کتاب القیامۃ باب ۳، صحیح مسلم کتاب صفۃ الجنۃ باب ۱۴)

قرآن پاک میں اس کی وضاحت ہے کہ تمام انسان جس طرح پیدا کئے گئے اسی طرح انہیں اٹھایا جائے گا، ظاہر ہے ہر شخص جب پیدا ہوتا ہے تو غیر مختون ہوتا ہے اور اس کے جسم پر کوئی لباس نہیں ہوتا، حشر کے میدان میں پہلا وہ انسان جسے لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے اس لئے کہ دنیا میں جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا تو ان کے جسم مبارک سے کپڑے اتار دیئے گئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبردار! اس میں شک وشبہ نہیں کہ حشر کے میدان میں میری امت سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب کے لوگوں میں پہنچایا جارہا ہوگا جو دوزخی ہیں تو میں کہوں گا یہ تو میرے رفقاء ہیں تو اللہ کی جانب سے جواب آئے گا کہ آپ کو علم نہیں کہ آپ کے فوت ہونے کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کی تھیں یہ کلمہ سن کر میں کہوں گا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے پیغمبر نے کہا جب تک میں ان میں رہا مجھے ان کے بارے میں خبر رہی لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز پر نگہبان ہے اگر تو انہیں عذاب میں گرفتار کرنا چاہے تو بلاشبہ یہ سب لوگ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کرتا ہے تو بلاشبہ تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔

ہرگز اللہ پاک کے کاموں کے بارے میں سوال نہیں کیا جا سکتا وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے دراصل عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں سے برأت کا اظہار کریں گے جنہوں نے نہ صرف اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا بلکہ اللہ کے رسول کو بھی معاف نہ کیا اسے اللہ تعالیٰ کا شریک بنادیا کبھی اللہ کا بیٹا، کبھی اللہ کا جز قرار دیا اللہ کے لئے معاذ اللہ بیوی کو بھی قرار دیا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۸۶)

ایک حدیث میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے اسی ایک آیت کے ساتھ رات بھر صبح ہونے تک قیام کیا بار بار اسی آیت مبارکہ کو دہراتے رہے۔ (صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامہ باب ۱۷۹ مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الصلوٰۃ باب ۳۱، نسائی کتاب الافتتاح باب ۷۹)

نیز ایک دوسری روایت میں ہے نبی ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی بعد ازاں آپ نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دعا کی اے اللہ! میری امت! یہ کلمہ زبان پر لاتے ہوئے آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں تو اللہ پاک نے جبریل علیہ السلام کو آپ جانب بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا اپنی امت کے سبب آنکھیں اشکبار ہوئی ہیں اس پر اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی جانب بھیجا کہ انہیں میری جانب سے یہ پیغام پہنچائیں کہ ہم تیری امت کے بارے میں تجھے خوش کردیں گے آپ کا سب غم جاتا رہے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۵، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۴)

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ: اللہ پاک اپنے بندے اور پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کو مطلع فرما رہے ہیں کہ عیسائیوں سے میں برأت کا اظہار کرتا ہوں وہ ملحد ہی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں البتہ جو لوگ اللہ کی مشیت پر ایمان رکھیں گے، قیامت کے دن ان کا ایمان اور ان کی توحید انہیں فائدہ پہنچائے گی وہ جنتوں میں بسیرا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ پاک ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے خوش ہوں گے حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی عظیم نعمت ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے اس کے حصول میں زیادہ سے زیادہ رغبت ضروری ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: اللہ پاک تمام اشیاء کا خالق ہے، مالک ہے تصرف کرنے والا ہے اللہ کی ذات قدرت کاملہ کیساتھ موصوف ہے تمام کائنات اس کے قبضہ قدرت کے نیچے مسخر ہے، اس کا کوئی مثیل نہیں، کوئی اس کے برابر نہیں وہ والد، اولاد، بیوی سے پاک ہے اسکے علاوہ کوئی پروردگار، کوئی معبود نہیں، سورۃ مائدہ کے بارے میں ذہن نشین کریں کہ یہ سورۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ

اٰیَاتُھَا :١٦٥ ٦ ٥٥ رُکُوْعَاتُھَا :٢٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

○○ اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا مہربان ہے ○○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿٢﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ
جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا
عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿٤﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ
یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٥﴾ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ
نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿٦﴾

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان زمین کو پیدا کیا اور جس نے تاریکی اور روشنی کو بنایا پھر کفار اپنے پروردگار کے ساتھ برابر کرتے ہیں۔ وہ ایسی ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر موت کا وقت مقرر کیا اس کے ہاں وقت معین ہے پھر تم شک کرتے ہو۔ اور وہ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہے تمہارے پوشیدہ اور تمہارے ظاہر کا علم رکھتا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اور کفار کے پاس ان کے پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ پس بلاشبہ انہوں نے حق کو جھوٹ کی جانب منسوب کیا جب ان کے پاس پہنچا پس ان کے پاس اس چیز کا بدلہ آئے گا جس کا وہ تمسخر کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کس قدر ہم نے ان سے پہلی امتوں کو تباہ و برباد کیا کہ ہم نے انہیں زمین میں ایسا استقرار عطا کیا کہ ہم نے ان جیسا استقرار تمہیں بھی عطا نہیں کیا اور ہم نے ان پر مسلسل بارش برسائی اور ہم نے نہروں کو بہایا جو ان کے نیچے جاری تھیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے بعد دوسری امت کو پیدا کیا۔

لغوی تحقیق: مِدْرَارًا مادہ (درر) ہے، اَلدَّرُّ دودھ، دودھ کی کثرت، فراوانی کہا جاتا ہے لِلّٰہِ دَرُّكَ کلمہ استعجاب ہے، تحسین، تیری خوبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی کیلئے ہے۔ الدُّرُ موتی ،المِدرار کثرت سے برسنے والا بادل ﴿الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (نور:۳۵)''قندیل گویا ایک چمکدار ستارہ ہے'' یہ ایک طویل تشبیہ کا حصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو کائنات ارضی وسماوی کی روشنی اور نور قرار دیا گیا ہے اس کی مثال ایک ایسے طاق کی ہے جس میں ایک چراغ دمک رہا ہے اور چراغ ایک قندیل میں درخشاں ہے گویا کہ وہ ایک درخشاں موتی ہے اس نور اور روشنی کا انعکاس صرف ان قلوب پر ہوتا ہے جو مصفّٰی اور مجلّٰی ہوں اور ادنی خواہشات کے تلوث سے بھی ہر طرح سے پاک ہوں جو ہدایت وراہنمائی کے خواہش مند ہوں جو روشنی کو پسند کرتے ہوں اور ہر طرح کی تاریکی سے نفور ہوں، جو اللہ کو پاتا، سمجھتا اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہو، ہر کس وناکس اسکے انوار ہدایت سے استفادہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (لسان القرآن ص ۱۴۱ ۷)

قرآن پاک کی ترتیب سورتوں کے لحاظ سے: پہلی سات سورتیں طویل ہیں اس کے بعد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات دوصد کے قریب ہیں اس کے بعد مفصل سورتیں ہیں جن کی تلاوت سے تھکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ نشاط اجاگر ہوتا ہے ان سورتوں کی تحفیظ آسان ہے بالخصوص بچوں کیلئے زیادہ آسان ہے اس کے ساتھ ساتھ معانی کے تناسب کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔

سورہ انعام کی سورہ المائدہ کے ساتھ مناسبت: سورہ مائدہ میں اکثر و بیشتر اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا کیا گیا ہے جب کہ سورۃ انعام میں ان کے ساتھ جھگڑنے کے علاوہ ان ماکولات اور مذبوح جانوروں کے احکام کا تذکرہ ہے جو حرام ہیں لیکن اجمالاً ہے جب کہ سورۃ مائدہ میں تفصیل ہے اور یہ سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ (المراغی ج ۳ ص ۵۹)

قرآن پاک میں نور اور ظلمت کا استعمال: ذہن نشین فرمائیں کہ نور کا لفظ قرآن پاک میں مفرد استعمال ہوا ہے جب کہ ظلمتً کا لفظ جمع استعمال ہوا ہے اس لئے کہ نور ایک وحدت ہے اور ظُلمتٌ جمع استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے صادر ہونے کے مقامات زیادہ ہیں جیسا کہ توحید میں وحدت ہے اور اس کے بالمقابل شرک ہے جس کی اقسام کثرت کے ساتھ ہیں گویا کہ حق ایک اکائی ہے اور باطل کی اقسام کثرت کے ساتھ ہیں۔

ظلمات کو مقدم لانے کا سبب: اس کی جنس کو وجود کے لحاظ سے تقدم حاصل ہے اس لئے کہ کائنات کا مادہ اولاً دھواں تھا بعد ازاں سورج کے سبب اشتعال نمودار ہوا چنانچہ ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا بعد ازاں ان پر روشنی کی بارش کے چھینٹے پڑے جس کے حصہ میں روشنی میسر آگئی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا اور جس کو روشنی نہ مل سکی وہ گمراہ ہوگیا۔
(صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الایمان باب ۳، الاحادیث الصحیحہ ح ۱۰۷۶)

بالکل اسی طرح معنوی اندھیروں کا وجود مقدم ہے جب کہ علم وہدایت کی روشنی جس انسان میں ہے اس کا تعلق اس کے اپنے کسب کے ساتھ ہے لیکن غیر کسبی روشنی سے مقصود وحی ہے اور اس کا فہم اور اس کے مطابق عمل کرنا کسبی ہے لیکن جہالت اور خواہشات کے اندھیرے روشنی سے مقدم ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (النحل:۷۸)''اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکریہ ادا کرو''

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ : کفار اللہ کی ذات کے ساتھ اس کے سوا کو برابر گردانتے ہیں اللہ کی طرح ان کی عبادت اور انہیں

www.KitaboSunnat.com

مصائب کوختم کرنے اورفوائد کےحصول کیلئے اللہ کا ہمسر بناتے ہیں۔

هُوَالَّذِي خَلَقَكُم مِن طِينٍ ثُمَّ قَضَى أَجَلاًط وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ : اللہ نےتمہارے باپ آدم کومٹی سے پیدا کیا جس کے ساتھ پانی ملا ہوتا ہے اسی طرح تمام زندہ چیزوں کومٹی سے پیدا فرمایا اور انسان کے ہر فرد کومٹی کےجسم سے نکلنے والے نطفہ سے پیدا کیا ظاہر ہے کہ انسان کا ڈھانچہ غذا سے تکمیل پذیر ہوا ہے نیز ان انڈوں سے تیار ہوا جو مادہ میں تھے گویا کہ اس کی پیدائش خون سے اور خون غذا سے پیدا ہوا اور غذا زمین کی انگوری یا حیوانی گوشت سے دستیاب ہوئی، بہرحال اصل بنیادی حیثیت مٹی کو ہی حاصل ہے ان سب چیزوں پر غورکرنے والا شخص اس حقیقت کو واضح قرار دیتا ہے کہ جو ذات اس کی تخلیق پر قادر ہے اس کیلئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ پہلے کی طرح دوبارہ اس کی تخلیق فرمائے جیسا کہ اس کا عدل اور حکمت کا اقتضاء ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اولاً زندگی کی نعمت عطا کی ہے جو موت آنے پر ختم ہو جاتی ہے پھر موت کے بعد ان کو دوبارہ ہمیشہ کی زندگی عطا ہوتی ہے جب کہ دوسری بار انہیں زندگی سے ہم کنار کرنے کا علم صرف اللہ کی ذات کیلئے خاص ہے اس کے غیر کو اس کا علم نہیں ہے نہ کسی پیغمبر، نہ کسی فرشتہ کو اس کا علم ہے۔

وَهُوَاللهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ : اللہ پاک ان صفات کے ساتھ موصوف ہے ان کا اعتراف آسمانوں زمین میں ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حاتم طائی سخاوت کے لحاظ سے نہ صرف بنوطیٔ قبیلہ میں مشہور ہوا بلکہ اس کی شہرت نہ صرف اس کے قبیلہ کے افراد میں بلکہ سبھی افراد کو اس کا علم ہے، اللہ پاک کی ذات کو پوشیدہ ظاہر سبھی کا علم ہے اور جو تم اچھے یا برے کام کرتے ہو اس کا بھی اس کو علم ہے قیامت کے دن اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

وَمَاتَاْتِيهِم مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ : جب ان پر قرآن پاک کی آیات مبارکہ میں سے کوئی آیت اترتی ہے تو وہ استہزاً کرتے ہوئے اس کی تکذیب کرتے ہیں معانی میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں حقیقت واضح ہے کہ جب بھی ان کے ہاں حق وصداقت کا نزول ہوا تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ آیات میں تدبر نہ کیا بلکہ تکذیب کا شاخسانہ کھڑا کیا جس حق کو انہوں نے جھٹلایا وہ ایسا سچا دین تھا جس کو خاتم النبیین محمد ﷺ نے پیش کیا جس میں انسان کی دینوی واخروی سعادتوں کے حصول کے آداب سے آگاہ کیا گیا ہے لیکن ان کی تکذیب کے سبب ان پر بہت جلد اللہ کی جانب سے عذاب نازل ہوگا وہ قتل ہو جائیں گے، کچھ گرفتار ہو جائیں گے جب کہ باقی ماندہ لوگوں کو ملک بدر کر دیا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا قحط سالی نے انہیں آدبوچا پھر جنگ بدر میں انہیں شکست فاش سے واسطہ پڑا اور وہ ذلیل ہو گئے ان کی مکمل رسوائی فتح مکہ کے دن دیکھنے میں آئی۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ : ان کفار کو خوب علم ہے کہ ہم نے ان سے پہلے ان کفار کو تباہ و برباد کیا جو حق وصداقت کی تکذیب کرتے تھے جبکہ اس سے پہلے ہم نے انہیں زمین پر اقتدار عطا کیا اور ایسے اسباب تعیش فراہم فرمائے جو ان سے پہلے کسی قوم کو میسر نہ تھے لیکن انعامات الٰہیہ نے انہیں بغاوت سے نہ روکا انہوں نے تکبر اختیار کیا، سرکشی سے باز نہ آئے تو عذاب نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا، اس کے بعد کفار قریش کو بالخصوص انعامات الٰہیہ سے نوازا گیا، انہیں زرخیزی سے نوازا گیا ان پر ان کی ضرورت کے مطابق آسمان سے مسلسل بارش کو نازل کیا جس سے ان کے آبی وسائل مکمل ہو گئے اور ہم نے اس سے فائدہ اٹھانے کے وسائل سے آگاہ فرمایا ایک طرف تو وہ پانی کی فراوانی اور اس کی خوب صورتی سے خوش ہوئے دوسری جانب پانی کے سبب درخت کثرت کے ساتھ دکھائی دینے لگے، کھانے کے لئے فروٹ میسر آئے اور انہیں اس وجہ سے دودھ اور گوشت میسر آنے لگا جس کے سبب ان کی جسمانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت میں اضافہ ہوا، صحت کے بہتر ہونے کے سبب کاروبار میں ان کی دلچسپی قابل رشک صورت اختیار کر گئی دنیوی نعمتوں اور لذات کے ساتھ ان میں کفران نعمت کا داعیہ ابھر، اچنانچہ انہوں نے کھل کر اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا اور انبیاء کرام کی تعلیمات سے روگردانی کی بلکہ دیدہ دلیری کے ساتھ تکذیب پر اتر آئے نتیجۃً ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بعد ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے شہروں کو آباد کیا اور انعامات الٰہیہ پر شکر یہ ادا کرنے کے سبب اللہ کے مقربین سے شمار ہونے لگے۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اور اگر ہم آپ پر اوراق میں کتاب نازل کرتے تو وہ اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ چھوتے تو کافر لوگ کہتے نہیں ہے یہ مگر ظاہر جادو ہے۔ کفار نے کہا کیوں اس پر فرشتہ نازل نہیں کیا گیا اور اگر ہم فرشتہ نازل کر دیتے تو معاملہ کا فیصلہ ہو جاتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم اس کو فرشتہ بناتے تو ضرور ہم اس کو آدمی کی شکل میں بناتے اور ہم ان پر مشتبہ کر دیتے۔ بلاشبہ آپ سے پہلے پیغمبروں کا تمسخر اڑایا گیا پس ان میں سے تمسخر اڑانے والوں کا ان کے تمسخر اڑانے کے باعث بدلے میں گھیرا ڈال لیا۔ آپ کہیں! تم زمین کی سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

لغوی تحقیق: اَللَّمْسُ اور مَسّ کا معنی ایک ہی ہے، کسی چیز کو چھونا، ہاتھ لگانا، کریدنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے ﴿وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ﴾ (الجن: ۸) ''ہم نے آسمان کو تلاش کیا'' حَاقَ گھیر لیا، نازل ہوا، احاطہ کیا، لپیٹ میں لیا، کہا جاتا ہے اَلْمَكْرُ حَائِقٌ بِنَفْسِهٖ مکر مکاروں کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے، اَلْحَيْقُ برائی کا خمیازہ، وبال ﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ﴾ (فاطر: ۴۳) ''اور بری چالوں کا وبال انہی چال والوں پر پڑتا ہے''۔ (لسان القرآن ص ۵۶۱، المراغی ج ۳ ص ۶۴)

اس میں بلاغت بھی ہے حَاقَ کا لفظ ان کی ہلاکت سے کنایہ ہے جب کہ اسناد کے لحاظ سے مجاز عقلی ہے اس لئے کہ ہلاک کرنے والا تو اللہ ہے، جب اللہ کی جانب نسبت نہیں ہے تو یہ مجاز عقلی ہے اہل سنت کے نزدیک ہلاکت کی حقیقی نسبت تو اللہ کی جانب ہی ہوتی ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۹۲)

تشریح: اے محمد ﷺ! اگر ہم ان کے سامنے جیسا کہ ان کا مطالبہ تھا کتاب نازل فرماتے جو کاغذات میں تحریر شدہ ہوتی اور وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہوتی اور لمبا عرصہ تک معلق رہتی تو وہ اس کا معائنہ کر لیتے اور ہاتھ کے ساتھ اسے ٹٹولتے جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا اگرچہ ایسی حالت میں ان کا شک وارتیاب ختم ہو جانا چاہیے تھا تو پھر بھی وہ عناد کے پیش نظر بول اٹھتے کہ یہ تو ظاہر جادو ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری نظر کو نشہ پلایا گیا ہے بلکہ جادو کیا گیا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ : انہوں نے مطالبہ کیا اس پیغمبر پر فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوتا اللہ پاک فرماتے ہیں اگر ہم فرشتہ نازل کرتے اور اسے اس کی اصل شکل میں دکھاتے تو وہ فوت ہو جاتے ان میں کسی فرشتہ کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے جب کہ ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ تباہ و برباد کر دیئے جاتے اس لئے کہ اللہ کی سنت جاری ہے کہ جو شخص کسی معجزہ کا مطالبہ کرے اس کو ظاہر کر دیا جائے لیکن مطالبہ کرنے والا ایمان نہ لائے تو اللہ پاک اس کو فوراً تباہ و برباد کر دیتے ہیں ایسی حالت میں انہیں مہلت نہیں ملتی ہے۔

وَلَوْجَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا : اگر ہم اس کو فرشتہ بناتے تو انسانی شکل میں بھیجتے اس لئے کہ اگر فرشتہ کو اس کی اصل شکل میں نازل کرتے تو وہ فوت ہو جاتے ظاہر ہے کہ انسانوں میں فرشتوں کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو دیکھ کر جب وہ ایمان نہ لاتے تو انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا اس لئے کہ اللہ کی عادت ہے کہ جو شخص کوئی معجزہ طلب کرتا ہے اس کے مطالبہ پر معجزہ ظاہر کر دیا جاتا ہے لیکن وہ شخص اس کو تسلیم نہیں کرتا ہے تو اللہ پاک اسے فوراً تباہ و برباد کر دیتے ہیں اسے لمحہ بھر بھی مہلت نہیں ملتی۔

انسانوں میں کسی فرشتہ کو اس کی اصل شکل میں دیکھنے کی طاقت نہیں ہے ہاں اگر ان کے اجسام انسانوں کی طرح کثیف ہو جائیں تو پھر دیکھنا ممکن ہے اس لئے کہ ہر جنس اپنی جنس سے مانوس ہوتی ہے اور دوسری جنس سے نفرت کرتی ہے چنانچہ اگر اللہ پاک کسی پیغمبر کو جسے انسانوں کی جانب مبعوث کیا ہے اسے فرشتہ بنا دیں تو انسان اس سے نفرت کریں اس کے قریب نہیں جائیں گے نہ اس سے مانوس ہوں گے بلکہ انہیں اس سے خوف لاحق ہوگا اور اس کے ساتھ گفتگو کرنے سے دور بھاگیں گے لیکن اگر انہیں انسانوں کی شکل میں بھیجا جائے گا تو وہ ان سے مانوس ہوں گے اور سکون اختیار کریں گے بلکہ اس کے ساتھ گفتگو کرتے وقت برملا کہیں گے کہ تو فرشتہ نہیں ہے تو تو بس انسان ہی ہے ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آیا کرتے تھے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے پاس انسانوں کی شکل میں آئے جب کہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں دحیہ کلبی کی شکل میں آئے تھے۔

وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ : ہم ان کے رؤسا پر معاملہ کو خلط ملط کر دیں گے جیسا کہ وہ اپنے سے فروتر لوگوں پر معاملہ خلط ملط کیا کرتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے اے محمد ﷺ! تو انسان ہے اس کے اور تمہارے درمیان کچھ فرق نہیں اس انداز سے وہ انہیں تسکین دلاتے تو اللہ نے انہیں خبردار کیا ہے کہ اگر ہم انسانی شکل میں فرشتہ نازل کرتے تو وہ التباس میں پڑ جاتے یعنی جس طرح وہ اپنے ماتحت کمزور لوگوں کو التباس میں ڈال رہے ہیں اسی طرح ہم ان کے لیڈروں کو التباس میں ڈال رہے ہیں۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ : آپ سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ استہزاء کیا گیا تو ان کے استہزاء کے بدلے میں انہیں عذاب کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا یعنی ان کے استہزاء نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا : اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دیں جو استہزاء کر رہے ہیں بلکہ تکذیب کر رہے ہیں کہ تم زمین پر سفر کے لئے نکلو تمہیں معلوم ہوگا کہ تم سے پہلے کفار پر اللہ کا دردناک عذاب نازل ہوا، خیال کریں اس قسم کا سفر کرنا مستحب ہے تاکہ ان لوگوں کے کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو۔ (قرطبی ج ٦ ص ٢٩٤-٢٩٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ
فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾
مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ
بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ
الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: کہہ دیں کس کیلئے ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے؟ آپ کہیں اللہ کیلئے ہے اس نے اپنے آپ پر مہربانی کو لازم قرار دیا ہے یقیناً وہ تمہیں قیامت کے دن اکٹھا کرے گا اس میں کچھ شک نہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنا نقصان کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اسی کیلئے ہے جو ساکن ہوتی ہے رات اور دن میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ آپ کہیں کیا میں اللہ کے سوا کسی کو دوست بناؤں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ رزق دیتا ہے اور اس کو رزق نہیں دیا جاتا آپ کہیں بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے (کہ میں اس امت سے) پہلا مسلمان بنوں (اور مجھے حکم دیا گیا ہے) کہ تو نے شرک کرنے والوں سے نہیں ہونا ہے۔ آپ کہیں بے شک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس دن جس شخص سے عذاب روکا گیا تو اس پر اللہ نے مہربانی کی اور یہ ظاہر کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تجھے تکلیف پہنچائے تو اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں مگر وہی اور اگر تجھے نعمت پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ دانا خبر رکھنے والا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْفَوْزُ الْمُبِیْنُ عظیم کامیابی، کھلی کامیابی، واضح کامیابی، اَلْمَفَازَۃُ جنگل، ارشاد ربانی ہے ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ﴾ (آل عمران:۱۸۸) ''ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے رستگار ہو جائیں گے۔ (مفردات راغب ص ۷۱۸)

بلاغت: سَکَنَ سکون سے ہے جو حرکت کے مخالف ہے اس کے بالمقابل حرکت ہے جس کو حذف کر دیا ہے اصل اس طرح سے ہے (لَهٗ مَاسَكَنَ وَمَا تَحَرَّكَ) ساکن متحرک اسی کیلئے ہیں جیسے سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ اس کے بعد اَلْبَرْدَ محذوف ہے یعنی وہ لباس جو تمہیں گرمی، سردی سے بچاتا ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۶۹، اعراب القرآن ج ۴ ص ۹۶)

تشریح: اللہ تعالیٰ مطلع فرما رہے ہیں کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب پر اللہ کی بادشاہت ہے، مزید برآں اللہ نے اپنے آپ پر رحمت کو لازم قرار دیا ہے ارشاد نبوی ہے جب اللہ نے کائنات کو پیدا فرمایا تو اپنے قریب عرش پر تحریر کیا کہ میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۵۵، تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۰۶، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب ۴، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۲، الاحادیث الصحیحہ ح ۱۶۲۹)

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے، البتہ انکار کرنے والے، تکذیب کرنے والے وہ شکوک شبہات کے باعث متردد ہوں گے وہ قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے جب کہ وہ آخرت کے دن کا انکار کرتے رہے اور ان کے دلوں میں آخرت کا خوف موجود نہ تھا وہ ہرگز ایمان والوں کی فہرست میں نہیں ہوں گے حالانکہ جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے سبھی اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اللہ کے تصرف میں ہیں اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہیں اور اللہ اپنے بندوں کی تمام باتوں کو سنتا ہے ان کی حرکات ان کی پوشیدہ باتوں کا بھی اس کو علم ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا : آپ (ﷺ) اعلان کریں کیا میں اللہ کے سوا کو اپنا دوست پکڑوں؟ ہرگز نہیں میں تو صرف ایک اللہ کو ہی اپنا دوست باور کرتا ہوں اس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اس نے ان دونوں کو بے مثال بنایا ہے وہ ذات اپنی تمام مخلوق کو رزق سے نوازتی رہتی ہے جب کہ اللہ پاک کو ان کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس کی ذات خورد ونوش سے پاک ہے آپ اعلان فرمائیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس امت میں سے سب سے پہلے میں خود کو اللہ کی ذات کے سپرد کروں اسی کا سہارا حاصل کروں اس کے دروازہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے دروازے پر دستک نہ دوں بلکہ میرا نظریہ یہ ہے کہ سب دروازے بند ہیں صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کا دروازہ کھلا ہے مجھے خود کو شرک کی گندگی اور نجاست سے دور رکھنا ہے بلکہ اگر میں نے اپنے پروردگار کے احکام کی نافرمانی کی تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں قیامت کے دن جو بہت خوفناک دن ہے اس دن کے عذاب کی لپیٹ میں نہ آجاؤں، حقیقت یہ ہے جس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے جس شخص کو قیامت کے دن عذاب سے تحفظ حاصل ہو گیا تو وہ شخص فی الحقیقت اللہ کی رحمت کے سبب محفوظ رہا جب کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ : اللہ تعالیٰ اطلاع دے رہے ہیں کہ وہی ذات نفع، نقصان کی مالک ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے مخلوق میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے اس کے تصرف میں ہرگز کوئی رکاوٹ قائم نہیں کر سکتا اور اس کے فیصلوں کو کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی، ذہن نشین کریں تکالیف کو دور کرنے والا وہی ہے اور فوائد سے ہم کنار کرنے والی بھی وہی ذات ہے جو تمام کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے بلکہ اس کو ہر چیز پر قدرت اور تفوق حاصل ہے وہ ذات تمام بندوں پر غالب ہے سبھی اس کی سطوت کے سامنے سرافگندہ ہیں اور سرکش متکبر قسم کے لوگ اس کی عظمت اور کبریائی کے سامنے ذلیل ہیں وہ پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے ہیں تمام کائنات اس کی قدرت کے سامنے وفاشعاری کا منظر پیش کرتی ہے اور اس کی عظمت اور جلال وکبریائی کے سامنے عجز وانکساری کے دامن کو تھامے ہوئے ہیں اور اس کے حکم کے سامنے بے بس ہیں جب کہ اللہ کی ذات حکیم کے وصف کے ساتھ موصوف ہے وہ ذات مستحق افراد کو عطیات سے نوازتی ہے اور غیر مستحق افراد سے نوازشات کو روک لیتی ہے اسے ہر چیز کا علم ہے کوئی بھی چیز ذرہ بھر بھی اس کے علم سے مخفی نہیں۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَشْهَدُ ؕ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: کہیں! کون چیز گواہی میں برتر ہے؟ جواب دیں، اللہ پاک ہے وہ میرے اور تمہارے درمیان حق وصداقت کو ظاہر کرنے والا ہے اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ قرآن پاک کیساتھ میں تمہیں ڈراؤں اور ان لوگوں کو بھی جہاں تک قرآن پاک پہنچ پائے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کیساتھ اور خدا بھی ہیں؟ آپ کہیں میں گواہی نہیں دیتا ہوں آپ کہیں بلاشبہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جس کو تم شریک بناتے ہو۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (قول) کی حقیقت کو پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے خود کو نقصان پہنچایا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی ذات پر افتراء باندھتا ہے یا اس کی آیات کی تکذیب کرتا ہے بلاشبہ ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور جب ہم ان کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے پھر ہم شرک کرنے والوں سے کہیں گے تمہارے شرکاء کہاں ہیں؟ جن کے بارے میں تم خیال کرتے تھے۔ پھر نہیں ہوگا ان کا عذر مگر یہ کہ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! جو ہمارا پروردگار ہے ہم شرک کرنے والے نہ تھے۔ دیکھیں وہ اپنے آپ پر کس طرح جھوٹ باندھ رہے ہیں اور ان سے (کیسے) ان کا جھوٹ جاتا رہا؟

بلاغت: اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ میں استفہام تقریری یا انکاری ہے یا دونوں ہیں اس طرح مجازی معنی کو جمع کر دیا گیا ہے۔

فائدہ علمیہ: اَیُّ نحویوں نے اَیُّ کیلئے خاص طور پر الگ فصل کا انعقاد کیا ہے کہ اَیُّ متعدد امور کے لئے استعمال ہوتا ہے ☆ اس کے ساتھ کسی معین چیز کو طلب کیا جاتا ہے جیسے اَیُّ رَجُلٍ جَاءَ کون شخص آیا، ☆ کبھی جس منادی پر الف لام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ھا لفظ تنبیہ کا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اَیُّ لے آتے ہیں جیسے یٰاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگوں جبکہ کمال کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے خَالِدٌ رَجُلٌ اَیُّ رَجُلٍ یعنی خالد نامی شخص وصف رجولیت میں کامل آدمی ہے۔ (اعراب القرآن ج ۳ ص ۱۰۵)

شان نزول: مشرکین نے آپ ﷺ سے استفسار کیا آپ کی رسالت پر آپ کا گواہ کون ہے؟ اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

تشریح: آپ بتائیں اللہ بہت بڑا گواہ ہے جو ربوبیت میں منفرد ہے اور اللہ کی توحید پر محکم دلائل گواہ ہیں اللہ کی ذات تو میرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے درمیان گواہ ہے کہ میں نے تمہارے پاس احکام الٰہیہ کو پہنچایا اور میں نے جو کچھ کہا اس کے سچا ہونے میں کچھ شبہ نہیں میرا دعویٰ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں یہ اللہ کا کلام اس پر گواہی دے رہا ہے۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ : قرآن پاک میری نبوت کی گواہی دے رہا ہے جب کہ قرآن پاک اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ اے اہل مکہ! میں تمہیں قرآن پاک کے ذریعہ ڈراؤں نیز ان لوگوں کو بھی جہاں تک قرآن پاک پہنچ پائے، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ میں ان لوگوں تک قرآن پہنچاؤں جو سن بلوغت کو پہنچ چکے ہیں، معلوم ہوا جو شخص بالغ نہیں وہ مکلف نہیں ہے جب کہ کتاب وسنت کے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کو ان دونوں کے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ (المائدہ:٦٧) ''اے پیغمبر! آپ اس کو پہنچائیں جس کو آپ کی جانب تیرے پروردگار کی جانب سے اتارا گیا ہے''۔

صحیح بخاری میں ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا میری جانب سے پہنچاؤ خواہ تمہیں ایک ہی آیت معلوم ہو اور بنی اسرائیل کے بارے میں بھی بتاؤ کچھ حرج نہیں ہے، لیکن جو شخص مجھ پر افتراء پردازی کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ٥١، صحیح ترمذی کتاب العلم باب ١٣، الروض النضیر ص ٥٨٢)

أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى : استفہام میں ڈانٹ پلائی گئی ہے کس قدر حماقت ہے کہ تم اللہ کے ساتھ دیگر باطل معبودوں کو شریک کر رہے ہو ہرگز نہیں اے محمد! ﷺ آپ اعلان کریں میں ہرگز اس طرح کی گواہی نہیں دیتا ہوں یعنی اگر یہ لوگ گواہی دیتے ہیں تو دیں لیکن آپ ہرگز ایسی گواہی نہ دیں۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ : جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی ہے ان سے مقصود یہودی، عیسائی ہیں جو آپ کے بڑے دشمن تھے وہ نبی ﷺ کی اسی طرح معرفت رکھتے جس طرح اپنے بیٹوں کی رکھتے البتہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے وہ خسارے میں ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا : اس شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہتا ہے یا آیات قرآنیہ کی تکذیب کرتا ہے یقیناً اس طرح کے لوگ ظالم ہیں یہ کبھی دنیوی زندگی میں نجات نہیں پائیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا : بلکہ آپ اس حقیقت سے بھی لوگوں کو آشنا کرائیں کہ جب ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو اس دن بھی ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے بعد ازاں انہیں ذلت ورسوائی سے ہمکنار کرتے ہوئے ان سے پوچھیں گے تمہارے سفارشی کہاں ہیں؟ جن کے بارے میں تم خیال کرتے تھے کہ اللہ کی عدالت میں وہ تمہاری سفارش کریں گے بلکہ تمہیں اللہ کا تقرب دلائیں گے اسلوب قرآن کا یہ انداز سرزنش کا حامل ہے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ : جب ان سے سوال کیا جائے گا اور حقائق ان کے سامنے ہونگے تو وہ شرک سے برأت کا اظہار کریں گے، ابن عباس کا قول ہے اللہ پاک مخلص قسم کے ایمان داروں کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دیں گے اللہ کی ذات کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کرے لیکن مشرک جب اس کیفیت کو ملاحظہ کریں گے تو وہ پکار اٹھیں گے کہ ہمارا پروردگار تو گناہوں پر قلم عفو پھیر رہا ہے آئیں ہم بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کریں کہ ہم نے بھی گناہ کئے تھے شرک تو نہیں کیا تھا ان کے اس معذرت خواہانہ انداز پر اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان لوگوں نے جب شرک کو چھپالیا ہے تو ان کی زبانوں کو مہر زدہ کر دیا جائے اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ انہوں نے شرک بھی کیا تھا اس دن مشرکین باور کریں گے کہ اللہ پاک کی ذات سے کسی بات کو چھپانا ممکن نہیں، ارشاد ربانی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا﴾ (النساء:۴۲) ''اس دن وہ لوگ محبوب جانیں گے جنہوں نے کفر کیا اور پیغمبر کی نافرمانی کی کاش زمین ان پر برابر کردی جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے''۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ارشاد نبوی ہے اللہ پاک اپنے ایک بندے سے ملاقات کریں گے اس کو مخاطب کر کے کہیں گے اے انسان! کیا میں نے تجھے عزت واکرام سے نہیں نوازا تھا؟ میں نے تیری بیوی کو زیور سے آراستہ نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تیرے لئے گھوڑوں اونٹوں کی سواری کی سہولت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سیادت کے منصب پر نہیں بٹھایا تھا؟ تو وہ شخص اثبات میں جواب دے گا، اے میرے پروردگار! بالکل صحیح ہے ضرور نوازا تھا، پھر اللہ اس سے اس بات کا جواب چاہیں گے کیا تیرا خیال تھا کہ تیری ملاقات مجھ سے ہونے والی ہے وہ نفی میں جواب دے گا اس کے اس جواب پر اللہ پاک اعلان کریں گے آج میں تجھے فراموش کر رہا ہوں جیسا کہ تو نے مجھے فراموش کیا اس کے بعد ایک دوسرے شخص کیساتھ اسی طرح کا مکالمہ ہوگا پھر ایک تیسرے شخص سے ملاقات ہوگی اس سے بھی سوالات کئے جائیں گے لیکن تیسرا شخص جواب دے گا، اے میرے پروردگار! میں تجھ پر تیری نازل کردہ کتاب پر تیرے پیغمبر پر ایمان لایا میں نماز ادا کرتا رہا، روزے رکھتا رہا، صدقہ خیرات کرتا رہا مزید استطاعت کے مطابق اچھے کام کرتا رہا ان کا تذکرہ کرے گا بعد ازاں اسے کہا جائے گا اب ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں وہ اس سوچ میں مستغرق ہو جائے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا چنانچہ اس کی زبان کو مہر زدہ کر دیا جائے گا اب وہ کلام نہ کر سکے گا پھر اس کے ران، گوشت، اور ہڈیوں کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس شخص کے اعمال کے بارے میں بتائیں؟ چنانچہ اس کی ران، گوشت اور ہڈیاں اس کی بدکرداریوں سے پردہ کشائی کریں گی دراصل یہ منافق انسان ہوگا جس سے اللہ پاک ناخوش تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد باب ا، صحیح ترمذی کتاب القیامہ باب ۶، قرطبی ج ۶ ص ۴۰۲)

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ : شرک کرنے والوں کو ان کے اس قول کے سبب جھوٹا کہا گیا ہے جب انہوں نے کہا ہم ان بتوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے تھے تاکہ یہ ہمیں اللہ کی ذات کے نزدیک لے جائیں جب کہ ان کا خیال محض خیال ہی تھا حقیقت سے بہت دور تھا اور ان کا یہ خیال نہ انہیں معذور بنائے گا نہ ان سے جھوٹ کی نفی ہوگی حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ جھوٹ ختم ہو کر رہ جائے گا اس سے انہیں ہرگز کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو آپ کی جانب کان لگاتا ہے اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھا ہے اور اگر وہ سب معجزات کو دیکھیں گے تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے ہاں آئیں گے تو آپ کے پاس جھگڑا کریں گے کفار کہیں گے نہیں ہے یہ مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔اور وہ اس کی متابعت سے روک رہے ہیں اور اس کی متابعت سے دور کر رہے ہیں اور تباہ و برباد نہیں کر رہے ہیں مگر خود کو اور وہ جانتے نہیں ہیں۔

لغوی تحقیق: اَکِنَّۃٌ کا واحد کِنَانٌ ہے جیسے اَسِنَّۃٌ کا واحد سِنَانٌ ہے، کِنَانٌ سے مقصود پردہ ہے اس کا مادہ اَلْکِنُّ ہے جس میں کسی چیز کو محفوظ رکھا جائے، چھپر اس کی جمع اَکْنَان ہے۔(مفردات امام راغب ج ۲ ص ۸۲۰)

بلاغت: ﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ﴾ میں صرف ایک حرف کی تبدیلی ہے جب کہ ان دونوں یعنی (ح ء) کے مخارج بھی قریب ہیں لیکن مفہوم ایک ہے۔(اعراب القرآن ج ۴ ص ۱۱۵)

تناسب: اس سے پہلے اللہ پاک نے آخرت میں کفار کی کیفیت کو بیان کیا ہے اور ان کے درمیان ہونے والے مکالمات اور اضطرابی کیفیت کا ذکر ہوا ہے کبھی وہ شرک کا انکار کرتے ہیں جب کہ اس کے بعد شرک کا اقرار بھی کرتے ہیں نیز جن شرکاء کو انہوں نے اللہ کے سفارشی قرار دیا اس پر انہیں ڈانٹ پلائی گئی اس کے بعد ان آیات میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن کے ایمان لانے سے ناامیدی ہو چکی ہے اس لئے کہ ایسی رکاوٹیں موجود ہیں جو انہیں ایمان قبول کرنے سے روک رہی ہیں اگرچہ کتنی ہی مسلسل آیات قرآنیہ ان کے سامنے کیوں نہ پیش کی جائیں ان سے انہیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا جب کہ ان کے دل پردوں میں ہیں اور ان کے کانوں میں ثقل ہے حق وصداقت کا ان سے گزر کر دلوں تک پہنچنا مشکل ہے۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کی خدمت میں ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث وغیرہ پہنچے انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن پاک سنا انہوں نے نضر بن حارث کو مخاطب کر کے پوچھا آپ بتائیں! محمد کیسی باتیں کر رہا ہے؟ اس نے بیت اللہ کی قسم اٹھا کر کہا، مجھے معلوم نہیں یہ کیا کہہ رہا ہے اس کی باتیں تو پہلے لوگوں کے واقعات ہیں اس پر آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔
(المراغی ج ۳ ص ۸۰)

تشریح: اے محمد ﷺ آپ کی قوم میں سے جو لوگ بتوں کو اپنا پروردگار سمجھ رہے ہیں جب وہ آپ سے قرآن پاک کی آیات سنتے ہیں اور جس توحید اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جانب آپ انہیں دعوت دے رہے ہیں وہ آپ کی باتوں کو سمجھتے نہیں ہیں نہ آپ کی باتوں کی جانب کانوں کو جھکاتے ہیں نہ غور و فکر کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ذکر کردہ دلائل ربوبیت اور الوہیت میں تدبر کریں وہ تو صرف آپ کی آواز سنتے ہیں اور آپ کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ پاک نے ان کے دلوں پر پردے لٹکا رکھے ہیں جب کہ ان کے کانوں میں آپ کی باتوں کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے ان میں بوجھ ہے وہ تو چارپایوں کی طرح ہیں جو آواز سنتے ہیں لیکن انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ انہیں کیا کہا جا رہا ہے اگر یہ لوگ ایسے دلائل کو بھی ملاحظہ کریں جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے سمجھدار لوگ اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور آپ کی نبوت کو سچا جانتے ہیں لیکن یہ لوگ اس کے باوجود بھی ان دلائل کی تصدیق نہیں کریں گے اور نہ اللہ پاک کی الوہیت کا اقرار کریں گے ان دلائل کو ملاحظہ کرنے کے بعد جب یہ لوگ آپ کے ہاں آئیں گے تو آپ سے مسلسل جھگڑتے رہیں گے آخر میں وہ کہیں گے یہ قرآن تو اقوام گذشتہ کی کہانیوں پر مشتمل ہے بلکہ خرافات کا مجموعہ ہے، مزید برآں مشرک لوگ مسلمانوں کے ساتھ جھگڑتے اور برملا کہتے جس جانور کو تم ذبح کرتے ہوا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناول کرتے ہو اور جس جانور کو اللہ موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے اس کو تناول نہیں کرتے ہو حالانکہ تم مدعی ہو کہ تم اوامر الٰہیہ کے پیروکار ہو۔ (طبری ج ۵ ص ۲۲۶)

وَهُمۡ يَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَ يَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ : مشرکینِ مکہ نہ صرف یہ کہ اللہ پاک کی آیات کی تکذیب کرتے تھے بلکہ لوگوں کو آپ ﷺ کی اطاعت سے روکتے تھے اور سبھی کو آپ سے دور رکھنے میں کوشاں رہتے تھے، ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ بالخصوص ابوطالب اور ان جیسے لوگ دیگر کفار کو روکتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے دور رہیں، اس کیساتھ ساتھ آپ کی باتوں سے بھی خود کو دور رکھیں لیکن اس طرح لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روک کر اور قرآن پاک سے روگردانی کا مشورہ دینے سے خود کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرا رہے ہیں اللہ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں ہے کہ وہ تباہی کی جانب جا رہے ہیں۔ (تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۲۸)

اگرچہ آیات مذکورہ سے مقصود تمام کفار ہیں جب کہ ابوطالب بالخصوص کفار کو روکتا تھا کہ وہ نبی ﷺ کو اذیت سے دوچار نہ کریں لیکن آپ ﷺ پر ایمان لانے سے محروم رہا۔

سیرت کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کعبہ مکرمہ کی جانب تشریف لے گئے آپ نے وہاں نفل نماز ادا فرمائی لیکن جب آپ نے نماز کا آغاز کیا تو ابوجہل ملعون نے کہا کون شخص اس شخص کی نماز میں خلل ڈال کر اس کی نماز کو فاسد کرے گا، فوراً ابن الزبعری نامی شخص اٹھا اس نے گوبر خون کو اٹھایا اس کو آپ کے چہرے اور آپ کے جسم مبارک پر تھیڑ دیا آپ نماز کی ادائیگی سے فارغ ہوئے اور اپنے چچا ابوطالب کے پاس پہنچے انہیں بتایا، میرے چچا آپ دیکھ سکتے ہیں میرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے ابوطالب نے پوچھا کس شخص نے اس بدکرداری کا مظاہرہ کیا ہے؟ آپ نے بتایا اس شخص کا نام عبداللہ ابن الزبعری ہے چنانچہ فی الفور ابوطالب کھڑا ہوا اپنے کندھے پر تلوار رکھی آپ کے ساتھ چل پڑا جب وہاں پہنچا، لوگوں نے ابوطالب کو دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے ابوطالب نے کہا اگر آپ میں سے کوئی شخص میری مخالفت کرتا ہوا میرے سامنے آ گیا تو میں اس پر تلوار کے ساتھ وار کر دوں گا ان کے اس جملہ سے تمام لوگ سہم کر بیٹھ گئے ابوطالب نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کس شخص سے آپ کو اذیت پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے عبداللہ بن زبعری کا نام لیا چنانچہ ابوطالب نے گوبر اور خون کے ساتھ ان سب کے چہرہ، داڑھی اور کپڑوں کو لتھیڑ دیا اس واقعہ پر آیت مبارکہ نازل ہوئی ابوطالب نے اس واقعہ پر چند اشعار کہے ان میں ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

وَاللّٰهِ لَن يَّصِلُوا اِلَيۡكَ بِجَمۡعِهِمۡ
حَتّٰى اُوَسَّدَ فِي التُّرَابِ دَفِيۡنَا

''اللہ کی قسم یہ سب لوگ اکٹھے ہو کر بھی آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے ہاں جب موت کے بعد مجھے مٹی میں دفن کر دیا جائے تو پھر ممکن ہے''

صحابہ اکرام نے استفسار کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ابوطالب کو آپ کے ساتھ تعاون کرنے سے فائدہ حاصل ہو سکے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے اس شخص کو تمام دوزخیوں سے ہلکا عذاب ہو گا اس کے پاؤں میں آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ جوش مارتا رہے گا، اس واقعہ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے آپ اسی طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۵۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۸، صحیح ترمذی کتاب صفۃ جہنم باب ۱۰، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ح ۱۶۸۰، مسند احمد ج ۱ ص ۲۹، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب احوال القیامہ باب ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے لا الہ الا اللہ کہنے کا مطالبہ کیا اگر آپ یہ کلمہ زبان سے کہہ دیں تو قیامت کے دن میں آپ کے لئے گواہی دوں گا لیکن ابوطالب قریش کی عار سے خوف زدہ ہوا، نتیجۃً اسے تمام دوزخیوں سے ہلکا عذاب ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اسکا دماغ جوش مارر ہا ہوگا، اس واقعہ پر آیت مبارکہ نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے: اے محمد (ﷺ)! آپ جس شخص کے بارے میں رغبت رکھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائے ضروری نہیں، ہاں! ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے۔

(قرطبی ج ٦ ص ٤٠٦، صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ٤٠، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ٩)

وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: اور (تو تعجب کرے گا) جب انہیں دیکھے گا جب انہیں (دوزخ کی) آگ کے پاس روک رکھا ہوگا تو وہ کہیں گے کاش ہمیں واپس کیا جائے اور ہم اپنے پروردگار کی آیات کی جھوٹ کی جانب نسبت نہیں کریں گے اور ہم مسلمانوں سے ہوں گے۔ بلکہ ان پر ظاہر ہو جائے گا اس چیز کا بدلہ جس کو وہ اس سے پہلے چھپاتے تھے (مقصود عقائد باطلہ ہیں) اور اگر انہیں واپس لوٹا بھی دیا جائے تو وہ دوبارہ وہی کام کریں گے جس سے انہیں روکا گیا تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور انہوں نے کہا (کوئی اور زندگی نہیں) مگر دنیا کی زندگی ہی ہے اور ہمیں اٹھایا نہیں جائے گا۔

لغوی تحقیق: بَدَا مادہ (ب د ء) ہے، بَدَا الشَّيْئُ ظاہر ہوئی، کھل کر سامنے آ گئی، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (الزمر: ٤٩) ''اور ان پر اللہ کی طرف سے امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہیں تھا'' بَدَءَ لِی فِی هٰذَا الْاَمْرِ بَدَاءٌ ''میری رائے بدل گئی'' اَلْبَدْوُ جنگل اور صحرا میں بودوباش رکھنا، دیہات، گاؤں اَلْبَادِيَةُ صحرا، جنگل بَادِیَ الرَّاْيِ نظر، بظاہر دیکھنے میں پہلی نظر میں معلوم ہو جانے والی حقیقت، قرآن حکیم ہے: ﴿وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْيِ﴾ (ھود: ٢٧) ''اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار وہی لوگ ہوتے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجہ کے ہیں'' اور ان کا ادنیٰ درجے کا ہونا ان کی وضع قطع سے ظاہر ہے یعنی ان کو دیکھتے ہی ان کے رذیل ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ (لسان القرآن ص ١٦٠)

بلاغت: آیت مذکورہ میں لَو کا جواب محذوف ہے اور وہ واضح ہے نیز عبارت اس کی تفصیل کو بیان کرنے سے قاصر ہے اسی طرح لفظ تَرٰی کا مفعول بھی محذوف ہے اس لئے کہ ظرف سے بعد والا جملہ اس پر دلالت کر رہا ہے، مقصود یہ ہے کہ جب تم انہیں دیکھو گے کہ وہ دوزخ کے کنارے پر کھڑے ہیں تو اتنا ہیبت ناک منظر ہوگا جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں اور ماضی کا صیغہ اس کے وقوع پذیر ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

فائدہ علمیہ: اِذ ظرفیہ ہے ماضی کے زمانے پر دلالت کرتا ہے جب کہ کبھی کبھی مستقبل زمانہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے ﴿اِذِ الْاَغْلَالُ فِی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعناقِهِم﴾ (مؤمن:۷۱) ''وہ مستقبل میں معلوم کریں گے جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے'' ذہن نشین کریں لازم کا شمار ظروف مبنیہ سے ہوتا ہے اور یہ مَبنِی عَلَی السُّکُون ہے محل کے لحاظ سے منصوب ہے کبھی مُضاف اِلیہ استعمال ہوتا ہے جیسے ﴿رَبَّنَالَاتُزِغ قُلُوبَنَابَعدَاِذهَدَیتَنَا﴾ (آل عمران:۸) اور کبھی مفعول بہ واقع ہوتا ہے جیسے ﴿وَاذکُرُوٓا اِذاَنتُم قَلِیلٌ﴾ (الانفال:۲۶) اور کبھی اس کے بعد والے جملہ کو حذف کردیا جاتا ہے اور اس کے بدلے میں تنوین عوض آتی ہے جیسے ﴿فَلَولَآاِذَابَلَغَتِ الحُلقُومَ٥وَاَنتُم حِینَئِذٍتَنظُرُونَ﴾ (الواقعہ:۸۳۔۸۴) یعنی وَاَنتُم حِینَ اِذَابَلَغَتِ الرُّوحُ الحُلقُومَ تَنظُرُونَ یعنی روح حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔ (اعراب القرآن ج۴ ص۱۱۸)

تشریح: اس سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ایک گروہ کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ وہ اپنے کانوں کو قرآن پاک کے سننے کے لئے جھکاتے ہیں جب کہ ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ دلوں پر تقلید کے پردے چھائے ہوئے ہیں اور کسی نئی بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں وہ حقیقت میں سنتے ہی نہیں ہیں جبکہ ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے معاملات کو بیان کیا ہے جو قیامت کے دن وقوع پذیر ہوں گے اس دوران وہ آرزو کریں گے کہ کاش انہیں دنیوی زندگی کی جانب بھیج دیا جائے تاکہ وہ اعمال صالحہ کریں اور صحیح مومن بن جائیں اللہ پاک نے انہیں جھٹلاتے ہوئے کہا ہے کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا گیا تو جس طرح وہ پہلے زندگی گزارتے رہے اسی طرح وہ اب بھی منہیات کا ارتکاب کرتے رہیں گے دراصل ان میں ایمان کی استعداد مفقود ہے اور ان کی حالت اتنی بگڑ چکی ہے کہ اگر پردوں کو اتار دیا جائے اور گھبراہٹ ناک مناظر کو بھی دیکھ پائیں تب بھی ان پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

مختصر یہ کہ جب وہ اپنی کوتاہیوں کے باعث سختیوں کا مشاہدہ کریں گے تو وہ دنیوی زندگی کی جانب لوٹنے کی آرزو اس لئے کریں گے تاکہ وہ سابقہ کوتاہیوں کو دور کریں، اعمال صالحہ کریں جب کہ ان کو دوبارہ دنیوی زندگی کی جانب بھیجنا ناممکن ہے بہرحال ان کی آرزوئیں وقوع پذیر نہ ہوسکیں گی، ظاہر ہے ناممکن بات کی آرزو کرنا بھی کسی حد تک درست ہوتا ہے۔

دراصل ان کے کفر اور بداعمالیوں کے سبب ان کا خوفناک انجام ان کے سامنے وقوع پذیر ہوگا تو وہ چیخ و پکار کریں گے اور آرزو کریں گے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے جب کہ وہ شخص موت کی آرزو کرتا ہے جس کو بیماری نے ناکارہ بنادیا ہے اور لاعلاج بیماری نے اس کو انتہائی لاغر کردیا ہے۔

مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں جب قیامت کا دن وقوع پذیر ہوگا اور پوشیدہ معاملات سامنے آجائیں گے کوئی چیز چھپی نہ ہوگی ہر شخص کے اعضاء اور جوارح اس کے غلط کردار کی گواہی دیں گے بلکہ برے اعمال متمثل ہوکر سامنے آجائیں گے ان کے اعمال ناموں میں ان کے صغائر، کبائر سبھی گناہ تحریر ہوں گے ان کی زندگی کی پوری فلم ان کے سامنے ہوگی کوئی ایک پارٹ (PART) بھی غائب نہ ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿یَومَئِذٍ تُعرَضُونَ لَا تَخفٰی مِنکُم خَافِیَةٌ﴾ (الحاقۃ:۱۸) ''اس دن تمہیں پیش ہونا ہوگا تمہاری کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی'' جب ان کی پوری زندگی کی فلم ان کے سامنے ہوگی تو اللہ پاک کی ذات سے کیسے پوشیدہ ہوسکتی ہے بلکہ وہ خود اپنی بداعمالیوں کو دیکھ کر نادم ہوں گے لیکن اس وقت ندامت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا، دراصل جس گناہ کو انسان بار بار کرتا ہے اس سے تائب ہونا اور باز رہنا آسان نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور کریں ایک شرابی اور جوئے باز جب اپنے رفقاء شرابیوں اور جوئے بازوں کی کیفیات کو ملاحظہ کرتے ہیں جب کہ بدبختی نے انہیں معاشرہ میں ذلیل وخوار کر دیا ہے وہ ان کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھنے کے بعد پشیمان ہوتے ہیں تو بہ کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ اب دوبارہ ان برے کاموں کے ہم نزدیک نہیں جائیں گے لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ وہ توبہ شکنی کرتے ہوئے دوبارہ ان بری خصلتوں میں منہمک ہو جاتے ہیں ان کی زبان پر یہ جملہ ہوتا ہے کہ بس اصل زندگی دنیا کی ہی زندگی ہے آخرت کی زندگی کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ثواب عقاب کی باتیں افسانوی ہیں۔ (المراغی ج۳ص۸۵)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور (آپ تعجب کریں گے) جب آپ دیکھیں گے جس وقت وہ اپنے پروردگار کے حضور روکے ہوئے ہوں گے، اللہ فرمائے گا کیا یہ صحیح نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بالکل درست ہے ہمارے پروردگار کی قسم! ، اللہ حکم دے گا کہ تم عذاب چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس اچانک قیامت آئے گی تو وہ کہیں گے ہائے افسوس! جب ہم نے قیامت کے بارے میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھوں کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوں گے، خبردار! بہت بُرا ہے جو وہ بوجھ اٹھائیں گے۔ اور دنیوی زندگی نہیں ہے مگر کھیل کود ہے اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیز گار ہیں، تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟

لغوی تحقیق: اَلسَّاعَۃُ تھوڑا سا وقت معین، بعد ازاں اس کا اطلاق اس وقت پر ہوتا ہے جب دنیوی زندگی ختم ہو جائے گی اور عالم ٹوٹ پھوٹ جائے گا، لوگوں کو حشر کے میدان میں جمع کیا جائے گا اور محاسبہ ہوگا قیامت کا نام اَلسَّاعَۃُ اسی لئے ہے کہ اس دن حساب بہت جلد ہوگا، گویا کہ وہ ایک ساعت ہے، بَغْتَۃً اچانک، جب کوئی چیز غیر شعوری طور پر فوراً وقوع پذیر ہو جائے، اَلْحَسْرَۃُ فوت شدہ چیز پر غم کرنا اور نادم ہونا گویا کہ جس شخص کو افسوس لاحق ہوا ہے اس سے جہالت دور ہو گئی جس نے اس کو ایسے کام کے کرنے پر مجبور کیا تھا، اَلتَّفْرِیْط جو شخص کوشش کرنے پر قادر تھا اس سے کوتاہی کا صادر ہونا، اسی سے اَلْفَرَطُ اور اَلْفَارِطُ کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو رفقاء سے پہلے پہنچتا ہے تاکہ ان کیلئے پانی وغیرہ مہیا کرے، اَوْزَارٌ کا واحد وِزْرٌ ہے بھاری بوجھ کو کہا جاتا ہے، پھر گناہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے گویا کہ وہ گناہ کا بوجھ اٹھا رہا ہے۔ (المراغی ج۳ص۸۶)

تناسب: اللہ پاک نے گذشتہ آیات میں ذکر کیا کہ کفار قیامت کے منکر ہیں اس کے بعد آخرت میں تمام پردے زائل ہو جائیں گے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرم لوگ اپنی کوتاہیوں پر پشیمان ہوں گے، بعدازاں دنیا کی حقیقت کا ذکر کیا ہے، دنیا اور آخرت میں موازنہ کیا گیا ہے۔

تشریح: اگر تم ان گمراہ، تکذیب کرنے والوں کو دیکھ پاؤ جب فرشتے انہیں حشر کے میدان میں کھڑا کریں گے جہاں ان کا پروردگار ان کا محاسبہ کرے گا تو وہ منظر نہایت گھبراہٹ ناک ہوگا اور حزن وملال کی ایسی کیفیت دیکھنے میں آئے گی جس کو بیان کرنا ممکن نہیں، وہ اپنے پروردگار کے دربار میں کھڑے ہوں گے فرشتوں نے انہیں روک رکھا ہوگا، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ (الصافات: ۲۴) ''انہیں ٹھہرائیں ان سے پرسش ہوگی'' ان کا معاملہ صرف اللہ پاک کے ہاتھ میں ہوگا کسی کو تصرف کا اختیار نہیں ہوگا، ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ط وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ (الانفطار: ۱۹) ''اس دن کوئی شخص دوسرے شخص کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا ہوگا اس دن سارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہوگا''۔

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ط قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا: اس وقت ان کا پروردگار ان سے مخاطب ہوگا کیا حساب کا یہ دن حق نہیں ہے؟ اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں، لیکن تم اس دن کا انکار کرتے تھے، وہ جواب دیں گے کیوں نہیں اس دن کے صحیح ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں وہ اپنے اقرار کو قسم اٹھاتے ہوئے پختہ کریں گے، مزید برآں اپنے بارے میں گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ: اللہ پاک فرمائیں گے تم عذاب کا مزہ چکھو جب کہ تم عذاب کا انکار کیا کرتے تھے اور تم نے کفر کو اختیار کر رکھا تھا اسے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ: بلاشبہ کفار خسارے میں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا جبکہ ایمان دار دنیا میں اللہ کے انعامات کا شکریہ ادا کرتے رہے اور مصیبت کے وقت صبر کرتے رہے اور ایمان کی دولت کے باعث آخرت میں ان کا محاسبہ آسان رہا اور عظیم ثواب سے شاد کام ہوئے، اللہ کی رضا سے انہیں خوشی ہوئی جو بہت بڑی نعمت ہے جبکہ قیامت کے وقوع کا انکار فطرت انسانیہ میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور گناہ کی زندگی میں مزید کشش رونما ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد کہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں اس نظریہ کے سبب کفار کی کوششیں دنیوی لذات کے حصول میں بند رہتی ہیں، جاہ وجلال کا حصول، حکومت کا حصول اور زمین پر خود کو دوسرے لوگوں سے اونچا گردانتے ہوئے انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنانا ہے، ظاہر ہے کہ اس قسم کے لوگ شیاطین سے بھی برے ہیں۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ: دنیوی زندگی کے بارے میں کفار کا یہ کہنا کہ اس زندگی کے علاوہ کوئی زندگی نہیں ظاہر ہے اس دنیا میں کچھ ایسے اعمال ہیں جن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا جیسے بچوں کا کھیل ہے کچھ ایسے اعمال ہیں جن کے فوائد جلد ہی میسر آجاتے ہیں، جیسے کھیل کود کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ غم دور ہوتا ہے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے بعض حکماء کا قول ہے کہ دنیوی تمام لذات سلبی ہیں یعنی ان سے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے چنانچہ کھانے کی لذت بھوک کی تکلیف کو دور کرتی ہے اور پانی کی لذت سے پیاس کا ازالہ ہوتا ہے۔

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ: آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو کفر اور نافرمانیوں سے بچاؤ رکھتے ہیں اس لئے کہ آخرت کی لذات جہاں مصائب اور تکالیف سے خالی ہیں وہاں ان میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ ان کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا، جب کہ مشرک لوگ جو قیامت کے وقوع کا انکار کرتے ہیں انہیں اس دنیا میں کچھ حصہ نہیں ملتا البتہ جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ کھیل کود سے زیادہ نہیں اس لئے کہ ان کی مدت کم ہے یا صرف ان سے ذہنی تکدر اور غم کافور ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اخروی نعمتیں دنیوی نعمتوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں چنانچہ بدنی نعمتیں دنیوی نعمتوں سے ذاتی طور پر اور ہمیشگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لحاظ سے بہت اعلیٰ اور اکمل ہیں پھر ان نعمتوں میں تکالیف کا شائبہ تک نہیں ہے کسی بیماری وغیرہ کا کچھ دخل نہیں بلکہ روحانی فوائد اللہ پاک کی ملاقات، دیدار الٰہی، اللہ کی خوشنودی بالخصوص اللہ کی ذات کی کمال درجہ معرفت جس کا بیان نہایت مشکل ہے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ : کیا تم غفلت میں ہو کہ دنیوی زندگی تو کھیل کود ہے؟ تم دیکھتے ہو کوئی شخص فوت ہو رہا ہوتا ہے اور کوئی شخص مصائب کی زد میں ہوتا ہے جبکہ بعض لوگ مالی پریشانیوں میں جکڑے ہوتے ہیں ان سب حوادثات کا تقاضا ہے کہ دنیا کی جانب میلان نہ ہو، ظاہر ہے کہ دنیوی معاملات ایک ایسی ذات کے تصرف میں ہیں جس ذات کی عبادت تمام مخلوق کے لئے لازم ہے دنیوی نظام کی تدبیر میں اس کے ساتھ ہرگز کوئی شریک نہیں اس لئے اسی کی عبادت اور اطاعت اخلاص کے ساتھ کی جائے۔ (المراغی ج ۳ ص ۸۹)

قَدۡ نَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَيَحۡزُنُكَ الَّذِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ لَا يُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰٓى اَتٰٮهُمۡ نَصۡرُنَا‌ ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَكَ مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِىَ نَفَقًا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاۡتِيَهُمۡ بِاٰيَةٍ‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَى الۡهُدٰى فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ تجھے غمگین کر رہی ہے وہ بات جو وہ کہتے ہیں پس اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ تجھے جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں جبکہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔ اور بلاشبہ آپ سے پہلے پیغمبروں کو جھوٹا کہا گیا پس انہوں نے اپنی تکذیب پر صبر کیا اور انہیں تکالیف میں مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آئی اور اللہ کے وعدوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا بیشک آپ کے پاس بعض پیغمبروں کی خبریں آئی ہیں۔ اور اگر آپ پر ان کی روگردانی دشوار گزر رہی ہے پس اگر آپ سے ہو سکتا ہے کہ آپ زمین میں کوئی سرنگ تلاش کریں یا آسمان کی طرف سیڑھی لگائیں اور آپ ان کے پاس کوئی معجزہ لے کر آئیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو ہدایت پر اکٹھا کر دیتا پس آپ جاہلوں سے نہ ہوں۔

لغوی تحقیق: اَلۡحُزۡنُ اس تکلیف کو کہتے ہیں جو کسی محبوب کی جدائی کے سبب انسان کو لاحق ہوتی ہے لیکن اس کا علاج تو صبر کرنا ہے خنساء شاعرہ اپنے بھائی کی وفات پر غم کے آنسو بہاتی ہوئی کہتی ہے ؎

وَلَوۡ لَا كَثۡرَةُ الۡبَاكِيۡنَ حَوۡلِيۡ عَلٰى اِخۡوَانِهِمۡ لَقَتَلۡتُ نَفۡسِيۡ

وَمَا يَبۡكُوۡنَ مِثۡلَ اَخِيۡ وَلٰكِنۡ اُسَلِّى النَّفۡسَ عَنۡهُ بِالتَّاَسِّىۡ

''اگر میرے اردگرد رونے والوں کی کثیر تعداد نہ ہوتی جو اپنے بھائیوں کی وفات پر رو رہے ہیں تو میں خود کو موت کے گھاٹ اتار لیتی، لیکن وہ میرے بھائی جیسے شخص پر نہیں رو رہے ہیں جب کہ میں اپنے نفس کو بھائی کی جدائی سے اپنے غم کو صبر دلا رہی ہوں''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَبُرَ : كَبُرَ عَلٰى فُلَانٍ الْاَمْرُ فلاں شخص پر واقعہ دشوار گزرا، اَلنَّفَقُ زمین میں سرنگ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، سُلَّمٌ سے مقصود سیڑھی ہے جس کے سبب بلندی کی جانب چڑھا جاتا ہے۔(المراغی ج۳ص۸۹)

شانِ نزول: اخنس بن شریق اور ابوجہل کی آپس میں ملاقات ہوئی تو اخنس بن شریق نے ابوجہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے ابوالحکم! مجھے محمد (ﷺ) کے بارے میں بتائیں کیا وہ سچا انسان ہے یا جھوٹا؟ اس وقت یہاں کوئی شخص موجود نہیں ہے جو میرے علاوہ تیری گفتگو کو سنتا ہو، اس پر ابوجہل فوراً بول اٹھا! اس میں ہرگز شک کی گنجائش نہیں کہ محمد (ﷺ) تو سچا انسان ہے اس نے کبھی جھوٹ نہیں کہا، البتہ میری بات غور سے سنئے، جب جھنڈا، آب زم زم، بیت اللہ کی دربانی، مجلس شوریٰ اور نبوت کے اعزازات بنوقصی کو حاصل ہیں تو قریش کے دوسرے قبائل کو کونسا اعزاز ملا ہے؟ ان کی اس گفتگو پر آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔(ابن جریر ج۵ص۲۴۰)

تشریح: علامہ ابن کثیرؒ وضاحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو صبر دلا رہے ہیں جب آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا اور زبردست مخالفت کی کہ یہ لوگ حق وصداقت کا انکار کر رہے ہیں ان کے دلوں میں آپ کے ساتھ دشمنی موجزن ہے وگرنہ آپ کی صداقت مخفی نہیں ہے، چنانچہ ابوجہل نے برملا کہا، اے محمد (ﷺ)! ہم آپ کو ہرگز جھوٹا نہیں سمجھتے ہیں البتہ جو آپ پیش کر رہے ہیں اس کو سچا نہیں جانتے ہیں۔(ابن کثیر ج۲ص۲۰۸)

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ : اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اس جانب متوجہ کیا ہے کہ آپ اپنے سے پہلے پیغمبروں کی اقتدا کریں جس طرح انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف:۳۵) ''پس آپ صبر کا مظاہرہ کریں جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے مظاہرہ کیا'' تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ دیگر لوگوں کو اسوہ بناتے ہوئے مصائب کا جھیلنا آسان ہو جاتا ہے نیز آپ ﷺ کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر غلبہ عطا کریں گے جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئ الْمُرْسَلِيْنَ : آپ کو پیغمبروں کے کوائف کا علم ہے کہ جب ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی تو پیغمبروں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ پاک نے ان کی مدد کی۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ : مشرکین آپ ﷺ سے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے آپ آرزومند تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے بعض مطالبات کے پیش نظر ان کو معجزات دکھا دے تو شاید وہ اسلام قبول کر لیں، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ وضاحت فرما رہے ہیں کہ اگر ان کا اعراض آپ پر دشوار گزر رہا ہے تو اگر آپ میں استطاعت ہے کہ آپ زمین میں سرنگ لگائیں گہرائی میں جا کر یا آسمان کی جانب سیڑھی لگا کر فضا میں بلند ہوتے ہوئے انہیں کوئی محیر العقول واقعہ دکھائیں مثلاً آپ اس پتھریلی زمین میں پانی کا چشمہ نکال دکھائیں یا آسمان کی جانب چڑھتے ہی جائیں پھر بھی یہ لوگ آپ کو سچا تسلیم نہیں کریں گے ان سب مطالبات پر آپ کا جواب صرف یہ ہو: ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء:۹۳) ''میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف انسان ہوں البتہ اللہ نے مجھے منصب رسالت سے نوازا ہے'' انسان ہونے کے لحاظ سے کسی انسان میں ہرگز طاقت نہیں کہ وہ تمہارے مطالبات کو پورا کر سکے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى : اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا لیکن اللہ نے چاہا ان میں اختلاف رہے تو اللہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون ہے اس میں تبدیلی ممکن نہیں آپ ان کے ایمان لانے پر اس قدر حریص نہ ہوں کہ ان کے مطالبات کو پورا کرنے کیلئے آپ فکر مند رہیں اس طرح آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی سنتوں سے غافل ہوتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيلًا﴾ (الاحزاب:٦٢، فاطر:٤٣، فتح:٢٣) ''ہرگز اللہ کی سنت میں تبدیلی ممکن نہیں''۔ (المراغی ج۳ص۹۴)

اِنَّمَا يَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ يَسۡمَعُوۡنَ‌ؕ وَالۡمَوۡتٰى يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ﴿۳۶﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ‌ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنۡ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا طٰۤـئِرٍ يَّطِيۡرُ بِجَنَاحَيۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُكُمۡ‌ؕ مَا فَرَّطۡنَا فِى الۡـكِتٰبِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمۡ يُحۡشَرُوۡنَ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكۡمٌ فِى الظُّلُمٰتِ‌ؕ مَنۡ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضۡلِلۡهُ‌ؕ وَمَنۡ يَّشَاۡ يَجۡعَلۡهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴿۳۹﴾

ترجمہ: بے شک وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور کفار کو اللہ اٹھائے گا پھر اللہ ہی کی جانب لوٹائے جائیں گے۔ اور انہوں نے کہا کیوں نہیں پیغمبر پر اتارا گیا ہے کوئی نشان اس کے پروردگار کی جانب سے، آپ کہیں بے شک اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی نشانی کو اتارے لیکن ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اور نہیں ہے کوئی جانور زمین میں اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے دونوں پروں کے ساتھ اڑتا ہے مگر وہ تمہاری طرح جماعت ہیں، ہم نے لوح محفوظ میں کسی چیز کو چھوڑا نہیں ہے پھر اپنے پروردگار کی جانب اٹھائے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر رکھتا ہے۔

لغوی تحقیق: دَآبَّةٍ مادہ (د ب ب) ہے اَلدَّبِيۡبُ آہستہ چلنا، دَآبَّةٌ کا اطلاق انسان پر بھی ہوتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَاتَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ﴾ (فاطر:۴۵) ''اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر ایک چلنے پھرنے والے کو بھی نہ چھوڑتا'' کی تفسیر میں ابو عبیدہؒ نے کہا ہے کہ یہاں دَآبَّةٌ سے خاص کر انسان مراد ہے مگر اسے عموم پر رکھنا اولیٰ ہے۔ (مفردات امام راغب ج۱ص۲۹۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت پر اکٹھا کر دیتا لیکن اللہ کی مشیت نے ایسا نہ چاہا اور نہ انہیں مجبور کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مشیت انسانوں کے بارے میں متقاضی ہوئی کہ وہ استعداد میں ایک دوسرے سے الگ ہوں اپنے اختیار کے ساتھ ان کی سرگرمیاں جاری رہیں چنانچہ کچھ لوگ ہدایت کی راہ کو پسند کرتے ہیں جب کہ کچھ لوگ گمراہی کو پسند کرتے ہیں، بعد ازاں وضاحت کی کہ وہ لوگ ہدایت کو قبول کرتے ہیں جو آیات مبارکہ میں غور و فکر کرتے ہیں اور جو دلائل ان کے کانوں تک رسائی حاصل کر پاتے ہیں ان پر غور و فکر کرتے ہیں جب کہ گمراہی کو پسند کرنے والے وہ آیات مبارکہ کو سنتے ہی نہیں ہیں نہ ان کا ملاحظہ کرتے ہیں گویا کہ وہ مُردے ہیں۔ (المنار ج۷ص۳۸۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! آپ کی باتوں کو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو اللہ کا کلام سنتے ہیں اس کے سمجھنے پر غور وفکر کرتے ہیں جب انہیں حق وصداقت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو ان کا یقین مضبوط ہو جاتا ہے جب کہ کچھ لوگ سنتے ہیں لیکن قبولیت کے انداز کے ساتھ نہیں سنتے جیسا کہ وہ مقلدین جن کے دل و دماغ پر جمود طاری ہوتا ہے بلکہ از رہ استکبار اور انکار کے ان کی کیفیت ہوتی ہے اس قماش کے لوگ دلوں کے لحاظ سے مردہ ہیں وہ سنتے ہی نہیں ہیں۔

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ: ان کے دل مردہ ہیں جو آیات پر غور وفکر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ انہیں قبروں سے اٹھا کر حشر کے میدان میں لے جائے گا پھر وہاں سے ان کی قبروں میں انہیں پہنچا دیا جائے گا وہاں اپنے اعمال کی سزا میں رہیں گے، کلام کے سیاق و سباق سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ **الموتی** سے مقصود ایسے کفار ہیں جو کفر میں راسخ تھے جن کے دل مہر زدہ تھے جو آیات کو سنتے ہی نہیں یا ان کے مفہوم کو سمجھتے نہیں ہیں ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ (النمل:۸۰) ''بلاشبہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہرے لوگوں کو بھی اپنی پکار نہیں سنا سکتے جب وہ پیٹھ پھیر کر روگردانی کریں''

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ: جو لوگ خود پر ظلم کرتے ہیں جو اپنے پروردگار کی نازل کردہ آیات کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبر سے دشمنی رکھتے ہیں انہوں نے زوردار انداز میں کہا اس شخص پر اس کے پروردگار کی جانب سے ایسی نشانی کیوں نہیں اتاری جا رہی جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں؟ اور جس کو ہم نے اپنے ایمان لانے کی شرط قرار دیا ہے۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً: اے پیغمبر (ﷺ)! آپ انہیں آگاہ کر دیں بلاشبہ اللہ کی ذات اس پر قادر ہے کہ ان کے مطالبہ کے مطابق نشانی نازل فرمائے اگر حکمت الٰہیہ اس کے اتارنے کی متقاضی ہو نہ ایسا مطالبہ جس کا تعلق ان کی شہوت سے ہو کہ اللہ کے پیغمبر کو اس کے پیش کرنے سے عاجز ظاہر کرنا مقصود ہو جب کہ اللہ کا عادلانہ نظام اس حقیقت کو اجاگر کر رہا ہے کہ اسلام کے معاندین جو مطالبات پیش کرتے ہیں ان کا پورا کرنا کسی بھی امت کی ہدایت کا سبب نہیں بنا ہے بلکہ ایسا مطالبہ تو ان لوگوں کی سزا کا متقاضی ہوا ہے جو پیغمبروں کو اپنے مطالبات کے پیش نظر عاجز و درماندہ دیکھنا چاہتے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مطالبہ کرنے والوں کا استیصال کر دیا گویا کہ ان کا مطالبہ ان کے حق میں بہتر ثابت نہ ہوا بلکہ ان کی بربادی کا نشان بنا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ کے فیصلوں میں ان کی حکمت سے ناآشنا ہیں، آپ سے ان کے مطالبہ کا اصل مقصد اللہ کے پیغمبر کو عاجز و درماندہ بنانا مقصود تھا ورنہ اس کا تو تصور بھی ممکن نہیں کہ وہ آپ کی سچائی معلوم کرنے کی جانب قدم زن تھے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ (القمر:۲) ''اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ پائیں تو روگردانی کریں گے اور کہیں گے یہ تو جادو کا عمل ہے''۔

(المراغی ج۳ ص۹۶)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ: جو جانور زمین پر چلتے ہیں اور جو پرندے فضا میں پرواز کرتے ہیں وہ تمہارے مماثل ہیں چنانچہ حیوانات کی طبیعت کے بارے میں متخصصین (SPACIALIST) ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ جس طرح انسان آپس میں جنگ وجدال کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں بھی باہم تصادم سے باز نہیں رہتے، چنانچہ تصادم میں غالب آنے والا شکست خوردہ کو اپنا غلام بنا لیتا ہے اسی لئے بعض اوقات بعض حیوانات اور پرندوں کا شکار ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے جب کہ شکار پر پابندی نہ لگانے سے یہ خدشہ برابر کار فرما رہتا ہے کہ کہیں اس کی نسل کا خاتمہ نہ ہو جائے، آیت مبارکہ میں زمینی جانوروں کا تذکرہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ ان کو سبھی لوگ جانتے ہیں جب کہ آسمانی جانوروں کا بھی تذکرہ ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ﴾ (الشوریٰ:۲۹) ''اور اس کی علامات سے آسمانوں، زمین کی تخلیق ہے نیز جو جانور ان میں پھیلائے ہیں اور اللہ جب چاہے گا ان کو اکٹھا کرنے پر قادر ہے'' دراصل یہ جانور ایسے ہیں جن کا شمار غیبی جانوروں سے ہوتا ہے جن کو سائنسی علوم نے بتایا ہے، علماء فلکیات نے انکشاف کیا کہ مریخ سیارہ میں پانی اور سبزہ پایا جاتا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس میں حیوانات بھی ہیں وہاں نہریں آبشاریں وادیاں اور پہاڑ وغیرہ بھی ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ : کتاب سے مقصود لوح محفوظ ہے جس میں مخلوق کی تقادیر کا تذکرہ ہے جو زمانہ ماضی، حال اور مستقبل کے احوال پر مشتمل ہے پھر ان پر موت طاری ہوگی چنانچہ يُحْشَرُوْنَ سے مقصود موت ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا : کفار جنہوں نے ہماری آیات مبارکہ کی تکذیب کی وہ بہرے ہیں حق وصداقت کی دعوت کو سنتے نہیں ہیں وہ حق کی بات کرنے سے عاجز ہیں وہ تو وثنیت، جاہلیت اور تقلید کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں رہتے ہیں، جس شخص کو اللہ گمراہ کرنا چاہتا ہے اسے گمراہ کر دیتا ہے جیسا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو محبوب سمجھ کر اس کو اختیار کیا۔

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ : جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازنا چاہتا ہے اسے صراط مستقیم پر گامزن رکھتا ہے اسے توفیق عطا فرماتا ہے۔ (المراغی ج۳ص۹۹)

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: آپ کہیں! کیا تم دیکھتے ہو اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت قائم ہو جائے، کیا اللہ کے سوا کو تم پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ (نہیں) بلکہ خاص اسی کو تم پکارو گے تو اللہ دور کر دیتا ہے جس کے (دور کرنے) کی تم دعا کرتے ہو اگر وہ چاہتا ہے اور تم اس چیز کو فراموش کر دیتے ہو جس کو تم شریک بناتے تھے۔ اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے امتوں کی جانب بھیجے پھر ہم نے انہیں معیشت کی تنگی اور بیماری میں پکڑا تاکہ وہ عجز وزاری کریں۔ پس انہوں نے کیوں نہ عجز وزاری کا اظہار کیا جب کہ ان کے پاس ہمارا عذاب آیا لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کی (نظر میں) ان کاموں کو مزین بنایا جن کو وہ کیا کرتے تھے۔ پس جب انہوں نے اس چیز کو فراموش کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس چیز سے خوش ہوئے ہیں جو انہیں دی گئی تھی تو ہم نے انہیں اچانک پکڑا پھر وہ ناامید ہو گئے۔ چنانچہ ظالموں کی بیخ کنی کر دی گئی اور اللہ ہی کی تعریف ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

لغوی تحقیق: مُبلِسُون ناامید لوگ، مادہ (ب ل س) ہے، یہ ابلیس شیطان کا وصفی نام ہے یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا اور اللہ کے بندوں میں مایوسی پھیلانے والا، ابلیس یا شیطان کون ہے؟ کیا ایک شخصیت کا نام ہے؟ جسے برائی اور شر کو پھیلانے کے بے پناہ اختیارات حاصل ہیں یا یہ ان داخلی ونفسیاتی یا خارجی وبیرونی محرکات شر سے تعبیر ہے جن کی بدولت خیر وخوبی کا آگے بڑھنا اور نکھرنا ہے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ذیل کی وضاحت پر غور کریں:۔

قرآن پاک میں شیطان کا ذکر دو توع کے سیاق میں ہوا ہے، ایک تو اس سیاق میں کہ انسان اس دنیا میں اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے اور اس کی ذہنی اخلاقی اور تہذیبی برتری اور عظمت کا یہ عالم ہے کہ عالم ملکوت بھی اس کے آگے سجدہ کناں ہے اور بجز شیطان اور شر کی قوتوں کے، اور کوئی لہٰی ہستی نہیں جو اس کے مرتبہ ومقام کا انکار کر سکے چنانچہ جب عالم ارواح میں فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ آدم علیہ السلام کے اس مقام کو تسلیم کریں تو بجز شیطان کے سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔

دوسرے اس سیاق میں کہ حضرت انسان جب خیر وخوبی اور اقدار عالیہ کے حصول میں تگ ودو کرتا ہے تو شیطان طرح طرح کی وسوسہ اندازی سے کام لیتا ہے اور نہیں چاہتا کہ انسان اپنے رب کی بندگی وعبودیت کی منزلیں طے کر کے اس کے حریم قدس تک رسائی حاصل کر سکے، دوسرے لفظوں میں قرآن حکیم میں آدم وشیطان کا قصہ ہبوط وانحطاط اور انسانیت کے زوال ومحرومی کا قصہ نہیں جیسا کہ بائبل میں ہے بلکہ عظمت انسانی اور مقام انسانیت کی برتری وتفوق کا قصہ ہے اور اس نفسیاتی حقیقت کا اظہار ہے کہ ہدایت و تقویٰ سے بہرہ مندی اور تکمیل وارتقاءِ انسانی کی راہ آسان، سیدھی اور ہموار نہیں اس میں خواہشات نفسانی کے پیچ وخم بھی آتے ہیں جنہیں عبور کرنا اس کے فرائض منصبی میں داخل ہے، مزید تفصیل کے لئے ((لسان القرآن ص ۲۲۲)) دیکھئے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ آگاہ فرما رہے ہیں کہ وہ اپنے ارادہ کے مطابق کام کرنے والا ہے کائنات میں اپنی مشیت کے مطابق تصرف کرنے والا ہے اس کے فیصلوں کو کوئی ختم نہیں کر سکتا بلکہ اللہ پاک کی ذات ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسی ذات ہے کہ جب کوئی شخص اس کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے تو وہ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے، آپ بتائیں! اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آن پہنچے یا قیامت وقوع پذیر ہو جائے تو اگر تم سچے ہو تو اللہ کے سوا سے طلب کرو لیکن تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے سوا سے کچھ طلب نہیں کرو گے اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ اللہ کی ذات کے علاوہ اس کے ختم کرنے کی کسی میں قوت نہیں ہے بلکہ تم اللہ کے سوا سے طلب نہیں کرو گے تو اللہ اگر چاہے گا تو تمہارے مقصود کو پورا کرے گا۔

بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ : ضرورت کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ کے غیر کو نہیں پکارنا ہے اور تمہارا تعلق تمہارے بتوں سے نہیں رہنا چاہیے بلکہ تم نے صرف اسی کو پکارنا ہے وہی ایک ذات ہے جس کو تم پکارو گے تو اگر وہ چاہے گا تو تمہارے مصائب کو دور کر دے گا اس کیساتھ ساتھ تم نے ان بتوں کو بالکل فراموش کرنا ہو گا ان کو ہرگز نہیں پکارنا ہو گا وہ تو خود کمزور اور حقیر ہیں تمہیں ان سے ناامید ہونا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ : آپ سے پہلے ہم نے امتوں کی جانب پیغمبر بھیجے انہوں نے ان کو ایمان، توحید اور اللہ کی عبادت کا حکم دیا لیکن انہوں نے کفر اختیار کیا ان احکام کی نافرمانی کی تو ہم نے ان پر مصائب کو نازل کیا، انہیں بھوک اور جنگ وجدال کے بھنور میں پھنسا دیا اور مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ نہایت تذلل اور مسکنت کی کیفیت میں ہماری بارگاہ میں پہنچیں، کفر کے بعد توحید کی دولت سے مالا مال ہوں اور نافرمانی کے بعد اللہ کی اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہوں لیکن انہوں نے ہمارا حکم تسلیم نہ کیا تو اللہ پاک نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے آگاہ کیا۔

فَلَوۡلَآ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَا تَضَرَّعُوۡا : انہوں نے کیوں نہ آہ وزاری کرتے ہوئے ہمارے دروازہ پر دستک دی، البتہ اس کے برعکس ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے شرک کو ان کی نظر میں مستحسن قرار دیا تو جب انہوں نے پیغمبروں کی تعلیمات کو فراموش کر دیا، انہوں نے نہ صرف یہ کہ تعلیمات کے مطابق خود کو نہ چلایا بلکہ روگردانی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خوشحالی کے تمام دروازوں کو کھول دیا تو خوشحالی کے سبب ان میں فخر و تکبر نے جنم لیا وہ اللہ پاک سے بغاوت پر اتر آئے تو ہم نے انہیں اچانک اپنی گرفت میں لے لیا انہیں شدید قسم کے عذاب سے دوچار کیا تو اس کے بعد مایوسی نے ان کے دامن کو تھام لیا پھر ان ظالموں کا عذاب الٰہی سے استیصال کیا گیا۔

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ : اللہ کی ذات حمد وثناء کی مستحق ہے جو اپنے دوستوں کو غلبہ عطا کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو تباہ و برباد کرتا ہے، اے پیغمبر ﷺ! آپ اپنی قوم کو ان تفصیلات سے آگاہ کریں شائد وہ رشد و ہدایت کو قبول کر کے انعامات الٰہیہ کے مستحق ہو جائیں۔

(ایسر التفاسیر ج ا ص ۶۰۶)

مسند احمد میں ارشاد نبوی ہے جب آپ (ﷺ) ملاحظہ کریں کہ اللہ پاک ایسے شخص کو جو نافرمانیوں میں مستغرق ہے اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا کر رہا ہے تو دراصل یہ استدراج ہے، اللہ پاک کی جانب سے ڈھیل ہے، آپ (ﷺ) نے اس فرمان کے بعد یہ آیت تلاوت کی: ﴿فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ﴾ جب انہوں نے نصیحتوں کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان کے لئے سبھی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ (ابن جریر طبری، مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۵ مشکوۃ تحقیق علامہ البانی کتاب الرقاق باب ۱)

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَخَذَ اللّٰهُ سَمۡعَكُمۡ وَاَبۡصَارَكُمۡ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ مَّنۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِهٖ‌ؕ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ ثُمَّ هُمۡ يَصۡدِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ بَغۡتَةً اَوۡ جَهۡرَةً هَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ‌ۚ فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الۡعَذَابُ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: آپ کہیں! خبر دو! اگر اللہ تمہارے کانوں اور تمہاری آنکھوں کو واپس لے لے اور تمہارے دلوں کو مہر زدہ کر دے اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ وہ اسے تمہیں عطا کرے؟ آپ غور کریں ہم کس طرح آیات کو بیان کرتے ہیں پھر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ روگردانی کرتے ہیں۔ آپ کہیں! بتلاؤ! اگر تمہارے ہاں اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا آجائے تو صرف ظالم لوگ ہلاک کیئے جائیں گے؟ اور ہم پیغمبروں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے، پس جو شخص ایمان لایا اور اس نے اچھے کام کیئے پس ان کے لئے کچھ ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ان کو ان کے فاسق ہونے کی وجہ سے عذاب پہنچے گا۔

تناسب: اس سے پہلے کائنات کے صانع کے وجود کی جانب دعوت دی جارہی تھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ وہ ذات قادر مطلق وحدہٗ لاشریک ہے، مزید برآں آخرالزمان پیغمبر کی رسالت کو ثابت کیا گیا ہے جب کہ اثبات کا انداز پہلے سے مختلف ہے۔

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ان مشرک لوگوں سے کہیں جو آپ کو جھوٹا کہہ رہے ہیں اور آپ نے ان کے سامنے جس توحید اور ہدایت کو پیش کیا ہے اسے بھی تسلیم نہیں کررہے ہیں، تم مجھے بتاؤ تمہارا معاملہ تمہارے خداؤں کے ساتھ کیا ہوگا جن کو تم پکارتے ہو اور جن کی سفارش کی تمہیں امید ہے اگر اللہ تمہاری قوت سماعت کو ختم کردے اور تمہاری بصارت کو بھی اچک لے اور تمہیں نابینا بنادے اور تمہارے دلوں کو مہر زدہ کردے اس وقت تمہاری کیفیت یہ ہوگی کہ تم میں کسی بات کے سننے کی طاقت نہیں ہوگی، تم بصارت کے مفقود ہونے کے بعد کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتے ہو اور تم اپنے نفع نقصان کی سمجھ سے بھی عاری ہو تم حق و باطل میں امتیاز کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے ہو تو اللہ کی ذات کے علاوہ کون خدا ہے جو تمہیں ان انعامات کا عطیہ دے؟ اور اگر جن کو تم نے اللہ کے علاوہ اپنا معبود تسلیم کیا ہے وہ صحیح طور پر معبود ہوتے تو وہ ضرور ان سلب شدہ نعمتوں کو تمہیں واپس دلاتے، لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ اللہ کی ذات کے علاوہ جن کو تم نے اپنا معبود بنایا ہے تو ان میں ہرگز یہ قوت نہیں ہے تو تم انہیں کیوں پکارتے ہو؟ یاد رکھو ان کو پکارنا ہی عبادت ہے جب کہ عبادت کے لائق صرف وہ ذات ہے جس میں قدرت کاملہ موجود ہو۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ: آپ غور کریں ہم کس انداز کے ساتھ ان کو سمجھانے کے لئے مختلف اسالیب اختیار کرتے ہیں، تمثیلات بیان کرتے ہیں، مختلف زاویوں کے ساتھ انہیں آگاہ کرتے ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں انابت الی اللہ کریں لیکن اس کے باوجود وہ تو اعراض پر ڈٹے ہوئے ہیں اور غور و فکر کے قریب بھی نہیں جاتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ: اے پیغمبر (ﷺ)! ان پر واضح کریں تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آن پہنچے جس طرح کا عذاب تم سے پہلے لوگوں پر اترا جنہوں نے احکام الٰہیہ کو جھٹلایا اور زبردست مخالفت پر اتر آئے، اللہ کا عذاب اچانک اتر آئے جب کہ تم غفلت میں ہو عذاب سے پہلے علامات کا ظہور نہ ہو جن سے تمہیں عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ ہو یا فوری طور پر اچانک اللہ کا عذاب نازل ہو جائے اور تم اس کا معائنہ کررہے ہو، تو آپ یقین کریں اللہ تعالیٰ کا عذاب تو ایسے لوگوں پر نازل ہوتا ہے جو ظالم ہوتے ہیں، شرک میں ملوث ہوتے ہیں اللہ کی دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں البتہ اللہ پاک اپنے پیغمبروں اور ان کے تابع داروں کو عذاب سے تحفظ عطا فرماتا ہے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ: ہم پیغمبروں کو محض اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ اطاعت کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور شرک پر اصرار کرنے والوں اور فساد فی الارض کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں تاکہ جو شخص خود کو تباہ کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے اس کے سامنے واضح دلیل ہو اور جو شخص ہمیشہ بہترین زندگی گزارنا چاہتا ہے اس کے سامنے بھی واضح دلیل ہو۔

فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ : جس شخص نے پیغمبروں کی تصدیق کی اور اعمال صالحہ کے ساتھ موصوف رہا وہ دنیوی عذاب سے محفوظ رہا نیز آخرت کے عذاب سے بھی اسے بچاؤ حاصل ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوۡمُكُمُ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۳)''انہیں بڑی گھبراہٹ سے غم لاحق نہیں ہوگا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ملاقات ہوگی (وہ ان سے ہم کلام ہوں گے) یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا''

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا : جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا جن کو ہمارے پیغمبروں نے ان کے سامنے پیش کیا تو کبھی انہیں دنیوی عذاب میں بھی مبتلا کر دیا جاتا ہے جب کہ آخرت کا عذاب ہمیشہ کا ہے۔ (المراغی ج۳ص۱۰۶)

قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ لَـيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ ؕ مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِكَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَتَطۡرُدَهُمۡ فَتَكُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لِّيَـقُوۡلُوۡۤا اَهٰٓؤُلَۤاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: آپ کہیں! میں تمہیں نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور (میں یہ بھی نہیں کہتا ہوں) کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میں بادشاہ ہوں، میں پیروی نہیں کرتا ہوں مگر اس چیز کی جس کی میری جانب وحی کی جاتی ہے، آپ کہیں کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے؟ تم غور وفکر کیوں نہیں کرتے ہو؟ اور قرآن کے ساتھ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جو ڈرتے ہیں اس دن سے کہ انہیں ان کے پروردگار کی جانب اکٹھا کیا جائے گا ان کیلئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ اور آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو اپنے پروردگار سے صبح اور شام مناجات کرتے ہیں اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں تجھ پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور تیرے حساب سے ان پر کچھ نہیں کہ تو انہیں دور کرے اس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔ اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کا بعض کے ساتھ امتحان کیا تاکہ وہ کہیں کیا یہ وہ جماعت ہے ہمارے درمیان سے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے؟ (ارشاد الٰہی ہے) کیا اللہ شکر کرنے والوں کو نہیں جانتا ہے؟

لغوی تحقیق: خزائن مادہ (خ ز ن) ہے مال وغیرہ جمع کرنا، خَزِنَ اللَّحۡمُ گوشت میں بو پیدا ہوگئی، گوشت کو اگر زیادہ دیر تک ذخیرہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اکثر اس میں بَد بو پیدا ہو جاتی ہے، ابن فارس نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ دراصل یہ لفظ مقلوب ہے، اصل میں خنِز تھا اس کا معنی بَد بودار ہونے کا ہے، خزانۃ جہاں چیزیں یا اموال جمع کئے جائیں، اَلْمَخزَنُ ذخیرہ کرنے کی جگہ۔ (لسان القرآن ص ۶۰۲)

بلاغت: اَعمٰی اور بَصِیر میں مطابقت ہے، اعمی سے مقصود گمراہ اور بصیر سے مقصود ہدایت یافتہ ہے اور استعارہ تصریحیہ ہے جب کہ مشبہ کا ذکر نہیں ہے اور مشبہ بہ کا ذکر ہے، نیز هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ میں استفہام انکاری ہے کہ جو شخص حقائق کو نہیں جانتا اور جو جانتا ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۱۵۵)

الغیب: جس کا علم لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو اس لئے کہ اس کے جاننے کے اسباب مفقود ہیں، غیب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) غیب حقیقی: وہ ہے جو تمام مخلوق سے پوشیدہ ہو بلکہ فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو جیسے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ۶۵) ''آپ اعلان کریں آسمان و زمین میں غیب کا علم صرف اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے''

(۲) غیب اضافی: جس کا علم بعض مخلوق سے پوشیدہ ہو جیسا کہ فرشتوں کو جن چیزوں کا علم ہے ان میں سے بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا علم انسان کو نہیں ہے البتہ جن علوم سے بعض انسان مطلع ہیں تو اسباب کی بنیاد پر وہ علم حاصل ہوتا ہے اس کو علم غیب میں داخل نہیں کیا جاسکتا جب کہ اکثر و بیشتر کو ان چیزوں کا علم نہیں ہے چنانچہ علم ریاضی کے ماہرین بعض مجہول دقیق باتوں کا علم رکھتے ہیں وہ آگاہ کرتے ہیں کہ سورج، چاند کو کب گرہن ہو گا ایک منٹ کا بھی فرق نہیں ہوتا ان کا علم قطعی ہوتا ہے اس طرح تار برقی اور ٹیلی فون کا نظام ہے جو اسباب کی بنیاد پر ہے یہ سب مصنوعات جدید ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۰۶)

تناسب: ان سے پہلے ذکر کردہ آیات میں دین اسلام کے ارکان اور عقائد کے اصولوں کا تذکرہ تھا، عقائد میں توحید اس کے ساتھ پیغمبروں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا تھا نیز مکافات عمل کا ذکر تھا اس کے بعد ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ پیغمبروں کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں لوگوں کے اوہام کو دور کیا گیا ہے آخرت کے دن میں جزا، سزا کا بیان ہے اس روز بادشاہت اور اختیارات صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے ہوں گے۔

شان نزول: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش کی ایک جماعت کا نبی ﷺ کی مجلس کے قریب سے گزر ہوا، اس وقت آپ کی خدمت میں صہیب، عمار، بلال، خباب اور دیگر کمزور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے قریش کی جماعت نے آپ ﷺ سے کہا آپ اپنی قوم میں سے ان لوگوں کی رفاقت پر قانع ہو گئے ہیں کیا عجیب مضحکہ خیز بات ہے کہ ہم میں سے ان پر اللہ نے احسان کیا اور ہم ان کے پیروکار کہلائیں ہم آپ سے کہتے ہیں آپ ان کو اپنی مجلس سے ذرا دور رکھیں شائد اس طرح ہم تیرے رفقاء بن جائیں، ان کے اس قول پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (مسند احمد ح ۳۹۸۵، متدرک حاکم ج ۳ ص ۳۱۹، تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۶۲، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱۵، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۵، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۷)

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ ان لوگوں کو خبردار کریں جو آپ سے کوئی علامت، نشانی طلب کر رہے ہیں اور آپ کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں ان پر اس حقیقت کو واضح کریں کہ میں ہرگز نہیں کہتا ہوں کہ میں پروردگار عالم ہوں جس کے قبضہ قدرت میں آسمانوں زمین کے خزانے ہیں اور ان پوشیدہ چیزوں کا علم نہیں رکھتا ہوں جن کو پروردگار عالم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور میں خود کو بادشاہ بھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہوں کہ میرے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے یہ اوصاف جلیلہ تو صرف اللہ پاک کی ذات کے ساتھ خاص ہیں جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، میں تمہیں جن باتوں سے آگاہ کرتا ہوں وہ اللہ کی وحی کی باتیں ہیں اور جو باتیں میں کہہ رہا ہوں تمہاری عقل ان کا انکار نہیں کرتی ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ : اے محمد ﷺ! ان کو بتائیں کیا وہ شخص جو حق وصداقت سے اندھا ہے اور جو دیکھ رہا ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ذہن نشین کریں اندھے سے مقصود کافر ہے جو توحید کے دلائل سے اندھا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مخاطب کر کے ڈانٹ رہے ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تم غور وفکر کیوں نہیں کرتے ہو؟ دلائل کو سمجھتے کیوں نہیں ہو؟ تاکہ تمہیں صحیح بات کا علم حاصل ہو اور شرک کے مفاسد سے آگاہی حاصل ہو تو تم کفر چھوڑ کر ایمان کی جانب قدم زن ہو جاؤ۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ : اے محمد ﷺ! آپ اس قرآن کے ساتھ جس کو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اپنی قوم کو ڈرائیں جو جانتے ہیں کہ قیامت کا دن وقوع پذیر ہونے والا ہے اس دن انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نجات نہیں دلا سکے گا اگر اللہ انہیں عذاب میں گرفتار کرنا چاہے گا تو اللہ کے ہاں کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی، شائد ان کے دلوں میں اللہ کا ڈر غالب آ جائے وہ اپنے پروردگار کی اطاعت پر کمر بستہ ہو جائیں اور آخرت کو سنوار لیں، نافرمانیوں سے گریز پائی اختیار کر کے اللہ کے غیظ وغضب سے محفوظ ہو جائیں۔

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ : اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روک دیا کہ وہ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے دور نہ کریں جو صبح وشام اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرتے ہیں اللہ کی رضا کے طالب ہیں، آپ سے ان کی غلطیوں کے بارے میں سوال نہ ہوگا اگر ان کی غلطیاں ہوں گی اور ان سے آپ کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، آپ انہیں دور نہ کریں اگر آپ نے انہیں دور کیا تو آپ کا شمار ظالموں سے ہوگا پس آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، چنانچہ آپ نے انہیں دور نہ کیا اور صبر کیا اور خود کو ان کے ساتھ رکھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (الکھف:۲۸) ''اور آپ خود کو ان لوگوں کیساتھ روکے رکھیں جو صبح وشام اپنے پروردگار کی یاد میں محو رہتے ہیں وہ اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے نہ پھریں کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہیں اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے''

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ : ہم نے بعض کو بعض کیساتھ آزمایا کسی کو غنی کسی کو فقیر بنایا، کسی کو کمینہ کسی کو شریف بنایا، کسی کو کمزور کسی کو مضبوط بنایا، تاکہ مالدار لوگ فقراء، کمزور ایماندار لوگوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا انہیں ہدایت سے نوازا؟

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ : یقیناً شکر گزار لوگ ہی انعامات الٰہیہ کے حقدار ہوتے ہیں جبکہ کفار کو عطیات الٰہیہ سے محروم کیا جاتا ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ (ان سے) کہیں تم پر سلام ہو تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر مہربانی کو لازم کیا ہے کہ جو شخص تم سے ناواقفیت (کے سبب) برے اعمال کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اچھے کام کرے تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور اسی طرح ہم آیات کی وضاحت کرتے ہیں اور تاکہ ظالموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ آپ بتائیں! بے شک مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، آپ بتائیں میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرتا ہوں میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت یافتہ (لوگوں) سے نہیں ہوں گا۔ آپ بتائیں! میں اپنے پروردگار کی جانب سے واضح دلیل پر ہوں (جبکہ) تم اس کو جھٹلا رہے ہو میرے پاس نہیں ہے وہ چیز جس کو تم جلدی طلب کر رہے ہو، نہیں ہے فیصلہ مگر اللہ کا، اللہ تو حق و صداقت کو بیان فرماتا ہے اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالوں سے ہے۔ آپ بتائیں! اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جسکو تم جلدی طلب کر رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو جاتا اور اللہ کو ظالموں کا خوب علم ہے۔

لغوی تحقیق: اَلسَّلٰمُ سے مقصود آفات اور عیوب سے برأت ہے اور اَلسَّلٰمُ کا شمار اللہ کے ناموں میں بھی ہوتا ہے اللہ ہر نقص، عجز وغیرہ سے پاک ہے اور السلام علیکم کہنا مودّت کی دلیل ہے اور جنت میں جنتیوں کا سلام ہوگا بلکہ اللہ اور فرشتے انہیں السلام علیکم کہیں گے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۱۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو روکا ہے کہ آپ افلاس زدہ کمزور لوگوں کو اپنے قریب آنے سے نہ روکیں، دراصل آپ اپنی قوم کے متکبر لوگوں کے دلوں کو اپنی جانب مائل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ آپ کی دعوت پر توجہ کریں لیکن مناسب یہی ہے کہ آپ ان لوگوں کو تحیّہ اور سلام کہیں جو اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہیں اللہ کی رحمت اور بخشش کی خوشخبری دیں جب کہ کثیر تعداد میں لوگ کافر ہیں وہ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں سرمست ہیں البتہ اسلام میں داخل ہونے والے لوگ اکثر فقراً اور کمزور قسم کے لوگ ہیں چنانچہ نبی ﷺ کبھی انہیں احکام اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں ہدایت سے نوازتے ہیں اور کبھی کفار کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور انہیں ڈراتے ہیں۔

تشریح: جب آپ کی مجلس میں وہ لوگ حاضر ہوتے ہیں جو ہماری کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ کتاب کے محتویات پر عمل کرنے کا اقرار کرتے ہیں، مزید برآں وہ اپنے گناہوں کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا ان کے گناہ توبہ سے دھل جائیں گے؟ تو آپ انہیں ناامید نہ لوٹائیں بلکہ آپ ان سے کہیں تم پر سلامتی ہو تمہاری توبہ تمہیں گناہوں کی سزا سے تحفظ عطا کرے گی اس کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں ایک راہ نما اصول کی جانب متوجہ کیا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی برا عمل کرے گا اس کے اس عمل میں جہالت کارفرما ہوگی شدید ناراضگی کے عالم میں اس نے کسی مسلمان بھائی کو برا بھلا کہا یا اس کو زدوکوب کیا یا شہوت نفسانی کو روک نہ سکا اور کسی کی عزت کو پامال کردیا اس کے بعد نادم ہوا اور توبہ کی، انجام سے خائف ہوا اور اپنی عملی زندگی کو سنوارنا شروع کیا تو اللہ کی ذات مغفرت اور رحمت کے ساتھ موصوف ہے وہ نہ صرف توبہ کرنے والے کے گناہ کو معاف کردیتا ہے بلکہ اس کو اپنی رحمت اور احسان کیساتھ ڈھانپ لیتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ : اللہ تعالیٰ نے حقائق کو واضح فرمادیا ہے تاکہ لوگ مجرموں کی راہ پر نہیں چلیں۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ان لوگوں سے کہیں جو آپ کو شرک کی دعوت دیتے ہیں کہ مجھے تو روکا گیا ہے کہ میں اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کی عبادت کروں جن کو تم پکارتے ہو اور جن سے تم فریادرسی کرتے ہو خواہ فرشتے اور اللہ کے نیکوکار بندے ہیں یا پتھر سے گھڑے ہوئے بت ہیں۔

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ : آپ ان سے کہیں جس چیز کی جانب تم مجھے دعوت دے رہے ہو نہ اس میں، نہ اس کے علاوہ دوسرے اعمال میں میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرسکتا جب کہ تمہاری خواہشات کی بنیاد حق وصداقت پر نہیں ہے بالفرض اگر میں تمہاری خواہشات کا پیروکار بن جاتا ہوں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ میں نے حق وصداقت کو چھوڑ دیا ہے اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں خود کو گرار ہا ہوں بلکہ ان جیسا گمراہ ہوں اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اب میرا شمار ہدایت یافتہ لوگوں سے نہیں ہے، دراصل اس وضاحت میں انہیں تعریض کی شکل میں بتایا گیا ہے کہ وہ ہرگز صراط مستقیم پر نہیں ہیں بعدازاں حکم دیا گیا ہے کہ آپ کھلے لفظوں میں انہیں آگاہ کریں کہ میں اپنے پروردگار کی جانب سے بحمداللہ راہ ہدایت پر گامزن ہوں۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ان پر اس حقیقت کو واضح کردیں کہ اگر میں تمہاری مخالفت کر رہا ہوں تو میں اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہوں، کون نہیں جانتا کہ قرآن پاک ایسی روشن دلیل ہے جو کثرت کے ساتھ دلائل عقلیہ اور کونیہ پر مشتمل ہے جن کا مثل پیش کرنے سے تمام مخلوق عاجز ہے جب کہ تم قرآن پاک کی تکذیب پر سربرآوردہ ہو، دراصل قرآن پاک ہی میرے پروردگار کی جانب سے میرے پاس روشن چراغ ہے لیکن تعجب کی انتہا ہے کہ تم اس روشن دلیل کی بھی تکذیب کر رہے ہو پھر تم میری اس بات پر خاموش نہیں رہتے ہو بلکہ تم للچائی ہوئی نظروں سے میری جانب دیکھتے ہو کہ میں بھی اس راہ پر گامزن ہو جاؤں جو گمراہی کا پیش خیمہ ہے، تمہارے کشکول میں دلیل نام کی تو کوئی چیز نہیں البتہ آباؤاجداد کی تقلید کا گمراہ کن نعرہ ہے، جبکہ کون نہیں جانتا کہ تقلید اور دلیل میں زمین آسمان کا فرق ہے مقلد تو اندھا ہوتا ہے اور جس شخص کے پاس دلیل ہوتی ہے اس کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اس کا دل ودماغ یقین واطمینان کی فضا میں متحرک رہتا ہے۔

مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ : ان کو واضح انداز میں جھوٹا قرار دینے کے بعد ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے جو بار بار ذہن میں گردش کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا کہ اگر وہ اپنے کفر اور عناد پر ڈٹے رہیں گے تو ان پر اللہ کی جانب سے عذاب نازل ہوگا، مزید برآں اپنے پیغمبر کو ان پر غلبہ عطا کرے گا، چنانچہ آپ کے مخالفین آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے تھے اور عذاب کا نہ آنا انہیں اس شبہ میں مزید ڈالتا تھا کہ شائد قرآن کی صداقت موہوم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ انہیں آگاہ کریں تم عذاب اترنے کے مطالبہ میں جلدی کر رہے ہو عذاب نازل کرنا اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے مجھے اس پر ہرگز قدرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہیں ہے، کیا میں نے تمہیں کبھی یہ کہا ہے کہ عذاب نازل کرنے کے مسئلہ کو اللہ نے میرے سپرد کر دیا ہے؟ کہ تم مجھ سے مطالبہ کرو، ہرگز نہیں اور تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاؤ کہ اگر عذاب وقوع پذیر نہیں ہوتا ہے تو (معاذ اللہ) پیغمبر جھوٹا ہے اس حقیقت کو مزید نکھارتے ہوئے آگاہ کیا کہ تصرف کے تمام اختیارات تو صرف ایک اللہ کی ذات کو حاصل ہیں، ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے، پیچھے ہونا ممکن نہیں، ارشاد ربانی ہے:﴿وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ﴾ (الرعد:۸) ''ہر چیز اللہ کے نزدیک اندازے کے ساتھ ہے''

قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ان لوگوں کو آگاہ کریں جو عذاب الٰہی کے مطالبہ میں عجلت سے کام لے رہے ہیں اور ان کی زبان پر ذیل کے الفاظ جاری ہوتے ہیں ارشاد باری ملاحظہ فرمائیں:﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الانفال:۳۲) ''اور جس وقت انہوں نے کہا اے اللہ! اگر یہ قرآن سچا ہے تیرے پاس سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا ہمارے پاس دردناک عذاب لائیں''

آپ ان کو واشگاف الفاظ میں بتا دیں اگر جس عذاب کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو اگر میرے اختیار میں ہوتا، مجھے اللہ نے اس کائنات میں تصرف کا اختیار دیا ہوتا، تو میرے اور تمہارے درمیان جلد فیصلہ ہو جاتا اپنے پروردگار کے غیظ و غضب کے سبب میں تمہیں آناً فاناً تباہ و برباد کر ڈالتا اور میں بھی جلد ہی تم سے نجات حاصل کر پاتا، جبکہ تم اللہ کی دعوت کے پہنچانے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہو بلکہ تم لوگوں کو میرے قریب آنے سے بھی روک رہے ہو جب کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرے گا اور کفار، فساد انگیزی کرنے والوں کو ذلیل کرے گا۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ : اللہ ظلم کرنے والوں کے بارے میں ٹھیک علم رکھتا ہے کہ وہ ظلم سے باز نہیں آئیں گے اور ایمان کی دعوت قبول نہیں کریں گے اور عدل و انصاف کا رویہ اختیار نہیں کریں گے یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انکے عذاب کے معاملہ کو میرے سپرد نہیں کیا بلکہ سزا کا وقت معین کر دیا ہے جس کے بارے میں اللہ ہی کو علم ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (یونس:۴۹) ''ہر گروہ کا وقت مقرر ہے جب انکا وقت آ جائیگا تو لمحہ بھر تاخیر نہیں کریں گے اور نہ پہل کریں گے''

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: اور غائب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں ان کا علم صرف اسی کو ہے اور وہ جانتا ہے جو خشکی اور سمندر میں ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اس کا اس کو علم ہے اور زمین کی تاریکی میں کوئی دانہ اور نہ کوئی تر اور نہ خشک چیز مگر وہ روشن کتاب میں ثبت ہے۔ اور وہ ذات ہے جو رات کو تمہاری روح قبض کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم دن بھر کماتے ہو پھر وہ تمہیں اس میں اٹھائے گا تا کہ مقررہ وقت پورا ہو جائے پھر اسی کی جانب تمہارا لوٹنا ہے پھر تم کو خبر دے گا جو تم عمل کرتے رہے۔ اور اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر حفاظت کرنیوالے فرشتے بھیجتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی شخص پر موت طاری ہوتی ہے ہمارے فرشتے اس کی (روح) کو قبض کرتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔ پھر انہیں اللہ کی جانب لوٹایا جائے گا جو ان کا سچا مالک ہے خبردار! اسی کے لئے فیصلہ کرنا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والوں سے ہے۔

لغوی تحقیق: مَفَاتِحُ کا واحد مِفتَح میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اس سے مقصود چابی ہے جس کے ساتھ تالوں کو کھولا جاتا ہے لیکن اگر مَفَاتِح کا واحد مَفتَح ہو یعنی میم پر فتح ہو تو اس کا معنی خزانہ ہے، اَلبَحرُ طویل وعریض جگہ جس میں کثرت کے ساتھ پانی موجود ہو اس کے بالمقابل لفظ اَلبَرُّ ہے، جَرَحَ کا اطلاق مطلق کام پر ہوتا ہے خواہ کام اچھا ہو یا برا، جب کہ اِجتِرَاحُ کا اطلاق خاص طور پر برے کام پر ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿اَم حَسِبَ الَّذِينَ اجتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَن نَّجعَلَهُم كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (الجاثیہ:۲۱) ''کیا ان لوگوں نے خیال کیا ہے جنہوں نے بداعمالیاں کیں کہ ان کو ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے''

تناسب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ مشرکین پر اس حقیقت کو واضح کریں کہ آپ اپنے پروردگار کی جانب سے واضح دلیل پر ہیں اور جو لوگ اللہ کے عذاب کا جلد مطالبہ کر رہے ہیں اس کا اختیار چونکہ آپ کو حاصل نہیں ہے بلکہ اللہ پاک کو حاصل ہے اور اللہ کی عادت مبارکہ ہے کہ اس نے ہر چیز کے لئے وقت مقرر کر رکھا ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی اس مناسبت سے اس حقیقت کو واضح کیا کہ تمام تر فیصلے اللہ کے ہاتھ میں ہیں، غیب کے خزانے اور ان کی چابیاں اللہ کے پاس ہیں وہ اپنے بندوں پر غالب ہے کوئی پیغمبر، نہ کوئی اور اللہ کے معاملات میں ہرگز اس کا شریک اور حصہ دار نہیں ہے۔

تشریح: بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں جن کا ذکر قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ میں ہے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور اللہ پاک بارش نازل فرماتا ہے اس کے علم میں ہے جو چیز عورتوں کے رحم میں ہے اور کسی ذی روح کو کچھ علم نہیں کہ کل اس نے کیا کرنا ہے نیز کسی ذی روح کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں فوت ہوگا بیشک اللہ علیم اور خبیر ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱، مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۰)

وَيَعلَمُ مَا فِي البَرِّ وَالبَحرِ ط وَمَا تَسقُطُ مِن وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعلَمُهَا : اللہ کو ان چیزوں کا علم ہے جن کا علم تمہیں نہیں ہے اللہ کی ذات پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں اللہ کی ذات کو تو مَاکَانَ وَ مَایَکُونُ کا علم ہے بلکہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کا علم ہے، اللہ نے تمام مخلوق کی تقدیر کو تحریر فرمایا ہے اور اعلان کیا گیا کہ قلم نے جو کچھ تحریر کر دیا ہے وہ سب کچھ ہوگا، جو پتہ کسی درخت سے جنگل میں یا شہروں، بستیوں میں گرتا ہے سب کا علم اس کو ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَاحَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ : اور جو دانہ کسی شخص کے تصرف سے زمین میں چھپ جاتا ہے یا چیونٹی اسے لے جاتی ہے یا از خود کسی درخت سے پتہ گرتا ہے اور وہ زمین میں چھپ جاتا ہے سب کا علم اس کو ہے خواہ کوئی پھل گرنے والا خشک ہے یا تر ہے، سب کا تذکرہ لوح محفوظ میں پہلے ہو چکا ہے، کب وہ وجود میں آئے گا کب وہ فنا ہو گا اور کہاں گرے گا۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَاجَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ : اللہ پاک کی ذات جب تم نیند کرتے ہو تمہارے جسم کو تصرف سے روک لیتا ہے، اور جب تم بیدار ہوتے ہو تو تمہارے تمام کاموں کا اس کو علم ہے خواہ اچھے ہوں یا برے ہوں، نیند ختم ہونے کے بعد تمہیں اٹھاتا ہے اور دن بھر تمہیں نیند سے دور رکھتا ہے تاکہ مقرر وقت تکمیل پذیر ہو پھر جب زندگی کی مدت ختم ہو جائے گی تو مرنے کے بعد تم نے اللہ کے ہاں جانا ہے پھر موت کے بعد تمہیں تمہاری نیکیوں اور برائیوں کے بارے میں بتایا جائے گا، اچھے کاموں کا بدلہ بہتر اور برے کاموں کا بدلہ برا ہو گا، پس جو ذات نیند سے بیدار کرنے پر قادر ہے وہ ذات موت کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ : اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنی قدرت اور بادشاہت کے لحاظ سے غالب ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کے لئے فرشتوں کو بھیجتا ہے جو رات دن کے اوقات میں اپنی اپنی باری کے مطابق اس ذمہ داری کو سرانجام دیتے ہیں وہ اپنی ذمہ داری میں ہرگز کوتاہی نہیں کرتے ہیں ہم ان تمام حقائق پر ایمان رکھتے ہیں، کیفیات کا علم ہمیں نہیں ہے اپنی رائے سے ہرگز وضاحت کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے:﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ (الرعد:١١) ''انسان کیلئے فرشتے ہیں ایک دوسرے کے بعد آنے والے اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، اللہ کے حکم کیساتھ''

بخاری شریف میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں فجر اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہوتے ہیں جن فرشتوں نے تم میں رات بسر کی ہوتی ہے وہ جب بارگاہ الٰہی میں پہنچتے ہیں تو ان کے پروردگار ان سے دریافت کرتے ہیں جب کہ پروردگار عالم کو خوب علم ہوتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس کیفیت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز ادا کرتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ نماز ادا کرنے میں مشغول تھے۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید ح۷۵۵۶ باب ۲۳، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۲۷، مؤطا مالک کتاب القصر الصلوۃ فی السفر باب ۲۴)

اعمال کے تحریر کرنے میں کیا حکمت کارفرما ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ جب کسی شخص کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس کی زندگی کے تمام اعمال و حرکات کو ورطہ تحریر میں لایا جاتا ہے باقاعدہ اس فریضہ کے سرانجام دینے کے لئے فرشتے مقرر ہیں اور پھر قیامت کے دن میدان حشر میں تمام لوگوں کے سامنے اس کے اعمال کو اس پر پیش کیا جائے گا تو اس کیفیت کے احساس میں ہر انسان خود کو فواحش و منکرات سے بچانے کی کوشش کرے گا اور اعمال صالحہ کے سرانجام دینے میں خود کو آمادہ پائے گا جبکہ محاسبہ سب لوگوں کے سامنے ہو گا، ارشاد ربانی ہے:﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکھف:۴۹) ''اور اعمال ناموں کو درمیان میں رکھا جائے گا پس تو گناہ گاروں کو دیکھے گا وہ خوف زدہ ہوں گے اس سے جو اس میں ہے اور وہ کہیں گے ہائے ہمیں افسوس ہے اس نامہ اعمال کا کیا حال ہے کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا ہے مگر اس کا شمار کر لیا ہے اور وہ اپنے اعمال کو موجود پائیں گے اور آپ کا پروردگار تو کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ: زندگی بھر ہر شخص کے اعمال اس کے اعمال نامے میں تحریر ہوتے رہے لیکن موت کے ساتھ اعمال ختم ہو گئے ہیں ملک الموت کے ساتھ اس کے معاون فرشتے انسان کی روح اس کے قفص عنصری سے نکال لیتے ہیں اور اسے ملک الموت کے سپرد کر دیتے ہیں اگر فوت ہونے والا شخص مومن صالح اعمال والا ہوتا ہے تو روح کو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور کافر ہونے کی صورت میں عذاب کے فرشتوں کے حوالہ کر دی جاتی ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق روح کو وہاں لے جاتے ہیں جہاں کا انہیں حکم ہوتا ہے ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں ہم اجمالی طور پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا﴾ (الزمر:۴۲) اللہ ارواح کو قبض کرتے ہیں ان کی موت کے وقت اس روح کے قبض کی نسبت اللہ کی جانب ہونا اس لئے ہے کہ اللہ اس کا ملک الموت اور اس کے رفقاء کو حکم دینے والا ہے یا چونکہ فاعل حقیقی تو اللہ پاک ہی ہے اور ملک الموت اور اس کے رفقاء اللہ کے حکم کے مطابق عمل پیرا رہتے ہیں۔

ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ: پھر ان ارواح کو اللہ کی جانب بھیجا جاتا ہے جو نہ صرف ان کا بلکہ ان کے تمام معاملات کا مالک ہے اور اللہ کے فیصلے عدل وانصاف کے ساتھ موصوف ہیں۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ: فیصلوں کا استحقاق صرف اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اس دن اللہ کے سوا کا اس کے فیصلوں میں ہرگز کوئی دخل نہیں ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ﴾ (النمل:۷۸) ''یقیناً تیرا پروردگار ان کے درمیان اپنے حکم کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور وہ ذات غالب علم والی ہے'' اللہ تعالیٰ نہایت ہی قلیل وقت میں تمام بندوں کا محاسبہ فرمائے گا ایک شخص کا محاسبہ اس کو دوسرے شخص کے محاسبہ سے نہیں روکے گا اس کی حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے وہ کیسے ہوگا؟

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۗ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۗ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: آپ فرمائیں! کون تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے نجات عطا کرتا ہے تم اللہ کو پکارتے ہو گڑگڑاتے ہوئے اور پوشیدہ (اور تم کہتے ہو) اگر اللہ ہم کو اس (مشقت) سے نجات عطا فرما دے تو ہم شکر گزار لوگوں سے ہوں گے۔ آپ فرمائیں! اللہ تمہیں اس (مشقت) اور ہر قسم کی تکلیف سے نجات عطا فرماتا ہے پھر تم (اس کا) شریک بناتے ہو۔ آپ فرمائیں! وہ ذات اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں جماعتوں میں اکٹھا کرے اور تمہارے بعض کو بعض (کیساتھ) جنگ (کا مزا) چکھائے، آپ غور کریں کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہم آیات کو پھیر پھیر کر لاتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ تیری قوم نے قرآن کی تکذیب کی حالانکہ وہ سچا ہے آپ (ان سے) کہیں میں تم پر محافظ نہیں ہوں۔ ہر خبر کے لئے وقت مقرر ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

لغوی تحقیق: ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ خشکی اور سمندر کے اندھیرے، ان کی دو قسمیں ہیں محسوس، جیسے رات کا اندھیرا، بادلوں کا اندھیرا، بارش کا اندھیرا، معنوی اندھیرے جیسے راستوں کی ناواقفیت کا اندھیرا، نشانات اور علامات کے ناپید ہونے کے سبب اندھیرا، مصائب اور خطرات کا اندھیرا، جیسے تیز آندھیوں اور بگولوں کا نمودار ہونا اور سمندروں میں طوفان کا امڈ آنا اسی طرح کی اور پریشان کن مشکلات کا نمودار ہونا جن کے ملاحظہ کرنے سے حواس باختہ ہو جائیں اور عقل خوف کی لپیٹ میں آ جائے۔

زجاج نحوی کا قول ہے اہل عرب سخت تکلیف والے دن کے بارے میں کہتے کہ آج دن پر اندھیرا چھایا ہوا ہے بلکہ آج تو دن ایسا مشکل گزر رہا ہے کہ دن میں ستارے نظر آنے لگے ہیں یعنی دن کی روشنی نابود ہو گئی ہے اندھیرا چھایا ہوا ہے دن نے رات کا روپ دھار لیا ہے یہاں تک کہ اب دن تو رات ہی ہے، ضرب المثل ہے، رَاَی الْکَوَاکِبَ ظُھْرًا دن اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے یہاں تک کہ دن میں ستارے نظر آنے لگے ہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۲۵)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے بندوں کو اپنے علم کے احاطہ کرنے اور قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ اللہ کی ذات غالب ہے اور اعمال کا اس کو علم ہے اب ان آیات میں ان دلائل کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ کی کمال قدرت سے آگاہ کر رہے ہیں اور اللہ کی وسیع رحمت، اس کے فضل اور اس کے لامحدود احسانات کا ذکر ہو رہا ہے۔

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! آپ انہیں آگاہ کریں جو نہ صرف ان دلائل پر غور کرنے سے غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں جو آفاقی ہیں جیسا کہ لق ودق جنگل میں جب تم راستہ بھول جاتے ہو، حیرانی تمہارے دامن کو تھام لیتی ہے، راستہ نظر نہیں آتا، اسی طرح جب تم سمندر کے سفر میں ہوتے ہو تمہیں راستہ نظر نہیں آتا، اندھیرا تمہارے حواس باختہ کر دیتا ہے، اس وقت تم اللہ کی ذات کے علاوہ کس سے التجا کرتے ہو؟ اور عجز وانکساری کیساتھ گھبراتے ہوئے صرف اللہ کو پکارتے ہو کبھی اونچی آواز سے اس کی رحمت کی بھیک مانگتے ہو، کبھی پست آواز میں راہ نمائی طلب کرتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کربناک کیفیت سے نجات عطا فرمائے تو ہم اس کے شکر گزار بندوں میں خود کو شامل کریں گے، تیری عبادت میں ہرگز کسی کو شریک نہیں بنائیں گے, اسی مفہوم والی ایک دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں: ﴿هُوَالَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّوَالْبَحْرِ حَتّٰى اِذَاكُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍوَّ فَرِحُوْابِهَاجَآءَ تْهَارِيْحٌ عَاصِفٌوَّجَآءَ هُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓااَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُاللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَامِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (یونس: ۲۲) "وہ ایسی ذات ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جس وقت تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور کشتیاں اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوتی ہیں بہترین موافق ہوا کے ساتھ اور وہ ہوا کے سبب خوش ہوتے ہیں اچانک کشتی کو تیز ناموافق ہوا آتی ہے اور ان کے پاس ہر طرف سے ٹھاٹھیں آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ہر طرف سے گھراؤ کر لیا گیا ہے تو وہ اللہ کو اس کی خالص عبادت کرتے ہوئے پکارتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا کرے گا تو ہم شکر ادا کرنے والوں سے ہوں گے"

اس کے بعد وضاحت موجود ہے کہ وہ نجات کے بعد قسموں کو توڑ دیتے ہیں اور اپنے پروردگار کے ساتھ شریک کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اللہ پاک ہی تمہیں بار بار اندھیروں اور مزید ان تمام مصائب سے نجات عطا کرتا ہے، تعجب ہے کہ نجات کے بعد پھر تم قبیح ترین شرک کرنے لگ جاتے ہو اور تم اللہ سے کئے گئے وعدہ کی کہ تم شکر ادا کرو گے کو توڑ دیتے ہو جب کہ شرک کی واضح ترین صورت یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو کہ وہ اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب فطرت سلیمہ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اس طرح کے حالات میں اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے صرف اس کے فضل و کرم پر ہی آسرا کرنا ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ نہ صرف اس حالت میں بلکہ تمام حالات میں اخلاص کا جذبہ کارفرما ہے جب کہ انسان کی عام طور پر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ کامیابی کے حصول کے بعد اس کی زیادہ توجہ جسمانی اعمال کے بہتر بنانے کی جانب مبذول رہتی ہے، آہستہ آہستہ پھر شرک فی العبادۃ کی طرف رغبت اختیار کرتا ہے اور کئے گئے عہد کا کچھ خیال نہیں رکھتا ہے، کیا اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک بنانے والا اللہ کی عبادت کر رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔

وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَی الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰی لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

ترجمہ: اور جب آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری آیات میں بحث (شروع) کر دیتے ہیں تو آپ ان سے روگردانی کریں یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری بات میں بحث شروع کریں اور اگر شیطان تجھے بھلا دیتا ہے تو یاد آنے کے بعد آپ ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔ اور ان لوگوں پر جو پرہیزگاری کریں ان کے حساب سے کچھ نہیں البتہ (ان پر) نصیحت کرنا (لازم) ہے تاکہ وہ پرہیزگاری کریں۔ اور آپ ان لوگوں کو چھوڑیں جو اپنے دین کو کھیل کود سمجھتے ہیں اور دنیوی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور آپ (قرآن) کے ساتھ نصیحت کریں (احتیاط کرتے ہوئے) کہ کہیں کوئی نفس ہلاکت والا ہو جائے بوجہ اس کے جو اس نے کیا اس کے لئے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر تو بدلہ دے گا ہر ایسا بدلہ جو ہو سکتا ہے تو اس سے نہیں لیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے اعمال (کے وبال) کے سبب ہلاک کیا گیا ان کے لئے پینے کا گرم پانی ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ کافر تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: یَخُوضُونَ مادہ (خ وض) ہے، پانی میں گھسنا، عام لغت نگاروں نے خوض کے معنی پانی میں گھسنے کے کئے ہیں مگر راغب اور زمخشری کے نزدیک لایعنی باتوں میں دخل اندازی کرنا بھی اس میں شامل ہے، اَخَاضَ الْمَآءَ جانوروں کو پانی میں داخل کیا، خَاضَ فِی الْکَلَامِ بات چیت میں حصہ لینا، خوض کے معنی قرآن حکیم میں ہر جگہ لایعنی باتوں میں مشغول ہونے کے ہیں، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَخُضْتُمْ کَالَّذِیْ خَاضُوْا﴾ (التوبہ:۶۹) ''اور تم نے بھی بے ہودہ بحث کی جیسے پہلے لوگوں نے بے ہودہ بحث کی''

اَنْ تُبْسَلَ مادہ (ب س ل) ہے، راغب کے نزدیک یہ لفظ دراصل دو معنوں کا حامل ہے کسی شے کو ضم کرنا یا روک دینا، بَاسِلٌ استعارۃً بہادر یا اس شخص کو کہتے ہیں جو غصہ سے تیوری چڑھائے ہوئے ہو، گویا اس نے اپنے میں غیظ وغضب کو ضم کرلیا، شیر کو بھی کہتے ہیں، یَوْمٌ بَاسِلٌ سخت دن، بَسَلٌ ممنوع یا حرام شے جس کے استعمال سے انسان کو رک جانا چاہیے، اِسْتَبْسَلَ مرنے یا مارنے کے لئے جنگ میں کود پڑا، اَبْسَلَ حرام شے، مکروہ چہرے والا، برتن میں شراب کا تلچھٹ۔ (لسان القرآن ص ۱۸۲)

تناسب: اس سے پہلے ذکر تھا کہ قریش نے قرآن پاک کی تکذیب کی نیز اس حقیقت کو واضح کیا گیا تھا کہ اللہ کے پیغمبر تو اللہ کے احکام کو لوگوں تک پہنچانے والے ہیں لوگوں کے دلوں میں ایمان کو داخل کرنا ان کا عمل نہیں ان آیات میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو آیات کا مزاح اڑاتے ہیں اور اللہ کے دین کو لہو ولعب سمجھتے ہیں اور فضول بحث کرتے ہیں، قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔

شان نزول: ابن جریج بیان کرتے ہیں مشرکین مکہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے آپ کے ارشادات کان لگا کر سنتے لیکن وہاں سے اٹھ کر جب اپنی مجالس میں جاتے تو آپ کا مزاح اڑاتے تھے، اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی، اللہ پاک نے ایمان داروں کو روک دیا کہ تم ان کی مجلس میں مت بیٹھو، ہاں اگر ان کا روئے سخن قرآن اور نبی ﷺ کی ساتھ استہزاء کا نہیں ہے تو پھر کچھ حرج نہیں۔

(المنارج ۷ص ۵۰۵)

منافقین سے کہا جارہا ہے کہ جس طرح پہلی قومیں کثرت اولاد، مال ودولت کی فراوانی اور حیات عارضی کی خوش کامیوں میں مصروف رہیں، تمہارا انداز فکر وعمل بھی ایسا ہی ہے تم بھی ان لایعنی باتوں میں مصروف ہو، حالانکہ تمہارے سوچنے کی باتیں تو یہ ہیں کہ اللہ کو مانو، اس کے رسول کی اطاعت کرنا سیکھو اور یہ جاننے کی کوشش کرو کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟ کیا خیر اور کیا شر ہے؟ کن اعمال سے ہم دین ودنیا کی فلاح پانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں؟ اور کون سے امور ایسے ہیں جن کے ارتکاب سے ہمیں دو عالم میں خسران، گھاٹا اور نقصان اٹھانا پڑے گا۔ (لسان القرآن ص ۶۸۵)

تشریح: اس آیت مبارکہ کے مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں اور آپ کی معیت میں زندگی بسر کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں ان کے بعد ہر دور کے ایمان دار لوگ بھی مخاطب ہیں کہ جب معاشرہ میں ایسے لوگوں کو پائیں جو ہماری نازل کردہ آیات کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں، عام ہے کہ وہ کفار ہیں یا بدعتی لوگ ہیں تو آپ ان کی مجلس میں نہ بیٹھیں وہاں سے اٹھ جائیں اور جب ان کی مجلس میں اس قسم کی استہزاء کی باتیں نہ ہوں تو پھر وہاں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں، اس میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایسی مجلسوں میں آپ بیٹھے رہیں گے جن میں اسلام کے احکام کا مزاح اڑایا جارہا ہے اور آپ خاموش رہیں گے تو وہ مزید دلیر ہوں گے، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مجلس میں بیٹھنا ہرگز جائز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی ہے جو شخص کسی خلاف شریعت کام کو دیکھتا ہے تو اگر وہ بزور بازو اس کو روک سکتا ہے تو ضرور روکے وگرنہ زبان کے ساتھ اس کے مفاسد کو بیان کرے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل کیساتھ اس کو غلط سمجھے، ظاہر ہے کہ ایسی مجلس میں مسلمان کی شرکت کو اس کی رضا پر محمول کیا جائے گا تو یہ ظاہراً کفر ہے، یا منافقت پر محمول کیا جائے گا، پس ضروری ہے استطاعت نہ ہونے کی صورت میں بدعتیوں کی مجالس سے دور رہا جائے، ظاہر ہے کہ بدعت کا فتنہ کفر کے فتنہ سے بھی زیادہ ضرر رساں ثابت ہو سکتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۲۰، سنن نسائی کتاب الایمان باب ۱۷، صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۱۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامۃ باب ۱۵۵، صحیح ابی داؤد کتاب الملاحم باب ۱۷، مسند احمد ج ۳ ص ۲۰)

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ : اگرچہ مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں جب کہ مقصود سبھی ایماندار ہیں اس قسم کا اسلوب عربی کلام میں عام استعمال ہوتا ہے بلکہ ہمارے معاشرہ میں بھی یہ انداز پایا جاتا ہے کہ بات سنانا کسی اور کو ہوتا ہے جب کہ مخاطب کسی اور کو کیا جاتا ہے۔

ایک سوال ذہن میں گردش کر رہا ہے کہ کیا انبیاء علیہم السلام بھی بھول جاتے ہیں؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ شیطان کے وسوسہ کے علاوہ بھی ان سے نسیان کا ہونا ممکن ہے، بخاری مسلم میں وارد ہے کہ نماز کی امامت کراتے ہوئے آپ ﷺ بھول گئے اور آپ ﷺ نے واضح کیا اس میں کچھ شبہ نہیں میں تمہارے جیسا انسان ہوں، مجھ سے بھول ہو جاتی ہے جس طرح تم بھول جاتے ہوں البتہ جس حکم کے پہنچانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس میں بھول نہیں ہوتی یا حرام کو حلال قرار دینے یا حلال کو حرام قرار دینے میں بھی بھول ممکن نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ۳۰، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۲۰، سنن نسائی کتاب السہو باب ۲۵، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ۱۹۷، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ۱۱۰، بیہقی ج ۲ ص ۳۴۲، مسند احمد ج ۳ ص ۳۲، ارواء الغلیل ح ۳۳۹)

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ : اور ان لوگوں پر (جو اللہ کی آیات میں بحث کرنے والوں سے خود کو بچاتے ہیں) کچھ حرج نہیں ان سے محاسبہ نہیں ہوگا جب کہ ان کا خود کو بچانا اور اعراض کرنا حیا اور شرم کے باعث ہے اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں ہے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا : اور آپ ان کو چھوڑیں جو اس دین کو جس کو سچے پیغمبر نے پیش کیا کھیل کود قرار دیتے ہیں اور ان کی دنیوی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان کے بارے میں آپ کچھ خیال نہ کریں دراصل اس انداز میں ان کو ان کے کفر اور استہزاً کے سبب ڈانٹا جا رہا ہے جبکہ سورۃ حجر میں وضاحت ہے کہ اللہ خود ان کے معاملہ میں آپ کی جانب سے کافی ہے جبکہ فرمایا: ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ (الحجر:۹۵) ''ہم نے آپ کو ان لوگوں سے تحفظ عطا کیا ہے جو آپ کی تعلیم اور آپ کی رسالت کا استہزاء اڑاتے ہیں'' مقصود یہ ہے کہ آپ ان سے روگردانی کریں ان کے جھٹلانے اور ان کے استہزاً کا کچھ خیال نہ کریں۔

وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ : اس حکم کے بعد کہ آپ لوگوں کو چھوڑیں اور کچھ خیال نہ کریں کہ آپ کے دین کا استہزاً کرتے ہیں، آپ قرآن پاک انہیں سنائیں انہیں وعظ کریں، ذہن نشین کریں اگرچہ ذَكِّرْ بِهٖ میں ضمیر کا مرجع قرآن پاک ہے جبکہ قرآن پاک کا اس سے پہلے ذکر نہیں ہے لیکن قرینہ حالیہ اس پر دلالت کرتا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے جس چیز کے ساتھ وعظ کرنا ہے وہ قرآن پاک ہے جس کو آپ ﷺ کی جانب نازل کیا جا رہا ہے تا کہ آپ قرآن کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کریں کہ ہر شخص کو آخرت میں اس کے اعمال کے باعث روک لیا جائے گا یعنی عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ : اللہ کی ذات کے علاوہ اس کا کوئی پرسان حال اور مددگار نہ ہوگا اور کوئی شخص اللہ کے ہاں اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش نہ کر سکے گا، ارشاد ربانی ہے: ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ (سورۃ غافر: ١٨) ''ظالموں کا کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا جس کی سفارش کو تسلیم کیا جا سکے'' حقیقت یہ ہے کہ اس آخرت کے دن میں صرف اعمال صالحہ ہی فائدہ دے سکیں گے ہرگز کوئی سفارش، کوئی واسطہ کارگر نہ ہوگا۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا : اگر وہ شخص جس کو روک دیا گیا ہے وہ جس قسم کا بھی فدیہ دینے کا خیال کرے گا ہرگز اس کا فدیہ قبول نہ ہوگا، مقصود یہ ہے کہ جس شخص کو اس کے کفر اور بداعمالیوں کے ساتھ پکڑا جائے گا تو اس کی نجات کسی بھی وسیلہ سے ممکن نہیں ہوگی نہ کوئی دوست، نہ کوئی سفارش، نہ کوئی فدیہ ہرگز کام نہ دے گا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ : جن لوگوں نے دین اسلام کا استہزاء کیا، دنیوی زندگی میں پھنس گئے وہ ثواب سے محروم ہوئے انہیں عذاب دردناک دیا جائے گا، ان کے پینے کے لئے شدید گرم پانی ہوگا جس سے ان کی انتڑیاں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی اور آگ کا عذاب ان کے جسم پر مشتعل ہوگا، اس وضاحت میں اس شخص کے لئے مسرت کا سامان ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات کو اپنا مطمح نظر بناتا ہے اور کسی دھوکہ میں خود کو نہیں ڈالتا وہ اس یقین پر ہوتا ہے، کہ کتاب وسنت اس کا پیشوا ہو، آرزوؤں کی آماجگاہ سے خود کو دور رکھتا ہے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۗ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٧٣﴾ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۗ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ۗ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۗ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٤﴾

ترجمہ: آپ کہیں! کیا ہم اللہ کے غیر کو پکاریں اس کو جو ہمیں فائدہ دے سکے اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکے اور ہم اپنی ایڑیوں پر واپس ہو جائیں بعد اس کے کہ ہم کو اللہ نے ہدایت سے نوازا، اس شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے گمراہ کر دیا ہے وہ زمین پر حیران ہے اس کے کچھ ایسے دوست بھی ہیں جو اسے ہدایت کی جانب دعوت دیتے رہتے ہیں کہ ہماری جانب آئیں آپ اعلان کریں بلاشبہ اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے مطیع ہو جائیں۔ اور (ہمیں حکم دیا گیا ہے) کہ تم نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور وہی ذات ہے جس کی جانب تمہیں اٹھایا جائے گا۔ اور اللہ (کی ذات) وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور جس روز وہ حکم دے گا (کہ تو ہو جا تو وہ وقوع پذیر ہو جائے گا)۔ اللہ کا فرمان درست ہے اور اسی کے لئے بادشاہت ہے جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا وہ پوشیدہ اور ظاہر کا علم رکھتا ہے اور وہ (ذات) حکمت والا خبر رکھنے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْاَعْقَابُ جمع ہے اس کا واحد عقبٌ ہے، پاؤں کے پچھلے حصہ کو کہا جاتا ہے یعنی ایڑیاں مراد ہیں، چنانچہ اہل عرب اس شخص کے بارے میں کہتے ہیں جو قدرت کے بعد عاجز آ جائے یا بلندی کے بعد پستی میں چلا جائے یا پیش قدمی کے بعد رک جائے کہ وہ اپنی ایڑیوں پر پھر گیا ہے اور مرتد ہو گیا ہے، بعد ازاں ہر مذموم تبدیلی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، اِسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ شیطان نے اس کی عقل کو غارت کر دیا ہے، دور جاہلیت میں اہل عرب کا خیال تھا کہ کسی شخص کا پاگل ہونا جنات کا سبب ہے یعنی جنات نے اس کو عقل سے محروم کر دیا ہے اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ وہ کدھر جا رہا ہے اس طرح بالآخر وہ موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے اس مقام پر شیاطین سے مقصود جنگل کی چڑیلیں ہیں جو لوگوں کو صحیح راہ سے دور کر دیتی ہیں وہ حیران ہو جاتے ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کدھر کا رخ کر رہے ہیں؟

اَلصُّور، لغت میں سینگ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اسے «قرن» بھی کہا جاتا ہے، چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ نیل گائے اور ہرن وغیرہ جانوروں کے سینگ حاصل کر کے ان میں سوراخ کرتے ہیں ان میں زوردار آواز کے ساتھ پھونک مارتے ہیں اس طرح لوگوں کو جمع ہونے کے لئے پکارا جاتا ہے بلکہ اس کا شمار بھی آلات طربیہ سے ہوتا ہے جن کے ساتھ گانا بجانا ہوتا ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۳۶)

تشریح: آپ (ﷺ)! اعلان کریں اور ان لوگوں کو کہیں جو تجھے الثایہ مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ ان کے دین کی پیروی کریں اور ان کے ساتھ بتوں کی عبادت میں مشغول ہو جائیں، تعجب ہے کہ ہم اللہ کی ذات سے بغاوت کرتے ہوئے کیسے اللہ کے سوا کی عبادت کریں جسے ہمیں فائدہ پہنچانے یا نقصان دینے کی ہرگز قدرت نہیں ہے؟ ہم تو صرف اللہ کی عبادت کریں گے ہم ہرگز اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد اللہ کی عبادت سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے جس کے ہاتھ میں نفع و نقصان ہے بلکہ زندگی اور موت ہے، اس کے بعد اب ہم کیسے اسلام چھوڑ کر گمراہی کی جانب رواں دواں ہو جائیں؟

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ﴾ (الزمر: ۳۷) ''اور جس شخص کو اللہ ہدایت سے نواز ے تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے کیا اللہ کی ذات غالب اور انتقام پر قادر نہیں ہے؟'' پس جس شخص کو اللہ نے گمراہی سے تحفظ عطا کیا کسی میں طاقت نہیں کہ وہ اسے گمراہ کر سکے۔

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ: مرتد انسان کی تمثیل پیش کی جا رہی ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد مشرک ہو جاتا ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کو عشق و جنون نے حیرت زدہ بنا دیا وہ جنگلات میں حیران پھرتا ہے اپنے رفقاء کو صراط مستقیم پر چھوڑ کر خود حیران و ششدر ہو جاتا ہے وہ صحیح راہ کی جانب نہیں آتا ہے، جب کہ اس کے رفقاء اس کو آواز دیتے ہیں کہ آپ ہماری جانب پلٹ آئیں لیکن وہ ان کی آواز کی جانب توجہ ہی نہیں کرتا، علامہ کشاف رقمطراز ہیں، اس تمثیل کی بنیاد اہل عرب کے اس نظریہ پر مبنی ہے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ جنات انسانوں کو اپنی تحویل میں لے آتے ہیں اور اس پر غالب آتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿كَمَا يَقُوْمُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرۃ: ۲۷۵) ''جیسا کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان کے حملہ کے سبب، اس نے اس کو مخبوط الحواس بنا دیا ہے'' بعد ازاں فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ﴾ (ال عمران: ۷۳) ''آپ کہہ دیجئے یقیناً اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے'' اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ مشرکین کے سامنے اس حقیقت کو واضح کریں کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے جس کے ساتھ اس نے آیات کو نازل فرمایا اور دلائل کو واضح کیا، یہی واضح راستہ ہے جب کہ تمہاری خواہشات جس راہ کی جانب دعوت دے رہی ہیں وہ راہ صواب نہیں ہیں وہ تمہارے آباد و اجداد کی خواہشات ہیں جن پر تم رواں دواں ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ : اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم رب العالمین کے احکام کی اطاعت کریں چنانچہ ہم عملاً اطاعت گزار ہو گئے ہے یہ ہم پر اللہ پاک کا خاص فضل وکرم ہے جس نے ہمیں توفیق دی۔

وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ : ہمیں اسلام کا حکم دیا گیا ہے، مزید برآں اقامت نماز، تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم نمازیں اسی کیفیت کے ساتھ ادا کریں جس کو مشروع قرار دیا گیا ہے اور ایسی نمازیں ہی تزکیہ نفس سے مالا مال کرتی ہیں اور اللہ کی سرگوشی کی نعمت حاصل ہوگی، بے حیائی اور منکر کاموں سے روکیں گی اور اللہ کی ذات ایسی ذات ہے کہ قیامت کے دن اس کی ملاقات کی جانب تم سب کو اکٹھا کیا جائے گا، وہاں اعمال کا محاسبہ ہوگا اور بدلہ دیا جائے گا، لہٰذا عقل ودانش کے خلاف ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے یا اس سے خوفزدہ رہا جائے یا اس سے امیدوں کو وابستہ رکھا جائے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ : اللہ پاک کی ذات ہی ہے جو آسمان وزمین کی خالق ہے اس نے ان کو حق وصداقت کیساتھ پیدا فرمایا، عبث نہیں بنایا تو انسانوں کو وہ کیسے بلا حساب چھوڑ دے گا؟ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، پس اللہ کا پیدا کرنا حق ہے اور اللہ کے احکام بھی برحق ہیں اطاعت ضروری ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ (الاعراف:۵۴)''خبردار! اسی کے لئے پیدا کرنا اور حکم دینا ہے''۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ : حشر کے دن صرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہوگی جب صور میں پھونکا جائے گا اور لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا اس دن کوئی شخص کسی کیلئے بھلائی یا برائی کا استحقاق نہیں رکھے گا پس ان حقائق کی معرفت کے بعد کون شخص ہے کہ وہ اللہ کے سوا کو پکارے اور اللہ کے سوا کو اپنا معبود بنائے اور اسلام سے منہ پھیر کر بدترین دوزخ کی جانب جانے والی حالت کو اختیار کرے؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صور کے بارے میں دریافت کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک سینگ ہوگا جس میں پھونک ماری جائے گی۔ (صحیح ترمذی تحقیق البانی کتاب القیامہ باب ۸، احادیث الصحیحہ البانی ح ۱۰۸۰، مسند احمد ج ۲ ص ۲، مشکوۃ البانی کتاب القیامہ باب ۱، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۷۹)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ : غیب سے مقصود وہ چیز ہے جس کو تم نے دیکھا نہیں ہے اور شہادت سے مقصود جس کو تم نے دیکھا ہے، مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو آسمانوں اور زمین کی خالق ہے بلکہ ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کی بھی خالق ہے جب قیامت کے دن لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو اس دن صرف اللہ کی بادشاہت ہوگی اسے غیب اور شہادت سبھی کا علم ہے وہ پوشیدہ اور ظاہر کا علم رکھتا ہے اور اللہ کا وصف حکیم ہے اسے تمام باریکیوں اور پوشیدہ چیزوں کا علم ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے تو ضروری ہے کہ کوئی بھی عقلمند انسان اللہ کو چھوڑ کر اس کے سوا کسی آستانے پر دعوت نہیں دے گا، ارشاد ربانی ہے:﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن:۱۸)''تم نے اللہ کے ساتھ کسی کو پکارنا نہیں ہے'' (المراغی ج ۳ ص ۱۳۸)

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ اٰزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ إِنِّي أَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۷۵﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِي إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۤلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو خدا کہتا ہے؟ بے شک میں تجھ کو اور تیری قوم کو ظاہر گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا معائنہ کرا دیا تا کہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے۔ پس جب اس پر رات چھا گئی اس نے ستارہ دیکھا اس نے کہا یہ میرا پروردگار ہے، پس جب وہ چھپ گیا تو اس نے کہا میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں بناتا ہوں۔ پس جب اس نے چاند کو نکلا ہوا دیکھا اس نے کہا یہ میرا پروردگار ہے، پھر جب وہ چھپ گیا تو اس نے کہا اگر میرا پروردگار میری راہ نمائی نہ کرے تو میں گمراہ لوگوں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب اس نے سورج کو دیکھا وہ نکلا ہوا ہے تو اس نے کہا یہ میرا پروردگار ہے یہ بہت بڑا ہے جب وہ بھی چھپ گیا تو اس نے کہا اے میری قوم! بے شک میں بری ہوں اس سے جو تم شرک کرتے ہو۔ بے شک میں نے اپنی ذات کو متوجہ کیا اس ذات کی جانب جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، میں ایک جانب جھکنے والا ہوں اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔

لغوی تحقیق: بازغا مادہ (ب ز غ) ہے، چاند یا سورج ضوافشاں ہوا، جگمگایا، طلوع ہوا، ظاہر ہوا، قرآن حکیم میں ہے: ﴿فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا ۞ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً﴾ (الانعام: ۷۷۔۷۸) ''پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے، پھر جب سورج کو دیکھا چمک رہا ہے'' ضروری نہیں کہ یہ واقعہ ایک ہی مجلس میں پیش آیا ہو، ہو سکتا ہے کہ توحید الٰہی کو واضح کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دو مختلف صحبتوں میں چاند اور سورج کے غروب و زوال کی طرف مشرکین کو متوجہ کیا ہو اور بتایا ہو کہ بھلا جو چیزیں اس درجہ تغیر پذیر اور عارضی ہوں وہ کہیں پرستش کے لائق ہو سکتی ہیں؟ چاند اور سورج کی پرستش تمام سامی اقوام میں بالعموم اور کلدانیوں میں بالخصوص رائج تھی، سورج اور چاند ان کے نزدیک عاشق و معشوق کا درجہ رکھتے تھے چاند عاشق تھا اور سورج معشوق، یہی وجہ ہے عربی زبان میں چاند مذکر ہے اور سورج مونث ہے، قرآن حکیم کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ عرب چونکہ چاند کے پرستار تھے اس لئے چاند کا ذکر پہلے کیا اور سورج کا بعد میں، اس لئے کہ اس کی سوائے مجوسیوں کے اور کوئی قبیلہ پرستش نہ کرتا تھا، یہاں ذکر چونکہ ابراہیم علیہ السلام اور اس کی قوم کا ہے اور ان میں ان دونوں کو دیوتا مانا جاتا تھا اس لئے ان دونوں کو ایک ساتھ بیان کیا۔ (لسان القرآن ۱۷۷)

بلاغت: ﴿قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ میں استفہام کو اس کے اصل معنی سے دور کیا گیا ہے اس کلام میں استفہام انکاری محذوف ہے، مقصود یہ ہے کیا یہ میرا پروردگار ہے؟ جیسا کہ ارشاد ربانی ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ (البلد: ۱۱) ''کیوں وہ گھاٹی میں سے نہ گزرا؟'' میں بھی ہے، نیز اس آیت کریمہ میں ابراہیم علیہ السلام نے ان کی گمراہی کو بطور تعریض کے ذکر کیا لیکن جب ان کی گمراہی کے پختہ ہونے میں کچھ شبہ باقی نہ رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی آخر میں ذکر کیا جب کہ حق غایت درجہ واضح ہو گیا اور ان پر حجت قائم ہو گئی۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۲۰۲)

تشریح: اللہ پاک نے اس سورت کے آغاز میں اپنی ذات کا تعارف کراتے ہوئے واضح کیا کہ دین اسلام لے کچھ اصول اور ضوابط ہیں ایک اللہ کی ذات اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ مشرکین کے شرک اور ان کے شبہات کا رد کیا ہے توحید اور مسئلہ رسالت کو واشگاف الفاظ میں واضح کیا اور رسالت پر ان کے شبہات کا رد کیا ہے، ذہن نشین کریں امت عربیہ میں ابراہیم علیہ السلام کا بہت اونچا مقام ہے وہ اپنے دور کے رئیس الموحدین قرار پائے، ان کے دور میں چونکہ بتوں کی عبادت کے ساتھ سورج، چاند اور ستاروں کو بھی عظیم گردانا جاتا تھا، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر کو کھلے الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تو بتوں کو اپنا معبود تسلیم کرتا ہے تو میں تجھے اور تیری قوم کو گمراہ سمجھتا ہوں، ظاہر ہے کہ ان بتوں کو تم نے پتھر اور لکڑی سے تراش کر بنایا ہے جب کہ تم مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے ان سے کہیں بلند ہو، مزید برآں حقیقت میں وہ بے جان ہیں وہ ہرگز اپنی ذات کے لحاظ سے معبود نہیں ہیں ان میں کوئی خصوصیت موجود نہیں ہے کوئی بھی عقلمند شخص ایسی چیز کو معبود تسلیم نہیں کرتا ہے جو اس کے برابر ہو بلکہ اس میں احتیاج کا عنصر موجود ہو، مزید برآں نہ وہ کسی کو منفعت سے نواز سکے اور نہ کسی کو نقصان سے دوچار کر سکے نہ کسی کو عطیہ دے سکے اور نہ اس میں عطیات کے روکنے کا وصف پایا جاتا ہے، آثار قدیمہ کے کھنڈرات عراق کے بارے میں اس حقیقت سے پردہ کشائی کر رہے ہیں جیسا کہ تاریخ اقوام کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے بے شمار معبود پتھروں سے تراشے ہوئے تھے عام ہے کہ ان کا تعلق اونچی فیملی سے ہے یا متوسط اور نچلے طبقہ سے ہے سبھی ستاروں کی عموماً اور سات ستاروں کی خصوصاً عبادت کرتے تھے ان سے مقصود سورج، چاند، زہرہ، عطارد، مریخ، مشتری اور زحل ہیں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : جس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کے باپ اور قوم کے بارے میں آگاہ کیا کہ وہ کھلم کھلا گمراہ ہیں جب کہ وہ بتوں کی عبادت کر رہے ہیں اسی طرح ہم نے اس کو تسلسل کے ساتھ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کے بارے میں بھی معلومات سے نوازا کہ ان کا نظام کتنا محکم ہے اور کس قدر عجائبات کا حامل ہے، ہم نے انہیں مشاہدہ کرایا کہ کس طرح ستارے اپنے افلاک میں ایک مضبوط نظام کے مطابق گردش کرتے ہیں اسی طرح ہم نے انہیں زمین کے طبقات میں مختلف قسم کی کانوں سے پردہ کشائی کی جنہیں انسان کی معیشت میں خاصا دخل ہے جب وہ کسی صحیح طریق سے ان سے استفادہ کرے جس سے ہم نے انسان کو آگاہ کیا ہم نے انسان کو اس کے ظاہر، باطن حقائق سے روشناس کرایا ہے، دراصل ان تمام معلومات کو بطور دلیل کے انسان کو نوازا ہے ان حقائق پر جس قدر غور و فکر زیادہ کیا جائے گا اسی قدر ہماری وحدانیت اور ہماری عظیم قدرت کا تصور مزید جلوہ گر ہوگا بلکہ یقین میں اضافہ ہوگا یعنی علم الیقین سے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ تک رسائی ہوگی۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا : اللہ تعالیٰ نے اولاً جب فضا کو رات کے وقت تاریکی سے ڈھانپ دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے ایک ستارہ دیکھا جو دیگر تمام ستاروں سے بظاہر حجم کے لحاظ سے بڑا تھا اور روشنی میں بھی دوسرے ستاروں سے ممتاز تھا اس سے مقصود مشتری ستارہ ہے جسکو یونان اور روم کے باشندے بڑا معبود سمجھتے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے ستارے کی امتیازی شان کے پیش نظر کہا یہ میرا پروردگار ہے انکے خیال کے مطابق اپنا خیال ظاہر کیا لیکن جب وہ چھپ گیا، پردے میں ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کیا میں اسکو محبوب نہیں جانتا ہوں جو چھپ جائے اور اسکا مفقود ہونا اسے پریشانی میں مبتلا کرے، رب تعالیٰ تو ایسی ذات ہونی چاہیے جو موجود رہے اس کیلئے بقا ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ذات سمع وبصر کیساتھ موصوف ہو جس میں غفلت اور نسیان نہ ہو بلکہ اللہ کی جلوہ آرائی تو ہر چیز میں ظاہر ہے، عربی کا شاعر کہتا ہے ۔

وَ فِی کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ

تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

''ہر چیز ایک اللہ کے وجود پر دلالت کر رہی ہے جب کہ حکمت کے لحاظ سے اللہ کی ذات ہر چیز میں مخفی ہے''

ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (الانعام:١٠٤) ''آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ باریک بین خبر رکھنے والا ہے'' ایک حدیث میں احسان کا وصف ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ آپ اللہ کی عبادت یوں کریں گویا کہ آپ اللہ کی ذات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اگر مشاہدہ کی کیفیت جلوہ گر نہ ہو سکے تو یہ تصور بھی کافی ہے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ١٤، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ١، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ٤، صحیح ابن ماجہ باب ٩، ارواء الغلیل ج ١ ص ٣٣)

ابراہیم علیہ السلام کے اس جملہ میں قوم کو نشانہ بنایا ہے کہ تم جہالت کا کرشمہ ہو کہ جو چیز آنکھوں سے غائب ہو جائے اور اسے ان کی عبادت کا علم نہ ہو وہ اس کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ چنانچہ اسی مناسبت سے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا: ﴿لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾ (مریم:٤٢) ''آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو سنتے نہیں ہیں دیکھتے نہیں ہیں اور تجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے''

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ: جب ابراہیم علیہ السلام نے افق سے چاند کو نکلتے ہوئے دیکھا تو پہلے کی طرح اس کے بارے میں بھی کہا یہ میرا رب ہے جب مشتری ستارے کی طرح چاند بھی ڈوب گیا حالانکہ وہ مشتری ستارے سے بڑا تھا اور روشنی کے لحاظ سے بھی زیادہ ضوافگن تھا تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اردگرد کے لوگوں کو سناتے ہوئے واضح کیا اگر میرا پروردگار میری راہ نمائی نہ کرے اور مجھے حق کہنے کی توفیق عطا نہ کرے تو میں یقیناً ان لوگوں سے ہو جاؤں گا جو صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں، ہدایت نہیں پا سکتے ہیں، انہوں نے اللہ کے سوا کو اپنا معبود بنایا اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ایسے اعمال نہ کئے جو اللہ کی رضا کا باعث ہیں۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ: جب سورج کو دیکھا کہ وہ روشن ہے تو اس کی جانب اشارہ کیا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو ستاروں اور چاند سے بڑا حجم رکھتا ہے روشنی بھی اس سے زیادہ ہے یہ اس لائق ہے کہ اس کو رب قرار دیا جائے جب وہ بھی ڈوب گیا تو اعلان کیا اے میری قوم! میں تمہارے شرک سے برأت کا اظہار کرتا ہوں میں نے اپنی عبادت میں اپنی توجہ کو اس ذات کی جانب پھیر دیا ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہی ذات ان ستاروں کا خالق ہے وہی تمہارا خالق ہے اور جن معدنیات سے تم بتوں کو تراش کر بناتے ہو ان کا بھی وہی خالق ہے تو پھر عبادت اس ذات کی کرنی چاہیے جو ان سبھی چیزوں کا خالق ہے وہ ذات آسمانوں و زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا اور میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں۔ (المراغی ج ٣ ص ١٤٢)

آغاز میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو مخاطب کر کے کہا، تعجب ہے کہ تو بتوں کو اپنا معبود بنا رہا ہے میں تجھے اور تیری قوم کو ظاہراً گمراہ سمجھتا ہوں لیکن ان کے والد نے اسلام قبول نہ کیا برابر بت پرستی پر ڈٹا رہا، چنانچہ اس کی موت بھی بت پرستی پر ہوئی اگرچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام ان کے بارے میں زندگی بھر استغفار کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے والد کو اس لئے معاف نہ کیا کہ اس نے اسلام قبول نہ کیا چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کی میدان حشر میں اپنے باپ سے ملاقات ہوگی تو آزر اپنے بیٹے سے کہے گا اے میرے بیٹے! آج میں ہرگز آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا اس پر ابراہیم علیہ السلام اپنے پروردگار کی خدمت میں عرض کریں گے اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھے میدان حشر میں رسوا نہیں کرے گا اور میرے لئے میرے باپ سے زیادہ رسوائی اور کیا ہو سکتی ہے جو تیری رحمت سے دور ہے اس دوران اللہ پاک کی جانب سے آواز آئے گی اے ابراہیم! آپ اپنے عقب میں دیکھیں تو وہاں ان کے والد کی شکل بجو جانور جیسی ہوگی اس کا جسم گندگی کے ساتھ لتھڑا ہوگا اس کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب القیامۃ ح ۵۵۳۸)

وَحَآجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: اور اس کے ساتھ اس کی قوم نے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جب کہ یقیناً اللہ نے مجھے ہدایت عطا کی ہے اور میں اس سے نہیں ڈرتا ہوں جس کو تم اللہ کا شریک بناتے ہو (البتہ اس سے ڈرتا ہوں) جب میرا پروردگار کسی چیز کا ارادہ کرے، میرے پرودگار نے ہر چیز کا علم کے لحاظ سے احاطہ کیا ہوا ہے، کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ہو؟ اور میں کس طرح اس سے ڈروں جس کو تم نے شریک بنایا ہے اور تم اس سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے ایسی چیز کو جس کے بارے میں اللہ نے تم پر کسی دلیل کو نہیں اتارا ہے پس ان دونوں گروہوں میں سے کون سا ایک گروہ امن کا زیادہ حق دار ہے (تم بتاؤ) اگر تم جانتے ہو؟ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ ہماری دلیل ہے ہم نے اس کے ساتھ ابراہیم کو اس کی قوم پر غلبہ عطا کیا اور ہم جس کو چاہتے ہیں مراتب میں بلندی عطا کرتے ہیں بلاشبہ آپ کا پروردگار حکمت والا علم والا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْمُحَاجَّةُ مصدر ہے، اس کا معنی جھگڑنا، دلیل کو ثابت کر کے غلبہ حاصل کرنا اور حجت کا اطلاق کبھی تو ایسی دلالت پر ہوتا ہے جو مقصود کو واضح کرے اور کبھی اس کا اطلاق اس دلیل پر ہوتا ہے جو دو جھگڑنے والوں میں ایک شخص اپنے دعویٰ کے اثبات اور مخالف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رد میں پیش کرتا ہے، اس لحاظ سے دلیل کی ایک قسم ایسی ہے جو مخالف کی بات کو کچل کر رکھ دیتی ہے اور اس دلیل کے ساتھ حق و صداقت کا اثبات ہو جاتا ہے، دوسری قسم وہ دلیل ہے جس میں باطل کی آمیزش ہوتی ہے اس سے باطل کو بنا سنوار کر پیش کیا جاتا ہے جب کہ اس کا نام اشتباہ رکھنا مناسب ہے اور ظلم سے مقصود عقیدہ یا عبادت میں شرک کرنا ہے جیسے اللہ کے سوا کو اپنا دوست بنانا کہ اس کو اللہ کے ساتھ پکارا جائے یا اللہ سے اس کا درجہ و مرتبہ کم سمجھا جائے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۴۵)

تشریح: جب ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی عبادت کو واضح انداز میں باطل قرار دیا اور ستاروں کی ربوبیت کے نظریہ کو غلط قرار دیا اس کیساتھ ساتھ ایک اللہ کی عبادت کو ضروری قرار دیا تو ان کی قوم نے توحید کے مسئلہ پر ان سے جھگڑا شروع کر دیا شرک کے ثابت کرنے میں توہمات کا سہارا لیا اور تاویل کرتے ہوئے کہا کہ متعدد خداؤں کا اثبات وحدانیت کے منافی نہیں ہے، دراصل بت اور ستارے اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے لیکن انہوں نے ایک نئے انداز کے ساتھ انہیں ڈرایا کہ خطرہ ہے کہیں یہ خدا تم کو مصائب و تکالیف سے دوچار نہ کر دیں آخری بات انہوں نے یہ کہی کہ ہم تو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر رواں دواں ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مقلد شخص دلائل پیش نہیں کیا کرتا البتہ وہ جھگڑالو ہوتا ہے اور کسی واضح دلیل کے سامنے بھی اپنی شکست تسلیم نہیں کرتا ہے۔

قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ : کیا تم اللہ کی ذات کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کر رہے ہو جبکہ اللہ نے مجھے تم پر برتری عطا کی ہے کہ مجھے توحید خالص کی راہ نمائی فرمائی لیکن تم گمراہی پر ہو، شرک پر اصرار کر رہے ہو اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کر رہے ہو سمجھ لیجئے مجھے تمہارے خداؤں کا ہرگز خوف نہیں میرا تو اعتقاد ہے کہ مجھے ان سے فائدہ یا نقصان نہیں پہنچ سکتا ان میں دیکھنے سننے کی قوت نہیں ہے۔

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا : ہاں اللہ پاک اگر مجھے کسی تکلیف سے دوچار کرنا چاہیں گے تو مجھے ہرگز اس سے انکار نہیں لیکن ان بتوں اور ستاروں میں ہرگز اس قسم کی قوت نہیں ہے اللہ کی مشیت میں اس کی مخلوقات کا کچھ دخل نہیں ہے۔

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا : میرے پروردگار نے اپنے علم کے ساتھ ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے کچھ بعید نہیں کہ اللہ کے علم میں یہ ہو کہ مجھ پر مصائب اتریں گے جب کہ ان کا سبب اللہ پاک کی جانب سے ہی ہوگا۔

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ : تم غور و فکر سے اعراض کر رہے ہو اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ تمہارے معبودان باطلہ میں نفع، نقصان پہنچانے کی قوت نہیں ہے اس لئے کہ اصل تصرف اور تسلط ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کا ہے کسی کا بھی اس کے تصرف میں دخل نہیں یہاں تک کہ کسی پیغمبر و ولی کا بھی نہیں ہے، جب ابراہیم علیہ السلام نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ ہرگز ان کے شرکاء سے نہیں ڈرتا ہے وہ تو صرف ایک اللہ کا خوف رکھتا ہے انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ وہ اسے بتوں سے کیوں خوفزدہ کر رہے ہیں؟ اس کے برخلاف وہ اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں جس سے ڈرنا ضروری ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو دہرایا کہ میں تم سے کیسے خوفزدہ ہو سکتا ہوں جب کہ تم اللہ کا شریک بنانے سے نہیں ڈرتے ہو حالانکہ اس کی تمہارے پاس ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے اور تقلید تو کوئی عذر نہیں بالخصوص ان لوگوں کی تقلید جو ہدایت پر نہ تھے وہ علم و بصیرت سے روشناس نہ تھے۔

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ : ایک فریق موحدین کا ہے جو ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اسی سے ڈرتے ہیں صرف اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں اس کے غیر کی جانب ان کی ہرگز توجہ نہیں ہے جب کہ دوسرا فریق مشرکین کا ہے جو اسباب کے اثرات کے قائل ہیں ان میں کبر اور رعونت موجود ہے انہوں نے متعدد معبود بنا رکھے ہیں اور نفع نقصان کی ان کی جانب نسبت کرتے ہیں جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورج، چاند، فرشتے اور بت وغیرہ ہیں، دراصل یہ مقابلہ ہر موحد اور مشرک کے درمیان ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مخالفین کے درمیان ہی نہیں اور صراحتاً انہیں غلط کار نہیں کہا ہے تاکہ وہ مزید جھگڑے پر نہ اتر آئیں بلکہ واضح کیا اگر تم علم وبصیرت سے آشنا ہو تو مجھے بتاؤ اور دلیل کے ساتھ وضاحت کرو دراصل انہیں لطیف انداز میں سمجھایا جا رہا ہے کہ تم حق وصداقت کا اقرار کرو یا جہالت حماقت پر خاموشی اختیار کرو۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ : آیت مذکورہ میں اللہ پاک نے تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہیں حقیقی امن وسکون میسر آ سکتا ہے ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو ایمان باللہ کے زیور کے ساتھ آراستہ ہیں وہ ہمہ تن عقائد، عبادات میں شرک سے بچاؤ اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے ہیں، اللہ کے سوا کی تعظیم کو اللہ کے برابر قرار نہیں دیتے اور اللہ کے ساتھ بالکل اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ پاک کے ساتھ محبت کا اظہار ہونا چاہیے، مزید برآں اس کے بارے میں نفع، نقصان کا بالذات عقیدہ رکھتے ہیں یا اسے اللہ کی مشیت اور قدرت میں مؤثر سمجھتے ہیں ان کا ایمان ظلم سے مبرا ہوتا ہے، اس کی وضاحت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں وہ بیان کرتے ہیں اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے پر صحابہ کرام میں اس خدشہ کا اظہار ہوا کہ ہم میں کون ایسا شخص ہے جس سے ظلم صادر نہیں ہوا؟ چنانچہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم میں کون ایسا شخص ہے جو ظلم کے ارتکاب سے دور ہو؟ آپ نے فرمایا جو تم سمجھ رہے ہو وہ درست نہیں ظلم سے مراد تو شرک ہے چنانچہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ (لقمان:۱۳) ''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے'' آیت مبارکہ میں امن سے مقصود اللہ کے عذاب سے محفوظ رہنا ہے جب کہ اللہ کا عذاب اس شخص پر نازل ہوتا ہے جس کا ایمان اور اس کی عبادت اللہ کے ہاں درست نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ا، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۵۴، مسند احمد ج اص ۴۷۸، ابن کثیر ج ۲ ص ۲۴۵)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ : ہم نے باطل کو کچل دینے والی دلیل، جس میں حق وصداقت کی وضاحت تھی باطل کو کچلنے کا اعلان تھا اسی کے ساتھ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو نوازا تھا کہ وہ انہیں اس کی روشن میں چلائے اور انہیں جادہ مستقیم پر استقامت کا پیغام دے۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ : ہم اپنے بندوں میں سے جس کے بارے میں چاہتے ہیں اس کے درجات کو بلند کرتے ہیں چنانچہ علم کا ہونا کمال کا پہلا درجہ ہے اور سیادت کا حاصل ہونا کمال کا دوسرا درجہ ہے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا تیسرا درجہ ہے جب کہ نبوت و رسالت کا درجہ ان تمام سے بلند ہے لیکن درجہ نبوت وہبی ہے اور دیگر درجات کسبی ہیں جب کہ اللہ کی توفیق کے ساتھ ہی ان درجات پر متمکن ہوا جا سکتا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ : بلاشبہ آپ کا پروردگار جس نے آپ کی تربیت فرمائی آپ کو علم کی دولت سے نوازا بلکہ آپ کو خاتم النبیین کے بلند منصب پر فائز فرمایا اس کے اقوال حکمت کے ساتھ موصوف ہیں، اسے تمام کائنات کے کوائف کا علم ہے آپ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر گامزن رہیں ان کی قوم نے بھی ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کو جھٹلایا تھا آپ کو صبر کرنا چاہیے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے مظالم پر ہمیشہ صبر کے دامن کو تھامے رکھا۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۴۹)

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِیَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۸﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے ان میں سے ہر ایک کو ہم نے ہدایت سے نوازا اور ان سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت عطا کی اور ابراہیم کی اولاد سے ہم نے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو ہدایت عطا کی اور اسی طرح ہم اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس ان میں سے ہر ایک صالحین میں سے تھا۔ اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو ہدایت عطا کی اور تمام کو ہم نے ان کے زمانے والوں پر فضیلت عطا کی۔ اور ان کے باپ دادوں سے بعض کو اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں سے ہدایت عطا کی اور ہم نے انہیں چن لیا اور ان کی سیدھے راہ کی جانب راہ نمائی کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے جو انہوں نے کئے تھے۔ یہ سبھی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت سے نوازا پس اگر یہ کافر قرآنی آیات کا انکار کریں گے تو ہم نے ان آیات پر ایمان لانے والے ایسے لوگوں کو مقرر کر دیا ہے جو کبھی بھی ان کے ساتھ کفر نہیں کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت سے نوازا، پس آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں آپ اعلان کریں میں تم سے قرآن کی تبلیغ پر کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں یہ قرآن نہیں مگر جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

تشریح: اللہ پاک ذکر فرما رہے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام اس عمر میں پہنچے جس میں نرینہ اولاد سے مایوسی ہوتی ہے تو دونوں خاوند بیوی اولاد کے بارے میں مایوس تھے اس دوران فرشتے قوم لوط کی جانب جا رہے تھے انہوں نے راستہ میں ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق بیٹے کی خوشخبری سے نوازا، نیز وہ اللہ کے پیغمبر ہوں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی اس خوشخبری پر ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تعجب کا مقام ہے مجھے کیسے اولاد ہو سکتی ہے؟ فرشتوں نے وضاحت کی کہ اللہ کے حکم پر تجھے تعجب کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، مزید برآں انہیں نبوت سے بھی سرفراز کیا جائے گا نیز اس بشارت سے بھی آگاہ کیا کہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام بھی پیغمبر ہوں گے تمہاری زندگی میں ہی وہ پیدا ہوں گے اس خوشخبری سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونی چاہیے ظاہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اولاد سے آگے نسل باقی رہے تو اس سے دادا اور دادی کو زبردست خوشی حاصل ہوتی ہے پھر اس کا نام بھی بتایا گیا کہ وہ یعقوب نام کے ہوں گے اس نام میں اشارہ ہے کہ ان کے بعد ان کی نسل سے اولاد ہوگی اس لئے کہ (عقب) کا مفہوم پیچھے کا ہے دراصل ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک کی جانب سے بہترین بدلہ عطا کیا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے جب ان کی باتوں کا انکار کیا تو انہوں نے انہیں خیر باد کہا اور اس ملک سے انہوں نے ہجرت فرمائی کہ کسی اور جگہ سکونت اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں گا۔

وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ: ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت سے نوازا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بعد ہدایت سے نوازا نیز ان کی اولاد کو بھی ہدایت سے نوازا مقصود اسحاق اور یعقوب علیہ السلام ہیں ان کو مزید خصوصیات سے بھی نوازا تھا، داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہیں، ان کو مزید خصوصیات سے بھی نوازا تھا، البتہ نوح علیہ السلام کے دور میں جب روئے زمین کے لوگوں کو طوفان میں غرق کر کے تباہ و برباد کر دیا جب کہ کچھ افراد جو ان پر ایمان لائے جنہیں انہوں نے کشتی میں سوار کرا دیا وہ محفوظ رہے ان سے آگے نسل میں اضافہ ہوتا رہا، تو گویا اب بھی لوگ نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو پیغمبر بھی مبعوث ہوا ان کی اولاد سے ہوا ہے، چنانچہ ان کی اولاد سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ہیں جبکہ لوط کا تعلق ابراہیم کی نسل سے نہیں ہے بلکہ ان کا نسبی تعلق ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہاران بن آزر سے ہے البتہ تغلیباً ان کی اولاد میں شامل ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ ۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۳۳) ''کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت نے آ لیا جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم تیرے معبود اور تیرے باپوں کے معبود ابراہیم، اسماعیل، اسحاق کے ایک معبود کی اور ہم اس کی اطاعت کرنے والے ہیں''

ظاہر ہے کہ اسماعیل علیہ السلام تو یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں انہیں تغلیباً ان کے آباء میں داخل کر دیا گیا ہے جیسا کہ: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ o اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ (الحجر:۳۰-۳۱) ''تو سبھی فرشتوں نے سجدہ کیا ابلیس کے علاوہ'' ظاہر ہے کہ ابلیس کا شمار فرشتوں سے ہوا کہ اسے بھی سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور جب اس نے سجدہ نہ کیا تو وہ راندہ روزگار بنا دیا گیا سجدہ کے حکم میں وہ بھی داخل تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی تخلیق آگ سے ہے اس لئے کہ اس کا شمار جنوں سے ہے اور فرشتوں کی تخلیق نور سے ہے۔

وَمِن ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ: اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام پیغمبروں کو مبعوث فرمایا نیز ان کے اصول فروع سے بھی ہم نے ان کا انتخاب فرمایا اور صراط مستقیم پر گامزن فرمایا ان سب کو اللہ کی توفیق کیساتھ ہدایت حاصل ہوئی وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ: اگر اہل مکہ نبوت کا انکار کریں گے تو ہم نے مہاجرین، انصار اور قیامت تک ان کے پیروکاروں کو ہدایت سے نوازا ہے جو دین اسلام کی کسی ایک جز کا بھی انکار نہیں کریں گے وہ مکمل اسلام کے احکامات پر عمل پیرا رہیں گے محکم متشابہ تمام پر ایمان رکھیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر گامزن ہیں آخرالزمان پیغمبر ﷺ اور آپ کی امت کو ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ علمیہ: ان آیات میں چودہ (۱۴) انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے ان کے ذکر میں ترتیب زمانی بھی نہیں ہے اور فضائل کے لحاظ سے بھی ترتیب نہیں ہے اس لئے کہ قرآن پاک وعظ و نصیحت کی کتاب ہے ایسی تاریخ کی کتاب نہیں جس میں واقعات ان کے پائے جانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لحاظ سے ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہو البتہ ترتیب پر غور و فکر کرنے سے انبیاء علیہم السلام کی تین اقسام معلوم ہوتی ہیں۔

داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام ایسے پیغمبر ہیں جن کو اللہ پاک نے بادشاہت، امارت اور حکومت کے ساتھ بھی نوازا تھا، چنانچہ داؤد اور سلیمان علیہما السلام بادشاہ تھے اور مالدار تھے جب کہ ایوب علیہ السلام مالدار تھے امیر تھے، مزید برآں احسان کرنے والے تھے جب کہ یوسف علیہ السلام وزارت کے منصب پر فائز تھے اس کے ساتھ ساتھ فیصلہ کرنے کی استعداد کا بھی ملکہ تامہ رکھتے تھے البتہ ان دونوں کو آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن انہوں نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کے تشکر و امتنان کا اقرار کیا لیکن موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام بادشاہ تو نہ تھے البتہ حاکم کی حیثیت سے پہنچانے جاتے ہیں لیکن زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، اور الیاس علیہم السلام میں زہد کا امتیازی وصف تھا، لذات دنیوی سے اعراض ان کا امتیازی وصف تھا، بالخصوص انہیں صالحین کے زمرہ میں شمار کیا گیا اگر چہ ہر پیغمبر صالح اور محسن کے اوصاف کا حامل ہوتا ہے اگر ایک دور میں ایک پیغمبر گزرا تو اسے اس دور کا افضل انسان سمجھا جائے لیکن اگر ایک دور میں دو یا دو سے زیادہ انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں تو پھر ان میں تفاضل نظر آتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام لوط علیہ السلام سے افضل تھے اور موسیٰ، ہارون علیہما السلام سے افضل ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، مزید برآں ابراہیم علیہ السلام کے والد اور نوح علیہ السلام کے بیٹے کافر تھے جو راہ ہدایت پر نہ آسکے، ذہن نشین کریں اگر ہدایت یافتہ افراد اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک بناتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے ظاہر ہے کہ توحید سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور شرک سے فطرت آلودہ ہوتی ہے شرک کے ہوتے ہوئے کسی بھی عمل صالح کا کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا اور نجات کا حصول ممکن نہیں رہتا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ : جن انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہوا ہے ان میں سے بعض کو تینوں عطیات سے نوازا گیا جیسے ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور داؤد علیہم السلام ہیں اور بعض کو حکومت اور نبوت سے نوازا گیا جیسا کہ وہ انبیاء علیہم السلام جو تورات کے فیصلوں کو نافذ کرتے تھے جب کہ بعض پیغمبروں کو صرف نبوت سے ہی نوازا گیا۔

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ : اگر اہل مکہ کے مشرک لوگ کتاب الٰہی، احکام الٰہیہ اور نبوت کا انکار کریں تو ہم نے ان کا خیال رکھنے کیلئے ایسے لوگوں کو مقرر کر رکھا ہے جو صالحیت کے ساتھ موصوف ہوں گے ایماندار ہوں گے اور کچھ مستقبل میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں گے اور کچھ مستقبل قریب میں ایمان قبول کریں گے جب انہیں ایمان کی دعوت دی جائے گی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ : اٹھارہ (۱۸) انبیاء علیہم السلام جن کے نام آیات گذشتہ میں ذکر ہو چکے ہیں ان کو اللہ پاک نے ہدایت کاملہ سے نوازا تھا، اے پیغمبر ﷺ! آپ ان کی پیروی کریں آپ دعوت الی اللہ کو پھیلائیں، دلائل توحید و نبوت پیش کریں اگر لوگ آپ کی تکذیب کریں تو صبر سے کام لیں حلم کا مظاہرہ کریں عدل و انصاف کے دامن کو ہمیشہ تھامے رکھیں، خیال رہے پہلے پیغمبر نوح علیہ السلام ہیں جنہیں حلال و حرام کے احکام سے خبردار کیا گیا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا : اے پیغمبر ﷺ! آپ اعلان کریں اور جن کی جانب آپ کو بھیجا گیا ہے انہیں اس حقیقت سے خبردار کریں کہ میں قرآن سنانے پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں جیسا کہ دیگر پیغمبروں نے بھی تبلیغ پر اجرت حاصل نہیں کی تھی۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ: قرآن پاک تو وعظ و نصیحت کی کتاب ہے تمام مسلمانوں کی راہ نمائی کرتی ہے اس کا اولین مقصود صرف تمہاری راہ نمائی کرنا اور صرف تمہیں نیکی اور برائی سے آگاہ کرنا نہیں ہے بلکہ آپ کی بعثت میں عمومیت کارفرما ہے۔(صلوۃ اللہ وسلام علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: یہودیوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اللہ جس قدر کے لائق تھا جب انہوں نے کہا اللہ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اتارا ہے، آپ کہیں کس نے اس کتاب کو اتارا جس کو موسیٰ لے کر آئے؟ وہ روشن ہے اور لوگوں کیلئے ہدایت ہے تم اس کو دو قسم میں تقسیم کرتے ہو ایک قسم کو آشکارا کرتے ہو اور زیادہ کو چھپاتے ہو اور تمہیں (قرآن میں) ایسی چیزوں سے آگاہ کیا گیا ہے جن کو تم نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے آپ فرمائیں اللہ نے (اس کو نازل کیا ہے) پھر انہیں ان کی بحث میں چھوڑ دیں وہ کھیلتے رہیں۔ یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے ہے اور تا کہ آپ مکہ والوں کو ڈرائیں اور ان لوگوں کو جو اس کے ارد گرد رہائش پذیر ہیں اور وہ لوگ جن کا آخرت پر ایمان ہے وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں پر محافظت رکھتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْقِرْطَاسُ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتَابًا فِیْ قِرْطَاسٍ﴾ (الانعام:۷) ''اور اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے'' تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ جس کو تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق میں نقل کر رکھا ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۶۴۲)

تناسب: اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا جو انہیں ان کی قوم کے ساتھ پیش آیا اس دوران ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے جن کو اللہ پاک نے منصب نبوت پر سرفراز فرمایا ان کا تذکرہ کیا در اصل ان کا تذکرہ رسول اکرم ﷺ کے تذکرہ کی تمہید کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا تعلق بھی ان پیغمبروں کے ساتھ ہے اور آپ کی ہدایت کا مشن ان پیغمبروں کی ہدایت کو تکمیل عطا کرتا ہے، مزید برآں آپ ﷺ قرآن پاک کی تبلیغ پر کسی مزدوری کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کے سوا سے ہرگز کسی منفعت کی امید نہیں رکھتے ہیں اس کیساتھ ساتھ ان لوگوں کا رد کیا جو وحی الٰہی کا انکار کر رہے تھے انکار کرنے کی صورت میں نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ کو غمزدہ کر رہے ہیں بلکہ اللہ کی وحی کا انکار کر کے اللہ کی عظمت شان کو گرا رہے ہیں وحی کے مقابلہ میں شبہات پیش کر رہے ہیں ان کے شبہات کو ختم کرتے ہوئے ایسی دلیل کو پیش فرمایا ہے کہ جس کے روشن اور واضح ہونے میں کوئی بھی عقل رکھنے والا انسان انکار نہیں کر سکتا۔

(المنار ج ۷ ص ۶۱۱)

شان نزول: ابن جریر طبری نے مختلف شان نزول کے تذکرہ کے بعد تحریر کیا ہے کہ شان نزول کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ ان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود قریش قبیلہ کے مشرک لوگ ہیں اس لئے کہ اس سے پہلے ان کا تذکرہ ہے۔(تفسیر ابن جریر ج۵ ص۳۴۹)

تشریح: انہوں نے اللہ کی ذات کی اس طرح تعظیم نہیں کی ہے جس طرح اس کی ذات کی تعظیم ہونی چاہیے انہوں نے اللہ کی قدرت کا انکار کیا اور وہ اللہ کی ذات کی معرفت سے دور ہیں جب کہ اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جب کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ نے تو ہرگز کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی ہے پس جو لوگ وحی کا انکار کرتے ہیں وہ اللہ کے پیغمبروں پر بھی ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کر رہے ہیں۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ : اے محمد ﷺ! ان لوگوں پر آپ اس حقیقت کو واضح کریں جو اللہ کی جانب سے کسی کتاب کے نازل ہونے کا انکار کر رہے ہیں کہ وہ بتائیں جس کتاب تورات کو موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا ہے اس کو کس نے نازل کیا تھا؟ جو روشنی کا مینار تھی اور لوگوں کی ہدایت کا سرچشمہ تھی۔

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا : یہودیوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تورات کو اوراق میں منتقل کیا اور اس میں تحریف اور تاویل کا گھناؤنا کردار ادا کیا، دراصل تورات کے نسخے علماء کے پاس تھے عوام کے ہاتھوں میں نہ تھے جب کہ علماء کا مسائل کو چھپانا اور واقعات کے بارے میں نصوص سے عوام کو بے خبر رکھنا اس حادثہ کے علاوہ تھا جب بیت المقدس کی تخریب اور یہودیوں کے عراق کی جانب جلاوطنی پر تورات کے کچھ حصص ضائع ہوگئے اسی جانب اللہ پاک کے اس قول میں اشارہ ملتا ہے: ﴿فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ جن مواعظ سے انہیں نصیحت کی گئی تھی اس سے زیادہ حصہ انہوں نے فراموش کر دیا تھا نیز یہ حقیقت واضح ہے کہ یہودی علماء نے مدینۃ الرسول میں رجم کے حکم کو چھپایا اور کہا کہ زانی کی سزا اس کے چہرے کو کالا کرنا ہے اور اس کو معاشرہ میں ذلیل کرنا ہے بلکہ یہودیوں نے اس سے بھی زیادہ عظیم چیز کو چھپایا کہ تورات میں نبی ﷺ کی خوشخبری کا تذکرہ تھا اور آپ کی صفات کو بیان کیا گیا تھا عوام الناس سے ان آیات کے مطالب کو چھپایا اور خواص کے سامنے ان کو دیگر معانی کا لباس پہنا کر پیش کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو تلقین فرمائی کہ آپ اس آیت مبارکہ کو یہودیوں کی مجلسوں میں بیان کریں کہ انہوں نے تورات کو پارہ پارہ کر دیا کچھ حصہ کو ظاہر کیا اور اکثر کو چھپایا۔

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ : اس آیت مبارکہ کے مخاطب، مجاہد تابعی کے نزدیک اہل عرب ہیں جب کہ ایک دوسری روایت میں سبھی مسلمان ہیں لیکن انجام کار بات ایک ہی ہے اس لئے کہ اہل عرب نے جو علم حاصل کیا اسے دیگر مسلمانوں تک پہنچایا تا کہ وہ بھی اس سے استفادہ کریں اگر حقیقت بین نگاہ سے غور کیا جائے تو آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہ رسول اکرم ﷺ، آپ کی قوم بلکہ تمام مسلمانوں پر اپنے احسان کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ تمہاری ہدایت کے لئے ایسی کتاب کو نازل کیا ہے جس میں عقائد کے اصولوں کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے پھر ان کی تائید میں دلائل ذکر کئے گئے ہیں اس اسلوب کے ساتھ مکارم اخلاق کے چارٹ (chart) کو تکمیل کے ساتھ پیش کیا ہے نیز فضائل کے علاوہ عبادات کو خاص اسلوب کے ساتھ پیش کیا ہے جن کی ادائیگی سے نفوس کا تزکیہ ہوتا ہے بلکہ معاملات کی تصویر کشی میں نہ صرف جماعتوں کے فوائد کو الم نشرح کیا ہے بلکہ افراد کی ضرورتوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کسی مسلمان کو اسلام کے پیش نظر دیانات و معاملات میں مستثنیٰ قرار نہیں دیا اور کسی کافر پر اس کے کفر کے سبب اس پر ظلم نہیں کیا گیا۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ : اس آیت مبارکہ کے آغاز میں وحی کا انکار کرنے والوں سے کچھ سوالات کئے گئے ہیں ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب وہ کیا دیں گے اللہ پاک نے واضح فرمایا اے پیغمبر ﷺ! آپ ان سے کہیں اللہ نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اس وضاحت کے بیان کے بعد انہیں ان کے حال پر چھوڑیں وہ باطل میں بحث وتمحیص کرتے ہیں، اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں بلکہ کھیل کود کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسا کہ بچے کھیل تماشہ کرتے ہیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ : اس حقیقت کے اظہار کے بعد کہ اللہ نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اس کے بعد واضح کیا کہ اسی نے محمد ﷺ پر قرآن پاک کو اتارا جو عظمت شان کے لحاظ سے منفرد ہے اس میں کثرت کیساتھ خیر و برکت موجود ہے وہ ایمان والوں کو بخشش کی بشارت سے نوازتا ہے اور نافرمانوں کو ڈانٹ پلاتا ہے اس سے پہلے منزل من اللہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا : آپ (ﷺ) اللہ کے عذاب سے مکہ کے باشندوں اور جو ان کے اردگرد ہیں، قریب ہیں یا دور ہیں سبھی کو ڈرائیں گویا کہ مکہ مکرمہ درمیان میں ہے اس کے اردگرد ہر سمت سے مسلمان اس کی جانب متوجہ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں آپ کی بعثت کی عمومیت کی وضاحت ہے اس مضمون کی آیات کثرت کیساتھ قرآن پاک میں وارد ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ : جو لوگ قیامت کے وقوع پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو بھی تسلیم کرتے ہیں جس کو ہم نے آپ کی جانب نازل کیا ہے، دراصل اس میں وضاحت ہے کہ جب اہل مکہ سے کثیر تعداد میں لوگ قرآن پاک سے روگردانی کر رہے ہیں حالانکہ قرآن پاک پر ایمان لانے میں ان کی دنیوی اخروی سعادتوں کا حصول ہے، دراصل اس میں تنبیہ ہے کہ جب وہ قیامت کے منکر ہیں تو پھر دین اسلام سے بھی وہ دور ہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت کا بھی انکار کر رہے ہیں۔

وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ : وہ نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں، نمازوں کے ارکان و آداب کا خیال رکھتے ہیں عبادات میں سے نماز کا خصوصیت کیساتھ ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ نماز دین اسلام کا ستون ہے اور تمام عبادات سے اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے نماز کی ادائیگی سے ایمان میں نکھار رونما ہوتا ہے بلکہ تمام عبادات کی جانب توجہ کرنے کا داعیہ ابھرتا ہے اور محرمات کو چھوڑنے کا احساس ترقی پذیر ہوتا ہے، نفس امارہ کا محاسبہ کرنے کی جانب رجحان جلوہ گر ہوتا ہے۔

(المراغی ج۳ ص۱۵۹)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ کہا، یا اس نے کہا مجھ پر وحی کی جاتی ہے جب کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب وحی نہیں ہوتی ہے اور جس شخص نے کہا میں بھی نازل کر سکتا ہوں جس طرح اللہ نے نازل کیا ہے اور تو (تعجب کرے گا) جس وقت تو ظالموں کو دیکھے گا کہ وہ موت کی شدتوں میں ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے کہتے ہوں گے اپنی روحوں کو باہر نکالو آج تمہیں رسوا کرنے والے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہیں اور تم اس کی آیات (کی تصدیق سے) تکبر کرتے رہے اور ہم کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم ان چیزوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے چھوڑ آئے ہو جن کو ہم نے تمہیں عطا کیا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھ رہے ہیں، جن کے بارے میں تم گمان رکھتے تھے کہ وہ تمہاری (تربیت میں اللہ کے) شریک ہیں بلاشبہ تمہارے آپس کے تعلقات ختم ہو گئے اور تم سے وہ چیزیں گم ہو گئیں جن کا تم خیال کرتے تھے۔

لغوی تحقیق: غَمَرَات کا واحد غَمْرَةٌ ہے سختی، ناتجربہ کار آدمی کو بھی غَمْرٌ کہا جاتا ہے، اس کی جمع اَغْمَارٌ ہے نیز غَمْرَةٌ کا معنی غفلت کا بھی ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ﴾ (المؤمنون:۵۴) ''ان کو غفلت میں رہنے دو''

(مفردات امام راغب ج۲ ص۶۷۵)

اَلْهُوْن ذلت اور اَلْهَوْن نرمی، قرآن پاک میں ہے: ﴿یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان:۶۳) ''وہ زمین پر آرام سے چلتے ہیں''

تناسب: قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ قرآن پاک منزل من اللہ ہے اور ان لوگوں کا رد کیا جا چکا ہے جنہوں نے قرآن پاک کے آپ ﷺ پر اُتارے جانے کا انکار کیا، اس لئے کہ آپ انسان ہیں تو انہیں اس وضاحت سے ہم کنار کیا کہ قرآن پاک اور تورات میں کچھ فرق نہیں اور تورات کے موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے کا وہ انکار نہیں کرتے ہیں تو قرآن پاک کے آپ ﷺ پر نازل کئے جانے کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ اس کے بعد ان لوگوں پر اللہ کی وعید کا تذکرہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں یا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس جیسا قرآن پیش کر سکتے ہیں۔

تشریح: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے بارے میں جھوٹ کہنے کا تذکرہ کرتا ہے؟ اس زمرہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو اللہ کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی یا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میری جانب وحی اترتی ہے حالانکہ اس کی جانب کوئی وحی نہیں آتی ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں، اسود عنسی نے یمن میں اور طلیحہ اسدی نے بنو اسد قبیلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا، ان لوگوں کے زمرہ میں وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جو کسی دور میں نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ: نیز اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو دعویٰ کرے کہ وہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ کسی پر نازل کرے جیسا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے جیسا کہ مشرکین مکہ نے کہا: ﴿لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ﴾ (الانفال:۳۱) ''اگر ہم چاہیں تو اس جیسی باتیں کہہ سکتے ہیں'' چنانچہ نضر بن حارث کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتا ہے نیز اسے اشعار کا مجموعہ قرار دیتا ہے مزید اس نے کہا اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام پیش کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْتَرٰى اِذِالظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ : اللہ پاک نے ظلم کرنے والوں کیلئے زبردست وعید کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ ان کا جرم گھناؤنا ہے اور انکا گناہ ناقابل معافی ہے، رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کیا جارہا ہے، آپ کے علاوہ سبھی سامعین مخاطب ہیں کہ تم ظالموں کا مشاہدہ کرو جب وہ موت کی بے ہوشی میں ہوں، مصائب اور تکالیف نے ان کا گھراؤ کر رکھا ہو جیسا کہ پانی میں ڈوبنے والوں کا پانی کی تندوتیز موجوں نے گھراؤ کیا ہوتا ہے۔

آپ ایسے ہولناک منظر کا مشاہدہ کریں گے جس کی ہولنا کی کا بیان کرنا تمہارے بس میں نہیں ہوتا، بالخصوص جب کہ فرشتے نے ان کو ڈانٹ پلاتے ہوئے اور ان کے جسم پر ضربیں لگاتے ہوئے مار پیٹ کرتے ہوئے ان کی روحوں کو نکالنے کے لئے ہاتھوں کو پھیلایا ہوا ہوگا، دیگر مقام میں وارد ہے: ﴿فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ (محمد:۲۷) ''تو اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کو موت سے ہمکنار کرتے ہوئے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگا رہے ہوں گے؟''

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ : غیظ وغضب کے عالم میں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہیں گے تم اپنے اجسام سے روحوں کو نکالو! صاحب کشاف نے فرشتوں کے اس وقت کے انداز کی تمثیل جب وہ ظالموں کے جسم سے روحوں کو نکالیں گے اس قرض وصول کرنے والے کیساتھ دی ہے جو قرض کی وصولی پر مصر ہے، مقروض پر اپنے ہاتھ کو پھیلاتے ہوئے اس پر برہم ہوتے ہوئے قرض کی ادائیگی کا اکھڑ پن سے مطالبہ کرتا ہوا کہتا ہے ابھی اسی وقت میرا قرض واپس کیا جائے میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا قرض مجھے واپس نہ مل جائے۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ : چنانچہ موت کے فرشتے ان سے کہیں گے تمہارے ظلم اور تمہارے پروردگار کی ذات کے بارے میں افترا پردازی اور کبر ونخوت کے باعث آج تمہیں ذلت ورسوائی کیساتھ تمہارے ظلم کا بدلہ دیا جائیگا۔

ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں ''آدم کا بیٹا فخر وطمطراق کے عالم میں کہتا ہے میرے پاس مال ہے میرے پاس مال ہے جب کہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا یا لباس زیب تن کیا بوسیدہ ہو گیا تو اسے اتار دیا یا مال کا صدقہ کیا تو اس کو نامہ اعمال میں برقرار رکھا اس کے علاوہ جس مال کو تو نے چھوڑا اس کے مالک تیرے وارث ہیں تو ان کیلئے چھوڑ کر جارہا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۲، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱، صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۲۱، مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۸، سنن نسائی کتاب الوصایا باب ۱)

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ : قیامت کے دن عذاب کے فرشتوں کے بعد اللہ پاک ان سے ہم کلام ہوں گے اور انہیں بتائیں گے کہ آج تم ہمارے پاس اکیلے آئے ہو تمہارے ساتھ عزیز واقارب نہیں ہیں، تمہارے معبود نہیں ہیں، تمہارے خدام، نوکر چاکر نہیں ہیں تمہارا مال ومتاع بھی تمہارے پاس نہیں ہے تمہاری آج کے دن وہی کیفیت ہے جو پیدائش کے وقت تمہاری تھی تم اپنی والدہ کے پیٹ سے جب باہر آئے تھے تو تمہارے جسم پر کوئی لباس نہ تھا، تمہارے پاؤں میں جوتا نہ تھا، تم بلاختنہ تھے، آج بالکل تمہاری وہی کیفیت ہے اور تم مال، اولاد، خدام سامان وغیرہ سے بالکل خالی ہو حالانکہ ان کے سبب تم نے اللہ سے بغاوت کی اور پیغمبروں کی تعلیمات پر توجہ نہ کی آج تمہیں اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بچا نہ سکے گی۔

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ : آج ہم دیکھ رہے ہیں تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی بھی نہیں ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے جن کو اللہ کا شریک بنایا ہوا تھا تم اس کی عبادت اس لئے کرتے تھے کہ وہ تمہاری سفارش کریں گے اور قبروں میں مدفون فوت شدہ لوگوں کی قبور پر نذرانے پیش کرتے تھے کہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلائیں گے لیکن آج وہ تمام تعلقات ختم ہو گئے ہیں، نہ فدیہ نجات دے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ سفارش کام آئے گی، خلاصہ یہ ہے تمہاری امیدیں خاک میں مل گئیں تمہیں اللہ سے عذاب سے کوئی چیز نجات نہیں دے گی۔
(المراغی ج ۳ ص ۱۶۲)

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ
الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا
بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُونَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ
مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُونَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِي
أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ
حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُونَ
وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوا إِلٰى ثَمَرِهٖ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكُمْ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے (وہی) زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے یہ ہے اللہ! پس تم کہاں پھیرے جا رہے ہو؟ (وہی) صبح کو پھاڑنے والا ہے اور اسی نے رات کو آرام کیلئے بنایا (اس نے) سورج اور چاند کو حساب کا معیار بنایا یہ غالب علم والے کا اندازہ ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا فرمایا تاکہ تم انکے سبب جنگل اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ پاسکو، ہم نے نشانیوں کو ان لوگوں کیلئے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جو علم رکھتے ہیں۔ اور وہ ایسی ذات ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا فرمایا پس (تمہارے لئے) قرار کی جگہ ہے اور الوداع ہونے کی جگہ ہے بے شک ہم نے آیات کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ایسے لوگوں کیلئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمان سے بارش کو نازل کیا تو ہم نے اسکے سبب ہر قسم کی انگوری کو نکالا پھر ہم نے اس پانی سے سبزہ اگایا، ہم اس سے دانے نکالتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور کھجور کے درختوں کی شاخوں سے ایک حصہ زمین کے قریب ہوتا ہے اور ہم انگوروں، زیتون اور انار کے باغات سے باہر لاتے ہیں ایک دوسرے کے مشابہ اور خصوصیات الگ الگ ہیں، تم درخت کے پھل کی جانب دیکھو جب وہ بار آور ہوتا ہے اور اسکے پختہ ہونے کی جانب دیکھو بلاشبہ اس میں لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْحَبُّ دانہ جمع حُبُوْب، حَباب بلبلہ اَلْحُبُّ دل سے چاہنا، حَبَّةُ الْقَلْبِ، دل کا وسط، اَلنَّوٰی اس کا واحد اَلنَّوَاۃُ ہے، کھجور کی گٹھلی، مُسْتَوْدَعٌ امانتوں کی سپردگی کی جگہ، اَلطَّلْعُ غنچہ جو ابھی کھلا نہ ہو، فارسی کا شعر غنچہ اور گل کی صحیح عکاسی کر رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر غنچہ کہ گل گشت دیگر غنچہ نہ گردد
قربان لبِ یار گہے غنچہ گہے گل

''جو غنچہ پھول بن جاتا ہے وہ پھر غنچہ نہیں بن سکتا لیکن انسان کے ہونٹ جب بند ہوتے ہیں تو ان کی ہیئت غنچہ جیسی ہوتی ہے اور جب وہ کھلتے ہیں تو پھول کی طرح مسکراہٹ ان پر پھیلی ہوتی ہے''

قِنْوَانٌ کا واحد قِنْوٌ ہے، لیکن جامد ہے، اس خوشے کو کہتے ہیں جس پر کھجوریں لگی ہوتی ہیں جب کہ انگوروں کے خوشہ کا نام عربی زبان میں عُنْقُودٌ ہے، اس کی جمع عَنَاقِيْدُ ہے، اور گندم کے خوشے کو سُنْبُلَةٌ کہتے ہیں، اس کی جمع سَنَابِلُ ہے، مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ بعض اوصاف میں مشابہت ہے اور بعض میں نہیں ہے يَنْعِهٖ جب پھل پختہ ہو جائے اور تناول کرنے کے قابل ہو جائے۔

بلاغت: آیت مبارکہ میں فَالِقُ، مُخْرِجُ اسم فاعل ہیں لیکن يُخْرِجُ الْحَيَّ میں اسلوب کی تبدیلی ہے مطابقت نہیں ہے تبدیلی کا سبب یہ نظر آتا ہے کہ زندہ کو مردہ سے نکالنے کے تصور کو سننے والے کے ذہن میں متحضر کرنا مقصود ہے (اعراب القرآن ج ۴ ص ۲۲۸)

تشریح: قرآن پاک کی آیات کا یہ مجموعہ اللہ پاک کی تکوینی نشانیوں کو تفصیل کے ساتھ پیش کر رہا ہے، دراصل یہ مجموعہ اللہ پاک کی وحدانیت، قدرت، اس کے علم وحکمت اور رحمت کو اجاگر کر رہا ہے بلکہ اللہ کی معرفت کو مزید نکھار کے ساتھ پیش کر رہا ہے، وہی زندگی عطا کرتا ہے وہی موت سے ہم کنار کرتا ہے، آسمانوں میں سورج، چاند اور ستاروں کی گردش کا نظام اس کے قبضہ قدرت میں ہے وہی زمین سے مختلف انواع واقسام کے درختوں اور انگوریوں کو نکال رہا ہے، حیوانات کو انڈوں اور نطفہ سے نکال رہا ہے، جب کہ دانے اور گھٹلیوں کو نباتات سے نکال رہا ہے جب کہ انڈوں اور مادہ منویہ کو حیوانات سے نکال رہا ہے اس طرح مومن کو کافر سے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کو آزر کافر سے اور کافر کو مومن سے، جیسے نوح علیہ السلام کے بیٹے کو نوح علیہ السلام سے نکالا ہے، مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں بھیڑ کی غذا نباتات ہے نباتات کا چارہ اسے گوشت عطا کرتا ہے جب کہ نباتات مردہ ہیں اور بھیڑ میں زندگی ہے اس سے نکلنے والے دودھ میں زندگی نہیں ہے لیکن نطفہ میں جو جراثیم پائے جاتے ہیں ان میں زندگی ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ: وہ ذات پاک جو قدرت کاملہ کے ساتھ موصوف ہے اور جس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے وہ ذات اللہ پاک ہے جو ہر چیز کا خالق ہے وہ ایک ہی عبادت کا مستحق ہے اس کا کوئی شریک نہیں تم اس کی عبادت سے اعراض کر کے اس کے ساتھ ان کو شریک بناتے ہو جو قدرت کے وصف سے خالی ہیں۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ: صبح صادق کے مشرق کی جانب سے نمودار ہونے سے رات کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے لیکن اس کا اعتبار نہیں ہوتا جب تک کہ مشرق سے اندھیرا نہ صرف آگے بلکہ دائیں اور بائیں جانب سے بھی نہ چھٹ جائے۔

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا: اللہ نے رات کو سکون کا باعث بنایا دن بھر کام کاج میں مصروف تھکے ماندے لوگ رات کے اوقات میں آرام کرتے ہیں ان کے جسم کو سکون ملتا ہے بلکہ ان کا دل پریشاں کرنے والے افکار سے چھٹکارا حاصل کر کے اطمینان کی دولت سے اچھلنے لگتا ہے پھر رات کے لحات میں دیکھا گیا ہے کہ نہ صرف انسان کام کاج چھوڑ کر آرام کرتے ہیں اور نیند کے ساتھ اپنے اعضاء اور جوارح کی تھکن کو دور کرتے ہیں، دل کی حرکت اعتدال پر ہوتی ہے شریانوں میں خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے عصبی نظام کو راحت حاصل ہوتی ہے، نیند ختم کرنے کے بعد انسان ہشاش بشاش رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا : چنانچہ سورج اور چاند ان مصالح کے سرانجام دینے میں گردش کرتے رہتے ہیں جن کیلئے انہیں پیدا کیا گیا ہے، ان کا طلوع، غروب اور انکی گردش اور ان کے مظاہر کا اختلاف نپے تلے نظام کے مطابق ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ﴾ (یونس:۵) ''وہ ایسی ذات ہے جس نے سورج کو چمکنے والا اور چاند کو روشنی والا بنایا اور چاند کیلئے منازل مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب کو معلوم کر سکو'' ذہن نشین کریں اس آیت میں اللہ پاک کی قدرت کے تین آسمانی شاہکاروں کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت مبارکہ میں تین ارضی شاہکار قدرت کا ذکر کیا ہے۔

فلکیات کا علم رکھنے والے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زمین کی دو حرکتیں ہیں، ایک حرکت چوبیس گھنٹوں میں تکمیل پذیر ہوتی ہے، دنوں کے حساب کا دارومدار اس حرکت پر ہے، دوسری حرکت ایک سال میں مکمل ہوتی ہے، اس حرکت کے سبب موسموں کا اختلاف ظہور پذیر ہوتا ہے شمسی سال کے حساب کا اس پر دارومدار ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ : اللہ پاک کا یہ بے مثال نظام جو عمدگی اور مضبوطی کے لحاظ سے نہایت گہرا ہے، اپنی بادشاہی کے نظام میں اللہ پاک کے حکم کو ہی غلبہ ہے اس نے اپنے وسیع علم کے تقاضوں کے پیش نظر کائنات کے نظام کو ایک اصول پر قائم کر رکھا ہے جو نپا تلا ہے اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں، ہرگز یہ نظام اٹکل پچو کے ساتھ نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:۴۹) ''یقیناً ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز ے کے ساتھ بنایا ہے''

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ : کائنات سماویہ کی علامات میں سے اللہ پاک نے ایک اور علامت کا ذکر کیا ہے اور اس کے فوائد سے بھی آگاہ کیا ہے، اس سے مقصود ستارے ہیں جن کو اللہ پاک نے خشکی اور سمندر کے سفر میں راہ نمائی کا نشان بنایا، جب سفر کرتے ہوئے راستہ معلوم نہ ہو سکے بالخصوص رات کی تاریکی میں اکثر و پیشتر راستہ بھول جاتا ہے صحیح سمت کا علم نہیں ہو پاتا ہے تو ستاروں کی گردش کے بارے میں علم رکھنے والے لوگ صحیح راہ کی جانب راہ نمائی حاصل کر پاتے ہیں اور پریشانی سے بچاؤ حاصل ہو جاتا ہے، موجودہ دور میں فلکیات کے نظام سے بہرور ہونے کے لئے رصدگاہیں بن چکی ہیں اور ایسے آلات معرض وجود میں آ چکے ہیں جن سے دور مسافت والی چیزوں کو یوں دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ بالکل نزدیک ہیں اور ستاروں کی تعداد اربوں سے متجاوز ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ : زمین و آسمان کی علامات کے بعد ان علامات کا ذکر ہو رہا ہے جن کا تعلق انسانوں کی نشات سے ہے ان کی نشات کی ابتداء اس پہلے انسان سے ہوتی ہے جس سے مسلسل انسان پیدا ہوتے رہے ان کا نام آدم علیہ السلام ہے سبھی انسانوں کو ایک انسان سے پیدا فرمانا اس میں بھی اللہ کی قدرت، حکمت اور وحدانیت کا ثبوت مہیا ہوتا ہے جب کہ ان کے تذکرہ سے اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے انعامات کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے نیز انسانوں کا ایک دوسرے سے تعارف اور تعاون ضروری ہے بلکہ اس قسم کا تعارف افراد سے بڑھ کر قبائل اور مختلف علاقوں کے درمیان بھی قائم دائم رہنا چاہئے تا کہ آپس میں الفت و محبت کا داعیہ برقرار رہے آپس میں دشمنی، جنگ و جدال کو جاری ساری رکھنا انسانیت کے تقاضوں کے منافی ہے۔

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ : مردوں کی کمر میں مادہ منویہ کا استقرار ہے جب کہ عورتوں کی بچہ دانی میں اسے سپرد کرنا ہوتا ہے اس لئے کہ مادہ منویہ کمر میں شروع سے مسلسل بنتا رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَد فَصَّلنَا الاٰیٰتِ لِقَومٍ یَّفقَھُونَ : تخلیق انسانی وغیرہ میں علامات کو ہم نے اپنے انداز کے مطابق متعین کر رکھا ہے ان سے ہماری قدرت کا علم ہوتا ہے بلکہ ہمارے فضل وکرم کا احساس اجاگر ہوتا ہے لیکن بنیادی طور پر تفکر و تدبر کی جانب دعوت دی گئی ہے تاکہ مظاہر قدرت سے مسلسل عبرت کا سامان مہیا ہوتا رہے۔

وَھُوَالَّذِیٓ اَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً : پروردگار عالم وہ ذات ہے جس نے بادلوں سے بارش کو اتارا اس کے سبب ہم نے نباتات کی مختلف قسموں کو اگایا جو شکل، خصوصیات اور اثرات کے لحاظ سے مختلف ہیں کمی بیشی میں بھی تفاوت کی کیفیت جلوہ افروز ہوتی رہتی ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿یُسقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعضَھَا عَلٰی بَعضٍ فِی الاُکُلِ﴾ (الرعد:۴) ''ایک پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم بعض کو بعض پر میووں کے ذائقہ میں برتری عطا کرتے ہیں'' چنانچہ وہ انگوری جس کا تنا نہیں ہے اس سے نہایت سرسبز اور تر و تازہ سبزیوں کو اگاتے ہیں جن کی شاخیں زیادہ ہوتی ہیں ان سے نہایت کم عرصہ میں ایسی پھلیاں اگتی ہیں جن میں ترتیب کیساتھ دانے سموئے ہیں۔

وَمِنَ النَّخلِ مِن طَلعِھَا قِنوَانٌ دَانِیَۃٌ : کھجور کے گابھے سے لٹکتے ہوئے خوشوں کو نکالتے ہیں جن کے تناول کرنے میں سہولت موجود ہے اور انگور کے باغات ہیں نیز زیتون اور انار دونوں بعض کیفیات میں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہ ہوتے ہیں اور بعض کیفیات میں مشابہت نہیں ہوتی، چنانچہ ان دونوں کے پتوں اور پھل میں مشابہت ہوتی ہے لیکن پھلوں کے رنگ اور ذائقہ میں مشابہت نہیں ہوتی، کسی کا ذائقہ میٹھا کسی کا ترش اور کسی کے ذائقہ میں کڑواہٹ ہوتی ہے ان سب سے اللہ تعالیٰ کی قدرت مزید نمایاں ہوتی ہے۔

اُنظُرُوٓا اِلٰی ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثمَرَ وَیَنعِہٖ : ذکر کردہ پھلوں کو عبرت و موعظت کی نگاہ سے دیکھیں جب وہ بار آور ہوتے ہیں اور جب پھل پختہ ہوتا ہے اس میں حد درجہ لذت کارفرما ہوتی ہے، بہرحال موازنہ کرنے سے اللہ کی قدرت کا علم، اس کی حکمت اور اس کی تدبیر کا پتہ چلے گا ان کے مکمل جائزہ سے اللہ کی ذات کا وحدہٗ لاشریک کے ساتھ موصوف ہونے کا داعیہ مزید جلوہ گر ہوگا۔

اِنَّ فِی ذٰلِکُم لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یُّؤمِنُونَ : بلاشبہ جن چیزوں کے بارے میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے دراصل وہ اللہ کی ذات کے وجود اور اس کی وحدانیت پر عظیم دلائل ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ عملاً ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف ہونا ضروری ہے جب کہ وہ لوگ جو ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف نہیں ہیں ان کا ذہن ظاہری امور سے آگے رسائی نہیں کرپاتا ہے وہ قدرت کاملہ کے نظام سے کچھ فوائد حاصل نہیں کرسکتے ہیں بلکہ متضاد چیزوں میں نظام کی وحدت اس حقیقت کا اثبات ہے کہ اللہ کی ذات ایک ہے وہ اپنے علم، حکمت، تدبیر، ارادہ غرض تمام اوصاف کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک ہے اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے کسی کام میں ہرگز کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی وہ کلمہ کُن کے ساتھ جس کی تخلیق کرنا چاہتا ہے کردیتا ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۶۹)

وَجَعَلُوا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الجِنَّ وَخَلَقَھُم وَخَرَقُوا لَہٗ بَنِینَ وَبَنٰتٍ بِغَیرِ عِلمٍ ط سُبحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُونَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ ط اَنّٰی یَکُونُ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَم تَکُن لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ط وَخَلَقَ کُلَّ شَیءٍ ج وَھُوَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُم ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج خَالِقُ کُلِّ شَیءٍ فَاعبُدُوہُ ج وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ وَّکِیلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدرِکُہُ الاَبصَارُ وَھُوَ یُدرِکُ الاَبصَارَ ج وَھُوَ اللَّطِیفُ الخَبِیرُ ﴿۱۰۳﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور کفار نے اللہ کے لئے جنوں سے شریک بنائے حالانکہ اللہ نے انہیں پیدا فرمایا نیز انہوں نے اللہ کے لئے بیٹوں اور بیٹیوں کو بے سمجھی کے ساتھ جھوٹ بہتان باندھا اللہ پاک ہے اور اس سے بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، کیسے اس کے ہاں لڑکا ہوسکتا ہے جب کہ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے؟ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہ اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ پس تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتی ہیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ مہربان ہے خبر دار ہے۔

لغوی تحقیق: خَرَقَ پھاڑا، سوراخ کرڈالا، چھین لیا، نہج البلاغۃ میں ہے، خَرَقَتِ الشَّھَوَاتُ عَقْلَهٗ شہوتوں نے اس کی عقل چھین لی، خَرَقَ الْكَذِبَ، اس نے جھوٹ گھڑا، خَرَقَ الْعَادَةِ غیر معمولی بات کی، خَرِقَ، دہشت زدہ ہونا، بے وقوف ہونا، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ﴾ ''اور لوگوں نے خواہ مخواہ اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھیں ہیں''

مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ اس کائنات میں دیوتا اور دیویاں ہیں جنہوں نے اس عالم کا نظم وضبط سنبھال رکھا ہے اور یہی اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں جو ہماری دعاؤں کو سنتی اور ہماری ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں، یہاں خَرَقُوْا کا لفظ اس عقیدے کو گھڑ لینا اور تراش لینا ہے جو بے دلیل اور احمقانہ ہو، لغت وادب کی کتابوں میں ایسی امثلہ بھی ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خود اس لفظ کے اطلاق میں ضروری نہیں کہ ذم کا پہلو ضرور پایا جائے۔ (لسان القرآن ص ۶۰۱)

اللسان میں ہے: خَلَقَ الْكَلِمَةَ وَاخْتَلَقَهَا وَخَرَقَهَا وَاخْتَرَقَهَا ''جب کسی نے جھوٹ کو گھڑ لیا ہے'' بَدِيْعٌ، وہ چیز جو اولاً وجود پذیر ہوا سی سے اَلْبِدْعَةُ فِي الدِّيْنِ ہے، دین میں نئی چیز کو داخل کرنا، علامہ راغب کا قول ہے کسی چیز کو بلا نمونہ بنانا، جب کہ اللہ کے ناموں میں سے بَدِيْعٌ ہے کہ اس نے اشیاء کو بلا نمونہ بنایا، اَللَّطِيْفُ کی ضد اَلْكَثِيْفُ ہے۔ (الراغی ج ۳ ص ۱۶۹)

فائدہ علمیہ: بَدِيْعٌ کا لفظ مُبْدِعٌ کے معنی میں ہے، قرآن پاک میں یہ لفظ کبھی بے مثال پیدا کرنے کے معنی میں آتا ہے اور کبھی ایسے عمدہ کام پر اطلاق کرتا ہے جو تعجب خیز ہو۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۲۳۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان دلائل کو بیان کیا ہے جن سے وضاحت ہوتی ہے کہ پیدا کرنے اور تدبیر میں اللہ پاک وحدہٗ لاشریک ہے، مناسبت بالتضاد کے لحاظ سے شرک کی بعض اقسام کا ذکر ہورہا ہے جن کے اہل عرب قائل تھے، جنات کو جو آنکھوں سے پوشیدہ رہتے ہیں ان کو اللہ کا شریک بنا رکھا تھا اور اللہ کے لئے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنی جانب سے ایجاد کر رکھا تھا۔

تشریح: مشرکین کا رد ہورہا ہے جو اللہ کی عبادت میں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کو شریک بناتے ہیں، ایک سوال مترشح ہوتا ہے ان کے بارے میں یہ تصور کہ وہ جنوں کی عبادت کرتے ہیں کیسے صحیح ہے، حالانکہ وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ وہ جنوں کی اطاعت کرتے ہوئے اور ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًاۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ (النساء: ۱۱۷) ''مشرک لوگ اللہ کے سوا کو نہیں پکارتے ہیں مگر مؤنث بتوں کو اور پرستش نہیں کرتے ہیں مگر شیطان سرکش کی'' چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں شیطان کی عبادت سے منع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، ارشاد ربانی ہے: ﴿يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا﴾ (مریم:۴۴) ''اے میرے ابّا! تو شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان تو اللہ رحمٰن کا نافرمان ہے'' تعجب ہے کہ انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنایا حالانکہ ان کا خالق اللہ وحدہٗ لاشریک ہے تو خالق کو چھوڑ کر کیسے اس کے سوا کی عبادت کی جائے؟

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ : اللہ تعالیٰ انکی گمراہی کو واضح انداز میں ذکر کر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ کیلئے بیٹوں اور بیٹیوں کو ثابت کیا جیسے یہودیوں نے عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا اور مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا جبکہ اللہ کی ذات پاک اور بلند ہے اس سے کہ اللہ کی اولاد ہو، اس کا کوئی شریک ہو حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات کا مثل ہرگز کوئی نہیں ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : اللہ نے آسمان وزمین کو بلا نمونہ کے پیدا فرمایا تعجب ہے! کیسے اللہ کی اولاد ثابت کی جاتی ہے جب کہ اس کی بیوی نہیں ہے اور اولاد تو بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات استوار کرنے سے ظہور پذیر ہوتی ہے بلکہ تمام کائنات ارض وسماوی کا وہ مؤجد ہے اور اصل اول کو اس نے پیدا فرمایا اور اصل اول آدم سے ہی اس کی بیوی کو بائیں پسلی سے پیدا فرمایا اس کے بعد توالد وتناسل کا سلسلہ اللہ پاک کی سنت مقررہ کے مطابق چلتا رہا اور چلتا رہے گا، اللہ پاک کی ذات تو ہر چیز کی خالق ہے کسی چیز کی ولادت کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ نہیں ہے سب اللہ کی مخلوق ہے کسی کو اس کا مولود نہیں کہا جا سکتا اولاد کی نفی کا جملہ تکرار کے ساتھ وارد ہے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ : اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اس کے سوا کوئی بھی ہر چیز کا علم نہیں رکھتا ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ : تمام مشرکین کو مخاطب کیا گیا ہے اور اللہ کی ذات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جو ان اوصاف سے پاک ہے جن اوصاف کے ساتھ وہ اللہ کی ذات کو موسوم کر رہے ہیں اللہ کا وصف تو ابداع ہے کہ اس نے بلا نمونہ آسمان وزمین کو پیدا فرمایا وہ تمہارا پروردگار ہے اللہ اولاد سے، شرکاء سے پاک ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے علاوہ سبھی اس کی مخلوق ہیں تو صرف خالق کائنات عبادت کے لائق ہے اور وہ ذات ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ تمام معاملات کا مدبر ہے اس کے علم، اس کی حکمت کا جو تقاضا ہے وہ اپنے بندوں کو رزق عطا کرتا ہے رات دن سبھی کی حفاظت کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہی حفاظت کرنے والا ہے وہی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی امیدوں کو صرف اسی کے ساتھ وابستہ رکھیں اور تمام معاملات میں خود کو اس کی پناہ میں رکھیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ : دنیا میں اللہ کی ذات پاک کو دیکھنا ممکن نہیں، آنکھیں اس کے ادراک سے قاصر ہیں البتہ آخرت میں ایمان والوں کو جنت میں اللہ کا دیدار ہوگا معتزلہ آخرت میں بھی اللہ کے دیدار کے قائل نہیں ہیں ان کا مسلک کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے خلاف ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامہ:۲۲،۲۳) ''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی جانب دیکھیں گے''

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، ارشاد نبوی ہے ''اللہ کی ذات نیند سے پاک ہے اور نیند کرنا اس کی ذات کے لائق بھی نہیں ہے وہ انصاف کے ترازو کو نیچا کرنے والا ہے اور اونچا کرنے والا ہے اس کی جانب دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے بلند ہوتے ہیں اور رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے بلند ہوتے ہیں، اللہ کی ذات کے چہرے پر نور کا حجاب ہے اگر اللہ اس کو اتار دے تو اسکے چہرے کی ضوافشانیوں سے اس کی مخلوق کی جانب جہاں تک نظر پہنچے گی وہ سب جل کر بھسم ہو جائے گی، موسیٰ علیہ السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اللہ کی ذات کی رؤیت کا مطالبہ کیا لیکن اللہ پاک نے فرمایا میرا دیدار ممکن نہیں البتہ آپ پہاڑ کی جانب دیکھیں اگر پہاڑ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر تیرے لئے میرا دیکھنا ممکن ہے لیکن جب اللہ کی تجلی پہاڑ پر واقع ہوئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے البتہ قیامت کے دن ایماندار اللہ کی ذات کے دیدار سے مشرف ہوں گے رسول اکرم ﷺ کو بھی معراج کی رات اللہ کی ذات کا دیدار نہیں ہوا، البتہ جبرائیل علیہ السلام کو اس کی اصل شکل میں دیکھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۹، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۷، صحیح ابن ماجہ باب ۱۳، مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۱) ((سورۃ نجم کی تفسیر میں اس مسئلہ پر مبسوط بحث ذکر کی جائے گی، ان شاء اللہ الرحمٰن))۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ : اللہ کی ذات لطیف ہے اس کی حقیقت کے ادراک سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں جب کہ اللہ پاک کو دقیق اور لطیف چیزوں کا علم ہے اس کے ادراک سے کوئی چیز پردے میں نہیں ہے۔

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿١٠٥﴾ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْءَايَٰتِ وَلِيَقُولُوا۟ دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُۥ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٦﴾ اتَّبِعْ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٧﴾ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ مَآ أَشْرَكُوا۟ ۗ وَمَا جَعَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾

ترجمہ: تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے دلائل آ چکے ہیں پس جو شخص بصیرت والا ہے تو اس کیلئے (فائدہ) ہے اور جو شخص اندھا رہا تو اس پر اس کا نقصان ہے۔ (اے محمد! آپ فرمائیں!) کہ میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ اور اسی طرح ہم علامات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ وہ کہیں کہ تو پڑھا لکھا انسان ہے اور تا کہ ہم اس (دین) کو ایسے لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں بیان کریں۔ (اے محمد ﷺ!) آپ اس چیز کی پیروی کریں جس کی آپ کی جانب وحی کی گئی ہے آپ کے پروردگار کی جانب سے، کوئی معبود نہیں مگر وہی ہے اور آپ مشرکین سے اعراض کریں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شریک نہ بناتے اور ہم نے تجھ کو ان پہ نگہبان مقرر نہیں کیا ہے اور نہ تو ان کا ذمہ دار ہے۔

لغوی تحقیق: بَصَائِرُ روشن دلائل اور ایمان افروز عبرتیں، مادہ (ب ص ر) ہے، بَصَرٌ آنکھ، نگاہ، بینائی، قلب و ذہن کی وہ استعداد جو حقائق کو پا لینے کی صلاحیت رکھتی ہے، بصیرت معرفت کی وہ کیفیت یا دلیل جس سے دل کو اطمینان ہو جائے اس کی جمع بَصَائِرُ ہے۔

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ : اب تمہارے پاس روشن دلائل آ گئے تمہارے پروردگار کی طرف سے اسلامی تعلیمات کی حقانیت پر روشن دلائل کے علاوہ کائنات میں ایسے واضح شواہد و عبر بھی پائے جاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے وجود، اسکی توحید اور اس کے پیغام ربوبیت کی تہائیوں اور گہرائیوں کا بین ثبوت فراہم ہوتا ہے، بصیر دیکھنے والا، دانا اور بصیر اللہ کا وصف بھی ہے، تو اللہ کا سننا اور دیکھنا انسانی سمع بصر سے بالکل مختلف ہے کیونکہ انسان تو سننے اور دیکھنے کیلئے ایک آلہ سمع و بصر رکھتا ہے جبکہ اللہ کی صفت شنوائی و دیدنی براہ راست بغیر کسی وساطت کے جلوہ فرما ہے، مُبْصِرَةً چشم کشا دلیل یا معجزہ، قرآن حکیم میں ہے: ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ ءَايَٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا۟ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾ (النمل: ۱۳) ''سو جب ان کے پاس ہمارے چشم کشا معجزات پہنچے تو یہ کہہ اٹھے یہ تو کھلا جادو ہے'' (لسان القرآن ص ۱۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَرَسَت ، (دَرَسَ اَلشَّيْءُ يَدْرُسُ) جب کوئی چیز مٹ جائے ، دَرَسَةِ الرِّيْحُ وَغَيْرُهَا، آندھی نے اس کو مٹا دیا اور تبدیل کر دیا، دَرَسَ اللَّابِسُ الثَّوْبَ دَرْسًا جب لباس کو پہن پہن کر اس نے بوسیدہ کر دیا، دَرَسُو القَمْحَ گندم کے خوشوں کو باریک کیا تاکہ دانہ اور بھوسہ الگ الگ ہو جائے، دَرَسَ النَّاقَةَ جب کسی نے اونٹنی کو محنت کے ساتھ سدھایا۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۷۳)

تناسب: اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی کمال قدرت اور کمال علم پر واضح دلائل کو ذکر کرنے کے بعد دعوت اور رسالت کے اہم مشن کو ثابت کرنا مقصود ہے جب کہ نبی ﷺ نے اپنے پروردگار کے احکام کو پہنچانے کی ذمہ داری کو احسن انداز سے پورا فرمایا اور ان احکام کی تبلیغ کرنے والوں کے بارے میں مشرکین نے کیا کردار ادا کیا نیز اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ ان کے بارے میں ہمارا طریقہ کیا رہا ہے اس دوران اللہ کے پیغمبر کا معاملہ ان کے ساتھ کیسا رہنا چاہیے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۷۳)

تشریح: ان واضح آیات میں تمہارے لئے کائناتی اور عقلی دلائل کو نہایت عمدہ انداز میں پیش کیا جا رہا ہے جن کی روشنی میں عقائد صحیحہ کا اثبات مدلل طور پر آپ کے ذہن میں پیوست ہوگا، خیال رہے یہ عقائد بنیادی حیثیت کے حامل ہیں ان پر ہی دنیوی اخروی سعادتوں کے حصول کا دارومدار ہے یقیناً تمہارا پروردگار جس نے تمہیں وجود عطا کیا اور تمہارے اعضاء کو متناسب فرمایا اور تمہاری جسمانی تربیت کیساتھ ساتھ تمہارے حواس ظاہرہ اور باطنہ کی تکمیل فرمائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجسام کی نشوونما کیساتھ ساتھ تمہاری روحانی تربیت کا بھی مکمل طور پر خیال رکھا اور تمہیں تہذیب و شائستگی کیساتھ نوازا اور تمہاری عقل و فراست کو غلط قسم کی ملاوٹوں سے پاکیزہ رکھا یہاں تک کہ تم کمال عظمت کے آخری نشان پر گامزن ہو گئے۔

اب جو شخص ان دلائل کی روشنی میں ایمان کے ساتھ حق وصداقت کو اپنائے گا اور اعمال صالحہ سے اپنی زندگی کو مسرتوں سے ہمکنار کرے گا تو وہ اخروی سعادتوں کی منزل پر گامزن ہو گیا اور جس شخص نے حق وصداقت سے روگردانی کی ضلالت وگمراہی کے عمیق گڑھے میں گرا رہا آباؤ اجداد کی تقلید پر قانع رہا تو بلاشبہ اس نے خود پر ظلم کیا۔

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ : مجھے تم پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے کہ میں تمہارے اعمال کو شمار کرتا رہوں مجھے تو اللہ نے پیغمبر کی حیثیت میں بھیجا ہے کہ میں تمہیں اللہ کے پیغامات سے روشناس کرتا رہوں جب کہ اللہ پاک کی ذات وہ ذات ہے جو تم پر نگران ہے تمہارا کوئی عمل اللہ کی ذات سے پوشیدہ نہیں ہے اس کو تمہارے ظاہر اور باطن کا علم ہے اور تمہارے اعمال کا جو تقاضا ہوگا اس کے مطابق تمہیں بدلہ دیا جائے گا محاسبہ اللہ کے ہاں ہے میری ذمہ داری تو بس اتنی ہے کہ میں اللہ کے احکام آپ تک پہنچاؤں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَاؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴿۱۱۰﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: مسلمانو! تم ان لوگوں کو گالی نہ دو جو اللہ کے سوا کی پرستش کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کو بغیر علم کے ظلم کرتے ہوئے گالی دیں گے اسی طرح ہم نے ہر جماعت کے لئے ان کے کردار کو خوبصورت بنایا، پھر ان کے پروردگار کی جانب ان کو لوٹنا ہے تو اللہ ان کو ان کے اعمال کے (انجام سے) خبردار کریں گے۔ کفار نے اللہ کی پختہ قسمیں اٹھائیں کہ اگر ان کے ہاں کوئی معجزہ آیا تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے آپ بتائیں بے شک معجزات تو اللہ کے پاس ہیں، اے مسلمانو! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے؟ جب معجزات آئیں گے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیرتے رہتے ہیں جیسا کہ وہ قرآن پاک پر پہلی بار ایمان نہیں لائے ہیں اور ہم ان کو ان کی گمراہی میں چھوڑ دیں گے وہ حیران پھریں گے۔

شان نزول: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین کے معبودوں کو برا بھلا کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا کہ اگر تم ان کے معبودوں کو گالیاں دو گے تو کفار اللہ کو گالیاں دیں گے نیز جب ابوطالب فوت ہو رہے تھے تو قریش نے کہا ہم اس شخص کے پاس جاتے ہیں نبوت کا مدعی ہے کہ وہ اپنے بھتیجے کو روک لے وگرنہ ہم اس کے فوت ہونے کے بعد اسے قتل کر دیں گے اس لئے کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (ابن کثیر ج ا ص ۲۶۲)

تناسب: گذشتہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ آیات مبارکہ لوگوں تک پہنچائیں اور مشرکین اگر انکار کریں اور وحی کے بارے میں طعن لگائیں تو آپ صبر اور حلم سے کام لیں انسان کی جبلت میں یہ داعیہ موجود ہے کہ وہ ایک دین پر اتفاق نہیں کرتے ہیں اس لئے بھی کہ انسان استعداد کے لحاظ سے مختلف ہیں اور سوچ بچار میں بھی تفاوت کارفرما ہے اور پیغمبروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ احکام الٰہیہ لوگوں تک پہنچائیں ان کے مقابلہ میں صبر کریں، ظاہر ہے اگر تم مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا کہو گے تو فطرتی طور پر وہ بھی غیظ وغضب میں آ کر اللہ کے بارے میں غیر معقول انداز اختیار کریں گے۔

تفسیر ابن جریر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول منقول ہے کہ جب مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا اے محمد ﷺ! آپ اپنے پیروکاروں کو روک دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں وگرنہ ہم بھی تیرے خدا کو برا بھلا کہیں گے تو آپ نے انہیں روک دیا اسی واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی صحیح حدیث میں وارد ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو اپنے والدین کو گالیاں نکالتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تعجب ہے کیسے کوئی شخص اپنے والدین کو گالیاں دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک شخص دوسرے انسان کے ماں اور باپ کو گالیاں دیتا ہے تو جواب میں وہ بھی اس کے ماں باپ کو گالیاں دینے لگ جاتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب ۳۵ تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۲۶۳، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴، صحیح ترمذی کتاب البر والصلہ باب ۴)

دراصل اس میں اشارہ ہے کہ فرمانبرداری کا کام جب کسی نافرمانی تک پہنچادے تو اس کو چھوڑنا ضروری ہے ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوۃ والسلام کو حکم دیا کہ تم نے فرعون کو مخاطب کرتے وقت نرم لہجہ اختیار کرنا ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾ (طٰہٰ: ۴۴) ''تم اس سے نرم انداز کے ساتھ کہو تا کہ وہ نصیحت قبول کرے یا خوف زدہ ہو جائے''

كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ : انسانوں کے اخلاق کے بارے میں ہمارا اسلوب یہ رہا ہے کہ وہ جس کام کے عادی ہو جاتے ہیں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو مستحسن قرار دیتے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کام کا مستحسن ہونا زبردست مؤثر ثابت ہوتا ہے مجبور کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ : بعدازاں بالآخر انہوں نے اپنے پروردگار کے ہاں جانا ہے تو وہاں اللہ ان کو بتائے گا کہ ان کا کون سا عمل اچھا تھا اور کون سا عمل برا تھا اور جس جزا سزا کے وہ مستحق ہوں گے ان کو بدلہ ملے گا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ : مشرکین نے قسمیں اٹھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی کائناتی دلیل آ گئی تو وہ اس کو تسلیم کریں گے کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور آپ اللہ کی جانب سے پیغمبر ہیں لیکن تعجب ہے کہ قرآن پاک کی آیات سے زیادہ عظیم دلیل اور کیا ہوگی ان کے اس غیر معقول مطالبہ پر اللہ پاک نے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ ان کو اس حقیقت سے روشناس کرائیں کہ جن آیات کا تم مطالبہ کرتے ہو ان کے لانے کا اختیار صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو ہے، اسے ہی اس پر قدرت حاصل ہے اور وہی تصرف کا اختیار رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس کے بارے میں اس کا فیصلہ عطا کرنے کا نہ ہوا سے عطا نہیں کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (الرعد:۳۸) ''کسی پیغمبر کے لئے لائق نہیں کہ وہ کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر لائے''

پس میرے لئے ممکن نہیں کہ میں ان کے نازل کرنے کا مطالبہ کروں تفسیر ابن جریر میں محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے اس نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ سے اپنے پیغمبر ہونے کی گفتگو کی تو انہوں نے جواب میں ایک مطالبہ پیش کیا اے محمد ﷺ! تو ہمیں بتا رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے لاٹھی کا معجزہ عطا کیا جو سانپ بن جاتی تھی اور جب اسے اٹھاتے تو وہ لاٹھی بن جاتی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمیں خبر دے رہا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر لیتے تھے اسی طرح قوم ثمود کے پاس اونٹنی کا معجزہ آیا آپ بھی تو اس قسم کا کوئی معجزہ پیش کریں، آپ نے ان سے دریافت کیا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے اسے پیش کروں؟ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صفا پہاڑ سونے کی حالت میں تبدیل ہو جائے آپ نے ان سے دریافت کیا اگر میں نے تمہارا مطالبہ پورا کر دیا تو تم مجھے سچا سمجھو گے انہوں نے اقرار کیا، چنانچہ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوئے کہ دعا فرمائیں اس اثناء میں جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، اگر تو چاہتا ہے تو صفا پہاڑ سونے میں تبدیل ہو جائے گا اگر پھر بھی وہ تجھے تسلیم نہیں کریں گے تو ہم ان سب کا استیصال کر دیں گے اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں ان میں سے جس نے تائب ہونا ہے وہ تائب ہو جائے اس واقعہ کے بارے میں آیت مبارکہ کا نزول ہوا۔

وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَا اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ : آیت مبارکہ میں ایمانداروں کو مخاطب کیا گیا ہے جو آرزو رکھتے تھے کہ کوئی معجزہ آ جائے تا کہ لوگ ایمان لے آئیں بلکہ آپ ﷺ بھی ان میں سے تھے، آپ کا ارادہ بھی یہی تھا بلکہ تقاضا تھا، پس مقصود یہ ہے کہ نظروں سے اوجھل بات جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ اگر مطالبہ تسلیم کر لیا گیا اور عملی طور پر اس کا وجود بھی آنکھوں کے سامنے آ گیا تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ : ذہن نشین کریں دلوں اور آنکھوں کی تبدیلی سے مقصود یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو حق وصداقت کے ادراک سے محروم کر دیں اور آنکھیں دیکھنے سے محروم ہو جائیں اور ان کا حال وہی ہو جائے جو ایمان لانے سے پہلے کا تھا اور جو شخص دلائل عقلیہ اور علمیہ کے آنے کے بعد قناعت اختیار نہیں کرتا ہے تو اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ کھلے انداز میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرے کہ اس کی آنکھیں دھوکہ میں مبتلا ہو گئیں یا وہ کسی آفت سے دوچار ہو گئیں کہ ان کے سامنے خیالی تصاویر گردش میں آ گئیں یا جادو ہو گیا، دراصل پہلے لوگوں کا یہی وطیرہ رہا ہے جب کہ پیغمبروں کے معجزات کا انہوں نے انکار کیا۔

وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ : ہم ان کو اس کیفیت میں چھوڑ دیں گے کہ وہ کفر اور نافرمانی میں حد سے گزر جائیں اور جن احکام کو سنیں جن آیات کا مشاہدہ کریں تو حیران ہو جائیں اور اپنے آپ سے گفتگو کریں کیا یہ دین صحیح ہے یا جادو کا کرشمہ ہے؟ جس سے دیکھنے والوں کی آنکھوں پر جادو ہو گیا ہے اور کفر وعصیان کے سبب ان کے دل، ان کی آنکھیں تبدیل ہو گئی ہیں، مہر زدہ ہو گئی ہیں، ان سے سمجھنے اور دیکھنے کی قوت سلب ہو چکی ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۸۰)

ضیاء السنہ: ادارۃ الترجمہ والتالیف کی دیگر مطبوعات

عربی مطبوعات

تصنیفات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

☆ الصارم المنکی فی الرد علی السبکی

☆ الرد علی الاتحادیین او وحدۃ الوجود

☆ عرش الرحمٰن

☆ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ۵ مجلدات

(تالیف مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ)

☆ اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء

☆ الاحکام فی اصول الاحکام

تصنیف امام ابن حزم رحمہ اللہ

اردو مطبوعات

تصنیفات مولانا محمد صادق خلیل حفظہ اللہ

☆ تفسیر اصدق البیان ۷ مجلدات

☆ اسلام میں شب برأت کا تصور

☆ حج کیسے کیا جائے؟

☆ رمضان المبارک کے احکام اور فضائل

☆ فاتحہ خلف الامام

☆ اثبات رفع الیدین ☆ رکعات تراویح

☆ آئینہ ابوالکلام تالیف عتیق صدیقی

☆ علمائے اہل حدیث کی تفسیری خدمات

تالیف عبدالرشید عراقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: اور اگر ہم ان کی جانب فرشتوں کو اتارتے اور فوت شدہ لوگ ان سے گفتگو کرتے اور ہم ان پر ہر چیز کو گروہ در گروہ اکٹھا کر دیتے تو وہ ہرگز ایمان نہ لاتے مگر جب اللہ کی مشیت شامل حال ہوتی اور جب کہ ان میں زیادہ لوگ بے وقوف ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے ہر پیغمبر کیلئے دشمن پیدا کئے ہیں جو انسانوں اور جنوں سے شیاطین ہیں ان کا بعض ان کے بعض کی جانب وسوسہ کا القاء کرتا ہے بظاہر آراستہ (لیکن) فریب دیتے ہوئے اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو وہ یہ کام نہ کر پاتے پس آپ ان کو ان کے جھوٹ کیساتھ چھوڑ دیں۔ اور (بات سنوار کر اس کا القاء کرتے ہیں) تا کہ ان لوگوں کے دل ان کی جانب جھک جائیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور تا کہ جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کو حاصل کریں۔

لغوی تحقیق: حَشَرْنَا مادہ (ح ش ر) ہے، معنی جمع کرنا، یَوْمُ الحَشرِ قیامت کا دن، حَشَرَ فُلَانًا عَنْ وَطَنِهٖ اس نے اس کو جلا وطن کر دیا، حَشَرَتِ السَّنَةُ المَالَ قحط سالی نے مال ڈھور کو ہلاک کر دیا، اَلحَشَرَةُ کیڑا مکوڑا، جمع حَشَرَات، حَاشِر ہرکارہ، کفار کے تعصب وعناد کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ بجائے اس کے کہ حق کو دلائل و براہین کی روشنی میں جانچیں پرکھیں، معجزات اور خوارق کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ اگر ان کے تمام مطالبات مان بھی لئے جائیں اور ان کے سامنے تمام خوارق جمع کر دیئے جائیں تو بھی یہ ایمان لانے والے نہیں کیونکہ ایمان کے لئے شرط اول صدق نیت ہے جس سے یہ قطعی محروم ہیں یہاں جمع کا لفظ معنوی اشیاء کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی خوارق اور معجزات کے لئے۔ (لسان القرآن ۴۶۴)

اَلزُّخْرُفُ، زینت، جیسے باغات کی زینت پھول ہیں اور عورتوں کی زینت سونا ہے، وَلِتَصْغٰی مادہ (ص غ ی) ہے اس کا معنی جھکنا ہے باب افعال اَصْغٰی اِلَیْهِ استعمال ہوتا ہے اس کا معنی جھکانا ہے، صَغٰی فُلَانٍ وَ صَغْوُهٗ مَعَكَ اس کا جھکاؤ اور اس کی خواہش آپ کے ساتھ ہے۔ آیت مبارکہ نمبر ۱۱۳ کے تین مقامات میں لام تعلیل کیساتھ ہے اس سے مقصود انجام، نتیجہ بھی ہے۔

(المراغی ج ۳ ص ۱۸۰، اعراب القرآن ج ۲ ص ۲۵۹)

تناسب: ان سے سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ پاک نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ کائناتی دلائل کا مطالبہ کرنے والوں نے اللہ کے نام کے ساتھ پختہ قسمیں اٹھائی تھیں کہ اگر ہمارے مطالبہ کے مطابق دلائل کو نیا ظہور پذیر ہو گئے تو وہ ان پر ایمان لائیں گے اور پیغمبر ﷺ کی رسالت کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کے دین میں داخل ہو جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرزومند تھے کہ اگر ان کے مطالبات کو تسلیم کر لیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ابھی تک دین اسلام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابستہ نہیں ہو سکے ہیں وہ ضرور وابستہ ہو جائیں گے لیکن ان کے اس رجحان کو غلط قرار دیتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا مخاطب ایماندار ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر بھی ہیں وہ چاہتے تھے ان کی آرزو تھی کہ وہ ایمان قبول کرلیں لیکن اللہ پاک نے واضح کیا کہ اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تمہیں ہرگز اس کا علم نہیں ہے اگر چہ ان کے ایمان لانے کے بارے میں آرزو کرنے والوں میں رسول اکرم ﷺ بھی شامل تھے جب کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے بارے میں نہ صرف یہ کہ دعا کی بلکہ رغبت کا اظہار بھی کیا، حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام کے شدید دشمن ہیں جب وہ اپنے اعتقادات کے خلاف کسی بھی دلیل کا ملاحظہ کریں گے تو اس کا کھل کر انکار کرتے ہوئے اسے دھوکہ بازی اور سحر انگیزی پر محمول کریں گے یا اسے پہلے لوگوں کی الٹ پلٹ کہانیوں کا رنگ دے کر تسلیم کرنے سے انکار کردیں گے۔

تشریح: جبکہ آیت مبارکہ ﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ﴾ کی روشنی میں اجمالاً ذکر کردہ جواب کو تفصیل کیساتھ پیش کیا جارہا ہے آپ ﷺ اور آپ کے رفقاء کو نا امید کردیا ہے کہ ان کے پاس خواہ دلائل کا انبار لگادو گے تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے بالفرض اگر ہم ان کی جانب فرشتوں کو آسمانوں سے اتار دیتے ہیں وہ انہیں بار بار دیکھیں اور ان کے کانوں میں فرشتوں کی آپ کے بارے میں گواہی کے کلمات بھی پہنچ جائیں، مزید برآں ان کے فوت شدہ لوگوں کو ہم زندہ کردیں جبکہ ان کا زندہ کرنا آپ کی نبوت کی سچائی کی علامت ہے ان کے علاوہ بھی ہم دلائل کا انبار لگادیں جن کا وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہوں پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے کہ وہ ان دلائل کو عبرت کے انداز پر نہیں دیکھیں گے بلکہ ان کی کیفیت اس دشمن جیسی ہے جو اپنے دشمن کی ہر چیز کو دشمنی پر محمول کرتا ہے اور عبرت حاصل نہیں کرتا ہے ان کی عداوت کا تخیل انہیں صراط مستقیم کی جانب دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے شیطان نے ان کی گھٹی میں اس احساس کو پختہ کردیا ہے کہ یہ شخص جو کچھ پیش کررہا ہے یہ جادو ہے دیکھنا کہیں اس جادو سے تمہاری عقل پر پردہ نہ پڑ جائے۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ : ہاں اگر کسی شخص کے ایمان لانے کے بارے میں اللہ کی مشیت اس کے شامل حال ہوجائے تو وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوجائے گا لیکن اللہ پاک ہر انسان کی طبیعت سے آگاہ ہے اگر ایمان کی جانب اس کا دھیان ہی نہیں ہے برابر انکار کررہا ہے گویا کہ وہ ودیعت کردہ استعداد کے خلاف برسر پیکار ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ : جب کہ ایمان داروں کی اکثریت اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہے کہ آیات کونیہ کے باوجود وہ کیوں ایمان نہیں لائیں گے، دراصل اللہ کے بندوں کے بارے میں اللہ پاک کا ایک اصول ہے کہ آیات کونیہ کے ظہور کے باوجود ایمان لانا ضروری نہیں اور انسانوں کی طبعی تخلیق میں تغیر ممکن نہیں اللہ پاک کسی پر جبر نہیں کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (البقرۃ:۲۵۶) ''دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہدایت تو گمراہی سے الگ واضح ہے''

ذہن نشین کریں اللہ کی مشیت اور اس کی رضا میں بہت بڑا فرق ہے اگر اس فرق کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے گا تو غلط فہمیوں کا اندیشہ ہے انسان کا اللہ کی مشیت کے مطابق رواں رہنا اور بات ہے جب کہ اللہ کی رضامندی اور بات ہے جس طرح نیکی میں اللہ کی مشیت کا دخل ہے برائی میں بھی ہے لیکن نیکی میں اللہ کی رضا موجود ہے جب کہ برائی پر اللہ کی رضا نہیں ہے بلکہ ناراضگی ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا: جیسا کہ ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ان کے بارے میں ہم آپ کو آگاہ کررہے ہیں کہ یہ آپ کے دشمن ہیں اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے ہر پیغمبر کے دشمن انسانوں اور جنوں سے بنائے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ اِذَا خَلَوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ﴾ (البقرۃ:١٤) ''اور جب وہ اپنے شیطانوں کے ساتھ الگ ہوتے ہیں تو وہ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں''

اللہ پاک کی سنت ہے کہ ہر پیغمبر کے دشمن ہوتے رہے ہیں جو حق وصداقت کے خلاف رزم آراء رہتے ہیں ان میں پیغمبر یا داعی کے خلاف دشمنی کی آگ مشتعل رہتی ہے یا معاشرہ کے رسم ورواج سے اس کا اتنا گہرا رابطہ ہوتا ہے کہ اسے کسی قیمت پر چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتا وہ ہر پیغمبر بلکہ ہر داعی کا دشمن ہوتا ہے ان کے درمیان کشمکش جاری رہتی ہے دینی معاملات کے علاوہ اجتماعی معاملات میں بھی یہی کیفیت جلوہ گر رہتی ہے اسی کا نام تنازع للبقاء ہے آخر کار غلبہ حق وصداقت کے حصے میں آتا ہے لیکن اس میدان میں جہاد ضروری ہے خاموش تماشائی کی حیثیت اختیار کرنا منافقت ہے ہر سرکش انسان اور جن شیطان ہے، نیز ایک حدیث میں سیاہ رنگ کے کتے کو شیطان کہا گیا ہے اس لئے کہ وہ بھی سرکش ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب ۵، صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامۃ باب ۳۸، صحیح ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ۱۱۱، صحیح ترمذی کتاب الصلاۃ باب ۲۵۰، مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۹ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۷)

یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ : شیطان خواہ انسانوں سے ہوں یا جنوں سے وہ آپس میں ایک دوسرے کی جانب ملمع سازی کرتے ہوئے بعض باتوں کو پہنچاتے رہتے ہیں کہ ان کے غلط ہونے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے چھپا لیتے ہیں اور ایسے انداز سے پہنچاتے ہیں کہ ہر شخص ان کی اس حیلہ سازی کو معلوم نہیں کر سکتا اس طرح دھوکہ بازی کرتے ہوئے اپنے مقصد کی جانب لوگوں کی توجہ کو مبذول کرتے ہیں اس دھوکہ بازی کی پہلی مثال وہ ہے جسے شیطان ابلیس نے پہلے انسان اور اس کی بیوی کی جانب وسوسہ اندازی کرتے ہوئے اس درخت کے تناول کرنے کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا جس کے تناول کرنے سے اللہ پاک نے روکا تھا اور پھر قسمیں اٹھاتے ہوئے رغبت دلانے میں مزید انہیں دلیر کیا اور کہا آپ یقین کریں اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ میں یقیناً تم دونوں کا خیر خواہ ہوں بالکل اسی طرح انسانوں اور جنوں میں شیطان قسم کے افراد ان لوگوں کو وسوسہ کا انجکشن لگاتے ہیں کہ وہ برائیوں کے ارتکاب میں منہمک رہیں اس لئے کہ جو لذت ممنوع، حرام، چیزوں میں پوشیدہ ہے وہ مباح اور حلال میں نہیں ہے کچھ حرج نہیں اس کے بعد جب آپ اللہ سے عفو وکرم کی بھیک طلب کریں گے تو آپ کا یہ گناہ نامہ اعمال سے ڈھل جائے گا اللہ پاک تو مغفرت اور رحمت کے لحاظ سے بے حساب وسعتوں کے ساتھ موصوف ہے مزید برآں اللہ کے پیغمبروں اور اولیاء اللہ کی سفارش سے تمہیں باوجود گناہوں کے جنت میں داخلہ مل سکے گا، چنانچہ ایک شاعر نے نہایت ترنم کے ساتھ ایک شعر پیش کیا ہے ملاحظہ کریں ؎

تُكَثِّرْ مَا اسْتَطَعْتَ مِنَ الْخَطَایَا
فَاِنَّكَ وَاجِدٌ رَبًّا غَفُوْرًا

''تو گناہوں اور غلط کاریوں کو طاقت کے مطابق جتنی کثرت اور مبالغہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے کرتا رہ اس لئے کہ اس حقیقت کے پختہ اور واضح ہونے میں کچھ کلام نہیں کہ پروردگار عالم تیرے تمام گناہوں پر قلم عفو پھیر دیں گے''

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ : اگر تیرا پروردگار چاہتا کہ وہ اس دھوکہ میں مبتلا ہو کر ایسے کاموں کے مرتکب نہ ہوں تو وہ ان کا ارتکاب نہ کرتے لیکن اللہ نے نہیں چاہا کہ انہیں ان کاموں کی مخالفت پر مجبور کرے جن کو ان کی خواہشات نے نہایت خوبصورت دلکش انداز میں پیش کیا ہے بلکہ اللہ نے چاہا کہ انسانوں اور جنوں میں حق وباطل اور خیر وشر کے قبول کرنے کی استعداد ہے اور انہیں اختیار حاصل ہے کہ جس راہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروہ رواں دواں رہنا چاہتے ہیں اس پر رواں دواں رہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ (البلد: ۱۰) ''ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھائے ہیں''

فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُونَ : آپ ان کو اور ان کی کذب بیانی کو چھوڑیں جس کیساتھ وہ لوگوں کو راہ صواب سے پھیر رہے ہیں اور ان کے گمراہ کرنے میں کوشاں ہیں اور انہیں رشد وہدایت سے روک رہے ہیں آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہیں جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر رواں دواں رہیں آپ کی ذمہ داری ہمارے احکام کو پہنچانا ہے محاسبہ کرنا اور اعمال کی سزا، جزا ہماری ذمہ داری ہے بالآخر اللہ پاک نے ان کے انجام سے آگاہ کیا قرآن پاک کا استہزاء کرنے والوں کو تباہ برباد کر دیا اور آپ ﷺ کو ان پر غلبہ عطا کیا ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَيَنصُرَنَّ اللهُ مَن يَنصُرُهُ﴾ (الحج: ۴۰) ''یقیناً اللہ پاک ان کو غالب کرتا ہے جو اللہ کے دین کے مددگار اور معاون ہوں''

وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ : شیاطین ایک دوسرے کی جانب ملمع سازی کرتے ہوئے القاء کرتے ہیں تاکہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے پیروکاروں کو ان کے دین سے برگشتہ کریں اور جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہیں انہیں بالخصوص فتنے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے کہ اسی ذہن کے لوگ ہی ان کی جانب میلان کریں گے وہ شہوت پرستی کی جانب فوراً آمادہ ہوتے ہیں جب کہ شہوت پرستی کے گناہوں میں سے باتوں کو بنا سنوار کر پیش کرنا بھی ہے، البتہ وہ لوگ جو معاملات کے نتائج پر نظر رکھتے ہیں وہ انہیں باطل قرار دیتے ہیں انہیں ملمع سازی کی باتیں دھوکہ میں نہیں ڈالتی ہیں بلکہ انہیں جھوٹی مکر وفریب سے بھرپور کہانیاں دھوکے میں نہیں ڈالتی ہیں۔

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ : مزید اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کی باطل باتوں کو فوراً بلا سوچے سمجھے پسند کرتے ہیں اور کبر ونخوت کی کیفیت میں گناہوں کے ارتکاب میں دلیر ہوتے ہیں بلکہ انہیں پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٥﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٦﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٨﴾

ترجمہ: (آپ کہیں) کیا میں اللہ کے سوا کو فیصل بناؤں اور اللہ وہی تو ہے جس نے تمہاری جانب قرآن پاک کو اتارا جو تفصیل والا ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (یعنی تورات) دی وہ جانتے ہیں کہ قرآن تیرے پروردگار کی جانب سے سچائی کے ساتھ اتارا گیا پس آپ شک کرنے والوں سے نہ ہوں۔ اور تیرے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف (کے لحاظ سے) مکمل ہیں اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اگر آپ زمین میں (آباد) اکثر لوگوں کی اطاعت کریں گے وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے وہ تو ظن، گمان کی ہی پیروی کرتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ تو جھوٹ کہنے والے ہیں۔ بے شک آپ کا پروردگار خوب علم رکھتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے دور ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

لغوی تحقیق: حَکَمٌ اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ لوگ جس کی جانب اپنے تنازعات لائیں تاکہ وہ ان کا فیصلہ کرے اور اس کے فیصلہ کو تسلیم کریں، مُفَصَّلًا ایسی کتاب جس میں حق و باطل کو واضح کیا گیا ہو حلال حرام سے پردہ کشائی کی گئی ہو، اَلْکَلِمَۃُ مقصود قرآن مجید ہے، تَمَّتْ کا مصدر تَمَامٌ ہے اس سے مقصود وہ کتاب ہے جو مقام اعجاز پر فائز ہونے کیساتھ رسول اکرم ﷺ کی صداقت پر بھی دلالت کرے۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۸۴)

تناسب: ان سے پہلے آیات مبارکہ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا تھا کہ جن لوگوں نے آیات کونیہ کا مطالبہ کیا اور قسم اٹھا کر اقرار کیا کہ جب ہمارا مطالبہ پورا ہو جائے گا تو ہم ایمان لے آئیں گے اسلام قبول کر لیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ قسمیں اٹھانے میں جھوٹے ہیں یہ لوگ تو شیطان ہیں ایک دوسرے کو غلط باتوں کا مشورہ دیتے رہتے ہیں ان کی عادت ثانیہ ہے کہ وہ باطل کو خوبصورت شکل میں پیش کر کے راہ حق سے ہٹاتے ہیں چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ ان کے دھوکہ اور فریب میں آ جاتے ہیں اور ان کو اچھا جانتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ ان کی خواہشات کی موافقت کرتے ہیں ان آیات مبارکہ میں اللہ کی ذات کے وجود پر بہت بڑی دلیل پیش کی جا رہی ہے وہ دلیل قرآن پاک ہے آپ کے پیغمبر ہونے کے بارے میں اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے تو ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن پاک کے احکام کی پیروی کریں انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں کی پیروی نہ کریں جو گمراہ ہیں۔

تشریح: پیغمبر ﷺ انہیں مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کر رہے ہیں کہ میرے لئے ہرگز درست نہیں کہ میں اللہ پاک کے فیصلوں کو تسلیم نہ کروں ظاہر ہے کہ اللہ کے فیصلوں سے زیادہ عدل و انصاف کے ساتھ موصوف کسی کے فیصلے نہیں ہو سکتے اور کسی کی بات کو اس سے زیادہ سچا قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ اس نے تمہاری راہ نمائی کے لئے ایسی کتاب کو اتارا ہے جس میں احکام کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے صرف احکام کے مسائل پر ہی مشتمل نہیں بلکہ عقائد کو بھی تفصیل کے انداز میں ذکر کیا گیا ہے جبکہ ان احکام کو ایسے شخص پر اتارا گیا ہے جس کا تعلق تمہارے ساتھ ہے اس کا شمار تم سے ہی ہو رہا ہے، مزید برآں وہ انسان لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں ہے اس کا امی ہونا اس کی صداقت پر واضح دلیل ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجا گیا ہے وہ اپنی جانب سے ایک حرف بھی نہیں کہہ رہا ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ﴾ (یونس:۱۶) ''اس سے پہلے عمر کا طویل عرصہ یعنی چالیس سال تم میں گزار چکا ہوں'' اس دوران میں نے اس قسم کی باتیں نہیں کہیں نہ میں نے غیب کی باتوں کا کبھی تذکرہ کیا مزید برآں میں تو فصاحت و بلاغت سے بھی آشنا نہ تھا، اب تم معجزات کا مطالبہ کر رہے ہو جب کہ قرآن پاک جو لامحدود فوائد اور حکمتوں پر مشتمل ہے اس کا اسلوب ایسا ہے کہ اس کے مقابلہ سے تمام لوگ عاجز آ گئے ہیں تو یہ کتاب نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے، مزید برآں تورات اور انجیل میں ایسی آیات موجود ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو سچا قرار دے رہی ہیں نیز قرآن پاک کا منزل من اللہ کتاب ہونا صحیح ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ : اگرچہ مشرکین مکہ قرآن پاک کو اللہ کا کلام باور کرنے سے انکار کر رہے ہیں اور کھلے الفاظ میں تکذیب کر رہے ہیں لیکن آپ سے پہلے جن لوگوں کی ہدایت کیلئے کتابیں نازل کی گئیں، مقصود یہودیوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کے علماء ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک پروردگار عالم کی جانب سے حق وصداقت کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اور کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی اس کتاب کا مثل لانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے مزید برآں ان کی کتابوں میں اس آخرالزمان پیغمبر کی نبوت کی بشارتیں موجود ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ:١٤٦) ''وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ اس کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جب کہ ایک گروہ ان میں یقیناً ایسا ہے جو دانستہ طور پر حق کو چھپاتا ہے'' چنانچہ اہل کتاب میں سے جن لوگوں کی بصیرت کو اللہ نے روشن فرمایا انہوں نے اس کتاب کی صداقت کا اعتراف کیا اور ایمان کی دولت سے فیضیاب ہوئے لیکن جن لوگوں نے حسد کے سبب حق کو چھپایا اس کے نتیجہ میں انہیں نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ : مخاطب نبی ﷺ ہیں جبکہ بطور تعریض کے وہ لوگ مقصود ہیں جنہوں نے کتاب کی صداقت میں شک کیا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا : کلمہ کا اطلاق جملہ پر ہوتا ہے اس لحاظ سے اشعار (کے قصیدہ) کو بھی کلمہ کہا جاتا ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کلمہ توحید ہے، اغلب خیال یہ ہے کہ اس سے مقصود آپ ﷺ کی مدد کرنا اور قرآن پاک کا استہزاء کرنے والوں کو تباہی و بربادی اور ناکامی سے خوفزدہ کرنا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے رفقاء کار کو کامیاب و کامران بنانا مقصود ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ (الصافات:١٧١۔١٧٣) ''بے شک ہمارا وعدہ پہلے سے ہی ان بندوں کیلئے صادر ہو چکا ہے جنہیں بھیجا گیا ہے بے شک پیغمبروں کو غلبہ ہوگا اور بے شک ہمارے لشکروں ہی کو غلبہ حاصل ہوگا'' خلاصہ یہ ہے جیسا کہ میرا طریقہ ہے کہ پیغمبروں کے دشمن انسانوں اور جنوں سے شیاطین ہوتے ہیں اسی طرح میرے کلمہ کی تکمیل مسلمانوں کی کامیابی اور مسلمانوں کے دشمن فسادی لوگوں کی رسوائی اور ذلت سے ہے ان فیصلوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ : اللہ پاک ان کے دھوکہ دینے کی باتوں کو سنتا ہے ان کے دلوں میں جو غلط مقاصد پوشیدہ ہیں اللہ کو ان کا علم ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ : اے محمد ﷺ! اگر آپ زمین پر آباد اکثریت کی اطاعت کریں گے جبکہ وہ اللہ کی شریعت کی مخالفت کر رہے ہیں آپ کو دین حق سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ اور آپ کے تابعداروں نے اللہ کی شریعت کی مخالفت میں کسی بھی کافر کی اطاعت نہیں کرنی ہے آپ کی جانب جو کتاب مفصل نازل کی جا چکی ہے آپ اور آپ کے پیروکاروں نے صرف اسی کی اطاعت کرنی ہے وہ تو مکمل ہدایت کا مجموعہ ہے سبھی لوگوں کو اس کی جانب دعوت دیں۔ (المراغی ج ٣ ص ١٨٧)

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ : یہ تو بس اٹکل ہی کی پیروی کرتے ہیں اور محض وہم وگمان میں پڑے رہتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کتب الٰہیہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بارے میں وہ غور وفکر کی بنیاد محض اٹکل اور قیاس پر رکھتے ہیں جبکہ اسلام عقل و دانش کا دین ہے اور چاہتا ہے کہ جو لوگ دینی مسائل اور حقائق پر تفحص و تحقیق سے کام لینا چاہتے ہیں وہ اثبات وانکار دونوں صورتوں میں فکر و عقل اور بصیرت وادراک کے جانے بوجھے بیانوں پر اعتماد کریں دین کے معاملات میں صرف دو ہی ماخذ یقینی اور عقل و دانش کے قریب ہیں وہ قرآن وسنت ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص خالص دینی مسائل میں ان دو ماخذوں سے قطع نظر کر کے سوچتا اور اعتبار کرتا ہے تو وہ ظن وگمان کا پیروکار ہے، اس آیت کے معنی بہت وسیع اور پھیلے ہوئے ہیں علم وآگہی کی ہر وہ صورت جو غیر یقینی مفروضات پر مبنی ہو قرآن پاک کے نزدیک خرص یا جھوٹ ہے علامہ راغب نے اس سلسلے میں بہت معقول اور جی لگتی بات کہی ہے کہ اگر کوئی شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال میں غیر منطقی اور غیر معقول انداز اختیار کرتا ہے اور اس سے جس نتیجہ پر پہنچتا ہے وہ صحیح ہے تب بھی وہ خرص اور ظن وگمان کے دائرے میں ہی داخل ہے، دست شناسی اور کسی شخص کے نام کے حروف واعداد سے قسمت ومقدر کا تعین کرنا یا ستاروں کی قدرتی وطبعی چال سے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنا یہ سب چیزیں ان اوہام کا نتیجہ ہیں جو علم وآگہی کے غیر صحیح مفروضات یا خرص پر مبنی ہیں، قرآن حکیم میں ہے:﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ﴾ (الذاریات:۱۰)''غارت ہوں اٹکل پچو باتیں بنانے والے''(لسان القرآن ص ۵۹۸)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَاَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَاَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ : آپ کا پروردگار جس نے آپ کی تربیت فرمائی اور آپ کی جانب مفصل کتاب کو نازل فرمایا آپ کو علم وآگہی سے نوازا اور ایسی معلومات سے آگاہ کیا جن کا آپ کو علم نہ تھا نیز اللہ پاک جانتا ہے کون صراط مستقیم سے دور ہے اور کون صراط مستقیم پر گامزن ہے آپ ثابت قدمی کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن رہیں اگر چہ آپ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْفَصَّلَ لَكُمْ مَّاحَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِعِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴿۱۲۱﴾ ع

ترجمہ: پس آپ اس چیز کو تناول کریں جس پر (ذبح کے وقت) بسم اللہ پڑھی گئی ہے اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس کو تناول نہیں کرتے ہو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے جب کہ اللہ نے تمہیں تفصیل کے ساتھ ان چیزوں کو (ذبح کے وقت) بیان کر دیا ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے البتہ جب تم اضطراری حالت میں ہو اور بلاشبہ کثرت کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو اپنی خواہشات کے سبب علم وبینش کے بغیر گمراہی پھیلاتے رہتے ہیں بے شک آپ کا پروردگار زیادتی کرنے والوں کو جانتا ہے۔ اور تم ظاہر اور پوشیدہ گناہ کو چھوڑ دو بلاشبہ وہ لوگ جو گناہ کا اکتساب کرتے ہیں انہیں ضرور بدلہ ملے گا ان گناہوں کا جن کا ارتکاب کرتے رہے۔ اور اس (جانور) سے تناول نہ کرو جس پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی ہے بلاشبہ اس کا تناول کرنا گناہ ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ شیاطین اپنے ساتھیوں کی جانب (شکوک وشبہات کا) وسوسہ القاء کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ جھگڑا کریں اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو بلاشبہ تم مشرک ہو جاؤ گے۔

تناسب: ان آیات مبارکہ سے پہلے اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ روئے زمین پر آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانوں میں سے اکثر لوگ گمراہ ہیں جو ان کی اطاعت کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا اس لئے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان گمراہ لوگوں کی پیروی نہ کریں ان کی مخالفت پر ڈٹ جائیں، یہاں تک کہ جانوروں کے ذبیحہ کے مسئلہ میں بھی ان کی مخالفت کریں۔ جس ذبیحہ پر ذبح کے وقت (بسم اللہ) کے کلمات کہے جائیں وہ حلال ہیں اور جس حلال جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ کے کلمات نہ کہے جائیں اسے تناول نہ کرو اور گمراہی و شرک سے خود کو بچانا ہوگا، اگر تم اللہ کی نازل کردہ آیات پر ایمان رکھتے ہو جو ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

شانِ نزول: سنن ابی داؤد میں ہے کچھ مشرکین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس جانور کو ہم موت کے گھاٹ اتاریں اسے ہم تناول کریں اور جس جانور کو اللہ موت کی نیند سلا دے اس کو تناول نہ کریں! ان کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ پاک نے اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا۔

(صحیح ابی داؤد کتاب الاضاحی باب ۱۳، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۴)

تشریح: عرب کے مشرک لوگ جہاں بتوں کی عبادت کرتے تھے وہاں وہ جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح بھی کرتے تھے اس کو بھی عبادت قرار دیتے تھے جب کہ ان کا یہ عمل بھی شرک تھا اس لئے کہ اس سے ان کا مقصود بتوں کی تعظیم تھا موجودہ دور میں نام نہاد مسلمانوں کی اکثریت اس عظیم گناہ میں مبتلا ہے کہ وہ اولیاء اللہ اور صالحین کے مزارات پر ان سے حصول برکت کیلئے بطور نذرانہ اور تحائف کے جانوروں کو وہاں لے جا کر ذبح کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں ان کا یہ عمل کھلم کھلا شرک ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ : اہل عرب کے ہاں یہ جملہ مستعمل تھا، مَالَكَ اَنْ لَّا تَفْعَلَ كَذَا'' تجھے کیا رکاوٹ ہے کہ تو فلاں کام نہیں کر رہا ہے'' اس مقام پر بھی مقصود یہ ہے کہ تمہیں کیا رکاوٹ ہے کہ تم اس ذبیحہ سے تناول کرو جس پر بسم اللہ کے کلمات کہے گئے ہیں اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس پر بسم اللہ کے کلمات نہیں کہے گئے ہیں اس کا تناول جائز نہیں یعنی جو جانور اپنی موت مر گیا ہے اس سے تناول کرتے تھے اور اعتراض کرتے تھے کہ جس جانور کو اللہ موت کی نیند سلا دیتا ہے اس کا گوشت نہیں کھاتے ہو اور جس جانور کو تم خود ذبح کرتے ہو اس کے گوشت کو تناول کرتے ہو، انہیں تہدید آمیز انداز میں کہا گیا ہے کہ تمہیں اس جانور کا گوشت تناول کرنا چاہیے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے جبکہ محرمات کی تفصیل سے تمہیں آگاہ کر دیا گیا ہے ان کا تذکرہ سورۃ نحل آیت ۱۱۵ میں ذکر ہوگا اس لئے کہ سورۃ نحل مکی ہے، آیت ملاحظہ فرمائیں: ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النحل:۱۱۵) ''بلاشبہ اس نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے حرام قرار دیا ہے لیکن جو شخص مجبور ہے وہ گناہ کرنے والا نہ ہو، حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے''

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ : ان محرمات کا تناول تب جائز ہے جب شدید بھوک کے وقت حلال چیز میسر نہ ہو حرام میسر ہو تو اس وقت اس کی حرمت ختم ہو جائے گی اس لئے کہ قاعدہ شرعیہ موجود ہے ضرورت کے وقت ممنوع چیز جائز ہو جاتی ہے اس لئے کہ ہلاک ہونا زیادہ ضرررساں ہے اس میں مردار اور وہ چیزیں ہیں جن کو غیر اللہ کے نام نذر کیا گیا ہے، لوگوں میں اکثریت ان کی ہے جو اپنی خواہشات نفسانی کے سبب لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں انہیں اپنی بات کی صحت کا علم نہیں ہوتا، جیسے عمرو بن لحی اور اس کی قوم کا حال تھا جنہوں نے اپنی جانب سے بَحِيْرَه، سَائِبَہ جانوروں کو بتوں کے نام ھبہ کیا اور مردار کے گوشت کو حلال کیا نیز جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانور کو اللہ کے نام کیساتھ ذبح نہیں کیا گیا بلکہ بتوں کے نام پر ذبح کیا یا کسی پیغمبر کے نام پر ذبح کیا وہ سب محرمات کی فہرست میں ہیں۔

بت پرستی کا آغاز: نوح علیہ السلام کو جس قوم کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ان کی امت میں کچھ افراد صالح، پرہیزگار تھے جب وہ فوت ہو گئے تو انہوں نے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کیلئے ان کے نام کے پتھر نصب کر دیئے تا کہ ان کی یاد ان کے دلوں سے محو نہ ہو رفتہ رفتہ لوگوں نے ان کی تعظیم و تکریم میں غلو اختیار کیا انہیں متبرک سمجھ کر انہیں بارگاہ الٰہی میں وسیلہ قرار دیا اور انہیں اپنا سفارشی قرار دیا ان کے نام پر جانوروں کو ان کے تقرب کیلئے ذبح کرنا شروع کر دیا اس طرح شرك فی العبادۃ کا آغاز ہوا اور ان کے مجسموں کا طواف شروع کر دیا، ان کی خوشنودی کیلئے جانوروں کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ : اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں کہ تیرا پروردگار جس نے تجھے رشد وہدایت سے نوازا وہ ذات تجھ سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ جانتی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہیں وہ حلال چیزوں کو چھوڑ کر محرمات کے مرتکب ہوتے ہیں معلوم ہوا تقلید کے سبب دین اسلام میں کسی کام کو داخل کرنا حرام ہے خواہشات نفسانی کی پیروی ہے کون نہیں جانتا کہ مقلد شخص علم سے بے بہرہ ہوتا ہے وہ لکیر کا فقیر ہوتا ہے۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ : اثم کا معنی گناہ ہے جس فعل میں قباحت ہو البتہ شرعاً جس کام کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے اس کام کو حرام قرار دیا ہے جس کی مضرت کا تعلق افراد انسانی، مال، عقل، عزت، دین کے لحاظ سے ہے یا معاشرہ کی سیاسی، اجتماعی مصلحتوں کو اس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے، ظاہری گناہوں کا تعلق جوارح سے ہے اور باطنی گناہوں کا تعلق دلوں کے ساتھ ہے جیسے کبر، حسد اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرنا ہے اور محرمات کے تناول میں حد ضرورت سے تجاوز کرنا، ظاہر ہے کہ لاچار انسان کیلئے جو بھوک کے سبب موت کے کنارے پر ہے جان بچانے کیلئے بقدر ضرورت محرمات سے تناول کرنا جائز ہے ارشاد ربانی ہے ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (المائدہ:٣) ''پس جو بھوک کے سبب لاچار ہے گناہ کی جانب اس کا میلان نہیں ہے تو بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے''۔ ذہن نشین کریں کہ یہ جملہ جو امع الکلمات سے ہے اور گناہ کی حرمت میں بنیادی اصول کی حیثیت کا حامل ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ : جو لوگ ظاہر، باطن کے گناہوں کے مرتکب ہوں گے انہیں ان کے گناہوں کے سبب جنہوں نے ان کی فطرت کو مسخ کر دیا اور بار بار ان کے ارتکاب نے انہیں حیوانیت کے مقام پر لا کر کھڑا کیا انہیں ان کے گناہوں کا بدلہ مل کر رہے گا البتہ جو لوگ جہالت کے سبب برے اعمال کر بیٹھتے ہیں اور ان پر اصرار نہیں کرتے ہیں بلکہ جلد ہی بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر تائب ہو جاتے ہیں تو ایسے لوگوں کی توبہ کو اللہ قبول فرماتا ہے انکے گناہوں پر قلم عفو پھیر دیتا ہے۔ (المراغی ج ٣ ص ١٩٠)

وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ : اگر ذبح کے وقت بسم اللہ کے کلمات نہ کہے جائیں تو یہ نافرمانی ہے البتہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے اس نے نبی ﷺ سے استفسار کیا کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم کو علم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ کے کلمات کہے ہیں یا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر تناول کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ٢١، صحیح ابن ماجہ کتاب الذبائح باب ٤، صحیح ابوداؤد کتاب الذبائح باب ١٩، تفسیر ابن کثیر ج ٢ ص ١٧١)

لیکن عمداً بسم اللہ چھوڑنا درست نہیں پھر اس جانور کا گوشت تناول نہ کیا جائے اگر بھول ہو جائے تو کچھ حرج نہیں، ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربانی ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ (البقرۃ:۲۸۶) کی روشنی میں اور اس حدیث کی موجودگی میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی خطا اور بھول کو معاف کر دیا گیا ہے۔

(صحیح ابن ماجہ کتاب الطلاق باب ۱۶، ارواء الغلیل ح ۸۲، شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۵۶، دار قطنی ص ۴۹۷، حاکم ج ۲ ص ۱۹۸)

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ : ابلیس اور اس کا لشکر اپنے دوستوں کی جانب وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں جو حق وصداقت کے خلاف ہیں وہ تم سے جھگڑا کرتے ہیں لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم بھی ان کی طرح مشرک ہو جاؤ گے، معلوم ہوا جو شخص کسی حرام چیز کو حلال قرار دے یا حلال کو حرام قرار دے وہ مشرک ہے جب کہ اس نے اللہ کے علاوہ خود کو فیصلہ کرنے کی اتھارٹی عطا کی۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ترجمہ: بھلا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندگی عطا کی اور ہم نے اس کو روشنی بخشی کہ اسکے سبب وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے، اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے وہ ان سے باہر آنے والا نہیں ہے اسی طرح کفار کیلئے آراستہ کئے گئے ہیں وہ اعمال جو وہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے مجرموں کو پیدا کیا تا کہ وہ اس بستی میں فساد برپا کریں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں مگر خود کو ہی اور انہیں شعور نہیں ہے۔

لغوی تحقیق: اَجْرَمُوْا مادہ (ج رم) ہے، جَزَمٌ کا مفہوم کاٹنا ہے، جَرِیْمَۃٌ گناہ، جُزم ہر وہ معصیت جو عقائد اخلاق اور معاشرت کے اسلامی قوانین کے خلاف ہو، جِزْمٌ جسم، اَجْرَامِ سَمَاوِیَہ آسمان اور ستارے، لَاجَرَمَ لازمی طور پر اس کے بعد جو بات آئے گی وہ ہو کے رہے گی اور اس میں کوئی تخلف، رکاوٹ یا مانع واقع نہیں ہوگا۔ (لسان القرآن ص ۳۴۱)

بلاغت: آیت مبارکہ ﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا﴾ میں تشبیہ تمثیلی ہے دراصل اس شخص کی مثال ہے جس کو اللہ نے گمراہی کے بعد ہدایت عطا کی اور اسے یقین کی توفیق سے نوازا جس کے سبب حق اور باطل میں امتیاز ہوتا ہے اور ہدایت اور گمراہی میں فرق واضح ہوتا ہے اس شخص کیساتھ جو بے جان ہے اس میں روح نہیں ہے پھر اللہ نے اس کو زندگی عطا کی اور اسے روشنی سے نوازا جس کے سبب وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اور امتیاز کی قوت پاتا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۲۷۲)

فائدہ علمیہ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ﴾ میں ان لوگوں کی ہر جگہ اور وقت میں تصویر کشی کی گئی جو فسادی ہیں کاش وہ لوگ جو اللہ کی زمین پر فساد انگیزی میں منہمک رہتے ہیں وہ اس ارشاد ربانی کے مفہوم پر نظر دوڑائیں جبکہ اللہ پاک نے ان کے بارے میں صراحت کی ہے کہ انکے مکروفریب کا نقصان انہیں ہی پہنچے گا، دراصل آنکھوں سے پردہ اتارنے کی ضرورت ہے کہ جو شخص لوگوں کو تکالیف پہنچا رہا ہے اس کا گناہ خود اس کو لوگوں سے پہلے اپنی لپیٹ میں کر لے گا لیکن لوگ کب ایسی باتوں کی جانب توجہ کرتے ہیں دراصل آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ انکے دلوں میں سوچ بچار کا مادہ ہی نہیں ہے گویا کہ دل تفکر وتدبر سے عاری ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۲۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے کہ روئے زمین پر آباد لوگ اکثر و بیشتر گمراہ ہیں تو ہمات میں مستغرق ہیں نہ صرف یہ کہ وہ خود جادہ مستقیم سے بے بہرہ ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں ان میں بالخصوص شیطان قسم کے لوگ جو اوامر الٰہیہ سے سرکش ہیں وہ اپنے ہم مشرب لوگوں کو انجکشن لگاتے رہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو صراط مستقیم سے دور کرنے کی کوشش کریں جو ایمان اور عمل صالح کے زیور سے آراستہ ہیں انہیں گناہ کی زندگی گزارنے پر آمادہ کرتے رہیں بلکہ شرک کے ارتکاب پر انہیں مجبور کرتے رہیں غیر اللہ کے نام پر ان کے تقرب کے حصول کے لئے جانور ذبح کرتے رہیں بلکہ ان کی عبادت کریں، چنانچہ ان دونوں آیات میں ایک مثال کو پیش کیا گیا ہے جس کی روشنی میں ایمان داروں اور کفار کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے ایمانداروں کی پیروی کرنے کی ترغیب پر زور دیا گیا ہے اور گمراہوں سے نفرت دلائی گئی ہے اور ان سے دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے، دراصل شیطان نے کفار کے اعمال کو ان کیلئے خوب صورت انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں مستغرق ہو گئے ہیں ان کا وہاں سے نکلنا مشکل ہے بلکہ تردّد اور حیرانی نے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گمراہی کے عمیق گڑھے کے حوالے کر دیا ہے۔

تشریح: ایک شخص کفر اور جہالت کے سبب زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے، ہم نے اس کو ایمان کی نعمت سے نوازا، اس طرح اسے زندگی مل گئی بلکہ ایمان کی روشنی کے سبب وہ لوگوں میں کوشاں رہتا ہے قرآن پاک جو کہ روشنی کا مینار ہے اور دلائل و براہین کا مجموعہ ہے اس کی تعلیمات سے معاشرہ کو روشنی عطا کر رہا ہے، بصیرت کی نعمت سے مالا مال ہے، وہ اس انسان جیسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو کفر و شرک کی دلدل میں مستغرق ہے، کفر کے اندھیرے کو سمجھنے کے لئے باور کیجئے کہ رات کا اندھیرا ہے پھر فضا بادلوں کی لپیٹ میں ہے جس سے اندھیرے میں مزید اضافہ ہوا، اس پر مستزاد یہ کہ موسلا دھار بارش برس رہی ہے اس کیفیت میں مستغرق انسان کا اندھیروں سے نجات حاصل کرنا آسان نہیں اس کی حیرانی میں مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے جب کہیں سے روشنی کی کوئی کرن نمودار نہیں ہوتی وہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک طرف تو حیرت میں ڈوبا ہوا ہے اس کے ساتھ ساتھ گھبراہٹ اور خوف اس پر چھایا ہوا ہے وہ اندھیرے سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جہالت، تقلید اور فطرت کے بگاڑ نے اس انداز کے ساتھ اس کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے کہ روشنی کی جانب اس کا قدم اٹھ نہیں سکتا بلکہ اندھیرے سے اس قدر مانوس ہے کہ وہ روشنی سے ذہنی طور پر اذیت محسوس کرتا ہے جیسے چمگادڑ کو روشنی سے تکلیف ہوتی ہے۔

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ : جیسا کہ ذکر کردہ تمثیل میں ہدایت اور دین اسلام کی روشنی نے ایماندار شخص کو نہایت اعلیٰ قسم کی زندگی عطا کی ہے اور گمراہی، کفر کے اندھیروں نے کفار کے لئے نبی ﷺ کی دشمنی، غیر اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنا اور جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا ان کو حرام قرار دینا اور محرمات کو شبہات کے سہاروں سے حلال قرار دینا، جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا : جس طرح ہم نے مکہ والوں کے اعمال کو ان کی نظر میں مستحسن قرار دیا اسی طرح ہم نے ہر بستی کے بڑے بڑے مجرموں کے لئے اپنے انداز کے مطابق ان کے برے اعمال کو مستحسن بنایا جب کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں پر زیادتی کی، خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اصلاحی کاموں کی مخالفت کی اور اللہ کی زمین پر کبر و نخوت کا مظاہرہ کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجتماعی لحاظ سے انسانوں کے بارے میں اللہ پاک کا فیصلہ ہے کہ ہر بستی، جماعت میں وہاں کسی پیغمبر کو مبعوث کیا یا نہیں کیا ایسے لیڈر ضرور گزرے ہیں جن کا کردار مجرمانہ رہا انہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی ان کا استہزاء کیا اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھراہٹ کے تحفظ کے لئے مکروفریب کا سہارا لیا انہوں نے دعوت واصلاح کے مقابلہ کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اسی طرح مکہ کے باشندوں میں سے اکابر کی اکثریت نے اس دعوت کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جس دعوت کو آخر الزمان پیغمبر ﷺ لے کر اٹھے تھے۔

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ : حقیقت یہ ہے کہ ان مجرموں نے جو پیغمبروں کی دعوت کی مخالفت کرتے رہے اور دشمنی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ان کے مکروفریب نے بالآخران کو ہی ذلت وادبار کا نمونہ بنایا اس لئے کہ اللہ پاک کا ایک انداز ہے کہ مکروفریب کی لپیٹ میں وہی لوگ آتے ہیں جو حق وصداقت کی دشمنی میں پیش پیش رہیں اللہ پاک کا ایک اصول ہے کہ وہ پیغمبروں اور ان کے تابعداروں کو نوازتا ہے انہیں غلبہ عطا کرتا ہے اور ان کے مخالفین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے ظلم وستم اور فسق و فجور پھیلانے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹادیتا ہے تنازع للبقاء کے سنہری اصول کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کرنے والے لوگ امن و امان کے ساتھ معاشرہ میں زندگی گزارتے ہیں جب کہ مکروفریب کے دلدادہ لوگ تباہی و بربادی کی لپیٹ آ جاتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ﴾ (الرعد:۱۷) ''لیکن جھاگ تو ختم ہو جاتی ہے اور جو چیز لوگوں کو فائدہ عطا کرتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے'' نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (النمل:۵۰-۵۱) ''انہوں نے مکر کیا اور ہم نے ان کے مکر کا جواب دیا اور انہیں اس کا علم نہ ہو سکا پس آپ دیکھیں کہ کس طرح مکروفریب کا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو ایک ہی بار ہلاک کر دیا''

حقیقت یہ ہے کہ اس میں اہل مکہ کے مجرموں کے لئے وعید ہے جنہوں نے مکروفریب کا کوئی حیلہ پس انداز نہ کیا اور ان کے بالمقابل نبی ﷺ اور ایمان والوں کو پرامید رہنے کا درس دیا ہے۔ (المراغی ج۳ ص۱۹-۲۰)

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ: اور جب ان کے ہاں کوئی علامت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمیں اس کی مثل نہ دیا جائے جو اللہ کے پیغمبروں کو دیا گیا اللہ کو خوب علم ہے کہ کہاں اپنی پیغمبری کو عطا کرنا ہے، عنقریب مجرم لوگ اللہ کے ہاں ذلت اور درد کے ساتھ سخت عذاب سے دوچار ہوں گے اس لئے کہ وہ مکروفریب کرتے رہے۔ پس جس شخص کے بارے میں اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت سے نوازے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کے بارے میں ارادہ کرتا ہے کہ اسے گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو نہایت تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان کی جانب چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ ناپاکی کو ان لوگوں پر ڈال دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور (اسلام) کا یہ راستہ تیرے پروردگار کا راستہ ہے بے شک ہم نے تفصیل کے ساتھ علامات کو ان لوگوں کے لئے بیان کر دیا ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں (بہشت) سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کا کارساز ہے اس لئے کہ جو وہ کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: حَرَجًا گناہ، مضائقہ، قلب ونظر کی تنگی، کہا جاتا ہے، وَقَعَ فِي الْحَرَجِ گناہ میں الجھ کر رہ گیا، لَاحَرَجَ کوئی مضائقہ نہیں، تَحَرَّجَ گناہ سے کنارہ کش رہا، اَلْحَرَجَةُ وہ درخت جس کی شاخیں گھنی ہیں، ایک دوسرے میں لپٹی ہوئی ہیں اس میں داخل ہونا مشکل ہو، روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بنو مدلج قبیلہ کے ایک جنگلی سے اَلْحَرَجَةُ کے بارے میں استفسار کیا اس نے بتایا اس درخت کو کہا جاتا ہے جو درختوں کے درمیان میں ہو وہاں تک چرنے والے جانور بلکہ وحشی جانور بھی گزرنے نہ پائیں عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت سننے کے بعد فرمایا بالکل ایسی ہی کیفیت کے مطابق منافق انسان کا دل ہوتا ہے اسکے دل تک ہرگز کسی اچھی بات کا گزر نہیں ہوتا ہے۔

(لسان القرآن ص ۴۳۱، المراغی ج ۳ ص ۱۹۰)

تناسب: گزشتہ آیات مبارکہ میں اللہ پاک نے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ انسانوں کے بارے میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ ان میں کچھ مجرم قسم کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو پیغمبروں کی مخالفت پر سینہ سپر ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں چنانچہ مکہ مکرمہ میں جہاں سے آپ ﷺ نے اللہ کی توحید کی جانب لوگوں کو دعوت دی تو وہاں سے بھی اس دعوت کی مخالفت میں کچھ مجرم لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

شان نزول: جس آیت کی تفسیر کی جارہی ہے وہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے دیدہ دلیری کے ساتھ کہا اگر اس دور میں کوئی شخص نبوت کا استحقاق رکھتا ہے تو محمد (ﷺ) سے زیادہ مستحق میں تھا اس لئے کہ میرے پاس مال ودولت کی بہتات ہے اور اولاد کی کثرت کے لحاظ سے بھی مجھے معاشرہ میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

تشریح: جب مشرکین مکہ کے ہاں قرآن پاک کی روشن آیت مبارکہ پہنچتی ہے جو اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ کی نبوت کی تصدیق پر مشتمل ہوتی ہے اور اس میں توحید کا مدلل تذکرہ ہوتا ہے اور صراط مستقیم کی جانب دعوت دی گئی ہوتی ہے تو کفار آپ ﷺ کو سچا پیغمبر تسلیم نہیں کرتے ہیں وہ خرق عادت کاموں کا مطالبہ پیش کرتے ہیں کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا کئے گئے وہ اپنی لاٹھی سمندر میں مارتے ہیں تو سمندر کا پانی رک جاتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے ہیں اور پھلبہری کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو وہ تندرست ہو جاتے ہیں اور فوت شدہ لوگ ان کے عمل سے زندہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں بلکہ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہم پر فرشتوں کا نزول ہو یا ہم اللہ کا دیدار کریں تب ہم ایمان لائیں گے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَلَتَهٗ : کسی انسان کو پیغمبر کے مقام پر بٹھانے کا کام تو صرف اللہ پاک کے ہی سپرد ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کون شخص نبوت کا مستحق ہے اس لئے کہ منصب رسالت تو اللہ پاک کا فضل وکرم ہے وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے منتخب فرماتا ہے اس میں حسب ونسب کا ہرگز کچھ دخل نہیں۔

سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَاللّٰہِ وَ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا کَانُوْا یَمْکُرُوْنَ : اللہ پاک کا ایک اصول اور ضابطہ ہے کہ جو لوگ پیغمبروں کی مخالفت کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں پیغمبروں کی مخالفت میں حسد کی آگ ان کے دلوں میں مشتعل رہتی ہے کہ اس منصب کے مستحق تو ہم تھے تو اس قسم کے مجرم دیدہ دلیری کرنے والے اللہ کے ہاں ذلت ورسوائی سے ہمکنار ہوں گے اور شدید عذاب میں مبتلا رہیں گے، ذہن نشین کریں دنیوی زندگی میں امتوں کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب الٰہی میں مبتلا کرنا اللہ پاک کی سنت جاریہ کے مطابق ہے چنانچہ اہل مکہ کے وہ مجرم لوگ جنہوں نے نبی ﷺ کو تکالیف ومحن سے دوچار کیا اور ایذاء پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں ذلت کے ساتھ واصل جہنم کیا۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ : جو شخص تقدیر الٰہی میں اسلام کی دعوت کے قبول کرنے کا استحقاق رکھتا ہے اسے انشراح صدر حاصل ہوتا ہے دعوت کی قبولیت کی راہ میں سب رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں وہ اسلام کی صداقت کے بارے میں گہرے غور وفکر کے بعد اسلام کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے، انشراح صدر کی کیفیت یہ ہے کہ دل روشنی سے منور ہو جاتا ہے خوشی سے پھولا نہیں سماتا، اس کیفیت کے رونما ہونے کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جنت کی جانب میلان بڑھ جاتا ہے اور دنیا کی محبت سے دل خالی ہو جاتا ہے اور موت آنے سے پہلے موت کے لئے ہمہ تن بھرپور کوشش جاری رہتی ہے۔

وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ : جس شخص کی فطرت میں اس کے شرک کے سبب فساد رونما ہو جاتا ہے اور گناہوں کے انبار کے باعث اس کا نفس مطمئنہ یقین کی دولت میں کمی کے باعث گندھلا ہو جاتا ہے اس کے نتیجہ میں وہ انشراح صدر کی کیفیت سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ اس کے دل پر گھٹن کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے قوت ارادی میں اضمحلال رونما ہو جاتا ہے دین اسلام کے داعی کی آواز پر لبیک کہنے کی آواز میں آہستہ آہستہ ضعف بڑھنے لگ جاتا ہے، منہیات کے چھوڑنے میں اس کی قوت ارادی ڈگمگانے لگتی ہے اور دین اسلام کے احکامات کے مطابق رواں دواں رہنے سے عجز و بے چارگی اس کے دامن کو تھام لیتی ہے اس کی کیفیت بالکل اس شخص جیسی ہو جاتی ہے جو فضا میں بلندی کی جانب چڑھائی کی منزلیں طے کر رہا ہے اس دوران وہ چڑھائی چڑھتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کرتا ہے اور جیسے جیسے وہ بلندی کی جانب چڑھتا ہے دل کی تنگی میں برابر اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ایسے مقام پر پہنچتا ہے جہاں وہ اس سے اوپر جانے کی استطاعت نہیں رکھتا اس لئے کہ اس کی زندگی کی بقاء کے لئے اس کا عمل تنفس جواب دے جاتا ہے اگر وہ مزید چند لمحات وہاں رہے گا تو ہوا کے نہ ملنے سے اس کا گلا دباؤ کا شکار ہو جائے گا جس سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔

میرا پروردگار تمام خوبیوں کیساتھ موصوف ہے اور ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے، چودہ سو سال پہلے قرآن پاک نے جس حقیقت کو ذکر کیا ہے اس کا فہم آج اس سائنسی دور میں تجربات کی روشنی میں بالکل صحیح دکھائی دے رہا ہے فضائے بسیط میں فن پرواز کے ماہرین اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ فضا میں جس قدر آپ بلندی کی جانب پرواز کرتے جائیں گے تو ایک ایسا مقام حد فاصل موجود ہے جس سے اوپر پرواز کرنا ممکن نہیں اسلئے کہ انسان کی زندگی کی بقاء کیلئے ہوا کا وجود ضروری ہے گویا کہ طبعیات کے ماہرین نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ اس سے بلندی میں جانے کیلئے ہوا کے سلنڈروں کے ذریعہ ہی جانا ممکن ہے تاکہ تنفس کا عمل برقرار رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ : جیسا کہ سینہ اللہ پاک کے قانون طبعی کے مطابق اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں تنگی محسوس کرتا ہے اسباب کا تذکرہ گذشتہ اوراق میں تحریر کیا جا چکا ہے اسی طرح اسباب کی موجودگی میں ان لوگوں کا عذاب الٰہی احاطہ کرے گا جو ایمان سے روگردانی کریں گے ان کے اعراض کے سبب ان کے اعمال میں ان کے اثرات اجاگر ہوں گے وہ انسان واضح طور پر اپنے ارادہ اور عمل کے لحاظ سے خود کو قباحت سے ہم کنار کرے گا جب کہ ایمان سے وہ کنارہ کش رہے جس کے سبب نفس کو پاکیزگی مہیا ہوتی ہے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا : اسلام ہی ایسا عمل ہے جس کے سبب اللہ پاک اس شخص کے سینے میں انشراح کو اجاگر فرماتے ہیں جو ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے، نیز اسلام وہ واضح راستہ ہے جس کے ساتھ آپ ﷺ کو نواز کر بھیجا گیا اور اسلام کے اصول اور عقائد کو دلائل کی روشنی میں واضح کیا گیا، مزید برآں اصولوں کو دلائل واضحہ کی روشنی میں مبرھن فرمایا جو فطرت سلیمہ سے ہم آہنگ ہیں، افراط اور تفریط سے دور ہیں ان میں کج روی کا انداز نہیں ہے وہ تو نہایت سیدھا واضح راستہ ہے جب کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں ٹیڑھا پن ہے فساد انگیزی ہے بلکہ اس شاہراہ مستقیم سے دور ہونا ہے جس کی تائید عقل سے بھی ہوتی ہے جب کہ بنیادی سہارا نقل ہے، کون نہیں جانتا کہ قرآن پاک صراط مستقیم کی جانب گامزن رہنے کی تاکید کرتا ہے؟ بلکہ وہ تو اللہ کی جانب سے ایک مضبوط سہارا ہے جس کے ساتھ تمسک کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے وہ تو حکمت وموعظت کا مجموعہ ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ : ہم نے قرآن پاک کی آیات کو ایسے لوگوں کے لئے واضح کر دیا ہے جو اس سے استفادہ کے لئے پیش قدمی کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کی جانب رغبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ : ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگ جو اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر رواں دواں رہیں گے ان کی مہمان نوازی ان کے پروردگار کے ہاں دار السلام میں ہوگی وہاں انہیں انعامات سے نوازا جائے گا اس لئے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر رواں دواں رہے اس طرح وہ ضلالت وگمراہی سے محفوظ رہے۔

وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ : بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائیں گے جب کہ انہوں نے نفس امارہ کی مخالفت کرتے ہوئے نفس مطمئنہ کی حیثیت میں زندگی بسر کی اس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ ان کی دنیوی زندگی سعادتوں سے ہم کنار ہوئی بلکہ آخرت میں انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ نوازے گا اور انہیں نعمتوں اور مسرتوں سے ہم کنار فرمائے گا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع

ترجمہ: اور جس دن ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا (تو کہے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے کثیر انسانوں کو اپنا تابعدار بنایا اور ان کے انسانوں میں سے دوست کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہمارے بعض بعض سے فوائد حاصل کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے اور ہم اپنے وقت پر پہنچے جس کو تو نے ہمارے لئے متعین کیا، اللہ آگاہ کرے گا دوزخ تمہارا ٹھکانہ ہے تم اس میں ہمیشہ رہو گے، البتہ جس قدر اللہ کی چاہت ہوگی بے شک تیرا پروردگار حکمت والا جاننے والا ہے۔ اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کرتے ہیں اس وجہ سے جو وہ کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: اَلْمَعْشَرُ، اَلنَّفَرُ، اَلْقَوْمُ، اَلرَّھْطُ مترادف الفاظ ہیں، اکثر لوگ، ان کا واحد نہیں ہے، جس جماعت کا ایک مقصد ہو اس کو معشر وغیرہ کے نام کیساتھ پکارا جاتا ہے جیسے مَعْشَرُ الْمُسْلِمِیْنَ، مَعْشَرُ الْکَافِرِیْنَ کی ترکیب ہے انسانوں اور جنوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، ثَوَی الْمَکَانَ ٹھہرنا، قیام کرنا، مَثْوٰی قیام گاہ، ٹھہرنے کی جگہ، ثَاوِیًا مقیم شخص (لسان القرآن ص ۳۰۷، المراغی ج ۳ ص ۲۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مجرم لوگوں کے لئے جس عذاب کو اور ایمان داروں کے لئے جنت میں جن انعامات کو تیار کر رکھا ہے اس کا تذکرہ فرمایا اس کے بعد میدان حشر سے پہلے اور حشر کے دن جو محاسبہ ہوگا اس کا تذکرہ فرمایا اور کفار پر دلائل قائم ہونے کے بعد ان پر فرد جرم عائد کی، چنانچہ امتوں کی تباہی و بربادی میں اللہ پاک کا یہی انداز رہا ہے۔

تشریح: حشر کے دن اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنوں کو اکٹھا کرے گا جنوں سے ہم کلام ہوتے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں ان سے استفسار کرے گا، اے جنوں! تم نے انسانوں کو بہت زیادہ گمراہ کیا تم نے ان کو اپنے پیچھے لگایا، اب بھی ان کی معیت میں تمہیں لایا جا رہا ہے جبکہ انسانوں میں سے ان کے دوست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں سے ہر ایک نے دوسروں سے فوائد حاصل کئے جنوں کو ہمارے گمراہ کرنے میں خاص دلچسپی تھی اور ہم نے ان کے وسوسوں کو حقیقت کا لباس پہناتے ہوئے خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور لذت اندوزی میں منہمک رہے، اصل حقیقت یہ ہے کہ جنوں نے انسانوں کو خواہشات نفسانی کے ارتکاب کا حکم دیا اور انسانوں نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کیا تو گویا جنوں کو مسرت ہوئی کہ انسانوں نے ان کی اطاعت کی اور انسانوں کو ان سے لذت اندوزی اس طرح حاصل ہوئی کہ جب جنوں نے معاصی کو خوبصورت شکل میں پیش کیا تو وہ ان میں واقع ہوگئے اور لذت اندوزی میں حدود سے تجاوز کر گئے، چنانچہ جنوں کی مخلوق جو نظر سے پوشیدہ رہتی ہے درحقیقت انہیں نہایت شریر قسم کی مخلوق سمجھا جاتا ہے وہ اپنی استعداد کو شر کے پھیلانے میں مخفی طور پر پوری قوت کیساتھ بروئے کار لانے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔

ایک صورت یہ ہے کہ جب کوئی انسان سفر کرتا ہوا کسی وادی سے گزرتا اور اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوتا تو وہ کہتا کہ میں اس وادی کے سردار جن کی پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے ہر قسم کے خطرہ سے تحفظ حاصل رہے، چنانچہ سورہ جن میں ہے: ﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن: ۶) ''اور بے شک انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں کے مردوں کے ساتھ پناہ حاصل کرتے تھے'' نیز ہم نے اس بات کا خیال کیا کہ کبھی بھی انسان اور جن اللہ کے بارے میں جھوٹ نہ کہیں گے، نیز جنوں کی جھوٹی باتوں جادو وغیرہ کے بارے میں کاہن قسم کے لوگ ان سے رابطہ رکھتے اور دنیوی مال و متاع کو عوام الناس سے حاصل کرنے میں مشغول رہتے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ شیطان جنوں نے وسوسہ کے ذریعہ انسانوں کو حکم دیا اور انسانوں نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کیا، جن تو ایک پوشیدہ مخلوق ہے ان کی اکثریت کا تعلق شر و فساد سے ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق شر و فساد کے پھیلانے میں منہمک رہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جیسا کہ وہ جراثیم جو خلقت کے لحاظ سے اس قدر حجم میں کم ہوتے ہیں کہ ان کو مائیکروسکوپ کے بغیر دیکھنا مشکل ہے وہ جراثیم اجسام میں داخل ہوکر ذی روح مخلوق کو بیماری سے ہم کنار کرتے رہتے ہیں جب انہیں جدید آلات کے ذریعہ دیکھا جاتا ہے تو وہ اپنے حجم سے ہزاروں گنا حجم میں دکھائی دیتے ہیں، یہ حقیقت ہے کہ روئے زمین پر کیکڑے، مچھر، جوئیں ایسے زہریلے جراثیم کو چھوڑتے ہیں جو پانی، خوراک میں شامل ہوکر بڑھتے رہتے ہیں اور ان سے ہزاروں کی تعداد میں جراثیم وبائی بیماریوں کے نمودار ہونے کا سبب بنتے ہیں، ہزار ہا سالوں کے بعد اگر جراثیم کا اتصال تجربہ کی روشنی میں اجسام میں مختلف قسم کی بیماریوں کو جنم دیتا ہے تو ہرگز اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ارواح میں اپنے اثرات کو داخل کرنے والے جراثیم بھی ہیں چنانچہ کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ میں ان کا تذکرہ برابر موجود ہے اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے نظریات کا اثبات چودہ سو سال گزرنے کے بعد ہو رہا ہے آپ نے جو کچھ بتایا اس کی آپ ﷺ کو جانب وحی کی گئی اگر موجودہ دور میں مائیکروسکوپ آلہ معرض وجود میں نہ آ چکا ہوتا تو ان باتوں سے اسلام کے خلاف فتنہ برپا ہو جاتا اور لوگوں میں اسلام کی تعلیمات کے خلاف نفرت کا اظہار رونما ہوتا اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں روزانہ ایسے نظریات مطالعہ میں آ رہے ہیں جن کی روشنی میں اسلام کے اصولوں کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے۔

وَبَلَغْنَا اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا : دنیوی زندگی میں ہم باہم دگر قیامت کے وقوع سے پہلے فوائد حاصل کرتے رہے ہم کوتاہیوں کے معترف ہیں اے اللہ! ہمارے بارے میں جو فیصلہ آپ کرنا چاہیں کریں جب کہ تیری ذات عادلانہ فیصلہ کرنے والی ہے اس گفتگو سے ان کا مقصود یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دنیوی زندگی میں ان سے جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں ان پر تاسف کا اظہار کر رہے ہیں اور اس معاملہ کو اللہ پاک کی جانب سپرد کر رہے ہیں جو وسیع علم اور دانائی کے اوصاف کے ساتھ موصوف ہے۔

لیکن اس مقام میں ان کے قول کو بیان نہیں کیا ہے جن شیاطین کی تابعداری میں وہ سرمست رہے البتہ دیگر آیات مبارکہ میں دونوں فریقوں کے تذکرہ میں وضاحت ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (العنکبوت:۲۵) ''پھر قیامت کے دن تم میں کچھ لوگ دوسروں کو کافر قرار دیں گے اور ان پر لعنت کریں گے'' پیروکاروں اور ان کے متبوعین کا تذکرہ سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ کس طرح وہ ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کریں گے اور کف افسوس ملیں گے۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ : اللہ تعالیٰ ان کی تردید کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں، تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے البتہ جب اللہ چاہے گا، ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ کی مشیت کے تابع ہے اس کی مشیت میں ہرگز کسی کو دخل دینے کی اجازت نہیں۔(المراغی ج۳ص۲۰۲)

امام احمد بن منیر اسکندریؒ تفسیر کشاف کے حواشی میں رقم طراز ہیں، کفار کا عذاب میں ہمیشہ مبتلا رہنا قطعی ہے اس آیت مبارکہ اور سورۃ ھود کی آیت مبارکہ میں مشیت الٰہیہ کا استثناء نافرمان موحدین کے لئے ہے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے اہل سنت کا یہی مسلک ہے جب کہ علامہ زمخشری صاحب کشاف نے اس کی مخالفت کی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ : اس حقیقت سے مفر نہیں کہ اللہ مشیت کے وصف کے ساتھ موصوف ہونے کے لحاظ سے جس شخص کے بارے میں اس کی مشیت جو فیصلہ کرے وہ درست ہے لیکن اللہ کی مشیت کا تصور اللہ کے وصف علم اور حکمت کے تابع ہے اس کے فیصلے چونکہ علم اور حکمت کی بنیاد پر ہوں گے تو اللہ اس انسان کا یقیناً جنت میں داخلہ فرمائے گا جس کے بارے میں اس کے علم کا تقاضا ہے کہ اس سے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ ہوا وہ نہایت بے بسی کے عالم میں ہوا اس پر اضطراری کیفیت طاری تھی۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِينَ بَعْضًا : صحیح اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں کو اپنا دوست بناتا ہے جن کے اعمال میں اللہ کی رضا موجود ہے تو اللہ کی دوستی کے ساتھ ساتھ سبھی ایماندار اس کے دوست ہو جاتے ہیں خواہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں جب کہ سبھی کفار ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں جہاں کہیں وہ بود و باش رکھتے ہوں لیکن ظلم کرنے والوں پر ہم ان سے زیادہ قوت والے ظالموں کو متعین کر دیتے ہیں گویا کہ ہم اسی طرح ظالموں سے انتقام لیتے ہیں اور انہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں عربی کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَمَا مِنْ يَدٍ إِلَّا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَهَا

وَلَا ظَالِمٍ إِلَّا سَيُبْلٰى بِظَالِمِ

”ہر سرکش شخص پر اللہ کا غلبہ ہوتا ہے جبکہ ہر ظالم کو اس سے بڑے ظالم کے سپرد کر دیا جاتا ہے“ یعنی لوگوں کے ظلم پر ان سے بدلہ لینے کی صورت میں ہم ان پر ان سے زیادہ سرکش لوگوں کو مسلط کر دیتے ہیں جو ان سے انکے ظلم کا انتقام لیتے ہیں اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں، مقصود یہ ہے کہ جب معاشرہ میں فسق و فجور کا غلبہ ہوتا ہے تو ان پر ان جیسے بدکردار لوگوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِي وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ: اے انسانوں اور جنوں کے گروہو! کیا تمہارے پاس تمہاری (جنس) سے پیغمبر نہیں آئے؟ جو تم پر میری آیات کو پڑھا کرتے تھے اور تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہے انہوں نے کہا ہم خود اپنے پر اس کا اعتراف کرتے ہیں اور انہیں دنیوی زندگی نے دھوکے میں مبتلا کیا اور انہوں نے اپنے آپ پر گواہی دی کہ وہ کافر تھے۔ یہ (پیغمبروں کا بھیجنا) اس وجہ سے ہے کہ تیرا پروردگار ہرگز شہروں کو ظلم کے ساتھ تباہ و برباد کرنے والا نہیں ہے اس حال میں کہ ان میں رہائش رکھنے والے غافل ہوں۔ اور ہر ایک شخص کے مراتب ہیں ان اعمال کے سبب جو انہوں نے کیئے اور تیرا پروردگار ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْجِنُّ مادہ (ج ن ن) ہے اس کے تمام مشتقات میں نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ رہنے کے معنی پائے جاتے ہیں، جَنَّ پاگل ہو گیا، جنون نے اس کی عقل کو ڈھانپ لیا، جَنَانٌ دل، گوشت کا وہ ٹکڑا جو پسلیوں کے پردوں میں پنہاں ہوتا ہے، جَنِيْنٌ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو، جُنَّةٌ ڈھال، جَنَّةٌ وہ باغ جو عام نظروں سے پوشیدہ ہو، جِنٌّ ایک ایسی مخلوق ہے جو انسانی نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ کتب مقدسہ، قرآن اور حدیث اس بات کا بصراحت اظہار کرتے ہیں کہ جنات کا انسانوں سے الگ اپنا وجود ہے یہ نیک و بد اور مومن و غیر مومن دو خانوں میں انقسام پذیر ہیں، قرآن پاک میں اس مخلوق کا تذکرہ قریباً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیس مقامات پر آیا ہے، قرآن حکیم میں ہے کہ ہم نے جنوں کو گرم آگ سے پیدا کیا یعنی ان کی فطرت ناری ہے۔

يَمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ : اے جماعت جن وانس! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے؟ گویا جنات بھی انسانوں کی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کو جاننے اور ماننے کے مکلّف ہیں اور جن وانس کو اللہ تعالیٰ نے ثقلین کہہ کر پکارا ہے، ارشاد باری ہے:﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلٰنِ﴾ (الرحمٰن:٣١) ''سو ہم عنقریب اے جن وانس تمہارے لئے فارغ ہوئے جاتے ہیں''

(لسان القرآن ص ٣٧٨)

تناسب: ان آیات سے پہلی آیت میں ظالموں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے ذکر سے ذہن میں یہ سوال ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جب ظلم کرنے والے لوگ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو ان کی کیفیت کس طرح ہوگی؟ اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ ان سے پیغمبروں کی دعوت کے بارے میں دریافت کیا جائے گا جب ان پر دلیل قائم ہو جائے گی جنہوں نے دعوت کو قبول نہ کیا ہوگا انہیں دعوت کی مخالفت کے نتیجہ میں عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔

تشریح: اگرچہ کلام کے ظاہر منطوق کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں فریقوں کی جانب الگ الگ پیغمبر بھیجے گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام پیغمبر انسانوں سے ہی بھیجے گئے، خیال رہے جن ایسی مخلوق ہے جو پوشیدہ ہے، کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے یہ حقیقت نمایاں ہورہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ان کی جانب بھی بھیجا گیا تھا، جن جنوں نے قرآن پاک کو سنا ان کی حکایت بیان کرتے ہوئے ان کے قول کو قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے قرآن سنتے ہی اس جملہ کو دہرایا کہ ہم نے ایسی کتاب کو سنا ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اتارا گیا ہے معلوم ہوا آپ ان کی جانب بھی بھیجے گئے تھے جب کہ جن جنوں نے اللہ کے کلام کو سنا انہوں نے اپنی قوم تک اسے پہنچایا، ارشاد ربانی ہے:﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ﴾ (الاحقاف:٢٩) ''اور جب ہم نے آپ کی جانب جنوں کے ایک گروہ کو پھیرا، انہوں نے قرآن سنا، وہاں پہنچتے ہی انہوں نے خاموشی کا حکم دیا جب قرآن پاک کی تلاوت کا اختتام ہوا تو جن اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے وہ اپنی قوم کو ڈراتے رہے''

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِي وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا : پیغمبروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آیات مبارکہ تلاوت کر کے انہیں بتائیں کہ ایمان کے اصول کیا ہیں اور آداب وفضائل سے آگاہ کریں اور احکام شرعیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں جن پر عمل پیرا ہونے سے تقویٰ پرہیز گاری کے زیور سے انسانیت کے خدوخال میں حسن و جمال آشکارا ہوتا ہے اور اخلاق حسنہ سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے، بالخصوص جزا، سزا کے دن کی ہولناکیوں سے آگاہ کرتے ہیں دنیوی زندگی کا محاسبہ ہوگا اور اس دن کے محاسبہ سے پہلے دنیوی زندگی میں ہی اپنا محاسبہ کریں تاکہ اخروی زندگی کی سعادتوں اور لازوال نعمتوں سے سکون واطمینان کی دولت نصیب ہو لیکن جن لوگوں نے ان کی باتوں کو سن کر اپنی دنیوی زندگی کو ان کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق بسر نہ کیا اللہ کی الوہیت کا انکار کیا اور آیات الٰہیہ پر نہ صرف یہ کہ عملاً گامزن نہ ہوئے بلکہ تکبر اور رعونت کی کیفیت کے ساتھ ان انکار کیا تو جب میدان حشر میں ان سے استفسار کیا جائے گا تو وہ اعتراف کریں گے کہ اللہ پاک کے پیغمبروں نے ہمیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا لیکن ہم نے ان کی کسی بات پر توجہ نہ دی ہم نے کفر کیا اور ان کی باتوں کو جن کو ہم نے ان سے سنا یا ان علماء سے سنا جو ان سے نقل کر کے دوسرے لوگوں تک پہنچاتے رہے، بہر حال حشر کے میدان میں ایک کیفیت تو یہ ہے کہ وہ اپنے کفر کا اقرار کریں گے جب کہ دوسرے مقام میں ہے کہ ان کی زبانیں گنگ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گی وہ کلام نہ کرسکیں گے بلکہ معذرت پیش کرنے کی بھی ان میں استطاعت نہ ہوگی تیسرے مقام میں وہ اپنے کفر کا انکار کریں گے بلکہ اپنی غلطیوں کا بھی انکار کریں گے جس آیت کی تفسیر کی جارہی ہے اسی آیت کے مفہوم کے مطابق ارشاد باری ملاحظہ فرمائیں: ﴿قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَ نَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَانَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الملک:۹) ''اور وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والے آئے ہم نے انہیں جھٹلایا اور ہم نے کہا اللہ نے کچھ بھی نہیں اتارا ہے''

وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ : حقیقت یہ ہے کہ دنیوی زندگی کی زینت و آرائش، شہوت نفسانی، مال واولاد نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا اور عوام پر حکومت واقتدار اور جاہ وجلال کے نشہ نے انہیں پیغمبروں کے انکار پر برانگیختہ کیا اور ان کے پیروکار ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہے ان کی تقلید میں منہمک رہے، قیامت کے دن جب ان کے کفر پر دلائل قائم ہو جائیں گے تو وہ اپنے بارے میں گواہی دیں گے کہ فی الحقیقت انہوں نے دنیوی زندگی میں پیغمبروں کو جھٹلایا اور ان کے احکام کا انکار کیا لیکن اس وقت ان کا خود کو کافر قرار دینا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ : اللہ پاک کسی قوم کو ان کی غفلت میں تباہ و برباد نہیں کرتے یعنی پہلے ان کی جانب انہیں ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے بھیجتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (الاسراء:۱۵) ''اور ہم عذاب میں مبتلا نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجتے ہیں''

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا : جو لوگ بھی اللہ کی اطاعت کرتے ہے یا نافرمانی کرتے ہے ان کے مراتب ہیں اللہ پاک ان کو ان کے مراتب پر فائز فرمائے گا اطاعت کرنے والوں کو ثواب واکرام سے نوازا جائے گا اور نافرمانی کرنے والوں کو ان کی بداعمالیوں کے باعث انہیں عذاب سے ہمکنار کیا جائے گا۔

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ : اللہ پاک کو ہر شخص کے عمل کا علم ہے، ان کے اعمال کو شمار کیا جارہا ہے، برائی کا بدلہ اس کے برابر سزا سے ہوگا اور نیکیوں کے ثواب کو دوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کیا جائے گا۔

اس آیت میں اس حقیقت کو نمایاں کرنا مقصود ہے کہ سعادت اور شقاوت کا دارومدار انسان کے اعمال اور اس کی مشیت پر ہے اگر انسان چاہے تو انبیاء کرام، صدیقین، شہدا اور صالحین کے طرز پر زندگی بسر کرے تو اس کا شمار ان لوگوں میں سے ہوگا جنہوں نے احکام الٰہیہ کو سنا اور بخوشی ان پر رواں دواں رہے ایسے لوگوں کو اللہ پاک بہترین عطیات سے نوازے گا، البتہ جن لوگوں نے جادہ مستقیم پر رواں دواں رہنے سے منہ پھیرا، احکام الٰہیہ کو پس پشت ڈال دیا گمراہی کا راستہ اختیار کرلیا تو ایسے لوگوں کا شمار ان بدنصیب لوگوں میں ہوگا جنہیں قیامت کے دن ان جیسے گمراہ لوگوں کیساتھ دوزخ میں گرایا جائے گا جہاں ابلیس کے لشکروں کو اوندھے منہ گرایا جائے گا۔

وَرَبُّكَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا یَشَآءُ كَمَا اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور آپ کا پروردگار بے پرواہ، رحمت والا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد تمہارا جانشین مقرر کرے جس کو چاہے جیسا کہ اس نے تم کو دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا فرمایا۔ بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاچکا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ کہہ دو! اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو بلاشبہ میں بھی عمل کرنے والا ہوں پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس شخص کا آخرت میں انجام پسندیدہ ہے، بے شک ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوں گے۔

لغوی تحقیق: اَلدَّارُ مادہ (دور) ہے، دَارَ گھوما، اَلدَّوَائِرُ حوادثات زمانہ، دَیَّارٌ گھر کا مکین، اَلدَّارَۃُ محیط، جو کسی چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہو، حلقہ، اس مقام میں دار سے مقصود دنیا ہے۔ (لسان القرآن ص ۷۸۸)

مَکَانَتِہٖ جس حالت پر وہ ہیں، عاقبت سے بہتر نتیجہ ہے اس لئے کہ برے نتیجہ کا کچھ اعتبار نہیں، یعنی وہ لَاشَیْءٌ ہے اس لئے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی کھیتی بتایا ہے اور جزا، سزا کے دن کا پُل ہے جس سے گزر کر وہاں جانا ہے مقصود اچھے اعمال ہیں ظاہر ہے کہ اچھے اعمال کا نتیجہ بھی اچھا ہوگا۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۰۸)

بلاغت: مَا یَشَآءُ میں مَا کو مَنْ پر ترجیح دی گئی ہے جب کہ مَا کا استعمال غیر ذوی العُقُول پر ہوتا ہے جب کہ انسان تو سبھی ذوی العُقُول ہیں، سبب یہ ہے کہ اللہ پاک کے وصف کمال میں کبریائی کا اظہار ہے کہ اس نے انسانوں کو عقل مندی کے مقام سے گرادیا ہے۔

(اعراب القرآن ج ۷۔۸ ص ۲۹۰)

تناسب: ان آیات مبارکہ سے پہلی آیات میں مکلفین پر اللہ کی حجت کو ثابت کرنا مقصود تھا کہ انہیں اللہ کی دعوت پہنچی لیکن انہوں نے اس کو تسلیم نہ کیا، مزید برآں وہ لوگ جنہوں نے دعوت کو تسلیم نہ کیا وہ قیامت کے دن اپنے انکار کا اعتراف گواہی کی صورت میں دیں گے جب کہ اللہ پاک کی سنت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دنیا میں ان لوگوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں جو خود پر ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر ظلم نہیں کرتا ہے لیکن اس مقام میں آخرت کی وعید کا ذکر ہے کہ وعید ان کے اعمال کا نتیجہ ہے اللہ پاک ہرگز کسی پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہے نہ اللہ پاک کو ظلم کرنے کی ضرورت ہے اللہ کی ذات تو دونوں جہانوں سے بے پرواہ ہے البتہ اللہ پاک کے عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مقربین کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے اور کفار کی ہلاکت اللہ پاک کے عدل کے باعث ہے۔

تشریح: اے محمد ﷺ! آپ کا پروردگار اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے وہ ذات ایسی پاک ذات ہے کہ اسے ان کی عبادت کی بھی ضرورت نہیں، اسی طرح لوگوں کا ایمان بھی اللہ کو کچھ فائدہ عطا نہیں کر سکتا اور ان کا کفر اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اللہ کا وصف غنا ان پر رحم کرنے سے روک نہیں سکتا حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر اللہ کے کلام میں وصف غنا اور رحمت کو اکٹھا کر دیا ہے وصف غنا کا تقاضا ہے کہ اس کی ذات میں ہرگز کسی کا احتیاج نہیں ہے جب کہ اس کے ماسوئی اس کی تمام مخلوق اپنے وجود اور بقا میں اس کی محتاج ہے بلکہ ان اسباب کی بھی محتاج ہے جن پر اس کے وجود کے بقا کا انحصار ہے لیکن مخلوق میں اگر کسی شخص پر غنا کا اطلاق ہوتا ہے تو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کے پاس اسباب فراوانی کے ساتھ موجود ہیں جب کہ وہ شخص بھی معاشرہ میں بیوی، خدام، طبیب وغیرہ کا محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا تو وہ بہر حال محتاج ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾ (فاطر:۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو جب کہ اللہ کی ذات بے پرواہ تعریف والی ہے''

مقصود یہ ہے کہ اللہ ہی کی ذات ہر چیز سے مستغنی ہے ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے کہ اللہ کا وجود تھا اور کسی کا وجود نہ تھا اب بھی اللہ تعالیٰ حسب سابق بے پرواہ ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تمام کائنات وجود کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے حدیث قدسی ہے، ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے پروردگار سے بیان کرتے ہیں اللہ پاک فرماتے ہیں، اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے لئے بھی ظلم کرنا ناجائز قرار دیا ہے پس تمہیں ظلم سے باز رہنا ہوگا، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کو میں ہدایت کروں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تو میں تمہیں ہدایت سے نوازوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو البتہ جس کے لئے میں کھانا مہیا کروں پس تم نے مجھ سے کھانا طلب کرنا ہے میں تمہیں کھانا عطا کروں گا، اے میرے بندوں! تم بھی ننگے ہو تمہارے بدن پر لباس نہیں ہے البتہ جس کو میں لباس عطا کروں پس تم مجھ سے لباس کا سوال کرو میں تمہیں لباس عطا کروں گا، اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے رہتے ہو جب کہ میں سبھی گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا، اے میرے بندو! تم مجھے تکلیف نہیں پہنچا سکتے ہو اور نہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے، سب سے آخر والے، تمہارے انسان اور جن وہ کسی ایک پرہیزگار شخص کے دل کی کیفیت والے ہو جائیں تو وہ میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! تمہارے پہلے، پچھلے، انسان اور جن نہایت برے شخص کا روپ دھار لیں تو اس سے میری بادشاہت میں ہرگز کچھ کمی نہیں آ سکتی، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان اور جن کسی چٹیل میدان میں جمع ہو جائیں وہ مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کے سوال کو پورا کر دوں تو اس سے میرے خزانے میں کچھ کمی نہیں آئے گی البتہ اس قدر جب کہ کوئی شخص سوئی کو سمندر میں ڈالے تو جس قدر سمندر سے پانی سوئی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے صرف اتنی کمی آ سکتی ہے (بطور تمثیل کے فرمایا کہ سمندر کے پانی میں ہرگز کچھ کمی نہیں آئے گی) اے میرے بندو! تمہارے اعمال کو میں شمار کر رہا ہوں بعد ازاں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ عطا کروں گا۔ (المنارج ۸ص ۱۱۴، صحیح مسلم کتاب البرج ۸ص ۱۶ باب ۱۶)

جب کہ اللہ کا وصف رحمت عقل کے لحاظ سے بلکہ اللہ کے عطا کے لحاظ سے واضح ہے ہر مخلوق میں اللہ کی رحمت کے آثار نمایاں ہیں اللہ پاک نے رحمت کے یک صد اجزاء بنائے ہیں رحمت کے ننانوے اجزاء اللہ کے ہاں ہیں جب کہ رحمت کا صرف ایک حصہ اس کی مخلوق میں تقسیم کیا گیا ہے اس کے نتیجہ میں انسان، حیوانات ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ (المنارج ۸ص ۱۱۵)

اللہ کی ذات مخلوق سے بے پرواہ ہے اللہ کو ان کی ضرورت نہیں ہے جبکہ تمام مخلوق اس کے فضل و رحمت کی محتاج ہے اس کی رحمت تمام مخلوق کو حاوی ہے پس وہ لوگ جو بتوں کو اپنے پروردگار کے مساوی قرار دے رہے ہیں اللہ کو ان کی تباہی و بربادی پر قدرت حاصل ہے ان کی جگہ پر اور لوگوں کو لے آئے جو اطاعت الٰہیہ میں ان سے آگے ہوں اور اللہ کے احکامات کو تسلیم کرنے پر تیار ہوں۔

كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ : جیسے قوم عاد اور ثمود کو اس نے تباہ و برباد کیا جب کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کی مخالفت کی ان کو اپنا دشمن سمجھا، چنانچہ اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا فرمایا جن لوگوں نے آخر الزمان پیغمبر کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا انہیں تباہ و برباد کیا حالانکہ وہ لوگ درحقیقت آپ ﷺ کی صداقت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی جگہ پر ایسے لوگوں کو وہاں آباد کیا جن کا کفر جہالت یا تقلید کی بنا پر تھا، زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں نے آفاقی بلکہ انسان کی تخلیق پر غور کیا تو ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایمان میں نکھار رونما ہوا، ان کا اسلام روز بروز پختہ ہوتا چلا گیا ان سے مقصود مہاجرین انصار صحابہ کرام اور ان کی اولاد ہے، یقیناً یہ عظمت والے لوگ اللہ کی رحمت کا نشان ثابت ہوئے ان کے دشمنوں نے بھی ان کی صداقت و عدالت کی گواہی دی چنانچہ انگریز مؤرخین نے انہیں عظیم، رحمدل اور فاتح قرار دیا ہے۔(المراغی ج۳ص ۲۰۸)

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ : بلاشبہ تم سے قیامت کے بارے میں جو وعدہ کیا جا چکا ہے وہ دن آنے والا ہے اس دن محاسبہ ہوگا کوئی بھاگ نہ سکے گا ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا اگر اس نے اچھے کام کئے ہیں تو بدلہ اچھا ہوگا، اگر برے کام کئے تو بدلہ برا ہوگا، اللہ پاک اس پر قادر ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ : اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ قریش مکہ کفار سے کہیں کہ تم اپنی حالت پر برقرار رہو یعنی کفر وشرک پر اصرار کرتے رہو جب کہ میں اپنی کیفیت پر ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جنت کے حقدار تم ہو یا میں ہوں، جبکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ ظالم لوگ دوزخ سے نجات نہیں پائیں گے اور تمہارا ظالم ہونا ظاہر ہے جب کہ تم نے اللہ کی ذات کا انکار کیا، مزید برآں اللہ کی ذات کے ساتھ شریک بنایا، چنانچہ اللہ پاک نے اس وعدہ کو پورا فرمایا رسول اکرم ﷺ کو حکومت سے نوازا، فتح مکہ کے بعد مخالفین کو ذلیل کیا مکمل جزیرۃ العرب پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرانے لگا بلکہ یمن، بحرین کا علاقہ اسلامی حکومت کے زیر نگیں آ گیا آپ کی وفات کے بعد خلفاء کے عہد حکومت میں بعض دوسرے شہروں پر فتح کے جھنڈے لہرانے لگے، ارشاد ربانی ہے:﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (المجادلہ:۲۱)''اللہ نے لازم فرمایا ہے مجھے اور میرے بھیجے گئے پیغمبروں کو غلبہ حاصل ہوگا جب کہ اللہ کی ذات قوت والی ہے اور اس کو کائنات پر غلبہ حاصل ہے''

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ : بلاشبہ جو لوگ انعامات الٰہیہ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے ناشکری کرتے ہیں اور الوہیت میں اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں ان سے تقرب حاصل کرتے ہیں جب کہ ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ ایک اللہ سے رابطہ رکھتے اس لئے کہ تمام اسباب کا خالق بھی اللہ ہے اور اسی سے اپنی ضرورتوں کا مطالبہ کرتے لیکن انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود پر ظلم کیا بلکہ لوگوں پر بھی ظلم کیا جس کی قباحت اپنے پر ظلم کرنے سے کہیں زیادہ ہے ان اوصاف خبیثہ کے ساتھ موصوف لوگ دنیوی، اخروی سعادتوں سے ہم کنار نہیں ہوں گے جب کہ دونوں جہانوں کی عظمتوں اور سعادتوں سے صرف وہ خوش نصیب لوگ ہمکنار ہوں گے جو حق وصداقت کے ساتھ موصوف ہوں گے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں ان بہترین اوصاف کے ساتھ موصوف لوگ اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے بعد وہ ایماندار لوگ ہیں جو ان کی پیروی سے سرمو انحراف نہیں کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں اللہ پاک نے آخر الزمان پیغمبر ﷺ کو اس کی قوم کے اکابر مجرموں پر غلبہ عطا کیا جو آپ کو حقیر گردانتے ہوئے آپ کو استہزاء کا نشانہ بناتے تھے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ پاک نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو روم اور فارس ملک کے لوگوں پر غلبہ عطا کیا کامیابی و کامرانی کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ مشرق ومغرب میں آباد اسلام کے دشمنوں کو شکست سے دوچار کیا لیکن جب مسلمانوں نے اسلام کی تعلیمات کا کچھ خیال نہ کیا تو ان کا امتیازی وصف کامیابی و کامرانی ختم ہو کر رہ گیا، پھر ایسا وقت بھی آیا جب برائے نام اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ ان مسلمانوں کو کامیاب فرماتا ہے جو اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اور حق وصداقت کا علَم لے کر میدان کارزار میں کودتے ہیں جب کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالموں کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ٥ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ﴾ (ابراہیم:۱۳) ''پس ان کے پروردگار نے انہیں مطلع کیا کہ ہم ظالموں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور ان کے بعد تمہیں ان کی جگہ پر آباد کریں گے''

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَکَآئِنَا ۚ فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ ۚ وَ مَا کَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ کَذٰلِکَ زَیَّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَکَآؤُهُمْ لِیُرْدُوْهُمْ وَلِیَلْبِسُوْا عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ٭ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُکُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَکَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ ۧ

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کے لئے ان چیزوں سے جس کو زراعت (کی جنس سے) اس نے پیدا کیا اور چار پایوں سے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے انہوں نے کہا ان کے خیال میں یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ حصہ ہمارے مقرر کردہ شرکاء کا ہے پس جو حصہ ان کے شرکاء کا ہے وہ اللہ کی جانب نہیں پہنچ سکتا اور جو حصہ اللہ کا ہے وہ ان کے شرکاء کی جانب پہنچ سکتا ہے، ان کا فیصلہ کتنا برا ہے۔ اور اسی طرح ان کے شرکاء نے ان کی اولاد کو قتل کرنے کا مشرکوں سے کثیر تعداد نے خوبصورت بنا دیا ہے تا کہ انہیں ہلاک کر ڈالیں اور تا کہ ان پر ان کے دین کو خلط ملط کریں اور اگر اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے پس آپ ان کو ان کی افتراء پردازیوں کے ساتھ چھوڑ دیں۔ اور انہوں نے کہا یہ چار پائے اور کھیتی ممنوع ہے اس کو نہیں کھا سکتے ہیں مگر وہ لوگ جن کو ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق اور دوسرے چار پایوں کی بار برداری اور سواری ان پر حرام ہے اور دوسرے چار پائے جن پر (ذبح کے وقت) وہ اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے (اللہ) ان کو ان کے افتراء پر بدلہ دے گا۔ اور انہوں نے کہا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہے تو اس میں سبھی شریک ہیں ان کی اس وضاحت پر اللہ ان کو بدلہ دے گا بلا شبہ اللہ حکمت والا جاننے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ نقصان میں ہیں جنہوں نے اپنے بیٹوں کو حماقت کے ساتھ علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودانش کے بغیر قتل کیا اور انہوں نے اس چیز کو حرام قرار دیا جو اللہ نے ان کو رزق عطا کیا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے یقیناً وہ گمراہ ہو گئے ہدایت یافتہ نہ ہوئے۔

لغوی تحقیق: جَعَلَ کرنے، بنانے، پیدا کرنے وغیرہ تمام افعال کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے، سیاق وسباق سے دیکھنا چاہیے کہ زیر بحث آیت میں کن معنوں میں استعمال ہوا ہے، علامہ راغب نے اس کے پانچ استعمال بتائے ہیں۔☆ طَفِقَ اور صَارَ کے معنوں میں جیسے جَعَلَ زَيْدٌ يَقُولُ ''زید نے کہنا شروع کیا، زید کہنے لگا'' ☆ ایجاد اور بنانے کے معنوں میں جیسے وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ''اور تاریکیوں اور روشنی کو بنایا'' ☆ کسی شے کو کسی شے میں سے تیار کرنا یا بنانا جیسے ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا﴾ (النحل:۸۱)''اور تمہارے لئے پہاڑوں میں سے پناہ گاہیں بنائیں'' ☆ تصییر کسی شے کو کسی خاص حالت یا شکل میں پیدا کرنا جیسے ﴿اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا﴾ (البقرۃ:۲۲)''وہی پروردگار ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا یعنی فرش کی صورت میں پیدا کیا'' ☆ ٹھہرانا یا مقرر کرنا جیسے ﴿وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (القصص:۷)''اور انہیں پیغمبر ٹھہرا دیں گے'' اَلْجَعَالَةُ کام کا معاوضہ، اَلْجُعَلُ گبریلا، سیاہ بھونرا، جمع جُعْلَان۔ (لسان القرآن ص ۳۵۳، مفردات امام راغب ج ا ص ۱۸۱)

تناسب: مشرکین مکہ، دیگر عرب کے مشرکین کے ساتھ دین اسلام کے اصولوں کے بارے میں تنازعات کے بعد مشرکین کی بعض ان مشرکانہ عبادات کا ذکر ہو رہا ہے جن کا تعلق کھیتی اور چار پایوں نیز اولاد کے قتل کرنے اور نفسانی خواہشات کے تقاضوں کے ساتھ ہے دیگر خرافات کے بعد ان کی عملی گمراہیوں کو واشگاف کیا ہے۔ (المنارج ۸ ص ۱۲۲)

تشریح: دور جاہلیت میں مشرکین کھیتوں اور چار پایوں میں سے کچھ حصہ اللہ کے لئے جب کہ کچھ حصہ اپنے بتوں کے لئے متعین کر دیتے تھے جب وہ محسوس کرتے کہ اللہ کے نام کا حصہ زیادہ بنتا ہے تو اسے اپنے معبودوں کے حصہ میں داخل کر دیتے تھے لیکن جب ان کے معبودوں کا حصہ بڑھ جاتا تو اسے بتوں کے لئے ہی متعین کر دیتے تھے اس لئے کہ اللہ کی ذات تو مستغنی ہے تو کیوں نہ اسے بتوں کے حصہ میں ڈال دیا جائے جب کہ ان کے دل میں اصل محبت تو بتوں کے ساتھ تھی حالانکہ درحقیقت اللہ پاک کی ذات اس لائق ہے کہ زیادہ حصہ اس میں شامل کیا جائے ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے ہی اسے پیدا کیا ہے اور اسے بڑھایا، زائد حصہ کو ہرگز بتوں کے حصہ میں شامل نہ کیا جائے اس لئے کہ ان میں نہ پیدا کرنے کی قوت ہے، نہ اس کو بڑھانے کی صلاحیت ہے جب کہ غیر منصفانہ تقسیم ان کی اپنی بنائی ہوئی تھی اللہ پاک نے انہیں اس قسم کی تقسیم کا حکم نہیں دیا، ظاہر ہے کہ یہ تقسیم شرک ہے کہ تقرب کے حصول میں انہوں نے اللہ کے ساتھ بتوں کو بھی اللہ کا شریک بنایا۔

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ : شرکاء کا حصہ کہ بتوں کی خوشنودی کیلئے وہاں جانوروں کا ذبح کرنا اور بتوں کا تحفظ اور ان کی خدمت کرنے والوں کا روزینہ ہرگز مہمانوں اور مساکین پر خرچ نہیں کیا جاتا تھا جب کہ اللہ کا حصہ جو مہمانوں کی ضروریات کیلئے مختص ہوتا اور مساکین کو اس فنڈ سے اخراجات دیئے جاتے اس فنڈ کو بتوں کے فنڈ میں شامل کر لیتے تھے جب کہ ان کا یہ فیصلہ نہایت گھناؤنا ہے اس لئے کہ وہ بتوں کو اللہ کی ذات پر مقدم گردانتے اور ان کی عملی زندگی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بالکل برعکس تھی۔ (تفسیر کشاف ج ۲ ص ۶۸)

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ : اللہ پاک اور بتوں کے درمیان کھیتوں اور چار پایوں کی غیر منصفانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کی طرح مشرکین کے بتوں کے خدام نے اکثر و پیشتر مشرکین کے لئے مزین کر دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کریں تا کہ وہ فقر و فاقہ سے محفوظ رہیں چنانچہ اس کی جانب اللہ پاک نے اشارہ فرمایا ہے: ﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾ (الانعام:۱۵۱) ''اور تم اپنی اولاد کو بھوک کے سبب قتل نہ کرو تمہیں اور انہیں بھی ہم رزق عطا کرتے ہیں'' نیز معاشرہ میں عار اور ذلت سے تحفظ کے لئے ان کے قیدی بننے کے سبب بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا انہیں حکم دیا گیا۔

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ : منکرات کو خوبصورت شکل میں پیش کرنے سے تباہی و بربادی مقدر ہوتا ہے اور فطرت میں بگاڑ رونما ہوتا ہے دین اسلام کے ساتھ محبت کے تقاضے شدت اور بے راہ روی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں چنانچہ معاشرہ میں اتنا بگاڑ رونما ہوتا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دیتا ہے اور اپنی زندہ بیٹی کو زمین میں دفن کر دیتا ہے تا کہ معاشرہ کی فضیحت سے اسے بچاؤ حاصل ہو جائے، بالکل اسی طرح علماء سوء اپنی اطاعت کو ایسے مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں کہ تحلیل و تحریم میں اختیار دیا گیا ہے حالانکہ اس کا اختیار صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لئے خاص ہے ایسے علماء سوء کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ:۳۱) ''انہوں نے اپنے علماء اور صوفیا کو اللہ کے سوا رب بنایا''

چنانچہ علماء سوء کے رغبت دلانے پر شرک و بدعت کا بازار گرم ہے وہ عوام کو آگاہ کرتے ہیں کہ اگر تم نہایت خشوع ،خضوع کے ساتھ فلاں قبر کا قصد کرو گے وہاں اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے جانور ذبح کرو گے تو تمہاری پریشانی دور ہو گی، تمہارے کاروبار میں مزید برکت ہو گی اس کا نام وہ وسیلہ رکھتے ہیں، اس طرح وہ اپنے شرک پر پردہ پوشی کرتے ہیں جبکہ دین اسلام تو ایسا دین ہے جو ابراہیم علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کا دین ہے لیکن اس کی تعلیمات کو انہوں نے مسخ کر دیا اور شرک و بدعات کو داخل کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ : اگر اللہ چاہتا کہ تمام لوگوں کو اپنی عبادت پر ہی قائم رکھتا جیسا کہ فرشتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے ذرہ برابر اِدھر اُدھر نہیں ہوتے ہیں انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجا لاتے ہیں شیطان کا وسوسہ ان پر اثر انداز نہیں ہوتا لیکن اللہ نے انسانوں کے بارے میں چاہا کہ ان میں استعداد ہونی چاہیے جو افکار و آراء ان پر اثر انداز ہوں ان سے متاثر ہونے کی ان میں اہلیت رکھی گئی ہے ان میں خیر اور شر کی معرفت کی قوت ودیعت کر دی گئی ہے وہ جس کو چاہیں اسے ترجیح دیں، اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ ان کو اور ان کی شریعت کو جس میں عقائد کو بگاڑا جا چکا ہے چھوڑ دیں، آپ کا منصب یہ ہے کہ آپ کو جن باتوں کا حکم دیا جاتا ہے ان کو لوگوں تک پہنچائیں اللہ ان کے معاملات کا نگران ہے اللہ پاک کا اس کی مخلوق کے بارے میں ایک ضابطہ اور اصول ہے اس میں تبدیلی ممکن نہیں البتہ اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ بالآخر حق کو باطل پر غلبہ عطا کرتا ہے جب حق کے پھیلانے میں مساعی برابر جاری رہیں اور ناامیدی کا خیال بھی ذہن کی پلیٹ پر نمودار ہونے نہ پائے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ : ان کی مزید ایک اور فاسد رائے کو نمایاں کیا گیا ہے کہ انہوں نے گمراہی اور شرک کے سبب اپنے چارپایوں اور کھیتی کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:-

(۱)۔ چارپایوں اور زرعی آمدن سے ایک معقول حصہ کو معبودوں کی نذر کیا جائے ان میں سے ہرگز کچھ تصرف نہ کیا جائے وہ محض معبودوں کے لئے ہیں البتہ مرد اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں عورتوں کے لئے اجازت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)۔کچھ چار پویوں کو سواری سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا، نہ ان کی کمر پر بوجھ لادا جاتا، ان چار پایوں سے مقصود وہ جانور ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، ان کا نام بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام رکھا گیا ہے۔

(۳)۔وہ چار پائے جن پر ذبح کے وقت بِسمِ اللهِ کے کلمات نہیں کہے گئے ہیں انہیں صرف بتوں کی خوشنودی کیلئے ذبح کیا جاتا بلکہ حج کے سفر میں بھی ان پر سوار نہ ہوتے تھے۔

اِفْتِرَآءً عَلَيْهِ : انہوں نے اس تقسیم کو دین اسلام کا ایک حکم قرار دیا ہوا تھا اس کی نسبت اللہ کی جانب کرتے تھے حالانکہ اللہ نے حکم نہیں دیا وہ اللہ پر افتراٗ باندھتے ہیں اللہ کی ذات اس سے بری ہے اللہ نے اس کو مشروع قرار نہیں دیا تو اللہ کے سوا کیلئے کس کو اجازت ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر بندوں پر کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے مستقبل میں اللہ ان کو اس گناہ پر سزا دے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

وَقَالُوْا مَا فِىْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا : اس آیت میں (الانعام) سے مقصود بحیرہ جانور ہیں جن کے کانوں کو چیرا گیا اور سائبہ جانور ہیں جن کو بتوں کے نام چھوڑ رکھا ہے کوئی شخص انہیں کچھ نہیں کہتا، مزید برآں وہ لوگ ان جانوروں کا دودھ مردوں کیلئے حلال قرار دیتے اور عورتوں کیلئے حرام قرار دیتے اور جب مادہ اونٹنی نر اونٹ کو جنم دیتی تو اس کو مردوں کیلئے خاص کر دیتے عورتوں کیلئے اس کے کھانے کو ممنوع قرار دیتے اور اگر پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہ ہوتا تو اس میں مرد عورتیں دونوں شریک ہوتے اور جب مادہ پیدا ہوتا تو اس کو مزید نسل بڑھانے کیلئے چھوڑ دیتے تھے۔

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ : اللہ ان کے جھوٹ کا ان کو بدلہ دے گا کہ انہوں نے اللہ کی عبادت میں اس کے شریک بنائے ہیں۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ : اللہ پاک نے مشرکین عرب کے دو زبردست غلط کاموں پر عیب لگایا ہے ایک غلط کام یہ ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور دفن کیا یہ لوگ زبردست خسارہ میں ہیں اس لئے کہ اولاد کا قتل ہر قسم کے نقصان کو مستلزم ہے عزت، غلبہ، مسرت، صلہ رحمی اور شفقت وغیرہ بہترین اوصاف کا خاتمہ ہے، ان کی بجائے قساوت قلبی، مزاج کی درشتی دنیوی زندگی میں عیش و آرام کا فقدان اور آخرت میں عذاب الٰہی کی گرفت، طیبات کا حرام گردانا، اللہ کی ذات کے بارے میں افتراٗ پردازی اور راہ صواب سے دوری ہے، نفسیاتی طور پر یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ لڑکے کا ملنا اللہ کی نعمت ہے اگر باپ اس کو قتل کر دیتا ہے تو اس نے اللہ کی نعمت کو ختم کر کے ناشکری کا ارتکاب کیا لوگ برملا اس کو مجرم قرار دیں گے اور کہیں گے کہ والد نے اپنے بیٹے کو محض اس لئے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کرے گا جب کہ آخرت کا عذاب اس پر اس لحاظ سے زیادہ ہوگا کہ اس نے نہایت قرابت دار محبوب کو موت کی نیند سلا دیا اس جرم کے لوگوں کو ہرگز ہدایت میسر نہ آئے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب آپ اہل عرب کی جہالت کو معلوم کرنا چاہیں تو سورۃ الانعام کی ۱۳۱ آیات کے بعد والی آیات کا مطالعہ کریں، یعنی ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ﴾ سے لے کر ﴿وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾ تک کا مطالعہ کریں، بلکہ دور جاہلیت کا یہ انداز کتنا گھناؤنا اور انسانیت کش ہے کہ وہ لوگ دور جاہلیت میں اپنے بیٹے کو بھوک و افلاس کے خطرہ کے پیش نظر موت کی نیند سلا دیتے اور بیٹی کو بھی زندہ درگور کر دیتے تھے کہ کہیں وہ دشمن کے ہاتھوں میں نہ چلی جائے اور ان کی قید میں نہ آ جائے لیکن وہ کتے کو برابر غذا ئیت پیش کرتے تھے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۱۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۹۰، فتح الباری ج ۸ ص ۲۸۸، صحیح بخاری کتاب المناقب باب ۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع

ترجمہ: اور اللہ ہی ہے جس نے ایسے باغات کو پیدا فرمایا جو سہاروں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جنہیں کسی سہارے کی ضرورت نہیں اور کھجور اور کھیتی کو جن کے پھل مختلف قسموں کے ہیں اور زیتون اور انار کو پیدا کیا جو باہم متشابہ ہیں اور وہ جو باہم متشابہ نہیں تم ان کے پھل تناول کرو جب پھل پختہ ہو جائے اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو اور تم اسراف نہ کرو بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور اس نے چار پایوں سے پیدا کئے ایسے چار پائے جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور وہ جانور جو فرش کا کام دیتے ہیں تم ان جانوروں کو کھاؤ جن کا اللہ نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اور تم شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو بلاشبہ شیطان تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ (اس نے) آٹھ اقسام (کو پیدا کیا) بھیڑ سے دو قسم، بکری سے دو قسم، آپ بتائیں کیا ان دونوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے یا دو مادہ کو یا جس پر دو مادہ کے رحم مشتمل ہیں مجھے علم کی روشنی میں بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اس نے اونٹ سے دو قسموں کو اور گائے سے دو قسموں کو آپ بتائیں کیا دونوں کو اس نے حرام قرار دیا ہے یا دو مادہ کو یا جس پر دو مادہ کے رحم مشتمل ہیں کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں اس کی وصیت کی پس اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے تاکہ لوگوں کو علم کے بغیر ہی گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو راہ ہدایت پر نہیں چلاتا۔

لغوی تحقیق: مَعْرُوْشَاتٍ مادہ (ع ر ش) ہے، عَرِیْشٌ چھپر کو کہتے ہیں جسے انگوروں کی بیل کیلئے بطور سہارا کے بنایا جاتا ہے، غَیْرَ مَعْرُوْشَاتٍ سے مقصود درخت ہیں، مُتَشَابِهًا سے مقصود یہ ہے کہ پتوں میں مشابہت ہے لیکن ذائقہ میں مشابہت نہیں ہے، حَمُوْلَةً جن اونٹوں پر بوجھ لادا جاتا ہے اور جو جانور بوجھ نہیں اٹھا سکتے ان کو فَرْشٌ کہا گیا ہے جیسے بھیڑ وغیرہ کی کھال بیٹھنے کیلئے فرش کے کام آتی ہے۔

(ایسر التفاسیر ج ا ص ۶۶۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: اس حقیقت کو بیان کیا جاچکا ہے کہ دین اسلام کے اصول وہ ہیں جن کو قرآن پاک نے واضح کیا ہے اور اہتمام کے ساتھ انہیں مکرر بیان کیا ہے جیسے توحید، نبوت، قیامت، تقدیر وغیرہ، اللہ پاک نے ان اصولوں کا مکرر ذکر فرمایا ہے اس کے ساتھ ساتھ دور جاہلیت کے فاسدانہ تخیلات کو بھی الم نشرح کیا ہے لوگوں کو ان کی پیروی سے سختی کے ساتھ روکا ہے، بعد ازاں پھر اللہ کی توحید کو واضح کیا ہے الوہیت اور ربوبیت کو اللہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے اس کے نتیجہ میں اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور شریعت وہی ہے جس کو اللہ نے واضح کیا ہے اللہ کے سوا ہرگز کوئی شارع نہیں ہے نہ اس کے سوا کسی کو تحلیل وتحریم کا حق دیا گیا ہے۔

تشریح: اے لوگو! تمہارا پروردگار ایسی ذات ہے جس نے باغات کو پیدا فرمایا جن کے درخت ایک دوسرے میں پھنسے ہوئے ہیں اور ایسے نباتات کو جن کی بیلوں نے زمین ڈھانپ رکھی ہے اس نے کھجور درخت اور زمین پر ایسی بیلیں بچھادی ہیں جن کے ذائقہ رنگ اور خوشبو میں تنوع ہے جب کہ منظر ایک جیسا ہے نیز اس نے چارپایوں کو پیدا فرمایا، معروشات سے مقصود انگور کی بیل وغیرہ ہے اور غیر معروشات سے مقصود وہ پھل دار پودے ہیں جو میدانی اور پہاڑی علاقوں میں پائے جاتے ہیں بالخصوص کھجور کا درخت بہت زیادہ فوائد کا حامل ہے اس کا پھل نیم پختہ اور پکا ہوا پھل بھی ہے بلکہ اس میں غذائیت کے حرارے بھی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ کھجور ایسا پھل ہے جس کو سٹور کیا جاتا ہے اور سفر میں باآسانی دستیاب ہوتی ہے اس کے استعمال کیلئے آگ کی ضرورت نہیں ہے اور گھٹلی چارپایوں کی خوراک کے کام آتی ہے اور کھجور کو پانی میں بھگو کر لذیذ مشروب تیار کیا جاتا ہے جب کہ اس کی شاخوں اور اس کے گودے میں بھی فوائد پائے جاتے ہیں بلکہ فوائد کے لحاظ سے انگور پر اس کو برتری حاصل ہے اگرچہ شکل ورنگ اور فوائد میں دونوں ملتے جلتے ہیں بالخصوص منقہ کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے اور زرع سے مقصود نباتاتی چیزیں ہیں بالخصوص اس سے گندم اور جو کی جنس مراد ہے۔

وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ: اللہ نے زیتون اور انار کو پیدا فرمایا جو منظر کے لحاظ سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن ذائقہ میں تفاوت کارفرما ہے جب یہ درخت بارآور ہو جائیں تو اگرچہ پھل کچا ہو پھر بھی وہ کھانے کے قابل ہوتا ہے اگرچہ پکا ہوا پھل زیادہ لذیذ اور زیادہ افادیت کا حامل ہوتا ہے ان سب مذکورہ پھلوں کو اللہ تعالیٰ نے مباح قرار دیا ہے، ان میں غذایت کے بھرپور حرارے موجود ہیں کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ ان میں سے کسی چیز کو حرام قرار دے اس لئے کہ حرمت وحلت کا مسئلہ اللہ پاک کی ذات کے قبضۂ قدرت میں ہے جو بندوں کا خالق ہے اور ان چیزوں کا بھی خالق ہے جن میں غذائیت پائی جاتی ہے جو شخص حلال چیز کو حرام قرار دیتا ہے اس نے خود کو اللہ کا شریک ٹھہرایا، یادرکھیں حرمت وحلت کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہے البتہ کسی رکاوٹ کے سبب کسی پھل کو استعمال نہ کرنا الگ بات ہے جیسے معالج کی ہدایت پر مریض شخص بعض حلال چیزوں کو تناول نہیں کرتا ہے۔

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ: مزروعات سے ان کا حق ان کی کٹائی کے وقت مستحق افراد کی جانب منتقل کرو، ان میں قرابت دار، یتیم، مسکین ہیں، مجاہد تابعی کا قول ہے، گندم وغیرہ کی کٹائی اور گہائی کے وقت مساکین وغیرہ پہنچ جائیں تو تطوعًا انہیں دیا جائے البتہ عشر کی ادائیگی تب ہوگی جب غلہ خس وخاشاک سے صاف ہو جائے اس کو تولا جائے حساب کیساتھ اس کا عشر نکالا جائے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے، ذہن نشین کریں کہ اس عطیہ سے مقصود نفلی صدقہ ہے اس لئے کہ سورۃ الانعام مکی ہے جبکہ زکوٰۃ کی فرضیت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ: اللہ تعالیٰ نے جو رزق تمہیں عطا کیا ہے اسے تناول کرو لیکن کھانے میں اسراف سے بچو یعنی حلال کو چھوڑ کر حرام چیز نہ کھاؤ یا طبعی طور پر اتنا زیادہ سیر ہو کر تناول نہ کرو کہ تم بیمار ہو جاؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا : بعض جانور ڈیل ڈول میں بڑے ہوتے ہیں ان کو بطور سواری کے استعمال کرو اور بعض جانور سواری کے قابل نہیں ہوتے تو ان کی کھال تمہارے لئے فرش کا کام دیتی ہے۔

وَلَاتَتَّبِعُوْاخُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ : جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا ان کو حرام قرار نہ دو اس لئے کہ تحلیل وتحریم کا تعلق اللہ پاک کی ذات کے ساتھ ہے یاد رکھو شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں قبیح بری بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے۔

ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ : پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ چار پائے کچھ ایسے ہیں جو بار برداری کے کام آتے ہیں جیسے اونٹ اور بیل ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کی کھال پر بیٹھا جاتا ہے وہ فرش کا کام دیتی ہے یہ چار قسم کے جانور نر ہوں یا مادہ، پس اللہ پاک نے بھیڑ سے نر، مادہ کو پیدا فرمایا اور بکری سے بھی نر، مادہ کو پیدا فرمایا ان چار کا شمار فرش سے ہوتا ہے۔

قُلْ ءٰالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ : اللہ پاک نے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا کہ آپ ان کو سرزنش کے انداز میں کہیں کیا اللہ نے ان دونوں اقسام سے دو نر یا دو مادہ کو حرام قرار دیا ہے یا دونوں اقسام کا مادہ کا رحم جس پر مشتمل ہے اس کو حرام قرار دیا ہے تم دلیل کی روشنی میں بتاؤ جو کتاب اللہ سے ہو یا کسی پیغمبر کا قول ہو اگر تم اس کی تحریم میں سچے ہو۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ : اسی طرح اس نے اونٹنی سے اونٹ اور اونٹنی کو پیدا فرمایا اور گائے سے بیل اور گائے کو پیدا فرمایا تو آپ ان سے استفسار کریں کیا اللہ نے دو نر یا دو مادہ کو حرام قرار دیا ہے یا ان دونوں اقسام سے دونوں مادہ کے رحم جس حمل پر مشتمل ہیں اس کو حرام قرار دیا ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ ان چار انعام میں سے اللہ نے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا ہے وہ حرمت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں ان کی تردید میں تفصیل مبالغہ کی حد تک ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا : کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے جو پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر سے منقول ہو؟ تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ کیا تم اپنے پروردگار کے ہاں موجود تھے جب اللہ نے تمہیں ان کی حرمت کی وصیت کی؟ ہرگز نہیں ایسا بالکل نہیں ہے تم اللہ پر افترا پردازی کر رہے ہو ایک دوسرے کی تقلید کر رہے ہو کہ اللہ نے ان کو ہم پر حرام کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تمہارا کسی پیغمبر پر ایمان نہیں ہے تو پھر تمہارے علم کی ایک ہی صورت ہے کہ تم براہ راست اللہ کی ذات کا مشاہدہ کرو اور اس سے حلال و حرام کے احکام معلوم کرو تو جب دلیل کی روشنی میں دونوں باتوں کی نفی ہوگئی، معلوم ہوا انہوں نے اللہ کی ذات پر افترا باندھا ہے تا کہ اس کے بندوں کو گمراہ کیا جائے یہ انسان کا بہت بڑا ظلم ہے تو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہتا ہے تا کہ لوگوں کو جہالت کی حالت میں گمراہ کرے گویا کہ تم بہت بڑے ظالم ہو البتہ انسانوں میں کچھ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہوں نے گہرے غور و فکر کے بعد کچھ فیصلے کئے ہیں ان کے وہ فیصلے لوگوں کی بھلائی اور بہبود کے پیش نظر تھے جیسا کہ قصی نامی انسان نے عرب دنیا کے لوگوں کیلئے نہایت عمدہ کام کا آغاز کیا کہ بیت اللہ کا حج کرنے والے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے ان کو عطیات دیئے جائیں انہیں پانی پلایا جائے اور اہم معاملات کے فیصلوں میں مجلس شوریٰ کے نظام کو قائم کیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ : جو شخص اللہ کی ذات کے بارے میں افترا پردازی کرتا ہے اللہ اس کو رشد و ہدایت کی جانب رواں دواں ہونے کی توفیق عطا نہیں کرتا ہے وہ حق و صداقت سے محروم ہوتا ہے بلکہ راہ صواب کی جانب رواں دواں کرنے والی صلاحیتوں سے جلد یا بدیر محروم کر دیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْلَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۶﴾ وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَااخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾

ترجمہ: آپ کہیں! میں نہیں پاتا ہوں اس میں جس کی وحی میری جانب کی جارہی ہے کسی حرام کردہ چیز کو کھانے والے پر کہ وہ اس کو کھائے البتہ وہ مردار ہے یا خون گرایا گیا یا خنزیر کا گوشت، پس بلاشبہ وہ حرام ہے یا وہ چیز جو فسق والی ہے جس پر اس کے ذبح کے وقت اللہ کے غیر کا نام پکارا گیا ہے پس جو شخص مجبور ہے وہ باغی نہیں ہے حد سے تجاوز کرنے والا نہیں ہے پس بے شک آپ کا پروردگار معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایسے جانور کو جو ناخن والا ہے اور گائے اور بکری سے ہم نے ان پر ان کی چربی کو حرام کیا سوائے اس چربی کے جو ان کی کمر پر ہے یا انتڑیوں کے ساتھ ہے یا وہ چربی جو ہڈی کے ساتھ وابستہ ہے یہ بدلہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کے سبب دیا ہے اور بے شک ہم سچ کہنے والے ہیں۔ پس اگر وہ آپ کو جھوٹا کہیں تو آپ کہیں کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے لوٹایا نہیں جاتا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْحَوَایَا مادہ (ح و ی) (ح وی) ہے سبز رنگ کی وہ چیز جو سیاہی مائل ہو، شَعْرٌ اَحْوٰی سیاہ بال، رَجُلٌ اَحْوٰی جوان رعنا، جس کے سب بال کالے ہوں، حَوَایَا آنتیں، حَوٰی جمع کیا، اِحْتَوٰی جمع کیا۔ (لسان القرآن ص ۵۵۴)

كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ انسان کے ناخن جن سے شکار نہیں کیا جا سکتا جبکہ جن ناخنوں کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے ان کو مخلب کہا جاتا ہے، اَلشَّحْمُ وہ چربی جو انتڑیوں، معدہ اور گردوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۲۴)

فائدہ علمیہ: اسلام میں چار چیزوں کا تناول کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ان کا ذکر ہے، مردار، جانور کے ذبح کے وقت بہایا گیا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۱۳)

تناسب: قبل ازیں ذکر کردہ آیات مبارکہ میں اللہ پاک نے بتایا کہ کسی شخص کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی کھانے کی چیز کو اللہ کی وحی کے بغیر حرام کرے جو شخص اس کا مرتکب ہوگا وہ اللہ کی ذات پر افترا پردازی کرتا ہے مقام ربوبیت پر زیادتی کر رہا ہے اور جو لوگ اس کے افترا کو صحیح قرار دے کر اس کی اتباع کریں گے انہوں نے اس کو اللہ پاک کا شریک بنایا، چنانچہ اہل عرب نے دور جاہلیت میں بعض چارپایوں اور دیگر چیزوں کو حرام قرار دیا تھا تو اس پر آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے آیت مبارکہ کے ساتھ باب کا انعقاد کیا ہے اس کے ضمن میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ و برباد کرے جب اللہ نے ان پر جانوروں کی چربی کو حرام کیا تو انہوں نے چربی کو پگھلا کر اسے فروخت کیا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کو اپنے مصرف میں استعمال کیا۔ (فتح الباری ج۸ص ۴۹۵، صحیح بخاری کتاب البیوع باب ۱۱۲، صحیح مسلم کتاب البیوع باب ۳۵، صحیح ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب ۳۰، صحیح ابن ماجہ کتاب التجارات باب ۱۱، صحیح ترمذی کتاب البیوع باب ۶۰، ارواء الغلیل ح ۱۲۹۰، مسند احمد ج۳ص ۳۲۴)

تشریح: اے پیغمبر ﷺ! آپ ان لوگوں پر اصل حقیقت کو واضح کریں جو اللہ کی ذات پر افترا پردازی کر رہے ہیں کہ انہوں نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا جن کو ان پر حرام نہیں کیا تھا البتہ وہ جانور جس کو شرعی طور پر ذبح نہیں کیا جا سکا اور وہ جو اپنی موت مر گیا ہے وہ حرام ہے اور وہ خون حرام ہے جو جانور کے ذبح کے وقت اس کی گردن کی رگوں سے نکلتا ہے جب کہ حلال جانور کا جگر اور تلی حرمت سے ایک حدیث کی روشنی میں مستثنیٰ ہیں، اسی طرح مچھلی اور مکڑی دونوں حلال ہیں لیکن خنزیر کا گوشت حرام ہے طبیعت فطری طور پر اس کو مکروہ سمجھتی ہے، مزید برآں صحت اس کے تناول سے خراب ہو جاتی ہے اور جس جانور پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کا تناول کرنا بھی حرام ہے البتہ مجبوری کے وقت بھوک کی شدت میں حلال چیز دستیاب نہیں تو زندگی کے بچانے کیلئے صرف اسی قدر تناول کرنا شرعاً جائز ہے جس سے موت سے رستگاری حاصل ہو۔ (تفسیر اصدق البیان ج ۱ص ۲۱۱)

محرمات میں گھریلو گدھوں کا گوشت صحیح حدیث کی روشنی میں داخل ہے اسی طرح بخاری و مسلم کی روایت میں کچلی والے درندوں اور پنجے کے ساتھ شکار کرنے والے پرندے محرمات کی فہرست میں داخل ہیں۔
(صحیح مسلم کتاب الصید باب ۳، صحیح بخاری کتاب الصید باب ۲۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الصید باب ۱۳، صحیح ابوداؤد کتاب الاطعمہ باب ۳۲، صحیح ترمذی کتاب الصید باب ۱۰، مسند احمد ج ۱ص ۱۴۷، ارواء الغلیل ح ۲۴۸۶، مؤطا امام مالک ج ۲ص ۴۹۶)

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ: ہم نے صرف یہودیوں پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا جن کے پاؤں کے ناخن ہیں ان کی انگلیوں میں فاصلہ نہیں ہے جیسے اونٹ شترمرغ، بطخ وغیرہ جانور ہیں۔

وَمِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا: جب کہ ہم نے بنی اسرائیل پر پنجے والے جانوروں کو حرام قرار دیا ان کی چربی کو بھی حرام قرار دیا لیکن گائے بکری کو حلال قرار دیا البتہ ان کی وہ باریک چربی جو اوجھڑی اور گردوں پر ہوتی ہے جب کہ کمر انتڑیوں اور ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی چربی کو حلال قرار دیا ہے لیکن ان کی حرمت کا اصل سبب ان کا انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا اور اللہ کی راہ سے روکنا نیز سود لینا دینا اور ناجائز طور پر لوگوں کے مال کو اپنے قبضہ میں کرنا تھا، حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کو ان پر حرام کرنا دنیوی عذاب ہے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے فتح مکہ کے سال جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھے آپ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے پیغمبر نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ۱۱۳، صحیح مسلم کتاب البیوع باب ۳۵، صحیح ابی داؤد کتاب الاجارہ باب ۳۰، صحیح ابن ماجہ کتاب التجارات باب ۱۱، صحیح ترمذی کتاب البیوع باب ۶۰، ارواء الغلیل ح ۱۲۹۰)

فَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ: اگر یہودی اور مشرک لوگ ان چیزوں کے بارے میں جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے آپ کی بات کو جھٹلائیں تو آپ ان کے جواب میں وضاحت کریں کہ تمہارا پروردگار اطاعت کرنے والوں کو بے پایاں رحمت کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھانپ لے گا اور اس کی رحمت کا نتیجہ اس کا حلم ہے جبکہ تمہیں دنیا میں سزا نہیں دی گئی ہے اس سے آپ دھوکے میں نہ آ جائیں یہ تو اللہ کی جانب سے بس ڈھیل ہے ان سے ضرور باز پرس ہوگی، دراصل نہایت لطیف انداز میں انہیں ایمان کی جانب دعوت دی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا عذاب مجرم لوگوں سے ٹلتا نہیں ہے واقعتاً وہ عذاب کے مستحق ہیں۔(فتح البیان ج ۳ص ۲۵۹)

سَيَقُولُ الَّذِينَ اَشْرَكُوا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْشَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَ كُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴿۱۵۰﴾

ترجمہ: مشرک لوگ کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد شرک نہ کرتے اور ہم کسی چیز کو حرام قرار نہ دیتے اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کے مزہ کو چکھا آپ کہیں کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو تم تو نہیں پیروی کرتے ہو مگر مشتبہ کی اور تم تو بس جھوٹ کہتے ہو۔ آپ کہیں! اللہ ہی کی دلیل غالب ہے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت عطا کر دیتا۔ آپ کہیں! تم اپنے علماء کو لاؤ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے، (اے محمد!) اگر وہ گواہی دیں تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ جو آخرت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور وہ بتوں کو اپنے پروردگار کے ساتھ برابر کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: تَخْرُصُوْنَ مادہ (خ ر ص) ہے جھوٹ، اٹکل سے کوئی بات کرنا، کسی عقیدہ ونظریہ کے اثبات کیلئے محض تخمین وظن سے کام لینا، تَخَرَّصَ عَلَيَّ اس نے مجھ پر تہمت لگائی، اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ مؤثر دلیل، مشرکین مکہ نے جہاں اپنے کفر کیلئے طرح طرح کے عذر تراشے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم بھلا کیوں مشرک ہوتے؟ گویا کہ ہم تو مشیت الٰہی کی وجہ سے مجبور محض ہیں۔

تشریح: اللہ پاک آیات مبارکہ میں مستقبل کے بارے میں اطلاع دے رہے ہیں اس میں اعجاز کی صورت ہے اس لئے کہ جس چیز کی خبر دی گئی ہے مستقبل میں اس کا وقوع ہوا، دراصل جب دلائل نے انہیں خاموش کرا دیا ان کا جواب دینے سے وہ عاجز آ گئے تو انہوں نے استدلال کے انداز کو تبدیل کر کے کہا کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں، وہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے آباؤ اجداد شرک کرتے اور ہم کسی چیز کو حرام نہ کرتے، ان کا مقصود یہ ہے کہ اللہ جب ہر چیز پر قادر ہے تو وہ اس پر بھی قادر تھا کہ وہ ان افعال کے کرنے میں ہمارے درمیان حائل ہو جاتا اور وہ ہمیں ایسے کام نہ کرنے دیتا جب کہ ان کا یہ استدلال ان کی جہالت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبنی ہے، دراصل وہ اللہ کی مشیت اور اس کی رضا کے درمیان فرق نہیں کر پائے ہیں جب کہ اللہ کا ارادہ خیر اور شر کے ساتھ اس کی مشیت کے ساتھ ہے جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا جب کہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ کو پسند نہیں کہ اس کے بندے کفر و شرک کے مرتکب ہوں۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ : جس طرح مکہ کے مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا ہے جب کہ آپ نے شرک کو باطل قرار دیا اور توحید فی الربوبیت کے ساتھ ساتھ توحید فی الالوہیت کو مدلل انداز میں پیش کیا بلکہ تحلیل و تحریم کو واضح کیا اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی ان کی تکذیب علم کی بنیاد پر نہ تھی جب کہ تمام پیغمبروں نے بالعموم اور آخر الزمان پیغمبر ﷺ نے بالخصوص علمی و عقلی دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کو منقح کیا جب کہ اللہ پاک نے معجزات کے ساتھ ان کی تائید کی لیکن تکذیب کرنے والوں نے معجزات کو بنظر انصاف نہ دیکھا بلکہ روگردانی کی، انکار پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا جس نے ان کا استیصال کر دیا، لیکن اگر اللہ کی مشیت، اس کی رضا اور خوشنودی پر مشتمل ہوتی تو کبھی انہیں تباہ و برباد نہ کیا جاتا بعد ازاں اللہ پاک نے ان سے دلیل کا مطالبہ کیا تاکہ اس دلیل کو آیات عقلیہ اور واقعیہ پر پیش کریں ان دونوں کے درمیان انصاف کے ترازو کے ساتھ محاکمہ کریں تاکہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آجائے۔

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ : تمہارے پاس علم نہیں ہے تمہاری باتیں ظنی ہیں جن سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوپاتا بلکہ تم اٹکل، اندازے کے ساتھ باتیں کہہ رہے ہو جن پر کچھ فیصلہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ظن کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ : اے محمد ﷺ! آپ کہیں! اوامر و نواہی پر اللہ کی دلیل غالب و مکمل ہے لیکن تمہاری دلیل کی بنیاد اللہ کی مشیت ہے جبکہ اللہ کی مشیت اور چیز ہے اور اسکی رضا اور خوشنودی دوسری چیز ہے اللہ کی ذات مختار مطلق ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور حکمت کے تقاضا کیساتھ اس کے فیصلے ہیں جو وہ کرتا ہے اس سے کوئی اسکے بارے میں سوال نہیں کرسکتا جبکہ ان سب سے پرسش ہوگی، دراصل اس حقیقت کو زوردار الفاظ میں اجاگر کیا جارہا ہے اور معتزلہ، جبریہ، قدریہ، مرجئہ، کارد کیا جارہا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر اکٹھا کر دیتا، مقصود یہ ہے اگر اللہ پاک تعلیم و ارشاد نظر و استدلال کے انداز کیساتھ تمہیں ہدایت نہ کرتا تو تم تمام کو ہدایت سے آشنا کر دیتا یعنی تم فطرت و جبلت کیا لحاظ سے ایماندار ہوتے جیسا کہ فرشتے ہیں انکی فطرت حق و صداقت پر ہے وہ اللہ کے مامورات کے مطابق رواں دواں رہتے ہیں جبکہ انسان کے بارے میں اللہ کی مشیت یہ ہے کہ اس نے انسان کو افعال کے لحاظ سے اختیار دیا ہے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا : جب ان سے علم کی نفی کی اور واضح کیا کہ وہ خرص و تخمین کے دلدادہ ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کی بنیاد علم پر نہیں ہے تو اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ مشرکین سے مطالبہ کریں کہ وہ ان لوگوں کو پیش کریں جو اللہ کی ان محرمات کا اثبات کریں جن کے وہ مدعی ہیں، جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ جن کا تذکرہ تفصیل سے ساتھ گزر چکا ہے اگر وہ بالفرض گواہی دیں تو آپ ان کی تصدیق نہ کریں اور ان کی گواہی کو قبول نہ کریں لیکن خاموشی بھی اختیار نہ کریں اس لئے کہ باطل کے سامنے خاموشی اختیار کرنا گواہی کی مانند ہے اور آپ ان لوگوں کی خواہشات کی تابعداری نہ کریں جنہوں نے ہماری جانب نازل شدہ احکام الٰہیہ کی تکذیب کی بلکہ کائناتی دلائل جو آفاقی ہیں اور جن کا تعلق انسانوں کے نفوس سے ہے ان کا بھی انکار کیا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ : اور جو لوگ جہالت اور خواہشات کی پیروی کے سبب آخرت کے دن کو تسلیم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اس لئے کہ آخرت کے دن پر ایمان رکھنا انہیں ضرور مجبور کرے گا کہ وہ دلائل کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اپنے پروردگار کے برابر کسی کو قرار نہیں دیں گے۔(المنارج۸ص۱۸۲)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٣﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٤﴾

ترجمہ: آپ کہیں آؤ! میں تمہیں ان چیزوں کو پڑھ کر (بتاتا ہوں) جن کو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام قرار دیا ہے کہ تم نے اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ (کے خوف) سے قتل نہ کرنا ہم تم کو اور ان کو رزق دے رہے ہیں اور تم بے حیائی کے قریب نہ جانا ان سے جو ظاہر ہے اور جو پوشیدہ ہے اور تم نے اس جان کو قتل نہیں کرنا ہے جس کے (بلا جواز قتل کو) اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان احکام کی اس نے تمہیں وصیت کی ہے تا کہ تم سمجھ سکو۔ اور تم یتیم کے مال کے نزدیک بھی نہ جانا البتہ اچھے انداز کے ساتھ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور تم نے ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرنا ہے ہم کسی شخص کو بھی تکلیف نہیں دیتے ہیں مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب تم (کوئی بات) کہو تو انصاف کو ملحوظ رکھو اگرچہ جس کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے قرابت دار کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو اس حکم کی تمہیں وصیت کی ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گے اس حکم کی اس نے تمہیں وصیت کی ہے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

لغوی تحقیق: اَشُدَّہٗ اسم ہے، اس کا معنی ادراک یا بالغ ہونا ہے یہ لفظ جمع ہے لیکن اس کا واحد استعمال نہیں ہوتا یا واحد ہے لیکن جمع کے وزن پر ہے۔(اعراب القرآن ج۴ص۳۳۳)

بلاغت: اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا میں (فن توہیم) ہے وضاحت یہ ہے کہ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا میں ممنوع حکم ہے کہ تم نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا ہے جب کہ اس کے بعد ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ میں اثبات ہے کہ تم نے والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے اثباتی معنی ہے چونکہ منفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ کے بعد یہ جملہ مثبت ہے اس وہم کو دور کرنا ہے کہ یہ منفی جملہ کے تحت نہیں ہے اس سے الگ ہے ظاہر ہے کہ آیت مبارکہ میں جن وصایا کا ذکر کیا گیا ہے ان میں کچھ منفی انداز کی ہیں جبکہ کچھ مثبت انداز کی ہیں جبکہ ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ سے پہلا جملہ منفی ہے اور اس کے بعد بھی تین جملے منفی ہیں درمیان میں یہ جملہ اثباتی اسلوب والا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۲۸)

تناسب: ان آیات مبارکہ سے پہلے اللہ پاک نے اپنے بندوں کیلئے ان تمام چیزوں کو واضح کیا ہے جو مطعومات سے حرام ہیں اور مشرکین کے خلاف نہایت مؤثر دلیل کا ذکر تھا جنہوں نے اپنے اوپر ان چیزوں کو حرام قرار دیا جن کو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام نہیں کیا تھا اور اپنے پروردگار کے ساتھ شریک بنانے پر ان کے شبہات کو کالعدم قرار دیا ہے تو ان آیات میں محرمات کے اصول کو بیان کیا جا رہا ہے جن میں سے بعض کا تعلق اقوال سے ہے جب کہ بعض افعال ہیں، مزید برآں فضائل کے اصولوں اور اچھے کاموں کی قسموں کو بیان کیا ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۳۱)

تشریح: آیت مبارکہ ﴿ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ﴾ میں کچھ ایسے کاموں کا حکم دیا ہے جن کو سرانجام دیا جائے جیسے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور جن کاموں کے ارتکاب سے روکا گیا ہے ان میں سے بنیادی ممنوع چیز یہ ہے کہ تم نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا ہے ان کی اہمیت کو وصیت کے ساتھ ذکر کر کے واضح کیا گیا ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے "جو شخص چاہتا ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی وصیتوں کا ملاحظہ کرے تو وہ ان آیات کی تلاوت کرے" (اضواء البیان ج ۲ ص ۲۷۸)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو خبردار کر رہے ہیں کہ آپ مشرکین پر واضح کریں جو غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اور اللہ کے رزق کو حرام قرار دے رہے ہیں اور اپنی اولاد کو بلا جواز موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں وہ ناجائز، حرام کاموں کے مرتکب ہو رہے ہیں ان کی حرمت کی بنیاد اللہ کی وحی پر ہے اس کے سچا ہونے میں ہرگز شبہ نہیں ہے اسی لئے آخر میں فرمایا کہ ان کاموں کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں وصیت کی ہے اس جملہ میں اہمیت نہایت واضح ہے، بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھے اس خوشخبری سے آگاہ کیا کہ جو شخص آپ کی امت سے فوت ہو جائے اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا تو اس کا جنت میں داخلہ ہوگا، میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہے اور چوری کا بھی مرتکب ہوا؟ آپ نے فرمایا گرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کا بھی مرتکب ہوا، اس جملہ کو تین بار دہرایا گیا ہے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کا ناک خاک آلود ہو جائے (جب کہ اس نے بار بار سوال کو دہرایا) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۸، صحیح بخاری کتاب اللباس باب ۲۴، مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۶، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸، الاحادیث الصحیحۃ البانی ح ۸۲۶، الادب المفرد ص ۸۰۳)

مقصود یہ ہے کہ جب زانی اور چور شخص توبہ کر لیتا ہے تو توبہ کرنے سے اس کے گناہ دھل جاتے ہیں ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء: ۱۱۶) "بلاشبہ اللہ معاف نہیں کرتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے جبکہ شرک کے علاوہ سبھی گناہوں کو وہ معاف کر دیتا ہے" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ جو شخص فوت ہوا وہ اللہ کے ساتھ شرک کا مرتکب نہ ہوا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۸، صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الدیات باب ۱، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸، مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۴)

اس مضمون کی آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ کثرت کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا : اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے کے حکم کے بعد والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے والدین کی خدمت اور احترام میں ہرگز کوتاہی نہ کی جائے بلکہ والدین کی نافرمانی کو بہت بڑا کبیرہ گناہ کہا گیا ہے، مزید برآں قرآن پاک میں توحید اور شرک سے روکنے کے بعد متعدد مقامات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ سورۃ لقمان میں ہے:﴿اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ﴾ ''میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو'' بلکہ حدیث میں نماز کی ادائیگی کے بعد جس عمل کو افضل قرار دیا گیا ہے وہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے جبکہ جہاد فی سبیل اللہ کے عمل کو والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔
(صحیح بخاری کتاب المواقیت الصلوۃ باب ۴، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۴، صحیح ترمذی کتاب الصلوۃ باب ۱۳، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۱)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ : اللہ پاک کی وصیتوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم نے اپنی اولاد کو فقر و فاقہ سے تحفظ حاصل کرنے کیلئے قتل نہیں کرنا ہے تمہیں اور ان کو ہم ہی رزق عطا کرتے ہیں، سورہ الانعام میں مخاطبین والدین کو مقدم ذکر کیا ہے اور اولاد جو ابھی غائب ہے انہیں بعد میں ذکر کیا ہے کہ تم نے فقیری کے ڈر سے اپنی اولاد کو موت کے گھاٹ نہیں اتارنا ہے یعنی فقیری والدین کو حاصل ہے جو مخاطب ہیں جبکہ سورۃ اسراء میں ارشاد ربانی ہے:﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ﴾ (الاسراء ۳۱) اس میں اولاد کو مقدم ذکر کیا ہے اور والدین کو بعد میں ذکر کیا ہے اس میں والدین کی مالی حالت بہتر ہے وہ مالدار ہیں لیکن فقیری متوقع ہے اس لئے اولاد کو پہلے ذکر کیا گیا ہے۔(فتح الرحمٰن تالیف ابو یحییٰ ص ۱۸۰۔۱۸۱)

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ : جو باتیں اور افعال قبیح ہیں خواہ ظاہر ہیں یا پوشیدہ جیسے زنا، پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانا، ابن مسعود بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ پاک سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ غیرت والا نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ظاہر پوشیدہ بے حیائی سے منع کیا۔
(صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۴، صحیح مسلم کتاب التوبہ باب ۶، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۷، نسائی کتاب الکسوف باب ۱۱)

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ : اسلام نے جس شخص کا خون گرانے کو حرام قرار دیا ہے یا کسی معاہدہ کے پیش نظر ذمی شخص کا خون گرانا بھی حرام ہے، جبکہ قاتل کے لئے وعید ہے کہ وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو پچاس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی، اہمیت کے پیش نظر وصیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ : جب تمہیں کسی یتیم کے متولی ہونے کی ذمہ داری سونپی جائے تو اس کے مال کے تحفظ میں ہرگز کوتاہی نہ ہو اور ضرورت کے پیش نظر محتاط انداز کے ساتھ مال خرچ کیا جائے جب تک کہ وہ سنِ بلوغت کو نہ پہنچے، فضول خرچی سے اجتناب کیا جائے جب وہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائے تو مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ : جب تم لوگوں کو ناپ کر دو، یا خود ناپ کر لو دونوں صورتوں میں ناپ کو پورا پورا دو اسی طرح جب تم وزن کر کے دو یا لو تو انصاف کو ملحوظ خاطر رکھو ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں جبکہ شرعی قاعدہ بھی یہی ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا : تمہاری گفتگو عدل کے وصف کے ساتھ موصوف ہو اس طرح تمہاری گواہی بھی عدل و انصاف کیساتھ ہو معاشرہ کے اجتماعی امور میں عدل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اللہ نے جو تم سے عہد لیا ہے اس کو پورا کرو خواہ عہد کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے یا لوگوں کے ساتھ ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ﴾ (النحل:۹۱) ''اور تم اللہ کے وعدہ کو پورا کرو جب معاہدہ کر لو'' ظاہر ہے جو شخص عہد کا خیال نہیں رکھتا ہے عہد شکنی کرتا ہے وہ منافق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ : جن مامورات، منہیات کو ذکر کیا گیا ہے یہ سب اللہ کی جانب سے وصیتیں ہیں ان میں مصالح اور منافع ہیں۔
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا : بلاشبہ قرآن پاک جس کی جانب میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تمہیں ترغیب دلا رہا ہوں وہ میرا راستہ ہے جس پر رواں دواں رہ کر اللہ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے اور دنیوی اخروی سعادتوں سے ہم کنار ہوا جا سکتا ہے وہ ایسا صحیح راستہ ہے جس پر رواں دواں رہنے والا شخص کبھی گمراہی کی نذر نہیں ہو سکتا اور اس سے کنارہ کشی کرنے والا کبھی راہ ہدایت نہیں پا سکتا پس تم اسی ایک اللہ کے احکام کی پیروی کرو، دیگر راستوں پر نہ چلو وہ تمہیں صراط مستقیم سے دور کر دیں گے وہ سب تباہی و بربادی کے راستے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ایک لکیر کھینچی آپ نے فرمایا یہ صراط مستقیم ہے، بعد ازاں اس کی دائیں اور بائیں جانب کچھ لکیریں کھینچیں اور بتایا کہ ان راستوں میں سے ہر راستہ پر شیطان مقرر ہے جو اس کی جانب دعوت دے رہا ہے، بعد ازاں آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا﴾
(مسند احمد ج ۱ ص ۴۳۵، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۰۵، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۲۳۷)
ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ : تمہارے پروردگار نے تمہیں اس کی وصیت کی ہے تا کہ تمہیں دنیوی اخروی شقاوتوں اور ہلاکتوں سے تحفظ عطا کرے اور سعادتوں اور عظمتوں سے ہم کنار کرے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِی الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِیَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِیْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی (تا کہ ہم نعمت) مکمل کریں ہر اس شخص پر جو اچھے کام کرتا ہے اور (ہم) ہر چیز کو بیان کریں اور ہدایت اور مہربانی کرتے ہوئے شائد کہ وہ اپنے پروردگار کی ملاقات پر ایمان لائیں۔ اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا، برکت والی ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور تم پرہیز گاری اختیار کرو تا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔ اس لئے کہ تم نہ کہو کہ کتاب (تورات اور انجیل) کو تو ہم سے پہلے دو جماعتوں پر اتارا گیا اور بلاشبہ ہم ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پڑھنے پڑھانے سے بےخبر رہے۔ یا تم کہو اگر ہم پر کتاب کو اتارا جاتا تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے پس تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل آ چکی ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اب کون اس شخص سے زیادہ ظالم ہوگا جو اللہ کی آیات کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور ان سے روگردانی کرتا ہے ہم ان لوگوں کو ضرور بدترین سزا دیں گے جو ہماری آیات سے روگردانی کرتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ روگردانی کرتے رہے۔ وہ اب صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا پروردگار آئے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں جس دن تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا یا اس نے اپنے ایمان کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا آپ کہیں کہ تم انتظار کرو بلاشبہ ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

لغوی تحقیق: دَرَاسَة مادہ (درس) ہے، دَرَسَ الرَّسْمُ مکان کا نام ونشان مٹ گیا، دَرَسَ الثَّوْبُ کپڑا بوسیدہ ہو گیا، دَرَسَ الْعِلْمَ علم پڑھا اس پر غور وفکر کیا اسے پیہم اور بتکرار پڑھا، دَرَسَ الْحِنْطَةَ گندم کا گاہنا، اس پر اس طرح بار بار بیلوں کا چلانا کہ بھوسا دانوں سے الگ ہو جائے، دَرَسَت الرِّيَاحُ ہوائیں اس پر اس قدر چلیں کہ اس کو مٹا کر رکھ دیا، رَجُلٌ مُدَرَّسٌ تجربہ کار آدمی، منجھا ہوا انسان، تَدَارَسَ، باہم مل کر پڑھنا، مِدْرَاسٌ یہودیوں کا دینی وتعلیمی مرکز، تخاطب مشرکین مکہ سے ہے کہ یہ کتاب ہدیٰ جو دنیا بھر کی برکتوں کو سمیٹے ہوئے ہے ہم نے تم پر اس غرض سے نازل کی ہے کہ اس کی اتباع کرو اور اس کی برکتوں سے اپنا دامن عمل آراستہ کرلو اور قیامت کے روز یہ نہ کہو کہ کتابیں تو یہود ونصاریٰ پر ہی اتاری گئی تھیں ہمیں کیا معلوم کہ ہدایت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے قرآن نے تمہاری اس کج جہتی کا جواب دے دیا اب تمہارا فرض ہے کہ اس کتاب کو پڑھو اس کو سمجھو اور اس کی روشنی میں اپنے کردار وعمل کا نقشہ درست کرلو شرک سے باز آؤ اور خدائے واحد سے لو لگاؤ کہ وہی تمہاری جملہ ضروریات وحاجات کا کفیل اور ضامن ہے۔ (لسان القرآن ص ۴۴۳ے)

بلاغت: آیت مبارکہ ۱۵۸ میں دو کلاسوں کو ملا کر ایک بنا دیا ہے اس میں بلاغت کے ساتھ اختصار اور اعجاز بھی ہے، اصل کلام ملاحظہ فرمائیں يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا لَمْ تَكُنْ مُؤْمِنَةً قَبْلَ إِيْمَانِهَا بَعْدُ وَلَا نَفْسًا لَمْ تَكْسِبْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا قَبْلَ مَا تَكْسِبُهُ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ جب کہ قرآن پاک میں دو جملوں کو ایک جملہ میں اکٹھا کر دیا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۴۳)

تناسب: دین اسلام کے اصولوں پر عقلی دلائل کے بیان کرنے اور مخالفین کے شبہات کو کالعدم قرار دینے کے بعد قرآن پاک کے مقام کی عظمت کو اجاگر کیا جا رہا ہے کہ قرآن پاک رشد وہدایت کا مینار ہے جب کہ مشرکین جو اس پر ایمان لانے سے گریز پائی اختیار کر رہے ہیں ان کے عذر اس لائق نہیں کہ ان کی جانب توجہ بھی کی جائے، تنبیہ کے انداز میں اس کتاب کا تذکرہ ہو رہا ہے جو تشریعی احکام کے لحاظ سے قرآن پاک کیساتھ کسی حد تک مشابہ ہے اور رشد وہدایت کے بیان کرنے میں اس کا منہج قرآن پاک جیسا ہے اس کتاب سے مقصود تورات ہے جس کا نزول موسیٰ علیہ السلام پر ہوا، چنانچہ تورات کی شہرت سے عرب دنیا کے لوگ بھی آگاہ تھے اور اس کی معلومات سے بہرہ وافر حصہ ان کے علم میں تھا۔

تشریح: آیت مبارکہ ﴿ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾ سے پہلے کچھ کلام محذوف ہے اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو مخاطب فرما کر پیغام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہیں کہ آؤ میری گفتگو پر کان دھرو! میں ان احکام کو تم پر پیش کر رہا ہوں جن کو اللہ نے تم پر حرام قرار دیا ہے اور جن احکام کے بجالانے کا تمہیں حکم دیا ہے مزید انہیں آگاہ کریں کہ ہم نے ہی موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو اتارا تھا چنانچہ قرآن پاک میں تکرار کے ساتھ تورات اور قرآن پاک کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ ان دونوں میں مشابہت ہے دونوں کتابیں کامل مکمل شریعت کی دستاویز ہیں جب کہ انجیل اور زبور دونوں کتابیں وعظ ونصیحت اور تمثیلات کی کتابیں ہیں لیکن زبور میں اللہ پاک کی حمد وثنا اور مناجات کا حصہ زیادہ ہے مزید برآں عرب لوگ اس حقیقت سے آشنا تھے کہ یہودیوں کیلئے جس کتاب کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا وہ تورات ہے اور یہودیوں کے علماء کی شہرت سے عرب دنیا شناسا تھی اس لحاظ سے اہل عرب میں سنجیدہ طبقہ آرزومند تھا کاش! ان کی راہنمائی کیلئے بھی کوئی کتاب اتاری جائے، مزید برآں ان کی خواہش تھی کہ اگر ان کی رہنمائی کیلئے ہم میں سے کسی شخص کو اس عظمت سے نوازا جائے کہ اس پر کتاب الٰہی کا نزول ہو تو وہ یہودیوں سے علم و دانش کے لحاظ سے زیادہ بہرہ مند ہوں گے اور استفادہ میں ان سے سبقت لے جائیں گے جب کہ وہ اپنے بارے میں مدعی تھے کہ ان میں دانائی فراست اور پختگی رائے معنوی اوصاف پائے جاتے ہیں۔

ان آیات مبارکہ سے پہلی آیت میں جب اللہ پاک نے اس حقیقت کو اجاگر فرمایا کہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جسے صراط مستقیم قرار دیا جائے اس کے مشمولات پر عمل پیرا ہونے والے لوگ یقیناً دنیوی اخروی سعادتوں سے بہرہ وافر حصہ کے ساتھ نوازے جائیں گے لیکن اگر اسلام کی شاہراہ کو چھوڑ کر مذہبیت کی پگڈنڈیوں پر رواں دواں ہوں گے تو نہ صرف یہ کہ ان کی اخروی زندگی عذاب الٰہی میں گزرے گی بلکہ دنیوی زندگی بھی آپس میں بغض، دشمنی، منافرت کے سبب آرام وآسائش سے محروم رہیں گے۔

اس واضح حقیقت کو ہمیشہ ذہن میں پیوست رکھنا ضروری ہے کہ جہاں قرآن پاک منزل من اللہ کتاب ہے اور وہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو پہلے پیغمبروں پر نازل کی گئیں اسی طرح تورات کے تذکرہ میں اسے پیشوا قرار دیا گیا ہے، مزید برآں تورات کو مجسمہ رحمت کا لقب عطا کیا گیا ہے، روشنی اور ہدایت کا مینار باور کرایا گیا ہے جس طرح آیات مذکورہ میں دس وصایا کا نہایت عمدہ اسلوب میں ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ (الشوریٰ:۱۳) ''اس نے تمہارے لئے قانون مقرر کر دیا ہے جس کے قائم رکھنے کا اس نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ تم دین کو قائم رکھو اور دین میں تفرقہ بازی نہ کرو'' معلوم ہوا توحید، مکارم اخلاق، فواحش ومنکرات سے اجتناب ایسے بنیادی اصول ہیں جن میں تمام انبیاء علیہم السلام مشترک ہیں۔

تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ : ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات سے نوازا جس کے اتارنے پر اللہ کی نعمت تکمیل پذیر ہوئی اور لوگوں کو شرف کرامت سے نوازے جانے کی خوش خبری سے ہمکنار کیا گیا جو اچھے انداز کے ساتھ اس کی اتباع کریں گے اور ہدایت حاصل کریں گے نیز تورات کو احکام شرعیہ کی تبیین کے لحاظ سے جامعیت کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف:۱۴۵) ''اور ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں تحریر کیا'' ہر چیز کی نصیحت اور وضاحت اور شرعی احکام عبادات، معاملات، شہریت، نظام جہاد، منکرات کی روک تھام کے لئے نظام حدود اور تعزیرات کی تفاصیل موجودہ ہیں، صراط مستقیم کی جانب رہنمائی اور رحمت الٰہی کے حصول کے لئے ممکنہ ذرائع اور وسائل سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ : ہم نے تورات کو ذکر دہ اوصاف سے اس لئے نوازا تا کہ لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ ملاقات پر پختہ اعتقاد رکھیں اور انہیں اخروی کامیابی کے نتیجہ میں توقیر وکرامت کے ساتھ اللہ کی مہمانی میسر آئے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ : قرآن مجید جس کے احکام اور منہیات سے تمہیں آگاہ کیا جارہا ہے عظیم الشان کتاب ہے، جبریل علیہ السلام کی وساطت سے اس کو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کیا جیسا کہ تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا وہ کتاب بھی برکتوں والی ہے، دینی و دنیوی لحاظ سے اس میں بے شمار برکات ہیں، ہدایت و روشنی کے اسباب کو جامعیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے جب کہ تورات کی بنسبت اس میں انسانوں کی ہدایت کیلئے بیش بہا معلومات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اس کی رہنمائی میں خود کو چلاؤ اور منہیات سے خود کو تحفظ عطا کرو تا کہ اللہ کی رحمت تم پر سایہ افگن ہو۔

اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتٰبُ : بلاشبہ ہم نے آپ کی جانب ایسی کتاب کو نازل کیا ہے جو اللہ کی توحید کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور نفوس کو شرک و بدعت کی آلودگی سے پاک کرتی ہے تا کہ کہیں تم جزا سزا کے دن اپنے شرک اور گناہوں سے معذرت کے انداز میں یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے یہودیوں، عیسائیوں پر کتاب اتاری گئی تھی جب کہ ہم اس کے پڑھنے پڑھانے سے غافل رہے ہم اس کی حقیقت سے آشنا نہ ہو سکے اس لئے کہ وہ ہماری زبان میں نہیں تھی ہم اس کے سمجھنے سے کوتاہ رہے اس لئے کہ ہمیں اس کی اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا تھا مزید برآں ہم تو علم وفہم سے آشنا نہ تھے۔

اَوْتَقُوْلُوْالَوْاَنَّآاُنْزِلَ عَلَيْنَاالْكِتٰبُ لَكُنَّآاَهْدٰى مِنْهُمْ : تا کہ تم یہ نہ کہو اگر ہم پر کتاب کو نازل کیا جاتا جیسا کہ ہم سے پہلے ان دو جماعتوں پر کتاب کو نازل کیا گیا تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے اسلئے کہ ہم بیدار مغز تھے اور ہم عزیمت کے لحاظ سے تیز تھے انکے اس عذر بارد کو ختم کرتے ہوئے جواب دیا کہ تمہارے لئے ایسی کتاب نازل کی گئی جو عقائد و فضائل، آداب اور احکام کے لحاظ سے حق وصداقت کو دلائل کے ساتھ واضح اور درخشندہ کیا جس میں انسانیت کے جملہ امور کو واشگاف الفاظ میں منقح کیا گیا بلکہ وہ کتاب مجسمہ رحمت ہے جو لوگ اس کی روشنی میں رواں دواں رہیں گے ان کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ امن وامان میں رہیں گے نہ صرف یہ کہ ان کو مالی تحفظ حاصل ہوگا بلکہ ان کی جان اور ان کی عزت بھی محفوظ رہے گی انہیں ایسا پاکیزہ معاشرہ میسر آئے گا جو بے حیائی اور منکر کاموں سے مبرا ہوگا۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ : قرآن پاک کی عظمت کے ذکر کے بعد ان لوگوں کے بدترین انجام سے آگاہ کیا جارہا ہے جو اللہ کی کتاب سے روگردانی کریں گے بلکہ اس کی تکذیب کریں گے جب کہ اللہ کا کلام کامل ہدایت کا مجموعہ ہے اور اس کی رحمت کا نشان ہے لیکن انہوں نے مزید سرکشی اختیار کی کہ لوگوں کو بھی اس کی جانب توجہ کرنے سے روکتے رہے جیسا کہ قریش مکہ کے بڑے بڑے مجرم، عرب لوگوں کو آپ ﷺ کے قریب جانے سے روکتے تھے تا کہ کہیں قرآن پاک کی تلاوت سن کر ایمان نہ لے آئیں۔

سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا : مستقبل قریب میں ہم ان لوگوں کو بدترین عذاب میں مبتلا کریں گے جو لوگوں کو قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے روگردانی کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور انہیں ان سے ہدایت قبول کرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے بلکہ ان کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کو انہوں نے راہ ہدایت سے روکا اور اسلام کی جانب مائل ہونے میں رکاوٹ بنے رہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْيَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْيَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ : قبل ازیں اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے کہ قرآن پاک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اس لئے اتارا گیا تا کہ کسی کا عذر باقی نہ رہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو، خیال رہے فرشتوں سے مقصود موت کے فرشتے ہیں جو ارواح کے قبض کرنے پر مامور ہیں اور اللہ پروردگار کے آنے سے مقصود اس کے دوستوں کیلئے ان کی مدد کرنا اور دشمنوں کیلئے دنیوی زندگی میں عذاب سے دوچار کرنا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ وہ تین چیزوں میں سے کسی ایک کے منتظر ہیں فرشتے نازل ہوں یا اللہ پاک کو ہم دیکھیں یا اللہ پاک کی کسی نشانی کو ہم دیکھیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ آسمان ہماری آنکھوں کے سامنے ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑے، اللہ پاک انہیں جواب دے رہے ہیں جس دن اللہ کی کوئی نشانی ظہور پذیر ہوگی تو پھر اس دن کسی شخص کا ایمان لانا اس کو کچھ فائدہ نہ دے سکے گا مقصود یہ ہے کہ ان کے ایمان کی کچھ امید نہیں، بخاری شریف میں ارشاد نبوی ہے قیامت اس وقت تک وقوع پذیر نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اس منظر کو دیکھیں گے تو سبھی لوگ ایمان لے آئیں گے جب کہ ان کا ایمان لانا قبول نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۵۰، صحیح ابوداؤد کتاب الملاحم باب ۱۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۳۲، مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۲)

قیامت کے قریب زمین کے زلزلہ اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے سے پہلے اس علامت کا ظہور ہوگا کہ سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا نظام شمسی معطل ہو جائے گا زمین کی یومیہ حرکت میں تبدیلی رونما ہوگی مشرق کی سمت مغرب کی سمت اور مغرب کی سمت مشرق کی سمت کا روپ دھار لے گی، قرب قیامت کی مزید علامات ملاحظہ فرمائیں! اولاً دجال کا ظہور، پھر دابۃ الارض کا خروج، مشرق، مغرب، جزیرۃ العرب میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا، دھواں، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا، آگ کا ظہور عدن ملک سے ہوگا جو لوگوں کو محشر کی جانب اکٹھا کرے گی۔

لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا : معلوم ہو رہا ہے کہ بعض آیات کے ظہور سے پہلے مزید ایمان میں کچھ اچھے کاموں کا کرنا ہے لیکن جو شخص اس سے پہلے ایمان لایا لیکن اس نے کوئی نیکی نہ کی یا نیک کام کیا لیکن ایمان نہ لایا تو اسے بھی کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا بہرحال دونوں باتیں لازم ملزوم ہیں، چنانچہ سدی کا قول ہے کہ ان لوگوں سے مقصود وہ لوگ ہیں جو قبلہ بیت اللہ کے قائل ہیں لیکن اگر کسی شخص نے مغرب کی جانب سورج کے طلوع ہونے کی تصدیق کی ہے لیکن کوئی اچھا کام نہیں کیا البتہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد اچھے کام کئے تو اس کا ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا، ہاں اگر اس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں اعمال صالحہ کئے ہیں تو اس کے اعمال کو قبول کیا جائے گا۔

علمی اشکال: آیت کریمہ میں ایک اشکال ہے کہ سابق ایمان کا نہ ہونا اس حقیقت کو مستلزم ہے کہ اس میں بغیر کسی شک وشبہ کے بھلائی کا حاصل کرنا نہیں ہے اس لئے کہ جب ایمان ہی نہیں ہے تو اس کے کسی اچھے کام کو بھی اچھا کام نہیں کہا جا سکتا تو اس صورت میں ایمان کا ذکر مکرر ہے اگر صرف تخییر اپنے معنی میں ہے اس میں تاویل نہیں ہے نیز ایمان کا نہ ہونا اس شخص کے دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کو مستلزم ہے تو دوسرے ایمان کا ذکر بے فائدہ ہے اور اس طرح ایمان کا پایا جانا اچھے اعمال کے ساتھ اس کو واجب کرتا ہے کہ وہ دوزخ سے نجات پا گیا اور اس میں ہمیشہ نہیں رہا تو اس صورت میں ایمان کا پہلا لفظ لغو ٹھہرتا ہے، آیت کریمہ میں صرف تخییر کے لحاظ سے جو دونوں کاموں میں سے ایک کے کافی ہونے کا تقاضا کرتا ہے اس اشکال سے نجات حاصل کرنے کیلئے چند توجیہات ہیں ایک توجیہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی فائدہ متحقق ہو سکتا ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے جب کہ یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ایمان بلاعمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا فائدہ دینا درست نہیں اس لئے کہ جس ایمان میں عمل نہیں وہ ایمان افادیت کا حامل نہیں، صحیح توجیہ یہ ہے کہ آیت مبارکہ کا ظاہر تقاضا کررہا ہے کہ صرف ایمان بھی افادیت کا حامل ہے لیکن ادلہ صحیحہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے اس کے مخالف ہیں کہ ایمان کے ساتھ عمل کا ہونا ضروری ہے۔ (فتح البیان ج ۳ ص ۲۷۳)

فتح الباری میں وضاحت ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے وہ اس وقت بند ہوگا جب سورج بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۱۰۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲۲، مسند احمد ح ۱۸۱۱۶، تحفۃ الاحوذی ج ۹ ص 519)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ سورج روزانہ طلوع ہونے کیلئے اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت عطا ہو جاتی ہے لیکن اس دن اسے کہا جائیگا کہ تو اسی سمت سے طلوع ہو جس طرف تو غروب ہوا، چنانچہ وہ مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا اس وقت قیامت واقع ہو جائے گی لوگ زبردست چیخ و پکار کریں گے جب سورج آسمان کے درمیان میں پہنچے گا تو واپس چلا جائیگا سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد ہوگا تو لوگوں کو ایک آواز دینے والا آواز دے گا اے ایمان والو! تمہارے اعمال قبول ہو گئے اور کفار کو مخاطب کر کے کہا جائیگا تمہارے اعمال کا دروازہ بند ہو گیا، اقلام کو اٹھالیا گیا، اعمال نامے خشک ہو گئے، فرشتوں کو تحریر کرنے سے روک دیا جائیگا، اور لوگوں کے اعضاء ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (فتح الباری ج ۱۱ ص ۳۵۶، مسند احمد ح ۶۸۸۱، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۰)

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ : اے محمد ﷺ! آپ اپنے مخالفین کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہیں کہ تم مستقبل قریب میں یہ رائے رکھتے ہو کہ اسلام کا معاملہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتا چلا جائے گا تو تم اس وقت کا انتظار کرو ہم بھی اپنے پروردگار کے وعدہ کا انتظار کررہے ہیں کہ وہ ہمیں فتح و نصرت سے نوازے گا اور تمہیں ناکامی حاصل ہوگی تہدید اور وعید کا یہ انداز بالکل واضح ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۴۵)

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۶﴾

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں بہت سے فرقے بنالئے اور وہ کئی کئی ٹکڑے (گروہ) ہو گئے تمہیں ان سے کچھ تعلق نہیں ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے سپرد ہے پھر وہ انہیں وہ سب کچھ بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے۔ جو شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اللہ کے پاس) نیکی کے ساتھ آئے گا اس کو اس کے بدلے میں دس گناہ نیکیاں ملیں گی اور جو برائی کے ساتھ آئے گا اسے برائی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ آپ آگاہ کریں! بے شک مجھے میرے پروردگار نے سیدھے راستہ کی ہدایت عطا کی ہے (یعنی) صحیح دین ابراہیم کا دین تھا جو ایک اللہ کی جانب جھکاؤ رکھتے تھے اور وہ شرک کرنے والوں سے نہ تھے۔ آپ بتائیں! کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا (سب) اللہ کیلئے ہے جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس نے اس ہی بات کا مجھے حکم دیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ آپ آگاہ کریں کیا میں اللہ کے علاوہ اور پروردگار تلاش کروں جب کہ وہی تو ہر چیز کا پالنے والا ہے اور جو شخص برا کام کرتا ہے تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تم نے اپنے پروردگار کی جانب لوٹنا ہے تو وہ تمہیں بتائے گا جن باتوں میں تم اختلاف کرتے رہے۔ اور وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجات بلند کیے تا کہ وہ اس میں تمہاری آزمائش کرے، بے شک تیرا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان بھی ہے۔

لغوی تحقیق: اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ مادہ (اول) ہے، اوّل ابتدائے امر، پہلا، سابق، مقتدا اور ایسے شخص کے بھی ہوتے ہیں جس کے اقوال و افعال کی پیروی کی جائے، اَلاَوَّلُ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے جو ذات گرامی ازلیت سے اتصاف پذیر ہے جو ہمیشہ سے ہے، جس سے پہلے اور کوئی چیز نہیں حتیٰ کہ خود زمانہ اور وقت بھی اس کا ہم اقران نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بھی مخلوق ہے اور حادث ہے، ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾ (الحدید: ۳) "وہ سب سے پہلا اور پچھلا ہے" اور اَلاَوَّلِیْنَ، اَلاَوَّلُ کی جمع ہے، گزشتہ قومیں، گذشتہ انبیاء۔ (لسان القرآن ص ۱۳۳)

فائدہ علمیہ: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ﴾ سے امام شافعی نے دعاء استفتاح کا استخراج کیا ہے، دعائے استفتاح ملاحظہ کریں: ﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الانعام: ۷۹، اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۴۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے امت محمدیہ کو اپنے پیغمبر کی وساطت سے وصیت کی کہ وہ صراط مستقیم پر رواں دواں رہیں دیگر راستوں سے دور رہیں، بعد ازاں تورات کی شریعت کا ذکر فرمایا جو قرآن کی شریعت کے مشابہ تھی، بعد ازاں تمام مخاطبین کو آگاہ کیا کہ آخر زمانہ میں حوادثات رونما ہوں گے اور امت مسلمہ میں افتراق رونما ہوگا جس کے سبب مذاہب رونما ہوں گے بدعات کا دور دورہ ہوگا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر فرقہ اپنے اپنے امام اور پیشوا کے مذہب کی جانب دعوت دے گا وحدت ملت کا شیرازہ بکھر جائے گا حق وصداقت نظروں سے اوجھل ہو جائے گا اور برائے نام مسلمانوں میں دشمنی کے جراثیم بڑھتے چلے جائیں گے جیسا کہ پہلی امتوں میں افتراق و اختلاف نے انہیں تباہی و بربادی کے کنارے لا کر کھڑا کیا۔ (فتح البیان نواب صدیق الحسن ج ۳ ص ۲۷۴)

تشریح: معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے اس میں وضاحت کی کہ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ کے علاوہ سبھی فرقے دوزخی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفسار کیا وہ کونسا فرقہ ہے آپ نے فرمایا وہ لوگ جو میرے اور میرے رفقاء صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔
(صحیح ابی داؤد کتاب السنۃ باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۱۷، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸، مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۲، صحیح الجامع الصغیر ح ۲۶۴۱، السنۃ لابن ابی عاصم ج ۱ ص ۶۵، الروض النضیر ص ۵۰، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الایمان باب ۵)

آیت مبارکہ ۱۵۹ میں اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ آپ ان سے نہیں ہیں یا آپ کو ان سے ان کی فرقہ بندی کے بارے میں استفسار نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ آپ کی ذمہ داری تو صرف احکام الٰہیہ کو پہنچانا ہے لیکن یہ آیت مبارکہ قتال کی آیت مبارکہ کے سبب منسوخ ہے، بعد ازاں نبی اکرم ﷺ کو تسلی عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی مشیت کا جو تقاضا ہوگا اس کے مطابق انہیں بدلہ دے گا جبکہ قیامت کے دن ان کے خلافِ شریعت کاموں پر انہیں عمل مکافات سے گزارے گا، مخالفین کی سزا کا ذکر کرنے کے بعد ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں انہیں ایک نیکی کے بدلے میں کم از کم دس نیکیاں حاصل ہوں گی ان سے زیادہ کا ذکر بھی احادیث میں وارد ہے سات صد، بلکہ ہزاروں تک کا ذکر ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا فضل بہت وسیع ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا : برائی کا بدلہ اس کے برابر ہوگا چنانچہ مشرک انسان ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور مسلمان شخص جس سے نافرمانی سرزد ہوگی اگر اللہ سے عفو کا طالب نہ ہوگا، لیکن اگر اللہ کی بارگاہ میں عفو و مغفرت کی بھیک طلب کرے گا یا اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب ہوں گی تو یقیناً اللہ پاک ایسے شخص کو اپنی رحمت کے ساتھ ڈھانپ لے گا اور اسے معاف فرمائے گا کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے دلائل اس حقیقت کو بیان کر رہے ہیں کہ جو شخص برائی کا مرتکب ہوتا ہے فواحش اور منکر کاموں نے اس کا گھراؤ کر رکھا ہے تو اس کو اس کے برے عمل کے برابر سزا ملے گی، مقصود یہ ہے کہ برائی نے جس قدر اس کے مزاج کو بگاڑا ہوگا اسی قدر اس کو سزا میں گرفتار ہونا پڑے گا یہاں تک کہ برے اثرات کافور ہو جائیں۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ : ظلم سے مقصود کسی چیز کا کم ہونا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا﴾ (الکہف:۳۳) ''دونوں فریق اعمال صالحہ بجالانے والے اور برائی کے مرتکب ہونے والے اللہ کی جانب سے انہیں بدلہ ملے گا'' ان پر ہرگز ظلم نہ ہوگا اس لئے کہ اللہ پاک عقل اور نقل کے لحاظ سے ظلم سے منزہ ہے، اور اللہ کی ذات کے علاوہ اس دن کسی کی حکومت ہی نہ ہوگی اس لئے ظلم کا امکان ہی نہیں ہے جیسا کہ دنیا میں شریر قسم کے لوگ اپنی طاقت کے بل بوتے پر کمزور لوگوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس کو انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا اور آپ نے اس کو اپنے پروردگار سے بیان فرمایا، ارشاد الٰہی ہے اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام اور تم پر بھی حرام کیا ہے تم نے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم سے دور رہنا ہوگا۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۶، الاربعین للنووی ح ۲۴)

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ : چونکہ سورۃ الانعام دیگر تمام سورتوں سے اصول دین کو دلائل کے ساتھ واضح کرنے میں جامعیت کی حامل ہے، مزید برآں نہ صرف یہ کہ اس سورت کے مشمولات کا شبہات کا ازالہ کرنے میں خصوصی کردار ہے بلکہ مشرکین کے باطل عقائد اور خرافات کا قلع قمع بھی کر دیا ہے اب اس سورۃ کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ مکمل جامعیت کے انداز میں نہایت مختصر الفاظ کے ساتھ انہیں آگاہ کریں کہ دین اسلام صراط مستقیم ہے بلکہ دین ابراہیمی ہے جب کہ مشرک اور اہل کتاب جس دین کو پیش کر رہے ہیں وہ دین صحیح نہیں اس میں تحریف ہو چکی ہے لیکن آپ ﷺ نے جس دین کو قول اور عمل کے لحاظ سے پیش کیا ہے وہ دین مکمل ہے آپ نے اس دین کو نہایت عمدہ انداز کے ساتھ اسی شکل میں پیش کیا ہے جس کی بنیاد ابراہیم علیہ السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے استوار کی تھی جب کہ اکثر و بیشتر لوگوں نے اس دین سے انحراف کیا مکہ والوں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا، یہودیوں نے عزیر پیغمبر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا یا جز یا اللہ ہی قرار دیا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ : صلوٰۃ سے مقصود نماز ہے فرض یا نفل، نُسُك سے مقصود عبادات ہیں بالخصوص حج مراد ہے اور زندگی اور موت دونوں اللہ کی رضا میں بسر ہوں جس طرح زندگی اطاعت الٰہیہ میں بسر ہو اسی طرح موت کے وقت بھی اللہ کی اطاعت اور اس کی جانب سپردگی کا داعیہ اجاگر ہو، اخلاص جلوہ فرما ہو۔

لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ : اور میں اپنے اعمال و اقوال کے اعتبار سے مسلمانوں کا مقتدا ہوں، جس کے یہ معنی ہیں کہ میری زندگی مسلمانوں کیلئے اسوہ حسنہ ثابت ہوگی، جب اللہ کی ربوبیت میں اس کا کوئی شریک نہیں تو ضروری ہے کہ عبادت میں بھی اس کیساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے اسی کا ہی مجھے حکم دیا گیا اور میں پہلا وہ شخص ہوں جو احکام الٰہیہ کے مطابق رواں دواں ہوں۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا : توحید فی الالوہیت کے بعد توحید فی الربوبیت کا بیان ہو رہا ہے کہ ممکن نہیں کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو پروردگار تسلیم کروں جب کہ وہ تمام مخلوق کا پروردگار ہے وہی ذات فرشتوں، مسیح علیہ السلام، سورج، چاند، ستاروں اور بتوں کا رب ہے اور جب اللہ پاک ہی خالق اور مدبر ہے تو ہرگز جائز نہیں کہ میں اپنے پروردگار کا انکار کروں اور کیسے مخلوق کو اپنا رب قرار دوں جب کہ سبھی مشرکوں کا نظریہ ہے کہ ان کے معبود اللہ کی مخلوق ہیں، جبکہ اللہ ہی رب العالمین ہے اور وہ تمام مخلوق کا خالق ہے۔

وَلَاتَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ : جس شخص نے جس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اسی کو ہی پکڑا جائے گا کسی کا دوسرے شخص کے سبب مؤاخذہ نہیں ہوگا سبھی گنہگاروں نے قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہوگا لیکن آیت مبارکہ ﴿وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ (العنکبوت:۱۳) سے مقصود اپنے گناہوں کیساتھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ ان پر رکھے جائیں گے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا تھا۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ : قیامت کے دن تم سب نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اسوقت حق و باطل کا امتیاز ہو جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ : اللہ نے تمہیں گذشتہ امتوں کا خلیفہ بنایا ہے اور تم میں بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے تفوق عطا کیا ہے یعنی پیدائش، رزق، قوت، ضعف، علم، عقل، حسن، قبح، فقر، غنا، شرف اور خست میں تفاوت رکھا ہے تاکہ تمہاری آزمائش کی جائے اس لئے کہ بعض لوگ دیگر بعض لوگوں کیلئے فتنے کا باعث ہوتے ہیں، بعدازاں اللہ پاک نے ڈرایا ہے کہ آپ کا پروردگار اپنے دشمنوں کو دنیا میں تباہ و برباد کر کے جلد ہی عذاب میں بھی مبتلا کر دیتا ہے اور آخرت بھی دور نہیں، قریب ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾ (النحل:۷۷) ''قیامت کا وقوع آنکھ جھپکنے کے برابر یا اس سے بھی کم وقت میں ہو جائے گا'' نیز اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنے والا مہربان ہے ان لوگوں کو ترغیب دلانا مقصود ہے جو اس کا استحقاق رکھتے ہیں اللہ پاک کی ذات عظیم رحمت کے ساتھ موصوف ہے معاف کرنے والا ہے، مسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت کے یک صد اجزاً بنائے ہیں رحمت کے ننانوے حصص اللہ کے پاس ہیں اور رحمت کے ایک حصہ کو زمین پر نازل کیا ہے اس ایک حصہ کا نتیجہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ مروت و رحمت کا مظاہرہ کرتی ہے چنانچہ جب کوئی چارپایہ اپنے کھر کو اٹھالیتا ہے کہ اس کے بچے پر کہیں وہ واقع نہ ہو جائے اور اس سے اسے تکلیف پہنچے اسی رحمت کا نتیجہ ہے۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ باب ۴، صحیح بخاری کتاب الادب باب ۱۹، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۱۰۷، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۵، الاحادیث الصحیحہ ح ۱۶۳۴، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الاَعۡرَافِ مَكِّيَّةٌ

اٰیَاتُھَا : ٢٠٦ ‏ ٧ ‏ ٣٩ ‏ رُکُوعَاتُھَا: ٢٤

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

○○ اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا مہربان ہے ○○

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾ كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ لِتُنۡذِرَ بِهٖ وَذِكۡرٰى
لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٢﴾ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا
تَذَكَّرُوۡنَ ﴿٣﴾ وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ
دَعۡوٰىهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿٥﴾ فَلَنَسۡـَٔلَنَّ الَّذِيۡنَ اُرۡسِلَ
اِلَيۡهِمۡ وَلَنَسۡـَٔلَنَّ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيۡهِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ ﴿٧﴾ وَالۡوَزۡنُ
يَوۡمَئِذِ ۨالۡحَقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿٨﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ
مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ
فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿١٠﴾ ع

ترجمہ: الٓمّٓصٓ ۔ یہ کتاب ہے جس کو آپ کی جانب اتارا گیا ہے تو آپ کے سینے میں اس کی تبلیغ سے کچھ تنگی نہیں ہونی چاہیے تا کہ آپ اس کے ساتھ ڈرائیں اور وہ ایمان والوں کیلئے نصیحت ہے۔تم اس کی پیروی کرو جس کو تمہاری جانب تمہارے پروردگار کی جانب سے اتارا گیا ہے اور تم اس کے سوا دوستوں کی پیروی نہ کرو تم تو بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔اور کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ و برباد کیا پس ان کے پاس ہمارا عذاب رات کے وقت آن پہنچا جب وہ آرام کر رہے تھے یا دو پہر کے وقت جب کہ وہ قیلولہ کر رہے تھے۔پس نہیں تھا ان کا کہنا جب ان کے پاس ہمارا عذاب آن پہنچا البتہ یہ کہ انہوں نے کہا بلا شبہ ہم ظالم تھے۔پس یقیناً ہم ان لوگوں سے سوال کریں گے جن کی جانب (پیغام رسالت) بھیجا گیا اور یقیناً ہم پیغمبروں سے سوال کریں گے۔پس البتہ ہم ان کے سامنے علم کی روشنی میں بیان کریں گے اور ہم غیر حاضر نہیں ہیں اور (اعمال کا) وزن اس دن منصفانہ ہوگا تو جس شخص کی نیکیاں بھاری ہوں گی تو یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔اور جن کی نیکیاں ہلکی ہوں گی پس یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں رکھا اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں قرار عطا کیا اور ہم نے تمہارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے وہاں معیشت کے اسباب مہیا کیے تم کم ہی شکرادا کرتے ہو۔

لغوی تحقیق : ثَقُلَتْ مادہ (ث ق ل) ہے بھاری ہونا، بھاری بھرکم ہونا، اجساد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور معانی کیلئے بھی، ثَقُلَ السَّمعُ قدرے بہرہ ہونا، ثَقُلَ القَولُ کسی بات کا سامع ناگوار ہونا، ثَقُلَ المَرِیضُ سخت بیمار ہونا، ثَقِیل بھاری یا وزنی ہونا، زمین سے لگ جانا، اِثَاقَلَ اِلَی الاَرْضِ زمین سے لگ جانا، اٹھ کھڑے ہونے سے پس و پیش کرنا، اَلثَّقَلُ مسافر کا ساز و سامان اور اس کے نوکر چاکر، اَثْقَالُ زمین کا مدفون مال، مردے، ثَقَلَین جن وانس، اَلْمِثقَال تولنے کے اوزار، وزن۔

بَیَاتًا مادہ (ب ی ت) ہے، گھر، ٹھکانہ، شرافت اور عیال، ابن فارس کے نزدیک ہر وہ شے جس میں متفرقات کو جمع کر دیا جاتا ہے، جمع بیوت، ابیات ہے، بَیتُ العَنکَبُوت مکڑی کا جالا، اَلبَیَات شبخون مارنا، اَلبَائِت رات کا باسی کھانا، اَھلُ البَیتِ خانوادہ نبوت، بَیَّتَ :رات کے وقت سازش کرنا، چونکہ گھر میں رات گذاری جاتی ہے اس لئے اس کو بیت کہتے ہیں۔(لسان القرآن ص ۲۴۳)

فائدہ علمیہ: ثقل اعمال اور روزن اعمال کے مجازی اور عرف عام میں تو یہ معنی ہیں کہ حشر کے دن اعمال انسانی کو کمیت و کیفیت کے اعتبار سے جانچا اور پرکھا جائے گا اور اس کے مطابق ہر شخص کی آئندہ زندگی کا تعین ہوگا لیکن اعمال کی جانچ پرکھ کیسے ہوگی؟ اور ان کو کیوں کر تولا جائے گا؟ اس پر معتزلہ اور محدثین میں خوب خوب بحثیں ہوئیں، محدثین اور جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ اعمال اگر چہ کوائف و اعراض ہیں اور ان کا شمار حدودِ معنی میں ہوتا ہے تاہم ان کا ایک وزن ہے یوم حشر میں ان اعراض کو اجساد کے قالب میں ڈھال دیا جائے گا اور ان کو تولا جائے گا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اعمال سے مراد وہ صحائف ہوں جن پر اعمال انسانی رقم ہوں گے اس صورت میں اشکال بالکلیہ رفع ہو جاتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ گو اعراض و کوائف کا جسمانی صورت اختیار کر لینا عقلیت پسندی کے دور میں خلاف عقل ہونا مسلم ہے تاہم غور کیجئے تو اس میں کوئی استحالہ نظر نہیں آتا کہ عوارض و معانی حقائق جسمانی میں بدل جائیں، آج کمپیوٹر کی ایجاد نے ثابت کر دیا ہے کہ بہت سی ایسی چیزیں جن کا تعلق اقلیم معنی سے ہے حسیات کے دائرے میں داخل ہیں، خواب ہی کی حقیقت پر غور کیجئے یہاں ذہنِ انسانی میں ایسا گوشہ ہے جہاں خیالات و افکار تو سراسر معانی میں ایک عالم رنگ و بو کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور اگر ایسا ہونا ممکن ہی نہیں، روز مرہ کا مشاہدہ ہے تو عالم حشر میں اعمال کا اجسام کی شکل اختیار کر لینا کیا مشکل ہے؟ اس بنا پر اس آیت کو اگر ٹھیٹھ ظاہری معنوں میں لیا جائے تب بھی کسی استحالہ یا عقلی اشکال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔(لسان القرآن ص ۲۹۵)

سورۃ الاعراف کے مضامین پر مختصر تبصرہ: اس کی آیات دوصد پچاس ہیں یہ سورت مکمل ایک ہی بار سورۃ الانعام سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اگرچہ سورۃ الانعام اور الاعراف مضامین کے لحاظ سے مشترک ہیں جب کہ سورۃ الانعام میں جامعیت زیادہ ہے، عقائد کے اصول اور دین اسلام کے کلیات پر محتوی ہے گویا کہ سورۃ الانعام میں جو کچھ بیان ہوا اس کی تشریح کو اس سورت میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، بالخصوص رسول اکرم ﷺ کی بعثت کو عمومیت پر محمول کیا گیا ہے، مزید برآں اس میں آپ سے پہلے پیغمبروں کے واقعات کو ذرا بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کے واقعات اور ان کی امتوں کے کوائف، مزید ان کی تباہی و بربادی کو تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔(المراغی ج ۳ ص ۲۵۸)

تشریح: الٓمٓصٓ حروف مقطعات ہیں اس کے چار حروف ہیں ان کو الگ الگ پڑھا جاتا ہے، الف، لام، میم، صاد، تفصیلاً بحث سورۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البقرۃ کے آغاز میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں، ذہن نشین فرمائیں جن سورتوں کے آغاز میں اکثر و بیشتر حروف مقطعات اور کتاب قرآن پاک کا تذکرہ ہے وہ سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں تھیں ان میں کفار کو اسلام کی جانب دعوت دی گئی ہے، مزید نبوت اور وحی کو بیان کیا گیا ہے البتہ جو سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں ہیں جیسا کہ سورۃ البقرۃ اور آل عمران ہیں ان میں دعوت اسلامی کا رخ اہل کتاب کی جانب ہے۔

حروف مقطعات کے بارے میں بعض علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ سورتوں کے نام ہیں اور ان کے نازل کرنے میں قرآن پاک کے اعجاز کو ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب قرآن پاک ان مفرد حروف سے مرکب ہے جن سے عربی کلام بھی مرکب ہوتا ہے تو پھر اگر تم اس کا مثل پیش نہیں کر سکتے ہو تو تمہیں تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ کا کلام ہے۔

کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْكَ : قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب ہے جس کو آپ پر اتارا گیا ہے جس شخصیت پر اتارا گیا ہے وہ بھی عظمت والی ہے اور جس کتاب کو اتارا گیا ہے وہ بھی عظمت والی ہے آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اس کتاب کو لوگوں تک پہنچائیں اور اللہ کے عذاب سے خوفزدہ کریں تو آپ اس ذمہ داری کو نہایت پامردی اور تحمل کیساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں درست ہے کہ نبوت کا بوجھ کچھ معمولی نہیں ہے تاہم جس طرح آپ سے پہلے اولوالعزم پیغمبروں نے نہایت پامردی کیساتھ اس ذمہ داری کو اٹھایا اسی طرح آپ بھی اس کے اٹھانے میں صبر کے دامن کو نہ چھوڑیں، آپ اس بوجھ کے اٹھانے میں دل میں تنگی محسوس نہ کریں، نہ اس کو بوجھ سمجھیں بلکہ نہایت خوش دلی اور انبساط کے ساتھ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں، یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اللہ کی مخلوق انسانوں اور جنوں کو ہدایت الٰہیہ کی جانب راغب کرنا آسان کام نہیں ہے اس وادیٔ خارزار میں آپ کو تکالیف و محن سے دوچار ہونا ہوگا نہ صرف یہ کہ آپ کی جانب سے روگردانی ہوگی بلکہ آپ کو مطعون بھی کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ ان حالات میں انسان تنگی محسوس کرتا ہے لیکن آپ صبر و مصابرت کو اختیار کرتے ہوئے اپنے مشن کی تکمیل میں رواں دواں رہیں، آپ کے دل میں تنگی کا شائبہ تک بھی راہ نہ پائے آپ مسرت و ابتہاج کی کیفیت میں مسکراتے ہوئے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں خود کو چلاتے رہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ وَ ضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ﴾ (ھود:١٢) ''پس شائد کہ آپ ان بعض چیزوں کو چھوڑ دیں گے جن کی آپ کی جانب وحی کی گئی اور آپ کا دل اس وجہ سے تنگ ہے کہ وہ کہتے ہیں کیوں اس پر خزانہ نہیں اتارا گیا یا کیوں اس کیساتھ فرشتہ نہیں آیا؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی ذات ہر چیز پر نگران ہے'' مقصود یہ ہے کہ آپ کی جانب قرآن پاک کو اس لئے اتارا گیا ہے تاکہ آپ نہ صرف اپنی قوم بلکہ تمام لوگوں کو اس کے واقعات پیش کر کے خوفزدہ کریں اور ایمان والوں کو اپنے وعظ و ارشاد سے متاثر کرنے کی کوشش کریں۔

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ انہیں آگاہ کریں کہ تم اس کتاب کی پیروی کرو جس کو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری ہدایت کیلئے اتارا گیا ہے وہی ذات ہی تمہارا خالق ہے اور تمہارے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے اسی اکیلے کو ہی یہ شان حاصل ہے کہ اس نے تمہارے لئے شریعت کو مقرر فرمایا کچھ چیزوں کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیا اس لئے تمہیں اس کے علاوہ کسی کی پیروی نہیں کرنی چاہیے تمہارا مطاع اور شارع صرف اللہ پاک ہی کی ذات ہے اسے معلوم ہے کہ تمہارے لئے فوائد کن چیزوں میں ہیں اور نقصان دہ چیزیں کون سی ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ : لیکن تم اللہ کے علم کی جانب توجہ ہی نہیں کرتے ہو نصیحت حاصل کرنا تو دور کی بات ہے، دراصل اللہ کی اطاعت سے روگردانی کر کے مخلوق کی اطاعت کر رہے ہو، جیسا کہ اہل کتاب نے اپنے علماء اور صوفیاء کو اپنا پروردگار بنایا انہوں نے جن کو حلال قرار دیا تم نے ان کو حلال سمجھا اور انہوں نے جن کو حرام قرار دیا تم نے انہیں حرام قرار دیا بلکہ اپنی خواہشات سے دین اسلام میں اضافہ کیا۔

ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں بلا شبہ میں انسان ہوں جب میں تمہیں دین اسلام کے احکام اللہ پاک کی جانب سے بتاؤں تو تم ان کے مطابق عمل کرو اور جب میں تمہیں اپنی رائے سے کچھ بتاؤں تو چونکہ وہ میری رائے ہے اس لئے تم نے اس پر عمل نہیں کرنا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۳۶ تفسیر المنار ج ۸ ص ۳۰۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الرھون باب ۱۵)

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا : جب لوگوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اور انہیں جھوٹا قرار دیا تو ان کے اس گناہ کے نتیجہ میں اللہ نے انہیں دنیا میں ذلت سے ہمکنار کیا ان پر عذاب نازل ہوا انہیں تباہ و برباد کر دیا ان پر اس وقت عذاب نازل ہوا جب کہ وہ رات کے لمحات میں نہایت سکون کیساتھ نیند کر رہے تھے یا وہ دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے گویا کہ یہ وقت انکی غفلت، آرام و آسائش اور کھیل کود کا تھا تو جب وہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو اس وقت انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور عذاب الٰہی کی گرفت میں آنے کو انہوں نے صحیح سمجھا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کسی قوم کو اس وقت تک عذاب میں گرفتار نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ خود کو اس لائق نہ سمجھے کہ ان پر تو ان حالات میں عذاب نازل ہونا ضروری تھا۔

(صحیح ابی داؤد کتاب الملاحم باب ۱۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۲۲، مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۰، تفسیر طبری ج ۵ ص ۱۵۸)

فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ : عذاب میں گرفتار ہونے کے وقت ان کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ فی الحقیقت ہم ظالم تھے اور ہم پر عذاب نازل ہونا چاہیے تھا۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ : قیامت کے دن جہاں عوام الناس سے استفسار کیا جائے گا کہ انہوں نے پیغمبروں کی باتوں کا کیا جواب دیا تھا؟ وہاں پیغمبروں سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے اللہ کے احکامات کو پہنچایا تھا؟ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی، مسلمانوں کے امیر المؤمنین سے دریافت کیا جائے گا کہ اس نے اپنے ماتحت لوگوں کی ذمہ داریوں کا خیال کیا تھا ہر انسان سے اس کے اہل و عیال کے بارے میں دریافت کیا جائے گا اور بیوی سے اس کے خاوند کے بارے میں دریافت کیا جائے گا غلام سے اس کے آقا کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب ۱۱، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۵، صحیح ترمذی کتاب الجہاد باب ۲۷، صحیح ابوداؤد کتاب الامارۃ باب ۱)

قرآن پاک میں وارد ہے: ﴿وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (القصص: ۷۸) ''مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں دریافت نہیں کیا جائے گا'' تو اس آیت کا حکم پہلی آیت کے خلاف ہے کہ ہم پیغمبروں اور جن کی جانب انہیں بھیجا گیا دونوں سے دریافت کریں گے اس کا جواب واضح ہے کہ ان دونوں کا محل الگ الگ ہوگا۔ (فتح البیان ج ۳ ص ۲۸۶)

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ : قیامت کے دن اللہ پاک اپنے بندوں کو بتائے گا جو کلمات ان کی زبان سے نکلے اور جو کام انہوں نے کئے اس لئے کہ اللہ کی ذات سے کوئی چیز مخفی نہیں اور اللہ کسی چیز سے غافل بھی نہیں وہ تو سینوں میں پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿وَمَاتَسۡقُطُ مِن وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَاوَلَاحَبَّةٍ فِيۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّافِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ﴾ (الانعام:۵۹)''اورکوئی پتہ نہیں گرتا ہے مگر اللہ کو اس کا علم ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ تر اور نہ خشک مگر وہ روشن کتاب میں ثبت ہے''

وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَئِذِ الۡحَقُّ : قیامت کے دن اعمال کے وزن کے لئے عدل کے ساتھ ترازو رکھا جائے گا اعمال کے وزن کی کیفیت میں اختلاف ہے ان کاغذات کا وزن ہوگا جن پر اعمال تحریر ہوں گے یا اعمال ہی کا وزن ہوگا، اگر چہ اعمال معنوی ہیں لیکن قیامت کے دن ان کو اجسام دے دیئے جائیں گے، حدیث میں وارد ہے سورۃ البقرۃ وال عمران قیامت کے دن بادلوں کی شکل یا پرندوں کی جماعت کی شکل میں آئیں گی۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب ۴۰، صحیح ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۴، مسند احمد ج ۵ ص ۲۴۹، ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۴)

بہر حال ترازو قائم ہوگا اعمال کے وزن کی کیفیت کو اللہ پاک بہتر جانتے ہیں، مزید برآں وزن اور میزان کا تذکرہ قرآن پاک میں وارد ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿وَنَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡئًا﴾ (الانبیاء:۴۷)''اور قیامت کے دن ہم عدل کے ترازو رکھیں گے تو کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا'' البتہ کفار کے لئے ترازو قائم نہیں ہوگا ان کے اعمال رائیگاں چلے جائیں گے اعمال کے وزن کے لئے ترازو کے قیام کا اثبات ایک دوسری حدیث سے بھی ہو رہا ہے، ارشاد نبوی ہے میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے لایا جائے گا اس کے اعمال کے ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے ہر دفتر کی لمبائی، پہنائی آنکھ کی نظر کے انتہاء کی پیمائش کے برابر ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا ان دفاتر میں درج کسی برائی کے بارے میں تجھے انکار ہے؟ کیا تحریر کرنے والے نگران فرشتوں نے تجھ پر کہیں ظلم تو نہیں کیا؟ وہ نفی میں جواب دے گا، ہرگز نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے کیا تیرا کوئی عذر ہے؟ یا تیرا کوئی عمل صالح ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے میرے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بلاشبہ ہمارے پاس تیرا ایک صالح عمل ہے آج ہرگز تجھ پر ظلم نہیں ہوگا چنانچہ کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا اس میں اس کا عمل تحریر ہوگا «اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ» تو وہ شخص اس کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھ کر کہے گا اتنے دفاتر کے مقابلہ میں اس چھوٹے سے کاغذ کی کیا حقیقت ہے، اس کو جواب دیا جائے گا آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا چنانچہ برائیوں کے دفاتر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو کاغذ کے ٹکڑے والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور دوسری طرف کا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا۔ (صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۷، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۵، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب القیامہ باب ۱۲) اسی لئے عربی شاعر نے کہا ہے ؎

مَهۡمَا تَفَكَّرۡتُ فِيۡ ذُنُوۡبِيۡ خِفۡتُ عَلٰى قَلۡبِيۡ اِحۡتِرَاقَهٗ

لٰكِنَّهٗ يَنۡطَفِيۡ عَنِيۡ بِذِكۡرِ مَا جَاءَ فِي الۡبِطَاقَةِ

''جب میں اپنے گناہوں کا جائزہ لیتے ہوئے سوچتا ہوں تو مجھے خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ میرا دل تو جل جائے گا لیکن کاغذ کے پرزہ پر کلمہ توحید کی تحریر میری آگ کو بجھا دیتی ہے'' اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہو رہی ہے «كَلِمَتَانِ خَفِيۡفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيۡلَتَانِ فِي الۡمِيۡزَانِ حَبِيۡبَتَانِ اِلَى الرَّحۡمٰنِ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ» (صحیح بخاری کتاب التوحید آخری باب، صحیح مسلم کتاب الذکر باب ۱۰، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۶۱ صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ : ہم نے زمین کو تمہارا وطن قرار دیا تم اس پر رہائش رکھتے ہو اور زندگی بھر تم کھانے پینے کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے ہو یہ سب میرے احسانات ہیں تم اپنی بنیادی ضرورتوں کے علاوہ بھی پھل فروٹ تناول کرتے ہو تمہاری زندگی شاہانہ گزرتی ہے جبکہ تم نہ صرف حلال جانوروں کا گوشت تناول کرتے ہو بلکہ مچھلیوں کی مختلف اقسام کا گوشت تمہارے کام و دہن کو ایسی چاشنی سے لطف اندوز کرتا ہے جس کی لذت کی کیفیت کو بیان کرنا ممکن نہیں مطعومات کے علاوہ مختلف ذائقوں اور خوشبوؤں والے مشروبات تمہارے سکون و اطمینان میں مزید اضافہ کے موجب ہوتے ہیں اور سیر و سیاحت کے لئے آرام دہ ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں کی سہولت حاصل ہے بلکہ تیز رفتار طیارے اور بحری جہاز جن میں آرام و آسائش کے مکمل انتظامات کیساتھ ساتھ متنوع قسم کے مشروبات اور پھل وغیرہ کام و دہن کی لذت کیلئے ہر لحہ دستیاب رہتے ہیں سفر کو مزید آسان بنانے کیلئے سڑکوں کا جال پھیلا ہوا ہے اور سکون و اطمینان کے ساتھ سفر کے لئے موٹر وے وغیرہ کا جدید انتظام موجود ہے جس میں سفر کرتے وقت سفر کا احساس تک نہیں ہوتا، بیماروں کیلئے ایسے مقوی، نفیس مسکن مشروبات، خمیرہ جات اور مفرحات دستیاب ہیں جن کے استعمال سے تھکاوٹ کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا، ان انعامات کے دستیاب ہونے پر اللہ پاک کا تشکر و امتنان کا اظہار نہایت عمدہ انداز کے ساتھ کیا جائے جبکہ شکر گزار بندے نہایت قلیل تعداد میں ہیں، ارشاد ربانی ہے:﴿وَ قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّكُورُ﴾ (سبا:١٣) ''شکر گزار بندے کم ہیں'' اور اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ اللہ کے سوا معبودان باطلہ کیساتھ وابستگی رکھتے ہیں انہیں سفارشی سمجھتے ہیں اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے اس کی بارگاہ میں حاضری دینے سے کنی کتراتے ہیں نفس امارہ کی خواہشات کی تکمیل میں شب و روز منہمک رہتے ہیں لیکن روح کی بالیدگی اور اس کی پاکیزگی کی جانب دھیان ہی نہیں ہوتا اخروی، ہمیشہ کی زندگی کے حصول کیلئے متحرک نہیں ہوتے بلکہ توجہ ہی نہیں کرتے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١١﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے تم کو (یعنی تمہارے باپ کو) پیدا کیا پھر ہم نے (تمہارے باپ کی) تصویر کشی کی پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ تھا۔ اللہ نے کہا تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے جب کہ میں نے تجھے حکم دیا اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ

www.KitaboSunnat.com

سے پیدا فرمایا اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ نے حکم دیا کہ تو آسمان سے اتر جا اس لئے کہ تیرے لئے لائق نہیں کہ تو اس میں تکبر کرے پس تو نکل جا، بے شک تو ذلت والوں سے ہے۔ اس نے کہا (خدا کے لئے آپ مجھے) اس دن تک مہلت دیں جب انسانوں کو اٹھایا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا بے شک تو ان سے ہے جنہیں مہلت دی گئی ہے۔ اس نے کہا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے تو میں لوگوں کیلئے تیرے سیدھے راہ پر بیٹھوں گا۔ (تا کہ میں ان کو اس سے روکو) پھر میں ان کے پاس ان کے آگے، ان کے پیچھے، ان کے دائیں جانب اور ان کے بائیں جانب سے آؤں گا اور تو ان میں سے زیادہ لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔ اللہ نے حکم دیا تو آسمان سے نکل جا تو مذمت والا دھتکارا گیا ہے جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو میں دوزخ کو تم سب سے بھر دوں گا۔

لغوی تحقیق: مَذۡءُوۡمًا ذلیل وخوار ہو کر، مادہ (دح ر) ہے، دَحۡرَ دھتکارنا، دور کرنا، رحمت حق سے محروم کرنا، اس میں توہین وتذلیل کا پہلو بھی پایا جاتا ہے، نهج البلاغه میں علی رضی اللہ عنہ کی دعا مروی ہے اس میں ہے: وَاَسۡتَعِيۡنُهٗ عَلٰى مَدَاحِرِ الشَّيۡطٰنِ ''میں اللہ تعالیٰ سے ان اعمال کی استطاعت چاہتا ہوں جن سے شیطان راندہ جائے''

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان آیات سے پہلی آیت میں اپنے بندوں پر اپنے انعامات کا تذکرہ فرماتے ہوئے واضح کیا کہ وہ انہیں زمین پر اقتدار سے نوازتا ہے اور معیشت کی متنوع ضرورتوں کو مہیا فرماتا ہے اس کے بعد ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس شرف سے نوازا اس کا ذکر کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی استعداد سے نوازا ہے کہ وہ درجہ کمال تک رسائی حاصل کر سکتا ہے لیکن کمال کے حصول کی کشمکش کے دوران سب سے بڑی رکاوٹ شیطان کا وسوسہ ہے جو انسان کا بہت بڑا، کھلم کھلا دشمن ہے وہ اپنا پورا زور اسی بات پر صرف کرے گا کہ انسان درجہ کمال تک پہنچنے نہ پائے پس ان رکاوٹوں کو پامال کرنے کی قوت کو اگر انسان اجاگر رکھے گا تو ممکن نہیں کہ شیطان کو کامیابی حاصل ہو بلکہ وہ ذلت وخواری کے ساتھ اپنی ناکامی پر کف افسوس ملے گا۔

تشریح: اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو مخاطب کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہم نے تمہارے باپ آدم کو کھڑکھتی ہوئی چکنی مٹی سے پیدا فرمایا پھر اسی مادہ سے انسان کی شکل وصورت میں اسے مستقیم القامت بنایا اس میں روح کو ڈالا پھر جب اس میں زمین کا خلیفہ ہونے کی استعداد جلوہ گر ہوئی اسے تمام اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں لیکن ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور استکبار پر اتر آیا جب کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا عبادت کا سجدہ نہ تھا اس لئے کہ دلائل قاطعہ موجود ہیں کہ عبادت کے لائق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی ہی ہستی ہے اس پر اللہ نے اس سے استفسار کیا کہ تو نے میرے حکم کو تسلیم کیوں نہیں کیا، تو نے سجدہ کرنے والوں میں خود کو شریک کیوں نہیں کیا؟ اس نے جواب دیا میرے سجدہ نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس لئے کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے جب کہ آگ کو مٹی پر شرف حاصل ہے اور جس مخلوق میں شرف موجود ہو وہ اس مخلوق کو کیسے سجدہ کرے جس کا درجہ اس سے کمتر ہے؟ اگرچہ سجدہ کرنے کا حکم پروردگار عالم ہی کیوں نہ دے۔

غور فرمائیں! ابلیس کی گفتگو حماقت پر مبنی ہے اس لئے کہ وہ خالق کائنات پر کھلے انداز میں اعتراض کر رہا ہے اور اس کے حکم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی کر رہا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات کو تمام اختیارات حاصل ہیں اس کے احکام پر اعتراض کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اللہ پاک جو حکم دیں کوئی فرد بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں اس پر اعتراض نہیں کر سکتا جب کہ تمام مخلوق اللہ کے سامنے جواب دہ ہے، اللہ کا ہر قول اور فعل حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جب کہ ابلیس کا انکار قیاس پر مبنی ہے کہ میری پیدائش آگ سے ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے اور آگ مٹی سے کہیں بہتر ہے، معلوم ہوا جو شخص بھی کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے مقابلہ میں اپنی عقل کو مقدم سمجھتا ہے اور قیاس کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے قیامت کے دن وہ شخص ابلیس کے ساتھ ہوگا۔

مزید برآں ابلیس کا استدلال کہ جس مادہ سے میری تکوین ہوئی ہے وہ بہتر ہے جب کہ مادیت کے لحاظ سے کسی مادہ کو برتری عطا کرنا اعتباری چیز ہے، اس میں مفکرین کی آراء میں اختلاف ہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ کستوری کو کس قدر عظمت حاصل ہے جب کہ اس کا اصل مادہ خون ہے اسی طرح فرشتوں کی تخلیق نور سے ہے اور ابلیس کی تخلیق آگ سے ہے جب کہ نور کا مقام آگ سے کہیں بلند ہے اور فرشتوں نے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

نیز نباتات و حیوانات جن کا وجود زمین پر ہے ان کی تخلیق بلاواسطہ یا بالواسطہ مٹی سے ہے، حیوانات کی خوراک نباتات سے ہے اور نباتات کے لئے مٹی کا ہونا ضروری ہے اس لحاظ سے مٹی کو آگ پر زبردست شرف حاصل ہے جب کہ مٹی کے مقابلہ میں آگ کو کچھ بھی برتری حاصل نہیں ہے، دراصل ابلیس کا جرم اس کا تکبر کرنا ہے، تکبر اللہ کا وصف ہے اس وصف سے جو بھی اپنے آپ موصوف کرتا ہے وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اس کے مقابلہ میں متواضع ہونا ایسا وصف ہے جس کے سبب اللہ پاک متواضع کو بلند مقام عطا فرمائے گا، صحیح حدیث میں وارد ہے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ''تم تواضع اختیار کرو کوئی شخص اپنے بھائی پر فخر نہ کرے'' (صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۴۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۱۶، الاحادیث الصحیحہ ح ۵۷۰، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۶)

اور انسان میں علمی و عملی استعداد خصوصیت کے ساتھ اسے بہت بلند مرتبہ پر فائز کرتی ہے اسی لئے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس لحاظ سے آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ٹھہرے اور فرشتے خلقت اور اپنے پروردگار کی اطاعت کے لحاظ سے ابلیس سے افضل ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انسان کو ارادہ اور اختیار کے لحاظ سے آزادی ہے اگر چاہے تو فرشتوں کی جانب اڑان کرے اور اگر چاہے تو شیاطین کی جانب اتر کر خود کو مجسمۂ شیطان بنا دے، مزید معلومات کیلئے تفسیر اصدق البیان ج ا ص ۱۶۱-۱۶۲ کا مطالعہ کریں۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا : جب ابلیس نے تکبر کیا تو اللہ نے ابلیس کو حکم دیا کہ تو جنت سے اتر جا، مقصود یہ ہے کہ جب تو نے تکبر کیا ہے تو اب تیرا مسکن جنت نہیں ہے ظاہر ہے کہ جنت تو ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں محو رہتے ہیں تواضع اختیار کرتے ہیں جنت میں رہتے ہوئے تیرے لئے ہرگز جائز نہیں کہ تو تکبر پر اتر آئے اس لئے کہ تکبر تو اللہ پاک کی ذات کے لئے خاص ہے، مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہے، ارشاد نبوی ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا اسے جنت میں داخلہ نہیں ملے گا جنت کے داخلہ کے مستحق وہ لوگ قرار پائیں گے جو اسلامی معاشرہ میں کمزور سمجھے جاتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اگر وہ اللہ کی ذات کی قسم اٹھا کر عرض کریں کہ فلاں کام ضرور ہونا چاہیے تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب ح ۱۲۸۹ باب ۶۱ طبع دار السلام، صحیح مسلم کتاب الایمان ج ا ص ۶۵ باب ۳۷، صحیح ابو داؤد کتاب اللباس ج ۲ ص ۷۷۱ باب ۲۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد ج ۲ ص ۴۰۵ باب ۱۶، مسند احمد ج ا ص ۴۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث قدسی میں ہے اللہ پاک فرماتے ہیں تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص ان دونوں عظمتوں کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب ۳۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۱٦، صحیح ابوداؤد کتاب اللباس باب ۲۸، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷٦، الادب المفرد للبخاری ح ۵۵۲)

فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ : بلاشبہ تیرا شمار ذلیل لوگوں سے ہے نہ صرف یہ کہ تو اللہ اور اس کے دوستوں کے نزدیک ذلیل ہے بلکہ ہر انسان تجھے مذموم سمجھے گا اور تجھ پر لعنت کرے گا جو شخص متکبر ہوگا ذلت اس کے ساتھ لازم ملزوم ہے، ارشاد نبوی ہے جو شخص اللہ کی رضا کے حصول کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا بظاہر وہ معمولی انسان ہے جب کہ درحقیقت وہ انسان صاحبِ عظمت ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۹، صحیح الترمذی کتاب البر باب ۸۱، سنن دارمی کتاب الزکوٰۃ باب ۳۴، مسند احمد ح ۸۹۹٦، ارواء الغلیل ح ۲۲۰۰، الاحادیث الصحیحۃ ح ۲۳۲۸، مؤطا امام مالک کتاب الصدقۃ ح ۱۲)

قَالَ أَنْظِرْنِيْ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ : اس وقت ابلیس نے کہا مجھے اس وقت تک مہلت دیجئے جب کہ لوگوں کو قبروں سے نہ اٹھایا جائے، اس مطالبہ سے اس کا مقصود یہ تھا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرنے میں طویل عرصہ مصروف رہے تا کہ انسانوں کو گمراہ کرکے اس کا احساس یہ ہو کہ اب اس نے بدلہ لے لیا ہے لیکن یہ مہلت پہلے نفخہ تک ہے جس نفخہ کے سبب روئے زمین کے تمام زندہ لوگ موت سے ہم کنار ہو جائیں گے، دوسرا نفخہ مراد نہیں، اس لئے کہ دوسرے نفخہ پر تو سبھی کو اٹھالیا جائے گا، ذہن نشین کریں پہلے اور دوسرے نفخہ کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، خلاصہ یہ ہے کہ پہلے نفخہ کے وقت ابلیس پر موت طاری ہو جائے گی۔

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِيْ لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ : ابلیس ملعون نے کہا کہ مجھے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کے سبب گمراہ قرار دیا گیا ہے میں قسم اٹھاتے ہوئے کہتا ہوں میں ان کو گمراہ کرنے کیلئے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا میں انہیں صراط مستقیم سے دور کروں گا دیگر راستوں کو ان کے لئے مزین کروں گا، وہ صراط مستقیم سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ : پھر میں چاروں اطراف سے ان پر حملہ کروں گا میں ان کی گھات میں بیٹھوں گا جیسا کہ ڈاکو لوگ قافلہ کو لوٹنے کیلئے راستوں کو مسدود کرتے ہیں یعنی اپنی بھرپور استطاعت کے مطابق انہیں گمراہ کرنے میں پورا زور صرف کروں گا نتیجۃً اکثر لوگ تیری اطاعت سے دور رہیں گے کم تعداد میں ایسے لوگ ہوں گے جو میری گرفت میں نہیں آئیں گے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ إِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سباء:۲۰) ''ان کے بارے میں ابلیس کا خیال درست ثابت ہوا جب انہوں نے اس کی پیروی کی البتہ ایمانداروں کا ایک گروہ محفوظ رہا'' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان دعائیہ کلمات کو چھوڑتے نہیں تھے، ملاحظہ فرمائیں: ((اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَ مِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ)) ''اے اللہ! میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر کی جانب سے حفاظت فرما اور میں تیری ذات کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے مجھے تباہ و برباد کیا جائے''

(صحیح ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ۱۴، صحیح ابوداؤد کتاب الادب باب ۱۱۰، مسند احمد ج ۲ ص ۵، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۹)

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا : اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ابلیس! تو جنت سے نکل جا، تو مذمت کے لائق ہے تجھے اللہ اور اس کے فرشتوں کی جانب سے دھتکارا گیا ہے اور تجھے جنت سے روک دیا گیا ہے، شیطان نے جب اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے رہوں گا تو مجھے مہلت عطا کر پھر دیکھ میں کس کس حیلے اور کس کس ترغیب اور ترہیب سے انہیں راہ حق سے انحراف پر آمادہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اسے دھتکار کر جنت سے نکال باہر کیا اور اس کی بات مان لی یعنی اس بات کی اجازت دے دی کہ تو اپنی طاقت آزما لے، دین حق کی جتنی مخالفت کرتا ہے کر دیکھ، میرے جن بندوں کو مجھ سے، میرے دین سے، میری تلقین کردہ اقدار جہات سے محبت وعشق ہے وہ بہر حال تیرے قابو میں آنے والے نہیں، شیطان اور انسان کا قصہ دراصل خیر وشر کے وجودِ تکوینی کا قصہ ہے جب تک انسان اس کائنات میں موجود اور زندہ ہے یہاں قدم قدم پر اسے محرکات شر ملیں گے اسے ان کا سامنا کرنا ہوگا ان سے بچنا ہوگا ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور محرکات شر کا پورا پورا تجزیہ کر کے انہیں فرد اور معاشرے کی سطح پر دور کرنا ہوگا، خیر وشر کی یہ دوئی یا اثنینیت صرف اخلاقی و اسلامی سطح پر محسوس ہوتی ہے ورنہ کائنات کی بحیثیت مجموعی یہی سعی وکوشش ہے کہ اس امتیاز سے انسان ہر طرح کے جسمانی، ذہنی، روحانی اور انفرادی واجتماعی شر کو پہچانے، اس کا مداوا کرے یہی وہ فطرت کا عمل ہے جس سے انسان کی عقلی وتہذیبی سطح بلند ہوتی ہے، شر نہ ہو تو پھر خیر کو پہچانے، اس کو پانے اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کو پھیلانے کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں گویا کہ شر بھی اپنے اندر خیر کے بے شمار پہلو لئے ہوئے ہے، یہاں مملکت اور سیاست کے چھوٹے چھوٹے خداوندوں کے لئے بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ احکم الحاکمین تو اپنے مخالف اور شدید دشمن کو بھی مخالفت کی کھلی چھٹی دے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا لیکن ان کی طبع نازک پر ہر طرح کی مخالفت یا اپوزیشن ناگوار گزرتی ہے اگرچہ وہ مخالفت خیر خواہی پر ہی مبنی کیوں نہ ہو۔ (لسان القرآن ص۲۰۷)

لَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ : میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں آدم علیہ السلام کی اولاد سے جو شخص تیری اطاعت کرے گا کفرو شرک اور فسق وفجور کی زندگی اختیار کرے گا اور تیرے خیالات کو صحیح سمجھے گا وہ شخص دوزخ میں تیرے ساتھ رہے گا میں دوزخ کو تجھ سے اور تیرے تابعداروں سے بھر دوں گا، البتہ موحدین کے لئے عفو ومغفرت ہوگی جب وہ گناہ کی زندگی سے تائب ہو جائیں گے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ
سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا
ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ
وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ
﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

ترجمہ: اور (ہم نے کہا) اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو پس تم جہاں سے چاہو تناول کرو اور تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس درخت کے نزدیک نہیں جانا ہے کہ تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔پس شیطان نے ان کو وسوسہ کیا تا کہ وہ ظاہر کرے ان کیلئے جو ان کی نظر سے پوشیدہ تھی (ان کی شرمگاہ) اور اس نے کہا تمہارے پروردگار نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا مگر اس احتیاط کیلئے کہ تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے یا تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔اور اس نے ان دونوں کو قسم اٹھاتے ہوئے (کہا) کہ میں تمہارے خیر خواہوں سے ہوں۔تو اس نے ان کو دھوکہ دیتے ہوئے اپنی جانب جھکایا جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان دونوں کی شرم گاہیں ان کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنی شرم گاہوں پر بہشت کے درختوں کے پتوں کو چسپاں کر رہے تھے اور ان کو ان کے پروردگار نے آواز دیتے ہوئے (کہا) کیا میں نے تم کو اس درخت سے روکا نہیں تھا؟ اور کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ بلاشبہ شیطان تو انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے؟ ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرے اور ہم پر مہربانی نہ کرے تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔اللہ نے حکم دیا تم نیچے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا ہے اور مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانا ہے۔اللہ نے حکم دیا تم زمین میں زندگی بسر کرو اور وہیں تم نے فوت ہونا ہے اور وہیں سے تم اٹھائے جاؤ گے۔

لغوی تحقیق: اَلْوَسْوَسَۃُ نہایت خفی آواز جو بار بار ظہور پذیر ہو، چنانچہ زیور کے متحرک ہونے کے وقت جو آواز سنائی دیتی ہے اس کا نام بھی وسوسہ ہے اور شیطان کا انسان کو وسوسہ میں مبتلا کرنے سے مقصود وہ غلط قسم کے خیالات ہیں جنہیں شیاطین نہایت خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں جن سے انہیں جسمانی، روحانی، نقصانات پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے، اَلسَّوْءَۃُ جسم کا وہ حصہ مراد ہے کہ جس حصہ کو انسان معیوب سمجھتا ہے کہ کوئی شخص اس کو دیکھ نہ پائے مراد شرمگاہ ہے، فطری طور پر انسان شرمگاہ کو ننگا کرنے سے شرم محسوس کرتا ہے، دَلَّاهُمَا (دَلّی الشَّیْءَ تَدْلِیَۃً) کسی چیز کو آہستہ آہستہ نیچے کی جانب چھوڑنا۔(المراغی ج ۳ ص ۲۷۴)

خَصْفٌ جوتا، استعمال ہوتا ہے خَصَفَ النَّعْلَ جوتا سی لیا، گانٹھا، کسی چیز کو چپکانا، اِخْتَصَفَ کپڑے سے بدن کو ڈھانپنا، قرآن پاک میں ہے: ﴿وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ ''اور دونوں لگے اپنے اوپر درخت کے پتے جوڑنے'' آدم و شیطان کا قصہ جہاں قرآن حکیم میں مذکور ہے وہاں بائبل میں بھی بعض جزوی اصطلاحات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہاں آدم وحوا کی زندگی کے اس مرحلے کی تفصیل ہے جس میں انہوں نے شجر ممنوعہ کا استعمال کیا اور اس کے نتیجے میں ان میں پہلی بار جنسی جذبات کی تاثیر و تاثر کا احساس ہوا اور انہوں نے پتوں کے ساتھ اپنے جسم کو ڈھانپنے کی ضرورت محسوس کی، یہ قصہ دراصل درج ذیل حقائق کو بیان کرتا ہے کہ:-

(۱)۔نیکی اور برائی کے محرکات اس وقت سے برسر پیکار ہیں جب سے انسان نے تہذیب کے ایک خاص دور میں قدم رکھا۔

(۲)۔نیک لوگ برائی کو برائی جانتے ہوئے برائی کو اختیار نہیں کرتے بلکہ برائی تو بھول چوک یا فکر و استدلال کی غلط فہمی سے ابھرتی ہے جیسا کہ افلاطون کہتا ہے ''انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نیکی ہی کو پسند کرتا ہے اور یہ کہ برائی نہ جاننے سے پیدا ہوتی ہے''

(۳)۔انسانی کردار کی محکمی و استواری کیلئے قانون، ضابطہ اور کسی نہ کسی نظام کا ہونا بہر حال ضروری ہے۔

(۴)۔جس طرح معاشرہ میں تعلیم اور عقائد و تصورات انسانی کی اخلاقی و تہذیبی زندگی کی تشکیل میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح اس میں تقدم بھی انسانی سلوک وانداز پر اثر انداز ہوتا ہے اور ایک خاص طرح کا مزاج پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

۵-انسان کی تہذیبی وفلاحی زندگی کا آغاز اس وقت ہوا جب مرد اور عورت کو حیاء عفاف اور شرم کا عرفان ہوا۔ (لسان القرآن ص ٦١٧)

بلاغت: فَوَسْوَسَ میں حروف کے مکرر لانے میں نکتہ ملحوظ خاطر ہے ابلیس کے بارے میں اس کے مسلسل، بار بار انسانوں کے گمراہ کرنے کی ٹھیک طرح نقشہ کشی کی گئی ہے، اِعْشَوْشَبَ الْاَرْضُ تب کہا جاتا ہے جب گھاس کثرت کے ساتھ موجود ہو اس میں بھی حروف کا تکرار ہے، طَفِقَ کا شمار افعال مقاربہ سے ہوتا ہے جس کا عمل افعال ناقصہ کے مطابق ہوتا ہے ان کی خبر جملہ استعمال ہوتی ہے۔

(اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۷۹)

تناسب: مسلسل انسان کی نشأت اولیٰ اور جنوں سے شیطان کا تذکرہ چلا آ رہا ہے اسے انسانوں کی ہدایت کے بارے میں تمہید کی حیثیت حاصل ہے جبکہ اسکے بعد ذکر ہونے والی آیات میں انسانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ فطرت کی تکمیل کیوں کر ممکن ہے؟ دراصل اس وضاحت کے پیش کرنے میں ان پر احسان جتلانا مقصود ہے اور انکے باپ آدم علیہ السلام کی عزت وکرامت کا بیان ہے۔

تشریح: آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد آدم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں رہو، جنت میں ہی ان کی پیدائش ہوئی، آدم کو زمین سے پیدا فرمانے کے بعد زمین پر ہی انہیں آباد کیا گیا، خیال رہے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ قرآن پاک میں سات مقامات میں موجود ہے لیکن کسی مقام میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ اللہ نے آدم کو اس جنت میں آباد کیا جو دارالجزاء ہے اس لئے کہ دارالجزاء کی جنت میں ہرگز پابندی نہیں ہے کہ اس میں داخل ہونے والا شخص فلاں پھل تناول نہیں کر سکتا، دارالجزاء دارالتکلیف تو نہیں ہے، پھر وہاں ان کے نیند کرنے کا ذکر ہے اور وہاں سے ان کے نکالنے کا ذکر ہے جب کہ جنت میں نیند کا تصور ہی نہیں اور نہ کسی شخص کو جنت میں داخل کرنے کے بعد وہاں سے نکالا جا سکتا ہے، مزید برآں شیطان کے لئے جنت میں داخل ہونا ممنوع ہے جب کہ اس کو دھتکارا گیا اور اسے نکال دیا گیا، مزید برآں آیت مذکورہ سے یہ حقیقت ثابت ہو رہی ہے کہ جنت میں آدم کی بیوی تھی، انہیں اجازت تھی کہ جنت کے باغیچہ کے سبھی پھلوں کو تناول کر سکتے ہیں لیکن ایک درخت کے پھل کے تناول سے روک دیا گیا تھا اگر تناول کریں گے تو ان کا شمار ظالموں سے ہوگا۔

بخاری ومسلم میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ مائی حواء کو آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا مزید حکم دیا گیا کہ تم بیویوں کے ساتھ حسن سلوک رکھو اگر آپ چاہیں کہ اسے بالکل سیدھا کریں تو ایسا ممکن نہیں اس کا ٹیڑھا پن ختم ہونے والا نہیں اس کے ٹیڑھے پن کو ختم کرنا تو اس کو طلاق دے کر فارغ کرنا ہے، معلوم ہوا سختی کے ساتھ بیویوں کو سیدھا کرنا ممکن نہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۷۴، صحیح بخاری کتاب النکاح ح ۱۲۴ا باب ۸۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الطہارہ باب ۷۷، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب ۱۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب النکاح باب ۱۰، مسند احمد ج ۵ ص ۸، صحیح ترمذی کتاب الطلاق باب ۱۲، التعلیق الرغیب ج ۳ ص ۷۲)

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ: شیطان نے ان کے سامنے اس درخت کو خوب صورت انداز میں پیش کیا کہ تمہیں اس درخت کے پھل کے تناول کرنے سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ اس کے تناول کے بعد تم دونوں کی کیفیت فرشتوں جیسی ہو جائے گی یا تم پر کبھی موت طاری نہ ہوگی اور حلف اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، ہرگز تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کر رہا ہوں، شیطان اس درخت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھل کے تناول کی رغبت دلانے میں دھوکہ بازی سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ وہ دونوں اس کے دھوکہ میں آ گئے اور اس کی قسم کا اعتبار کرلیا، بالخصوص مائی حواء اولاً اس کے چکمہ میں آئی، حدیث میں وارد ہے کہ اگر حواء اس درخت کے تناول کرنے کی جانب آدم کو رغبت نہ دلاتی تو آدم علیہ السلام اس کے چکمہ میں نہ آتے، بلکہ کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت کرتی ہے تو وہیں سے خیانت کا آغاز ہوا۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ا،صحیح مسلم کتاب الرضاع باب ۱۹،مشکوٰۃ علامہ البانی کتاب النکاح باب ۱۰، المراغی ج ۳ص ۲۷۷)

دراصل عورت کی فطرت میں داخل ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کے سامنے اپنی خواہش کو خوبصورت انداز میں پیش کرتی ہے تو خاوند اس کے سامنے سرِتسلیم خم کر لیتا ہے نتیجۃً ظاہر ہے کہ اس درخت کا پھل تناول کرنا تھا تو نافرمانی کے سبب ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے چھپی نہ رہیں درخت کے پھل تناول کرنے کے سبب ان میں شہوت نفسانی کا ظہور ہوا اس کیفیت میں انہوں نے شرم وحیا کو محسوس کیا اور ان کے احساس میں یہ حقیقت اجاگر ہوئی کہ شرم گاہ کو ڈھانپنا ضروری ہے چنانچہ انہوں نے اپنے بدن کو جنت کے درختوں کے پتوں سے ڈھانپنا شروع کردیا۔

وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا : اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے آواز دی اور کہا میں نے تم دونوں کو فلاں درخت کے قریب جانے سے روکا نہیں تھا اور میں نے تمہیں آگاہ نہیں کیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں جنت سے باہر کردے گا جب کہ جنت کی زندگی خوش گوار ہے اور اس سے نکلنے کے بعد زندگی تکلیف دہ اور تھکاوٹ کی ہوگی، اس پر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا اور اپنے ظلم کا اعتراف کیا کہ ہم نے شیطان کی اطاعت کی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اگر تو ہماری غلطی کو معاف نہیں کریگا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا اور ہمیں راہ صواب کی جانب رواں دواں ہونے کی توفیق عطا نہ کریگا تو ہم خسارہ میں ہوں گے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ : مخاطب آدم، حواء اور ابلیس ہیں، (ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو) کہ تم اس جنت سے نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یعنی شیطان کھلم کھلا انسان کا دشمن ہے پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دشمن کی دشمنی میں غافل نہ رہے وہ تو چاہتا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس کیساتھ دوزخ میں جائیں اور تم نے زمین میں مقرر وقت تک رہنا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے جب تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا تو تم پر موت طاری ہوگی اور قیامت وقوع پذیر ہوگی۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ : تمہاری پیدائش مٹی سے ہے تم اپنی زندگی زمین میں بسر کرو گے اور جب زندگی ختم ہوگی تو موت طاری ہو جائے گی اور جب اللہ چاہے گا تمہیں نشاۃ ثانیہ کے لئے زندہ کرکے اٹھائے گا ارشاد ربانی ہے: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ (طٰہٰ:۵۵) ''مٹی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے'' (المراغی ج ۳ص ۲۷۹) سورۃ البقرۃ میں بھی اس واقعہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں، (اصدق البیان ج اص ۱۵۰)

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہ کو ڈھانپتا ہے اور خوبصورتی کا باعث ہے اور بچاؤ کا لباس سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تا کہ وہ نصیحت اختیار کریں۔ اے آدم کی اولاد! تمہیں شیطان گمراہ نہ کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا وہ ان سے ان کے لباس کو اتار رہا تھا تا کہ ان دونوں کو ان کی شرم گاہ دکھائے بے شک شیطان اور اس کی قوم تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتی ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے ہو، بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا ساتھی بنا دیا ہے جو ایماندار نہیں ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلرِّیْشُ ضرورت پورا کرنے، عریانی سے بچاؤ اختیار کرنے اور خوبصورتی کو اجاگر کرنے کا لباس، لِبَاسُ التَّقْوٰی زِرہ، خود وغیرہ لباس جس کو پہن کر بچاؤ اختیار کیا جائے، اَلْفِتْنَۃُ آزمائش، استعمال ہوتا ہے فَتَنَ الصَّائِغُ الذَّھَبَ اَوِالْفِضَّۃَ اِذَا وَضَعَھَا عَلَی النَّارِ لِیَعْرِفَ الزَّیْفَ مِنَ النَّضَارِ ، زرگر نے سونے یا چاندی کو آگ پر رکھا اور پگھلایا تا کہ اسے کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہو جائے۔

(المراغی ج ۳ ص ۲۸۰)

بلاغت: لِبَاسُ التَّقْوٰی میں استعارہ مکنیہ، تخییلیہ ہے گویا کہ پرہیزگاری بھی ایک لباس ہے، شعراء کے کلام میں کثرت کیساتھ اس کا استعمال ہوتا ہے، ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

اِذَا الْمَرْءُ لَمْ یَلْبَسْ لِبَاسًا مِنَ التُّقٰی
تَقَلَّبَ عُرْیَانًا وَاِنْ کَانَ کَاسِیًا

''جب کوئی شخص پرہیزگاری کا لباس زیب تن نہیں کرتا ہے تو وہ لباس سے عاری ہوتا ہے اگرچہ اس نے لباس پہنا ہوا ہو''

(اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۸۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے آدم اور حوا کو زمین پر اترنے کا حکم دیا اور واضح کیا کہ زمین ان کی رہائش گاہ ہے، مزید آگاہ کیا کہ شیطان ان کا دشمن ہے اب بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی اولاد کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے ان کی ضرورتوں کا بھی اہتمام کر دیا ہے، دنیوی لحاظ سے انسان کو لباس کی ضرورت ہے تا کہ وہ لباس کے ساتھ اپنی شرم گاہ کو چھپا کر رکھے اس لئے کہ عربی زبان میں شرم گاہ کے لئے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ سَوْءَۃٌ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شرمگاہ کو جب تک کپڑے وغیرہ سے چھپایا نہ جائے اس کا معیوب ہونا ظاہر باہر ہے اور پھر لباس انسان کے بدن کی زینت ہے جب کہ تقویٰ کا لباس انسان کے دل کی زینت ہے، مقصود شرم و حیا کرنا ہے اور اعمال صالحہ کے ساتھ موصوف ہونا اور برے اعمال سے بچاؤ اختیار کرنا ہے، پس تمہارے لئے ازبس ضروری ہے کہ تم ان عظیم انعامات پر اللہ کا شکر یہ ادا کرو اور اس اکیلے کی عبادت کرو، عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو پکارتے ہوئے ان پر اپنے احسان کا ذکر کیا کہ تمہارے جسم کی حفاظت اور اس کی زینت کے لئے مختلف قسم کے لباسوں کو اتارا، مقصود یہ ہے کہ اللہ پاک نے لباس کے مادہ روئی، اون، پشم اور ریشم وغیرہ کو اتارا یعنی تم لباس پہن کر گرمی سردی سے خود کو بچاتے ہو اور پھر اعلیٰ درجہ کا لباس تمہاری خوبصورتی کا باعث ہوتا ہے تم مختلف قسم کی محفلوں میں طمطراق کے ساتھ شریک ہوتے ہو، ان کے مادہ کو اتارنے سے مقصود بارش ہے جس کے برسنے سے روئی، اون، پشم اور ریشم وغیرہ مہیا ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی شرم گاہ کو عربی میں سوءۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ بہت بھدّی اور معیوب دکھائی دیتی ہے جب کہ حیوانات کی شرم گاہ معیوب نہیں ہے ان کے لئے لباس کی ضرورت ہی نہیں، سوال مترشح ہوتا ہے کیا ران بھی شرم گاہ میں داخل ہے یا نہیں؟ صحیح بات تو یہ ہے کہ ران شرم گاہ میں نہیں ہے، بخاری شریف میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ خیبر کے گلی کوچوں میں جب اپنی سواری پر سوار ہو کر گزر رہے تھے تو انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے ران سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا میں آپ ﷺ کی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا لیکن احتیاط اس میں ہے کہ کھلے بندوں ران سے کپڑا نہ اتارا جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب ۱۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۴۳، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۲)

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ : وعظ و نصیحت کے مقام میں حرف ندا کو تکرار کے ساتھ اس لئے ذکر کیا جاتا ہے تا کہ سامعین کی غفلت کو اتارا جائے اور وہ کان کھول کر نصیحت کی باتوں کو سن کر اپنے دلوں میں اتاریں۔

اس مقام پر انہیں شیطان کے فتنوں سے آگاہ کیا جارہا ہے کہ شیطان کے وسوسہ سے تم نے خود کو تحفظ عطا کرنا ہے کہیں وہ تمہیں دھوکہ میں ڈال کر تمہیں نافرمانیوں کی دلدل میں نہ کھڑا کر دے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس نے تمہارے باپ آدم اور اماں حواء کے سامنے پروردگار عالم کی نافرمانی کو خوبصورت انداز میں پیش کیا جیسا کہ دوسرے مقام میں وارد ہے کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں اس لئے منع کیا ہے کہ اگر تم اس درخت کا پھل تناول کرو گے تو تم بہترین مخلوق فرشتوں کی صنف اختیار کر لو گے یا تم ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہو گے چنانچہ انہوں نے اس درخت کے پھل کو تناول کیا اس نافرمانی کے سبب انہیں جنت سے نکال دیا گیا، وہ آرام کی زندگی سے محروم ہو گئے اور اب اس دوسری زندگی میں ان کی معیشت میں تبدیلی آ گئی ان کے لباس کو اتار دیا گیا، قرآن پاک کے اسلوب میں اشارہ ملتا ہے کہ وہ دونوں عریانی کی زندگی گزارنے لگے اس وقت روئے زمین پر کپڑے کا وجود نہ تھا صرف درختوں کے پتے تھے چنانچہ آثار قدیمہ کے ماہرین علماء یقین کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ انسان کے صنعت وحرفت کی جانب قدم زن ہونے سے پہلے انسان ننگے دھڑ نگے زندگی بسر کرتے تھے، کچھ عرصہ بعد درختوں کے پتوں اور جن حیوانات کا شکار کرتے ان کے چمڑوں سے اپنے بدن کو ڈھانپتے تھے بلکہ جنگلات میں بودوباش رکھنے والے انسان اب تک اسی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ : انسانوں کو خبردار کیا جارہا ہے کہ ابلیس اور اس کے لشکر کے افراد تمہیں دیکھتے ہیں لیکن تم انہیں دیکھ نہیں پاتے ہو اور یہ حقیقت ہے کہ جب آپ کو کسی ایسی جگہ سے نقصان کا اندیشہ ہو جس کو دیکھنا امکانات سے خارج ہو تو وہاں سے آنے والے خطرات سخت تکلیف دہ ہوتے ہیں اور ان سے تحفظ کے اسباب کو بروئے کار لانا سخت مشکل ہوتا ہے جیسا کہ موجودہ دور میں بعض وبائی امراض جن کے معلوم کرنے کے لئے جدید آلات معرض وجود میں آ چکے ہیں، دراصل ان بیماریوں میں مکھی، مچھر کی وساطت یا ماکولات، مشروبات کو بذریعہ فضا اجسام میں جراثیم داخل ہو جاتے ہیں وہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اس طرح بعض اوقات انسان ایسی مہلک بیماریوں کی آغوش میں آ جاتا ہے جن کا علاج خاصا مشکل ہو جاتا ہے جیسے ملیریا، ٹائیفائڈ، دق، سل، سرطان وغیرہ بیماریوں کے جراثیم جنہیں آلات کی وساطت کے بغیر دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

پس جس طرح جسمانی بیماریوں کے ازالہ کے لئے ان اسباب کو مہیا کرنا ضروری ہے جن کے سبب وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں، مزید برآں غذائیت کے پروگرام سے بھی جسمانی قوت بحال ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں بیماری کے جراثیم ختم ہو جاتے ہیں اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح روحانی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے ایمان باللہ کی قوت کو مضبوط کیا جائے ،اللہ کی عبادت میں اخلاص کارفرما ہو، اخلاق حسنہ کے ساتھ موصوف رہنے کی کوشش برابر جاری رہے ،فواحش ومنکرات سے بچاؤ کے لئے ان اسباب کو بروئے کار لایا جائے جن سے نفس امارہ کا تمرد اور سرکشی ختم ہو جائے اور نفس مطمئنہ کو تغلب حاصل ہو، اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے کہ انسان کو کوئی تکلیف لاحق ہو لیکن اس کا سبب معلوم نہ ہو تو تکلیف کے اثرات نا قابل برداشت ہوتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں شیطان کے بارے میں یہ وضاحت کہ تم تو اس کی نظر میں ہو لیکن تم اس کو دیکھ نہیں سکتے ہو، بعدازاں واضح کیا کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ شریر قسم کے جن شریر قسم کے انسانوں کے دوست ہوتے ہیں ان دونوں میں مناسبت اور یگانگت واضح ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۸۲)

علامہ بقاعی کی وضاحت: ہمارا جنوں کو نہ دیکھنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ ان کو دیکھنا ممکن نہیں جبکہ وہ اجسامِ کثیفہ میں متشکل ہو کر دکھائی دیتے ہیں اس وقت انہیں دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ وہ شیطان جس کو ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا جب رسول اکرم ﷺ نے اسے صدقۃ الفطر کے ڈھیر کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب ۱۰، صحیح ترمذی کتاب الفضائل باب ۳ تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۷ ۴۵ نظم الدرر ج ۷ ص ۴۸۳)

اسی طرح اس سرکش جن کا واقعہ جو نبی اکرم ﷺ پر آگ کا شعلہ لے کر حملہ آور ہوا تا کہ آپ ﷺ کی نماز کو خراب کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے رسوا کیا اور رسول اکرم ﷺ کو اللہ نے قوت عطا کی آپ ﷺ نے اسے پکڑ کر اس کے گلے کو دبایا تو اس کے منہ سے لعاب آپ ﷺ کے دست مبارک کو پہنچا لیکن آپ ﷺ نے اسے اس لئے چھوڑ دیا کہ چونکہ میرے بھائی سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! مجھے ایسی بادشاہت عطا کر جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو تو میں نے اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دینا تھا مدینہ کے لوگوں کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے البتہ ان کو ان کی اپنی اصل شکل میں دیکھنا کم ہی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۴۰، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۸، صحیح سنن نسائی کتاب الافتتاح ح ۱۲۱۶، مشکوٰۃ تحقیق البانی ح ۱۰۱۳، نظم الدرر ج ۷ ص ۳۸۳)

جیسا کہ جبریل علیہ السلام کبھی انسانی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتے تھے، جیسا کہ دحیہ کلبی کی شکل میں بھی ایک دفعہ آئے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۷، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۱۶)

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور جب وہ کسی برے کام کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اسی طریقہ پر اپنے باپ دادوں کو پایا اور اللہ نے بھی ہمیں اسی کا حکم دیا ہے، آپ کہیں! بے شک اللہ تو ہرگز برے کاموں کا حکم نہیں دیتا ہے، کیا تم اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ آپ کہیں! بے شک میرے پروردگار نے مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے (اور اللہ نے حکم دیا ہے) کہ تم اپنے چہروں کو ہر نماز کے وقت سیدھا رکھو اور اس کی پرستش کرو اس کی خالص عبادت کرتے ہوئے جیسا کہ اس نے تمہیں اب پیدا کیا ہے اسی طرح دوسری بار تم لوٹو گے۔ اس نے ایک جماعت کو ہدایت سے نوازا اور (دوسرے) گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی بے شک انہوں نے اللہ کے سوا شیطانوں کو دوست بنایا اور وہ (ان کے بارے میں) خیال رکھتے کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْفَاحِشَةُ ایسا کام جو قباحت کے لحاظ سے آخری درجہ پر ہو، مادہ (ف ح ش) ہے، بے حیائی، عام ہے کہ قول کے لحاظ سے ہو یا عمل کے لحاظ سے، جبکہ فاحشہ مبینہ سے مقصود زنا ہے اور بہت زیادہ فحش کلام کرنے والے کو مُتَفَحِّشُ کہا جاتا ہے۔

(مفردات امام راغب ج ۲ ص ۲۹۲)

بلاغت: ﴿كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ﴾ آیت مبارکہ میں تشبیہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے دوبارہ لوٹانے کو ابتدأ سے تشبیہ دی ہے یعنی فوت ہونے کے بعد تمہارا دوبارہ پہلی حالت میں لوٹانا ممکن ہے اور اللہ پاک کو اس پر قدرت حاصل ہے، مزید اس میں فن تقدیم ہے جب کہ مشبہ بہ کو مشبہ سے پہلے ذکر کیا ہے مقصود عقل مند لوگوں کو متنبہ کرنا ہے کہ کائنات ربانی کے تمام فیصلے لازمی طور پر تقدیر اور علم ازلی کے مطابق ہیں۔

اہم علمی فائدہ: قرآن پاک کے الفاظ کا رسم الخط عام کتابت کے قواعد کے مخالف ہے مثال کے طور پر (فاحشۃ) عام رسم الخط میں فَاحِشَةُ تحریر کیا جاتا ہے جب کہ قرآن پاک کا رسم الخط فحِشة ہے، اَلشَّيَاطِيْنَ کا عام رسم الخط اس طرح ہے جب کہ قرآن پاک کے رسم الخط میں اَلشَّيطِيْنُ ہے، چنانچہ کثرت کے ساتھ قرآن پاک کے الفاظ کا رسم الخط عام عربی رسم الخط سے مختلف ہے اس سلسلہ میں مستقل رسالہ مرتب کرنا ضروری ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۹۲)

تناسب: قبل ازیں وضاحت گزر چکی ہے کہ شیاطین کا تعلق کفار کیساتھ خاص قسم کا ہوتا ہے بلکہ ان کا ان پر ایک طرح کا تسلط ہوتا ہے وہ انہیں برابر گمراہ کرتے رہتے ہیں ان کے تسلط کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت قبیح کاموں میں ان کی اطاعت میں سرمست رہتے ہیں۔

تشریح: کفار جنہوں نے شیاطین کو اپنا دوست بنا رکھا ہے جب وہ کسی قبیح کام کے مرتکب ہوتے ہیں جیسا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے وقت اپنا لباس اتار دیتے، اس لئے کہ جس لباس کو پہن کر گناہ کئے گئے ہیں اس لباس کو پہن کر طواف کرنا درست نہیں، چنانچہ وہ طواف کرتے وقت عربی کا ایک شعر بھی گنگناتے ہوئے کہتے ''آج جسم کا کچھ حصہ یا پورا جسم ننگا ہے میرے جسم کا جو حصہ ننگا ہے میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ میرے جسم کی جانب نظر اٹھائے'' جب انہیں اس سے روکا گیا تو انہوں نے برملا کہا ہمارے آباؤ اجداد بھی ایسا ہی کرتے تھے ہم ان کی پیروی کر رہے ہیں بلکہ اللہ نے ہمیں اسکا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کا رد کیا ہے کہ اللہ تو بے حیائی کا حکم نہیں دیتا ہے، اللہ اس قسم کے حکم دینے سے پاک ہے البتہ شیطان اس قسم کے کاموں کا حکم دیتا ہے، بعد ازاں ان کی پہلی بات کا رد کیا ہے اور انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا ہے کہ تم اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کر رہے ہو تم اللہ کی جانب ایسی باتوں کو منسوب کرتے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کا تمہیں علم نہیں ہے، دراصل شیطان نے انہیں اس کا حکم دیا ہے بعدازاں واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ تو اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے۔
قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ وَاَقِیۡمُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ : آپ انہیں بتائیں کہ میرے پروردگار نے مجھے استقامت اور تمام کاموں میں عدل وانصاف کے ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، انہیں بتائیں! کہ عدل وانصاف کیساتھ ساتھ میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تم عبادت گاہوں میں اللہ پاک کی ذات کی جانب مکمل توجہ مبذول کرتے ہوئے عبادت کا حق ادا کرو خواہ عبادت طواف کی شکل میں ہے یا نماز اور ذکر الٰہی کی صورت میں ہے اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی ذات سے بھیک طلب کرو اللہ کی ذات کے علاوہ فرشتوں، پیغمبروں، اور پرہیزگاروں کی جانب خود کو متوجہ نہ کرو اس خیال سے کہ وہ تمہاری سفارش کریں گے اور ان کی وساطت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا اس قسم کے نظریات تمہارے خود وضع کردہ ہیں ان کی نسبت اللہ کی جانب کرنا سراسر جھوٹ ہے۔
كَمَا بَدَاَكُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ : جس طرح اللہ نے تمہیں آغاز میں عدم کے بعد پیدا فرمایا اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ اٹھائے گا دراصل تشبیہ زندہ کرنے اور پیدا فرمانے میں ہے کیفیت میں نہیں ہے ان لوگوں کو آگاہ کیا ہے جو فوت ہونے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں، نیکوکاروں کو انعامات سے نوازا جائے گا اور بدکاروں کو ان کے برے اعمال کے سبب سزاؤں کا سامنا کرنا ہوگا، ایک تشریح یہ ہے جس طرح تمہیں ماں کے پیٹ سے نکالا تھا تمہارے پاس کچھ نہ تھا اس طرح تم جب اٹھائے جاؤ گے تو بھی تمہارے پاس کچھ نہ ہوگا، لباس وغیرہ بھی ہرگز نہ ہوگا، بخاری شریف میں وارد ہے رسول اکرم ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! تم اللہ پاک کی جانب اٹھائے جاؤ گے تمہارے پاؤں میں جوتے نہ ہوں گے تمہارے بدن پر لباس نہ ہوگا تم بغیر ختنہ کی کیفیت میں اٹھائے جاؤ گے، اس کے بعد آپ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿كَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِيۡدُهٗ ؕ وَعۡدًا عَلَيۡنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيۡنَ﴾ (الانبیاء:١٠٤)''جیسا کہ ہم نے آغاز میں پیدا فرمایا اسی (کیفیت میں) دوبارہ لائیں گے ہم پر لازم ہے بلاشبہ ہم (ایسا) کرنے والے ہیں''
(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ٤٥، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ١٣، ترمذی کتاب القیامۃ باب ٣، نسائی کتاب الجنائز باب ١١٩، مسند احمد ج ٥ ص ٣، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب القیامۃ باب ٣)
فَرِيۡقًا هَدٰى وَفَرِيۡقًا حَقَّ عَلَيۡهِمُ الضَّلٰلَةُ : تم دو حصوں میں اٹھائے جاؤ گے کچھ لوگ سعادت کے ساتھ موصوف ہوں گے جب کہ دوسرا گروہ بدنصیب لوگوں کا ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر روشنی کو ڈالا جس شخص کو روشنی ملی وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو روشنی نصیب نہ ہوئی وہ گمراہ ہو گیا۔
(صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ١٨، مشکوٰۃ تحقیق البانی باب ٣، احادیث الصحیحہ ح ١٠٧٦، مسند احمد ج ٢ ص ١٧٦)

يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِيۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ وَّكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿٣١﴾ قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ هِىَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿٣٢﴾ قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَالۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡىَ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اے بنی آدم تم اپنی عبادت گاہ کے نزدیک اپنی زیب و زینت کو اختیار کرو اور خورد و نوش کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ حد سے تجاوز اختیار کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کس نے اللہ کی زیب و زینت اور پاکیزہ رزق کو حرام قرار دیا ہے؟ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمایا ہے آپ کہیں یہ عمدہ لباس اور پاکیزہ کھانے دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن ان کے لئے خالص ہوں گے اسی طرح ہم احکام بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم و بصیرت رکھتے ہیں۔ آپ کہیں میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، اور اس نے حرام کیا ہے گناہ اور ناحق زیادتی کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو اس چیز کو کہ اللہ نے اس کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری ہے اور یہ کہ تم اللہ کے بارے میں وہ باتیں کہو جن کو تم جانتے نہیں ہو۔ اور ہر جماعت کے لئے وقت مقرر ہے جب ان کا وقت آجائے گا تو ایک لمحہ تاخیر نہ ہوگی اور نہ تقدیم ہوگی۔

لغوی تحقیق: خَالِصَةً مادہ (خ ل ص) ہے، خَلَصَ خالص اور ہر طرح کی آمیزش سے پاک ہونا، خَلَّصَ اللّٰهُ دِيْنَهٗ اللہ کے دین کے بارے میں مخلص ہوا، خَلَصَ مِنَ الْوَرْطَةِ مصیبت و مشکل سے نجات پائی، خَلَصَ مِنَ الْقَوْمِ قوم سے الگ ہو گیا، قوم کو چھوڑ دیا، خَلَصَ اِلَيْهِ اس کے ہاں پہنچ گیا، خَلَصَ الْمَآءُ مِنَ الْكَدَرِ پانی صاف ہو گیا، اَخْلَصَ خلاصہ لینا، چن لینا، عیوب سے پاک کرنا، اِسْتَخْلَصَهٗ منتخب کیا، چن لیا، هُوَخَالِصِی وہ میرا اپنا آدمی ہے۔ (لسان القرآن ص ۶۴۴)

بلاغت: ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ میں زینت کا معنی لباس ہے جب کہ زینت تو لباس کی حالت ہے زینت کے لفظ سے اس کا محل لباس مراد لیا ہے، یہ صورت مجاز مرسل کی ہے اس میں علاقہ حالیہ ہے (اعراب القرآن ج ۴ ص ۳۹۳)

تناسب: ان آیات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمام معاملات میں عدل کرنے کا حکم دیا ہے اعتدال کے دائرہ سے اِدھر اُدھر ہونا درست نہیں، اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عبادت کے وقت ہم زیب و زینت اختیار کریں نماز کی ادائیگی اور بیت اللہ کے طواف کے وقت ہم خوبصورت لباس زیب تن کریں جس طرح ماکولات مشروبات میں اسراف سے منع کیا ہے اسی طرح لباس میں بھی حد اعتدال سے تجاوز نہ ہو۔

شان نزول: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورتیں بیت اللہ کے طواف کے وقت زیب تن لباس اتار دیتی تھیں البتہ شرم گاہ پر معمولی کپڑا اچکا لیتی تھیں اور طواف کرتے وقت یہ شعر گنگناتی تھیں ؎

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْا بَعْضَهٗ اَوْكُلَّهٗ
وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَسْتُ اُحِلُّهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آج بدن کا کچھ حصہ یا تمام بدن ننگا ہے جو حصہ ننگا ہے میں کسی کو اس کی جانب دیکھنے کی اجازت نہیں دیتی ہوں"

(سنن نسائی کتاب المناسک باب ۱۶۱، صحیح مسلم کتاب التفسیر باب ۲، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۷، تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۱۰)

البتہ قریش قبیلہ کے لوگ لباس پہن کر طواف کیا کرتے تھے وہ خود کو دیگر سبھی لوگوں سے ممتاز قرار دیتے تھے ان کی اس غلط روش کو مٹانے کے لئے لباس زیب تن کرنے کا حکم دیا۔

تشریح: انسانوں کو مخاطب کر کے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم عبادت اور بیت اللہ کے طواف کے وقت خوبصورت لباس زیب تن کرو، زینت کی وضاحت ہر انسان کے اپنے حالات کے مطابق ہے اگر کسی شخص کے پاس ایک ہی کپڑا ہے تو اس کو تمام جسم پر لپیٹ کر نماز ادا کرے اگر کپڑا صرف اس قدر ہے جس سے شرمگاہ کو ہی ڈھانپا جا سکتا ہے تو اس کو ڈھانپ کر نماز ادا کرے جبکہ بنیادی طور پر بدن کو ڈھانپنے کے لئے ایک چادر، ایک قمیص یا دو چادریں کفایت کرتی ہیں، دراصل شہریت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر شخص لباس کیساتھ اپنے جسم کو ڈھانپے، اسلام سے پہلے افریقی ممالک میں وحشی قبائل کے لوگ مرد، عورتیں لباس زیب تن نہیں کرتے تھے، اسلام کی جب اشاعت ہوئی تو اس کے سبب افریقہ کے لوگوں کی کیفیت میں تبدیلی رونما ہوئی اس لحاظ سے کپڑے کی تجارت میں بھی فروغ حاصل ہوا۔

وَّ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْاؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ : پاکیزہ کھانے اور مشروبات استعمال کرو لیکن اسراف سے دور رہو، اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا ہے بلکہ اسراف پر مؤاخذہ ہوگا اور اسراف کے سبب معاشرہ میں جو نفرتیں رونما ہوں گی ان کے لحاظ سے بھی وہ مستوجب سزا ہوں گے جبکہ وہ بھی معاشرے کا ایک فرد ہیں، بہر حال اسراف اور تکبر سے دور رہنا چاہیے آمدنی کے مطابق اخراجات ہوں اسراف تو کھاتے پیتے گھرانوں کو بدنصیب لوگوں کی فہرست میں شامل کر دیتا ہے ان کے مقابلہ میں بخیل لوگوں کا گروہ بھی جو کھانے پینے میں بخل سے کام لیتا ہے معاشرہ میں ان کا وجود بھی انسانیت کے لئے باعث ننگ ہے جب وہ ایسی بنیادی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا بخل سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی بیماری نہیں ہے"۔ (صحیح بخاری کتاب الخمس باب ۱۵، مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۸)

خلاصہ یہ ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہیں جب کہ معاشرہ میں عام طور پر ایک فریق بخیلوں کا ہے اور دوسرا فریق ان غالی قسم کے متصوفین کا ہے جو عمدہ لذیذ کھانوں اور مشروبات کو استعمال کرنا ناجائز سمجھتے ہیں، راہبانہ زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں ان کی خوراک نہایت مختصر ہوتی ہے جس سے جسم اور روح کا رشتہ برقرار رہے اس کو عجمی تصوف کا نام بھی دیا جا سکتا ہے، اسلام نے اس قسم کی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دی ہے، ارشاد نبوی ہے ماکولات، مشروبات اور ملبوسات کا استعمال کرو لیکن فخر اور عجب کا شائبہ تک نہ ہو، اس کے ساتھ ساتھ اسراف سے بھی دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ پاک کو محبوب ہے کہ جس انسان کو اللہ پاک نے جس نعمت سے نوازا ہے اس نعمت کے اثرات اس کی بود و باش میں نمایاں ہوں اس کے ساتھ ساتھ راہ اعتدال چھوڑ کر اسراف سے بھی روکا گیا ہے جو شخص بھوک کے احساس پر کھانا تناول کرتا ہے اور سیر ہونے پر کھانے سے ہاتھ کو روک لیتا ہے اگرچہ کھانا لذیذ ترین ہے پھر بھی ہاتھ کو روک لیتا ہے اسی طرح جو شخص پیاس کے احساس پر پانی پیتا ہے اور پیاس کے دور ہونے پر مزید پانی کے استعمال سے خود کو بچاتا ہے ایسا شخص اسراف کے دائرہ سے باہر ہے اس کا کھانا پینا اس کی صحت کو تابناک بنا دیتا ہے، معیشت میں میانہ روی کے اصول کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیے ذرائع آمدن کے مطابق اخراجات کے بل متعین کئے جائیں بلکہ کوشش یہ ہونی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ آمدنی سے کچھ حصہ پس انداز کیا جائے اس طرح اسلام نے جن مطعومات، مشروبات اور ملبوسات کو حرام قرار دیا ہے ان سے اجتناب ضروری ہے اور کھانے پینے کیلئے سونے چاندی کے برتن استعمال میں نہ لائے جائیں۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ : اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق میں استعداد کو ودیعت فرمایا ہے استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے انسان برابر اس کوشش میں رہتا ہے کہ مجہول چیزوں کو نمایاں کیا جائے اور مخفی خزانوں کے بارے میں ریسرچ (Research) کی جائے تاکہ کائنات میں جن اسرار اور کمالات کو اللہ نے چھپایا ہوا ہے ان سے انسانیت کو روشناس کرایا جائے، موجودہ سائنسی دور میں اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ سائنس دانوں نے اس میدان میں مجہول خزانوں کو نمایاں کرنے میں زبردست کردار ادا کیا ہے انسان طبعی طور پر زیب و زینت اور پاکیزہ چیزوں سے فوائد کے حصول میں مستغرق ہے، چنانچہ موجودہ دور میں جہاں فن صناعت میں حیران کن ترقی ہوئی ہے وہاں فن زراعت میں جن کمالات سے انسان بہرۂ وافر حاصل کر چکا ہے اس کو دیکھ کر حیرت واستعجاب دامن کو تھام لیتی ہے ترقی کی یہ رفتار اس وقت تک جاری وساری رہے گی اور کبھی اس میں رکاوٹ رونما نہ ہوگی جب تک کہ انسان کا وجود باقی رہے گا انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ پس پردہ انعامات کو دن بدن نمایاں کرنے میں اپنی فنی مساعی کو صرف کر رہا ہے۔

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ اعلان فرمائیں زیب و زینت کے سامان اور پاکیزہ رزق دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں جب کہ دنیوی امور میں ان کے ساتھ غیر مسلم بھی شریک ہیں تاہم قیامت کے دن انعامات الٰہیہ صرف ایمان والوں کے لئے مخصوص ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ دین اسلام مسلمانوں کو دنیوی اخروی دونوں جہانوں کی سعادتوں سے ہمکنار فرماتا ہے، ارشاد ربانی ہے:
﴿وَاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾ (الجن:١٦) ''اے محمد! آپ فرمائیں کہ میری جانب وحی کی گئی ہے کہ اگر آدم کی اولاد سیدھی راہ پر گامزن رہے گی تو ہم اسے بہت زیادہ پانی پلائیں گے''

حقیقت یہ ہے کہ ایمان دار شخص جب کائنات الٰہیہ میں اللہ کے ان انعامات کا تصور کرتا ہے جو بالخصوص اس کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں تو نہ صرف یہ کہ اس کی زبان پر تشکر وامتنان کے کلمات جاری ہوتے ہیں بلکہ اس کے تمام اعضاء اللہ پاک کی حمد وثنا میں منہمک ہو جاتے ہیں، ترمذی شریف میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ جو شخص کھانے پینے کی نعمتوں سے شادکام ہو کر اپنی زبان پر اللہ پاک کے تشکر وامتنان کے کلمات لاتا ہے تو ایسے شخص کو اس انسان کے برابر ثواب سے نوازا جائے گا جو نفلی روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ صبر وقناعت کا اظہار کرتا ہے۔

اس کا سبب واضح ہے کہ پاکیزہ خوردنی اشیاء اور مشروبات دونوں پر دینی، دنیوی، عقلی اور بدنی اعمال کا دارومدار ہے، اعمال صالحہ کی کماحقہ ادائیگی کا انحصار ان پر ہے، اسی طرح عمدہ پاکیزہ ملبوسات جن سے ہر انسان اپنے جسم کو عریانی بلکہ گرمی اور سردی سے تحفظ عطا کرتا ہے اس کے نتیجہ میں صحت قائم رہتی ہے اور بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے انسان کو عزت و وقار کے ساتھ دیکھا جاتا ہے، مزید برآں اگر کسی شخص کو اللہ پاک نے خصوصی انعام سے نوازا ہے تو اس کے اثرات اس کے لباس سے مترشح ہونے چاہییں، اثرات کا اظہار نہ کرنا اللہ کے تشکر وامتنان کے وصف کے خلاف ہے، ابی داؤد میں ابوالاحوص سے ایک حدیث وارد ہے اس نے بیان کیا میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرا لباس معمولی نوعیت کا تھا آپ نے مجھ سے استفسار کیا آپ مالدار نہیں ہیں؟ میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثبات میں جواب دیا، آپ نے استفسار کیا آپ کے مال کی نوعیت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ نے مجھے اونٹوں، بکریوں، گھوڑوں اور غلاموں سے نوازا ہے آپ نے فرمایا جب اللہ نے آپ کو ان انعامات سے نوازا ہے تو ان کے اثرات آپ کے لباس سے نمایاں ہونے چاہئیں اور عمدہ لباس زیب تن کرنا تیری قدرومنزلت میں اضافے کا باعث ہوگا۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ : زیب وزینت کے اظہار اور پاکیزہ عمدہ حلال خوردنی اشیاء اور مشروبات کی تفصیل کے بیان کرنے میں ہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں اس لئے کہ اس مسئلہ میں امتوں اور افراد کی کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو افراط وتفریط کے عمیق گڑھوں کی نذر ہو چکے ہیں جبکہ اجتماعی زندگی میں انسانوں کے فطرتی اموراور مصالح کتاب اللہ اور احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی زبان سے بیان ہو چکے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آخرالزمان پیغمبر ﷺ امی انسان تھے انہیں منصب نبوت پر سرفراز کئے جانے سے پہلے انسانی تاریخ کے بارے میں کچھ معلومات نہ تھیں وہ شہریت اور بدویانہ زندگی کے تقاضوں سے بھی شناسا نہیں تھے لیکن اللہ پاک وضاحت فرمارہے ہیں کہ ہم نے انہیں انسانوں کے بارے میں ان کی شہریت اور دیہاتی زندگی کے بارے میں مکمل معلومات سے نوازا اس میدان میں ان کی رہنمائی کرنا ،فوائد اور نقصانات سے مطلع کرنا ان کی نبوت پر عظیم دلیل ہے، ظاہر ہے کہ اس انداز کے پریکٹیکل (Practical) معلومات سے آگاہ کرنا بلاوحی کے ممکن نہیں اگر قرآن پاک آپ ﷺ پر نازل نہ ہوتا تو عرب دنیا کے لوگ کبھی بھی وثنیت ،شرک اور جہالت سے نکل کر اس روشنی سے ہم کنار نہ ہوتے جس کے سبب امتوں کی اصلاح ہوئی، دین اسلام کی روشنی سے کفر وشرک کا استیصال ہوا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ : اے پیغمبر ﷺ! آپ مشرکین اور دیگر لوگوں کو آگاہ کریں جو خود پر ظلم کرتے ہیں اور اللہ کی ذات کے بارے میں افتراء پردازی سے کام لے رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے بندوں پر پاکیزہ چیزوں کو بھی حرام قرار دیا ہے جیسا کہ زیب وزینت کے اظہار کو حرام قرار دیا ہے جب کہ اللہ کی ذات نے تو پیغمبروں کے واسطہ سے صرف چھ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ ان کا نقصان نہ صرف ان لوگوں کو برداشت کرنا پڑے گا جو ان کے مرتکب ہوئے بلکہ پوری امت مسلمہ ان کے نتائج خبیثہ سے بچاؤ حاصل نہ کر سکے گی:۔

1:- کھلے بندوں بے حیائی کا مظاہرہ، درپردہ بے شرمی کا ارتکاب ان کی وضاحت کو سورۃ الانعام میں دس وصایا کیساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

2:- جس کام سے گناہ لازم آئے یہ اصل کے لحاظ سے مذموم ہے۔

3:- البغی سے مقصود وہ گناہ ہے جو حدود معینہ سے متجاوز ہے، خواہ افراد کے حقوق یا اجتماعی حقوق ہیں۔

4:- اللہ کی ذات کے ساتھ شرک کرنا، اس گناہ کی قباحت اظہر من الشمس ہے، اس کی قباحت کے بیان کرنے میں کسی دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور آیت مبارکہ میں حجت کا نام سلطان مذکور ہے اس لئے کہ دلیل کو عقل اور دل پر غلبہ ہوتا ہے اس آیت میں اشارہ ہے کہ ایمان کے اصول بلاوحی قبول نہیں ہیں مزید دلیل کو بھی بیان کیا جائے۔

5:- اللہ کی ذات کی جانب بلا دلیل کسی عمل یا قول کی نسبت کرنا بنیادی طور پر محرمات کی فہرست میں داخل ہے دراصل جن ادیان میں تحریف وقوع پذیر ہوئی ان کا سبب بلا دلیل اللہ کی جانب کسی قول وعمل کی نسبت کرنا ہے، اسلام میں کسی شخص کی رائے کی کچھ حیثیت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے،حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام کامل اور مکمل دین ہے اب اسلام میں اللہ کے بندوں پر نص صریح کی عدم موجودگی میں کسی کام کو حرام قرار دینا یا کسی عمل کو داخل کرنا جائز نہیں ہے بلا دلیل کسی چیز کو حلال قرار دینا یا حرام قرار دینا اس کا اللہ پاک نے رد فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ (النحل:١١٦)''اور نہ کہو تم ایسی چیز کو جس کو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کر رہی ہیں کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے تا کہ تم اللہ پر جھوٹ کہو''

امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں اس آیت مبارکہ پر باب کا انعقاد کیا ہے آیت کی تشریح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی ذات اللہ کی ذات سے زیادہ غیرت کے وصف کیساتھ موصوف نہیں، غیرت کے سبب اللہ نے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ،اور کوئی فرد ایسا نہیں جس کی تعریف کرنا اسے اللہ سے زیادہ محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے کہ اس نے ظاہر پوشیدہ تمام بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔(فتح الباری ج ٨ ص ٣٠١، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ٢، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب ٦، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ٩٧، مسند احمد ج ١ ص ٣٨١۔٤٢٦، تفسیر ابن کثیر ج ٢ ص ٣٣٩)

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ : اس کا معطوف علیہ آیت ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ﴾ ہے مقصود یہ ہے کہ آپ واضح کریں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے وہ چیزیں حرام نہیں ہیں جن کو تم نے اپنی خواہشات کے مطابق حرام قرار دیا ہے اور واضح کیا کہ ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے جتنا عرصہ اس کی زندگی لوح محفوظ میں مرقوم ہے اتنی زندگی گزارنے کے بعد موت مسلط ہوگی یعنی جس طرح ہر ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے اسی طرح جن لوگوں نے اپنے گناہوں کے سبب اجتماعی طور پر موت سے ہم کنار ہونا ہے، جیسا کہ قوم نوح، عاد، ثمود، فرعون اور لوط علیہ السلام وہ سبھی یک بارگی اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئے، لیکن آخر الزمان پیغمبر محمد ﷺ کی بعثت کے بعد جن کی دعوت میں عموم ہے اور آپ خاتم النبیین کے وصف کیساتھ موصوف ہیں، مزید برآں آپ کو اس خصوصیت کے ساتھ نوازا گیا کہ آپ دونوں جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے ہیں اس بنا پر آپ کی بعثت کے بعد نافرمان لوگوں پر اجتماعی طور پر عذاب نازل نہیں ہوا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے بلکہ اللہ پاک کا ایسی امتوں کے بارے میں ایک قاعدہ ہے کہ جس نشانی کا انہوں نے مطالبہ کیا ان کے مطالبہ پر انہیں وہ نشانی عطا کی گئی لیکن نشانی کے آنے کے بعد جب انہوں نے نافرمانی کی تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا لیکن امت محمدیہ کے لوگوں نے پہلی امتوں کی طرح مطالبات کو پیش نہیں کیا اسی لئے انہیں عام عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ : ساعت کا اطلاق عربی زبان میں نہایت معمولی وقت پر ہوتا ہے یعنی ساعت سے مقصود گھنٹہ وقت مراد نہیں ہے یعنی جب کسی امت کے عذاب کی ساعت کا وقت آ جائے گا تو انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا، عذاب الٰہی ایک لحظہ آگے پیچھے نہیں ہوگا، چنانچہ سورۃ الحجر میں مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں:﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ (الحجر:٤، ٥)''ہم نے کبھی کسی بستی کو تباہ و برباد نہیں کیا مگر اس کا وقت معین ہوتا ہے، کوئی بھی امت اپنے مقررہ وقت سے پہلے تباہی سے ہم کنار ہوتی ہے نہ تاخیر ہوتی ہے''اللہ تعالیٰ کے علم اور عالم کی تقدیر کے مطابق سبھی کچھ واقع ہوتا ہے اللہ کے علم میں تغیر و تبدل ممکن نہیں اسی طرح اس کی جو سنت ہے اس میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی نہ اس کا ظہور وقت معین سے پہلے ہوگا نہ وقت معین کے بعد ہوگا،﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾''یہ تو ایسی ذات کا اندازہ ہے جو غالب ہے جسے ہر چیز کا علم ہے''(المنار ج ٨ ص ٣٣٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰبَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تمہاری (جنس) سے ایسے پیغمبر آئیں جو تم پر میری آیات پڑھیں گے پس جو شخص پرہیز گاری اختیار کریگا اور اچھے کام کریگا تو اس پر کچھ ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انکے (قبول کرنے سے) انہوں نے تکبر اختیار کیا یہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی تحقیق: یَقُصُّوْنَ مادہ (ق ص ص) ہے، اَلْقَصُّ نشان قدم پر چلنا، قَصَصٌ نشان، اَلْقَصَصُ وہ خبریں جنہیں تلاش کیا جاتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ﴾ (آل عمران:٦٢) ''یہ تمام بیانات صحیح ہیں'' اَلْقِصَاصُ خون کا بدلہ، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ﴾ (البقرۃ:١٧٩) ''حکم قصاص میں تمہاری زندگی ہے'' اَلْقَصُّ چونا، حدیث میں ہے ((نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ تَقْصِیْصِ الْقُبُوْرِ)) ''رسول ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا''

(صحیح ابوداؤد کتاب الجنائز ج ٢ ص ٦٢١، مسند احمد ج ٨ ص ٨٧، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ١٠١، مفردات امام راغب ج ٢ ص ٧٥٠)

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ ہر امت کا وقت مقرر ہے اس سے تجاوز نہیں ہو سکتا تو اس روشنی میں ہر امت کو اسکی جانب بھیجے گئے پیغمبر کی وساطت سے آگاہ کیا کہ دین اسلام کے کچھ اصول ہیں جن کو اللہ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے مشروع فرمایا ہے تا کہ ان کی فطرت تکمیل کے مقام پر رسائی حاصل کر پائے اور آگاہ کیا کہ اگر انہوں نے اللہ کا خوف ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اطاعت شعاری کا ثبوت پیش کیا تو انہیں آخرت کی زندگی میں ہرگز خوف لاحق نہیں ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے لیکن اگر انہوں نے احکام الٰہیہ کے تسلیم کرنے سے سرکشی اختیار کی استکبار پر اتر آئے اور پیغمبروں کی تعلیمات کو جھٹلایا تو ان کا انجام دوزخ ہے جبکہ دوزخ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

تشریح: بنی آدم کو مخاطب کر کے بتایا جا رہا ہے کہ جب تمہارے پاس انسانوں سے پیغمبر آئیں گے وہ تمہیں میری آیات پڑھ کر سنائیں گے کہ تم نے فلاں اچھے کاموں کو سرانجام دینا ہے اور برے اعمال سے خود کو بچانا ہے جو لوگ اطاعت کریں گے انہیں ہرگز ڈر لاحق نہ ہوگا اور نہ وہ قیامت کے دن غمناک ہوں گے، پیغمبروں کا ان سے آنا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ جب وہ تمہارے جیسا انسان ہے تو اس کے باوجود اس کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور ہو رہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ ہے اسے ہرگز قدرت حاصل نہیں ہے ظاہر ہے کہ اگر اسے قدرت حاصل ہے تو وہ مقام الوہیت کا مستحق ہو گیا جب وہ پیغمبر تمہاری جنس سے ہے تو ایسی صورت میں جنس کا اپنی جنس کی جانب میلان ہوتا ہے اسی لئے قرآن پاک میں ہے: ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا﴾ (الانعام:٩) ''بالفرض اگر ہم اسے فرشتہ بناتے پھر بھی بالآخر اسے انسان ہی بناتے'' اس لئے کہ انسانوں کی ہدایت کیلئے انسان پیغمبر ہی ہو سکتا ہے اسی سے ہی وہ مانوس ہوں گے کسی دوسری متغائر جنس سے مانوسیت ممکن ہی نہیں۔

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا: جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور جس شخص پر ان آیات کو نازل فرمایا اس کے ساتھ حسد کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اس کی اطاعت سے تکبر کیا خود کو اس سے بہتر سمجھا ان غلط نظریات کے لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو آگاہ کیا کہ فطرت انسانی میں جن کاموں سے بگاڑ رونما ہوتا ہے یعنی شرک اور کبائر گناہوں سے بچاؤ ضروری ہے، اس کے ساتھ ساتھ نفس امارہ کی اصلاح کی جائے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام پر کاربند رہا جائے تو پھر امن واطمینان حاصل ہوگا، مستقبل میں کسی قسم کے خوف کا بھی امکان نہیں اور جن نعمتوں سے ہم کنار ہوں گے ان کے چھن جانے کا بھی خطرہ نہیں ہوگا ہرگز غم طاری نہ ہوگا لیکن آیات اللہ سے استکبار کی صورت میں دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنا ہوگا، یہ سزا ان کے تمرد، نافرمانی اور پیغمبروں کے احکامات سے روگردانی کے نتیجہ کے باعث ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۲۹۷)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

ترجمہ: پس اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ کے بارے میں جھوٹ کہا یا اللہ کی آیات کی جھوٹ کی جانب نسبت کی، یہ لوگ (ایسے ہیں) کہ ان کو ان کا حصہ پہنچے گا جو لوح محفوظ میں (لکھا ہوا ہے) یہاں تک کہ جس وقت ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) آئیں گے جو ان کی ارواح کو قبض کریں گے وہ کہیں گے کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے وہ کہیں گے (معلوم نہیں) وہ تو ہم سے غائب ہو گئے ہیں اور وہ اپنے بارے میں اقرار کریں گے کہ وہ کافر تھے۔ (اللہ) حکم دے گا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں سے گزر چکے ہیں، جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی تو وہ دوسری جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب تمام اس میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے آخر میں داخل ہونے والی جماعت سب سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی، اے ہمارے پروردگار! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا پس ان کو دوزخ کا دگنا عذاب دیجئے، اللہ فرمائے گا ہر ایک کیلئے دگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اور ان کی پہلی جماعت ان کی پچھلی جماعت سے کہے گی تمہیں ہم پر برتری حاصل نہیں ہے پس تم عذاب چکھو یہ سب اس کے سبب ہے جو تم کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: اِدَّارَكُوْا داخل ہو جائیں گے، مادہ (درک) ہے، دَرَكَهٗ جستجو کی، پالیا، اَدْرَكَهٗ جاملنا، پالینا، معانی اور اجسام دونوں پر یکساں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولا جاتا ہے، اَدْرَكَ الشَّیْءُ چیز اپنے وقت پر پہنچی ،اَدْرَكَ الثَّمَرُ پھل کے پکنے کا وقت آ پہنچا، دَرَكَ الْمَطَرُ بارش پے بہ پے برستی رہی ،دَارَكَ لاحق ہونا،تَدَارَكَ غلطی کی اصلاح کرنا ،اِسْتِدْرَاكٌ تلافی مافات کرنا ،کلام سابق میں جو وہم پیدا ہوا اسے دور کرنا،مَدَارِكُ الشَّرْعِ وہ نصوص جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں ،اِدَّارَكَ دراصل تَدَارَكَ تھا((تا))کو((دال))میں مدغم کر دیا گیا اور سکون کی وجہ سے الف بڑھا دیا گیا ،مقصد یہ ہے کہ جب جہنم میں پچھلے اگلوں سے ملیں گے تو اس وقت اپنی گمراہی کا الزام پہلوں پر دھریں گے اور کہیں گے ہم تو محض ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے یہ اگر راہ راست پر ہوتے تو ہم بھی گمراہی سے محفوظ رہتے حالانکہ تقیہ سے قطع نظر یہ ہر جماعت کی اپنی ذمہ داری ہے کہ اپنے لئے حق وصداقت کی راہ متعین کرے حق کو پہچانے اور گمراہی سے کنارہ کش رہے ،اگلوں کے افکار وعقائد کا جائزہ لے اور اپنے لئے صرف ان ہی باتوں کو قبول کرے جو قرین عقل ودین ہوں اور ان عقائد وافکار کو ماننے سے قطعی انکار کر دے جو گمراہی، شرک اور بدعات پر منتج ہوں جن سے خدا ناراض ہو اور اپنا مستقبل تاریک ہو جائے ۔(لسان القرآن ص ۲۴۷)

بلاغت:﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا﴾ میں استفہام انکاری ہے مقصود یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر افتراء باندھتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے جبکہ ﴿اَیْنَ مَاكُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ استفہام ڈانٹ پلانے کیلئے ہے انہیں کہا جائے گا تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے یہ جملہ انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا جائے گا۔(اعراب القرآن ج ۴ص ۴۰۳)

تناسب: گذشتہ آیت میں ان لوگوں کے انجام کا تذکرہ ہے جو احکام الٰہیہ کی تکذیب کرتے ہیں ان کے قبول کرنے سے روگردانی کرتے ہیں ان آیات میں ان لوگوں کا بیان ہے جو اللہ کی ذات کے بارے میں افتراٗ پردازی کرتے ہیں یقیناً اس جرم والے لوگ بہت بڑے ظالم ہیں جب کہ وہ اللہ کی جانب ایسی باتوں کی نسبت کرتے ہیں جو باتیں اللہ نے نہیں کہی ہیں ،مثال کے طور پر جو لوگ کسی سیارے یا بت کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اور ان کی جانب غلط کاموں کی نسبت کرتے ہیں اور وہ اس حقیقت مسلمہ کا انکار کرتے ہیں کہ قرآن کا نزول اللہ پاک کی جانب سے آپ ﷺ پر ہوا ہے۔

تشریح: اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہتا ہے جب کہ وہ اللہ کے بندوں پر ایسی عبادات کو واجب قرار دیتا ہے جن کو اللہ نے واجب قرار نہیں دیا یا ایسے دینی امور کو حرام قرار دیتا ہے جن کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا یا دین اسلام کی جانب ایسے احکام کی نسبت کرتا ہے جن کو آپ پر اتارا نہیں گیا ہے یا جن آیات کو ان کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا ہے ان کو جھٹلاتا ہے زبان کے ساتھ انکار کرتا ہے یا ان کو تسلیم کرنے سے سرکشی کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے یا ان پر دیگر احکام کو برتری عطا کرتا ہے ان لوگوں کو ان کا حصہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ انہیں مل کر رہے گا، اسی طرح ان کیلئے جو رزق اور ان کی زندگی کی مدت متعین ہے انہیں ضرور دستیاب ہوں گی ان کے ظلم اور اللہ کی ذات پر افتراٗ کے باعث وہ ان سے محروم نہیں ہوں گے ،ارشاد ربانی ہے: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ﴾ (لقمان:۲۴)''ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر انہیں سخت عذاب کی جانب دھکیل دیں گے''تو جب ان کے ہاں وہ فرشتے پہنچیں گے جنہیں ان کی موت پر مقرر کیا گیا ہے تو اس لحہ فرشتے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے ان سے استفسار کریں گے تمہارے شرکاء کہاں ہیں؟ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے تا کہ تمہیں فوائد حاصل ہوں یا تمہاری مشکلات کا خاتمہ ہو تو اب انہیں پکارو تا کہ وہ تمہیں اب اس رسوا کن عذاب سے رستگاری دلائیں وہ جواب دیں گے وہ تو اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم نہیں کہاں ہیں اب ان سے منفعت کے حصول یا مضرت سے بچاؤ کی ہرگز امید نہیں اس وقت وہ اقرار کریں گے بلکہ گواہی دیں گے کہ واقعتاً اللہ کی ذات کو چھوڑ کر ان کو پکارتے وقت وہ کافر تھے، مزید جب کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا معاون سمجھا حالانکہ اللہ کو ہرگز کسی معاون کی ضرورت نہیں، اللہ کی ذات تو بے پرواہ ہے اللہ کی ذات تو ہر چیز کے علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کی قدرت کاملہ ہے، تو ان لوگوں کو اللہ کے حکم کے ساتھ فرشتے حکم دیں گے کہ تم ان لوگوں میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، معلوم ہوا سبھی کفار کو ایک ہی بار اللہ دوزخ کی جانب نہیں بھیجے گا مختلف گروپوں میں بھیجا جائے گا کچھ سابق اور کچھ مسبوق ہوں گے، جب کہ دوزخ میں داخل ہونے والا اپنے سے پہلے داخل ہونے والے کو بھی دیکھے گا کہ وہ دوزخ میں ہے جب بھی کوئی جماعت دوزخ میں داخل ہوگی اور رسوا کن عذاب کو ملاحظہ کرے گی جو عبرت کا باعث ہوگا تو وہ اپنے سے پہلے داخل ہونے والی جماعت پر لعنت کرے گی کہ اس کی متابعت کے نتیجہ میں اسے اس عذاب میں مبتلا ہونا پڑا، ارشاد ربانی ہے: ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (العنکبوت:۲۵) ''پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے''

جب سبھی وہاں اکٹھے ہوں گے تو بعد میں داخل ہونے والے ان لوگوں کے بارے میں کہیں گے جنہیں پہلے داخل کیا گیا تھا اے ہمارے پروردگار! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب ان کو دوزخ میں دوگنا عذاب دیجئے گا اس لئے کہ وہ نہ صرف یہ کہ گمراہ تھے بلکہ انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کیا، اللہ پاک فرمائے گا ہر ایک کیلئے دوگنا عذاب ہے خود گمراہ ہونا اور دوسروں کو گمراہ کرنا لیکن تمہیں ان کے عذاب کا علم نہیں ہے دراصل ایک عذاب کا تعلق روح کے ساتھ ہے، جب کہ دوسرے کا تعلق جسم کے ساتھ ہے لیکن روح کا عذاب زیادہ المناک ہوتا ہے، خیال رکھیں ایک شخص اپنی قوم کا لیڈر ہے جب وہ کسی جرم کی پاداش میں جیل جاتا ہے تو وہاں اسے جن لوگوں کے ساتھ رہنا ہوتا ہے وہ گھٹیا قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان کی کمینگی ڈھکی چھپی نہیں ہوتی اگرچہ کھانے پینے میں دونوں برابر ہوتے ہیں لیکن ان کے سامنے جو ذلت ان پر سایہ فگن ہوتی ہے اس کی تکلیف کا احساس خود اسے ہی ہوتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ جیل میں رہنے والے ظاہری طور پر برابر ہیں اور دوزخ میں پہلے داخل ہونے والے لوگ ان سے کہیں گے جو ان کے بعد داخل ہوئے تمہیں ہم پر کچھ برتری حاصل نہیں ہے تم اپنی بداعمالیوں کے سبب عذاب میں مبتلا ہو خواہ سبب کچھ بھی ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان (کے تسلیم کرنے) سے سرکشی اختیار کی ان کیلئے آسمان کے دروازے ہرگز نہیں کھلیں گے اور وہ بہشت میں ہرگز داخل نہ ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے نہ گزر پائے اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ ان کا بچھونا دوزخ سے ہوگا اور ان کے اوپر بھی دوزخ کا لباس ہوگا اور ہم اسی طرح ظالموں کو بدلہ دیں گے۔

لغوی تحقیق: اَلْجَمَلُ اونٹ، کبھی مادہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے شَرِبْتُ لَبَنَ الْجَمَلِ ''میں نے اونٹنی کا دودھ پیا'' ظاہر ہے کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کا سوئی کے ناکہ میں گزرنا محال ہے، لطف یہ ہے کہ اناجیل میں بھی بعینہ یہی لفظ آیا ہے اور عبرانی میں بھی اس لفظ کے یہ دونوں معنی ہیں لیکن ازرہ سہل انگاری شارحین اناجیل نے اس کے معنی اونٹ ہی کے کئے ہیں ہمارے ہاں بھی یہی معنی رواج پذیر ہے، اَلْجَمَلُ خوبصورت، نیکی، اللہ تعالیٰ کی صفت جمال، پگھلی ہوئی چربی، جَمَالٌ دلکشی، خوبصورتی، صبر و برداشت، اَجْمَلَ الْكَلَامَ کلام کو مجمل طور پر بیان کیا، اَلْجُمَلُ حروف ابجد کا ایک استعمال، جملہ مسند اور مسند الیہ پر مشتمل کلام، جُمْلَةً وَّاحِدَةً ایک ہی بار، اک بارگی، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً﴾ (الفرقان:۳۲) ''اور کافر کہتے ہیں کہ اس شخص پر قرآن اکبارگی (پورا) کیوں نہیں نازل کر دیا گیا'' جَمَلَ الشَّحْمَ اس نے چربی کو پگھلایا، جَامَلَ صَاحِبَهٗ اپنے دوست سے مدارات کے ساتھ پیش آیا، تَجَمَّلَ آراستہ ہوا۔ (لسان القرآن ص ۳۴۱)

بلاغت: ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ میں بلاغت کارفرما ہے اس کا ایک نام یہ ہے کہ ایسا کلام جو سونے کی تاروں کے ساتھ مرصع ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں، متکلم جس حقیقت کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے اثبات کیلئے ایسی دلیل پیش کرتا ہے کہ مخالف انسان جو اس کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے دفاعی جملہ کے تمام ہتھیار ٹوٹ جاتے ہیں وہ مقابلہ میں شکست خوردہ ہو جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اصول دین کا اثبات جب کہ نہ صرف عقلی دلائل سے واضح کیا جاتا ہے بلکہ قطعی دلائل اتنے زوردار پیش کئے جاتے ہیں کہ پھر اختلاف اور جھگڑا ختم ہو کر رہ جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ کفار اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہ گزر جائے جب کہ اونٹ کبھی بھی سوئی کے ناکہ سے نہیں گزر سکتا۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۱۱)

شان نزول: براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فاجر فاسق کی روح کے قبض ہونے کے بارے میں واضح کیا کہ اس کی روح کو قبض کرنے والے فرشتے جب اس کی روح کو آسمان کی جانب لے کر جاتے ہیں تو ہر آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یہ کیسی خبیث روح ہے؟ اسے واپس کیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح ابی داؤد کتاب السنۃ باب ۲۷، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الجنائز باب ۳، مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۲)

تشریح: بلاشبہ جن لوگوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا اور ہمارے پیغمبروں کی تابعداری نہ کی اور پیغمبروں نے ان کے سامنے جس تعلیم کو پیش کیا اس سے انہوں نے روگردانی کی جب ان کے جسم سے روح نکل جائے گی تو ان کی روح کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے بلکہ ان کی زندگی میں بھی ان کا کوئی کلمہ، ان کا کوئی فعل، آسمان کی جانب نہیں گیا تھا اس لئے کہ ان کی باتیں اور ان کے اعمال خباثت کا مظہر تھے جب کہ اللہ کی جانب تو اچھے کلمات اور اعمال صالحہ ہی بلند ہوتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾ (فاطر:۱۰) ''اسی کی جانب اچھے کلمات بلند ہوتے ہیں اور اعمال صالحہ بلند ہوتے ہیں''

لیکن اللہ کے احکام کی تکذیب کرنے والوں کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے اور وہ جنت میں بھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہیں گزرتا ہے، یہ ایک ضرب المثل ہے کہ کبھی بھی وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے جیسا کہ ضرب المثل ہے میں یہ کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ کوا بوڑھا ہو جائے، جبکہ کوا تو زندگی بھر بوڑھا نہیں ہوتا اس کی عمر تو سینکڑوں سال سے بھی متجاوز ہوتی ہے، یا کوئی شخص کہے کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ لک (تارکول) سفید ہو جائے، ظاہر ہے کہ لک کا سفید ہونا ممکن نہیں ہے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا بھی ممکن نہیں، مقصود یہ ہے کہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (المراغی ج ۳ص ۳۰۲)

نیز براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک انصاری شخص کے جنازہ کیلئے باہر نکلے ہم قبرستان پہنچے تو ابھی لحد تیار نہ تھی چنانچہ آپ ﷺ بھی تشریف فرما تھے ہم بھی آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے ہم پر خاموشی طاری تھی میں نے دیکھا آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھوٹی سی لکڑی ہے اس کے ساتھ آپ زمین کرید رہے تھے اس دوران آپ نے اپنا سر مبارک اونچا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم قبر کے عذاب سے پناہ طلب کرو اس جملہ کو آپ نے دوبار یا تین بار دہرایا، بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا، مومن شخص جب دنیوی زندگی گزار کر اخروی زندگی میں قدم زن ہوتا ہے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان کے چہرے سورج کی مانند روشن ہوتے ہیں انہوں نے جنت کا کفن اٹھایا ہوتا ہے جسے جنت کی خوشبو کے ساتھ معطر کیا ہوتا ہے وہ میت سے اتنی مسافت پر تشریف فرما ہوتے ہیں جہاں تک انسان کی نظر پہنچ سکتی ہے اس کے بعد ملک الموت آتا ہے وہ فوت ہونے والے انسان کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے وہ روح کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے اے مطمئن روح! آپ اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا کی جانب چلیے، تو روح اس کے جسم سے یوں نکلتی ہے جیسے پانی کا قطرہ مشکیزہ کے منہ سے بہتا ہے، فوراً روح کو اس کے کفن اور خوشبو میں لپیٹ دیا جاتا ہے جب کہ اس کے کفن سے کستوری کی خوشبو مہک رہی ہوتی ہے چنانچہ فرشتے اس کی روح کو آسمان کی جانب لے جاتے ہیں، روح کا گزر جب بھی فرشتوں کے پاس سے ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ پاکیزہ روح کس شخص کی ہے؟ اس پر انہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی روح ہے اس کا جو بہترین نام دنیا میں تھا اس کو اس کے نام کے ساتھ متعارف کرایا جاتا ہے، پھر اس کیلئے آسمان کے دروازے کھولنے کا حکم ملتا ہے تو ہر آسمان سے فرشتے اس کی روح کو الوداع کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کی روح ساتویں آسمان میں پہنچ جاتی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کا نام علیین میں ثبت کرو اور اسے پھر زمین کی جانب لے جاؤ اس لئے کہ اسے زمین سے ہی پیدا کیا گیا زمین میں ہی اس کو لوٹایا جائے گا وہیں سے اس کو اٹھایا جائے گا، چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے استفسار کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے، وہ سوال کرتے ہیں، کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ اس سے استفسار کرتے ہیں وہ کون شخص تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا؟ وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول تھا، پھر وہ استفسار کرتے ہیں تو نے کیا اعمال کئے؟ وہ جواب دے گا میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، تو آسمان سے منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے آرام کیلئے بستر جنت سے تیار کرو اور اس کے جسم کا لباس بھی جنت سے مہیا کرو اور جنت کی جانب اس کا دروازہ کھول دو چنانچہ اسے جنت کی خوشبو دار ہوا پہنچنے لگ جاتی ہے اور اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچ رہی ہوتی ہے اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جس کا چہرہ خوبصورت ہوتا ہے، اس سے عمدہ خوشبو آتی ہے وہ کہتا ہے تجھے مبارک ہو تجھے وہ مسرتیں مل گئی ہیں جن سے تجھے خوشی حاصل ہے، پھر وہ شخص اس سے استفسار کرے گا تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو خیر و برکت کی علامت ہے وہ جواب دے گا میں تیرا عمل صالح ہوں وہ شخص دعا کرتے ہوئے کہے گا، اے میرے پروردگار! قیامت قائم ہو جائے، اے میرے پروردگار! قیامت قائم ہو جائے تاکہ میں اپنے اہل و عیال کی جانب واپس لوٹ جاؤں۔

لیکن کافر شخص کا جب دنیوی زندگی سے انقطاع ہوتا ہے اور آخرت کی جانب جانا ہوتا ہے تو آسمان سے اس کی جانب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوفرشتے اترتے ہیں وہ سیاہ فام ہوتے ہیں ان کے جسم پر ٹاٹ پہنا ہوتا ہے وہ میت سے حدنظر کے برابر مسافت پر بیٹھ جاتے ہیں بعد ازاں روح قبض کرنے والا فرشتہ آتا ہے وہ اس کے قریب بیٹھ جاتا ہے اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے، اے خبیث روح! تجھے اللہ کی ناراضگی کی جانب لوٹنا ہے اس دوران اس کی روح اس کے جسم میں پھیل جاتی ہے، فرشتہ اس کی روح کو اس کے جسم سے نکالتا ہے جیسا کہ لوہے کی سیخ پر لپٹی ہوئی بھیگی اون کو کھینچا جاتا ہے، نہایت المناک کیفیت میں اس کی روح کو اس کے جسم سے نکالا جاتا ہے، فوراً ملک الموت سے دوزخ پر متعین فرشتے اس سے روح کو کھینچ کر ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں جس سے شدید قسم کی بدبو آ رہی ہوتی ہے تو فرشتے اس کی روح کو آسمانوں کی جانب لے جاتے ہیں جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں یہ کیسی ناپاک روح ہے؟ فرشتے بتاتے ہیں یہ فلاں شخص، فلاں کا بیٹا ہے اس کے نہایت برے نام کے ساتھ جس کیساتھ اسے دنیا میں بلایا جاتا تھا، اسکی روح کو پہلے آسمان کے قریب پہنچا دیا جاتا ہے آسمان کے دروازوں کے کھولنے کا مطالبہ ہوتا ہے لیکن اس کیلئے کوئی بھی دروازہ کھلتا نہیں ہے، بعدازاں رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ﴾ نیز اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ (الحج:٣١) ''اور جس شخص نے اللہ کیساتھ شریک بنایا گویا کہ وہ آسمان سے گرا اسکو پرندے اچک رہے ہیں یا اسکو تیز آندھی دور جگہ پھینک دیتی ہے''

بعدازاں اس کی روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے بٹھا لیتے ہیں اس سے سوال کرتے ہیں، تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے (ھاہ ھاہ) افسوس، افسوس! مجھے کچھ علم نہیں اور جب اس سے دین اسلام اور آخر الزمان پیغمبر ﷺ کے بارے میں استفسار کیا جاتا ہے تو بھی اس کا یہی جواب ہوتا ہے (ھاہ ھاہ) افسوس، افسوس! مجھے کچھ علم نہیں، اس کے ساتھ ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے یہ شخص جھوٹا ہے اس کا بچھونا آگ سے تیار کرو اور دوزخ کی جانب اس کی کھڑکی کھول دو، چنانچہ دوزخ کی تیز گرم ہوا اس کی قبر میں داخل ہوتی ہے اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں اس دوران اس کے قریب ایک شخص آتا ہے جو بدصورت ہوتا ہے جس کا لباس بھی نہایت بھدا ہوتا ہے اس سے بدبو آتی ہے وہ اس کے عمل کی تصویر ہوتی ہے وہ شخص فوراً کہے گا پروردگار! قیامت قائم نہ کرنا۔

(مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الایمان باب۴، صحیح ابی داؤد کتاب السنۃ باب۲۷، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب۳۲، مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب۳، مسند احمد ح ۱۸۷۳۳، سنن نسائی باب ۱۲۱، ابن کثیر دار الفکر ج۲ ص۳۴۲)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالاتے رہے، ہم کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے ہیں مگر اس کی طاقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق یہ لوگ جنتی ہیں وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم باہر نکال دیں گے جوان کے سینوں میں دشمنی ہوگی ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہم کو اس (جنت) کی جانب رہنمائی فرمائی اور ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا، بے شک ہمارے پروردگار کے پیغمبر سچائی کے ساتھ آئے اور منادی کی جائے گی کہ تمہیں اس جنت کا وارث بنایا گیا ہے اس لئے کہ تم عمل کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: غِلٌّ کینہ، پوشیدہ دشمنی، اس کا باب غَلَّ یَغِلُّ ضرب سے ہے، لیکن اَلْغُلُوْلُ کا معنی خیانت کرنا ہے اس کا باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہے، غَلَّ یَغُلُّ غُلُوْلاً، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ﴾ (آل عمران:۱۶۱) ''کسی پیغمبر کیلئے مناسب نہیں کہ وہ خیانت کا مرتکب ہو'' اَلْغُلَّةُ وَالْغَلِيْلُ پیاس، غصہ یا محبت کی سوزش، اَلْغَلَّةُ زمین کی پیداوار اور مُغَلْغَلَةٌ اس پیغام یا خط کو کہا جاتا ہے جو شہر بہ شہر پہنچایا جائے، شاعر کا قول ہے ۔

تَغَلْغَلَ حَيْثُ لَمْ يَبْلُغْ شَرَابٌ
وَلَا حُزْنٌ وَ لَمْ يَبْلُغْ سُرُوْرٌ

''اس کی محبت وہاں پہنچ چکی ہے جہاں شراب اور غم اور سرور کا بھی گزر نہیں ہوسکتا''۔ (مفردات امام راغب ص۶۷۲)

بلاغت: ﴿وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ﴾ میں اسم اشارہ تِلْكُ ضمیر کاف مخاطب کے ساتھ ملی ہوئی ہے مقصود مخاطب کو اس کی نوعیت کے بارے میں واضح کرنا ہے کہ یہ اشارہ ہے جو مشار الیہ کی نوعیت کو واضح کر رہا ہے، قرآن پاک میں اس کی مثالیں کثرت کے ساتھ موجود ہیں جیسے: ﴿فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ﴾ (القصص:۳۲) ''یہ دونوں دلیلیں ہیں، یعنی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہتھیلی کا روشن ہونا'' عزیز مصر کی بیوی نے کہا: ﴿فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ﴾ (یوسف:۳۲) ''یہ ہے وہ شخص کہ تم مجھے اس کے ساتھ عشق کے بارے میں ملامت کرتی تھیں''۔ (اعراب القرآن ج۳ص۴۱۶)

آیت مبارکہ ۴۳ میں وضاحت ہے کہ جنتیوں کو پکارا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ تم جنت کے وارث ہو، سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سے پہلے جنت کے مستحق کون تھے؟ جن کا ورثہ دیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں، اس کا واضح جواب یہ ہے کہ جنتیوں اور دوزخیوں کو وارث اور موروث عنہ کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس لئے کہ اللہ نے جنت میں کفار کے منازل کو بھی تیار کر رکھا ہے جب وہ ایمان لائیں گے، تو ان میں سے جو شخص ایمان نہیں لاتا اس کا جنت والا مقام جنتیوں کو دے دیا جائے گا، یا چونکہ جنت میں داخلہ محض اللہ کی رحمت کے ساتھ ہوگا کسی عمل کے سبب نہیں تو وراثت کے مشابہ ہو گیا اگرچہ جنت میں درجات کا تفاوت اعمال کے لحاظ سے ہوگا۔
(فتح الرحمٰن تالیف شیخ الاسلام امام ابو یحییٰ زکریا انصاری ص۱۹۲)

نیز ارشاد نبوی ہے: «لَنْ يُّنْجِيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ» ''تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات عطا نہیں کر سکتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو بھی نہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بھی نہیں، جب تک کہ مجھ پر اللہ کی رحمت سایہ فگن نہ ہو''
(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۱۸، صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱۸، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۲۰، احادیث الصحیحہ ح ۲۶۰۲، سنن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارمی کتاب الرقاق باب ۲۴، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۵)

تناسب: کفار اور نافرمان لوگوں کے تذکرہ کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں محو رہتے ہیں اس لئے کہ قرآن پاک کا اسلوب یہی ہے۔

تشریح: جن لوگوں کے دلوں میں ایمان راسخ ہے اور وہ اعمال صالحہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں جب کہ ہم کسی شخص کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے ہیں یہ لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ : ایمان والوں کے دلوں میں دنیوی زندگی میں حسب عادت جو کینہ اور دشمنی ہوگی جنت میں داخل ہونے کے بعد وہ سب ختم ہو جائے گی، آپس میں معمولی رنجش بھی نہ ہوگی تاکہ کسی وقت بھی ان کے دلوں میں کہیں تکدر کی کیفیت رونما نہ ہو وہ اپنے محلات میں نہایت آرام کی زندگی گزاریں گے ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی جب کہ ان کی رہائش گاہیں اونچے اونچے محلات میں ہوں گی، باغات میں پانی کی آبشاریں جاری ہوں گی، اس کیفیت کی زندگی میں ان کی خوشیوں میں اضافہ ہوگا، تھکاوٹ، اکتاہٹ کا شائبہ تک بھی نہ ہوگا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب پل صراط سے ایماندار لوگ گزر جائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا ان کے آپس کے حقوق کی ادائیگی کا فیصلہ ہوگا جب وہ ہر قسم کی معمولی آلائشوں سے بھی پاک صاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہر جنتی شخص جنت میں اپنے گھر کو بنسبت دنیا کے گھر کی معرفت سے زیادہ معرفت رکھتا ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب ا، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۴۴)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ : جنتی لوگ نہایت خوشی کے عالم میں زبان کیساتھ انعامات الٰہیہ پر تشکر و امتنان کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ کی ذات پاک کیلئے سزاوار ہے جس نے ہمیں دنیا میں ایمان اور اعمال صالحہ ادا کرنے کی توفیق عطا کی جس کے سبب ہمیں یہ نعمتیں عطا ہوئی ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہیں اگر ہمیں اللہ ہدایت کی توفیق نہ فرماتا تو ہم ہرگز ہدایت کا راستہ نہ پاتے، ہم نے اللہ کی توفیق سے ہی ہدایت کو پایا اور اس کے پیغمبروں کی پیروی کی، اس کیساتھ ساتھ اللہ کی خصوصی رحمت ہم پر سایہ فگن رہی، ہم یقین کیساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبروں نے ہمیں حق و صداقت کی راہنمائی فرمائی توحید، اعمال صالحہ کیساتھ موصوف ہونے والے لوگوں کو پکارا جائے گا فرشتے انہیں آواز دیں گے اس جنت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا تمہیں تمہارے اعمال صالحہ کے باعث جنت کا وارث بنا دیا گیا بلکہ اعمال صالحہ کے سبب تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہوئے، ذہن نشین کریں کہ نجات اخروی کیلئے جہاں اعمال صالحہ کا ہونا ضروری ہے وہاں اللہ کی رحمت کی وسعتوں کے باعث بھی جنت میں داخلہ ہوگا۔

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كٰفِرُوْنَ﴿۴۵﴾ وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اور جنتی لوگ دوزخیوں کو آواز دیں گے کہ ہم نے اس چیز کو درست پالیا جس کا ہم سے ہمارے پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا کیا تم نے بھی صحیح پالیا ہے جس کا تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں! پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے رہے اور ان کیلئے ٹیڑھا راستہ پسند کرتے رہے اور آخرت کا انکار کرتے رہے۔ اور جنت اور دوزخ کے درمیان پردہ ہے اور اعراف پر جو لوگ ہوں گے وہ سب ان کو ان کی علامات کے ساتھ پہچانتے ہوں گے اور اعراف والے جنتیوں کو آواز دیں گے تم پر سلام ہو، ابھی وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ امید رکھتے ہوں گے۔ اور جب اعراف والوں کی آنکھیں دوزخیوں کی جانب پھیری جائیں گی تو وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔

لغوی تحقیق: اَلْحِجَابُ اس دیوار کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے وہ دوزخیوں اور جنتیوں کے درمیان پردے کا کام دیتی ہے: ﴿فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾ (الحدید:۱۳) ''ان کے درمیان ایک دیوار بنی ہوئی ہے اس میں دروازہ ہے اس کی اندر کی جانب اللہ کی رحمت ہے اور باہر کی جانب عذاب ہے'' اعراف کا واحد عُرف ہے، اونچی چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس زمین کی سطح مرتفع ہو اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ مرغ کی کلغی کو بھی عرف کہا جاتا ہے کہ وہ اونچی ہوتی ہے۔ (المراغی ج۳ ص۳۰۵)

بلاغت: ﴿اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ﴾ میں هم کی ضمیر کو كٰفِرُوْنَ سے پہلے دوبارہ ذکر نہیں کیا گیا ہے جبکہ سورہ ھود میں ﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ میں هم ضمیر کو كٰفِرُوْنَ سے پہلے دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ سورہ اعراف میں جملہ اپنے اصل پر ہے اصل عبارت یوں ہے ﴿وَهُمْ كَافِرُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ لیکن قرآن پاک کے فواصل کا خیال رکھتے ہوئے بِالْاٰخِرَةِ کو مقدم کیا گیا ہے، جب کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (ھود:۱۸) میں قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اَلظّٰلِمِيْنَ کی بجائے عَلَيْهِمْ کا لفظ آتا لیکن جب ان کو لفظ اَلظّٰلِمِيْنَ کے ساتھ تعبیر کیا گیا تو التباس واقع ہوا کہ اپنے پروردگار کے بارے میں کذب بیانی سے کام لینے والے یہ لوگ ہیں یا ان کے علاوہ اور لوگ ہیں تو تاکید کے ساتھ کہا گیا ﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ تاکہ معلوم ہو کہ ان سے مقصود وہی ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ نہیں ہیں۔ (فتح الرحمٰن تالیف ابویحییٰ زکریا انصاری ص۱۹۳)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے کفار کی سرزنش اور ایمانداروں کے انعام و اکرام کو بیان کیا، بعد ازاں اللہ پاک نے دونوں فریقوں کے درمیان جو گفتگو اور مناظرہ بازی ہوگی اس کو بیان فرمایا جب کہ دونوں فریق اپنے اپنے مقام میں اقامت گزیں ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: غوروفکر کے بعد اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ جنت اور دوزخ کا محل وقوع ایک ہی زمین پر ہوگا البتہ دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی اس کے باوجود جنتی لوگ جو اعلیٰ علیین میں شادکام ہوں گے وہ دوزخیوں کا مشاہدہ کرسکیں گے جو کہ دوزخ کے ھاویہ مقام میں عذاب کی سختیاں جھیل رہے ہوں گے اور ان میں جو گفتگو ہوگی اس کے نتیجہ میں جنتیوں کے سامنے جنت جیسی عظیم نعمت کی قدر و قیمت کا احساس ان کی مسرتوں اور شادکامیوں میں اضافہ کرے گا جب کہ دوزخی لوگ اپنی بدنصیبی پر حسرت بھرے انداز میں اپنی غلط کاریوں پر ندامت کے آنسو بہائیں گے لیکن آپس کی اس گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ ان کی رہائش گاہیں قریب قریب ہوں گی جب کہ دنیوی زندگی میں اس تاثر کو غلط قرار نہیں دیا جاسکتا آخرت کا جہاں عجیب انداز کا جہان ہے اس میں مادیت پر روحانیت کو غلبہ حاصل ہوگا جسمانی کثافت کا تو وہاں تصور بھی خارج از امکان ہوگا، چنانچہ اخروی جہان عجیب قسم کا عالم ہوگا آلات کی وساطت کے بغیر وہاں دور مسافت سے آواز کو سننا اور چیزوں کا دیکھنا بھی ممکن ہوگا۔

سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں آپس میں گفتگو کرنے کیلئے ایک دوسرے کے نزدیک ہونا ضروری نہیں بلکہ ہزاروں میل کی مسافت پر لوگ اپنی گفتگو اپنے کسی عزیز سے کر سکتے ہیں جیسے ٹیلی فون کا نظام ہے، مزید برآں فیکس کا نظام ہے، بلکہ اب اس ترقی یافتہ دور میں فون پر گفتگو کرنے والے شخص کا فوٹو بھی نظر آتا ہے۔

جنتی لوگ جب جنت میں اپنے محلات میں اعزاز و اکرام کے ساتھ داخل ہوں گے، اسی طرح دوزخی لوگ دوزخ کے گڑھوں میں گرائے جائیں گے تو جنتی لوگ جب دوزخیوں کا مشاہدہ کریں گے تو وہ اپنی کیفیت پر مسرت کے عالم میں فخریہ انداز میں دوزخیوں کو ان کے جرائم پر متنبہ کرتے ہوئے کہیں گے، ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے پیغمبروں کی معرفت جو وعدہ کیا تھا کہ ہمیں انعامات سے نوازا جائے گا اس وعدہ کو ہم نے درست پایا ہے، چنانچہ ہم جن نعمتوں سے شادکام ہیں وہ ایسی نعمتیں ہیں جن کو کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیالی تصور آیا ہوگا تو آپ بتائیں تم سے جو وعدہ تمہارے پروردگار نے کیا تھا کہ تمہیں ذلت اور عبرت ناک عذاب سے دوچار ہونا ہوگا کیا وہ درست تھا؟ وہ جواب دیں گے بالکل صحیح ہے جس طرح پیغمبروں نے ہمیں بتایا تھا، اس سوال و جواب کے بعد ان پر فرد جرم ثبت کرتے ہوئے ایک منادی کرنے والا فرشتہ منادی کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے جو صراط مستقیم سے اعراض کرتے رہے، دوسروں کو بھی اس پر رواں دواں رہنے سے روکتے رہے بلکہ اسے ٹیڑھا قرار دیتے رہے تاکہ کوئی شخص اس راہ پر گامزن نہ ہو، توحید خالص میں شرک کی آمیزش کرتے ہوئے دین اسلام میں بدعات و خرافات کو داخل کرتے ہوئے اسلام کے روشن چہرے کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتے رہے، عبادات میں اضافہ کرتے رہے جیسے میلاد النبی کی محافل کا انعقاد جسے دین اسلام کا اہم ستون قرار دے دیا گیا ہے، کسی بزرگ کی قبر کے نزدیک مسجد تعمیر کرواتے رہے، چراغ روشن کرتے رہے اور بدعات کا دروازہ کھولتے ہوئے آخرت پر ان کا ایمان جاتا رہا جب کہ گناہ کرتے وقت ان کے دل اللہ کے ڈر سے خالی رہے، نہایت بیباکی کے ساتھ معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ (قبروں پر مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مبسوط بحث **تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور مساجد** میں ملاحظہ فرمائیں جس کا اردو ترجمہ ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' کے نام پر متعدد بار مفسر تفسیر اصدق البیان کے شگفتہ قلم سے اردو زبان میں شائع ہو چکا ہے، الحمدللہ علی ذلک)

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ: جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان حد فاصل ہوگی جس کا نام اعراف ہے وہ دیوار جنتیوں کو دوزخیوں سے اور دوزخیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جنتیوں سے دور رکھے گی ایک دوسرے کی جانب جھانک نہ سکیں گے اس دیوار کی سطح مرتفع پر لوگ جنتیوں اور دوزخیوں کو ان میں داخل ہونے سے پہلے ان کی علامات سے انہیں پہچان لیں گے جنتیوں کے چہرے شگفتہ اور روشن ہوں گے لیکن دوزخیوں کے چہروں پر گردوغبار ہوگی سیاہی نے انہیں ڈھانپ رکھا ہوگا، اعراف کی دیوار پر موحدین کا گروہ ہوگا ان کے برے کاموں نے انہیں جنت میں جانے سے روک دیا اور ان کے اعمال صالحہ نے انہیں دوزخ میں جانے سے روک دیا وہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک وہیں رہیں گے، بعدازاں جب وہ اس کیفیت میں ہوں گے تو ان کے پروردگار عالم ان کی جانب التفات فرمائیں گے انہیں حکم دیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے، مزید برآں چونکہ تمہارے اعمال صالحہ نے تمہیں دوزخ میں داخل ہونے سے روک رکھا ہے اور تمہارے گناہوں نے تمہیں جنت میں داخل ہونے سے روک رکھا ہے پس تم میری بخشش اور رحمت کے ساتھ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُم : اعراف والے جنتیوں کو آواز دیں گے، انہیں السلام علیکم کہیں گے ابھی تک وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے البتہ پر امید ہوں گے کہ انہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا۔

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ : جب اعراف والوں کی آنکھیں دوزخیوں کی جانب پھیری جائیں گی تو وہ بارگاہ الٰہی میں تضرع اور زاری کی کیفیت میں دعا کریں گے کہ انہیں دوزخیوں جیسا نہ بنانا اس سے مقصود ڈرانا ہے تا کہ وہ شخص اپنے انجام پر غور کرے اس کے نتیجہ میں وہ شخص جہنم میں رہے گا، اعراف والوں کی نظر کو دوزخیوں کی جانب پھیرنے سے مقصود اس جانب اشارہ ہے کہ وہ اپنی نگاہ کو ارادۃً جنتیوں کی جانب بھی پھیریں اور انہیں سلام کہیں اور دوزخیوں کے دیکھنے سے کراہت اختیار کریں گے جونہی انکی نظر بلا ارادہ دوزخیوں کی جانب پھرے تو ان کی زبان پر یہ کلمات ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان کی رفاقت سے بچانا۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۰۸)

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: اور اعراف والے ان لوگوں کو جن کو وہ ان کی علامات کیساتھ پہچانتے ہوں گے (انہیں مخاطب کرتے ہوئے) کہیں گے تمہیں تمہاری اجتماعیت اور تمہارے استکبار نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ کیا یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ اللہ انہیں اپنی رحمت نہیں پہنچائے گا؟ انہیں کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر کچھ ڈر نہیں اور نہ تمہیں غم لاحق ہوگا۔ اور دوزخ والے جنت والوں کو آواز دیں گے کہ ہم پر کچھ پانی بہاؤ یا ان سے جو اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں عطا کیا ہے وہ جواب دیں گے اس میں کچھ شک نہیں کہ ان دونوں کو اللہ نے کفار پر حرام کر دیا ہے۔ جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور دنیوی زندگی نے ان کو فریب میں مبتلا کر دیا تھا پس آج ہم انہیں فراموش کر دیں گے جیسا کہ انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا اور (جیسا کہ) وہ ہماری آیات کا انکار کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: یَجْحَدُوْنَ مادہ (ج ح د) ہے، جَحَدَ جُحُوْدًا جھٹلانا، انکار کرنا، باوجود جاننے کے نہ جاننا، جَحِدَ الْعَامُ اس سال بارش کم ہوئی، جَحِدَ النَّبْتُ سبزی ترکاری اپنے قد کو نہ پہنچ سکی کم رہ گئی، جَاحِدٌ وہ شخص جس سے کوئی فیض حاصل نہ ہو، پرلے درجے کا کنجوس اور بخیل، سِیْمٰهُمْ، سِمْوٌ سے ہے اصل وَسْمٌ تھا، اس کا معنی علامت ہے جنتیوں کے چہرے سفید اور دوزخیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (لسان القرآن ص ۳۲۳ تفسیر طبری ج ۵ ص ۲۵٦)

بلاغت: ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ﴾ میں مشاکلت ہے یعنی ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے مقابلہ میں لانا، اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے ان میں تخالف ہو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لفظ نسیان کی نسبت اپنی جانب کی ہے اس میں مشاکلت ہے کفار کے مثل معاملہ کیا ہے جنہوں نے قیامت کے دن کو فراموش کر دیا کہ ہم بھی انہیں بھلا دیں گے جیسا کہ انہوں نے قیامت کے دن کو فراموش کر دیا حالانکہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ کی ذات کو نسیان کیساتھ موصوف کیا جائے جبکہ اللہ کی ذات نیند اور اونگھ سے پاک ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۲۷)

تشریح: اعراف والوں کا یہ دوسری بار ان لوگوں کو بلانا ہو گا جو دنیوی زندگی میں متکبرانہ انداز سے رہتے تھے اور معاشرہ میں مفلوک الحال ایمانداروں کو ان کے ضعف اور غربت کے سبب حقیر گردانتے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ اللہ نے جن لوگوں کو دنیوی مال ومتاع سے نوازا ہے وہی آخرت میں بھی مختلف قسم کی نعمتوں سے شادکام رہیں گے، ان سے مقصود قریش کے لیڈر ہیں اور وہ سرکش اور مغرور قسم کے لوگ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو تکالیف ومحن میں مبتلا رکھا قریش کے لیڈروں میں سے بالخصوص ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عباس بن وائل ہیں یہ لیڈر متکبر قسم کے انسانیت سوز جرائم کے دلدادہ معاشرہ میں ایمانداروں کو ان کی غربت اور فقر وفاقہ کے سبب حقیر گردانتے تھے، بالخصوص اس لئے بھی کہ وہ مضبوط قسم کے لوگوں کے تعاون سے محروم تھے، پس اس قسم کے لوگ اس دن علامات کیساتھ پہچانے جائیں گے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے آنکھیں عذاب کی شدت کے باعث نیلی ہوں گی اور ان کے جسم جھلسے ہوئے ہوں گے جیسا کہ بخاری شریف میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام میدان حشر میں اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے آزر کے چہرے پر گرد وغبار اور سیاہی چھائی ہوگی اپنے والد کے بارے میں سفارش کریں گے لیکن ان کی سفارش قبول نہ ہوگی بلکہ اس کے بعد ان کی شکل بجو جیسی ہو جائے گی جس سے بدبو آرہی ہوگی اس تبدیلی کے سبب ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی کی کیفیت دور ہو جائے گی۔

ذہن نشین فرمائیں کہ اعراف والوں سے مقصود وہ لوگ ہیں جن کے اعمال صالحہ انہیں جنت میں داخل نہ کروا سکے لیکن ان کے برے اعمال بھی اس نوعیت کے نہ تھے جو انہیں دوزخ میں گراتے، اعراف والے جب دوزخیوں کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ تمہیں تمہارے مال ومتاع نے اور ایمان قبول کرنے سے تکبر نے تمہیں کچھ فائدہ نہ بخشا، بعد ازاں ایمان داروں کے بارے میں جو فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے جیسے بلال، سلمان فارسی، خباب وغیرہ، تعجب کی کیفیت میں کہیں گے تم نے ان لوگوں کے بارے میں قسم اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل نہیں کریں گے جب کہ دنیوی زندگی میں بھی انہیں اس قدر مال ومنال سے نہیں نوازا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر تمہیں نوازا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ اعراف والوں کو مخاطب کر کے حکم دیں گے کہ تم اعراف سے جنت میں منتقل ہو جاؤ، اعراف میں ہوتے ہوئے وہ دونوں جماعتوں کو ان کی علامات کے ساتھ پہچانتے تھے اب جنت میں داخل ہونے کے بعد مستقبل میں تمہیں کچھ خوف نہیں اور جو نعمتیں تمہارے پاس موجود ہیں وہ ختم نہیں ہوں گی، ہرگز غم لاحق نہ ہوگا۔

وَنَادٰى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ : جب اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ لالچ کریں گے کہ جو لوگ جنت میں پہنچ چکے ہیں ہمارا ان کیساتھ قرابت داری کا تعلق ہے ہمیں ان کیساتھ ملاقات کی اجازت دی جائے جبکہ جنت کے مکین انہیں پہچان نہ سکیں گے اسلئے کہ دوزخ کے عذاب کے باعث انکے چہرے سیاہ ہوں گے وہ ان سے درخواست کریں گے کہ ہم پر پانی پلانے کی نوازش کرو یا جس نعمت سے اللہ نے تمہیں نوازا ہے، وہ جواب دیں گے بے شک اللہ نے جنت کا پانی اور کھانا کفار پر حرام کر دیا ہے۔

اگر چہ انہیں امید نہ تھی کہ انہیں پانی مہیا ہوگا پھر بھی وہ مطالبہ کریں گے اس لئے کہ جو شخص پانی میں ڈوب رہا ہو وہ اپنے بچاؤ کیلئے گھاس کو بھی پکڑتا ہے شائد اس کے ذریعہ سے اسے بچاؤ حاصل ہو جائے، معلوم ہوا پیاسے انسان کو پانی پلانا افضل عمل ہے چنانچہ ابی داؤد میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا آپ کے نزدیک کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی پلانا افضل عمل ہے اسی لئے سعد بن ابی وقاص نے کنواں تیار کروایا اور اعلان کیا کہ اس کا ثواب ام سعد کے نامہ اعمال میں ثبت ہو۔ (صحیح ابوداؤد کتاب الزکاۃ باب ۴۲ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۲۱۵ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۱)

جب کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کے گناہ معاف کر دیئے جس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔

(صحیح بخاری کتاب المساقات، صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب ۴، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۵، صحیح ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۴۷)

تو اگر کسی مومن شخص کو پانی پلایا جائے تو کس قدر عظیم کام ہوگا اس کے برعکس اس عورت کو عذاب میں گرفتار کیا گیا جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اس نے اسے نہ کچھ کھلایا نہ پلایا یہاں تک کہ بلی فوت ہوگئی۔

(صحیح بخاری کتاب المساقات باب ۹، صحیح مسلم کتاب البر باب ۳۷، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۲۲، احادیث الصحیحہ ح ۲۸، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۷، دارمی کتاب الرقاق باب ۹۳، نسائی کتاب الکسوف باب ۱۴)

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا : کفار کے جرائم بیان ہو رہے ہیں جن کے سبب وہ جنت کے انعامات سے محروم رہے اس وضاحت میں تمام کفار کو آگاہ کیا جا رہا ہے جو دین اسلام کو کھیل کود کی حیثیت دیتے ہیں دنیوی زندگی کے مال و متاع نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا تو قیامت کے دن ان کے بارے میں اللہ فرمائے گا کہ ہم انہیں فراموش کر دیں گے جیسا کہ انہوں نے قیامت کے دن کو فراموش کیا وہ نہ ایمان لائے نہ انہوں نے اعمال صالحہ کئے بلکہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا جو ایمان اور اعمال صالحہ کی جانب دعوت دیتی ہیں۔

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور بے شک ہم نے انہیں کتاب عطا کی جس میں ہم نے علم کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ایمان والوں کیلئے راہ نمائی اور رحمت ہے۔ کفار نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر اس کی تاویل کا جس روز اس کی تاویل آ جائے گی تو وہ کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے اس کو اس سے پہلے فراموش کیا بے شک ہمارے پروردگار کے پیغمبر سچائی کیساتھ آئے پس کیا ہمارے لئے کچھ سفارشی ہیں کہ وہ ہماری سفارش کریں یا ہمیں دنیا کی جانب لوٹا دیا جائے پس ہم اب اسکے سوا عمل کریں گے جو ہم پہلے کرتے رہے بیشک انہوں نے خود کو نقصان میں ڈال لیا اور ان سے گم ہو گئیں وہ باتیں جو وہ جھوٹ باندھتے رہے۔

لغوی تحقیق: بِکِتٰبٍ سے مقصود قرآن پاک ہے گویا کہ قرآن پاک ہی ایسی جامع حیثیت کی حامل ہے کہ اسے کتاب کہا جائے اس کے مقابلہ میں کوئی کتاب اس لائق نہیں کہ اسے کتاب کہا جائے یعنی دلائل واضحہ کا بے مثال مجموعہ، فَصَّلْنٰهُ مسائل کو ایسے عمدہ اسلوب میں بیان کیا ہے کہ ہرگز کوئی اشتباہ راہ نہیں پاتا ہے، هَلْ يَنْظُرُوْنَ سے مقصود هَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اس کی تاویل کے انتظار میں ہی ہیں، تَاْوِيْلُ انجام، ضَلَّ عَنْهُمْ ان سے پوشیدہ ہو گیا۔

تناسب: جنتیوں دوزخیوں اور اعراف والوں کے تذکرہ کے بعد اس گفتگو کو بیان کیا گیا جو ان تین گروہوں میں ظہور پذیر ہوئی کہ اس گفتگو پر غور وفکر کرنے والا انسان احتیاط کے دامن کو نہ چھوڑے اور نتائج پر خود کو روکے رکھے شائد گمراہی سے کنارہ کش ہو کر رشد وہدایت کی راہ پر گامزن ہو سکے اس کے بعد کامل ومکمل کتاب کا تذکرہ ہے اس کے فضائل کی عظمت اور اس کی منفعت بخش جلال وجمال کی کیفیت کو بیان کیا ہے بلکہ اسے تمام انسانوں کیلئے ہر دور میں حجت قرار دیا ہے، اس کامل مکمل کتاب نے نہ صرف کفار کی بیماریوں کو زائل کرنے کی جانب پیش قدمی کی ہے بلکہ ان کی معذرت خواہیوں کے بخئے ادھیڑ دیئے ہیں، مزید برآں کتاب کی تکذیب کرنے والوں کے احوال سے پردہ کشائی کرتے ہوئے ان کے انجام کو بھی نمایاں انداز میں پیش کیا ہے کہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہوں گے اور انہیں افسوس لاحق ہو گا وہ دنیا کی جانب واپس لوٹنے کی آرزو کریں گے تاکہ اپنے احوال کی اصلاح کریں جب کہ دوبارہ دنیوی زندگی میں لوٹنا ہرگز ممکن نہیں، خام خیالی سے زیادہ اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے ؎

ایں خیال است محال است وجنوں

تشریح: بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کو کامل ترین کتاب سے نوازا جس کا نام قرآن ہے اس میں احکام کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، شریعت کے مکلف انسانوں کو جس قدر علم وعمل کی ضرورت تھی اس کی توضیح کو ہم نے مختلف اسالیب کے رنگ میں پیش کیا تاکہ نہ صرف یہ کہ ان کے نفس امارہ کا تزکیہ ہو بلکہ دل جس کو تمام اعضاء پر برتری حاصل ہے اس کو لاحق ہونے والی بیماریوں سے تحفظ کے اسباب سے آگاہ کیا تاکہ ان کی نہ صرف دنیوی زندگی سعادتوں سے ہمکنار ہو بلکہ اخروی زندگی بھی کامرانیوں اور عظمتوں کا نشان ثابت ہو، اس کتاب پر ایمان لانے والوں کیلئے یہ کتاب باعث ہدایت اور رحمت ہے جس کے نتیجہ میں مامورات پر عمل پیرا رہنے کی جانب ترغیب میں ابھار رونما ہو گا اور منہیات سے بچاؤ اختیار کرنے میں جلال خداوندی کا تصور رکاوٹ ثابت ہو گا۔

قرآن پاک میں بیان کردہ احوال وضوابط پر جب غور کیا جائے تو یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ اس سے مزید وضاحت ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن نہیں، غور کریں قرآن پاک نے مقلدین کو جو اپنے پیش رو آباؤ اجداد کے نقش قدم پر رواں دواں رہتے ہیں کس قدر معیوب انداز میں ان کی گمراہی کو طشت ازبام کیا ہے ان کے اس قول پر آپ توجہ مبذول کریں اللہ پاک نے ان کی حقیقت کو ان کے الفاظ میں متعارف کرایا ہے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِهِمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ﴾ (الزخرف:۲۳) ''بیشک ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک کیفیت پر پایا اور ہم ان کے نقوش کی پیروی کریں گے'' بلکہ بار بار مقلدین کی گمراہی اور تقلید کو باطل قرار دیتے ہوئے خبردار کیا ہے اور دلائل کی جانب غور و فکر کی دعوت دی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾ (البقرۃ:۱۱۱، الانبیاء:۲۴، النمل:۶۴) ''آپ اعلان کریں کہ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو'' چنانچہ ماننا ہوگا کہ اسلام ہی دین فطرت، ہدایت وفلاح کا سرچشمہ اور حکمت ورحمت کا مرقع ہے جبکہ بارگاہ الٰہی میں شرک کے انداز میں لوگ مختلف ہیں توحید فی الربوبیت اور توحید فی الالوہیت میں تفریق کے قائل ہیں، مزید برآں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کے مقربین کی جانب متوجہ ہونا ان سے ایسے کاموں کے کرانے کا مطالبہ کرنا جو اسباب کی دنیا سے باہر ہیں ہرگز توحید کے منافی نہیں ہے، دراصل ان کی سفارش سے ایسے کام پورے ہوسکتے ہیں۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ : شرک کے مرتکب لوگ جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں اب وہ قیامت کے دن کے انتظار میں ہیں جب انہیں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہونا ہوگا تو اس دن وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے اوامر الٰہیہ کے مطابق اعمال نہ کیے آخرت کے دن کو فراموش کردیا تو عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار کے پیغمبروں نے درست کہا تھا کیا آج ہمیں ایسے سفارشی مل سکیں گے جن کی سفارش پر ہم اللہ کے عذاب سے رستگاری حاصل کرپائیں یا ہمیں دوبارہ دنیا کی جانب بھیج دیا جائے؟ تو ہم ایسے اعمال کریں گے جن کو ہمارا پروردگار پسند کرے گا تو اس دن کوئی سفارش کارگر ثابت نہ ہوگی اور دنیا کی جانب بھی انہیں واپس نہیں بھیجا جائے گا اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ یہ لوگ خسارے میں ہیں انہوں نے آخرت کی دائمی نعمتوں کو دنیا کے خسیس سامان کے بدلے میں فروخت کردیا تھا جو ختم ہونے والا ہے۔

وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ : ان کے دوست ان سے گم گئے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنا رب سمجھتے تھے۔ (تفسیر طبری ج۵ص۲۶۶)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: بے شک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا وہ رات کو دن کے ساتھ ڈھانپتا ہے وہ رات دن کو جلدی طلب کر رہا ہے، اور اس نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا فرمایا وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں، خبردار! اسی کیلئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا اور جو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے برکت والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: رَبٌّ سے مقصود آقا، مالک، مدبر اور مربی ہے، اَلْإِلٰهُ سے مقصود وہ ذات ہے جس کو مصائب دور کرنے یا فوائد کے حصول کیلئے پکارا جاتا ہے اور اقوال، اعمال کے ساتھ اس کی خوشنودی کی امید کی جاتی ہے اور اللہ اس ذات کا نام ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے موحدین اس کے سوا کسی کو اپنا پروردگار تسلیم نہیں کرتے ہیں، سِتَّةٌ کا اصل سَادِسَةٌ تھا ایک س کو ت کے ساتھ بدل دیا گیا اور ت کو ت میں ادغام کر دیا جب کہ اس کی تصغیر سُدَيْسَة استعمال ہوتی ہے اور جمع اَسْدَاسٌ ہے، سِتَّةِ اَيَّامٍ سے مقصود آخرت کے دن ہیں جب کہ ایک دن ہزار سال کا ہوگا۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۱۸)

فائدہ علمیہ: جب غین (غ) کسی کلمہ کے فا (ف) کلمہ میں ہو اس کے ساتھ شین (ش) عین (ع) کلمہ میں ہو تو مفہوم اور معنی ڈھانپنے کا آتا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۳۳)

تناسب: قبل ازیں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ قرآن کریم نے بنیادی طور پر جس مسئلہ کا اہتمام فرمایا ہے وہ مسئلہ توحید، نبوت اور تقدیر کا ہے جب کہ آخرت کے دن کا اثبات اللہ کی وحدانیت کے اثبات پر موقوف ہے اس کے ساتھ ساتھ علم اور قدرت نام کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اس سے پہلے دوزخیوں، جنتیوں اور اعراف والوں کے درمیان مکالمات کا بیان گزر چکا ہے اس کے بعد خلق، تکوین، اللہ کی قدرت کا بیان اور اس کی عظیم مصنوعات کا ذکر کیا جا رہا ہے، دراصل یہ سب کائناتی چیزیں اللہ کی ربوبیت اور الوہیت پر واضح دلائل ہیں کہ اس ذات باری تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۱۷)

تشریح: اللہ پاک تمام لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے آگاہ کر رہے ہیں کہ تمہارا پروردگار ایک ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ان دونوں میں ان کے جملہ امور کو ثبت فرمایا، پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اس ایک اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اس مفہوم کی آیت ملاحظہ فرمائیں: ﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾ (حٰم السجدہ: ۹-۱۲)

"آپ آگاہ کریں کیا تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم اس کے شریک بناتے ہو نیہ ہے دونوں جہانوں کا پروردگار اور اس نے زمین پر پہاڑوں کو بنایا اور ان میں برکت کو رکھا اور اس میں اس کے رہنے والوں کی روزی کا چار دنوں میں اندازہ کیا سوال کرنے والوں کیلئے واضح بیان ہے پھر آسمان کی جانب متوجہ ہوا جب کہ وہ دھواں تھا تو اس کو اور زمین کو کہا کہ تم بخوشی یا ناخوشی آ ؤ دونوں نے کہا ہم بخوشی آتے ہیں تو اس نے دو دنوں میں سات آسمانوں کو بنایا اور ہر آسمان میں اس کی تدبیر کی وحی کی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں کے ساتھ آراستہ کیا اور نگرانی کے لئے یہ تدبیر غالب جاننے والے کی ہے" نیز سورۃ انبیاء میں وارد ہے:

﴿اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۳۰)

"کیا کفار نہیں دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین دونوں بندھے ہوئے تھے ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی عطا کی کیا وہ ایمان نہیں لاتے ہیں؟" ان آیات کے معانی پر غور و فکر کے بعد چند اہم معلومات سامنے آتی ہیں:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)۔ جس مادہ سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی گئی وہ دھواں تھا۔

(۲)۔ یہ مادہ ایک اکائی تھا پھر اللہ نے اسکے کچھ حصہ کو دوسرے سے الگ کیا اس حصہ سے اللہ نے زمین اور آسمانوں کی تخلیق کی۔

(۳)۔ زمین کی تخلیق دو دنوں میں ہوئی اور زمین میں خشک مادے اور اونچے اونچے پہاڑ، مختلف قسم کی انگوریاں اور حیوانات کو دو دنوں میں پیدا فرمایا اس طرح چار دونوں میں تکمیل ہوئی۔

(۴)۔ نباتات حیوانات کی تخلیق پانی سے ہوئی۔

(۵)۔ زمین کی تخلیق کا پہلا دن ایسا ہے جس میں زمین دھواں کی مانند تھی جب اس کو عام مادہ سے الگ کیا گیا پھر اس عام مادہ سے ہر چیز کو پیدا کیا گیا خواہ ان کی تخلیق بالواسطہ یا بلاواسطہ ہوئی۔

(۶)۔ تخلیق کے دوسرے دن دخانی مادہ پانی کی شکل اختیار کر گیا۔

(۷)۔ تیسرے دن خشک موادکی چیزیں ظہور پذیر ہوئیں اور پہاڑ وجود میں آئے جس سے زمین میں ٹھہراؤ ظہور پذیر ہوا۔

(۸)۔ چوتھے روز اشیاء کی اجناس پانی سے ظہور پذیر ہوئیں مقصود نباتات اور حیوانات ہیں۔

(۹)۔ آسمان جسے عالم علوی بھی کہا جاسکتا ہے زمین کی بہ نسبت اس میں اجرام سماویہ کو دخانی مادوں سے دوسرے دو دنوں میں برابر کیا گیا۔

ذہن نشین کریں ان آیات مبارکہ سے جن معلومات کا استنباط کیا گیا ہے، بعینہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں سائنس دانوں کی معلومات سے ہم آہنگ ہیں جبکہ سائنس دانوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جس مادہ سے اجرام سماویہ کی تخلیق ہوئی اور اسی سے زمین کی تخلیق ہوئی اس کا نام «سویم» یعنی «کہر» ہے وہ ایک اکائی کی شکل میں باہم ملا ہوا تھا بعد ازاں اس کے اجزا الگ الگ ہو گئے وہ نہایت باریک ذرات سے مرکب تھا جن میں حرکت موجود تھی اجزا ایک دوسرے کے ساتھ باہم ملے ہوئے تھے ان کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملنا قانون جاذبیت کے مطابق تھا ان اجزا سے ایک بہت بڑا ''کرہ'' وجود میں آیا جو اپنے محور پر گردش کناں ہے اور زوردار حرکت کے سبب اس میں اشتعال رونما ہوا اس سے روشنی نمودار ہوئی جس میں زبردست حرارت بھی تھی یہ بہت بڑا ''کرہ'' وہ ہے جس میں سورج، چمک دار سیارے اور زمین کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں، دراصل زمین کہر مادہ سے الگ ہوئی اس میں بھی اشتعال کا مادہ تھا اور وہ اپنے محور پر گردش کر رہی تھی اس کے بعد زمین جس میں گیس کا مادہ مشتعل تھا اس نے ایک متعین نظام کے باعث طویل عرصہ کے بعد پانی کی شکل اختیار کی اس لئے کہ آکسیجن اور ہائیڈروجن دو ایسے عناصر ہیں جن سے پانی معرض وجود میں آیا دونوں بوجہ ہلکا ہونے کے فضا میں بلند ہوتے ہیں ٹھنڈک کے سبب پہلے دھواں پھر پانی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اس طرح ان کی کیفیت رہتی ہے یہاں تک کہ پانی کو دھواں پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے، پھر پانی اور مادہ کے اجزا کے حرکت کے سبب مختلف قسم کی دھات کی کانیں معرض وجود میں آئیں پھر ان میں برودت انگوری اور حیوانات کے ظہور پذیر ہونے کی صلاحیت جلوہ فرما ہوئی، اس میں کچھ شک نہیں اگر یہ باتیں درست ہیں تو واقعتاً قرآن کریم میں جن باتوں کو اجمال کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اس میں ان کی وضاحت ہے اور اگر یہ درست نہیں ہیں تو بہر حال قرآن پاک کے محتویات ان کے مخالف نہیں ہیں۔ (المراغی ج۳ ص ۳۱۷)

قرآن پاک نے ان حقائق کی جانب اشارہ کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:۴۹) ''بے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک ہم نے ہر چیز کو مقرر انداز ے کے ساتھ پیدا کیا'' نیز نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ﴿مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۝وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾ (نوح:۱۳) ''تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی بزرگی کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو۔ حالانکہ اس نے تمہیں مختلف احوال میں پیدا کیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کس طرح اللہ نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے۔ ا وپر پیدا کیا ہے اور انکے درمیان چاند روشن کیا اور سورج کو چراغ روشن بنایا''

ذکر کردہ علمی حقائق ہیں جن کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے لیکن نزول قرآن کے زمانہ میں مخاطب لوگوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان حقائق کی معرفت رکھتا ہو اس لحاظ سے یہ کہنا درست ہے کہ یہ حقائق تو اعجاز کے عظیم دلائل ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ یہ کلام اس ذات کا ہے جس کو ہر چیز کا علم ہے ہرگز انسان کا کلام نہیں ہے کائنات کا یہ نظام اور تدریجی ارتقاء اللہ کے ارادہ، اختیار اور حکمت بلکہ اللہ کی وحدانیت کا نشان ہیں۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا : اس نظام کی تکوین کے بعد اللہ عرش پر مستوی ہوا، امام مالک کے شیخ ربیعہ سے دریافت کیا گیا، استواء کی کیفیت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، استواء معلوم ہے جب کہ کیفیت مجہول ہے اللہ کے پیغمبر کی ذمہ داری پہنچانا ہے اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی تصدیق کریں، رات کی تاریکی سورج کی روشنی کو غائب کر دیتی ہے رات دن دونوں ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہتے ہیں زمین جو کروی شکل کی ہے وہ سورج کے گرد اپنے محور پر گھومتی رہتی ہے زمین کا آدھا حصہ جو سورج کی جانب ہوتا ہے وہ روشن رہتا ہے اور دوسرے حصہ پر اندھیرا چھایا رہتا ہے۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ : کائنات کی عظیم مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع ہیں اس کے تصرف کے سامنے اطاعت گزار ہیں خبردار! اللہ خالق ہے اور اسی کا تصرف ہے وہ شہنشاہ ہے اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں۔

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ : اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت، الوہیت اور ربوبیت کے لحاظ سے بلند ہے اور اس عالم میں جو کچھ ہے وہ اس کا عطا کردہ ہے انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے، اس کے انعامات کا شکریہ ادا کرے اور اسی کو معبود حقیقی باور کرے، کسی بھی مخلوق کو اس کے کاموں میں کچھ دخل نہیں۔

علامہ شنقیطی کی وضاحت: یہ آیت کریمہ اور اس طرح کی اور آیات صفات جیسا کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے اس طرح کی دیگر آیات صفات اکثر لوگوں پر یہ آیات مشکل گزرتی ہیں، کچھ لوگ اللہ کو صفات سے معطل قرار دیتے ہیں اور کچھ لوگ تشبیہ کے قائل ہیں، اللہ پاک کی ذات ان دونوں نظریوں سے پاک ہے اللہ پاک نے آیات صفات کو غایت درجہ واضح کیا ہے اب کچھ اشکال باقی نہیں ہے آیات صفات کے بارے میں صحیح مؤقف یہ ہے کہ اللہ کی ذات حوادث کی مشابہت سے پاک ہے اور جس طرح جس وصف کو بیان کیا گیا ہے اس پر اس کی کیفیت کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہوئے اسے تسلیم کیا جائے اللہ کے اوصاف کے علم کو اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اللہ کی ذات کے بعد اللہ کے آخر الزمان پیغمبر سے زیادہ کوئی علم نہیں رکھتا جو شخص اللہ کی ذات سے ایسے وصف کی نفی کرے جس کو اللہ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے تو اس نے خود کو اللہ اور اس کے پیغمبر سے زیادہ عالم قرار دیا، ﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور:۱۶) ''اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے'' اور جس شخص نے اس اعتقاد کا اظہار کیا کہ اللہ کا وصف مخلوق کے وصف کے ساتھ مشابہ ہے وہ ملحد اور گمراہ ہے۔ (اضواء البیان ج ۲ ص ۳۰۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: اپنے پروردگار کو پکارو، زاری کرتے ہوئے اور پوشیدہ، بلاشبہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو اچھا نہیں جانتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ اور اللہ کی پرستش کرو، ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں کے قریب ہے۔

لغوی تحقیق: لفظ قریب کے بارے میں نحویوں اور لغویوں کا اختلاف بہت زیادہ ہے جبکہ قریب رحمت کی صفت ہے اور رحمت مؤنث ہے، فراُ نحوی کا قول ہے جب قریب کا لفظ مسافت کے معنی کے لحاظ سے ہو تو مذکر مؤنث دونوں طرح آتا ہے اور جب قرابت نسب کے لحاظ سے ہو تو پھر اس کو مؤنث ہی لایا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: دَارُكَ مِنَّا قَرِيْبٌ اَوْ قَرِيْبَةٌ لیکن فُلَانَةٌ مِنَّا قَرِيْبَةٌ ہی آئے گا۔
(اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۳۴)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنے پروردگار سے دعا کرتے وقت تضرع اور زاری اختیار کرو اور پوشیدہ حالت میں کرو اس کیفیت میں کہ ریاکاری کا شائبہ تک بھی رہ نہ پائے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے کہ کچھ لوگ بلند آواز کے ساتھ "اللہ اکبر" کے کلمات کہنے لگے آپ نے فرمایا اے لوگو! نرم رویہ اختیار کرو تم جس ذات سے سوال کر رہے ہو وہ ذات تمہاری پست آواز کو بھی سنتا ہے اور پھر وہ تم سے پوشیدہ بھی نہیں ہے، وہ ذات تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے بلاشبہ دعا میں حد سے تجاوز کرنے والوں کو وہ پسند نہیں جانتا ہے مثال کے طور پر دعا کرنا کہ مجھے دنیا میں ہمیشہ کی زندگی میسر آ جائے یا بآواز بلند چیخ چیخ کر دعا کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۵۱، صحیح مسلم کتاب الذکر باب ۱۲، صحیح ابی داؤد کتاب الوتر باب ۲۶، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۴، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۴، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۲۱)

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا : زمین میں فساد کرنے سے مقصود لوگوں کو قتل کرنا، گھروں کو گرانا، درختوں کو بلاوجہ اکھیڑنا وغیرہ ہے، اسی طرح اللہ کی ذات کا انکار کرنا گناہوں میں آلودہ رہنا ہے جب کہ اللہ نے پیغمبروں کو مبعوث فرما کر، کتابوں کو نازل فرما کر اصلاح کے وسائل سے آگاہ کیا ہے۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا : تم اللہ سے جب دعا کرو تو ڈرتے ہوئے اور قبولیت کی امید کرتے ہوئے کرو، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ زندگی بھر دل پر خوف کا غلبہ رہے اور جب موت کا وقت آئے تو امید کو غلبہ ہو، ارشاد نبوی ہے تم میں سے جس شخص پر جب موت طاری ہو تو اللہ کی ذات کے بارے میں اس کا خیال اچھا ہو کہ اللہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں جگہ عطا کرے گا بلاشبہ اللہ کی رحمت ان لوگوں کے قریب ہوتی ہے جو وصف احسان کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وقت ان کے ذہن میں یہ تصور غالب رہتا ہے کہ وہ اللہ کی ذات کا دیدار کر رہے ہیں اگر یہ تصور اجاگر نہ ہو سکے تو یہ تصور تو ضرور اجاگر ہو کہ ہم اللہ کی نظر میں ہیں۔
(فتح البیان نواب صدیق الحسن خاں ج ۳ ص ۳۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع

ترجمہ: اور اللہ وہ ذات ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے کے لئے بھیجتا ہے جس وقت وہ بوجھل بادلوں کو اٹھاتی ہیں تو ہم ان بادلوں کو چلاتے ہیں کسی مردہ بستی کی جانب پس ہم اس کی وساطت سے بارش کا پانی اتارتے ہیں تو اس کے سبب ہر قسم کے پھلوں کو نکالتے ہیں اس طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت اختیار کرو۔ اور پاکیزہ شہر کی انگوری اس کے پروردگار کے حکم کے ساتھ نکلتی ہے اور وہ زمین جو بنجر ہے اس سے نہیں نکلتی ہے مگر نکمی، اس طرح ہم آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو شکر کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلرِّیحُ شمال جنوب کی جانب سے جو ہوائیں چلتی ہیں ان کا نام شمالی جنوبی ہوائیں ہیں، مشرق کی جانب سے جو ہوا چلتی ہے اس کا نام صبا ہے مغرب کی جانب سے چلنے والی ہوا کا نام دبور ہے اور جو ہوا اصل جہت سے نہ چلے، دو جہتوں کے درمیان سے چلے اس کا نام نکباء ہے، علامہ راغب وضاحت کرتے ہیں، قرآن پاک میں ریح کا اطلاق عذاب والی ہوا پر ہوا ہے جبکہ اَلرِّیَاحُ سے مقصود خوشخبری عطا کرنے والی ہوائیں ہیں مقصود اللہ کی رحمت ہے چنانچہ جب ہوائیں چلتیں تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور دعا فرماتے اے اللہ! اس ہوا کو باعث رحمت بنا باعث عذاب نہ بنا، بُشْرًا جمع ہے اس کا واحد بَشِیْرٌ ہے، ثَمَرَاتٌ کا واحد ثَمَرَةٌ ہے، مقصود پھل ہیں، نَکِدٌ ہر وہ چیز جو دقت کے ساتھ میسر آئے۔ (المراغی ج۳ ص ۳۲۵)

بلاغت: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ﴾ میں تشبیہ تمثیلی ہے، جیسا کہ ہم نے زمین کو اس کی خشکی کے بعد تروتازگی عطا کی پھر ہم نے اس پر بارش برسائی اور زمین سے انگوری اور پھل نکالے اس طرح ہم زمین سے فوت شدہ لوگوں کو قیامت کے دن نکالیں گے مُردوں کو انگوری کے نکالنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور جو ذات زمین سے نباتات کے اگانے پر قادر ہے وہ قیامت کے دن زمین سے مردوں کے نکالنے پر بھی قادر ہے رحمت سے مقصود بارش ہے۔ (اعراب القرآن ج۴ ص ۴۳۷)

تناسب: قبل ازیں ذکر ہوا کہ اللہ کی ذات بادشاہت کے وصف کے ساتھ مخصوص ہے عالم علوی اور سفلی میں اسی اکیلے کا تصرف ہے اس اکیلے کے ہاتھ میں تمام معاملات کی تدبیر ہے اس بنا پر اللہ نے ہم سے مطالبہ کیا کہ جہراً اور مخفی دونوں حالتوں میں اسی کو ہی پکاریں، زمین پر فساد مچانے سے روک دیا مزید وضاحت فرمائی کہ اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے، بعد ازاں اللہ کی رحمت کی بعض صورتوں کو واضح کیا کہ جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بارش کی خوشخبری لاتی ہیں بارش سے ہریاول نمودار ہوتی ہے، رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور جس طرح بارش کی وجہ سے زمین سے انگوری نکلتی ہے اسی طرح قیامت کے وقوع پر قبروں سے مُردوں کو اٹھایا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: بلاشبہ تمہارا پروردگار جو تمام کائنات کے معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے وہی ذات نزول بارش سے پہلے ہوائیں چلاتی ہے جو بارش کا پیغام لاتی ہیں ان کے چلنے سے بھاری بھاری بادل فضا میں نمودار ہوتے ہیں جو بارش کے قطرات سے بھرے ہوتے ہیں پھر ہواؤں کے ذریعہ بادلوں کو ایسے علاقوں کی جانب چلا دیتی ہیں جہاں بارش کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی ہوتی ہے تاکہ قحط سالی رونما نہ ہونے پائے اور چار پایوں کے لئے چارہ ضرورت کے مطابق مہیا ہوسکے۔

فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ : ہم بادلوں کے ذریعہ بارش اتارتے ہیں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب شدید گرمی کے سبب سمندر کی سطح کے قریب ہوا شدید گرم ہوجاتی ہے تو ہوا فضا میں اوپر کی جانب جب ٹھنڈے منطقہ میں پہنچتی ہے تو ہوا میں ٹھنڈک ہوجاتی ہے تو ٹھنڈا پانی بادلوں کی شکل اختیار کرلیتا ہے جب کہ بادل ایک جگہ قرار نہیں پکڑتے ہیں بلکہ ہوا کے دباؤ سے افق کی جانب چلے جاتے ہیں زمین سے ان کی مسافت کم از کم ایک میل اور زیادہ سے زیادہ دس میل ہوتی ہے بادل کی سفیدی سیاہی میں تبدیل ہوجاتی ہے جب اس میں پانی زیادہ ہوتا ہے اس وقت وہ سطح زمین کے قریب ہوتا ہے تو زمین پر اس سے بارش کے بڑے بڑے قطرے ٹپکنے شروع ہوجاتے ہیں، کشش ثقل کے اصول کے مطابق ایسا ہوتا ہے۔

فَاَخۡرَجۡنَا بِهِ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ : ہم نے بارش کے ساتھ مختلف قسم کے پھلوں کو نکالا جو ذائقہ، رنگ اور خوشبو کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، مختلف زمینوں میں مختلف قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى : جو لوگ قیامت کے دن اٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے ان کے سامنے ان دلائل کو پیش کرنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ انکار سے رک جائیں جس طرح ہم بنجر زمین سے مختلف قسم کی انگوریاں اگاتے ہیں جب زمین کو پانی سے سیراب کرتے ہیں اس طرح ہم زمین سے مدفون لوگوں کو بھی نکال لیں گے۔

لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ : تاکہ تمہارے شبہات دور ہوں کیا تم محسوس نہیں کرتے ہو کہ زمین پر ہریاول کا لہرانا جب کہ زمین بے جان ہے پھر اس سے سبزہ کو اگاتا ہے اسی طرح انسان کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے سب کچھ اللہ کی قدرت کے تابع ہے۔

وَالۡبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخۡرُجُ نَبَاتُهٗ : زمین کا ایک حصہ زرخیز ہے جس سے سبزہ انگوری بلا مشقت ظہور پذیر ہوتی ہے اور پھل بھی عمدہ ہوتا ہے اور دوسرا حصہ شور والا ہوتا ہے جس پر انگوری کا نکلنا اور بڑھنا دشوار ہوتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق دراصل یہ مومن اور کافر کی مثال ہے مومن کی مثال بہترین زمین کی مانند ہے اور کافر کی مثال شور والی زمین جیسی ہے اور قرآن پاک کے اترنے کی مثال بارش کے اترنے کی مانند ہے، پس زمین کا وہ ٹکڑا جو بہتر ہے اس میں بارش کے سبب مختلف قسم کے پھلدار، پھول دار پودے جنم لیتے ہیں لیکن شور والی زمین میں اگر بارش بھی برستی رہے پھر بھی زمین پر روئیدگی جلوہ فرما نہیں ہوتی کہیں کوئی ہریاول نظر آتے تو اسی طرح پاکیزہ انسان کی روح جو رذیل اخلاق سے دور رہا البتہ قرآن پاک کی روشنی سے استفادہ کرتا رہا اس کے سبب اس میں اخلاق حمیدہ کا ظہور رہا لیکن جس شخص کی روح میں خباثت ہے اس پر قرآن پاک بھی کچھ اثر انداز نہیں ہوسکتا اور اس کے اخلاق اچھے نہیں ہوسکتے، شیخ سعدی نے خوب ترجمانی کی ہے ؎

زمین شور سنبل برنیارد
درو تخم عمل ضائع مگرداں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شور والی زمین سنبل پھول نہیں اگاتی ہے اس میں بیج ڈال کر محنت کو ضائع نہ کریں''

بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس ہدایت اور علم کے عطیہ کے ساتھ مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا اس کی مثال موسلا دھار بارش کی ہے جو کسی زمین پر برستی ہے جب کہ زمین کا ایک قطعہ ایسا ہے جو نہایت عمدہ ہے اس نے بارش کے پانی کے نتیجہ میں خشک گھاس اور سبزہ اگایا جب کہ زمین کا کچھ حصہ بنجر ہے جو پانی کو قبول نہیں کرتا ہے اس میں گھاس اگانے کی صلاحیت نہیں ہے البتہ اس نے پانی کو جمع کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس پانی سے لوگوں کو فوائد پہنچاتے ہیں لوگ خود پانی پیتے ہیں جانوروں کو پلاتے ہیں اور زراعت کرتے ہیں اور کچھ ٹکڑا ایسا ہے جو چٹیل میدان ہے نہ وہاں پانی سٹور ہو سکتا ہے نہ وہ گھاس وغیرہ اگاتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو اللہ کے دین کا فہم رکھتا ہے اور اسے اس علم سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جس علم کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا اس نے علم پڑھا اور پڑھایا لیکن اس شخص کی مثال جس نے علم کے سبب اپنے سر کو اونچا نہیں کیا اور اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اللہ کے پیغمبر نے پہلی قسم کے لوگوں کی وضاحت کرتے ہوئے آگاہ کیا جو لوگوں کے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب ۲۵، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۵، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الایمان باب ۵، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۶، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۲۷)

اور تیسری قسم کے لوگوں کی وضاحت کی جس نے نہ کسی کو فائدہ دیا نہ خود فائدہ اٹھایا لیکن دوسری قسم کے لوگوں سے خاموشی اختیار کی کہ اس عالم کے علاوہ لوگوں نے تو اس کے علم سے فائدہ اٹھایا لیکن خود اس نے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا اس طرح کے لوگ کثرت کیساتھ ہیں کچھ تو منافق ہیں اور کچھ دین اسلام میں کوتاہی کے مرتکب ہیں، مشاہدہ بتاتا ہے کہ اچھے اخلاق کیساتھ موصوف لوگ اچھے کام کرتے ہیں لیکن خباثت زدہ لوگ اچھے کام نہیں کرتے بلکہ واجبات کی ادائیگی بھی مشقت کیساتھ کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ : اس عمدہ انداز کے ساتھ ہم ان آیات کا تذکرہ بار بار لاتے ہیں جو اللہ غالب کی قدرت کی عکاسی کرتی ہیں اور ہمارے انعامات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس طرح وہ مزید انعامات کے مستحق ہوتے ہیں۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۳۰)

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی جانب بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی معبود نہیں بیشک میں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے خوفزدہ ہوں۔اس کی قوم کے اونچے لوگوں نے کہا بیشک ہم تجھے ظاہر گمراہی میں دیکھتے ہیں۔اس نے کہا اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن میں تو پروردگار عالم کی جانب سے پیغمبر ہوں۔میں تمہیں اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی جانب سے ان باتوں کا علم رکھتا ہوں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔کیا تم تعجب کررہے ہو اس لئے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے تم میں سے ایک شخص کے پاس نصیحت پہنچی ہے تا کہ وہ تمہیں خوفزدہ کرے اور تا کہ تم پرہیز گاری اختیار کرو اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔پس انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے نجات بخشی اور ان لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا بلاشبہ وہ لوگ اندھے تھے۔

لغوی تحقیق: اَلْمَلَأ: اشراف لوگ، جب کہ اصل مادہ کا معنی بھرنا ہے تو اشراف کو مَلَأ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی جانب دیکھنے والوں کی آنکھیں ان کے منظر کی عمدگی اور رونق سے سیر ہو جاتی ہیں۔

بلاغت: لفظ ضَلال انسان کی ظرف نہیں جب کہ ضلال گمراہی ایک معنی ہے جو اپنے مقام میں اترتا ہے تو گمراہی کو اس کی جگہ میں اتارنا مجاز مرسل ہے، اترنے والے سے مقصود وہ محل ہے جس میں وہ اترا ہے علاقہ اترنا ہے، مقصود مبالغہ ہے یعنی گویا کہ وہ اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے ان سے باہر نکل نہیں سکتا۔(اعراب القرآن ج۴ص۴۴۵)

تناسب: قبل ازیں انسان کی عظمت، اس کا قیامت کے روز اٹھایا جانا، بارگاہ الٰہی میں جزاسزا کے عمل کی تکمیل کے ذکر کے بعد انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان ہورہے ہیں کہ انہیں جن لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا انہوں نے ان سے روگردانی کی، مقصود آخرالزمان پیغمبر محمد ﷺ اور آپ کی امت کو آگاہ کرنا ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کی دعوت سے روگردانی کررہے ہیں تو کچھ تعجب نہیں اللہ انہیں مہلت دے رہے ہیں شائد وہ صراط مستقیم پر رواں دواں ہو جائیں لیکن بہترین انجام پرہیزگاروں کا ہوگا، اللہ پاک پیغمبروں کے واقعات بیان کررہے ہیں ان میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے۔

تشریح: اللہ پاک اس مقام میں مکہ اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کو آگاہ کررہے ہیں کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی جانب مبعوث فرمایا تا کہ وہ اپنی قوم کو توحید الٰہی کی جانب متوجہ کریں اور غیر اللہ کی عبادت سے ڈرائیں وگرنہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا، خیال رہے نوح علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں جنہیں لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں ایک اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دی، کہ ان کا اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے اسی کی بادشاہت ہے اسی معبود حقیقی کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کی دعا کی جائے ہرگز اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے اگر تم اس کے احکامات کی اطاعت نہیں کروگے تو مجھے خطرہ ہے کہ تم قیامت کے دن ہولناک عذاب کی لپیٹ میں آؤ گے۔

لیکن نوح کی قوم سے لیڈروں نے نوح علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے دیدہ دلیری کے عالم میں کہا کہ تیرا گمراہ ہونا واضح ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ تو ہمیں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت سے روک رہا ہے حالانکہ انہیں بارگاہ الٰہی میں اعزاز حاصل ہے وہ ہمارے سفارشی ہیں ان کی برکت کے نتیجہ میں ہی ہمارے اعمال قبول ہوتے ہیں ان کی وساطت کے بغیر ہم اللہ کی بارگاہ میں رسائی حاصل نہیں کر سکتے ہیں اس لئے کہ ہم برائیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ہم بارگاہ الٰہی میں ان کی سفارش اور وساطت کے بغیر نہیں جا سکتے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ : نوح علیہ السلام نے انہیں جواب دیتے ہوئے واضح کیا میں اگر تمہیں اللہ کی توحید کی جانب دعوت دے رہا ہوں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میں صراط مستقیم پر رواں دواں نہیں ہوں میں تو پروردگار عالم کی جانب سے تمہارے پاس اس کے پیغامات پہنچانے کیلئے آیا ہوں میں تمہیں دنیوی، اخروی سعادتوں کے حصول کی جانب دعوت دے رہا ہوں، میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تم نے اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا ہے اور اللہ کی نافرمانی سے خود کو باز رکھنا ہے، میں تمہارا خیر خواہ ہوں تمہیں اللہ کے عذاب سے خوف زدہ کر رہا ہوں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دین اسلام کا تقاضا ہے کہ تم اللہ، اس کے پیغمبر، علماء امت اور عوام کی خیر خواہی کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۴۳، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۲۲، صحیح ترمذی کتاب البر باب ۱۷، صحیح ابوداؤد کتاب الادب باب ۶۷، ارواء الغلیل ح ۲۶، مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۲، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۴۱، سنن نسائی کتاب البیعۃ باب ۳۱)

وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ : خیال رکھیں اس تبلیغ اور اس خیر خواہی پر مجھے اللہ نے جس علم سے نوازا ہے تم اس سے شناسا نہیں ہو جیسا کہ اس عالم کے نظام اور اس کی آخری کیفیات کا مجھے علم ہے تمہیں ہرگز کچھ خبر نہیں جب میں تمہیں شرک کے بدترین انجام سے خوفزدہ کر رہا ہوں کہ اس کے سبب تم پر دنیوی زندگی میں بھی عذاب نازل ہوگا جب تم انکار پر ڈٹے رہو گے میں تمہارا خیر خواہ ہوں مجھے جو کچھ معلوم ہے تمہیں اس کا علم نہیں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ : تعجب ہے تم اسلئے تکذیب کر رہے ہو کہ تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک شخص پر اس کا پیغام آیا ہے تاکہ تمہیں کفر کے انجام سے خوفزدہ کرے اور تمہیں آگاہ کرے کہ اگر تم کفر سے باز نہ آئے تو تمہارے لئے عذاب تیار ہے۔

عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ : اس جملہ میں رسالت کے بارے میں ان کے شبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبر کو بشر نہیں ہونا چاہیے تھا جب کہ بشر ہونے میں پیغمبر ایک انسان ہے، لیکن تمام خصوصیات میں تمام انسان برابر نہیں ہیں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اوصاف حسنہ معارف، علوم کسبیہ کے لحاظ سے انسانوں میں تفاوت موجود ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ : نوح علیہ السلام کی قوم سے اکثریت نے انہیں جھٹلایا انہوں نے پروردگار عالم کے احکام کی مخالفت کی اور سرکشی میں برابر ڈٹے رہے تو ہم نے نوح علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو نجات عطا کی جو کشتی میں سوار تھے اس واقعہ کی تفصیل سورہ ھود، سورہ شعراء اور سورہ نوح میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا : ہم نے ان لوگوں کو طوفان میں ڈبو دیا جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا، ان کا جھٹلانا ان کی بصیرت کے مفقود ہونے کے سبب تھا کہ وہ ان دلائل کو سمجھ نہ سکے جو اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر دلالت کر رہے ہیں وہ لوگ تو بصیرت کھو بیٹھے جس کے بعد حقائق کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن کثیر کی وضاحت: آدم علیہ السلام اور نوح پیغمبر علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں اس عرصہ میں اسلام کارفرما رہا لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتوں کی عبادت کا آغاز اس طرح ہوا کہ جب صالحین قسم کے لوگ فوت ہو گئے تو ان کے معتقدین نے ان کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کیں اور بزرگوں کی تصویریں بنا کر انہیں وہاں سجا دیا تا کہ ان کی یاد تازہ رہے اور عبادت میں ان کی مشابہت کرتے، طویل عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے ان کے جسمانی ڈھانچے کھڑے کر دیے اس سے کچھ عرصہ بعد ان کی ہی عبادت کرنی شروع کر دی اور بتوں کو ان کے نام کے ساتھ پکارنے لگے یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر، جب شرک کا معاملہ مزید بڑھنے لگا تو اللہ نے نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے ان کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے روک دیا، تفصیل کے لئے دیکھئے **تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور المساجد** کا اردو ترجمہ ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' راقم الحروف نے ۳۵ سال قبل اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا، بحمد اللہ سعودی حکومت نے بھی مجھ سے خرید کر اس کتاب کو اردو دان احباب میں تقسیم کیا ملک، بیرون ملک میں بھی اس کے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(و الحمدللہ علی ذلک)

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ﴿۶۶﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ﴿۶۸﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۶۹﴾

ترجمہ: اور قوم عاد کی جانب ہم نے ان کے بھائی ھود (پیغمبر) کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم پرہیزگاری نہیں کرتے ہو؟۔ اس کی قوم سے ان کفار نے کہا جو اونچے سمجھے جاتے تھے بے شک ہم تجھے بے وقوفی میں دیکھ رہے ہیں اور بے شک ہم تجھے جھوٹ بولنے والوں سے خیال کرتے ہیں۔ اس نے کہا اے میری قوم! مجھ میں بے عقلی نہیں ہے البتہ میں تو جہانوں کے پروردگار کی جانب سے پیغمبر ہوں۔ میں تمہیں اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ، امانت دار ہوں۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اس سے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نصیحت پہنچی ہے ایسے شخص کے ذریعہ جو تم سے ہے؟ تا کہ تمہیں خوفزدہ کرے اور تم یاد کرو (اللہ کی نعمت کو) جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور اس نے تمہیں خلقت میں مزید قوت عطا کی پس تم اللہ کے انعامات کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

لغوی تحقیق: **اَلآءَ** واحد اِلْوٌ ہے انعامات، مادہ (ا ل و)، (ا ل ی) دونوں ہیں، الآ، یالُو کوتاہی کرنا، مَاالَوتُ میں نہ کر سکا، عربی میں محاورہ ہے اَتَانِی فُلَانٌ فِی حَاجَةٍ فَمَا اَلَوتُ رَدَّهٗ فلاں شخص ایک ضرورت کے تحت میرے پاس آیا اور میں اس کو ناکام نہ لوٹا سکا۔

(لسان القرآن ص ۱۰۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: ھود علیہ السلام کے واقعہ میں جملہ اسمیہ ﴿وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ﴾ وارد ہے جبکہ جب کہ نوح علیہ السلام کے واقعہ میں جملہ فعلیہ ﴿وَاَنْصَحُ لَكُمْ﴾ وارد ہے اس فرق کا سبب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کا دور طویل تھا اور نوح علیہ السلام بار بار خیر خواہی کے جذبہ کا اظہار فرماتے تھے جب کہ ھود علیہ السلام کے واقعہ میں خیر خواہی کا جذبہ بار بار نہ تھا۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۵۴)

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کی قوم کی جانب ان کے بھائی نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اسی طرح ہم نے قوم عاد کی جانب ان کے بھائی ھود علیہ السلام کو بھیجا، محمد بن اسحاق صاحب المغازی بیان کرتے ہیں یہ عاد بن ارم کی اولاد ہیں (بن عوص بن سام بن نوح) ان کا نسب نامہ ہے، علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں ان عادیوں سے مقصود پہلے عادی ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (الفجر: ۶-۸) ''کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ ارم مقام میں بڑے بڑے قدوں والے تھے جن کے مثل شہروں میں پیدا نہیں کیے گئے تھے''

اس میں وضاحت ہے کہ وہ شدید قوت والے تھے انہوں نے خود اپنی قوت کا اظہار کرتے ہوئے دعویٰ کیا: ﴿وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ط اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ط وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ (حم السجدہ: ۱۵) ''اور انہوں نے کہا ہم سے زیادہ قوت والا کون ہے؟ کیا وہ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ بے شک اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ قوت کے لحاظ سے ان سے زور آور ہے اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں'' ان کے گھر یمن میں کبریت کے پہاڑوں میں تھے، وہیں ھود علیہ السلام کی قبر ہے، خیال رہے ھود علیہ السلام کی قوم عاد زبردست قوت والی قوم تھی، ھود علیہ السلام کا شمار نہایت شریف قبیلہ سے ہوتا تھا ظاہر ہے کہ پیغمبر خاندانی لحاظ سے بھی نہایت عمدہ قبیلہ سے بھیجے جاتے تھے، قوم نے ھود علیہ السلام کے جھٹلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تاہم ھود علیہ السلام انہیں برابر توحید کی جانب دعوت دیتے رہے شرک سے باز رہنے اور اطاعت کی تلقین کرتے رہے۔ (ابن کثیر طبع دار الفکر ج ۲ ص ۳۵۸)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ: ان کی قوم کے سرداروں نے جنہوں نے اللہ کی توحید اور ھود علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا انہوں نے برملا اظہار کیا اے ھود! ہم تجھے گمراہ سمجھتے ہیں اس لئے کہ تو نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا ہے ہمارے معبودوں کی عبادت کا انکار کر رہا ہے، تو راہ صواب سے ہٹ کر ظاہر گمراہی میں ڈوبا ہوا ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تجھے جھوٹ کہنے والے لوگوں سے شمار کرتے ہیں گویا کہ وہ تمام پیغمبروں کو جھوٹا سمجھتے تھے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ: ھود علیہ السلام نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ میں راہ صواب سے ہٹا ہوا نہیں ہوں جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں پروردگار عالم کی جانب سے اس کا پیغام لانے والا ہوں تاکہ میں تمہیں پروردگار کے پیغامات پہنچاؤں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پیغمبری کے منصب پر سرفراز فرماتا ہے، جو عقل، پختہ رائے اور صدق و راستبازی کے اوصاف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور پیغمبر کی ذمہ داری اللہ کے پیغامات کو پہنچانا ہوتا ہے اور امانت، خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ سرشار ہوتا ہے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ: تم تعجب کر رہے ہو اور جھٹلا رہے ہو کہ تمھارے پروردگار نے تم میں سے ایک شخص پر وحی کو نازل فرمایا ہے تاکہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے خوفزدہ کرے جب کہ تم گمراہی پر ڈٹے ہوئے ہو۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ: تم اللہ کے انعامات (جو تم پر ہیں) کو یاد کرو جب تمہیں قوم نوح کا وارث بنایا اور تمہیں ان سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسمانی قوت کے ساتھ نوازا اور تم اللہ سے ڈرو کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ نوح کی قوم پر نازل ہوا تھا اور تمہیں تباہ و برباد کردے اور تمہاری جگہ پر اور لوگوں کو لے آئے اس لئے کہ سنت اللہ یہی ہے۔

فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ : تم پر جو اللہ کے انعامات ہیں ان کو یاد کرو اللہ کا شکریہ ادا کرو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرو شرک سے خود کو بچاؤ تب تمہیں کامیابی ہوگی اور تم دار القرار میں ہمیشہ ہمیشہ اقامت گزیں رہو گے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

ترجمہ: انہوں نے کہا! کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے، پس ہمارے پاس لے آئیں اس کو جس کی تو ہمیں دھمکی دے رہا ہے اگر تو صداقت شعار لوگوں سے ہے۔ اس نے کہا تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے سزا اور غصہ ثبت ہو چکا ہے کیا تم مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپوں نے ثابت کر رکھا ہے اللہ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری ہے پس تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔ پس ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے ان کو اپنی رحمت کے ساتھ نجات عطا کی اور ہم نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

لغوی تحقیق: رِجْسٌ پلید، ناپاک، جمع اَرْجَاسٌ ہے جاننا چاہیے کہ رِجْسٌ چار قسم پر ہے:-

(۱) طبیعت کے لحاظ سے (۲) عقل کی جہت سے (۳) شریعت کی رُو سے (۴) ان تینوں کی رُو سے، جیسے مردار سے انسان کو طبعی نفرت ہوتی ہے اور عقل و شریعت کے لحاظ سے بھی ناپاک ہے جیسے جوا اور شراب کہ شریعت نے انہیں رِجْسٌ قرار دیا ہے۔

(مفردات امام راغب ج۱ ص۳۴۰)

بلاغت: ہم نہیں چاہتے کہ ان آیات میں جو عمدہ انداز کا مکالمہ موجود ہے اس کو بیان نہ کریں اور کلام میں اختصار کی نشاندہی کریں فنی لحاظ سے تصویر کشی کی جانب میلان کریں کہ متحرک زندگی میں کن دواعی کا واسطہ پڑتا ہے تاریخی انداز میں قوم عاد کے واقعہ کو اجمال کے ساتھ پیش کرنا مقصود ہے، قوم عاد کو تاریخ کے لحاظ سے ہر قسم کی فراوانی حاصل تھی، عمان اور حضر موت علاقوں کے درمیان نہایت کروفر اور شان و شوکت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے انہوں نے کچھ بت بنا رکھے تھے اللہ کی ذات کے سوا ان کی پوجا کرتے تھے اللہ نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب ھود نامی پیغمبر مبعوث کیا جو حسب ونسب کے لحاظ سے معاشرہ میں عزت ووقار کے ساتھ موصوف تھے لیکن قوم عاد نے ان کی باتوں کو تسلیم نہ کیا وہ سرکشی اور نخوت ورعونت میں مزید سر برآوردہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کبر اور رعونت کو ختم کرنے کے لئے تین سال تک بارش کو روکے رکھا، اس کے نتیجہ میں انہیں پریشانی نے آ گھیرا، عیش وآرام ختم ہو گیا اس دور میں جب لوگوں پر کوئی آفت حملہ آور ہوتی تو اس کے دفاع کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے یعنی بیت اللہ کا رخ کرتے تھے چنانچہ قوم عاد نے ایسے ستر انسانوں کے ایک وفد کو بیت اللہ کی جانب بھیجا جن کا شمار اونچے طبقہ سے ہوتا تھا چنانچہ وفد کے ایک رکن قیل بن عنتر نے دعا کرتے ہوئے کہا اے اللہ! قوم عاد کو بارش کے عطیہ سے نوازیں! اس اثناء میں اللہ نے تین بادلوں کو نمودار ہونے کا حکم دیا ایک کی رنگت سفید تھی دوسرا سرخ اور تیسرا سیاہ رنگ کا تھا۔

بعدازاں آسمان کی جانب سے آواز آئی اے قیل! اپنے اور اپنی قوم کے لئے بادل کا انتخاب کریں؟ اس نے سیاہ رنگ کے بادل کا انتخاب کیا اس لئے کہ اس میں بارش کا پانی زیادہ ہوتا ہے چنانچہ وہ بادل مغیث وادی سے قوم عاد کے مساکن کے قریب پہنچا تو وہ لوگ اس بادل کو دیکھ کر خوش ہوئے اور بے ساختہ ان کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یہ بادل ہمیں بارش سے بہرہ ور فرمائے گا لیکن تند و تیز آندھی نے انہیں تباہ و برباد کر دیا جبکہ ھود علیہ السلام اور اس کے پیروکار محفوظ رہے، بعدازاں وہ مکہ مکرمہ پہنچے وہیں اللہ کی عبادت میں مصروف رہے یہاں تک کہ وہ اپنے وقت مقرر پر اللہ کے ہاں پہنچ گئے، یقیناً اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو عقل وفہم اور بصیرت سے کام لیتے ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۵۵)

تشریح: قوم ھود نے ھود علیہ السلام کا تند و تیز گفتگو کے ساتھ سامنا کیا حیرت ہے کہ تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کو معبود تسلیم کریں اور ہمارے آباؤ اجداد جن سفارشیوں کی عبادت کیا کرتے تھے ہم انہیں چھوڑ دیں حالانکہ ان کے وسیلہ کے بغیر ہم اللہ کے مقرب نہیں ہو سکتے ہم تو گنہگار ہیں ہماری عبادت کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ ہاں! ان کی سفارش اور وساطت کے بغیر ناممکن ہے اور جب انہوں نے توحید کا انکار کیا اور توحید کے خلاف ایسے دلائل پیش کئے جو شرع اور عقل کے لحاظ سے دلائل نہ تھے انہوں نے توحید کی بجائے آباؤ اجداد کی تقلید کو دلیل باور کیا اور نہایت بے باکی کے ساتھ کہا، تو جس عذاب کا وعدہ دے رہا ہے کہ اگر ہم تجھ پر ایمان نہ لائے اور توحید کے تقاضوں کے مطابق عمل نہ کیا اور خلوص کے ساتھ ایک اللہ کی عبادت نہ کی تو ہم پر عذاب کو نازل کر دیجئے اگر تو اپنے قول اور وعید میں سچا ہے تو ھود علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ : تمہارے پروردگار نے جو تمہارے تمام معاملات کا مالک ہے اس نے تم پر عذاب اتارنے کا فیصلہ کر دیا ہے اور اپنی رحمت سے تمہیں دور کر دیا ہے ان پر جو عذاب نازل ہوا، وہ تیز آندھی تھی، لوگوں کو زمین سے اٹھا کر پھر زمین پر زوردار دھماکہ کے ساتھ گرا دیتی تھی اس طرح وہ تمام تباہ و برباد ہو گئے گویا کہ وہ زمین سے اکھڑے ہوئے تنوں کے مانند تھے۔

أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ : تعجب ہے تم میرے ساتھ ان ناموں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جن کو تم اور تمہارے آباؤ اجداد نے اپنی جانب سے متعین کر رکھا ہے تم اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کر رہے ہو تمہارے پاس علم اور ہدایت کا نشان تک نہیں ہے اور مسمیات کیلئے بھی کوئی دلیل نہیں جن کو خدا بنا رکھا ہے ان کے بارے میں یہ خیال ہے کہ وہ تمہیں اللہ کے قریب کریں گے اور اللہ کے پاس تمہاری سفارش کریں گے ان تو ہمات پر بھی ہرگز کوئی دلیل نہیں جو تمہارے خیال کی تصدیق کرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ اللہ کی ذات اس پر خوش ہے کہ وہ چیزیں اللہ اور تمہارے درمیان واسطہ نہیں، یہ کیسے ممکن ہے جبکہ اللہ کی ذات ایک اکائی، وحدت ہے، اس کے بندے اس کی عبادت کرتے ہیں اور جن کاموں کو اسباب کیساتھ حاصل کرنا ممکن نہیں ان کو اللہ سے ہی طلب کیا جائے۔

فَانْتَظِرُوْآ اِنِّی مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ : تم عذاب کے اترنے کا انتظار کرو جس کا خود تم نے مطالبہ کیا جب تم نے کہا ہمارے پاس وہ عذاب لائیں جس کا تو ہم سے وعدہ کر رہا ہے میں بھی تمہارے ساتھ اس کے اترنے کا انتظار کر رہا ہوں اور مجھے تو اس کے بارے میں یقین ہے جب کہ تم تذبذب کا شکار ہو۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا : جب ہمارا عذاب وقوع پذیر ہو گیا تو ہم نے ہود پیغمبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت کے ساتھ نجات عطا کی اور ان لوگوں کا استیصال کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور تیز آندھی نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا، اس نے اپنے پروردگار کے حکم کے ساتھ ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیا ان کی کیفیت یہ تھی کہ صرف ان کے مکانات کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے، قوم عاد کی تباہی و بربادی کا واضح نقشہ ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ٥سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی ۙ کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ٥فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْ ۢ بَاقِیَةٍ﴾ (الحاقہ :٦-٨) ''اور قوم عاد کو انتہائی تیز آندھی سے تباہ کر دیا گیا اللہ نے اس آندھی کو سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے پیغمبر) اگر آپ ان کو دیکھیں کہ وہ اس طرح زمین پر گرے ہوئے ہیں گویا کہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں تو اے رسول! کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی بچا ہوا دیکھتے ہیں؟''

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَکُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿٧٣﴾ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ کٰفِرُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿٧٧﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿٧٩﴾

ترجمہ: اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے واضح دلیل آ چکی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے علامت ہے پس تم اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آ پکڑے۔ اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم عاد کے بعد ان کا جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ عطا کی کہ اس کے نرم علاقے میں تم محلات تعمیر کرتے ہو اور تم پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو پس تم اللہ کے احسانات کو یاد رکھو اور تم زمین میں فساد انگیزی نہ کرو۔ اس کی قوم سے سرکش لوگوں نے ان لوگوں سے کہا جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں کو جو ان سے ایمان لائے، کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی جانب سے بھیجا گیا ہے؟ ایمان والوں نے کہا! بے شک ہم اس شریعت پر ایمان رکھتے ہیں جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے۔ تکبر کرنے والوں نے کہا! بے شک جس چیز پر تم ایمان رکھتے ہو ہم اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے اونٹنی کو قتل کیا اور اپنے پروردگار کے حکم سے تجاوز کیا اور انہوں نے کہا اے صالح! ہمارے پاس لاؤ جس کا تو ہم سے وعدہ کر رہا ہے اگر تو پیغمبروں سے ہے؟۔ پس ان کو زلزلہ نے آ لیا پس وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ تو صالح نے ان سے روگردانی کی اور اس نے کہا اے میری قوم! بے شک میں نے تمہارے پاس اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے ہو۔

لغوی تحقیق: جٰثِمِینَ اوندھے پڑے رہ گئے، مادہ (ج ث م) ہے، جَثَمَ الطَّائِرُ پرندے نے بیٹھ کر سینہ زمین پر رکھ دیا، جَثَمَ اللَّیْلُ آدھی رات ہو گئی، جَاثِمٌ پرندہ یا حیوان جو بیٹھا ہو جس نے اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیا ہو، جَثَّامَةٌ بہت سست یا کاہل جو دن بھر سوتا رہے یا گھر میں بیٹھا رہے، علامہ زمخشری کے نزدیک ایسا آدمی جو مکارم کے حصول میں کوتاہ ہمت ہو، اَلْجُثْمَۃُ ٹیلا، جُثْمَانٌ بدن، شخص، اَلْمُجَثَّمَةُ وہ پرندہ یا حیوان جس کو باندھ کر تیر وغیرہ سے مار دیا جائے، حدیث شریف میں ہے، ((نَھٰی عَنِ الْمُجَثَّمَةِ)) یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس طرح جانور کو باندھ کر مارنے سے منع کیا ہے کیوں کہ یہ اسلام کی تعلیم کے مخالف ہے جو ظلم و بے رحمی کو زندگی کی ہر سطح پر روک دینے کی تلقین کرتا ہے۔

(سنن نسائی کتاب الصید باب ۲۸، صحیح ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب ۱۴، صحیح ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ۲۲، مسند احمد ج ۱ص ۲۲۶)

قرآن حکیم میں ہے: ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ﴾ (الاعراف: ۷۸، العنکبوت: ۳۷) ''تو ان کو بھونچال نے آن پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے''

زلزلوں، آندھیوں اور طوفانوں کا تعلق ان حوادث طبعی سے ہے جو اخلاق و شریعت کے قاعدوں سے بالاتر ہیں زلزلے وہاں بھی آتے ہیں جہاں بظاہر زندگی معمول کے مطابق ہوتی ہے یہی نہیں اس سے نیک و بد دونوں گروہ متاثر ہوتے ہیں اور جب انسان پیدا نہیں ہوا تھا اور گناہ و ثواب کا سرے سے کوئی تصور بھی موجود نہ تھا کرہ ارض اس وقت بھی زلزلوں سے دوچار رہا اور آج بھی سورج اور چاند میں جہاں کوئی ذی روح پایا نہیں جاتا زلزلے ریکارڈ کئے جاتے ہیں، مصائب ارض و سماوی کی ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ سب طبعی اسباب و علل کی تماشا گری ہے لیکن اس کے پہلو بہ پہلو یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کچھ قومیں اللہ کے احکام سے کھلی روگردانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر لیتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی کسی اصلاح وہدایت کے باوجود گناہ اور معصیت قوموں کو اس موڑ پر لے آتے ہیں کہ جہاں ان کا زندہ اور باقی رہنا خود رب کائنات کی مصلحتوں کے خلاف ہوتا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے اور ان کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور اس مرحلے پر جو عذاب آتا ہے وہ اگر چہ اسباب طبعی ہی کے تابع ہوتا ہے تاہم اس میں اور اسباب طبعی میں اللہ تعالیٰ کے علم و تدبیر میں ایک طرح کی ہم قرانی اور ہم زمانی پیدا کر دی جاتی ہے جس کو مادہ پرست انسان سمجھ نہیں پاتا اور ازراہ جہل نادانی اللہ تعالیٰ پر زبان طعن دراز کرنے لگتا ہے اور نہیں جانتا کہ جہاں اسباب مادی اس کی فطرت کا کرشمہ ہیں وہاں قوانین اخلاقی بھی فطرت کے قوانین ہیں اور فطرت اس کے باوجود ایک ہے اور اسی کی کائنات پر حکمرانی ہے۔ (لسان القرآن ص ۳۳۱)

بلاغت: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿فَعَقَرُوا النَّاقَةَ﴾ میں مجاز مرسل ہے جب کہ اونٹنی کو کاٹنے کی نسبت تمام ثمودیوں کی جانب کی ہے حالانکہ جس شخص نے اونٹنی کو کاٹا اس شخص کا نام **قُدار** ہے۔

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ: میں لٰکن کا معنی استدراک اور تاکید کا ہے چونکہ یہ مشددہ نہیں ہے بلکہ **مخففہ** ہے اس بنا پر جمہور نحویوں کے ہاں اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۴ ص ۴۶۴)

مفردات کی وضاحت: ثمود عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے ان کی رہائش حجاز اور شام کے درمیان حجر مقام میں تھی ان کے دادا کا نام ثمود تھا نوح علیہ السلام اور ثمود کے درمیان نسب کے لحاظ سے چار واسطے ہیں، صالح علیہ السلام کو ثمود کا بھائی کہا ہے یہ اخوت قومیت کے لحاظ سے ہے جیسے ھود علیہ السلام قوم عاد کے نسب کے لحاظ سے بھائی تھے۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۳۹)

تشریح: قوم عاد کے بعد قوم ثمود کا تذکرہ ہو رہا ہے ان کے محلات حجاز اور شام کے درمیان واقع تھے رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا جب آپ ﷺ سن نو ہجری میں صحابہ کرام کی معیت میں تبوک کی جانب جا رہے تھے آپ ﷺ قوم ثمود کے گھروں کے قریب (حجر مقام) اقامت گزیں ہوئے لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی نکالا جن سے قوم ثمود کے لوگ پانی نکالا کرتے تھے اور پیتے تھے انہوں نے اس پانی سے آٹے گوندھے اور دیگچیوں کو چولہوں پر رکھا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دیگچیوں کو انڈیل دیا جائے اور اس پانی سے گوندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دیا جائے، بعد ازاں آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا اور اس کنوئیں کے قریب پڑاؤ ڈالا جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی البتہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو روک دیا کہ وہ اس مقام میں نہ جائیں جہاں ثمودیوں کو عذاب میں مبتلا کیا گیا، آپ ﷺ نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ مجھے خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ کہیں تم بھی اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ جس کی لپیٹ میں قوم ثمود آئی۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۷، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱، مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۳)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عذاب الٰہی میں گرفتار لوگوں کے گھروں سے جب تمہارا گزرنا ہو تو روتے ہوئے گزرنا ہوگا کہیں تم اس طرح کے عذاب کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۷، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱، مسند احمد ج ۲ ص ۷۴، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶۳)

صالح علیہ السلام کا معجزہ اونٹنی کا پتھر سے نمودار ہونا تھا جو دس ماہ کی حاملہ تھی پھر اس سے بچہ بھی پیدا ہوا، اس لئے اونٹنی کی نسبت اللہ کی جانب ہے مقصود اونٹنی کی شان کو بلند کرنا ہے اور اس لئے بھی کہ حسب عادت اس کی تخلیق نہیں ہوئی، اس مقام کے سیاق وسباق سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اونٹنی کو ایک جماعت نے موت کے گھاٹ اتارا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ﴾ (القمر: ۲۹) ''انہوں نے اپنے ایک رفیق کو آواز دی (جس کا نام قدار تھا) وہ آیا اس نے اونٹنی کو قتل کیا'' ایک مقام میں زمین کے بھونچال کا ذکر ہے دوسرے مقام میں ایک فرشتے کے چیخنے کا ذکر ہے ان میں تضاد نہیں ہے اس لئے کہ جب زمین زلزلہ کی زد میں آئی اس دوران فرشتے کا چیخنا بھی ہوا۔ (اضواء البیان ج ۴ ص ۳۲۵)

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِيٓ أَرْضِ اللّٰهِ : مقصود یہ ہے کہ زمین اللہ کی ملک میں ہے اور اونٹنی کی نسبت بھی اللہ کی جانب ہے تم اسے اللہ کی زمین میں چھوڑ دو، کھائے پیئے جہاں سے چاہے چارا کھائے اس کی چاہت میں حائل نہ ہوا جائے اور نہ اسے کسی قسم کی اذیت پہنچائی جائے اگر تم نے اسے اذیت پہنچائی تو تمہیں دردناک عذاب اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ : ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر ہے کہ اس نے تمہیں قوم عاد کا شہریت، آبادی اور قوت میں خلیفہ بنایا، تمہیں ان کے مکانوں میں رہائش عطا کی تم اونچے اونچے محلات تعمیر کرتے تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کر آرام دہ رہائشی گھروں کے بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے بالخصوص موسم سرما میں سردی سے بچاؤ اختیار کرنے کے لئے ایسے محلات تعمیر کئے جہاں سردی کا شائبہ تک نہیں گزرتا تھا اور نہ بارش اثر انداز ہوتی تھیں ان انعامات کا تمہیں شکریہ ادا کرنا چاہیے اللہ کی توحید پر ڈٹے رہو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اللہ کی زمین پر فساد انگیزی سے باز رہو۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا : سنت الٰہیہ ہے کہ معاشرہ میں فقر و مسکنت کے ساتھ موصوف لوگ جنہیں فقیر گردانا جاتا ہے وہ لوگ پیغمبروں کی دعوت پر لبیک کہنے میں سست روی کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ اگلی صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ دیگر لوگوں کی جانب نہیں دیکھتے کہ وہ کب اس کیمپ میں داخل ہوتے ہیں جب کہ سرمایہ دارا کابر لوگ دعوت کے مقابلہ میں اتر آتے ہیں انہیں گوارا نہیں ہوتا کہ وہ کسی کے زیر سایہ زندگی بسر کریں جس طرح کہ وہ جس چیز کی چاہت کرتے ہیں اس کے حاصل کرنے میں پورا زور لگا دیتے ہیں اعتدال کی حدود کو پھاند کر اپنی شہوت کو تسکین دلانے کے لئے ہر قسم کی بے راہ روی پر اتر آتے ہیں۔ انسانیت کے لباس کو اتار کر خون خوار بھیڑیے کا روپ دھار لیتے ہیں چنانچہ اسی راہ پر صالح علیہ السلام کی قوم سے وہ لوگ رواں دواں رہے جو معاشرہ میں مال و دولت کے لحاظ سے وڈیروں میں شمار ہوتے تھے جب انہوں نے ایمانداروں کو حقارت آمیز لہجہ میں کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں؟ ان کا انداز تحکمانہ تھا اس کے ساتھ ساتھ استہزاء کا پہلو بھی نمایاں تھا ان کے جواب میں ایمان داروں نے صرف یہ جملہ ادا نہیں کیا کہ ہاں! ہم ایماندار ہیں بلکہ نہایت بشاشت کے عالم میں کہا کہ ہمیں ان کے پیغمبر ہونے کا یقین ہے، ہم تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور اللہ کے حکم سے انہوں نے ہمیں اللہ کی جانب دعوت دی ہے، دراصل انہیں صالح علیہ السلام کے پیغمبر ہونے کا یقین تھا جب کہ ان کے اذہان اور ان کے دلوں پر صالح علیہ السلام کا غلبہ تھا ان کی باتیں دلائل پر مبنی تھیں اور جو لوگ ان کی مخالفت کر رہے تھے وہ ان پر حسد کر رہے تھے یا ان کے مزاج میں کبر و رعونت نے انہیں مخالف کیمپ میں کھڑا کر دیا تھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (النمل: ۱۴) ''اور انہوں نے معجزہ کا انکار ظلم اور سرکشی کے ساتھ کیا جب کہ ان کے دلوں کو یقین تھا'' چنانچہ جن لوگوں نے متکبرانہ انداز میں صالح علیہ السلام کی مخالفت کی ان کے انداز کو واشگاف الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے بیان کیا:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ : کبر و رعونت کے حاملین نے اللہ کے احکام کو پرکاہ کی حیثیت دیتے ہوئے حقارت آمیز انداز میں کہا کہ تم جس صالح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرتے ہو ہم اس کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ کھلے انداز میں اس کا انکار کرتے ہیں، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس کے پیغمبر ہونے کا انکار کرتے ہیں اس لئے کہ رسالت سے ان کا انکار رسالت کے اثبات پر دلالت ہے اگر وہ یہ جملہ استعمال کرتے تو ان کی گواہی ثبت ہو جاتی کہ وہ رسالت کے اقرار کے باوجود عناد اور تکبر کے سبب حق وصداقت کا انکار کر رہے ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ : چنانچہ ان متکبر لوگوں نے اونٹنی کو کاٹ دیا اگر چہ اونٹنی کو کاٹنے کا کردار ایک شخص کا تھا چونکہ وہ سبھی اس کردار پر خوش تھے اور اتفاق تھا اس لئے ان سب کی جانب نسبت کی گئی ہے، حق وصداقت کے قبول کرنے سے انہوں نے کبر و رعونت کا اظہار کیا اور صالح علیہ السلام کو نہایت متکبرانہ انداز میں کہا جس عذاب کے نازل ہونے کا تو بار بار وعدہ دلا رہا ہے اگر تو ہماری جانب اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہے تو فوراً ہمیں عذاب میں مبتلا کریں تو آسمان سے زوردار چیخ کی آواز بجلی کی مانند بلند ہوئی جس سے ان کے اعصاب اور دل کانپنے لگے وہ زمین پر بے ہوشی کے عالم میں گر پڑے ان میں حرکت کی کوئی چیز نہ تھی۔

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ : اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے تھے، ذہن نشین فرمائیں ان کے اوپر نازل ہونے والے عذاب کے بارے میں اس سورۃ میں رَجفَۃ سورۃ ھود میں اَلصَّیحَۃُ اور سورۃ الذاریات میں الصاعِقَۃُ کے الفاظ وارد ہیں، ان سے مقصود بجلی ہے اس لئے کہ بجلی بلندی سے نیچائی کی جانب زوردار انداز کیساتھ گرتی ہے تو زبردست خوفناک آواز کانوں کو ہی نہیں بلکہ تمام جسم کو کپکپی کے سپرد کر دیتی ہے اور دلوں پر اضطرابی کیفیت غالب ہو جاتی ہے بلکہ آواز کی شدت سے بعض اوقات زمین کانپنے لگتی اور زمین پر کھڑی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں، بجلی کے زوردار دھماکے کے نتیجہ میں انسان، حیوانات بے ہوش ہو جاتے ہیں بلڈنگیں منہدم ہو جاتی ہیں یا ان میں دراڑیں وقوع پذیر ہو جاتی ہیں درخت وغیرہ جو بجلی کی زد میں آتے ہیں وہ جل جاتے ہیں جدید ٹیکنالوجی نے ہمیں بجلی سے نقصانات سے تحفظ حاصل کرنے کیلئے راہ نمائی کی ہے کہ ہم ایسے محلات تعمیر کریں جن پر بجلی اثر انداز نہ ہو سکے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ : جب ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا تو صالح علیہ السلام نے تاسف بھرے انداز میں ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا! کیا میں نے تمہیں حوادثات زمانہ سے خوفزدہ نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں اس المناک انجام سے خبردار نہیں کیا تھا؟ جس کے لئے تم نے ہرگز غور وفکر نہ کیا، اب میں کیا کر سکتا ہوں تم نے چند ساعات کی عیش کوشیوں کو اس آرام دہ ہمیشہ کی پر بہار زندگی پر ترجیح دی۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے بدر کی جنگ میں قریش کے مقتولوں کو جب انہیں ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے فلاں انسان، فلاں کے بیٹے! اے فلاں انسان فلاں کے بیٹے! کیا تمہیں مسرت حاصل نہ ہوتی اگر تم اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرتے جب کہ ہم نے اس وعدہ کو صحیح درست پایا ہے جو وعدہ ہم سے اللہ نے کیا تھا، کیا تم سے اللہ نے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو درست پایا ہے؟ اس اثناء میں عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے ہم کلام ہوئے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسی لاشوں کو مخاطب کر رہے ہیں جن میں زندگی نہیں ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں انہیں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۸۶، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۷، مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۱، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ۱۱۷ تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴿۸۰﴾
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ
جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴿۸۲﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴿۸۴﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے لوط کو بھیجا تو اس نے اپنی قوم سے کہا! کیا تم بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو؟ تم سے پہلے اس کا ارتکاب جہان والوں سے کسی نے نہیں کیا۔ بے شک تم مردوں سے عورتوں سے نہیں شہوت پوری کرتے ہو بلکہ تم تو زیادتی کرتے ہو۔ اس کی قوم نے بس یہ جواب دیا جب انہوں نے کہا انہیں تم اپنی بستی سے نکال دو بے شک یہ لوگ پاکیزگی اختیار کرتے ہیں۔ تو ہم نے اس کو اور اس کے اہل خانہ کو نجات دی مگر اس کی بیوی کو کہ وہ ان میں رہی اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش کی آپ دیکھیں مجرموں کا انجام کیا ہوا۔

لغوی تحقیق: لوط علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، بابل شہر کی سرزمین میں پیدا ہوئے والد کی وفات کے بعد اپنے چچا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا، وہاں بحر لوط کے قریب سَدِیم مقام میں اقامت اختیار کی۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۴۴)

لفظ لوط کا اشتقاق ان کے اس قول سے ہے، هٰذَا اَلْيَطُ بِقَلْبِيْ یہ شخص میرے دل کے ساتھ ملا ہوا ہے، لوط علیہ السلام اردن شہر میں اقامت پذیر رہے سَدِیم کے لوگوں کی اصلاح کے لئے انہیں پیغمبر بنا کر بھیجا، فَاحِشَة انتہائی فحاشی اور قباحت کا عمل مرد کی دبر کو استعمال کرنا ہے۔ (فتح البیان نواب صدیق الحسن خانؒ ج ۳ ص ۳۶۴)

تشریح: لوط علیہ السلام کو اللہ نے سَدِیم بستی اور اس کے گردونواح میں آباد لوگوں کی اصلاح کیلئے بھیجا انہوں نے لوگوں کو اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دی اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا محرمات اور فواحش کے ارتکاب سے منع کیا انہیں بالخصوص اس انتہائی برے کام سے روکا جس کا ارتکاب ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا چنانچہ اس فعل کی شناعت کے پیش نظر لوط علیہ السلام نے واشگاف الفاظ میں کہا یہ میری بیٹیاں ہیں آپ ان سے نکاح کریں انہوں نے کھلے الفاظ میں انکار کیا اور جواب دیا کہ ہمیں عورتوں کی کچھ خواہش نہیں تجھے معلوم ہے کہ ہمارا مقصود کیا ہے؟ مردوں کے ساتھ لواطت کرنا اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنا دونوں برابر ہیں اس پر اجماع ہے۔

(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۹)

لیکن قوم لوط نے لوط علیہ السلام کو کھلے الفاظ میں کہا کہ ان کو یہاں سے نکال دیا جائے یہ لوگ خود کو پاکباز کہہ رہے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو وہاں سے صحیح سالم نکال دیا اور قوم کو ذلت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا اس لئے کہ وہ لواطت جیسے قبیح فعل کے مرتکب تھے اور لوط علیہ السلام کی بیوی کو بھی ان کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا اس لئے کہ وہ بھی قوم کے ساتھ برابر کی شریک تھی قوم لوط پر پتھروں کی بارش ہوئی اللہ کی نافرمانی پر دلیری کرنے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے، مسند احمد، ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جس شخص کو لواطت کے عمل پر پاؤ تو فاعل، مفعول دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دو۔
(صحیح ابن ماجہ کتاب الحدود باب ۱۲، صحیح ترمذی کتاب الحدود باب ۲۴، صحیح ابی داؤد کتاب الحدود باب ۲۹، التعلیق الرغیب ج ۳ ص ۱۹۹، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۰، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الحدود ح ۳۵۷۵ باب ۱)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی وضاحت: یہ قابل نفرت فعل جس کی بدولت اس قوم نے شہرتِ دوام حاصل کی ہے اس کے ارتکاب سے تو بدکردار انسان کبھی باز نہیں آئے لیکن یہ فخر صرف یونان کو حاصل ہے کہ اس کے فلاسفہ نے اس گھناؤنے جرم کو اخلاقی خوبی کے مرتبے تک اٹھانے کی کوشش کی اور اس کے بعد جو کسر باقی رہ گئی تھی اسے موجودہ یورپ نے پورا کیا کہ علانیہ اس کے حق میں زبردست پروپیگنڈا کیا گیا یہاں تک کہ ایک ملک جرمنی کی پارلیمنٹ نے اسے باقاعدہ جائز ٹھہرایا حالانکہ یہ ایک صریح حقیقت ہے کہ مباشرت ہم جنس قطعی طور پر وضع فطرت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے تمام ذی حیات انواع میں نر و مادہ کا فرق محض تناسل اور بقائے نوع کیلئے رکھا ہے...... آگے چل کر فرماتے ہیں...... وہ اپنے آپ کو نسل اور خاندان کی خدمت کیلئے نااہل بناتا ہے اور اپنے ساتھ کم از کم ایک مرد کو غیر طبعی زنانہ پن میں مبتلا کرتا ہے اور کم از کم دو عورتوں کیلئے بھی صنفی بے راہ روی اور اخلاقی پستی کا دروازہ کھولتا ہے۔
(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۵۲)

علامہ قرطبی کی وضاحت: جیسا کہ اللہ پاک نے سورہ ھود میں بیان کیا ہے، عذاب کے ساتھ نازل ہونے والے فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے اہل و عیال کو لے کر رات کے کسی حصہ میں اس شہر سے نکل جائیں، بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا اس نے اپنا پران کی آبادی کے نیچے رکھا آبادیوں کو اتنی اونچائی پر اٹھایا کہ آسمان والوں نے مرغوں کی آوازوں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازوں کو سنا ان کی کایا پلٹ دی انہیں زور سے زمین پر دے مارا اور ان پر پتھروں کی بارش برسائی، تفصیل سورہ ھود میں ملاحظہ فرمائیں۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۴۷)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٧﴾

ترجمہ: اور ہم نے مدین قوم کی جانب انکے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور وزن کو پورا کرو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو، زمین میں اسکی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو۔ اور تم ہر راہ پر نہ بیٹھو کہ تم ڈراتے ہو اور اللہ کی راہ سے ان لوگوں کو روکتے ہو جن کا اللہ پر ایمان ہے اور تم ان کیلئے ٹیڑھا راستہ تلاش کرتے ہو اور یاد کرو جب تم قلیل تعداد میں تھے پھر اس نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھ لو فساد مچانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ اور اگر تم سے ایک جماعت اس پر ایمان رکھتی ہے جس کیساتھ میں بھیجا گیا اور ایک جماعت ایمان نہیں لاتی ہے پس تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ نہایت بہتر فیصلہ کرنے والوں سے ہے۔

لغوی تحقیق: وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ ان لوگوں کو کم نہ دو، مادہ (ب خ س) ہے، نقصان، کمی، ظلم، بارانی زمین، ناحق تلفی کرنا، کسی کا حق مارنا، کم تولنا، استحقاق سے کم دینا یا انگلی سے کسی کی آنکھ پھوڑ دینا، بَاخِسٌ ظالم، ﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ﴾ (یوسف:۲۰) ''اور اس کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا'' زجاج نے یہاں بخس کے معنی ظلم کے کئے ہیں یعنی برادران یوسف نے ان کو از رہ ظلم فروخت کر دیا مگر یہ صحیح نہیں، یہ درست ہے کہ انسان کو خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا مگر یہ جس دور کی بات ہے اس میں غلاموں کی خرید و فروخت جائز تھی، مزید برآں قرآن حکیم نے تو اس (یوسف علیہ السلام) کی بات کی تو جیہ بیان کر دی ہے کہ کیوں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے چند دراہم کے عوض بیچ ڈالا اس لئے کہ ﴿وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ﴾ (یوسف:۲۰) کہ انہیں ان سے کوئی لگاؤ یا دلچسپی نہ تھی اور وہ ہر قیمت پر ان کو اپنے سے الگ کرنا چاہتے تھے، فساد سے مقصود فساد انگیزی ہے اجتماعیت کے نظام کو ظلم کے ساتھ برباد کرنا اور باطل طریقہ کے ساتھ لوگوں کے مال کو ہڑپ کرنا، اخلاق و آداب میں بگاڑ پیدا کرنا، گناہ اور بے حیائی کے کاموں کا مرتکب ہونا، عمرانیات کے لحاظ سے جہالت اور بے راہ روی کو عام کرنا۔ (لسان القرآن ص ۱۵۴، المراغی ج ۳ ص ۳۴۸)

تشریح: اور ہم نے مدین والوں کی جانب ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا، علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے کہ چونکہ شعیب علیہ السلام نابینا تھے اس لئے ان لوگوں نے جن کی جانب انہیں رسول بنا کر بھیجا گیا انہوں نے برملا ان کے بارے میں اس خیال کا اظہار کیا کہ ہم اپنے اس معاشرہ میں تجھے کمزور سمجھتے ہیں جب کہ فن خطابت میں ان کا خاص مقام تھا انہوں نے اپنی قوم کے اعتراضات کا اچھے انداز کے ساتھ جواب دیا ان کی قوم اللہ کے وجود کی منکر تھی ان میں دیگر معاشرتی برائیوں کے علاوہ بالخصوص لین دین، ناپ تول میں کمی کا عیب موجود تھا انہوں نے اولاً دیگر پیغمبروں کی طرح کہا، اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ کی عبادت کرو اللہ کی ذات کے علاوہ تمہارا ہرگز کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے وضاحت آ چکی ہے ذہن نشین کریں جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے شعیب علیہ السلام کے معجزہ کا ذکر نہیں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہر پیغمبر کو معجزہ عطا کیا گیا معجزہ کے برابر لوگ اس پر ایمان لاتے رہے لیکن مجھے جس معجزہ سے نوازا گیا ہے وہ قرآن پاک ہے جس کی میری جانب وحی کی گئی مجھے امید ہے کہ تمام پیغمبروں سے زیادہ لوگ قیامت کے دن میرے تابعدار ہوں گے''
(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب ۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۳، مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۱، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۴۸)

ان کے واقعہ کے بیان میں لفظ بَيِّنَةٌ وارد ہے اس سے مقصود ایسی دلیل ہے جس سے حق و صداقت کو فروغ حاصل ہو، یہ لفظ کائناتی معجزات اور عقلی دلائل کو شامل ہے ظاہر ہے کہ لوگ تو عموماً معجزات دیکھ کر ہی یقین کرتے ہیں جو عام عادات کے خلاف ہوتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی قوم میں جس بیماری کو نمایاں انداز میں پایا اس کی جانب ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ترغیب کے انداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فرمایا تم ناپ تول پورا رکھو، ان میں ہرگز کمی کرنا درست نہیں جب فروخت کرو تو ناپ تول پورا دو، لوگوں کو کم تول کر نہ دو چونکہ ناپ تول میں کمی کا گناہ ان میں دوسرے گناہوں کی بہ نسبت زیادہ پھیلا ہوا تھا اس لئے اس سے روکنے میں اہتمام اختیار کیا ہے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی قوم میں لواطت کا فعل عام تھا اس لئے اس سے روکنے کا اہتمام کیا گیا، چنانچہ شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ جب خریداری کرتے ناپ یا تول کی شکل میں اپنا حق پورا لیتے بلکہ زیادہ حاصل کرتے تھے اور جب کسی چیز کو ناپ کر یا تول کر دیتے تو اس میں کمی کرتے تھے چنانچہ موجودہ دور میں بھی تجار کی اکثریت اس گناہ میں ملوث ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا : جب اللہ تعالیٰ نے فطرت کے نظام کو انسانوں کے حالات کے لحاظ سے بہتر بنایا ہے اور انسانوں کو عقل وحکمت کے ساتھ نوازتے ہوئے انہیں جسمانی قوت بھی عطا کی ہے پھر زمین میں اشیاء کے اگانے کی صلاحیت کو قانون قدرت کے مطابق ودیعت کیا ہے اس نظام فطرت کو اجتماعی زندگی میں فعال بنانے کی صورتوں سے انبیاء علیہم السلام کو نوازا ہے، نظام فطرت کو علماء اپنے اپنے دور میں اور زراعت پیشہ لوگ جو فن زراعت میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور فن صنعت اور تجارت میں سر برآوردہ لوگ اپنے تجربات کی روشنی میں اور تاجر پیشہ لوگ جو امانت ودیانت کے ساتھ موصوف ہیں انہوں نے عوام الناس کو ہر قسم کے فوائد سے بہرور کرنے میں اور نقصانات سے تحفظ عطا کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ : ذکر کردہ اصلاحات مامورات اور منہیات تمہارے لئے دین ودنیا دونوں لحاظ سے بہتر ہیں لیکن ایمان کے وصف کا ہونا ضروری ہے اللہ کی وحدانیت کا اعتراف ہو، اللہ کے پیغمبر آخر الزمان کی رسالت پر ایمان لانا اور ان کے مامورات اور منہیات کے مطابق زندگی گزارنا اگرچہ نفس امارہ مخالفت کیوں نہ کر رہا ہو، ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں ''میں تم جیسا انسان ہوں جب میں تمہیں دین کی کسی بات سے آگاہ کروں تو تم نے اس پر عمل پیرا رہنا ہے اور جب میں اپنی رائے سے کوئی بات کہوں تو بہر حال میں انسان ہوں انسان ہونے کے لحاظ سے خطا کا امکان ہے''

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ : اور تم نے راستوں پر نہیں بیٹھنا ہے کہ تم ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دو جو امن کیساتھ سفر کر رہے ہیں وہ شعیب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر دونوں جہانوں کی سعادت سے ہم کنار ہونا چاہتے ہیں۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ : تم اس وقت کو یاد کرو جب تم قلیل تعداد میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسل میں برکت فرماتے ہوئے تمہاری تعداد کو بڑھا دیا، ایک معنی یہ بھی ہے کہ پہلے تم فقیر تھے مال ودولت نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالدار بنا دیا۔

وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ : تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ تمہارے قرب وجوار میں قوم نوح، عاد اور ثمود کو اللہ تعالیٰ نے تباہ وبرباد کر دیا جب انہوں نے اللہ کی زمین پر فساد مچایا تم ان کی تباہی سے عبرت پکڑو تم خوفزدہ رہو کہیں تمہیں بھی ان جیسا عذاب تباہ وبرباد نہ کر دے۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا : اگر تم میں ایک جماعت اس حقیقت کو صحیح قرار دیتی ہے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اور نافرمانیوں سے دور رہتی ہے ناپ تول میں کمی نہیں کرتی ہے تو تم میری اتباع کرو جبکہ دوسری جماعت میری تصدیق نہیں کرتی ہے، شرک پر مصر ہے اور فساد انگیزی میں سر برآوردہ ہے تو اللہ کے فیصلے تک صبر کرو وہ ذات بہترین فیصلے کرنے والی ہے اور کفار کو اپنوں سے پہلے لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، ان پر اسی طرح کا عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ ان پر نازل ہوا تھا: ﴿فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا﴾ (فاطر:۴۳) ''اور تو اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا اور نہ اس میں تو ہیر پھیر پائے گا''

(المراغی ج۳ص۳۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِينَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَآ اَنْ نَّعُودَ فِيهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِينَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُونَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿۹۱﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ اَلَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخٰسِرِينَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِينَ ﴿۹۳﴾ ع

ترجمہ: شعیب کی قوم سے اونچے لوگوں نے کہا جو متکبر تھے اے شعیب! ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم واپس ہمارے دین میں آ جاؤ، شعیب نے جواب دیا ہم کیسے واپس لوٹیں گے جبکہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ بیشک ہم نے اللہ پر جھوٹ کہا اگر ہم تمہارے دین میں واپس آئیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اس سے نجات عطا کی ہے ہمارے لئے بالکل درست نہیں کہ ہم اس میں واپس آئیں مگر یہ کہ اللہ ہمارا پروردگار چاہے، ہمارے پروردگار نے ہر چیز کا علم کے لحاظ سے احاطہ کر رکھا ہے ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کیساتھ فیصلہ فرما اور تو بہترین فیصلہ کرنیوالوں سے ہے۔ شعیب کی قوم سے ان اشراف نے جو کافر تھے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بلاشبہ تم اس وقت خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤ گے۔ تو ان کو زلزلہ نے اپنی گرفت میں لے لیا پس وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مرے ہوئے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی گویا کہ وہ اپنے گھروں میں آباد ہی نہ تھے وہ لوگ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ نقصان اٹھانیوالے تھے۔ پھر شعیب ان سے واپس لوٹا اور اس نے کہا اے میری قوم! میں نے تم تک اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچائے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی پس کیسے! میں کافروں پر افسوس کروں۔

لغوی تحقیق: الرَّجفَةُ مصدر ہے، معنی شدید اضطراب، فَاَخَذَتهُمُ الرَّجفَةُ ان کو زلزلہ نے آ لیا، اَلاِرجَافُ جھوٹی خبر یا افواہ پھیلا کر اضطراب پھیلانے کے ہیں، اَلمُرجِفُونَ فِي المَدِينَةِ اور جو لوگ مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں، مشہور محاورہ ہے، اَلاَرَاجِيفُ مَلَاقِيحُ الفِتَنِ جھوٹی افواہیں فتنوں کی جڑیں ہیں۔ (مفردات امام راغب ج ۱ ص ۳۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: صالح علیہ السلام کے واقعہ، ﴿لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلَةَ رَبِّيْ﴾ ''میں نے تم تک اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچایا'' میں واحد کا صیغہ ہے جب کہ شعیب علیہ السلام کے واقعہ ﴿رِسٰلٰتِ رَبِّيْ﴾ میں جمع کا صیغہ ذکر ہوا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ صالح علیہ السلام نے صرف توحید کا ذکر کیا جب کہ شعیب علیہ السلام نے توحید کیساتھ ساتھ اللہ کے راستہ سے روکنے کے بارے میں منع کیا اور کہا کہ انصاف کے ساتھ ترازو کو استعمال کریں کہ وزن پورا ہو کمی بیشی نہ ہو۔ (فتح الرحمٰن ص ۱۹۸)

تشریح: مسلسل پیغمبروں کا تذکرہ آ رہا ہے شعیب علیہ السلام کی قوم کی جانب شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ان کا تعلق ان کی قوم سے تھا وہ ان سے ہی ایک فرد تھا، وہ انہیں ایک اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دیتا رہا کہ اللہ کی عبادت میں اس کیساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماپ تول پورا کرو، کمی نہ کرو اور اللہ کی زمین میں خود کو فساد انگیزی میں مبتلا نہ کرو یعنی اسلامی معاشرہ جن کاموں کو نافرمانی قرار دیتا ہے ان سے خود کو روکو، ظاہر ہے کہ نافرمانیوں کے ارتکاب سے خود کو دور رکھنا اور اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا ہر لحاظ سے بہتر ہے اس سے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے بلکہ اس پر کاربند رہنے والا شخص دینی زندگی اطمینان کیساتھ بسر کرتا ہے اور بے شمار فوائد سے اپنا دامن بھر لیتا ہے جبکہ ایسے کاموں کا ارتکاب جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں ان سے بہرحال دور رہا جائے لیکن کفار نے شعیب علیہ السلام اور اسکے رفقاء کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں دھمکی دی کہ اگر تم نے خود کو ان باتوں سے نہ روکا تو اے شعیبؑ! ہم تجھ کو اور تیری قوم کے لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں انہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے دین میں لوٹ آنا ہوگا، اسے قبول کرنا ہوگا۔

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ : شعیب علیہ السلام نے وارننگ (Warning) دیتے ہوئے کہا گویا کہ تم ہمارے ساتھ یہ معاملہ کرو گے جبکہ ہم تمہارے دین میں رہنے کو ناپسند جانتے ہیں ظاہر ہے کہ جب ہم تمہارے دین میں رہیں گے اور اللہ کے ساتھ شرکاء کا اقرار کریں گے تو گویا کہ ہم نے اللہ کی ذات پر افترا باندھا، جب ہم تمہارے دین میں واپس لوٹیں گے جب کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات عطا کی ہے اب ممکن نہیں ہے کہ ہم پھر اس دین میں داخل ہوں البتہ اللہ جو ہمارا پروردگار ہے ہم اس کی مشیت کے تابع ہیں اسے ہر چیز کا علم ہے اس نے اپنے علم کے ساتھ ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے ہم اپنے کاموں میں خواہ ایجابی ہوں یا سلبی، اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمانا اور ہمیں ان پر غلبہ عطا کرنا تیرا فیصلہ بہت بہتر ہے تیری ذات وصف عدل کے ساتھ موصوف ہے جس سے ہرگز ظلم کا امکان نہیں۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ : شعیب علیہ السلام کی قوم کے کفر، سرکشی اور گمراہی بلکہ حق وصداقت کے خلاف ان کی مخالفت کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے حلف اٹھاتے ہوئے کہا اے لوگو! اگر تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور شعیب کے پیچھے چل پڑے تو پھر تم زبردست نقصان اٹھاؤ گے، ان کی اس دشمنی اور شقاوت قلبی کے نتیجہ میں وہ زلزلہ کی لپیٹ میں آ گئے یعنی جس طرح انہوں نے شعیب علیہ السلام کو ڈرایا دھمکایا اور حق وصداقت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا بلکہ ان کو جلاوطنی کی دھمکی دی اس طرح ان پر جب اللہ کا عذاب آیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل اوندھے منہ زمین پر زور کے ساتھ گرے اور تباہ و برباد ہو گئے لیکن شعیب علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ کی رحمت کے سبب عذاب الٰہی کی لپیٹ سے محفوظ رہے جب کہ ظالم لوگ نہ صرف یہ کہ زلزلہ نے انہیں تہس نہس کر دیا بلکہ زبردست چیخ نے انہیں زمین پر زوردار دھماکے کے ساتھ اوندھے منہ گرایا چونکہ قرآن پاک کے ایک دوسرے مقام میں وارد ہے کہ انہیں ایسے عذاب نے آ لیا جس میں آگ کے شعلوں کی لپٹ نے ان پر سایہ کر دیا گویا کہ ہر طرف سے ان کا گھراؤ کر لیا گیا اس کے ساتھ ساتھ زبردست چیخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان کی جانب سے آئی، مزید برآں زمین کے نیچے سے شدید زلزلہ جس سے زمین کا قرار باقی نہ رہا تو وہ عبرتناک عذاب کی لپیٹ میں آ گئے ان کے اجسام سے ارواح نکل گئیں اور ان کی لاشیں زمین پر پڑی رہیں یوں معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ وہاں آباد ہی نہ تھے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کے باعث ہی وہ اتنے زبردست نقصان سے دوچار ہوئے۔

فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَقَالَ یٰقَوۡمِ : جب وہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ کر تباہ و برباد ہو گئے تو شعیب علیہ السلام نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ میں نے تو تمہیں اللہ کے احکامات پہنچائے تھے اور تمہاری خیر خواہی کرتا رہا اب مجھے تم پر ہرگز افسوس نہیں جب تم نے کفر کو نہ چھوڑا تو میں تم پر کیسے افسوس کا اظہار کر سکتا ہوں؟ جب کہ تم نے مرتے وقت بھی کفر کو نہ چھوڑا، مزید برآں غم زدہ تو وہ شخص ہوتا ہے جو فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے خیر خواہی نہ کرے۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۱-۲۷۲)

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَةٍ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذۡنَآ اَهۡلَهَا بِالۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ یَضَّرَّعُوۡنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلۡنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الۡحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوۡا وَّ قَالُوۡا قَدۡ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً وَّ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰۤی اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَیۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤی اَنۡ یَّاۡتِیَهُمۡ بَاۡسُنَا بَیَاتًا وَّهُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤی اَنۡ یَّاۡتِیَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًی وَّ هُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹۹﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے کسی بھی شہر میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر ان کے رہنے والوں کو ہم نے تکالیف اور مصائب میں مبتلا کیا تاکہ وہ زاری کرتے ہوئے گڑگڑائیں۔ بعد ازاں ہم نے بدحالی کو آسودگی میں تبدیل کر دیا یہاں تک کہ وہ (مال و دولت کے باعث) زیادہ سرکش ہو گئے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور آسودگی پہنچتی رہی تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا جب کہ انہیں کچھ خبر نہیں تھی۔ اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین کی برکات کے راستے کھول دیتے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کی بدعملیوں کے باعث پکڑ لیا۔ کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان کے پاس ہمارا عذاب رات کو آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں؟ یا کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان کے پاس ہمارا عذاب چاشت کے وقت آ جائے جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟ کیا وہ لوگ اللہ کی تدبیر کا خوف نہیں رکھتے؟ (حقیقت یہ ہے) کہ اللہ کے مکر اور تدبیر سے صرف وہ لوگ بے خوف رہتے ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

لغوی تحقیق: بَغۡتَةً ناگہاں اور اچانک کسی شیٔ کا ظاہر ہونا، سورۃ الانعام میں ہے: ﴿حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتۡهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً﴾ (الانعام:۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’یہاں تک کہ وہ مقررہ گھڑی ان پر یک بیک آ پہنچے گی‘‘ بَاغۡتَةً وہ اس کے ہاں اچانک جا پہنچا۔(لسان القرآن ص ۲۰۵)

تشریح: انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنے کے بعد قوموں کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ گذشتہ امتوں کے بارے میں مطلع فرما رہے ہیں کہ جب ان کی جانب پیغمبروں کو مبعوث کیا گیا تو جن امتوں کی جانب انہیں مبعوث کیا جاتا رہا ان کو آزمائشوں سے گزارا گیا انہیں جسمانی بیماریوں میں مبتلا کیا گیا، مزید برآں انہیں فقر و فاقہ کی منازل سے بھی گزرنا پڑا تاکہ وہ اللہ کی بغاوت اور اس کی نافرمانی سے رک جائیں اور نہایت خشوع و خضوع کی کیفیت میں اس کے فضل و رحمت کی بھیک مانگیں تاکہ انہیں بیماریوں کے مصائب سے نجات حاصل ہو، ان مصائب سے رستگاری حاصل کرنے کے لئے جب انہوں نے بارگاہ الٰہی کا رخ نہ کیا ان کی سرکشی میں برابر اضافہ ہوتا گیا پھر ہم نے ان کی حالت کو تبدیل کیا ان کی بیماریوں کو ختم کر کے انہیں صحت سے نوازا اور فقر و مسکنت کی تکالیف شاقہ کا خاتمہ کر کے انہیں خوشحال بنایا شائد وہ انعامات الٰہیہ کے حصول پر بارگاہ الٰہیہ میں شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی ربوبیت اور وحدانیت کا اعتراف کریں، لیکن انہوں نے بارگاہ الٰہی کی جانب التفات تک بھی نہ کیا، آہستہ آہستہ ان کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا چلا گیا فقر و فاقہ ختم ہو گیا ان کے لئے ضروری تھا کہ ان انعامات کے حصول پر وہ بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہو کر شکریہ ادا کرتے، اللہ کی رضا جوئی کے لئے نوافل ادا کرتے، لیکن اس جانب انہوں نے توجہ ہی نہ کی ان کے مال و دولت میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا اولاد کی نعمت نے بھی انہیں مسرتوں سے ہمکنار کیا، اللہ کی جانب جھکاؤ تو کیا ہونا تھا انہوں نے یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ ہمارے آباؤ اجداد بھی فقر و مسکنت، مضرتوں اور بیماریوں سے ہم کنار رہے پھر ان پر ایسا وقت بھی آیا کہ خوش حالی نے ان کے دامن کو تھام لیا لیکن جب انہوں نے تفکر و تدبر سے حالات کا جائزہ نہ لیا تو اچانک ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا جبکہ ایمان والوں کی کیفیت کی تصویر کشی ایک صحیح حدیث میں وارد ہے، مسرتوں اور مال و دولت کے فیضان میں وہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب انہیں تکالیف و محن سے واسطہ پڑتا ہے تو صبر کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں مصیبت کے آنے پر صبر کرنا اور نعمت کے حصول پر شکریہ ادا کرنا ان کا وطیرہ ہوتا ہے ان کے حق میں یہ نہایت بہتر ہے۔(صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱۳، مسند احمد ج ۵ ص ۲۴، ابن کثیر ج ۲ ص ۳۷۳)

ایک حدیث وارد ہے مومن شخص مصائب میں گھرا رہتا ہے پھر بھی صبر کرتا ہے خوش رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل صاف ہو جاتا ہے۔(صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۷، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۴۶، مشکوٰۃ تحقیق البانی ح ۱۵۶۷ احادیث الصحیحہ ح ۲۲۸۰)

«کانٹوں میں گھرا ہوا ہے پھول پھر بھی مسکرا رہا ہے عجب خوش مزاج ہے»

لیکن منافق کی مثال گدھے جیسی ہے اس کو بالکل علم نہیں کہ گھر والوں نے اسے کیوں باندھ رکھا ہے اور کبھی اسے کیوں چھوڑ دیتے ہیں تو ہم کفار و منافقین کو اچانک عذاب میں گرفتار کر لیتے ہیں، ارشاد نبوی ہے مومن شخص کے لئے اچانک کی موت رحمت ہے جب کہ کافر کے لئے افسوس کا باعث ہوتی ہے۔

(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۷۲، صحیح ابی داؤد کتاب الجنائز باب ۱۴، مشکوٰۃ البانی کتاب الجنائز باب ۲، مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۴)

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا : اگر بستیوں کے باشندے پیغمبروں کی پیش کردہ شریعت پر ایمان لاتے اور ان کی اطاعت کرتے، تقویٰ کے وصف کے ساتھ موصوف ہونے کے بعد فرامین الٰہیہ کی اطاعت کرتے اور محرمات سے کنارہ کش رہتے تو ہم ان پر آسمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بارش نازل فرماتے جس کے نتیجہ میں زمین مختلف قسم کی اجناس کو اگاتی، کھیت لہلہاتے ہوتے، لیکن لوگوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے افعال سیئہ کے سبب تباہ و برباد کر دیا۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى : کیا اللہ کی زمین پر آباد کفار لوگ ہمارے عذاب کے اترنے سے بے خوف ہیں؟ وہ رات کے وقت غفلت کے لمحات میں بھی آ سکتا ہے جب کہ وہ نیند کے خراٹے لے رہے ہوں یا ہمارا عذاب دوپہر کے وقت دن کے لمحات میں بھی آ سکتا ہے جب کہ وہ لہو ولعب میں مصروف ہوں۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ : کیا وہ اللہ کے عذاب اور اس کی قدرت سے بے خوف ہیں کہ اللہ کی ان پر گرفت نازل ہو جائے جب کہ وہ غفلت میں ہوں؟ انہیں اللہ کے عذاب کے اترنے کے بارے میں کچھ خیال بھی نہ ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی قوت اور اس کی پکڑ اور عذاب سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جنہیں اخروی خسارے کا کچھ احساس نہیں ہوتا، حسن بصریؒ کا قول آب زر کے ساتھ لکھنے کے لائق ہے فرماتے ہیں ''ایمان دار شخص جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کام کرتا ہے تو وہ برابر خوفزدہ رہتا ہے شائد قبولیت حاصل ہو یا نہ ہو جب کہ فاجر و فاسق شخص نافرمانی کے ارتکاب کے وقت بے خوف ہوتا ہے نفس امارہ کا غلبہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور اس کے دل و دماغ سے اوجھل رہتا ہے''۔ (ابن کثیر ج۲ ص ۳۷۳)

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: کیا ان لوگوں پر واضح نہیں ہوا جو زمین کے ان لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد وارث ہوتے ہیں جو اس پر رہائش پذیر تھے اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کے سبب انہیں سزا دیتے؟ اور ہم ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیتے تو وہ نہ سنتے۔ یہ بستیاں ہیں جن کے واقعات سے ہم آپ کو آگاہ کر رہے ہیں اور بلاشبہ ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزات کیساتھ آئے تھے۔ لیکن وہ ان پر ایمان نہ لائے جس کو انہوں نے اس سے پہلے جھٹلایا اسی طرح اللہ کفار کے دلوں کو مہر زدہ کر دیتا ہے۔ اور ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو نہ پایا کہ (انہوں نے) وعدہ پورا کیا ہو اور بلاشبہ ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو فاسق پایا۔

لغوی تحقیق: ﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ﴾ آیت کے جملہ میں لفظ یَهْدِ کا صلہ لام کیساتھ ہے اس کا معنی واضح ہونا اور بیان کرنا۔ (لسان العرب)

تناسب: قبل ازیں بستیوں کے باشندوں کے بارے میں جس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے اس کے عیاں ہونے میں کچھ شک نہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قماش کے لوگوں کے بارے میں ہمارا ضابطہ یہی ہے کہ ہم ان کی غلط کاریوں کے سبب ہر دور میں انہیں تباہ و برباد کر کے ان کا وارث دیگر لوگوں کو بناتے رہے ہیں۔

تشریح: اس آیت مبارکہ کے مفہوم کے مساوی مفہوم کی آیت ملاحظہ فرمائیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۸) ''کیا انہیں آگاہ نہیں کیا ہے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے لوگوں کو تباہ و برباد کیا؟ یہ لوگ ان ہلاک شدہ لوگوں کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بلاشبہ اس میں عقل والوں کے لئے علامات ہیں'' ان حقائق سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور قانون سبھی کے لئے ایک جیسا ہے بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں اگر اللہ ان لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب تباہ و برباد کر رہے ہیں، تو ان سے پہلے بھی لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب میں مبتلا کر کے انہیں تباہ و برباد کیا گیا، پس ضروری ہے کہ جو لوگ ان کی ہلاکت کے بعد ان کے خلیفہ بن رہے ہیں اور بادشاہت و دیگر انعامات الٰہیہ میں ان کے وارث بن رہے ہیں تو اگر انہوں نے بھی خود کو ان کے نقش قدم پر چلایا تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے جیسا کہ ان کے آباؤ اجداد کو عبرتناک عذاب سے دوچار کیا۔

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ : ہم ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیتے ہیں جیسا کہ دوسرے مقام میں وارد ہے: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (البقرۃ:۷) ''اللہ نے ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیا'' معلوم ہوا لفظ خَتَمَ اور طَبَعَ دونوں مترادف الفاظ ہیں، لفظ طَبَعَ سے مقصود زنگ ہے، یعنی ان کے دل زنگ آلود ہیں جیسے تلوار زنگ آلود کام نہیں دیتی، زنگ نے اسے بیکار بنا دیا ہوتا ہے اسی طرح جب کسی انسان کا دل گناہوں کے ارتکاب سے زنگ آلود ہو جاتا ہے تو وہ بے کار ہو جاتا ہے البتہ سچی توبہ کرنے سے زنگ اتر جاتا ہے اور جن لوگوں کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی ان کا زنگ برقرار رہتا ہے گویا کہ برائی ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔

فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ : دلوں کے زنگ آلود ہونے کے سبب وہ لوگ خیر خواہی کی باتوں کو سنتے ہی نہیں ہیں یعنی سوچنے اور نصیحت قبول کرنے کا داعیہ مفقود ہو جاتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ﴾ (یونس:۱۰۱) ''اور نشانیاں اور ڈرانے والے ان کو فائدہ نہیں دے سکتے جو ایمان نہیں لاتے ہیں''

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَیْكَ : نبی اکرم ﷺ مخاطب ہیں آپ کو مقام استقامت پر فائز رہنے کی ترغیب دلانا مقصود ہے کہ آپ صبر سے کام لیں ہم نے ان بستیوں کے واقعات بیان کئے ہیں جن کی جانب انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے لیکن انہوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا جس نے ان کا استیصال کر دیا پس ان کی تباہی و بربادی سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ : جس طرح ان کا عناد اور گمراہی پر اصرار اور دلائل سے متاثر نہ ہونا، ان گناہوں کے سبب ان لوگوں کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں، ان پر کفر مسلط ہو چکا ہے جبکہ یہ لوگ کفر سے مانوس ہیں اور کفر کے کاموں سے انکا دور رہنا ناممکن ہے اور ان کے دلوں کے تمام گوشوں میں شہوت کی حکومت ہے اس سلسلہ میں وہ کسی کی بات سننا نہیں چاہتے، تنقید کو زہر قاتل باور کرتے ہیں ان کی مثال اس سکہ کی ہے جس کے مواد کو پگھلا کر پھر جمایا گیا ہے اب وہ اتنا سخت ہے کہ وہ کسی نقش کو قبول نہیں کرتا ہے نہ اس کی شکل کو تبدیل کرنا ممکن ہے۔

اس وضاحت سے مقصود رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کرنا ہے کہ ان لوگوں کو ایمان کی جانب پھیرنا ناممکن ہے ان لوگوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے خلاف اس قدر عناد اور بغض موجود ہے جس نے ان کی فطرت کو مسخ کر دیا ہے عقل کے استعمال سے کورے ہیں تنقید کو برداشت کرنا تو کجا سننا بھی گوارا نہیں ہے جس طرح لوہے، چاندی یا کسی دھات کے سکے کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ان میں بھی تبدیلی ممکن نہیں، اس حقیقت کو ذہن نشین کریں کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے معجزات لانے کا مطالبہ کیا آپ ﷺ بھی چاہتے تھے کہ ان کے مطالبہ کے پیش نظر معجزہ عطا کیا جائے اس لئے کہ آپ ﷺ ان کے ایمان لانے میں زبردست دلچسپی رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ لَٮِٕنۡ جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ لَّيُؤۡمِنُنَّ بِهَا‌ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾ (الانعام:١٠٩) ''اور کفار نے اللہ کی پختہ قسمیں اٹھائیں کہ اگر انکے ہاں کوئی معجزہ آیا تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے آپ بتائیں بیشک معجزات تو اللہ کے پاس ہیں، اور اے مسلمانو! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے؟ جب معجزات آئیں گے تو وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے''

وَمَا وَجَدۡنَا لِاَكۡثَرِهِمۡ مِّنۡ عَهۡدٍ : عہد سے مقصود وہ میثاقِ فطری ہے جس کا تذکرہ اسی سورت میں موجود ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ‌ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى‌ ۛۚ شَهِدۡنَا‌ ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ﴾ (الاعراف:١٧٢) ''اور یاد کرو جب تیرے پروردگار نے آدم کی اولاد سے ان کی پشت سے ان کی اولاد کو اور ان کو ان کی ذات پر گواہ بنایا اور کہا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا درست ہے، ہم گواہ ہیں یہ گواہ بنانا اس لئے ہے کہ تم قیامت کے دن نہ کہو بے شک ہم اس سے غافل تھے''

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ٮِٕهٖ فَظَلَمُوۡا بِهَا‌ ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوۡسٰى يٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيۡقٌ عَلٰٓى اَنۡ لَّاۤ اَقُوۡلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ؕ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِبَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَرۡسِلۡ مَعِىَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ اِنۡ كُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰيَةٍ فَاۡتِ بِهَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿١٠٦﴾ فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ ﴿١٠٧﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ ﴿١٠٨﴾ ع

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنے معجزات کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی جانب بھیجا تو انہوں نے معجزات کا انکار کیا پس آپ غور و فکر کریں فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! بے شک میں جہانوں کے پروردگار کی جانب سے پیغمبر ہوں۔ میں اس لائق ہوں کہ اللہ کے بارے میں نہ کہوں مگر سچی بات، میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے دلیل لایا ہوں پس میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دو۔ اس نے کہا اگر تو معجزہ لایا ہے تو اس کو پیش کر اگر تو سچ کہنے والوں سے ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی لاٹھی کو گرایا تو لاٹھی اژدھا کی شکل میں تبدیل ہوگئی اور اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ اچانک دیکھنے والوں کے لئے روشن تھا۔

لغوی تحقیق: ثُعۡبَانٌ نر سانپ، اژدھا، قرآن حکیم میں ہے: ﴿فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ﴾ ''سو وہ دفعتاً صاف اژدھا بن گیا'' یہ آیت اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ سے تعلق رکھتی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ حق کے لئے فرعون سے مخاطب ہوئے اور اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا تو اس نے ان کی نبوت پر عقلی دلائل سننے کی بجائے اس بات کا مطالبہ کیا کہ تم کوئی مادی نشان پیش کرو، موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں زمین پر اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ واقعی اژدھا بن گئی فرعون نے جب یہ دیکھا تو چکرایا اور جب کوئی جواب بن نہ آیا تو کہا کہ یہ نشان کہاں ہے؟ یہ تو شعبدہ گری ہے کچھ غلط لوگوں نے اس واقعہ کی تاویل کی اور اس کو معجزہ قرار دینے سے انکار کیا اور وہ بھی اس بنا پر کہ یہاں پر عصا کا گرانا بطور مجاز کے استعمال ہوا ہے لیکن یہ بات بوجوہ غلط اور بے محل ہے اس لئے کہ قرآن حکیم نے یہاں صرف ثعبان ہی نہیں کہا بلکہ **ثعبان مبین** کہا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سچ مچ کا سانپ تھا، قرآن حکیم کا یہ اعجاز ملاحظہ ہو کہ اس نے **ثعبان مبین** کہہ کر اس شبہ کو دور کر دیا جو نزول قرآن کے صدیوں بعد بعض ناپختہ ذہنوں میں ابھرنے والا تھا۔ (لسان القرآن ص ۲۹۲)

بلاغت: اہل عرب کے کلام میں قلب پایا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم حقیقت کو بطور مبالغہ کے مجاز میں لے جانا، متنبی کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

وَ السَّيفُ يَشقى كَمَا تَشقى الضُّلُوعُ بِهِ

وَ لِلسُّيُوفِ كَمَا لِلنَّاسِ اٰجَالُ

”تلوار ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے جیسا کہ تلوار کے ساتھ پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں جس طرح لوگوں کے لئے اجل مقرر ہے اسی طرح تلواروں کے لئے بھی اجل مقرر ہے“ (اعراب القرآن ج ۳ ص ۴۲۰ تالیف محی الدین درویش)

تشریح: ((موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ)) نسب نامہ موسیٰ بن عمران ہے جب کہ لفظ موسیٰ کا مفہوم وہ شخص جس کو پانی سے نکالا گیا ہے جبکہ انہیں درخت اور پانی کے درمیان پھینک دیا گیا تھا اس کی وضاحت یہ ہے کہ موسیٰ کی والدہ نے اس کے پیدا ہونے کے بعد اسے ایک صندوق میں رکھا جسے مقفل کر کے دریائے نیل کی لہروں کے سپرد کر دیا اس لئے کہ اگر فرعون کی حکومت کو اس کی پیدائش کا علم ہو گیا تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے گی اس لئے کہ حکومت کے کارندے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو پیدائش کے ساتھ ہی ذبح کر دیتے تھے انہیں فرعون سے خطرہ تھا لیکن لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے چنانچہ موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کی بہن سے کہا تو نے اس کے تعاقب میں جانا ہے تیری ذمہ داری ہے کہ تو نے دیکھنا ہے کہ وہ کہاں رکتا ہے اور اس کو کون اٹھاتا ہے تاکہ معاملہ واضح رہے۔

چنانچہ موسیٰ کی بہن دریا کے کنارے صندوق پر نظر جمائے ہوئے تھی یہاں تک کہ صندوق کو فرعون کے لشکریوں نے اٹھالیا مکمل واقعہ سورۃ القصص میں ملاحظہ فرمائیں، مزید یہ واقعہ مکی سورتوں میں بھی بیان ہوا ہے کسی میں اختصار کے ساتھ کسی میں تفصیل کے ساتھ ہے چنانچہ مکی سورتوں میں سب سے پہلے سورۃ الاعراف میں اس کا واقعہ ذکر ہو رہا ہے جب کہ مکمل واقعہ سورہ طٰہٰ، شعراء، النمل اور القصص میں مذکور ہے ان کے علاوہ دوسری سورتوں میں بھی اختصار کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر ہے، مزید سورہ یونس، ھود، اور سورۃ المؤمنون میں بھی اس کا تذکرہ ہے، شمار کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک میں ان کا نام ۱۳۰ مرتبہ ذکر ہوا ہے جب کہ اس تکرار کے ساتھ کسی پیغمبر، بادشاہ کا ذکر نہیں ہے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ ہے جب کہ ان دونوں پیغمبروں کو جو شریعت عطا کی گئی اس کا تعلق دین و دنیا دونوں سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ : اس واقعہ کا عطف اس سے پہلے بیان کردہ واقعات پر ہے یعنی ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا.....﴾ سے لے کر ﴿وَ اِلٰى مَدْيَنَ ...﴾ تک، جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ بعث کے ساتھ کیا ہے، مقصود یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے وڈیروں کی غلامی سے نجات عطا کی نیز مختلف قسم کی تکالیف ومحن سے چھٹکارا حاصل ہوا اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جانب راغب کیا اس کے نتیجہ میں شریعت موسوی کا پرچم لہرانے لگا، مزید برآں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے بادشاہ قسم کے انبیاء علیہم السلام بھیجے، ابھی موسیٰ علیہ السلام اپنے خسر شعیب علیہ السلام کے پاس تھے کہ ان کی جانب وحی کا القاء ہوا اور انہیں فرعون کی جانب بھیجا تاکہ فرعون کے ظلم وستم سے بنی اسرائیل کو رہائی حاصل ہو، خیال رہے مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون جیسا کہ روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور فارس کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ تھا اور اس دور میں ایرانیوں کے فرمانروا کا نام شاہ تھا اگر موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے فرعون مسلمان ہو جاتا تو اس کے وزراء اور عوام بھی مسلمان ہو جاتے اس لئے کہ وہ اس کے زیر سایہ رہ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ فرعون اور اس کے حواری اسلام قبول نہیں کریں گے ظاہر ہے حواری تو تب ہی ایمان لاتے جب فرعون ایمان لے آتا، اس لئے کہ حواری تو فرعون کے مقلد تھے۔

فَظَلَمُوْا بِهَا : انہوں نے کبر کے سبب کفر کیا تو ان پر ان کا اور ان کی قوم کا گناہ ثبت ہو گیا جو ان کی پیروی کے سبب ایمان سے محروم رہے اور اللہ کو علم تھا کہ فرعون اور اس کے لشکری کبھی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے وہ تو فرعون کے مقلد تھے لیکن جادوگر جب ایمان لے آئے تو انہیں قتل کر دیا گیا دراصل جادوگر علماء کا گروہ تھا وہ صاحب فہم فراست تھے اور جادو کا علم تو ان کا فن تھا جن لوگوں نے کفر کیا انہیں ان کے کفر کے سبب گناہ ہوا اور جن لوگوں نے ان کی اطاعت کرتے ہوئے کفر کیا ان کا گناہ بھی ان پر ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ بالاصالۃ تو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جبکہ فرعون اور اس کے وزراء وغیرہ کی جانب بالتبع تھے تو ان کے انکار کے سبب ان پر طوفان، مکڑی، جوئیں، مینڈکوں اور خون کا عذاب آیا بالآخر انہیں دریائے نیل میں ڈبو دیا گیا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ : اے پیغمبر ﷺ! آپ غور وفکر اور عقل کے ساتھ سمجھیں کہ فرعون اور اس کے ظالم رفقاء کا انجام کتنا برا ہوا جبکہ اللہ نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب فرمایا حالانکہ وہ معاشرہ میں کمزور قوم کے فرد تھے اور فرعون کو اس کے لشکر کے ساتھ غرق کیا، ان کا تباہی وبربادی مقدر تھی۔ (المنار ج۹ ص۴۰)

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ : چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نہایت دلیری کے عالم میں بے خوف ہو کر فرعون کے پاس پہنچے، اسے مخاطب کیا اے فرعون! بلاشبہ میں رب العالمین کی جانب سے پیغمبر کی حیثیت سے آیا ہوں یہ حقیقت واضح ہے کہ فرعون اور اس کے امراء ووزراء موسیٰ علیہ السلام کی امانت وصداقت سے آشنا تھے ان کے مکارم اخلاق ان کے شرف اور ان کی عظمت سے شرکاء مجلس خوب آگاہ تھے جب کہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا سب سے زیادہ علم تھا اس لئے کہ ان کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی تو اس جان پہچان کا تقاضا تو یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تاکید کے کلمات استعمال نہ کرتے لیکن جب انہیں اللہ کی جانب سے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا تو یہ منصب خصوصیت کے ساتھ اس بات کا متقاضی تھا کہ کلام کو نہایت پختہ انداز میں پیش کیا جاتا اسی لئے انہوں نے اپنے پیغمبر ہونے کو تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے، بعد ازاں انہیں آگاہ کیا ہے کہ میں تو جہانوں کے پروردگار کی جانب سے پیغمبر بن کر آیا ہوں میرا تمہاری جانب بھیجنا تم پر احسان ہے اور فرعون اور تم سب رب العالمین کے پروردہ ہو، چنانچہ فرعون کا خود کو ربوبیت کے مقام پر بٹھانا ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست نہیں فرعون تو دیگر انسانوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے۔

حَقِیْقٌ عَلٰی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ : میں تو اللہ کے پیغامات کو پہنچانے والا ہوں یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں، میں اللہ کی ذات کے بارے میں جس میں تمام کمالات موجود ہیں اس جیسی عظمت اور اس جیسا جلال کسی میں بھی نہیں پایا جاتا میں تو اس کے بارے میں نہایت پختہ اور صحیح بات کہتا ہوں جس میں ہرگز شک وشبہ نہیں، اس لئے کہ معجزات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ : موسیٰ علیہ السلام نے قبل ازیں جس حقیقت کا اظہار کیا اس کا تقاضا تھا کہ اس حقیقت کو ثابت کرتے ہوئے اپنی رسالت پر دلیل پیش کرتے تو انہوں نے کہا کہ میں تم سب کے پاس بلا امتیاز اپنی رسالت پر پروردگار عالم کی جانب سے دلیل لایا ہوں اور سچی بات کہتا ہوں، دلیل سے مقصود معجزہ ہے اور تکرار سے مقصود یہ ہے کہ فرعون ہرگز اس لائق نہیں کہ اسے پروردگار کہا جائے وہ تو خود پروردہ ہے اور دیگر انسانوں جیسا ہے اس کی پالنہار وہ ذات پاک ہے جس کی بادشاہت تمام موجودات پر ہے۔

فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ : چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی الوہیت پر وحدانیت کے ادّعا کے بعد مطالبہ کیا اے فرعون! جس مقصد کیلئے میں آیا ہوں اس کو پورا کیجئے کہ بنی اسرائیل کو میری معیت میں بیت المقدس بھیج دیجئے جو ہمارا آبائی مسکن ہے جس کے بارے میں اللہ نے قسم اٹھاتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ بیت المقدس کی وراثت بنی اسرائیل کی جانب منتقل ہوگی، سوال مترشح ہوتا ہے کہ فرعون نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے روگردانی کرتے ہوئے کہا اگر تیرے پاس تیری پیغمبری کی صداقت پر کچھ دلیل ہے تو اسے پیش کریں اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہوا تو تیرے دعویٰ کو تسلیم کیا جائے گا۔

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ : فرعون کا موسیٰ علیہ السلام سے ان کی نبوت پر دلیل کا مطالبہ کرنا اس لئے تھا کہ فرعون کو اس کے دعویٰ پر شک تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگاہ کرتے ہوئے فوراً اس کی دلیل کا ذکر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی لاٹھی کو زمین پر گرایا تو اللہ کے حکم سے فوراً لاٹھی بہت بڑے سانپ کی شکل میں نمودار ہوگئی جو تیزی کے ساتھ حرکت کر رہا تھا گویا کہ وہ لوگوں کو دعوت دے رہا تھا تاکہ حقیقت ان کے سامنے واضح ہو جائے اس کے ساتھ ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گریبان سے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ روشن تھا جبکہ ہاتھ کی روشنی عادت کے خلاف تھی، ظاہر ہے اگر روشنی عادت کے مطابق ہوتی تو انہیں ہرگز تعجب لاحق نہ ہوتا گویا کہ لکڑی نباتات نے حیوانیت کی شکل اختیار کر لی اور ہاتھ جس کا رنگ گندمی تھا وہ سفید روشن تھا۔ (نظم الدرر ج ۸ ص ۲۲، ۲۳)

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا ھُنَالِكَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱۲۱﴾
رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ: فرعون کی قوم سے اونچے لوگوں نے کہا بلاشبہ یہ شخص جادو کے علم والا ہے۔ وہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے پس تمہارا مشورہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، اے فرعون! اس کا اور اس کے بھائی (کا معاملہ) موقوف رکھیں اور شہروں میں جمع کرنے والوں کو بھیجیں۔ جو تمہارے پاس ہر ایسے جادوگر کو لائیں جو اس کا علم رکھتا ہو۔ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے انہوں نے کہا کیا ہمیں مزدوری ملے گی اگر ہم غالب رہے؟ اس نے کہا بالکل اور بلاشبہ تم مقربین میں شمار ہو گے۔ انہوں نے کہا، اے موسیٰ! یا تو پہلے گرائے یا ہم گراتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا تم گراؤ تو جب انہوں نے گرایا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (انہیں بند کر دیا) اور انہیں ڈرایا اور بہت بڑا جادو پیش کیا۔ اور ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی کہ تم اپنی لاٹھی کو گراؤ تو فوراً لاٹھی نے سب کچھ نگل لیا جس کو انہوں نے جھوٹ کے ساتھ کیا تھا۔ پس حق ثابت ہو گیا اور باطل ختم ہو گیا جو وہ کر رہے تھے۔ تو وہ وہاں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو گئے۔ اور جادوگر سجدہ کی حالت میں گرائے گئے۔ انہوں نے کہا ہم جہانوں کے پروردگار پر ایمان لائے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے۔

لغوی تحقیق: تَاْمُرُوْنَ مادہ (ا م ر) ہے کوئی سی بات یا معاملہ، حکم، برکت، نشان، عجیب بات، محاورہ ہے مَنْ قَلَّ ذَلَّ وَمَنْ اَمِرَ فَلَّ جو گروہ تعداد میں کم ہوا وہ ذلیل ہوا اور جو تعداد میں بڑھا غالب رہا، اَمَارَت نشان، شَیْئًا اِمْرًا عجیب بات، قرآن نے روح کو اَمرِ رَبِی کہا ہے، اَرْجِه اس کا مصدر اَلْاِرْجَاءُ ہے، معنی تاخیر کرنا، قرآن پاک میں ہے: ﴿تُرْجِی مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ﴾ (الاحزاب :۵۱) "بیویوں میں سے آپ جس کو چاہیں پیچھے ہٹائیں" اَرْجَاءَ اور اَرْجٰی دونوں مستعمل ہیں۔ (لسان القرآن ص ۱۱۱ تفسیر طبری ج ۶ ص ۲۲)

تشریح: فرعون کی قوم سے اونچی سوسائٹی (Society) کے لوگوں نے کہا بلاشبہ یہ شخص جس کا نام موسیٰ ہے جادوگر ہے دھوکہ بازی کرتا ہے لوگوں کی آنکھوں پر اس کی گرفت سخت ہے اس کے نتیجہ میں انہیں لاٹھی کی بجائے سانپ نظر آتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے، سَحَرَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ جب تیز بارش زمین کی انگوری کو جڑ سے اکھیڑ دے، جادو ایک فن ہے جس کی حقیقت سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اس لئے کہ اسباب کا علم نہیں ہوتا ہے اور جب پیغمبروں نے کائناتی دلائل کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کے اثبات میں پیش کیا تو عوام الناس جہلاء نے اسے جادو قرار دے کر تکذیب کی، تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو کے فن کا رواج بالعموم جاہل لوگوں میں ترقی پذیر رہا ہے جب کہ اہل علم اس کو شعبدہ بازی، حیلہ سازی اور مکر و فریب قرار دیتے ہیں، قبل ازیں جادو کے بارے میں مفصل بحث ھاروت ماروت کے واقعہ کی تفصیل میں بیان کی جا چکی ہے، ملاحظہ فرمائیں اصدق البیان ج ۱ ص ۲۵۹ تفسیر المنار ج ۹ ص ۴۵ تا ۶۰)

فرعون کی مجلس میں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا معجزہ پیش کیا تو حکومت کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا یہ شخص جادوگر ہے اور اپنے فن میں ماہر ہے اس شخص کا مطمح نظر تمہیں تمہاری زمینوں سے بے دخل کرنا ہے اور اپنے سر پر بادشاہت کا تاج رکھنا ہے، اقتدار میں کسی کو شامل نہیں کرنا چاہتا ہے بلکہ تم سب کو اپنی غلامی کی زنجیر میں جکڑنا چاہتا ہے تاکہ مستقبل میں کبھی بھی اس سے تم بادشاہت چھین نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکو جیسا کہ دولت عثمانیہ کے افراد کو ترکوں نے غلبہ حاصل کرنے کے بعد ترکیہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ : فرعون کو اس کے مشیروں نے کہا اس کا اور اس کے بھائی کے معاملہ کو مؤخر کریں ابھی فیصلہ نہ کریں اور اپنی سلطنت کے شہروں میں سرکاری ملازمین کو بھیجیں وہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ اس فریضہ کو ادا کریں کہ سبھی ماہر قسم کے جادوگروں کو اکٹھا کر کے آپ کے ہاں پیش کریں ان کی موجودگی میں اس شخص کا فیصلہ ہو جائے تو حقیقت واضح ہو کر سامنے آ جائے گی اور پھر کوئی شخص اس کی شعبدہ بازی کی گرفت میں نہیں آئے گا۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ : چنانچہ فرعون کے سپاہیوں نے جن جادوگروں کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے فرعون کی مجلس میں پہنچ کر برملا کہا اگر ہم موسیٰ پر غالب آ گئے تو ہمیں خاطر خواہ معاوضہ دیا جائے، چنانچہ فرعون نے ان کے مطالبہ کو سننے کے بعد کہا بالکل ضرور معاوضہ ملے گا اور بے مثال ہو گا بلکہ تمہیں میرے دربار میں مقربین میں شمار کیا جائے گا مزید تمہاری حوصلہ افزائی ہو گی۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ : فرعون کے وعدہ کے بعد جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، تو اپنے جادو کا مظاہرہ کرے گا یا ہم مظاہرہ کریں، کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جادوگروں کو اپنے جادو پر اعتماد تھا اور وہ موسیٰ علیہ السلام کو خوفزدہ کرنا چاہتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا بلکہ تم اپنے فن کا مظاہرہ کرو، معلوم ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی چاہت یہ تھی کہ وہ پہلے اپنے فن کا مظاہرہ کریں، دراصل موسیٰ علیہ السلام کو اپنی صداقت پر یقین تھا اور ان کے مغلوب ہونے پر بھی یقین تھا چنانچہ جب انہوں نے ان لاٹھیوں اور رسیوں کو میدان میں پھینکا جن پر پارہ لگا ہوا تھا اور پارے کے سبب ان میں حرکت تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو زمین پر پھینکنے سے پہلے ہی کہا جس جادو کو تم نے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور مغلوب کرے گا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یونس: ۸۱، ۸۲)

”پس جب انہوں نے گرایا تو موسیٰ نے کہا تم نے جو پیش کیا ہے وہ جادو ہے بلاشبہ اللہ اس کو باطل کرے گا بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے کام کو درست قرار نہیں دیتا ہے، اور اللہ سچائی کو اپنے حکم کے ساتھ صحیح قرار دیتا ہے اگرچہ مجرم لوگ اسے ناپسند سمجھیں“

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ : جب جادوگروں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو پھینکا تو ان لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا جو وہاں موجود تھے ان میں موسیٰ علیہ السلام بھی تھے، سورۃ طٰہٰ میں ہے ”تو ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے سبب تخییلی انداز میں متحرک دکھائی دیتی تھیں بلکہ ان کے دل پر خوف سا طاری ہوا، مزید برآں موسیٰ علیہ السلام نے بھی خوف محسوس کیا ہم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ ہرگز خوف نہ کریں بلاشبہ تجھے ہی غلبہ ہو گا، اس سے انکار ممکن نہیں کہ جادوگروں نے ان کے دلوں پر عجیب قسم کا خوف مسلط کر دیا اور یہ واقعہ ہے کہ ان کا جادو لوگوں کی نظر میں زبردست خوفناک تھا انہوں نے محسوس کیا کہ خارج میں جادو کے اثرات ہیں لوگوں کی آنکھوں کا مشاہدہ کرنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ فی الواقع جادو اثر انداز ہے جب کہ وہم و گمان سے زیادہ کچھ حقیقت نہ تھی محض فن کاری تھی اور شعبدہ بازی تھی اسی سلسلہ میں اسرائیلی روایات سے احتراز کیا گیا ہے ان میں مبالغہ آرائی ہے چونکہ پارے کی خاصیت ہے کہ جب اس کے قریب آگ مشتعل ہو تو وہ اڑنے لگتا ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ : اور ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی کہ آپ اپنی لاٹھی کو گرائیں اب اس کے گرانے کا وقت آن پہنچا ہے چنانچہ جونہی موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو زمین پر گرایا تو اس نے ان کی ہر چیز کو نگلنا شروع کر دیا جس کو انہوں نے حقیقت سے پھیر کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا تھا، موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) تو سانپ کی کیفیت میں ہی رہا اور دوڑتا پھرتا رہا جبکہ جادوگروں کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں جن پر پارہ پھینکا گیا تھا اور اس کے سبب ان میں حرکت تھی تو ان کی حرکت بھی ختم ہوگئی عصائے موسوی نے انہیں نہایت ہوشیاری اور برق رفتاری سے نگل لیا، میدان مصنوعی قسم کے سانپوں سے خالی ہوگیا، حق کو غلبہ حاصل ہوا اور ان کی حیلہ سازیوں کی حقیقت نکھر کر سامنے آ گئی، فرعون اور اس کے رفقاء کو عظیم الشان مجمع میں شکست سے دوچار ہونا پڑا جبکہ وہ دن ان کی عید کا دن تھا، زیب و زینت اور فخر و مباہات کا دن تھا اس لحاظ سے فرعونیوں کی ذلت اور رسوائی تمام لوگوں کی آنکھوں کے سامنے واضح ہوگئی خیال رہے کہیں بھی اس حقیقت کا تذکرہ نہیں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ حاصل ہوا اس لئے کہ غلبہ اور کامیابی میں موسیٰ علیہ السلام کی ذات کو کچھ دخل نہیں۔

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ : جادوگروں نے جب یہ حیرتناک منظر دیکھا تو غیر شعوری طور پر سجدہ ریز ہوگئے جیسا کہ ان کو کسی قوت نے زمین پر گرادیا ہے اور انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے اور بھرے مجمع میں ان کی ذلت کی تصویر کشائی دیدنی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے دل و دماغ پر فرعون کی عظمت کا ہرگز شائبہ تک بھی نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کے لشکریوں کی عبرتناک ذلت کا مشاہدہ کیا جب جادوگروں نے سجدہ ریز ہوتے ہوئے، جب کہ وہ نہایت متواضع انداز میں پیشانی کو زمین پر رکھتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کر رہے تھے کہ ہمارا ایمان تو اس ذات پر ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اور جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا پروردگار ہے۔ (المنارج ۹ص ۶۸۔۷۰)

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع

ترجمہ: فرعون نے کہا، اچھا! تم موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں بلاشبہ یہ تو ضرور ایک چال ہے جس کو تم نے اس شہر میں چلایا ہے تاکہ تم اس شہر سے اس کے مکینوں کو باہر نکال دو عنقریب تم کو پتہ چل جائے گا۔ میں تمہارے ہاتھوں اور تمہارے پاؤں کو مخالف جانب سے کاٹ دوں گا پھر لازمی طور پر میں تم سب کو ایک ہی بار صلیب پر لٹکا دوں گا۔ انہوں نے کہا بے شک ہم تو اپنے پروردگار کی طرف جانیوالے ہیں۔ اور تو ہم سے محض اس لئے ناراض ہو رہا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں جب کہ وہ ہم تک پہنچی ہیں! اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر مسلط کرنا اور ہمیں مسلمان کیفیت میں فوت فرمانا۔

لغوی تحقیق: خِلافِ مادہ (خ ل ف) ہے، خَلَفَ جانشین ہونا، خَلَفٌ پہلے کے بعد بہتر آنے والا شخص اور خَلْفٌ برا آنے والا شخص، اِسْتَخْلَفَ جانشین مقرر کرنا، اَلْخُلْفُ وعدہ پورا نہ کرنا، اَلْخَلِيْفَةُ قائم مقام جانشین۔ (لسان القرآن ص ۶۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: ﴿وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّآ أَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا﴾ میں اس انداز سے مدح وستائش کرنا جو مذمت کے متابشبہ ہو اس انداز پر شاعر ذبیانی کہتا ہے ؎

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ
بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ دِرَاعِ الْكَتَائِبِ

''ان میں ہرگز کوئی عیب نہیں بس یہ عیب ہے کہ ان کی تلواروں پر بہادر انسانوں کی زرہ کو کاٹنے کے سبب دندانے ہیں''

(اعراب القرآن ج ۳ ص ۴۳۰)

تشریح: جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد فرعون کے ذہن میں جو خیال امنڈ آیا وہ کیا تھا اور فرعون نے عملاً کیا رویہ اختیار کیا؟ اس کو واضح کیا جا رہا ہے کہ فرعون نے جادوگروں کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا تعجب ہے! کہ میری اجازت بھی تم نے حاصل نہیں کی اور میری پرواہ کئے بغیر تم اس پر ایمان لے آئے ہو، بعد ازاں فرعون نے انہیں آگاہ کیا کہ تمہارا موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لانا اور موسیٰ اور ہارون کی موافقت کرنا دراصل ایک چال ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے تمہارا مقصود یہ ہے کہ تم اس قسم کے مکروفریب کے ساتھ مصریوں کو یہاں سے جلاوطن کرو اور پھر تم اسرائیلیوں کو اپنے ساتھ ملا کر اقتدار پر قبضہ کرو تمہاری اس سازش پر بہت جلد تمہیں اس کے انجام سے تکالیف شاقہ کا سامنا کرنا پڑے گا میں قسم اٹھا کر تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تمہیں اس غلط کردار کی سزا مل کر رہے گی میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹ دوں گا اگر کسی کا دایاں ہاتھ کاٹا گیا ہے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا اور جس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا ہے اس کا دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا تاکہ تم ان لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنو جو ہمارے خلاف سازشیں بنا رہے ہیں، بغاوت کا علم لہرا رہے ہیں اور ہماری عظمت کے سامنے خود کو جھکانے کی بجائے ترفع کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں، دراصل مصریوں کو آگاہ کر رہا ہے کہ کہیں جادوگروں کی ہمنوائی کرتے ہوئے اسلام قبول نہ کر لینا وگرنہ ان تکالیف دہ سزاؤں کے بعد تم سب کو صلیب پر لٹکا دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ: دراصل یہ جملہ سوال مقدر کا جواب ہے ذکر کردہ سوال و جواب کے بعد سوال مترشح ہوتا ہے کہ جادوگروں نے جب فرعون لعین کی دھمکی کو سنا تو انہوں نے فرعون جبار کی دھمکی کا کیا جواب دیا؟ تو انہوں نے برملا کہا کہ انہیں فرعون کے فیصلہ کی کچھ پرواہ نہیں اگر وہ ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے تو ہمیں ہرگز خوف نہیں اس لئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جناب میں حاضر ہوں گے ہم اس کی رحمت کے امیدوار ہیں وہ ہمیں ضرور معاف فرمائے گا اور ہمارے قتل میں جس قدر تعجیل سے کام لیا جائے گا اسی قدر ہم جلد اللہ کی ملاقات سے شادکام ہوں گے اور ہمیں ہمارے اعمال حسنہ کا پورا پورا بدلہ عطا ہوگا۔

وَمَا تَنقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا: اور تو ہمیں محض اس لئے سزا دے رہا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان لا چکے ہیں جب کہ احکام ایک پیغمبر کی وساطت سے ہم تک پہنچے، یہاں سوال مترشح ہو رہا ہے کہ انہیں سزا عملاً دی گئی یا زبان کے ساتھ سزا دی گئی یا انہیں برا بھلا کہا گیا، صحیح مؤقف یہی ہے کہ اصحاب الاخدود کو بھی عملاً سزا دی گئی، اور ان کی سزا کا تذکرہ آگے ذکر ہو رہا ہے اور جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا تذکرہ ہوا ہے وہاں بطور نتیجہ کے یہ جملہ موجود ہے: ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (الاعراف: ۸۶) ''آپ غور کریں فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا'' ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (القصص: ۴۰) ''ہم نے اس کو اس کے لشکر کیساتھ دریائے نیل میں پھینک دیا پس آپ غور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟'' لیکن جو لوگ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کر رہے تھے انہوں نے فرعون کے ظلم وستم پر صبر سے کام لیا ان کی زبان پر یہ کلمات تھے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ : اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر کا فیضان فرما کہ ہم صراط مستقیم پر قدم زن رہیں ہمارے قدم نہ ڈگمگائیں اور ہمارے دل میں صرف تیرا خوف موجزن رہے ہمیں مصائب ومشکلات پر صبر عطا فرما اور ہمارے دل میں تیرے سوا کسی کا خوف جاگزیں نہ ہو ہمارے دل تیرے سوا کے خوف سے خالی ہو جائیں اور تیرے ہی فضل وکرم کے طلبگار رہوں اور ہمیں جب تو فوت کرنا چاہے تو ہم تیری اطاعت میں ہمہ تن مصروف عمل ہوں، تیرے فیصلوں کو برضا ورغبت قبول کرنے والے ہوں، فرعون کے تہدیدی انداز سے ہمارے قدم کہیں ڈگمگا نہ جائیں اور ہم اس کی کسی بات اور کسی کام کی جانب التفات بھی نہ کریں، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (ال عمران: ١٧٥) ''تمہارے صادق الایمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم نے اللہ کے ماسوا معبودان باطلہ سے خوفزدہ نہیں رہنا ہے، بلکہ صرف میرا ہی ڈر تمہارے دل ودماغ بلکہ تمام اعضاء جسمانی پر مستولی ہو''

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع

ترجمہ: فرعون کی قوم سے اونچی سطح کے لوگوں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اسی کی قوم کو کھلی چھٹی دے رہا ہے تا کہ وہ زمین میں فساد برپا کریں اور تیری اور تیرے خداؤں کی عبادت چھوڑ دیں، اس نے کہا ہم ضرور ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو بلاشبہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور بالآخر پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا، ہمیں اذیت پہنچائی گئی اس سے پہلے کہ تو ہمارے پاس آیا اور بعد اس کے کہ تو ہمارے پاس آیا اس نے کہا امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور تمہیں زمین میں خلافت عطا کرے پھر وہ دیکھے گا کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو۔

تشریح: فرعون کے مشیروں کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر موسیٰ کو یونہی مصر میں کھلا چھوڑ دیا گیا تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے چنانچہ انہوں نے فرعون کی توجہ اس جانب مبذول کی کہ اس کی آزادی کو ختم کیا جائے ورنہ اس کا انجام یہ ہوگا کہ مصر کی سرزمین میں یہ شخص اپنے اسرائیلی ساتھیوں کو ہمنوا بنا کر تیری قوم کو تجھ سے باغی بنا دے گا اور انہیں اپنے مذہب میں داخل کر کے یا اپنے اقتدار میں شریک کر کے کہیں ایسی قوت نہ بن جائے جس کا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہو اور تیرے خداؤں کے احترام کو خاک میں ملا دے گا اس کے نتیجہ میں تیرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار کا سورج ڈوب جائے گا ان کے اشتعال دلانے پر فرعون نے اپنے وزراء اور مشیروں کو یہ کہہ کر خاموش کرا دیا کہ ہم ان کے نوجوانوں بلکہ نونہالوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے جہاں اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ ہم کثیر تعداد میں ان کی نسل کا خاتمہ کریں گے وہاں یہ مفہوم بھی ہے کہ یہ کام تدریجی طور پر ہوگا اور ضرور ہوگا یہاں تک کہ ان کی نسل ختم ہو جائے گی، البتہ ان کی لڑکیوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتاریں گے اس لئے ان کی زندگی سے ہمیں کچھ خطرہ نہیں ہے اس پروگرام پر عمل کرتے ہوئے ہمیں اسرائیلیوں پر اقتدار حاصل رہے گا جیسا کہ ہم پہلے بھی ان پر حکمرانی کر رہے ہیں وہ ہمارے اقتدار میں ہرگز ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بلکہ ہماری غلامی کی زنجیروں میں ہمیشہ جکڑے رہیں گے۔

البتہ قرآن پاک کے مطالب کا جائزہ لینے کے بعد اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ فرعون کی قوم میں کچھ ایسے افراد تھے جو در پردہ مسلمان ہو چکے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے مدافعت کرتے تھے اور کچھ ایسے افراد بھی تھے جو اسلام میں داخل تو نہیں ہوئے تھے البتہ موسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے تھے، قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ میں اس کا تذکرہ ملتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ﴾ (طٰہٰ:۳۹) ''اور میں نے اپنی جانب سے تیری محبت کا ان میں القا کر دیا ہے''

معلوم ہوا بعض مصریوں کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی محبت اور احترام موجزن تھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ (المؤمن:۲۸) ''اور ایک مسلمان شخص نے آل فرعون سے کہا جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے بلا شبہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے دلائل لایا ہے اور اگر وہ بالفرض جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہوگا اور اگر وہ سچ بول رہا ہے تو تمہیں پہنچے گا وہ وعدہ جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے بلا شبہ اللہ نہیں راہ ہدایت کرتا ہے اس شخص کو جو حد سے گزرنے والا جھوٹ بولنے والا ہے''

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا : جب فرعون کی زبردست دھمکی کی آواز اسرائیلیوں کے کانوں میں پہنچی تو وہ خوف زدہ ہو گئے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا، اے میری قوم! تم اللہ سے مدد طلب کرو، جزع فزع کی کیفیت نہ بناؤ، صبر کے دامن کو تھامے رکھو تمام زمین اللہ کے قبضہ میں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے، فلسطین کی سرزمین پر تمہیں اقتدار حاصل ہوگا وہ ذات شہنشاہ ہے ہر چیز اللہ کے قبضہ میں ہے، فرعون کا اقتدار عارضی ہے عنقریب چھن جائے گا، انجام کار پرہیزگاروں کو اقتدار حاصل ہوگا جب کہ ان میں اتحاد کارفرما ہوگا حق تعالیٰ کی جانب جھکاؤ ہوگا عدل و انصاف کی گہما گہمی ہوگی مشکلات آنے پر صبر کے دامن کو تھامنا ہوگا اور اللہ کی بارگاہ میں تضرع و زاری کی کیفیت میں استعانت کی بھیک مانگنی ہوگی۔

قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا : سوال مترشح ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو جو وصیت کی تھی کیا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے مقصد کو سمجھا اور اس پر عمل پیرا ہوئے اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کیا جواب دیا کہ آپ کے پیغمبر ہونے کے بعد بھی ہم فرعون کے ظلم و ستم سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے اس کا ظلم و ستم ہم پر بدستور پہلے کی طرح جاری رہا بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ ہے۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ : چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہارے پروردگار کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل وکرم سے امید ہے کہ وہ تمہارے دشمن کو تباہ و برباد کر ڈالے جس نے تم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے اور تم پر ظلم وستم کی بوچھاڑ کر رہا ہے اور تمہیں زمین کی خلافت کے منصب پر سرفراز فرمائے گا جس کا اس نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے اور تمہارے اقتدار کے حصول میں فرعون کی رکاوٹ ختم ہو جائے گی، بعد ازاں اللہ تعالیٰ تمہارا جائزہ لے گا کہ تم خلافت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد خلافت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میدان عمل میں اترتے ہو، انعامات الٰہیہ کا شکریہ ادا کرتے ہو یا کفران نعمت کے داعیہ کو اجاگر کرتے ہو، زمین میں اصلاحی تعمیری کاموں میں مشغول رہتے ہو یا فساد انگیزی کے نشہ میں بدمست ہو کر ظلم وستم کے ناقابل برداشت واقعات کو تاریخ کے صفحات پر رقم کرتے ہو۔ (المنار ج۹ ص۸۳)

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا
جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ
اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَاللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ
لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ
وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ
لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ
عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ
اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ
الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے فرعون کے ساتھیوں کو قحط سالیوں اور پھلوں کی کمی کیساتھ پکڑا تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔ جب ان کو فراخی پہنچی تو انہوں نے کہا یہ ہمارے لئے لائق تھی اور جب انہیں تنگی پہنچتی ہے تو موسیٰ اور ان کے رفقاء کیساتھ بدشگونی پکڑتے ہیں، خبردار! ان کی بدنصیبی اللہ کی جانب سے ہے البتہ ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور فرعون کے ساتھیوں نے کہا (اے موسیٰ) جو بھی تو نشانی ہمارے سامنے لائے گا تا کہ تو اس کیساتھ ہم پر جادو کرے لیکن ہم تو تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ چنانچہ ہم نے ان پر طوفان اور مکڑی اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجا، یہ واضح نشانیاں تھیں پھر بھی انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ مجرم تھے۔ اور جب ان پر عذاب مسلط ہوا تو انہوں نے کہا اے موسیٰ! اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا کریں اس لئے کہ اس نے تم سے وعدہ کیا ہے اگر تو ہم سے عذاب دور کرے گا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی بھیج دیں گے۔ پس جب ہم نے ان سے ایک عرصہ تک جس تک انہوں نے پہنچنا تھا ان سے عذاب کو دور رکھا تو انہوں نے عہد توڑ ڈالا۔ تو ہم نے ان سے انتقام لیا ان کو دریا میں ڈبودیا اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غفلت میں رہے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے ملک (شام) کے مشرق اور مغرب کا وارث بنایا جس کو ہم نے برکت عطا کی تھی اور تیرے پروردگار کا بہتر وعدہ ہی بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوا جب انہوں نے صبر اختیار کیا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم نے جو محلات بنائے اور انگور کے باغ جن کو وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سبھی کو ہم نے تباہ و برباد کر دیا۔

لغوی تحقیق: بِالسِّنِينَ اس کا واحد سَنَةٌ ہے، اس کا معنی سال ہے لیکن اس کا اکثر استعمال اس سال پر ہوتا ہے جس میں قحط سالی سا یہ افگن ہو، اَلْحَسَنَةُ سے اِس جگہ مقصود خوشحالی ہے جبکہ سَيِّئَةٌ سے مقصود قحط سالی، مصیبت ہے، يَطَّيَّرُوا نحوست پکڑتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ عرب لوگ بدفالی پکڑنے میں بہت تیز تھے انہوں نے جب کوئی کام کرنا ہوتا تو درخت پر بیٹھے ہوئے پرندوں کو اڑاتے اگر وہ اس کی دائیں جانب سے گزر جاتے تو سمجھتے ہمارا کام ہو جائے گا لیکن اگر بائیں جانب اڑ کر چلے جاتے تو وہ اسے منحوس قرار دیتے اور کسی مصیبت کے اترنے کے انتظار میں رہتے، اَلطُّوفَانُ کسی مصیبت کا گھوم کر آنا، ڈھانپ لینا، زیادہ استعمال سیلاب پر ہوتا ہے جس سے مکانات منہدم ہو جاتے ہیں فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں خواہ پانی آسمان کی جانب سے آئے یا زمین کی جانب سے حملہ آور ہو۔

(المراغی ج ۳ ص ۳۸۱)

بلاغت: اَلْحَسَنَةُ کو معرفہ الف لام کیساتھ ذکر کیا گیا ہے جبکہ اس کے بالمقابل سَيِّئَةٌ کو نکرہ ذکر کیا گیا ہے دراصل علم معانی میں یہ فن نہایت اثر انگیز ہے اَلْحَسَنَةُ کو معرفہ اور حرف تحقیق کیساتھ ذکر کیا ہے مقصود یہ ہے کہ خوشحالی کثرت کیساتھ وقوع پذیر ہے اور اس کے وقوع کیساتھ ارادہ موجود ہے جبکہ سَيِّئَةٌ کو بصورت نکرہ ذکر کیا گیا ہے پھر اس میں حرف شک بھی موجود ہے اس جانب اشارہ ہے کہ قحط سالی وقوع کے لحاظ سے بنسبت خوشحالی کے بہت کم ہے اور پھر اس کے لانے میں ارادہ کو بھی دخل نہیں، مزید برآں ان دونوں میں باوجود تضاد معنوی کے خوبصورتی بھی ہے دونوں لفظ مطابقت لفظی کا بہترین نمونہ ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۳ ص ۴۳۵)

تناسب: ان آیات سے پہلے اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ذکر کیا ہے جس کا انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ کیا تھا کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو تباہ و برباد کر دے گا تو اس مقام پر ہلاکت کے مبادی کا تذکرہ ہے کہ ہم نے آل فرعون کو قحط سالی معیشت کی تنگی میں مبتلا کیا شائد وہ اللہ تعالیٰ کی قوت کے سامنے اپنی کمزوری کی جانب نگاہ ڈال کر نصیحت کی جانب قدم بڑھائیں گے کہ جس طرح ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا کہیں ہم پر بھی نازل نہ ہو جائے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی رعایا کو قحط سالی میں مبتلا کیا ان کی معیشت تنگ ہوگئی خوراک اور پھلوں میں کمی آ گئی تا کہ وہ اللہ کی قوت کے سامنے اپنے ضعف اور عجز کا جائزہ لے کر نصیحت حاصل کریں کہ اللہ کی قوت کے سامنے فرعون سرکش، ظالم بھی عاجز ہے اور جن خداؤں کی وہ پرستش کرتے تھے وہ بھی ان کا سہارا نہیں بن سکے، تو انہیں بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے باز آ جانا چاہیے اور موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان کی جماعت میں داخل ہونا چاہیے بلکہ بارگاہ الٰہی میں پہنچ کر تضرع وزاری کے ساتھ مناجات کریں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ان اعمال کو بجالائیں جن کے بجالانے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے توجہ پھیر کران معبودوں کی جانب ہرگز میلان کا خیال ذہن میں نہ لائیں، وہ بارگاہ الٰہی میں ان کی سفارش کیسے کرسکیں گے انہیں سفارش کرنے کی اجازت ہی کب ہوگی وہ تو خود مجرم ہیں۔

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ : جب ان کی معیشت میں فراخی ہوتی ہے خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہوئے اس عجب میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہم ہی اس لائق تھے کہ معاشرہ میں دیگر لوگوں پر ہمیں تفوق حاصل رہے ہمارا علاقہ زرخیز ہے ہمارے پاس چار پایوں کی بہتات ہے اور پھلدار باغات ہیں ان کے دل ودماغ اس توجہ سے خالی ہوتے ہیں کہ وہ اعتراف کریں کہ یہ سب انعامات اللہ پاک کی جانب سے ہیں پس ان انعامات پر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شکر یہ ادا کرنا چاہیے اور جب وہ قحط سالی کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں دیگر مصائب کے وقوع پذیر ہونے پر آزمائش کے کٹہرے میں بے یارومددگار دکھائی دیتے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کو منحوس قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصائب وتکالیف کا نہ ختم ہونے والا سیلاب ان کے سبب ہے لیکن اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی جانب دھیان نہیں کرتے ہیں بالخصوص موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ظلم وستم کا تختہ مشق بنائے ہوئے ہیں اور اس کا نام فیشن رکھتے ہیں بلکہ اس کو اپنا حق منصبی سمجھتے ہیں چنانچہ موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب کے باشندے کبرونخوت کے عالم میں مشرق میں آباد لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور انہیں ذلیل سمجھتے ہیں اور ان پر انسانیت سوز مظالم کرنے سے حجاب محسوس نہیں کرتے ہیں بلکہ فرعونیت کا لباس زیب تن کرتے ہوئے اس پر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ : اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ انہیں اگر فوائد حاصل ہوتے ہیں یا جسمانی مالی نقصان پہنچتا ہے تو یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کیساتھ ہے اللہ پاک نے کائنات کے نظام کو اسباب پر موقوف فرمایا ہے اسباب کے وقوع پذیر ہونے پر مسببات وجود میں آتے ہیں اس ہی سنت کے مطابق اللہ کی جانب سے مصائب نازل ہوتے ہیں اور لوگوں کا امتحان ہوتا ہے تاکہ وہ ظلم وتعدی سے باز آئیں جیسا کہ فرعونیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے ظلم کا تختہ مشق بنارکھا تھا، بالآخر وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوئے شائد وہ اپنے گناہوں سے تائب ہوکر بارگاہ الٰہی میں عفو وکرم کی بھیک طلب کریں لیکن اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے تصرفات کی حکمت کا علم نہیں بلکہ انہیں تو خیر وشر کے اسباب سے بھی آگاہی نہیں ہے سب کچھ اللہ کی مشیت اور اس کی تدبیر کیساتھ ہے۔

وَ قَالُوۡا مَهۡمَا تَاۡتِنَا بِهٖ مِنۡ اٰيَةٍ لِّتَسۡحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحۡنُ لَكَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ : جب فراوانی اور تنگ دامانی دونوں حالتوں میں وہ سرکشی سے باز نہ آئے پھر انہوں نے نہایت بے باکی کی کیفیت میں بھرپور جذبات کے عالم میں جواب دیا کہ اپنے سچا ہونے پر جس قسم کے دلائل بھی تو پیش کریگا تو ہم پر جادو نہ کرسکے گا اور ہمیں ہمارے دین سے برگشتہ نہ کرسکے گا ہم ہرگز تیری بات کو درست نہیں سمجھیں گے نہ تیری رسالت پر ایمان لائیں گے۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ : چنانچہ ان کے جرائم کے پیش نظر انہیں سزا دیتے ہوئے ہم نے ان پر مصائب کو اتارا، دراصل بظاہر مصائب تھے جب کہ فی الحقیقت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی صداقت پر روشن دلائل تھے جب انہیں سرزنش کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ بیان کردہ تفصیل کے مطابق ہر سزا سے ہمکنار ہوں گے اس کے وقوع میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں، نہ اس کی تاویل ممکن ہے، مزید برآں سزا کا تعلق موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے سبب نہیں ہے، سزا کا وقوع اس لئے ضروری ہے جب انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے روشن دلائل کو تسلیم نہ کیا بلکہ مزید کبر و نخوت کا روپ اختیار کرتے ہوئے انہوں نے جرائم پر اصرار کیا، باوجود اس حقیقت کے تسلیم کرنے کے کہ موسیٰ علیہ السلام فی الحقیقت اللہ کے پیغمبر ہیں اور ان کی دعوت کی صحت میں ہرگز کچھ اشتباہ نہیں۔

«اس مقام پر تو روشن دلائل کی تعداد پانچ ذکر کی گئی ہے جب کہ سورۃ الاسراء میں ان کی تعداد نو ذکر کی گئی ہے»

ان پر مسلسل بارش ہوتی رہی جس کے سبب ان کی زرعی زمینیں تالاب بن گئیں اور وہ مسلسل کئی روز پانی کے طوفان کی زد میں رہے اس سے بچاؤ حاصل ہوا تو وہ مکڑی کی زد میں آ گئے جس نے ان کی فصل کو اجاڑ دیا اور ان کے باغات کے پھلوں کو ضائع کر دیا بلکہ مکڑی نے ان کے مکانوں کی چھتوں اور دروازوں کو تر نوالہ سمجھ کر ہضم کر لیا اسکے نتیجہ میں ان کے رہائشی مکانات منہدم ہو گئے جب کہ بنی اسرائیل کے گھر ان آفتوں سے محفوظ رہے، مکڑی کا سیلاب بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہوتا اسی لئے ان کے قتل کرنے کی اجازت ہے۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول کی معیت میں سات جنگوں میں شریک ہوئے ہیں ہم آپ کی معیت میں مکڑی تناول کرتے رہے ان کا حکم مچھلی جیسا ہے، یعنی ان کا کھانا جائز ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ۱۳، صحیح مسلم کتاب الذبائح باب ۸، صحیح ابو داؤد کتاب الاطعمہ باب ۳۵، صحیح الترمذی کتاب الاطعمہ باب ۲۱ مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الصید والذبائح باب ۳ ح ۴۱۱۳، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۳)

مزید انہیں جوؤں کے عذاب میں مبتلا کیا گیا جس کے سبب ان کی نیند ختم ہو گئی اور آرام جاتا رہا، بعد ازاں ان پر مینڈک کا عذاب مسلط ہوا تو فرعون کی قوم میں ہر جگہ مینڈک بہتات سے تھے پانی پیتے تو برتن میں مینڈک اتر آتا بستر پر مینڈک کا تسلط ہوتا وہ اس وجہ سے شدید پریشان ہوئے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہمیں اس عذاب سے نجات حاصل ہو جائے پھر انہیں خون کے عذاب میں مبتلا کیا گیا خون کا ایک سیلاب تھا جو ان پر امڈ آیا، کھانے کے برتن میں خون، پانی پینے کے برتن میں خون، خوابگاہ میں بھی خون موجود ہوتا جب کہ اسرائیلی اس سے محفوظ تھے عذاب کی یہ کیفیات ایک دو روز کے لئے نہ تھیں بلکہ ہر ایک کے عذاب میں مسلسل کئی روز گرفتار رہے عذاب کا یہ سلسلہ ان کے تکبر اور ان کی نافرمانیوں کے سبب تھا اس سے بعد والی آیت میں اس عذاب کو رجز سے تعبیر کیا ہے، دراصل ان کی اضطرابی کیفیت کو لفظ رجز سے تعبیر کیا ہے کہ ان مختلف قسم کے عذاب سے ان کا آرام چھن گیا اور وہ مسلسل پریشانی کی زد میں آ گئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کریں آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپ کی پکار کو یقیناً سنا جائے گا کہ اگر ہم سے تیری وساطت کے ساتھ عذاب دور ہو گیا تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰى اَجَلٍ : جب ہم نے ان سے کچھ مدت تک کے لئے عذاب کو ٹال دیا تو پھر انہوں نے عہد شکنی کی ہر دفعہ عہد کرتے لیکن اس کا ایفا نہیں کرتے تھے، بار بار عہد شکنی کرتے رہے تو ہم نے ان سے انتقام لیا، جب وقت آن پہنچا تو ہم نے انہیں دریائے نیل میں ڈبو دیا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا، مزید برآں وہ عذاب الٰہی سے غافل تھے ان کا وطیرہ یہی رہا کہ جب عذاب کی صورت کو دیکھتے تو ایمان کا اظہار کرتے اور جب عذاب ٹل جاتا تو پھر تکذیب پر اتر آتے جب کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے انہیں حق کی صداقت معلوم ہو گئی وہ کھلے بندوں ایمان لائے جیسا کہ وہ لوگ جو جادوگروں کے لیڈر تھے اور کچھ لوگ درپردہ ایمان لائے انہیں فرعون کے مظالم کا خطرہ تھا سورہ غافر میں اس کا تذکرہ موجود ہے اور کچھ وہ لوگ جنہوں نے کبر و نخوت کے باعث ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے سے انکار کیا ان میں فرعون اور اس کے وزراء اور سلطنت کے وہ افراد تھے جو کلیدی پوسٹوں پر متعین تھے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا : جب مصر کے متکبر لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا انہیں دریائے نیل میں غرق کر دیا گیا اس لئے کہ انہوں نے ان سب معجزات کا انکار کیا جن کو موسیٰ علیہ السلام نے یکے بعد دیگرے پیش کیا ان کا وارث ہم نے ان لوگوں کو بنایا جنہیں مشرق، مغرب میں کمزور سمجھا جاتا تھا جب کہ ان کے بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا اور بیٹیوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور ان سے بالخصوص مشقت کے کام لئے جاتے تھے، اُس زمین کا وارث بنایا جو زرخیزی اور فوائد کے لحاظ سے معروف تھی شام کے ملک تک اس کی مشرقی حدیں پھیلی ہوئی تھیں اور ملک مصر کیساتھ اس کی مغربی سرحدیں ملحق تھیں اس وعدہ کا ایفاء ہوا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾ (القصص: ۵، ۶) ''اور ہم چاہتے تھے کہ ہم ان لوگوں پر فراوانی کے ساتھ نعمتیں نچھاور کریں جنہیں زمین میں کمزور سمجھا جاتا ہے اور ہم انہیں لیڈر بنائیں اور انہیں ان کا وارث بنائیں اور ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں اور ہم ان میں سے فرعون اور ھامان اور ان کے لشکروں کو ان سے وہ کیفیت دکھائیں یعنی جن سے وہ خوف زدہ تھے''

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا : چونکہ بنی اسرائیل نے ان مصائب اور مشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اس لئے بنی اسرائیل پر اللہ کا کلمہ ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا جب کہ جو لوگ مصائب کے آنے پر جزع فزع کا اظہار کرتے ہیں صبر کے دامن کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی معاونت نہیں فرماتے ہیں ان کو ان کے ہی سپرد کر دیتے ہیں جب کہ صبر کی کیفیت میں مشکلات کا حل نکل آتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے اس علاقہ کی مالکیت کو چھین لیتا ہے جب وہ ظلم کے مرتکب ہوتے ہیں، ایسی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں آتی ہے اور دوبارہ مملکت کی باگ ڈور انہیں نہیں ملتی ہے۔

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ : ہم نے ان محلات کو پیوند خاک کر دیا جن کو فرعون اور اس کی قوم نے نہایت کر وفر کے عالم میں تعمیر کیا تھا اور جادو کے علم کے سبب ان کے مکر و فریب اور ان کی فنی قسم کی بظاہر زینت و آرائش کو ملیا میٹ کر دیا ان کے لہلہاتے ہوئے انگوروں کے باغات وغیرہ کو خاک میں ملا دیا، حقیقت یہ ہے کہ فرعون اور اس کی قوم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے مقابلہ میں عبرت کا نشان ثابت ہوئے جب ان دونوں نے اس دور میں عظیم الشان سلطنت کے فرماں روا کو نہایت بے باکی کے ساتھ چیلنج کیا جب کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سالہا سال سے اپنی خدمت کے لئے متعین کر رکھا تھا اور ان سے گھٹیا قسم کے کام لئے جاتے تھے معاشرہ میں ان کی عزت نہ تھی لیکن موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے دلائلِ بینات کی روشنی میں فرعون کو راہ راست پر لانے کی بھرپور کوششیں کیں اس کے نتیجہ میں اللہ پاک نے انہیں کامیاب فرمایا اور اسرائیلیوں کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات عطا کی، حقیقت یہ ہے کہ ظالم قوتیں حق و صداقت کی قوت کے سامنے زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھہرا کرتیں ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد: ۷) ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا'' نیز فرمایا: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (روم: ۴۷) ''اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہم پر ضروری ہے''

(المراغی ج ۳ ص ۳۸:۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے گزارا تو ان کا گزر ان لوگوں کے پاس سے ہوا جو اپنے بتوں کے مجاور تھے تو بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی معبود بنائیں جیسا کہ ان کے معبود ہیں اس نے کہا بلاشبہ تم بے وقوف ہو۔ اس نے کہا بلاشبہ یہ لوگ جس کام میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بربادی والا ہے اور وہ کام بے ہودہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور اس نے کہا کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے معبود طلب کروں اور اس نے تمہیں جہان والوں پر برتری عطا کی ہے۔ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات عطا کی وہ تمہیں سخت عذاب پہنچا رہے تھے تمہارے لڑکوں کو قتل کر رہے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑی آزمائش تھی۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ہم نے اس وعدہ کو دس راتوں میں مکمل کر دیا تو اس کے پروردگار کا وقت مقرر چالیس رات کا مکمل ہو گیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا آپ میری قوم میں میرے جانشین بنیں اور اصلاح کریں اور بگاڑ کرنے والوں کے راہ پر نہ چلیں۔

لغوی تحقیق: جَاوَزْنَا اس کا مادہ (ج و ز) ہے، اَلْجَوْزُ اخروٹ، رات کا اکثر حصہ جیسے، مَضٰى جَوْزُ اللَّيْلِ، رات کا اکثر حصہ بیت گیا، اَلْجَوْزُ الْهِنْدِی ناریل، اَلْجَوْزَاءُ ایک برج کا نام ہے، اَلْاِجَازَةُ سند، اہلیت کی بنا پر اجازت دینا، تَجَاوُز چشم پوشی کرنا، اَلتَّجَوُّزُ اختصار، اَلْبَحْرُ سمندر، دریا پر اس کا اطلاق اس کی پہنائی اور وسعت کی وجہ سے ہوتا ہے، فُلَانٌ هُوَ بَحْرٌ فلاں شخص علم وفضل کی پہنائیاں لئے ہوئے ہے، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بَحْرٌ کہا گیا یعنی وہ علم کے سمندر تھے، تَبَحُّرٌ علم یا مال ودولت کی فراوانی، بَحِيْرَةٌ وہ اونٹنی جو دس بچے جنے عرب اس طرح کی اونٹنی کے کان چیر کر میدان میں کھلا چھوڑ دیتے نہ اس پر سوار ہوتے تھے نہ اس پر بوجھ لادتے تھے اس کو مقدس جانتے تھے۔ (لسان القرآن ص ۳۹۳، ۱۵۳)

بلاغت: بَلَاءٌ سے مقصود بہت بڑی نعمت ہے جب اس کا تعلق بنی اسرائیل کو آلِ فرعون سے نجات دینے کے ساتھ ہو، جب اس کا تعلق بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑنے کے ساتھ ہو تو پھر اس سے مقصود بہت بڑی آزمائش ہے، ظاہر ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش نعمت اور زحمت دونوں طرح سے ہوتی ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ﴾ (الاعراف:۱۶۸)''ہم نے ان کی آزمائش اچھے کاموں اور برے کاموں سے کی''۔(فتح الرحمٰن تالیف شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری ص ۲۰۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کو بیان فرمایا جو بنی اسرائیل پر کئے گئے کہ ان کے دشمن کو تباہ و برباد کر کے ان پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ انہیں دریائے نیل سے امن وامان کے ساتھ گزار دیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے راہ ارتداد اختیار کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لئے معبود بنائے، دراصل اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کو صبر کی ترغیب دلانا مقصود ہے جب آپ کو مدینہ کے یہودیوں سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے دور کے یہودی بالکل اس روش پر گامزن ہوئے جس پر ان کے آباؤ اجداد نے موسیٰ علیہ السلام کو پریشان کیا، ایمانداروں کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ وہ ہرگز اپنا محاسبہ کرنے سے غافل نہ ہوں، مزید برآں اللہ کے انعامات جو ان پر ہیں ان کو ہرگز فراموش نہ کریں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے محض غفلت کے سبب اللہ کے احسانات کا شکر یہ ادا نہ کیا۔

تشریح: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریائے نیل سے گزارا یعنی وہ اللہ کی عنایت اور تائید کے ساتھ پار ہوئے جب کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے چنانچہ چلتے چلتے وہ ملک عرب میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ بتوں کی عبادت میں مشغول ہیں تو ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے لئے بھی اسی طرح معبود متعین کریں جیسا کہ ان کیلئے معبود ہیں دراصل ملک مصر میں بھی وہ مصر کے لوگوں سے مانوس تھے جو مورتیوں، پتھروں اور قبروں کی عبادت کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ وہ توحید سے بالکل ناآشنا تھے جس کو موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا تھا جب کہ مصر کے جادوگر علماء تھے وہ اللہ کی نشانیوں اور جادو کے درمیان فرق محسوس کرتے تھے اس لئے کہ اللہ کی علامات اور نشانیوں کے لانے پر صرف اللہ کی ذات قادر ہے اور جادو کا علم انسان کا اپنا کرشمہ ہے اور فن ہے ذہن نشین کریں کہ قرآن پاک نے ان لوگوں کے کوائف سے بالکل آگاہ نہیں کیا ہے جن کے ہاں سے بنی اسرائیل گزرے تھے ظن غالب یہی ہے کہ وہ عرب کے لوگ تھے۔

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی معیت میں حنین کی جانب روانہ ہوئے تو ہم بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کریں جیسا کہ کفار کے لئے ذات انواط ہیں آپ ﷺ نے اس کلمہ پر حیرانی کا اظہار فرماتے ہوئے اللہ اکبر کے کلمات ادا فرمائے نیز آپ ﷺ نے وضاحت کی تمہاری یہ بات بالکل اسی طرح کی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا، ہمارے لئے آپ کسی معبود کا تعین کریں جیسا کہ ان کے معبود ہیں تم اپنے سے پہلے لوگوں کی روش پر چل رہے ہو۔

(صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۱۶ تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۹۱)

اس واقعہ میں موجودہ دور میں مسلمانوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جب کہ خود کو مسلمان کہلانے والے لوگ بعض قبروں، درختوں، خانقاہوں اور پتھروں وغیرہ کو متبرک قرار دیتے ہوئے وہاں کا شدرحال کرتے ہیں، اعتکاف بیٹھتے ہیں، طواف کرتے ہیں، بوسہ دیتے ہیں، اپنے اجسام کو ان کے ساتھ چپکاتے ہیں بلکہ رگڑتے ہیں ان پر ہاتھ پھیر کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خشوع خضوع کی کیفیت دیدنی ہوتی ہے، عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں بیماریوں سے شفا طلب کرنے اور دشمن سے انتقام لینے کے لئے ان کی دہلیز پر پہنچتے ہیں لیکن بارگاہ الٰہی میں حاضر نہیں ہوتے جو تمام عظمتوں کا مالک ہے، ان کیفیات کو دیکھ کر دور جاہلیت کا نقشہ سامنے آتا ہے بلکہ اس سے بھی کچھ قدم آگے ہیں، (فوا اسفاہ!)

ان کے مطالبات کا جواب موسیٰ علیہ السلام ان الفاظ سے دیتے ہیں کہ تم مقام توحید سے آشنا نہیں ہو جب کہ عبادت، استعانت اور تضرع کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اس کے لائق ہے کہ وہ بلا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنی ضرورت کو پیش کرے اللہ تعالیٰ تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ : اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں کہ وہ لوگ جو بتوں، قبروں، خانقاہوں اور درخت وغیرہ کے سامنے عجز اور زاری کی کیفیت میں حاضر ہو کر ان سے سوال کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کے شرک کے سبب بھی کو تباہ و برباد کر دیا جائے اور ان کی عبادت، محنت رائیگاں جائے گی مقصود یہ ہے کہ وثنیت کو بالآخر ختم ہونا ہے اور توحید کے پرچم کو لہلہانا ہے۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا : جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کے علاوہ معبود کا مطالبہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا، کیسے ممکن ہے کہ میں اللہ کے سوا کو معبود تسلیم کروں؟ جو پروردگار عالم ہے آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور اس نے تمہیں دیگر لوگوں پر توحید اور دین اسلام کے سبب برتری عطا کی ہے تمہیں اللہ کے سوا کی عبادت سے کیا حاصل ہوگا؟

وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ : بنی اسرائیل پر ایک دوسرے احسان کا ذکر ہو رہا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو مقام رسالت سے نوازا، مزید برآں انہیں معجزات عطا کئے بالخصوص ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات عطا کی انہوں نے تم کو اپنا غلام بنا رکھا تھا تم ان کی خدمت پر مامور تھے تمہارے گھروں میں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ اسے قتل کر دیتے تھے اور لڑکی کو زندہ چھوڑ دیتے تھے تاکہ لڑکیوں کی بہتات کے سبب تم میں مزید ضعف رونما ہو اللہ کی جانب سے تمہیں نجات عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص احسان ہے اور پھر تمہیں پاک سرزمین میں آباد کیا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، حقیقت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے مسلسل تم پر انعامات کی بارش ہوتی رہی لیکن اللہ کی معرفت سے جو شخص شاد کام ہوا اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت میں محو رہا اس یقین کے ساتھ کہ اللہ کی ذات کا ہرگز کوئی شریک نہیں جب کہ تعجب انگیز یہ بات ہے کہ ان تمام حقائق کی معرفت کے باوجود تم ایک پیغمبر سے مطالبہ کرو کہ وہ مخلوق میں سے تمہارے لئے کوئی خدا بنائیں جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنے حالانکہ اللہ نے انسان کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۳۹۲)

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً : قبل ازیں اس انعام کا بیان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی عبودیت سے نجات عطا کی اور انہیں آزادی کی نعمت سے نوازا کہ وہ پرامن اور آزاد فضاء میں عبادات اور احکام بجا لائیں اس کے بعد اس حقیقت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو وحی سے نوازتے ہوئے شریعت کی وضاحت کیلئے تورات کا عطیہ دیا، اس دوران اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور ان احکام سے آگاہ کیا جن پر عمل کرنے سے انہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوا، چنانچہ اسی آیت مبارکہ کے ساتھ ساتھ دیگر اس کے بعد والی آیات میں تورات کے نازل کئے جانے کی کیفیت کا تذکرہ ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونے، انہیں تورات کی تختیاں عطا کرنے، جن میں شریعت اسلامیہ کے اصولوں کی وضاحت ہے اس کے لئے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا، بعد ازاں مزید دس راتوں کو شامل کیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام چالیس راتیں سینا پہاڑ پر گذاریں چنانچہ موسیٰ نے اسکی پابندی کی مقررہ وقت وہاں گزارا، حسب وعدہ وہاں انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک کی ذات سے سرگوشی کرنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا بلکہ تورات کا عطیہ بھی دیا گیا اور قلم کے چلنے کی آواز سے ان کے کان ہمنوا ہوئے چنانچہ صوفیاء خلوت گزینی کی تعداد کا تعین اس واقعہ سے کرتے ہیں اور خلوت گزینی کیساتھ ساتھ ان دنوں کا روزہ بھی رکھتے ہیں۔

سوال: آیہ مبارکہ نمبر ۱۴۲ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس دن کے روزوں کا وعدہ لیا تھا اور روزوں کا تعلق دنوں کے ساتھ ہوتا ہے تو تیس راتوں کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: اہل عرب تاریخ کے ذکر نے میں راتوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں اگر چہ مقصود دن ہوتے ہیں لیکن رات کا ذکر اس لئے کرتے تھے کہ وقت کے لحاظ سے رات کو دن پر تقدم حاصل ہے اور دن تو رات کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وجود کے لحاظ سے اندھیرے کو روشنی پر تفوق حاصل ہے اگر چہ روزہ کی نیت تو رات کے وقت کی جاتی ہے اور نیت لو روزے میں رکنیت حاصل ہے۔

(فتح الرحمٰن بکشف مایلتبس فی القرآن ص ۲۰۷)

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت گزینی کیلئے روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ نامزد فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل میں میرے بعد خلیفہ کی حیثیت سے ذمہ داریوں کو پورا کریں اور انکے معاملات کو درست کریں، مزید برآں وہ فساد انگیزی کرنے والوں کے نقش قدم پر ہر گز رواں دواں نہ ہوں بلکہ ان کی موافقت سے کنارہ کش رہیں، معلوم ہوا وہ ذرائع جو اشتباہ کے حامل ہوں جن میں اختلاف رونما ہوان سے اپنے دامن کو بچائیں محتاط رویہ اختیار کریں جیسا کہ نبی ﷺ نے غزوہ تبوک میں روانہ ہوتے وقت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اے علی! کیا تجھے پسند نہیں کہ تو میرا خلیفہ بنے جیسا کہ ہارون کو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا خلیفہ نامزد فرمایا؟ (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی باب ۹، صحیح مسلم کتاب فضائل اصحاب النبی باب ۴، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۱۵، صحیح ابن ماجہ المقدمہ باب ۱۱، مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۰، تفسیر المنار ج ۹ ص ۱۲۲)

نوٹ: لیکن اس واقعہ سے آپ ﷺ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی جانب اشارہ نہیں ہے اس لئے کہ ہارون علیہ السلام تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ‌ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰٮنِىۡ وَلٰـكِنِ انْظُرۡ اِلَى الۡجَـبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰٮنِىۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ‏﴿۱۴۳﴾‏ قَالَ يٰمُوۡسٰۤى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَبِكَلَامِىۡ ‌ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ‏﴿۱۴۴﴾‏ وَكَتَبۡنَا لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِيۡلًا لِّـكُلِّ شَىۡءٍ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا‌ ؕ سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ‏﴿۱۴۵﴾‏

ترجمہ: اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ کے مطابق آیا اور اس سے اس کے پروردگار ہم کلام ہوئے تو اس نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے آپ خود کو دکھائیں تا کہ میں تجھے دیکھ پاؤں، اللہ نے کہا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا البتہ پہاڑ کی جانب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا تو جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر ظہور کیا تو اس نے اس کو ہموار زمین کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب وہ ہوش میں آیا اس نے کہا میں تجھے پاک گردانتا ہوں میں تیری جانب لوٹتا ہوں اور میں اولین مسلمان ہوں۔ اللہ نے کہا اے موسیٰ! بے شک میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا ہے اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے کلام کو سنوانے کے ساتھ آپ اس چیز کو پکڑیں جو میں تجھے عطا کروں اور آپ شکر گزار لوگوں سے ہو جائیں۔ اور ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کا بیان تحریر کیا تو (ہم نے کہا) آپ انہیں قوت کے ساتھ پکڑیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ وہ اس کی بہترین باتوں پر عمل کریں میں بہت جلد تمہیں گناہگاروں کے گھر دکھاؤں گا۔

لغوی تحقیق: دَکٌّ مادہ (د ک ک) ہے، دیواریں گرا کر زمین کے برابر کر دینا، کوٹنا، پیٹنا، ریزہ ریزہ کر دینا، اَلدِکَّۃُ ازار بند، اَلدُّکَانُ چبوترہ، دکان، خَرَّ راغب کے نزدیک اس کے معنی بلندی سے اس انداز میں گرنے کے ہیں جس سے آواز پیدا ہو، ابن فارس نے خَرَّ کے معنی چیرنے، شق کرنے اور پھاڑنے کے بھی کئے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے خَرَّتِ الْمَآءُ الْاَرْضَ پانی نے زمین کو شق کر دیا۔

(لسان القرآن ص ۲۶۴، ۵۹۶)

تشریح: جب موسیٰ علیہ السلام وقت معین پر حاضر ہوئے اور ان کے پروردگار ان سے ہم کلام ہوئے انہیں شریعت سے نوازا گیا اور پردہ سے بلا واسطہ ان کے پروردگار ان سے ہم کلام ہوئے تو اس دوران موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ خیال اٹھ آیا کہ کیوں نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی حاصل ہو جائے، تو موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے اپنی پاکیزہ ذات کے دیدار سے مشرف فرمائیں تاکہ مجھے تیری ذات کی معرفت کمال طور پر حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا! نہ اب نہ مستقبل میں میرا دیدار تجھے حاصل نہیں ہو سکے گا ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لئے ہرگز درست نہیں کہ دنیوی زندگی میں میرا دیدار کر سکے، بعد ازاں دیدار الٰہی کی عدم رؤیت کی علت کو بیان کیا ہے تاکہ موسیٰ علیہ السلام پر اس کی بات کو تسلیم نہ کرنے سے جو دباؤ ہوا ہے وہ ذرا ہلکا ہو جائے کہ کائنات میں سے کسی بھی فرد کیلئے اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن نہیں، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی ذات اقدس کا حجاب بھی نور ہے اگر اللہ اس حجاب کو اپنی ذات اقدس سے اتار دے تو اللہ کی ذات کے چہرہ اقدس کے انوار اس کی مخلوق تک تا بحد نظر سبھی کو جلا کر راکھ بنا دیں۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۸، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۳، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۳۹۵)

البتہ اے موسیٰ آپ کوہ طور کی جانب اپنی نگاہ اٹھائیں اگر تجلی کے وقت کوہ طور اپنی حالت پر برقرار رہا تو پھر تجھے بھی میرا دیدار ہو سکے گا اس لئے کہ اس عالم فانی میں کوہ طور تیرے ساتھ بلحاظ عالم کے شریک ہے اور اگر پہاڑ جس کی قوت اور ثبات سے انکار ممکن نہیں وہ دیدار الٰہی کی استطاعت نہیں پاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قوت اور عظمت کے سامنے عجز و درماندگی کا اظہار کرتا ہے تو تیرا حال تو پہاڑ سے کہیں زیادہ کمزور ہے، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر نہایت معمولی تجلی فرمائی تو وہ ٹوٹ پھوٹ گیا اور مٹی کی کیفیت میں تبدیل ہو گیا اس کے ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جیسا کہ ان پر بجلی گری ہو حالانکہ تجلی براہ راست پہاڑ پر تھی موسیٰ علیہ السلام پر نہ تھی، غور فرمائیں اگر تجلی براہ راست موسیٰ علیہ السلام کی ذات پر ہوتی تو پھر کیا کیفیت ہوتی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ سے اللہ پاک کی ذات اقدس کی عظمت وجلال کی تصویر کشی الفاظ میں ممکن نہیں جب وہ ہوش میں آئے تو پکار اٹھے اے ذات الٰہی! تو پاک ہے، میرے لئے ہرگز اس قسم کا سوال کرنا تیری شان کے لائق نہ تھا میں اس مطالبہ سے معذرت کرتا ہوں کہ میں نے تیری اجازت کے بغیر اس کا مطالبہ کیوں کیا، اس واقعہ سے موسیٰ علیہ السلام کا یہ شرف تو ثابت ہو گیا کہ انہوں نے اللہ کی ذات سے بلاواسطہ کلام کیا اور عالم غیب کی کچھ ایسی باتوں سے ان کے کان مانوس ہوئے جن سے وہ پہلے متعارف نہ تھے لیکن موسیٰ کی جانب عدم رؤیت کی نسبت کی کہ تو مجھے دیکھ نہیں سکتا البتہ اگر اللہ کی ذات چاہے تو مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنی ذات کا دیدار کرا سکتا ہے۔

قَالَ يٰمُوسٰى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ : اے موسیٰ! میں نے بلاواسطہ تجھ کو کلام سے نوازا اگرچہ کلام کے وقت حجاب موجود تھا جبکہ موسیٰ نے حجاب کے ہٹانے کا مطالبہ کیا تھا لیکن یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا پھر بھی جذبات کے عالم میں ایک اردو کے شاعر نے کہہ ہی دیا ؎

لازم نہیں کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

امام بخاریؒ نے آیت مبارکہ پر باب کا انعقاد کیا ہے اور حدیث لائے ہیں جس کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا نہ کرو قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا طور پہاڑ کی بے ہوشی کے سبب پہلے ہوش میں آ گئے، بہر حال موسیٰ علیہ السلام کی جزوی فضیلت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الخصومات باب ۱، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۴۰، مسند احمد ج ۳ ص ۳۳، شرح عقیدہ طحاویہ ج ۱ ص ۳۳۰)

فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ : جو شریعت تجھے تورات کی شکل میں دی جارہی ہے اس کو قوت وعزیمت کے ساتھ اپنی زندگی کا عملی نمونہ بنائیں اور خود کو ان لوگوں میں شامل کریں جو میرے انعامات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور میرے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی روا نہیں رکھتے ہیں، ذہن نشین کریں کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت، دیدار سے اللہ کے نیک بندے شاد کام ہوں گے البتہ دنیوی آنکھوں سے اللہ کی رؤیت ممکن نہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام: ۱۰۳) ''آنکھیں اللہ کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں'' نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآىِٕ حِجَابٍ﴾ (الشوریٰ: ۵۱) ''کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے ہم کلام ہو البتہ بصورت وحی یا پردہ کے پیچھے سے ہو سکتا ہے''

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ : ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تختیوں سے نوازا ان میں رشد وہدایت کو ایسے انداز میں سمویا گیا جس کے نتیجہ میں دل اس کی جانب جھکاؤ رکھتے ہیں نہ صرف شریعت کے اصولوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے بلکہ وعظ وارشاد کا ایسا مجموعہ ہے جس سے دل ودماغ نہ صرف یہ کہ انبساط وانشراح کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں بلکہ اذہان پر اطمینان کی فضا سایہ فگن ہوتی ہے جب کہ اس میں یک گونہ حلاوت وشیرینی کا انعکاس بھی نظر آتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان میں شریعت کا اجمالی خاکہ ہے جب کہ تفصیلی احکام عبادات ومعاملات پر مشتمل حسب ضرورت نازل ہوتے تھے۔

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ : ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو خبردار کیا کہ آپ شریعت کے ان اصولوں کو عزم واحتیاط کے ساتھ لوگوں تک پہنچائیں ان پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں اخلاق میں عمدگی جلوہ گر ہوگی اور عادات میں بھی یک گونہ انقلاب آئے گا چونکہ بنی اسرائیل قبل ازیں فرعون اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی قوم کی غلامی میں ذلت کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں، مزید برآں شرک اور بت پرستی سے انہیں محبت کی حد تک بڑا گہرا تعلق رہا ہے اس لئے ان کے مزاج کو صراط مستقیم کی جانب لانے کے لئے محنت اور مسلسل کوشش کرنا ہوگی، شائد ان کے دل ودماغ تورات کی وصیتوں اور اصولوں سے ہمکنار ہو کر اپنی اصلاح کر سکیں، آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنی اصلاح کریں اور عزم واحتیاط کے ساتھ اللہ پاک کے احکامات کے مطابق رواں دواں رہیں عبادت میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے، اخلاص کے نتیجہ میں نفس مطمئنہ کو مزید سکون حاصل ہوگا اور عقل شرک کے ذرائع سے انہیں منع کرے گی لیکن اگر عطا کردہ اصولوں پر تم نے قوت کے ساتھ عمل نہ کیا تو تمہارا شمار فاسق لوگوں میں ہوگا جو پروردگار عالم کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں تو تم پر اس طرح کا عذاب نازل ہوگا جس طرح کا عذاب فرعون کی قوم پر نازل ہوا، ان کو دریائے نیل میں غرق کر دیا، اور تمہیں اللہ پاک نے اس سے رستگاری عطا فرمائی اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ فرعون اور اس کے رفقاء کس اذیت میں مبتلا ہیں، یقیناً جو لوگ میرے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اور میری اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں وہ خود کو ہلاکت اور بربادی کی طرف دھکیل رہے ہیں گویا کہ ان کو سرزنش کی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔ (المراغی ج۳ ص۳۹۹)

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ وَاِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِہَا ۚ وَاِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا ۚ وَاِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الۡغَیِّ یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوۡا عَنۡہَا غٰفِلِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَۃِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ ؕ ہَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾

ترجمہ: پھر میں اپنی آیات میں غور وفکر کرنے سے ان لوگوں کو روک دوں گا جو زمین میں بلا جواز تکبر کرتے رہے اور اگر وہ ہر قسم کی نشانی بھی دیکھ پائیں تو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ رشد وہدایت کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو راستہ ہی نہیں سمجھتے ہیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو راستہ قرار دیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل رہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو گئے انہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر وہ جو عمل کرتے رہے۔

لغوی تحقیق: یَتَکَبَّرُوۡنَ مادہ (ک ب ر) ہے، تکبر میں تکلف موجود ہے اس وصف کیساتھ موصوف شخص حق وصداقت کا انکار کرتا ہے بلکہ حقیر گردانتا ہے اور لوگوں پر خود کو بلند گردانتا ہے کہ وہ ہرگز کسی کے سامنے جھکاؤ اختیار نہیں کرتا اس میں ترفع ہوتا ہے۔

(المنار ج۹ ص۱۹۷)

بلاغت: علم بیان کے لحاظ سے ((سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ)) اور ((سَبِیۡلَ الۡغَیِّ)) میں صنعت طباق کارفرما ہے چونکہ مقابلہ سلب کے لحاظ سے ہے اس بنا پر رشد کا حسن واضح ہے۔ (اعراب القرآن ج۳ ص۱۵۲)

تناسب: ان دونوں آیات سے پہلے جو آیت گزر چکی ہے اس آیت تک موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ ہے جب کہ یہ دونوں آیات جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستأنفہ کی حیثیت میں ہیں ان سے پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے آخر الزمان پیغمبر کو مطلع کیا ہے کہ انسانوں کی گمراہی میں اللہ تعالیٰ کی سنت کیا ہے جب کہ ہر دور میں روشن دلائل موجود رہے ہیں اور اس میں قوم فرعون بھی داخل ہے، مزید اس آیت کا انطباق نزول قرآن پاک کے دور میں کفار قریش پر بھی ہوتا ہے جو آپ ﷺ کے سخت دشمن تھے جیسا کہ دوسری آیت میں ان کے جھٹلانے اور کفر کے سبب ان کی سزا کو بیان کیا گیا ہے۔

تشریح: پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی اس قدیم سنت کا بیان ہے کہ جب لوگوں نے حق وصداقت کی جانب دعوت دینے والوں کی تکذیب کی اس کا بنیادی سبب ان کا تکبر تھا، حقیقت یہ ہے کہ متکبر مزاج لوگ حق وصداقت کے دلائل کی جانب توجہ مبذول کرنے سے خود کو روکتے ہیں وہ آیات کی تکذیب سے ہرگز خود کو دور نہیں رکھتے ہیں اور غفلت کی زندگی گزارتے ہیں، دلائل سے روگردانی کرتے ہیں چنانچہ معاشرہ میں برسراقتدار اور لیڈر لوگ بزعم خود گمراہی کے بحرعمیق میں مستغرق ہوتے ہیں جیسا کہ فرعون اور اس کے امراء کبار تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ انسان کے راہ حق کو جھٹلانے کا بنیادی سبب اس کو قرار دیتے ہیں کہ متکبر قسم کے لوگ آیات قرآنیہ پر غور وفکر نہیں کرتے ہیں جن میں آپ ﷺ کی صداقت کو مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اثبات میں کثرت کیساتھ دلائل موجود ہیں وہاں کائناتی نشانیاں بھی راہ نمائی کرتی ہیں لیکن ان کا تکبر، غرور انہیں آیات پر تدبر اور تفکر سے روکتا ہے ان کا بنیادی نقطۂ نظر یہ ہے کہ انہیں اس پیغمبر پر برتری حاصل ہے کہ انہیں قریش کی سیادت حاصل ہے ان کیلئے ہرگز درست نہیں کہ وہ ایسے شخص کی پیروی کریں جو بلحاظ عمر، قوت، ثروت اور عصبیت کے ان سے فروتر ہے چنانچہ اللہ پاک وضاحت فرما رہے ہیں کہ اے اللہ کے پیغمبر! میں روشن آیات سے ان لوگوں کو ہر دور میں دُور رکھتا ہوں جو بلا جواز زمین میں تکبر اور نخوت کا انداز اپناتے ہیں جیسا کہ میں نے فرعون اور اس کے امراء کبار کو بھی اپنی آیات سے دور رکھا انہوں نے غور وفکر نہ کیا جن سے میں نے پیغمبر موسیٰ۔۔۔ کو نوازا تھا۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حق وصداقت کا انکار کرنے والے چونکہ ضلالت وگمراہی کے بحرعمیق میں مستغرق ہیں ان لوگوں کے نزدیک حق وصداقت کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی وہ حق وصداقت کے متلاشی نہیں ہوتے اور نہ اس کے بارے میں بحث وتفتیش کرتے ہیں جب کہ آیات الٰہیہ اور دلائل کونیہ ان کے سامنے روشن ہوتی ہیں لیکن وہ برابر ان کا انکار کرتے رہتے ہیں جبکہ ان کے دل یقین کے وصف کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں، جیسا کہ آل فرعون کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا﴾ (النمل:۱۴) ''انہوں نے دلائل کا انکار ظلم، تعلی کے پیش نظر کیا جب کہ ان کے دل ان پر یقین رکھتے ہیں'' اور قریش کے سرکش لیڈروں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے واضح کیا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (الانعام:۳۳) ''یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں البتہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں''

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا : اگر وہ ان آیات میں سے ایک ہی آیت کو دیکھ پائیں جو حق وصداقت پر دلالت کر رہی ہے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے کہ آیات کی بہتات انواع افراد کے تعدد کے لحاظ سے صرف ان لوگوں کو فائدہ عطا کرتی ہیں جو حق وصداقت کے متلاشی ہوں جب ان پر ایک آیت کا مفہوم مخفی رہے گا تو یقیناً دوسری آیت کا مفہوم ان پر حقیقت واضح کر دے گا لیکن یہ لوگ تو جہالت کے بحرعمیق میں مستغرق ہیں شک اور تذبذب نے انہیں حق وصداقت سے دور رکھا ہوا ہے، درحقیقت یہ لوگ حق وصداقت کی وضاحت کو دلیل کے ساتھ تسلیم نہیں کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا : وہ لوگ جو گمراہی پر قناعت اختیار کئے ہوئے ہیں رشد وہدایت سے متنفر ہیں اگر چہ انہیں رشد وہدایت کا واضح راستہ کیوں نہ نظر آ جائے پھر بھی اس کو قبول نہیں کریں گے جب کہ ہر شخص گمراہی کے اس مقام پر نہیں ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ جہالت کے سبب گمراہی کی راہ پر چل رہے ہوتے ہیں جب انہیں آ گاہی حاصل ہوتی ہے کہ یہ راستہ تو گمراہی کا ہے تو وہ کوشاں رہتے ہیں کہ خود کو اس سے بچائیں تو وہ اسے چھوڑ کر رشد وہدایت کی راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

وَاِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الۡغَیِّ یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا : یہ کیفیت اس سے پہلے ذکر کردہ کیفیت سے کہیں زیادہ بدترین ہے اس لئے کہ یہ کیفیت ایجابی ہے اور اس سے پہلے والی کیفیت سلبی تھی اور ان دونوں کے درمیان ایک اور حالت بھی ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے اس سے مقصود وہ شخص ہے جو نور بصیرت سے محروم ہے اور اس کے نفس امارہ میں اس قدر پاکیزگی بھی نہیں ہے جو اس کو رشد وہدایت کی راہ پر چلنے کے لئے برانگیختہ کرے، دراصل اس کے ارادہ میں قوت نہیں ہے البتہ وہ گمراہی اور فساد انگیزی کو ناپسند سمجھتا ہے جب کہ اس کی فطرت درست ہے بیمار نہیں ہے اور اس کی بصیرت میں اندھیرا نہیں ہے کہ وہ گمراہی کو رشد پر برتری عطا کرے، پس جس شخص کے احوال وصفات اس نوعیت کے ہیں وہ باوجود علم ومعرفت کے گمراہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل مہر زدہ ہو گئے اور اس کی بصارت پر پردہ چھایا ہوا ہے اس کے سامنے حق وصداقت کا راستہ موجود نہیں ہے جس پر وہ رواں دواں رہ سکے اللہ پاک نے اس کا سبب بیان کیا ہے توجہ کریں۔

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا عَنۡہَا غٰفِلِیۡنَ : بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کیفیت پر پیدا نہیں کیا ہے کہ ان کی قوت بصارت، سماعت، قوت فہم کو مہر زدہ کر دیا ہے انہیں مجبور نہیں کیا ہے یہ سب کچھ ان کی بدکرداریوں کے سبب ہوا ہے جب انہوں نے اپنے اختیار کیساتھ اللہ کی ان آیات کو جھٹلایا جو حق وصداقت کی جانب راہ نمائی کرتی تھیں اور صراط مستقیم پر رواں دواں رہنے سے خود کو روک لیا وہ اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق رواں دواں رہے اور آیات الٰہیہ میں غور وفکر اور تدبر سے غفلت شعاری کی اس طرح انہوں نے خود کو راہ صواب سے دور کر لیا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ لَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَہَنَّمَ کَثِیۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ۫ۖ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ﴾ (الاعراف:۱۷۹) ''اور بے شک ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے ان کے دل ہیں کہ ان کیساتھ سمجھتے نہیں ہیں اور ان کیلئے آنکھیں ہیں کہ ان کے ساتھ دیکھتے نہیں ہیں اور ان کے کان ہیں لیکن ان کیساتھ سنتے نہیں ہیں یہ لوگ چارپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہ لوگ تو غافل ہیں''

ان غفلت شعار لوگوں میں سے جو اللہ کے احکام پر عمل کرنے سے سستی روا رکھتے ہیں اور اخروی زندگی کیلئے تیاری نہیں کرتے ہیں جو ہمیشہ کی زندگی ہے گمراہ ہیں بلکہ گمراہی کی آخری سٹیج پر ہیں جبکہ وہ دنیوی حقیر زندگی پر قناعت کر چکے ہیں اور اخروی زندگی کے سنوارنے کی جانب ان کا دھیان ہی نہیں ہے ان لوگوں کی فہرست میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بظاہر نام کے مسلمان ہیں یورپ کی تہذیب کے دلدادہ ہیں، دین اسلام اور علماء کرام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے ہاں تہذیب یافتہ طبقہ وہ ہے جو آزادی کی زندگی بسر کرے اور مغربی علوم وفنون میں اسے دسترس حاصل ہو بلکہ اس شخص کو معاشرہ میں بلند مقام حاصل ہوتا ہے جو شہوات نفسانیہ کا غلام ہو، درحقیقت ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو معاشرہ میں تب عروج ہو سکتا تھا اگر وہ فرعون اور اس کی قوم کی تہذیب کو اپناتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معاشرہ میں ہر قسم کی آزادی ہوتی انہیں ہرگز موسیٰ علیہ السلام کے کیمپ میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا ان کے پاس غربت کے سوا کچھ نہیں ،دنیوی زیب وزینت سے انہیں آگاہی ہی نہ تھی گویا کہ انہیں ماڈرن (Modern) ہونا چاہیے تھا:[فاعتبروا یا أولی الابصار!]

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ : اس مقام میں آیات سے مقصود دلائل ہیں عام ہے کہ وہ نظری ہوں یا علمی یا کائناتی ہوں جیسے کہ آفاقی دلائل ہیں ان میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات بھی داخل ہیں اور سب سے واضح اور اقویٰ معجزہ قرآن عظیم ہے، وہ ایسا معجزہ ہے جو آخرالزمان امی پیغمبر (ﷺ) کی صداقت پر دلالت کر رہا ہے وضاحت پہلے گزر چکی ہے،مزید برآں ان سے مقصود وہ آیات قرآنیہ ہیں جو انسانوں کی اصلاح،تزکیہ نفس کے ضوابط پر مشتمل ہیں کہ ہر شخص خود کو شرک کی خرافات،اخلاقی بگاڑ اور منکر کاموں سے روکے رکھے،خیال رہے اس آیت میں آخرت کی ملاقات سے مقصود قیامت کا وقوع ہے تو حق وصداقت کی تکذیب کرنے والوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا ہرگز کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

ترجمہ:اور موسیٰ کی قوم نے اسکے جانے کے بعد قبطیوں کے زیورات سے گائے کا بچھڑا بنایا اسکی آواز گائے جیسی تھی کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ بچھڑا ان کیساتھ گفتگو نہیں کرتا ہے اور نہ انہیں کسی راستہ کی جانب راہ نمائی کرتا ہے،انہوں نے اسے معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے۔اور جب وہ پشیمان ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہوگئے ہیں تو انہوں نے کہا اگر ہمارا پروردگار ہم پر مہربانی نہ فرمائیگا اور ہمیں معاف نہ کرے گا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہوجائیں گے۔

بلاغت:﴿سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ﴾ ندامت سے کنایہ ہے،انسان کی عادت ہے کہ جب وہ کسی وجہ سے پشیمان ہوجاتا ہے تو اپنی انگلیوں کو کاٹتا ہے چنانچہ منہ کا ہاتھوں پر گرنا ندامت کیلئے لازم ہے اس لئے لازم کا اطلاق ملزوم پر ہو رہا ہے،علامہ زمخشری بیان کرتے ہیں جب ان کی پشیمانی میں اضافہ ہوا یعنی انہیں بچھڑے کی عبادت پر افسوس لاحق ہوا اور افسوس کے وقت انسان غم کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کاٹتا ہے تو اس کا ہاتھ گرا ہوتا ہے اس لئے کہ انسان کا منہ ہاتھ کو کاٹ رہا ہوتا ہے،(اعراب القرآن ج ۳ ص ۴۵۹)

صاحب تاج العروس نے بیان کیا ہے یہ جملہ ایسا ہے جس سے عرب لوگ آشنا نہیں ہیں ،قرآن پاک میں اولاً اس کا استعمال ہوا ہے اس میں ہاتھ کا بیان اس لئے ہوا ہے کہ پشیمانی کے اثرات اولاً دل پر اثر انداز ہوتے ہیں پھر اس کا اظہار ہاتھوں سے ہوتا ہے کہ انسان اپنے ہاتھ کو کاٹنے لگتا ہے،قرآن پاک میں ہے:﴿فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا﴾ (الکہف:۴۲)''انسان اخراجات کے ضیاع پر اپنے ہاتھوں کو بار بار پھیرنے سے افسوس کا اظہار کرتا ہے''(المراغی ج ۳ ص ۴۰۴)

تناسب:موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سرگوشی کی اللہ نے ان کا انتخاب رسالت کے لئے فرمایا مزید ان سے ہم کلام ہوئے انہیں زوردار الفاظ میں حکم دیا کہ تورات کی تختیوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا ہوگا،اب ان آیات میں بیان ہو رہا ہے جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مناجات کے لئے طور پہاڑ پر گئے تو ان کی قوم نے سونے اور چاندی سے ایک بچھڑا بنایا تا کہ اس کی عبادت کی جائے دراصل مصر میں فرعون کے دور میں وہاں کی تہذیب سے متاثر ہوتے ہوئے انہوں نے وثنیت کے مظاہر کوشان وشوکت سے ابھارا۔

تشریح: موسیٰ علیہ السلام جب اپنے پروردگار کی ملاقات کیلئے کوہ طور کی جانب تشریف لے گئے تو اسرائیلیوں نے ان زیورات سے بچھڑا بنایا جن کو انہوں نے قبطیوں سے عاریتاً حاصل کیا تھا، بچھڑا مجسم تھا اس کی آواز بھی تھی اس کو انہوں نے اپنا معبود بنالیا، بچھڑے کے بنانے کا فارمولا سامری شخص نے تیار کیا اس کی وضاحت سورۃ طٰہٰ میں مذکور ہے، خیال رہے کہ سامری کا ان کے دلوں میں احترام تھا اور اس کے احکام کی اطاعت بجالاتے تھے جب کہ اس مقام پر بچھڑا بنانے کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی جانب ہے اس کا سبب یہ ہے کہ قوم کے مشورہ سے اسے بنایا گیا تھا بلکہ ان کا مطالبہ تھا کہ ایک معبود بنایا جائے جس کی عبادت کی جائے، بچھڑے کی آواز کا ذکر قرآن پاک میں ہے جب کہ اس کا سبب یہ تھا کہ بچھڑے کے پیٹ میں دبر سے ہوا داخل ہوتی اور اس کے منہ کی جانب سے نکلتی تھی اس سرکل (Circle) کے جاری رہنے کے سبب فضا میں آواز کی کیفیت سنائی دیتی تھی اس کی بناوٹ میں خصوصیت کے ساتھ اس کا خیال رکھا گیا تھا جب کہ شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ یہ بچھڑا تو ان کا معبود ہے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا بھی معبود ہے اس وسوسہ کے پیش نظر انہوں نے اس کی عبادت شروع کر دی جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گمراہی کو واشگاف فرماتے ہوئے ڈانٹ پلائی ہے کہ اس میں الوہیت نام کی کوئی چیز نہیں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر یہ الوہیت کے مقام پر فائز ہوتا تو جس سے چاہتا گفتگو کرتا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بتاتا کہ اللہ کی عبادت کیسے کی جائے؟ جیسا کہ رب العالمین موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور انہیں تورات کی تختیوں سے نوازا جن میں احکام الٰہیہ ہیں، تزکیہ نفس کے اصولوں کو بیان کیا گیا ہے اور انسانوں کی ہدایت کیلئے احکام موجود ہیں، لیکن یہ بچھڑا جسے تم خدا سمجھ رہے ہو اس میں الوہیت کے اوصاف نہیں ہیں بلکہ کلام کرنے کی قوت بھی نہیں، تو صراط مستقیم کی جانب راہ نمائی کیسے ہوسکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے اس کے معبود ہونے کی ان کے پاس ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے مصریوں کی تقلید کرتے ہوئے انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا ان کا یہ کردار ظالموں والا ہے ان کا یہ کام انہیں مضرت سے تو ہم کنار کرے گا لیکن فوائد انہیں کبھی حاصل نہ ہوں گے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيٓ اَيۡدِيۡهِمۡ : جب ان کی پشیمانی شدت اختیار کر گئی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کی کوتاہیوں کے سبب انہیں ندامت نے گھیر لیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ان کے تصورات نے انہیں اس حقیقت سے روشناس کرایا کہ بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب وہ گمراہی کے آخری نقطہ پر پہنچ چکے ہیں انہوں نے اپنے جرم کو عظیم جرم قرار دیا اب اس کے بعد صرف اللہ کی رحمت ہی ہمارا سہارا ہوسکتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعتیں ہر چیز سے زیادہ ہیں اگر ہمارے پروردگار نے ہماری توبہ کی قبولیت فرماتے ہوئے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمارے جرم سے درگزر نہ کیا تو یقیناً ہم ان لوگوں سے شمار ہوں گے جو دنیوی سعادتوں، آزادی اور ایفاء عہد سے ہم کنار ہونے کی بجائے غلامی کی زنجیروں میں ذلت کی زندگی گزارتے ہیں پھر ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہوگا، مزید برآں اخروی سعادت دارالکرامۃ میں بودوباش جہاں ہمیشہ ہمیشہ متنوع قسم کے انعامات سے نوازا جاتا رہے گا اس سے محرومی ہمارا مقدر ہوگا۔

(المراغی ج ۳ ص ۴۰۶)

وَلَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ‌ ۚ اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّكُمۡ‌ ۚ وَاَلۡقَى الۡاَلۡوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاۡسِ اَخِيۡهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيۡهِ‌ ؕ قَالَ ابۡنَ اُمَّ اِنَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ
اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور جب موسیٰ اپنی قوم کی جانب غصے اور افسوس ناک کیفیت میں واپس لوٹا تو اس نے کہا تو میرے بعد میرا برا جانشین ثابت ہوا، کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے جلدی کی ہے اور اس نے تختیوں کو گرایا اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچنے لگا، ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! یقیناً لوگوں نے مجھے کمزور جانا اور قریب تھا کہ وہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیتے پس مجھے ذلیل کر کے دشمنوں کو خوش نہ کریں اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کریں۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کریں اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرمائیں اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ان پر ان کے پروردگار کی جانب سے ناراضگی پہنچے گی اور دنیوی زندگی میں ذلت حاصل ہوگی اور ہم اسی طرح جھوٹ باندھنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر ان کے بعد انہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے بلاشبہ آپ کا پروردگار توبہ کے بعد ضرور معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور جب موسیٰ کا غصہ جاتا رہا تو اس نے تختیوں کو پکڑا اور اس میں لکھا ہوا تھا ہدایت اور بخشش ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَسَفَ بعض اہل لغت کے ہاں حزن وغضب دونوں پر یکساں اس کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے ان دونوں کا مخرج اور لفظ ایک ہے، اَسَف کا اطلاق شدید غم پر ہوتا ہے، اس کا اطلاق رقیق القلب پر بھی ہوتا ہے آپ ﷺ نے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ)) ''ابوبکر یہ فریضہ سرانجام نہ دے سکیں گے کیوں کہ وہ رقیق القلب ہیں'' اَسَاف قریش کے ایک بت کا نام ہے، لَمَّا اٰسَفُوْنَا جب انہوں نے ہمارے چاہنے والوں کو خفا کیا۔
(صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامۃ باب ۴۲، لسان القرآن ج ۱ ص ۸۷)

تناسب: پہلے بیان ہوا ہے کہ سامری نے بنی اسرائیل کے لئے بچھڑا اپنایا اور انہوں نے اسے اپنا معبود بنایا بعد ازاں انہیں اس گناہ پر شرمندگی لاحق ہوئی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے اس کی رحمت کا مطالبہ کیا اب یہاں موسیٰ علیہ السلام کے غم وغصہ کا ذکر ہے جب انہوں نے اپنی قوم کو گمراہی کی کیفیت میں پایا اور ہارون علیہ السلام کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ وہ کیوں اپنی قوم کے کردار پر خاموش تماشائی بنے

www.KitaboSunnat.com

رہے جب کہ وہ گمراہی میں حیران و ششدر دکھائی دے رہے تھے۔

تشریح: جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے اپنی قوم کی جانب واپس لوٹے تو انہیں اپنے بھائی ہارون پر سخت رنج تھا کہ اس نے کھلے انداز میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کیوں نہ کیا؟ اور مستقل مزاجی کا ثبوت کیوں نہ پیش کیا اور کھلے انداز میں اس نے انہیں مطعون کیوں نہ کیا انہیں تو ان کے کفر وشرک پر اپنے تاسف کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور آگاہ کرنا چاہیے تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو اپنے نامئہ اعمال میں ثبت کر دیا ہے مزید برآں نا قابل برداشت کوتاہی کو کیوں روا رکھا گیا ہے؟

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے واشگاف الفاظ میں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا میرے طور پہاڑ پر اللہ کے ساتھ سرگوشی کے لئے جانے پر تم نے کچھ اچھا کردار ادا نہیں کیا ہے جب کہ میں تمہیں توحید کی برابر تلقین کرتا رہا اور شرک کے ارتکاب سے روکتا رہا اور شرک کے خطرناک نتائج سے تمہیں آگاہ کرتا رہا اور تمہیں ان لوگوں کے کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈراتا رہا جو بتوں کے گرد ڈیرے لگائے رکھتے ہیں اور بچھڑے کی پرستش میں منہمک ہیں جب کہ تمہارے لئے ضروری تھا کہ تم میرے نقش قدم پر رواں دواں رہتے اور میری زندگی کو اپنے لئے نمونہ سمجھتے لیکن تم نے اس کی مخالف سمت کی جانب چلنا شروع کر دیا تم نے ایک بت کھڑا کر لیا جیسا کہ انہوں نے بت کھڑے کئے اس کے نتیجہ میں تم میں سے کچھ نے اس کی عبادت کرنا شروع کر دی اور جنہوں نے خود کو اس کی عبادت سے دور رکھا انہوں نے بھی ان لوگوں کو اس کی عبادت سے نہ روکا جو اس کی عبادت میں محو نا ؤ نوش تھے۔

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ: تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے جلد بازی کا کردار ادا کیا تم نے مقررہ وقت چالیس دن کے گزرنے کا انتظار نہ کیا تم نے محسوس کیا کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اس طرح تم نے اس کے دین کو بدل ڈالا جب تم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا اس کیفیت کو بھانپ کر موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو زمین پر زور کے ساتھ مارا اس کے نتیجہ میں تختیاں ٹوٹ گئیں اور اپنے بھائی ہارون کی داڑھی اور سر کو پکڑ کر اسے ڈانٹ پلا رہے تھے کہ تم نے خلافت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کیوں رواں رکھی، اس پر ہارون علیہ السلام نے معذرت خواہانہ انداز میں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عرض کیا اے میرے سگے بھائی! آپ میری داڑھی اور سر کو چھوڑ دیں دراصل مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ واپس آنے پر مجھے یہ نہ کہیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں افتراق کی خلیج کو وسیع کر دیا ہے اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا، سورۃ طٰہٰ میں اسی طرح وارد ہے لیکن اس مقام پر ہارون علیہ السلام نے واضح کیا اے میری اماں کے بیٹے! قوم نے مجھے کمزور باور کیا وہ تو قریب تھے کہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیتے اب آپ میرے ساتھ اس طرح کا معاملہ کریں کہ دشمن میری اس کیفیت پر خوشی کے شادیانے نہ بجائیں اور مجھے ظلم کرنے والوں کی صف میں کھڑا نہ کریں، مقصود وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کر کے خود کو ظالموں کی فہرست میں داخل کیا، جب ہارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے غصہ کا نشانہ بناتے ہوئے مار پیٹ سے باز رہیں اس طرح ہمارے دشمن خوشی کا اظہار کریں گے اس جملہ پر موسیٰ علیہ السلام کا طیش فرو ہوا اور اپنے بھائی ہارون کی جانب جھکاؤ اختیار کیا اور ان کلمات کے ساتھ دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرمائیں اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرمائیں جبکہ تیری ذات تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والی ہے، دراصل دعا کی قبولیت میں یہ جملہ وسیلہ کی حیثیت رکھتا ہے اب ان لوگوں کی کیفیت کو واضح کیا جا رہا ہے جنہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا جیسا کہ سامری اور اس کے رفقاء ہیں ان کے بارے میں ڈانٹ پلاتے ہوئے واضح کیا کہ ان پر ان کا پروردگار ناراض ہے ان کی توبہ قبول نہ ہوگی البتہ صرف اس صورت میں جب وہ خودکشی کریں اور ان کیلئے دنیوی زندگی میں بہت بڑی ذلت کا سامنا ہے کہ انہیں اپنے آبائی وطن سے نکلنا پڑا اور غریب الوطنی کی زندگی گزارنا پڑی اور ہم اسی طرح ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ باندھنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں وہ اپنے جھوٹ کے ظاہر ہونے کے سبب شرمندگی کی زندگی گزارتے ہیں جیسا کہ ان کی زندگی کی شرمندگی ظاہر باہر ہے۔

وَ الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوا : جو لوگ بداعمالیوں کے مرتکب ہوتے ہیں کفر اور معصیت کے کاموں میں ڈوبے رہتے ہیں لیکن اس کے بعد وہ تائب ہو جاتے ہیں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں، کفر و عصیان سے باز رہتے ہیں، ان کے ایمان میں پختگی کارفرما ہوتی ہے اعمال صالحہ کے ساتھ تزکیہ نفس کرتے رہتے ہیں بلاشبہ آپ کا پروردگار ان کے گناہوں کو بخش دے گا ان پر پردہ ڈال دے گا ان پر رحم فرماتے ہوئے انعامات سے نوازے گا۔

چنانچہ ان کے زمرہ میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا جائے جنہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا بلکہ جو لوگ بھی بداعمالیوں کے مرتکب ہیں خواہ ان کے گناہ کبیرہ ہیں یا صغیرہ، ظاہر ہے کہ گناہ اگرچہ کتنے ہی کبیرہ کیوں نہ ہوں ان کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم بشرط توبہ اور انابت الی اللہ کے بہت بڑا ہے لیکن توبہ کے بغیر امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ : کشاف میں مذکور ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے گویا کہ غصہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برانگیختہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو زمین پر پٹخ دیا اور ہارون کے سر کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا، لحہ بعد انہوں نے اپنی کیفیت میں تبدیلی کی جب غصہ کی لہر جاتی رہی تو تختیوں کو اٹھایا ان میں ہدایت اور رحمت کا بیان تھا ان لوگوں کے لئے جن میں انتہا درجے کا خوف موجود ہوتا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے غصہ کے کافور ہونے کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا اور اپنے پروردگار کی رحمت کے سائے میں پناہ لی اور تضرع کے ساتھ دعا کی کہ اللہ پاک اس کی اور اس کے بھائی کی غلطیوں کو معاف کرے، ان دعائیہ کلمات کے بعد تختیوں کو اٹھایا۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۱۰)

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْشِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ہماری ملاقات کیلئے ستر انسانوں کا انتخاب فرمایا تو جب زلزلہ نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے تو اُن کو اور مجھ کو موت سے ہم کنار کر دیتا، کیا تو مجھے ان بے وقوف لوگوں کے کرتوتوں کے بدلے میں موت سے ہم کنار کر رہا ہے یہ حادثہ تو صرف تیرا امتحان ہے تو اس کے سبب جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے تو ہمارا کارساز ہے پس ہمیں معاف فرمائیں اور ہم پر مہربانی کریں جبکہ تو بہتر معاف کرنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں آرام مقدر فرما اور آخرت میں جنت، یقیناً ہم تیری جانب رجوع کرتے ہیں اللہ نے خبردار کیا میرا عذاب! میں جس کو چاہتا ہوں اسے اس میں مبتلا کرتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے پس میں ان لوگوں کیلئے رحمت لازم کروں گا جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز میں نے ان لوگوں کیلئے رحمت کو لازم کر دیا ہے جو اس پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں جو امی ہے جس کے وصف کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں تحریر شدہ پاتے ہیں وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال گردانتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان کے بوجھ کو ان سے اتارتا ہے نیز ان تکالیف کو بھی جو ان پر تھیں، پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جس کو اس کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ وہ کامیاب ہیں۔

لغوی تحقیق: اِصْرَهُمْ مادہ (ا ص ر) ہے، معنی بوجھ، عہد مؤکد، زجاج کے نزدیک اس کے معنی ایسے بار کے ہیں جسے برداشت کرنا مشکل ہو، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے اس سے مراد ایسی ذمہ داری قبول کرنا ہے جسے پورا نہ کرنے پر عذاب الٰہی کا خدشہ ہو۔

اللہ تعالیٰ انبیاء کی وساطت سے بندوں کو جو اسلوب حیات عطا کرتے ہیں وہ حد درجہ سہل، سادہ اور متوازن ہوتے ہے لیکن ان کی طبع مشکل پسند اس پر قناعت نہیں کر پاتی اور وہ اپنی طرف سے اس پر قانون اور تشریح رسم و رواج اور عبادت و زہد کے اتنے اضافے تجویز کر لیتے ہیں کہ جن سے مذہب و دین کی روح نشاط پرور مردہ ہو کر رہ جاتی ہے یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے یہی کیا، موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو انہوں نے اتنا مشکل اور پیچیدہ بنا دیا کہ یہ بجائے اس کے کہ زندگی کی مشکلات میں ان کی راہ نمائی کر سکتی الٹا خود ان کیلئے وبال جان بن گئی اس آیت میں نبی اُمی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا ہے کہ ان کے فرائض منصبی میں جہاں یہ بات داخل ہے کہ وہ معروف اور نیکی کی نشاندہی کریں اور حرام و حلال کی حدود کی وضاحت کریں وہاں اور بھی ان کے پیغام دعوت کا طرۂ امتیاز ہے کہ وہ دین کو پھر وہی سادگی، یسر اور شگفتگی عطا کریں جس سے کہ یہ روز اول سے بہرہ مند تھا اور ان تمام گراں بار زنجیروں کو کاٹ پھینکیں کہ جن کو انسان نے ازرہ جہل دین کے نام سے زیب پا کر رکھا ہے۔ (لسان القرآن ص ۹۲)

تشریح: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بہترین افراد میں سے ستر انسانوں کا انتخاب فرمایا اور جب انہیں لے کر وقت معین پر طور پہاڑ پر پہنچا تو بادلوں نے کوہ طور کو ڈھانپ لیا اور موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر اپنے پروردگار سے سرگوشی کرنے گئے انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تیری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی تصدیق نہیں کریں گے کہ تیرا پروردگار تجھ سے ہم کلام ہوا جب تک کہ ہم واضح طور پر اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں، ان کے اس انداز پر اللہ ناراض ہوا تو ایک زبردست چیخ نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا جس کے سبب ان کے دل کانپنے لگے اور زمین بھی زلزلہ کی لپیٹ میں آ گئی اس کے نتیجہ میں وہ تمام موت سے ہمکنار ہوئے تو ایسی حالت میں موسیٰ علیہ السلام ستر انسانوں کی وفات کے سبب غمزدہ ہو گئے جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کا انتخاب اس خبر کی تصدیق کیلئے کیا تھا لیکن وہ سبھی فوت ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے التجا کرتے ہوئے عرض کیا اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو انہیں اس سے پہلے (یعنی ہماری آمد سے پہلے) ہی موت سے ہمکنار کر دیتا، کیا تو چند بے وقوفوں کے کردار کے سبب ہمیں موت سے ہمکنار کر رہا ہے بلاشبہ یہ تو تیری آزمائش ہے، آزمائش میں جسے تو چاہتا ہے گمراہ بنا دیتا ہے اور کسی کو ہدایت کے ساتھ شاد کام کرتا ہے، تو ہمارا مالک ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مالک نہیں تو ہمارے گناہوں کو ڈھانپ دے اور ہم سے عذاب کو دور کرتے ہوئے ہم پر رحم فرما تیری ذات سبھی مغفرت کرنے والوں سے بہت بہتر ہے اور دنیا میں ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمانا اور انہیں قبولیت سے نوازنا اور آخرت میں ہمارے گناہوں پر قلم عفو پھیرنا اور ہمیں اپنے نیک بندوں کی معیت میں جنت میں داخل فرمانا، بے شک ہم تیری بارگاہ میں توبہ کیلئے حاضر ہوئے ہیں ان کی اس دعا پر اللہ پاک نے فرمایا، میں اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہوں عذاب میں مبتلا کرتا ہوں جو میرے احکام سے بغاوت کرتے ہیں اور میری اطاعت کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں جبکہ میری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے میں رحمت کو ان لوگوں کیلئے ضروری قرار دیتا ہوں جو پرہیزگاری اختیار کریں، زکوۃ ادا کریں اور ان لوگوں کیلئے جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں، ذکر کردہ قید اور اس کے بعد والی قیود سے ابلیس، یہودی اور مسلمانوں کے علاوہ دیگر تمام مذاہب کے لوگ رحمت سے محروم قرار دیئے گئے ہیں جبکہ ان میں امت مسلمہ داخل ہے اور اہل کتاب سے جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اور اسلام پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ : اس پیغمبر سے مقصود آخرالزمان پیغمبر محمد ﷺ ہیں جن کا وصف اُمی تھا کہ وہ لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھے آپ ﷺ اس وصف میں منفرد تھے کوئی دوسرا پیغمبر آپ ﷺ کیساتھ اس وصف میں شریک نہیں تھا آپ ﷺ نے باوجود امی ہونے کے ایسے علوم سے آگاہ فرمایا جن سے انسانوں کے عقائد کی اصلاح ہوئی ان کے اخلاق و آداب میں جلا نمودار ہوا بلکہ آپ ﷺ نے رہتی دنیا تک معاشرہ کو ایسے علوم و آداب کے زیور سے آراستہ کیا جن پر عمل پیرا ہونے والوں نے اپنے سے بعد میں آنے والوں کیلئے ایسی روشنی کو چھوڑا جس سے بقعہ ارض کے بعض مقامات اسلام کے ناقابل تسخیر خطے قرار پائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ آپ ﷺ کی بعثت کی پیشینگوئی کے بارے میں آپس میں گفتگو کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو کثرت کے ساتھ علماء نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی جن میں عبداللہ بن سلام اس کے رفقاء تمیم داری اور عیسائیوں سے اس کے علاوہ جو عہد نبوت میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، مقصود ہیں جبکہ کچھ یہودی علماء نے آپ ﷺ کی بشارت کے اشارات کو ممکن حد تک چھپانے کی کوشش کی آپ کا وصف بیان ہوا ہے کہ آپ امر بالمعروف کیساتھ ساتھ نہی عن المنکر کے فریضہ کو بھی سرانجام دیں گے آپ ﷺ نے ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور خبردار کیا کہ اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں نیز کھلے انداز میں اللہ تعالیٰ کے غیر کی عبادت سے روکا مزید آگاہ کیا کہ وہ پیغمبر پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دے گا جو ذائقہ کے لحاظ سے خوشگوار اور جن میں غذایت کے حرارے موجود ہوں گے اور جن سے طبائع نفرت کرتی ہیں جیسا کہ مردار، خون، سودی مال، رشوت، چھینا ہوا مال اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیانت سے دور رہنے کا حکم دیا۔

وَیَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ : آپ ﷺ نے مشقت کے بعض احکام کو کالعدم قرار دیا کہ مجرم انسان کی توبہ تب صحیح ہوگی جب کہ کثیر انسانوں کو قتل کیا جائے اب ہر جرم کی سزا کو مقرر کر دیا گیا ہے اور قتل عمد میں قصاص ضروری نہیں بلکہ دیت کی ادائیگی سے بھی مصالحت ہو سکتی ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں ”مجھے ایسا دین عطا کر کے بھیجا گیا ہے جس میں آسانی ہے“

(مسند احمد ح ۲۲۶۴۷، ابن کثیر ج ۲ ص ۵۰۴، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۱۸)

فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَ عَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ : بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پر ایمان لائیں جن کا وصف اُمی ہے مقصود آخر الزمان پیغمبر محمد ﷺ ہیں اسے تقویت پہنچائیں گے اس کی مدد کریں گے اس کی اس کے دشمنوں سے حفاظت کریں گے اور آپ ﷺ کی تعظیم واکرام میں کوتاہی نہیں کریں گے اور اس بہت بڑی روشنی کی تابعداری کریں گے جسے ان پر اتارا گیا اس سے مقصود قرآن پاک ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے کامیابی ان کا مقدر ہوگی اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر سایہ فگن ہوگی اور اس کی خوشنودی سے وہ ہمیشہ شاد کام رہیں گے جب کہ ان کا مخالف گروہ شیطان کا گروہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے رسوا اور ذلیل قرار دیا ہے نہ صرف دنیوی زندگی میں وہ ذلت سے ہم کنار ہوں گے بلکہ ان کی اخروی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بے پناہ ذلت اور رسوائی سے ہم کنار رہے گی۔

﴿اعاذنا اللہ منھم ووفقنا ان نکون من الذین یقولون بالقسط فی الحیوۃ الدنیویۃ ویریحنا من الآلام والمصائب﴾ اٰمین

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۨ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤی اُمَّةٌ یَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: آپ کہیں اے لوگو! میں تم سب کی جانب اللہ کا پیغمبر ہوں وہ خدا جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول پیغمبر امی پر ایمان لاؤ، وہ پیغمبر جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے اور تم اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اور موسیٰ کی قوم سے ایک جماعت ہے جو لوگوں کو درست راہ کی جانب راہ نمائی کرتی ہے اور سچائی کے ساتھ فیصلے کرتی ہے۔

تشریح: قبل ازیں اللہ عزوجل نے رسول اکرم ﷺ کے ان اوصاف کو بیان فرمایا جو تورات اور انجیل میں مذکور تھے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے شرف کو واضح کیا جو تورات وانجیل پر ایمان رکھتے تھے ان دونوں پر عمل کرنے کے باعث وہ دنیوی اخروی سعادتوں سے ہم کنار ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ کی بعثت کی عمومیت کو واضح کیا کہ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو دعوت دی کہ وہ آپ کو پیغمبر تسلیم کریں نیز آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی دعوت کو پھیلائیں۔

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا : اے پیغمبر! آپ عرب وعجم کے تمام لوگوں کو خبردار کریں کہ میں تمام لوگوں کی جانب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں صرف اپنی قوم کی جانب نہیں آیا، ارشاد ربانی ہے :﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سباء:۲۸) ''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی جانب ہی پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپ خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں''

نیز احادیث صحیحہ میں بھی خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کی عمومیت کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے ''مجھے پانچ خصوصیتوں سے نوازا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو یہ اعزاز حاصل نہیں تھا ایک ماہ کی مسافت تک میرا خوف دامن گیر رہتا ہے اور میرے لئے تمام زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے اور اس سے تیمم ہوسکتا ہے چنانچہ میری امت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں اسے نماز ادا کرنی چاہیے اور میرے لئے بالخصوص غنیمت کا مال حلال قرار دیا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کیلئے غنیمت کا مال جائز نہ تھا اور مجھے شفاعت کبریٰ کا اعزاز عطا ہوا ہے اور مجھ سے پہلے ہر پیغمبر اپنی قوم کی جانب خاص طور پر مبعوث کیا جاتا تھا جب کہ مجھے تمام لوگوں کی جانب مبعوث کیا گیا ہے'' (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب ۵۶، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ا، سنن نسائی کتاب الغسل ج ا ص ۴۸، مسند احمد ج ا ص ۳۰۱، ج ۲ ص ۲۲۲ تفسیر المراغی ج ۳ ص ۱۸، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۵)

بعد ازاں اللہ سبحانہ نے اپنی ذات کو توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور زندہ کرنے اور مارنے کے اوصاف کے ساتھ موصوف کیا ہے کہ اللہ وہ ذات ہے (جس کی جانب سے میں پیغمبر ہوں) جس کا تصرف آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو تمام جہانوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات میں ایک ہی نظام ہے اور تفاوت کا شائبہ تک نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام کو چلانے والا اور اس کی تدبیر کرنے والا ایک اکائی ہے وہی ایک ذات معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، توحید ربوبیت کا انحصار ایمان پر ہے لیکن توحید الوہیت کا انحصار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے یعنی ایک اللہ معبود ہے عقائد میں اسے پہلا رکن کہا جاتا ہے جب کہ دوسرا رکن محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ہے اور تیسرا رکن موت کے بعد اٹھائے جانے کا عقیدہ ہے یعنی تمام مخلوق پر صرف اللہ کا تصرف ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے وہی موت سے ہم کنار کرتا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ : اے تمام لوگو! ایک اللہ پر ایمان رکھو جو ربوبیت اور الوہیت کے لحاظ سے ایک ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت سے ہم کنار کرتا ہے چنانچہ روزانہ اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھو جو لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھا اللہ نے اسے تمام لوگوں کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا ہے وہ لوگوں کو کتاب وسنت کی تعلیم عطا کرتا ہے اور شرک، جہالت، فرقہ بندی اور دشمنی سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے تاکہ تم امت واحدہ دکھائی دو اور اخوت بشری کا نمایاں کردار جلوہ گر ہو، وہ پیغمبر جو اللہ کی توحید پر ایمان رکھتا ہے اور شریعت پر ایمان رکھتا ہے جس کو مخلوق کی ہدایت کیلئے اتارا، پیغمبروں نے اس سے لوگوں کو روشناس کرایا، تم امی پیغمبر کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ، دنیوی اخروی سعادتیں حاصل ہوں البتہ دنیوی معاملات کے بارے میں فرمایا ''دنیوی معاملات کے بارے میں مجھے کچھ کہنا نہیں ان کو تم خوب اچھی طرح جانتے ہو''

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ : قبل ازیں اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے کہ اس نے رحمت کو اس شخص کیلئے لازم قرار دیا ہے جو موسیٰ کی قوم سے محمد ﷺ کی اطاعت کرے گا اس لئے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو اخروی کامیابیوں سے ہم کنار ہوں گے اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام کے خاص متبعین کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اتباع کا حق ادا کیا ان لوگوں کی کیفیات کے بیان کو ان لوگوں کے بعد بیان کیا ہے جنہیں خاتم النبیین ﷺ کی تابعداری کے باعث ہدایت یافتہ قرار دیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد کچھ لوگوں نے تورات کے اصل نسخہ کو ضائع کر دیا اب تحریف شدہ نسخے پائے جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ کوئی جماعت خواہ کتنی ہی عظمتوں کے ساتھ موصوف کیوں نہ ہو آہستہ آہستہ ان میں کمزوری رونما ہوتی رہتی ہے کسی دور میں بھی یہ کیفیت دیکھنے میں نہیں آئی کہ حق وصداقت کے حاملین بالکل ناپید ہو گئے ہوں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران:۷۵) ''اور اہل کتاب سے وہ لوگ ہیں اگر تو اس کے پاس خزانہ امانت رکھے تو وہ آپ کی جانب اسے پہنچا دے گا اور ان میں سے کچھ وہ ہیں کہ اگر تو اس کے پاس ایک دینار امانت رکھے گا تو وہ اسے تیری جانب نہیں لوٹائے گا البتہ اس وقت جب تو اس پر کھڑا رہے اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم پر ان لوگوں کیلئے کچھ راہ نہیں ہے اور وہ اللہ کے بارے میں کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں جب کہ وہ علم رکھتے ہیں''

چنانچہ اہل کتاب میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں قرآن پاک میں وارد ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ (البقرہ:۱۲۱) ''وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں''

وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کو بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا اور جس وقت موسیٰ کی قوم نے ان سے پانی کا مطالبہ کیا تو ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی کہ اپنی لاٹھی کو خاص پتھر پر ماریں تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے سب لوگوں نے اپنی اپنی پانی پینے کی جگہ کو معلوم کر لیا اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ کو اتارا، (ہم نے کہا) ان پاکیزہ چیزوں کو تناول کریں جن کا رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود پر ظلم کر رہے تھے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب انہیں کہا گیا تم اس بستی میں سکونت اختیار کرو اور اس سے جہاں سے تم چاہو تناول کرو اور تم حِطَّةٌ (کا کلمہ) کہو، اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ دور فرما اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہم تمہارے گناہوں کو معاف کریں گے ہم نیکو کاروں کو زیادہ دیں گے۔ پس بنی اسرائیل سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالموں نے اس قول کو تبدیل کر دیا اس کے سواسے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اس وجہ سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔

لغوی تحقیق: فَانۡبَجَسَتۡ مادہ (ب ج س)، اَلۡبَجۡسُ مشکیزہ، پتھر یا چشمہ سے پانی کا پھوٹ نکلنا، مَآءٌ بَجِیۡسٌ بہنے والا پانی، سَحَابٌ بَجِیۡسٌ برسنے والا بادل۔ (لسان القرآن ص ۱۵۱)

تشریح: اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو بارہ گروہوں میں اس لئے تقسیم فرمایا کہ ان کے بارہ قبائل تھے ان میں کچھ لوگ ہدایت یافتہ تھے اور کچھ ظالم اور فاسق تھے، ہر قبیلہ اپنا نظام رکھتا تھا اسی بنا پر ان میں اختلاف تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے پانی کا مطالبہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ایک پتھر پر اپنی لاٹھی کو مارا تو اس سے بارہ چشمے ابل پڑے، اس لئے کہ بارہ قبائل تھے چونکہ جنگل تیہ میں دھوپ کی شدت کے سبب گرمی تھی اس لئے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اگر بادلوں کا سایہ نہ ہوتا تو سورج کی تپش انہیں جلا دیتی جب کہ جنگل تیہ میں کوئی درخت بھی نہ تھا جس کے سائے میں وہ دھوپ سے محفوظ رہ سکتے، پھر ان پر مَن کو اتارا جو روٹی کے قائم مقام تھا ہزاروں افراد کی خوراک کا اہتمام تھا اور سمانیٰ پرندے کا گوشت اور دیگر پرندوں کا گوشت سالن کا کام دیتا تھا ہم نے انہیں کہا پاکیزہ رزق سے تناول کرو لیکن جب انہوں نے انعامات الٰہیہ کا شکر یہ ادا نہ کیا بلکہ انکار کیا تو انہوں نے خود پر ظلم کیا ہم پر ظلم نہ تھا، حدیث قدسی میں ہے اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام قرار دیا اور تم پر بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تم نے ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا ہے، اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تم مجھے کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے ہو،

(تفصیل کیلئے دیکھئے اصدق البیان ج ۱ ص ۱۹۹۔۲۰۱، صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب ۱۶، صحیح الادب المفرد للامام البخاری ح ۴۹۰)

﴿وَإِذۡ قِيلَ لَهُمُ﴾ اور ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ان دونوں آیتوں جیسی آیتیں سورۃ بقرۃ (۵۸۔۵۹) میں گزر چکی ہیں البتہ دو مقامات میں تھوڑا سا اختلاف ہے:۔

(۱) اس سورۃ میں اُسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ جب کہ سورۃ البقرۃ میں اُدۡخُلُوۡا ہے لیکن سورۃ الاعراف کے الفاظ فائدہ کے لحاظ سے اکملیت کے حامل ہیں، سورۃ اعراف میں سکونت اختیار کرنے کا جملہ وہاں داخل ہونے کو مستلزم ہے جبکہ داخل ہونے کا لفظ سکونت کو مستلزم نہیں ہے۔

(۲) سورۃ الاعراف میں وَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ جبکہ سورۃ البقرۃ میں فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا ہے سورۃ البقرۃ میں عطف کا حرف فا ہے اس لئے کہ کھانا تناول کرنے کا آغاز تو داخلہ کے بعد ہو جاتا ہے جیسا کہ پھلوں کا تناول کرنا ہے وہ بستی کے ہر کونے میں ہوتا ہے لیکن رہائش کا عرصہ لمبا ہوتا ہے، کھانے کا تناول کرنا اس عرصہ کے درمیان میں ہوتا ہے بعد میں نہیں ہوتا، وضاحت سورۃ بقرۃ میں ملاحظہ فرمائیں، ان واقعات کے بیان میں عبرت کا سامان ہے کہ اللہ پاک امتوں کو ان کے گناہوں کے سبب دنیوی عذاب میں مبتلا کرتا ہے اس لئے ہم بقدر طاقت ظلم اور فسق کے کاموں سے دور رہیں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے ظلم کی وجہ سے دنیا میں عذاب میں مبتلا کیا آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کی کثرت نے انہیں عذاب سے تحفظ عطا نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ
حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا
يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا
الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا
يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾

ترجمہ: اور آپ ان سے اس بستی کے بارے میں دریافت کریں جو سمندر کے کنارے واقع تھی جب وہ ہفتہ کے دن زیادتی کرتے تھے جبکہ ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن ظاہر تیرتی ہوتی تھیں اور جس ہفتہ کی تعظیم نہیں کرتے تھے اس دن اس طرح نہیں آتی تھیں، ہم ان کی آزمائش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ فسق کا کام کرتے تھے۔ اور جب ان کے ایک گروہ نے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو کہ اللہ انہیں تباہ کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب سے دوچار کرنے والا ہے انہوں نے جواب دیا تا کہ ہمارا عذر تمہارے پروردگار کے ہاں ثابت ہو اور تا کہ وہ پرہیز گاری اختیار کریں۔ پس جس وقت انہوں نے اس چیز کو فراموش کر دیا جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات عطا کی جو برے کاموں سے روکتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو جو ظالم تھے عذاب میں گرفتار کر لیا ایسا عذاب جو بڑا سخت ہے اس وجہ سے کہ وہ فاسق تھے۔ پس جب انہوں نے ان کاموں کے چھوڑنے سے تکبر کیا جن کاموں سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر ذلیل ہو جاؤ۔

لغوی تحقیق: اَلْقَرْيَةُ سے مقصود بستی نہیں بلکہ شہر ہے اس لئے کہ اہل عرب شہر کا نام قَرْيَةٌ استعمال کرتے تھے، حِيتَانٌ کا واحد حُوت ہے، مقصود مچھلیاں ہیں، شُرَّعًا پانی کی سطح پر تیرتی ہوئیں، اس کا واحد شَارِعٌ ہے، بَئِيسٍ اس کا معنی شدید ہے مادہ (اَلْبَئْسُ) ہے معنی شدت، یا (اَلْبُؤْسُ) ہے مقصود مکروہ ہے یا فقر و فاقہ مراد ہے۔

اس واقعہ کے بیان میں اعجاز کی کیفیت، سورۃ البقرۃ میں یہ واقعہ اجمال کیساتھ ذکر ہوا ہے جبکہ سورۃ الاعراف میں تفصیل کیساتھ ہے، سورۃ الاعراف مکی ہے شروع اسلام میں یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے، ابھی نبی اکرم ﷺ کی ملاقات کسی یہودی سے نہیں ہوئی تھی، آپ ﷺ امی انسان تھے لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھے ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ (العنکبوت: ۴۸) ''آپ (ﷺ) اس سے پہلے کسی کتاب کی تلاوت نہیں کرتے تھے نہ اپنے دائیں ہاتھ کیساتھ لکھتے تھے اس وقت باطل پرست لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے'' اس واقعہ کا بیان اعجاز کی قوی دلیل ہے۔
(المراغی ج ۳ ص ۴۲۴)

تشریح: مخاطب نبی ﷺ ہیں اور سوال کا انداز یہودیوں کو ڈانٹ پلانا ہے اور اس حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے کہ اہل کتاب کا نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی نبوت سے انکار کرنا اور آپ کے معجزات کو تسلیم نہ کرنا کچھ اچنبھے کی بات نہیں ہے جب کہ یہودیوں کے آباؤ اجداد بدترین قسم کی نافرمانی سے ہچکچاتے نہیں تھے چنانچہ ان کے ایک عیب کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ مدینہ کے یہودیوں سے دریافت کریں جو سمندر کے کنارے آباد تھے جب وہ ہفتہ کے دن کی تعظیم کی بجائے اللہ کے حکم سے روگردانی کرتے ہوئے ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار کرتے تھے حالانکہ انہیں اس سے روکا گیا تھا، صورت حال یہ تھی کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کی سطح پر تیرتی ہوئیں دکھائیں دیتی تھیں، دراصل اللہ کی جانب سے یہ آزمائش تھی کہ کیا یہ لوگ ہفتہ کے دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے عبادت چھوڑ کر مچھلیوں کا شکار کرتے ہیں اور ہفتہ کے علاوہ دنوں میں مچھلیاں پانی کی سطح پر نظر نہیں آتی تھیں تو جب انہوں نے ہفتہ کے دن ان کی کثرت کو ملاحظہ کیا تو انہوں نے ان کے شکار کا حیلہ بنایا۔

كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ : ہم اس طرح آزمائش کرتے ہیں جیسا کہ یہودیوں کی ہفتہ کے روز آزمائش کی تاکہ عمل کے مطابق جزا، سزا کا معاملہ کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو شخص اللہ کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اس کے لئے دنیوی معاملات میں بھی آسانی جلوہ فرما رہتی ہے آخرت میں اسے ثواب جزیل سے نوازا جاتا ہے اور نافرمان شخص کو مختلف قسم کی تکالیف میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا : آپ ان سے اس بستی والوں کی کیفیت کے بارے میں دریافت کریں جب ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ برباد کرنے والا ہے یا انہیں شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم نہ کرنے والی ایک جماعت تھی سبھی نہیں تھے، دراصل ان کے تین گروہ تھے، پہلا گروہ ان لوگوں کا جو ہفتہ کے دن کی تعظیم کی بجائے زیادتی کرنے والے تھے، دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو زیادتی کرنے والوں کو نصیحت کرتے تھے تاکہ وہ ہفتہ کے دن زیادتی سے باز آجائیں، تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو وعظ ونصیحت کرنے والوں کو ملامت کرتے تھے انہوں نے ان سے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں سمجھاتے ہو جن کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے یا انہیں شدید عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ : نصیحت کرنے والوں نے ملامت کرنے والوں سے کہا ہم تمہیں اس لئے وعظ ونصیحت کرتے ہیں تاکہ ہم تمہارے پروردگار کی عدالت میں معذرت پیش کرسکیں کہ ہم نے منکر کاموں کے ارتکاب پر خاموشی اختیار نہیں کی تھی جب قیامت کے دن ہم سے مطالبہ کیا جائے گا کہ تم نے منکر کاموں کے روکنے سے اپنے فریضہ کو ادا کیا تھا؟ تو ہم کہیں گے کہ ہم نے فریضہ ادا کیا تھا ہم تو معذور ہیں ہم پر امید تھے کہ یہ لوگ وعظ ونصیحت قبول کریں گے تو زیادتی کرنے سے رک جائیں گے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ : جب انہوں نے صالح افراد کی نصیحت کو تسلیم نہ کیا تو ہم نے ان لوگوں کو نجات عطا کی جو برے کاموں سے روکتے تھے اور ان لوگوں کو شدید عذاب میں گرفتار کیا جو ظالم تھے اور فسق کے کاموں میں دیدہ دلیری سے باز نہیں آتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں وضاحت ہے کہ ہم ظالم، فاسق قسم کے لوگوں کو تباہ وبرباد کردیتے ہیں اور صالحین کو نجات عطا کرتے ہیں جو لوگوں کو برے اعمال سے منع کرتے ہیں۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ : جب انہوں نے سرکشی کی اور منہیات کے چھوڑنے سے انکار کیا تو ہم نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلیل بندر کی شکل اختیار کرو، دیگر لوگوں سے دور ہو جاؤ، اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ ان کو بندروں کی شکل میں اس لئے مسخ کیا گیا کہ انہوں نے احکام الٰہیہ کی مخالفت کی اور نافرمانی کے کاموں میں برابر جاری رہے صرف مچھلیوں کا شکار ہی سبب نہیں بنا۔

(المراغی ج ۳ ص ۴۲۷)

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے آگاہ کیا کہ ان پر ضرور ایسے شخص کو قیامت کے دن تک مسلط کرے گا جو انہیں سخت عذاب سے دوچار کرے گا بے شک تیرا پروردگار جلد عذاب کرنے والا ہے اور بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو زمین میں ٹکروں ٹکروں میں تقسیم کر دیا ان سے کچھ نیکوکار تھے اور کچھ ان کے خلاف تھے اور ہم نے ان کا انعامات اور تکالیف کے ساتھ امتحان کیا تا کہ وہ سیدھی راہ کی جانب پلٹ آئیں۔ پھر ان کے بعد بدکردار جانشین آئے جو تورات کتاب کے وارث بنے وہ اس خسیس دنیا کے سامان کو پسند کرنے لگے اور کہنے لگے ہمیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر ان کے پاس اس طرح کا سامان آ جائے تو وہ اسے ضرور پکڑیں گے کیا ان سے تورات کا عہد نہیں لیا گیا کہ وہ اللہ کے بارے میں نہیں کہیں گے سوائے صحیح بات کے، اور انہوں نے پڑھ رکھا ہے جو تورات میں ہے اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔ اور وہ لوگ جو کتاب کے ساتھ تمسک اختیار کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں بے شک ہم نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے ان پر پہاڑ کو اٹھایا گویا کہ وہ سائبان تھا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے ہم نے کہا تم اس چیز کو قوت کے ساتھ پکڑو جس کو ہم نے تمہیں دیا ہے اور جو اس میں ہے اس کو یاد کرو تا کہ تم عذاب سے بچ سکو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: تَاَذَّنَ مادہ (اذن) ہے، اِذن اجازت، اَذنَ اطلاع دینا، اَذَّنَ منادی کرنا، نَتَقنَا ہم نے بلند کیا، مادہ (ن ت ق) ہے، ہلایا، اٹھایا۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے یہودیوں کے ایک گروہ کی قباحتوں کو بیان کیا ہے ان کے سبب انہیں سزا دیتے ہوئے ان کی شکلوں کو مسخ کر کے انہیں بندر، خنزیر بنا دیا جب کہ ان آیات میں کھلے لفظوں میں بیان کیا کہ بھی یہودیوں کے لئے قیامت تک ذلت ان کے ساتھ لازم ملزوم رہے گی ان کی بدکرداریوں کا یہی تقاضا تھا اور امتوں کو ان کے فسق اور احکام دینیہ کی مخالفت کے باعث اس قسم کی عبرتناک سزا سے دوچار کرنا تھا بلکہ اگر یہودیوں کے علاوہ کوئی بھی امت اگر خود کو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی میں رواں دواں رکھتی ہے بلکہ سرکشی اور فسق وفجور میں انسانیت کی چادر کو پارہ پارہ کرتی ہے تو اسے بھی عذاب الٰہی سے تحفظ حاصل نہیں رہ سکتا ہے، خلف لام کے فتح کے ساتھ صالح شخص اور لام کے سکون کے ساتھ بدبخت شخص مراد ہوتا ہے، واحد جمع پر اطلاق ہوتا ہے حدیث نبوی ہے: ((یَحمِلُ هذا العِلمَ مِن کُلِّ خَلَفٍ عدُولُہٗ)) ''اچھے لوگوں سے عادل لوگ اس علم کے حامل ہوں گے'' (مشکوۃ تحقیق البانی کتاب العلم ح ۲۴۸)

تشریح: اے پیغمبر! آپ لوگوں کو آگاہ کریں کہ آپ کے پروردگار نے ان لوگوں کو بار بار آگاہ کیا کہ اللہ کے علم کے مطابق اجتماعی زندگی میں جس قدر بدکرداری، فسق وفجور اڈکر چلا آ رہا ہے اس کے نتیجہ میں قیامت تک وہ اللہ کے عبرتناک عذاب میں گرفتار رہیں گے، ارشاد ربانی ہے ﴿وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾ (الاسراء:۴)
''اور ہم نے بنی اسرائیل کی جانب تورات میں وحی بھیجی کہ تم زمین میں دوبار فساد کرو گے اور تم بہت بڑی سرکشی کا ارتکاب کرو گے''

اس آیت کے بعد اللہ پاک کا فرمان ہے کہ اگر تم عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کے بعد پھر فساد انگیزی کرو گے تو ہم تمہیں پھر عذاب الٰہی میں مبتلا کریں گے اور مستقبل میں ذلت ورسوائی سے تمہیں ہرگز بچاؤ حاصل نہ ہو سکے گا چنانچہ جب وہ باز نہ آئے پھر نافرمانی پر کھلم کھلا اتر آئے تو اللہ پاک نے ان پر عیسائیوں کو مسلط کر دیا انہوں نے ان کی بادشاہت کو ختم کر دیا اقتدار سے محروم ہونے کے بعد ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ اسلام جلوہ افروز ہوا، وہ امن کی زندگی گزار رہے تھے جب انہوں نے اس معاہدہ کو ختم کیا جس کے سبب ان کی زندگی اور مال ومتاع محفوظ تھا اور آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے مشرکین کی اعانت کا اقدام کیا تو اللہ پاک نے آپ ﷺ کو ان پر مسلط کیا، چنانچہ آپ ﷺ کو ان پر غلبہ حاصل ہوا، آپ ﷺ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جلاوطن کیا اور دیگر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں ملک شام کی جانب جلاوطن کیا گیا اور جب اسلامی لشکر نے شام کو فتح کر لیا تو وہاں کے یہودیوں نے روم سے جلاوطنی اختیار کی اور اسلامی عادلانہ سٹیٹ میں رہائش اختیار کی البتہ پھر انہیں کسی دور میں بھی بادشاہت، آزادی وغیرہ کی نعمتیں میسر نہ آ سکیں ہمیشہ کی ذلت، حقارت ان کا مقدر رہا۔

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ: بلاشبہ آپ کا پروردگار ان امتوں کا محاسبہ کرنے کے بعد جو اللہ کے احکام سے بغاوت کرتیں ہیں اور زمین میں فساد انگیزی سے باز نہیں آتیں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں عذاب میں گرفتار کرے گا۔

وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو معاف کر دیتا ہے جو گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرتے ہیں اور فساد انگیزی سے توبہ کر کے عذاب الٰہی کے اترنے سے پہلے اصلاح کی جانب قدم زن ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اُمَمًا ۚ ہم نے زمین میں بنی اسرائیل کومختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا اور ہر فرقہ کوایک کنارے میں آباد کیا زمین کا کوئی کنارا ان سے خالی نہیں رہا لیکن کہیں بھی ان کی حکومت اور دبدبہ نہیں ہے، دراصل ان کی یہ کیفیت قرآن پاک کے معجزات سے ہے ان میں کچھ لوگ اچھے اخلاق کے ہیں مثلاً وہ لوگ جنہوں نے اپنے رفقاء کو ہفتہ کے روز ہر قسم کی زیادتی سے روکا اور وہ لوگ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، مزید برآں محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو صلاحیتوں کے لحاظ سے ذکر کردہ پہلے لوگوں سے کم نہیں جب کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کفر میں غلو رکھتے ہیں ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو بلا جواز انبیاء علیہم السلام کے قتل کے درپے ہوئے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو جھوٹ کی باتیں کان جھکا کر سنتے ہیں احکام کے تبدیل کرنے میں رشوت لیتے ہیں حرام مال کے کھانے میں کچھ خوف نہیں رکھتے، اس قماش کے لوگوں میں خرابیاں آہستہ آہستہ رونما ہوتی ہیں جیسا کہ ہم روزمرہ مسلمانوں میں اس کا مشاہدہ کررہے ہیں۔

وَبَلَوۡنٰهُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ : ہم نے انعامات کے ساتھ ان کی آزمائش کی جن سے ان کے دلوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی اور ان پر مصائب نازل کر کے ان کی آزمائش کی اگرچہ مصائب پر صبر کرنے کی صورت میں نتائج خوش کن ہوتے ہیں بعض اوقات امید بندھ جاتی ہے کہ شائد وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں روتے ہوئے حاضر ہوں، شائد ان کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے اور ان کے لئے اللہ پاک کے فضل ورحمت کے سائے میں پہنچ کر عفو ومغفرت کا سامان مہیا ہو جائے۔

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ : ان لوگوں سے جن میں صالحین اور بدکردار قسم کے لوگ تھے ان کی پشت سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو تورات کے وارث کہلاتے تھے وہ اپنے اسلاف کے بعد تورات کے احکام کا علم رکھتے تھے لیکن عملی زندگی میں وہ دنیوی مال ومتاع کے حصول میں کوشاں رہے انہوں نے دین کے مسائل کو معمولی قیمت حاصل کر کے فروخت کیا رشوت کا بازار گرم رہا، دین اسلام کو تجارت کا ذریعہ بنایا اور غلط فیصلوں سے خوفزدہ نہ ہوئے، بلکہ برملا کہا یقیناً ہماری غلطیوں کو معاف کر دیا جائے گا ہمارا ہرگز مؤاخذہ نہ ہوگا اس لئے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد ہیں، مزید ہمارا تعلق اسی خاندان سے ہے جس کا اللہ نے انتخاب فرمایا، اس طرح کی آرزوؤں اور خام خیالیوں کو دماغ میں بٹھاتے ہوئے گمراہی کے بحرِعمیق میں مستغرق رہے، نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ گناہ کی زندگی پر اصرار کرتے رہے اس خیال نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے پرواہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ غفور ہے، توبہ قبول کرتا ہے جب گنہگار شخص ندامت کے جذبہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جائے، ان کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تہدیداً آمیز دھمکی سے اپنی روش سے باز رہنے کا حکم دیا، کیا اللہ نے ان سے کتاب میں عہد نہیں لیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں صرف وہی بات کہیں گے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے؟ جب کہ انہوں نے کتاب کو پڑھا ہے اور اس کے مطالب کو سمجھا ہے انہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ نے ان سے عہد وپیمان لیا تھا کہ لوگوں کا مال باطل طریق اور اللہ کی ذات کے بارے میں کذب بیانی کرتے ہوئے حاصل نہیں کرنا ہوگا، جب کہ آخرت میں جو انعامات حاصل ہوں گے وہ صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو ظاہر، پوشیدہ، معاصی سے دور رہیں گے، مزید برآں یہ حقیقت ہے کہ آخرت کی دائمی زندگی دنیا کے حقیر سامان سے کہیں بہتر ہے جس کو فنا ہے پھر جب اسے بطور رشوت قبول کیا جائے اور حرام ذرائع سے حاصل کیا جائے، تمہیں اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے جب کہ اس کے واضح ہونے میں کسی عقلمند کو ہرگز شبہ نہیں ہے، دراصل اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ دنیوی ساز وسامان کا لالچ ہی ایسا گناہ ہے جس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کے معاملات کوخراب کردیا ان کے دل و دماغ پر دنیوی محبت کا غلبہ ہوگیا جس نے ان کے رشد اور فہم صحیح کو ختم کر کے رکھ دیا۔
وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ : جولوگ کتاب اللہ کے احکامات کیساتھ وابستگی رکھتے ہیں اپنے تمام معاملات میں اس کی راہ نمائی کی روشنی میں رواں دواں رہتے ہیں، نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے تو ہم ان کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔
وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ کو معلوم ہے جب ہم نے ان کے سروں پر طور پہاڑ کو اٹھایا، بظاہر بادل دکھائی دیتا تھا انہیں یقین تھا کہ اگر وہ دین اسلام کے احکام کی مخالفت کریں گے تو پہاڑ ان پر ضرور گر پڑے گا، سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا کہ وہ شریعت اسلامی کو قوت اور عزم کے ساتھ پکڑیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طور پہاڑ اٹھا کر لا کھڑا کیا ان کے دلوں پر خوف طاری ہوا تو ان میں سے ہر شخص سجدہ کی حالت میں زمین پر گر پڑا ہم نے ان سے کہا تم شریعت کے احکام کو پختگی کے ساتھ پکڑو اور اس میں جو مامورات اور منہیات ہیں ان کا تذکرہ کرتے رہو اس کے نتیجہ میں تم میں تقویٰ ظہور پذیر ہوگا اور تم پر امید کیفیت میں رہو گے اس لئے کہ اقامت دین میں عزیمت کی قوت سے نفس امارہ میں تزکیہ رونما ہوتا ہے اور اخلاق میں شائستگی ظہور پذیر ہوتی ہے جیسا کہ اقامت دین کے سلسلہ میں سستی، غفلت کے سبب شہوت نفسانی برانگیختہ ہوتی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (الشمس: ۹، ۱۰) ''بے شک وہ شخص کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا اور وہ شخص ناکام ہے جو اسے اسفل السافلین میں لے گیا'' مزید تفصیل سورۃ البقرۃ میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے آدم کی اولاد سے ان کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو ان کی ذات پر گواہ بنایا (اللہ تعالیٰ نے کہا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ ہم گواہی دیتے ہیں (گواہی کا حاصل کرنا) اس بات سے بچاؤ تھا کہ تم قیامت کے دن کہو بے شک ہم اس توحید سے غافل تھے۔ یا تم کہو کہ ہمارے آباؤ اجداد نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے کیا تو ہمیں تباہ و برباد کرتا ہے ان کاموں کے سبب جو بدکار لوگوں نے کئے۔ اسی طرح ہم آیات کی وضاحت کرتے ہیں اور تا کہ وہ باز آجائیں۔

لغوی تحقیق: ظُهُوْرٌ کا واحد ظَهْرٌ ہے، جسم کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جو انسانی ڈھانچہ میں ستون کی طرح مہرہ ہوتا ہے مراد کمر ہے جس پر انسان کی باڈی کا انحصار ہوتا ہے اس لحاظ سے اگر اس پر جسم کا اطلاق کیا جائے تو درست ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ان پر کتابیں نازل کیں جیسا کہ بنی اسرائیل کے واقعہ میں اس کی وضاحت موجود ہے لیکن اس کے بعد ان آیات میں واضح کیا ہے کہ ہدایت الٰہیہ تو انسانوں کی فطرت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکوز ہے اوران کی عقل میں استعداد موجود ہے جس کے سبب ایمان تو حیداور تشکر الٰہیہ نشأۃ اولیٰ سے ہی انسان کی فطرت میں ودیعت ہے چنانچہ اللہ پاک نے یہودیوں کی سرکشی میں مسلسل تیزی اور گمراہی کے میثاق ازلی خاص کے بعد تذکرہ کیا ہے جس پر آیت نمبر ۱۷۱ کا مفہوم دلالت کررہا ہے اس مقام پر بیان کیا کہ انہوں نے عہد کوتوڑ ڈالا جو تمام بنی آدم سے لیا گیا تھا جب کہ وہ ابھی آدم کی پشت میں تھے اور یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر اللہ پاک کے ساتھ شرک کیا۔

تشریح: اے پیغمبر! آپ تمام لوگوں کو آگاہ فرمائیں کہ اللہ پاک نے عموماً تمام انسانوں سے فطرت پررواں دواں رہنے کا عہد لیا جب بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو یکے بعد دیگرے پیدا فرمایا سبھی کو فطرت اسلامیہ پر پیدا فرمایا ان کے دلوں میں ایمان کے طبعی وصف کو ودیعت کیا اور واضح کیا کہ ہر فعل کا کوئی فاعل ہوتا ہے اور اس عالم میں جو اسباب اور مسببات کے انداز پر ہے ایک ذات کی بادشاہت ہے جو تمام کائنات سے اوپر ہے وہی اکیلا عبادت کے لائق ہے، سبھی سے اللہ تعالیٰ نے استفسار کیا، کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے زبان حال کیساتھ اللہ کی ربوبیت کا اعتراف کیا اور واضح کیا کہ تیری ذات ہی اس لائق ہے کہ اسکی عبادت کی جائے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو ان کے باپ کی پشت سے نکالا وہ سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ پاک ان کا پروردگار اور ان کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، دراصل یہ انسانی فطرت ہے جس پر انسان کی تخلیق ہوئی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ (الروم:۳۰) ''اللہ کی فطرت جس پر اس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے'' نیز ارشاد نبوی ہے ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنالیتے ہیں جیسا کہ چارپایہ جب بچے کو جنم دیتا ہے تو اس کے اعضاء درست ہوتے ہیں ان میں کوئی بچہ کان کٹا نہیں ہوتا'' (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۹۲، صحیح مسلم کتاب القدر باب ۵، صحیح ابی داؤد کتاب السنۃ باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب القدر باب ۵، ارواء الغلیل ح ۱۲۲۰، مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۵، ابن حبان ح ۱۶۵۸، البیہقی ج ۹ ص ۱۳۰، صحیح الجامع الصغیر ح ۴۵۶۰)

صحیح مسلم میں عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے ارشاد نبوی ہے، اللہ فرماتے ہیں میں نے تمام بندوں کو ایک جانب جھکنے والے بنایا لیکن شیاطین نے ان کو ان کے دین سے برگشتہ کردیا اور ان پر ان چیزوں کو حرام قرار دے دیا جن کو میں نے ان پر حلال قرار دیا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۶، مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۲، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۳۳)

ذہن نشین کریں اگر اللہ تعالیٰ چیونٹی کو فہم عطا کرسکتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ﴾ (النمل:۱۸) ''چیونٹی نے اعلان کیا اے چیونٹیو! تم سب اپنی اپنی بلوں میں داخل ہوجاؤ'' اور اگر داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے اللہ کی تسبیح کرسکتے ہیں اگر پہاڑ کو مخاطب کیا جاسکتا ہے، اگر اونٹ سجدہ ریز ہوسکتا ہے اور کھجور کا تنا بات سن کر اطاعت کرسکتا ہے تو انسانوں کے ارواح کیوں کلام نہیں کرسکتے؟ بہرحال اللہ پاک قادر مطلق ہے اس سے اس کے افعال کے بارے میں سوال نہیں کیا جاسکتا، مزید گواہی دینے کے سبب کو واضح کیا کہ ہم نے تمہارے عذر کو ختم کرنا چاہا ہے کہ تم قیامت کے دن کہیں یہ جملہ زبان پر نہ لے آؤ کہ ہمیں توحید کا علم ہی نہ تھا، ہمیں توحید سے کسی نے آگاہ ہی نہیں کیا۔

اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ : یا تم اس دن کہو کہ ہمارے آباؤ اجداد نے شرک کا اختراع کیا اور ہم سے پہلے انہوں نے شرک کو رواج دیا ہمیں شرک کے غلط ہونے کا علم نہ تھا اور توحید کی جانب ہماری راہ نمائی نہ ہوسکی، کیا تو ہمیں ان لوگوں کے کردار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سبب ہلاک کر رہا ہے جو جادہ استقامت سے دور ہو گئے ؟ معلوم ہوا آباؤ اجداد کی تقلید پر ہرگز کسی عذر کی شنوائی نہ ہوگی ، دلائل کے مقابلہ میں تقلید کی جانب التفات ہی نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ فطری اور عقلی دلائل کی موجودگی میں جہالت کا عذر اس لائق نہیں کہ اس پر کان دھرا جائے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ : ہم انسانوں کیلئے دلائل وضاحت کیساتھ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی عقل کو استعمال کریں، تدبر اور تفکر کو برابر استعمال میں لائیں، آباؤ اجداد کی تقلید اور جہالت سے کنارہ کش رہ سکیں، اس آیت کے مفہوم میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص کسی پیغمبر کی بعثت سے آشنا نہیں قیامت کے دن اسے معذور نہیں سمجھا جائیگا اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا، ہاں اگر پیغمبروں کی بیان کردہ وضاحتوں سے ناواقف رہے تو انہیں معذور سمجھا جائیگا۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۳۵)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَالَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴿۱۷۸﴾

ترجمہ: اور آپ انہیں اس شخص کے بارے میں بتائیں جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا لیکن وہ ان کے علم سے نکل گیا پس اس کے پیچھے شیطان ہوا تو وہ گمراہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیات کے سبب اونچا کر دیتے لیکن وہ پستی کی جانب جھک گیا اور اپنی خواہش کی پیروی کی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو اس پر حملہ آور ہو تو وہ زبان باہر نکالتا ہے یا اگر تو اسے چھوڑ دے پھر بھی وہ زبان باہر نکالتا ہے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ہماری آیات کو جھوٹ خیال کرتے ہیں ان پر آپ اس نصیحت کو بیان کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ ان لوگوں کی مثال بری ہے جو ہماری آیات کو جھوٹ خیال کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ جس کو اللہ راہ دکھاتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرے تو یہ لوگ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

لغوی تحقیق: فَانْسَلَخَ نکل گیا مادہ (س ل خ) ہے، اس کے اصل معنی کھال کھینچنے کے ہیں جیسے محاورہ ہے "میں نے اس کی کھال کھینچی تو وہ کھنچ گئی" نیز مہینہ کے گزر جانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ (التوبہ: ۵) "جب عزت کے مہینے گزر جائیں" ارشاد ربانی ہے: ﴿نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ﴾ (یس: ۳۷) "اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں"

(مفردات امام راغب ص ۴۳۶).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَلْهَثْ زبان نکالتا ہے، زبان باہر نکالنا کتے کی طبیعت میں داخل ہے خواہ وہ تھکا ماندہ ہو یا آرام میں ہو جب کہ دوسرے حیوانات صرف تھکاوٹ کے باعث زبان باہر نکالتے ہیں نیز کتا پیاس کے وقت بھی زبان نکالتا ہے۔(اعراب القرآن ج ۳ ص ۴۹۴)

بلاغت: آیت ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ﴾ میں اَلْمَذْهَبُ الْكَلَامِي ہے، مقصود یہ ہے کہ کلام کرنے والا شخص جس چیز کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے اثبات میں ایسی دلیل ذکر کرتا ہے جو مخالف کی زبان کو بند کر دیتی ہے نیز منطقی انداز سے مقدمات صادقہ کی ترتیب سے نتیجہ نکالا جاتا ہے، اس مقام میں ترتیب مقدمتین ملاحظہ فرمائیں: ﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ﴾ ''اللہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا'' اسی طرح اگر اللہ چاہتا تو جس شخص کی تمثیل پیش کی گئی اس کو عظمت عطا کر دیتا، چنانچہ اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں، مزید اس میں تشبیہ تمثیل سے اس شخص کی حالت کو جسے عطیہ دیا جاتا ہے لیکن وہ قبول نہیں کرتا ہے، کتے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ اگر آپ اس پر حملہ کریں تو وہ بھونکتا ہے اور بھاگ جاتا ہے اور اگر اسے کچھ نہ کہیں تب بھی بھاگتا ہے اور بھونکتا ہے، ہر حالت میں اپنی کوشش جاری رکھتا ہے۔(اعراب القرآن ص ۴۹۷)

تشریح: آپ یہودیوں کو اس شخص کے بارے میں بتائیں جس کو ہم نے توحید کے دلائل عطا کئے تھے اس کا شمار اہل علم سے ہوتا تھا لیکن اس نے علم کو خیر باد کہہ کر اسے اپنی پشت کی جانب کر دیا اس نے علم کی جانب التفات تک نہ کیا تاکہ وہ صحیح راہ پر گامزن ہوتا شیطان نے اس کا تعاقب جاری رکھا اور اسے وسوسے ڈالتا رہا اس کا نور بصیرت جاتا رہا، اس نے شیطان کے وسوسوں کو قبول کیا تو وہ گمراہ فسادی لوگوں میں شامل ہو گیا۔ دنیوی اخروی لحاظ سے ذلیل ہو گیا، اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے اور انہیں ڈرایا گیا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں کہیں وہ اس گڑھے میں نہ گر جائیں جس میں یہ شخص گرا جب وہ دنیا کو محبوب سمجھ کر شہوات اور لذات کی جانب جھک گیا۔

وَلَوْشِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا : اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیات اور اس پر عمل کرنے کے سبب بلند کر دیتے درجہ کمال تک اس کی رسائی ہوتی تو ہم کر سکتے تھے لیکن وہ بتائے ہوئے راہ پر نہ چلا بلکہ اس کی مخالف سمت پر رواں دواں رہا۔

وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ : وہ دنیا کی جانب جھک گیا اور اپنی زندگی کا منتہائے مقصود جسمانی لذات سے ہمکنار رہنا سمجھا اور روح کو بلندی عطا کرنے کی جانب دھیان تک نہ کیا، دراصل اللہ کی سنت یہ ہے کہ اس نے ہر انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ فطرت کی راہ نمائی میں رواں دواں رہتا ہے یا دنیوی زیب و زینت اور مال و متاع کی کشش اسے اپنی جانب کھینچتی ہے تو جس جانب انسان خود کو چلاتا ہے اللہ پاک اسی جانب اس کو پھیر دیتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَانَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا○ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا﴾ (الاسراء:۱۸۔۲۰) ''جو شخص دنیا کی آسودگی چاہتا ہے ہم اس کو اس جگہ میں جلدی عطا کرتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں پھر اس کے لئے دوزخ مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ داخل ہو گا مذمت کیا گیا دھتکارا ہوا۔ اور جو شخص آخرت کے ثواب کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے اور وہ مسلمان ہے پس ان لوگوں کی کوشش کو قبول کیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ ہر فرقہ کی ہم مسلسل مدد کریں گے تیرے پروردگار کے عطیہ سے، جب کہ تیرے پروردگار کے عطیہ کو روکا نہیں جائے گا''

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو آیات کے علم سے نوازا گیا تو وہ خود کو کمال کی منزل پر پہنچائے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میدان میں عزیمت کو ہمیشہ حرز جاں بنائے رکھے صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لئے رواں دواں رہے اور جو شخص حصول علم سے مال و دولت کے فراہم کرنے میں خود کو مشغول رکھتا ہے اور سستی شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس شخص نے درحقیقت اپنی آخرت کو خراب کر دیا اسے اس قدر زبردست نقصان پہنچا جس کو کبھی پورا نہیں کیا جا سکے گا۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ : یہ شخص اس وصف کے لحاظ سے کتے جیسا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خسیس ہے چونکہ اس کا میلان یکسر دنیا کا حصول ہے اور اپنی خواہش نفس کو تسکین دلانا ہے اس لئے اس کی کیفیت انتہائی ناگفتہ بہ ہے وہ ہمیشہ اس غم میں شب و روز بسر کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دنیوی مال و متاع کو فراہم کیا جائے اور عیش کوشی کے جائز ناجائز ذرائع کے حصول میں دیوانہ دکھائی دیتا ہے وہ تو خواہشات نفسانی کا اسیر ہے اور مال و دولت کے حصول میں تمام تر حدود کو پھاند جاتا ہے، جس وسعت کے ساتھ دنیوی مال و متاع اس کے قبضہ میں آتا ہے اسی انداز کے ساتھ اس کا لالچ روز افزوں بڑھتا چلا جاتا ہے عربی کا ایک شاعر کس خوبصورتی کے ساتھ اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں سمو کر پیش کر رہا ہے ؎

فَمَا قَضٰى اَحَدٌ مِّنْهَا لُبَانَتَه
وَلَا انْتَهٰى اَرَبٌ اِلَّا اِلٰى اَرَبِ

''دنیوی ساز و سامان کے حصول سے کسی شخص نے اپنی حرص و آز کو پورا نہیں کیا ابھی ایک ضرورت اختتام پذیر ہوتی ہے تو دوسری سامنے آ کھڑی ہوتی ہے''

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا : ذکر کردہ تمثیل غرابت کے لحاظ سے انتہائی مؤثر کیفیت کی حامل ہے ان لوگوں کی مثال جنہوں نے ہماری آیات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا اور جہالت، نیز آباؤ اجداد کی تقلید کے پیش نظر ان سے اعراض کیا انہوں نے بظاہر سمجھا کہ اگر وہ ان آیات پر ایمان لائیں گے تو اس کے نتیجہ میں ان کی عزت خاک میں مل جائے گی اور انہیں معاشرہ میں جو عظمت ملی ہوئی ہے خطرہ ہے کہ کہیں چھن نہ جائے تو یہ خطرات درمیان میں حائل تھے جن سے خوفزدہ ہوتے ہوئے انہوں نے بصیرت کو خیر باد کہہ دیا تو ان لوگوں کی کیفیت ان لوگوں جیسی ہے جنہیں آیات کے علم سے نوازا گیا لیکن وہ یکسر ان سے روگردانی کرتے ہوئے خواہشات نفسانی کے پیروکار ہو گئے جس نے انہیں خواہشات کا غلام بنا دیا اور وہ ان سے فوائد حاصل کرنے سے یکسر محروم ہو گئے ایک شاعر اس حقیقت کو ایک شعر کی شکل میں پیش کر رہا ہے ملاحظہ فرمائیں ؎

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ
وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعَمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ

''آنکھ درد میں مبتلا ہو تو وہ سورج کی روشنی کا انکار کر دیتی ہے اور انسان بیمار ہو تو اس کی زبان پانی کے اصل ذائقہ کا انکار کر دیتی ہے جیسا کہ ملیریا کے مریض کو پانی کڑوا محسوس ہوتا ہے''

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ : اے پیغمبر! آپ اس شخص کے واقعہ کو بیان کریں جس کی کیفیت ان لوگوں جیسی ہے جو آیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنیہ کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ غور وفکر اور بصیرت سے کام لیتے تو ممکن تھا کہ وہ باز آجاتے اور ان کی بصیرت انہیں اطمینان کی دولت سے ہمکنار کر دیتی، حقیقت یہ ہے کہ دلائل اتنے مؤثر نہیں ہوتے جس قدر تمثیلات سے سیرابی ہوتی ہے، مزید برآں اس کے اثرات دوررس ہوتے ہیں، ضرورت ان میں تدبر اور تفکر کرنے کی ہے اسکے نتیجہ میں حق وصداقت کی جانب پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔

سَآءَ مَثَلاً الۨقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا : وہ لوگ صفات کے لحاظ سے انتہائی پستی میں ہیں جو آیات میں تفکر تدبر سے روگردانی کرتے ہیں بلکہ دشمنی اور عداوت کی نظر کے ساتھ آیات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود پر ظلم کرتے ہیں جب کہ وہ ہدایت کی دولت سے بھی محروم رہتے ہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں دنیوی اخروی سعادتوں سے محرومی ان کا مقدر ہوتا ہے۔

ذہن نشین کریں قرآن پاک نے اس شخص کے نام کا ذکر نہیں کیا ہے جس کی تمثیل پیش کی گئی ہے بلکہ اس کی جنسیت اور وطنیت کے بارے میں بھی علم نہیں ہے، سنت صحیحہ میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ملتا ہے، تفاسیر میں اس کا نام بلعام بن باعوراء ذکر کیا جاتا ہے لیکن اس سلسلہ کی تمام روایات اسرائیلی ہیں بہر حال کوئی بھی شخص ہو مقصود تو زجر وتوبیخ ہے کہ علماء کرام کو اپنے منصب اور مقام کا تحفظ کرنا چاہیے اور علم کی عظمت کو خاک میں ملانا اور دنیا کے حصول میں خواہشات نفسانی کا غلام بن کر کردار ادا کرنا اسے انسانوں کی فہرست سے خارج کر دیتا ہے بلکہ حیوانات میں سے بدترین حیوان طبعی لالچ کے لحاظ سے کتا ہے اس کے روپ میں دکھائی دیتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ: اور بے شک ہم نے دوزخ کے لئے بہت زیادہ جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ان کے دل ہیں وہ ان کے ساتھ سمجھتے نہیں ہیں اور ان کی آنکھیں ہیں وہ ان کے ساتھ دیکھتے نہیں ہیں اور ان کے کان ہیں لیکن ان کے ساتھ سنتے نہیں ہیں یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو بے خبر ہیں۔ اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں تم ان ناموں کے ساتھ ان کو پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑو جو اللہ کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں انہیں ضرور بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے رہے۔ اور جن کو ہم نے پیدا کیا ان سے ایک جماعت ہے جو دین حق کی جانب راہ نمائی کرتی ہے اور وہ دین حق کے مطابق انصاف کرتی ہے۔

لغوی تحقیق: قُلُوبٌ اس کا واحد قَلْبٌ ہے، صنوبری شکل کا گوشت کا لوتھڑا جو ہر انسان کے بائیں جانب سینے کی پسلیوں کے نیچے ہوتا ہے کبھی اس کا اطلاق وجدان روحی، عقل پر بھی ہوتا ہے اس کا نام ضمیر بھی ہے جو حکم لگاتا ہے اس میں شعور وجدان کارفرما رہتا ہے۔

(المراغی ج ۳ ص ۱۴۱)

تناسب: قبل ازیں اس شخص کا واقعہ بیان ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے باغی ہو گیا، شیطان نے اسے اپنے پیچھے لگا لیا تھا، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسبت سے ان آیات میں ان گمراہ لوگوں کا تذکرہ ہورہا ہے جن کا حال اس باغی شخص سے کم نہیں ہے تاکہ لوگ تفکر، تدبر کے بعد گمراہی کی روش ترک کریں، بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوکر عفو وکرم کی بھیک طلب کریں، اس کے بعد بیان ہورہا ہے کہ ہدایت اور گمراہی کے اسباب کا دارومدار انسان کی استعداد پر ہے کہ انسان عقل اور حواس خمسہ کی روشنی میں دونوں مقاصد میں سے ایک مقصود کی جانب اللہ کی تقدیر کے ساتھ رواں دواں ہوجائے، پہلے بیان ہو چکا ہے دوزخ میں اس مخلوق کو گرایا جائے گا جنھوں نے اپنی عقل اور حواس خمسہ ظاہرہ کو استعمال نہ کیا، آیات الٰہیہ پر غور وفکر نہ کیا تو اس کے نتیجہ میں ان کو غفلت نے ڈھانپ لیا اب اس غفلت کے علاج کا ذکر ہو رہا ہے اس کا علاج صبح وشام بلکہ ظاہر، پوشیدہ اللہ کا ذکر، اللہ کو اس کے بہترین ناموں کے ساتھ پکارنا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کے اچھے اچھے نام ہیں جو بہترین معانی اور اللہ کے اکمل ومکمل اوصاف پر دلالت کرتے ہیں تمہارے لئے ازبس ضروری ہے کہ تم اللہ پاک کو ان ناموں کے ساتھ پکارو، اللہ کی تعریف کرو اور جب تم اللہ سے سوال کرو اور اپنی حاجت اس کی بارگاہ میں پیش کرو۔

تشریح: ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (الدھر:۳) ''ہم نے انسان کو دونوں راستوں کی راہ نمائی کی ہے یا تو انسان شکر گزار ہوگا یا کفران نعمت کا رویہ اپنائے گا'' خیال رہے ہدایت ایک اکائی ہے اور گمراہی کی اقسام بہت ہیں اس کی مزید وضاحت اور اس کے سبب کا بیان ہورہا ہے کہ ہم نے اس عالم میں کثیر تعداد میں جنوں اور انسانوں کو پیدا فرمایا ہے جو دوزخ کا ایندھن ہیں اور جنت کے لئے بھی استعداد کے مطابق پیدا فرمائے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَرِيقٌ فِى ٱلْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِى ٱلسَّعِيرِ﴾ (الشوریٰ:۷) ''ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت دوزخ میں ہے'' اس کے بعد دوزخیوں کے اس سبب کا بیان ہورہا ہے جس کی بنا پر وہ دوزخ کے مستحق ٹھہرے۔

گمراہی کا سبب: ﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا﴾ یہ لوگ دل کے لحاظ سے بیمار ہیں ان کے دل سمجھتے نہیں ہیں کہ کس طرح ان کا نفس امارہ مغلوب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کا تصور اس قدر پختہ ہو کہ اللہ کے سوا سے خوفزدہ نہ ہوں اور نہ اس کے سوا سے امیدیں وابستہ رکھیں اور نہ بھروسہ کیا جائے ضرورت کے پیش نظر صرف اللہ کی بارگاہ ہی سے سوال کیا جائے اگر اللہ نے اسباب کو پیدا فرمایا ہے تو اسباب کو بروئے کار لایا جائے جیسا کہ جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے اطباء اور ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے اور راسخ فی العلم علماء علمی مسائل میں فتاویٰ تحریر کریں اور مشکل مسائل کے حل کی جانب پوری توجہ دی جائے اور جو لوگ بیماری کے اسباب کا علم نہیں رکھتے ہیں اور نہ بیماری کا علاج ادویات کے ذریعہ کرتے ہیں بلکہ ان کا مشغلہ تعویذات، دم وغیرہ ہیں، مزید برآں زندوں اور فوت شدہ انسانوں کی کرامات اور ان سے بیماریوں کے دور کئے جانے کا اعتقاد رکھنا یہ سبھی صورتیں ناجائز ہیں اللہ پاک تو فرماتے ہیں کہ اللہ کی ذات کے سوا ہرگز کسی کو نہ پکارو صرف اسی کو پکارو، وہ اگر چاہے گا تو تمہاری مشکلیں دور ہوجائیں گی۔

وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ ءَاذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا: بظاہر ان کی آنکھیں ان کے کان موجود ہیں لیکن آیات الٰہیہ کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں اور احکام الٰہیہ جو اللہ کی جانب سے اس کے پیغمبروں پر نازل کئے جاتے ہیں ان کی جانب اپنے کان جھکاتے نہیں ہیں بظاہر اگرچہ ان کے کانوں میں آواز تو پہنچتی ہے لیکن احکام پر توجہ نہیں کرتے ہیں اگر توجہ کرنے کے بعد اپنی زندگی کو ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق ڈھال لیتے تو یقیناً دنیوی اخروی سعادتوں سے ضرور ہم کنار ہوتے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان کہلانے والوں نے اپنے کان، آنکھوں اور دلوں کو بے کار بنا رکھا ہے ان کے دل ان آیات کے بارے میں کچھ نہیں سوچتے جن کے وجود سے اللہ پاک کے وجود تک رسائی حاصل ہوتی ہے بلکہ بظاہر قدرت کے جو کرشمے ہیں خواہ ان کا تعلق نباتات و جمادات یا حیوانات سے ہے ان کی جانب بھی توجہ نہیں ہے جب کہ اگر کوئی شخص ان حقائق کی معرفت سے کچھ معلومات رکھتا ہے تو وہ محض دنیوی لحاظ سے ہے حالانکہ یہ سب آیات واضح طور پر ایسی ذات کے وجود کا اثبات کرتی ہیں جو کائنات کا پروردگار ہے، تدبیر کرنے والا ہے، مَاکَانَ وَ مَایَکُوْنُ کا علم رکھتا ہے قدرت کے وصف کے ساتھ موصوف ہے ان اوصاف کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی ذات کو معبود تسلیم کیا جائے اسی سے خوفزدہ رہا جائے اور ہر ایک سے زیادہ اسی سے محبت کی جائے اور اس کی ذات کی معرفت تو ہر غایت کی انتہاء ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ : جن لوگوں کو مذکورہ اوصاف کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے یہ چار پایوں کی مانند ہیں، ظاہر ہے کہ چار پائے عقل سے محروم ہوتے ہیں وہ صرف اپنی معیشت کی حد تک توجہ رکھتے ہیں اور ان کی جو چاہت ہوتی ہے اسے پورا کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں ان کی عقل کا تعلق ان کی معیشت کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ چار پایوں سے بھی زیادہ راہ صواب سے دور ہیں ظاہر ہے کہ جانور تو اپنی فطرت کے قوانین کی مخالفت نہیں کرتے ہیں ضرورت کے مطابق چارہ کھاتے ہیں معقول پانی سے پیاس بجھاتے ہیں حد سے ہرگز تجاوز نہیں کرتے ہیں جب کہ وہ انسان جو شہوت کے غلام ہیں وہ ہر میدان میں حد اعتدال سے گزر کر اسراف کے گرویدہ ہوتے ہیں جب کہ مبالغہ کے ساتھ خورد و نوش کے میدان میں بے شمار بیماریاں جنم لیتی ہیں، معلوم ہوا افراط و تفریط سے کنارہ کشی ضروری ہے خورد و نوش میں حد اعتدال پر رواں دواں رہنے سے نہ صرف یہ کہ صحت جسمانی میں بالیدگی حاصل ہوتی ہے بلکہ روحانی طور پر بھی سکون و اطمینان کی چاشنی سے ناقابل فراموش مسرتیں حاصل ہوں گی اس طرح اگر لوگ مخلوقات کے اسرار اور منافع کی معرفت کے فہم میں افراط و تفریط سے کنارہ کش رہ کر چلیں گے تو نہ صرف یہ کہ وہ دنیوی معیشت کی سعادتوں سے ہم کنار ہوں گے بلکہ آخرت کی زندگی بھی ان کی تمام تر سعادتوں اور خوشیوں سے ہم کنار ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ میں ایسے غبی جاہل لوگ ہوں گے جو زندگی بھر غفلت سے دوچار رہے حقائق کی جانب متوجہ نہ ہوئے ان کی آنکھیں ان کے کان علوم و معارف سے ناآشنا رہے بلکہ کائناتی آیات کی معرفت کی جانب وہ متوجہ ہی نہ ہو سکے جب کہ ایمان کے کامل اکمل ہونے کے لئے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف آیات الٰہیہ کی معرفت کے لئے رواں دواں رہتے بلکہ یقین کامل کی دولت سے ان کا دامن بھرا ہوا ہوتا۔

ذہن نشین فرمائیں! اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ ذکر الٰہی میں محو رہنے سے ایمان کو روحانی تقویت حاصل ہوتی ہے اللہ کی بارگاہ میں رغبت اور شوق میں اضافہ ہوتا ہے دنیوی مصائب حقیر دکھائی دیتے ہیں اور مومن شخص اگر دنیوی نعمتوں سے کسی حد تک محرومی کا شکار ہوتا ہے تو اس سے وہ پریشان نہیں ہوتا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے جس شخص کو غم، مصیبت یا کوئی مشکل کام سے واسطہ پڑے تو وہ ذیل کے کلمات کہے: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)) ''کوئی معبود نہیں مگر وہ ذات جو عظمت اور حلم کے ساتھ موصوف ہے، کوئی معبود نہیں مگر اللہ ہے جو عظمت والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرش کا رب ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں وزمین کا پروردگار ہے اور عزت والے عرش کا پروردگار ہے"
(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۲۷، صحیح مسلم کتاب الدعوات باب ۳۲، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۴۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ۱۷، الروض النضیر ح۶۷۹، مسند احمد ج اص ۲۲۸، المراغی ج ۳ص ۴۴۴)

اسماء الٰہیہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں موجود ہیں اور تمام نام بہترین ہیں اس لئے تمام نام اللہ کے کمال کے انتہاء پر دلالت کرتے ہیں، ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ارشاد نبوی ہے، اللہ کے ناوے نام ہیں جو ان کو شمار کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا' اللہ کی ذات کے ننانوے ناموں کا ذکر سنن ترمذی اور مستدرک حاکم میں وارد ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۶۸، صحیح مسلم کتاب الدعاء باب ۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الدعوات باب ۱۰، مشکوۃ البانی کتاب الدعوات باب ۲، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۸۲، تفسیر المراغی ج ۳ص ۴۴۴)

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَآئِهِ : ایمان والوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ تم ان ناموں کیساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو ان لوگوں سے کنارہ کش رہو جو اللہ کے ناموں کے الفاظ یا معانی میں حق وصداقت کی راہ سے دور ہوں ان میں کمی بیشی کریں تحریف، تاویل کا ارتکاب کریں۔

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ : مستقبل قریب میں انہیں ان کی گستاخی کی سزا مل کر رہے گی بلکہ آخرت سے پہلے دنیوی زندگی میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب نازل ہوگا، لہٰذا بچاؤ ضروری ہے کہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جائیں، ذہن نشین کریں کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں جو اسماء وارد ہیں ان کے ساتھ دعا کی جائے جب کہ یَا اَبَا الْمَكَارِمِ، يَا اَبْيَضَ الْوَجْهِ، يَا سَخِيُّ وغیرہ کے القاب سے نہ پکارا جائے۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَ يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں میں جن کو ہم نے پیدا کیا ایک گروہ ایسا ہے جو حق وصداقت کی راہ دکھاتا ہے اور حق وصداقت ہی کے ساتھ انصاف بھی کرتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے اس طرح کہ انہیں علم بھی نہیں ہوگا۔ اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بلاشبہ میری تدبیر مضبوط ہے۔ کیا ان لوگوں نے غور وفکر نہیں کیا کہ ان کے رفیق (پیغمبر) ہیں ان میں دیوانگی تو نہیں ہے؟ وہ اس کے سوا نہیں کہ وہ کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا یہ آسمان وزمین کی بادشاہت اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے نہیں دیکھتے ہیں؟ نیز یہ کہ ان کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟ جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور وہ انہیں ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں۔

لغوی تحقیق: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑتے ہیں، مادہ (درج) ہے، دَرَجَ چلا، سیڑھی پر چڑھا، مٹ گیا، بے اولاد مر گیا، دَرَّاجٌ چغل خور، دَرَجَۃٌ رتبہ، اَلدَّرَجَۃُ سیڑھی، دَرَّاجَۃٌ سائیکل، تَدَرَّجَ آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔

قومیں ایک دم اور اچانک تنزل و ادبار کے گڑھوں میں نہیں جا گرتیں بلکہ تباہی و بربادی کا یہ عمل تدریج کے ساتھ لمحہ بہ لمحہ قوموں کو اس مقام پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں ان کا مٹ جانا یقینی ہو جاتا ہے یہ قومیں وہ ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر نہیں کرتیں جو ان کے چاروں طرف بکھری پڑی ہیں ان سچائیوں پر ایمان نہیں لاتیں جو ظاہر و عیاں ہیں ان مقامات عبرت سے عبرت پذیر نہیں ہوتیں جن سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ کہیں ان سے انفرادی و اجتماعی زندگی میں غلطی تو سرزد نہیں ہوئی، آہستہ آہستہ ہلاکت و بربادی کی طرف لڑکھنے والی قومیں وہ ہوتی ہیں جو اپنے ماضی کو فراموش کر دیتی ہیں حال کے تقاضوں کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتیں اور مستقبل کے خطرات یا کامرانیوں کا صحیح اندازہ نہیں کرتیں۔ (لسان القرآن ص ۷۳۵۔۷۳۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ اس نے جنوں انسانوں کی کثیر تعداد کو دوزخ کا مستحق ٹھہرایا جب کہ انہوں نے اپنی فطرت کو بگاڑ لیا اس لئے کہ انہوں نے عقل اور حواس باطنہ کو استعمال نہ کیا، بعد ازاں فطرت کی اصلاح کے بارے میں ہماری راہ نمائی کرتے ہوئے آگاہ فرمایا کہ اصلاح کا ایک طریقہ ہے کہ تم اللہ پاک کو اس کے بہترین ناموں کے ساتھ پکارو اس کے بعد اس امت کا ذکر کیا جس نے توحید کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسے قبول کیا اس کے بعد امت دعوت سے ان لوگوں کا بیان ہوا جنہوں نے دعوت توحید کا انکار کیا بلکہ اس کی تکذیب پر ڈٹے رہے پھر انہوں نے دعوت کو قبول کرنے میں جن شبہات کو پیش کیا ان کو کالعدم قرار دیا، مزید برآں کھلے انداز میں راہ نمائی کرتے ہوئے انہیں غور و فکر کی جانب متوجہ کیا جس کے نتیجہ میں انہیں حقائق کی معرفت سے آگاہ کیا اور ان دلائل پر غور و فکر کرنے کی رغبت دلائی جن سے رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی معرفت حاصل ہوتی ہے، بعد ازاں واضح کیا کہ ان لوگوں کے راہ راست پر آنے کی طمع نہ کرو جن کی گمراہی کا اللہ پاک نے فیصلہ کیا ہے اور ان کو اسی کیفیت میں چھوڑ دیا کہ حسرت ان کا مقدر ہے اور سرکشی ان کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔

تشریح: ہماری مخلوق میں سے کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کا تعلق اگرچہ مختلف قبائل سے ہے لیکن وہ حق و صداقت کی جانب لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور استقامت اختیار کرنے پر زور دیتے ہیں اور تنازعات کے فیصلے حقائق کی روشنی میں کرتے ہیں کسی پر ذرہ بھر ظلم روا رکھنے کو کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں ان کا ایک ہی راستہ ہے ظاہر ہے کہ حق و صداقت ایک اکائی ہے جس میں تعدد کا امکان نہیں ان کا عمومی تعارف یہ ہے کہ یہ امت محمدیہ کے افراد ہیں، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امت محمدیہ تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب دوزخی ہیں سوائے ایک جماعت کے وہ رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن رہے گی اور وہی نجات کی مستحق ہے۔

(تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۴۷، الدر المنثور ج ۳ ص ۱۴۹)

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ : اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ پاک کی آیات کی تکذیب کی ہم انہیں گمراہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کیفیت میں چھوڑ دیں گے اسی حالت میں رواں دواں رہیں گے وہ اپنے انجام کے بارے میں بے خبر رہیں گے وہ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہوں گے کہ حق و باطل کے درمیان تصادم کا ہونا فطری امر ہے جب کہ بالآخر حق کو غلبہ ہوتا ہے اور باطل شکست سے دوچار ہوتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ (الانبیاء:۱۸) ''بلکہ ہم حق کو باطل پر گراتے ہیں تو وہ اس کو کچل دیتا ہے تو وہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے اور باطل شکست سے دوچار ہوتا ہے''

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا قریش کے سرغنہ لیڈر نبی ﷺ کی دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے عددی کثرت اور ثروت نے انہیں مغرور بنا دیا تھا وہ نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ حیثیت نہیں دیتے تھے بلکہ نبی ﷺ کے بارے میں انہیں کبھی خدشہ لاحق نہ ہوا تھا، کفار کا گروہ آہستہ آہستہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عداوت میں سربرآوردہ ہو رہا تھا بلکہ لڑائی میں بھی انہوں نے اپنے ممکنہ وسائل کو جھونک دیا جبکہ اللہ پاک کی غیبی نصرت کے سبب جنگ بدر میں نبی اکرم ﷺ کو غلبہ حاصل ہوا لیکن اس غلبہ کے اثرات نے ان پر ہرگز کچھ اثر نہ ڈالا بلکہ مزید وہ آپ ﷺ کی عداوت اور آپ ﷺ کے ساتھ جنگ و جدال میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جنگ احد میں انہیں جب غلبہ حاصل ہوا تو ابوسفیان نے اعلان کیا کہ بدر کی جنگ کا بدلہ ہم نے جنگ احد میں چکا دیا ہے بالآخر مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں کو اللہ پاک نے کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔

وَأُمْلِي لَهُمْ ط إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ : اسلام کی تکذیب کرنے والوں کو ہم ڈھیل دیتے ہیں، ہماری تدبیر ہے جو نہایت محکم ہے انہیں ڈھیل دینا ان کے ساتھ محبت کی علامت نہیں ہے بلکہ یک گونہ تدبیر ہے اور دوررس نتائج کی حامل ہے، ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مرقوم ہے ''کچھ شک نہیں کہ اللہ پاک ظالم انسان کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کا مؤاخذہ کرتا ہے تو پھر اسے مہلت نہیں ملتی ہے''

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۵، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۶، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲۲، تفسیر الدر المنثور ج ۳ ص ۱۴۹، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۴۹)

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا سكتة مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ : تعجب ہے کہ یہ لوگ اللہ کے پیغمبر کی تکذیب کر رہے ہیں اس کی زندگی کے احوال و کوائف پر نظر نہیں ڈالتے ہیں ان کا بچپن پھر ان کی دعوت کی حقیقت، رسالت کے دلائل اللہ کی وحدانیت کے دلائل اور ان کے دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت پر انہیں غور و فکر سے سوچنا چاہیے، حقیقت یہ ہے کہ معمولی سوچ و بچار کے بعد جلد ہی انہیں حق و صداقت کا علم حاصل ہو جائیگا اور اس حقیقت کے اظہار میں کچھ خفا نہیں کہ اس دعوت کا داعی ہرگز دیوانہ نہیں ہے جبکہ کفار نے آپ کو دیوانہ سمجھ رکھا تھا بلکہ ہمیشہ سے کفار کا رویہ رہا ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کے پیغمبروں کو دیوانے قرار دیا چنانچہ نوح، موسیٰ علیہما السلام کو بھی دیوانہ قرار دیا۔

عام انداز میں ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ﴾ (الذٰریٰت:۵۲) ''اس طرح ان لوگوں کے ہاں جوان سے پہلے تھے کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر انہوں نے اسے جادوگر یا دیوانہ کہا'' لیکن اللہ پاک نے کھلے الفاظ میں ان کے قول کو باطل قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ پیغمبر ہرگز دیوانہ نہیں ہے بلکہ تمہیں اللہ کے عذاب سے خوفزدہ کر رہا ہے وہ تمہارا خیر خواہ ہے وہ تمہیں آگاہ کر رہا ہے کہ اگر اس کی نبوت کو تم تسلیم نہ کرو گے تو تم پر دنیوی اخروی عذاب نازل ہوگا، رسول اکرم ﷺ کے بارے میں غور و فکر کی ترغیب دلاتے ہوئے یہ جملہ استعمال ہوا ہے، ﴿مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّن جِنَّةٍ﴾ کہ ان کا ساتھی دیوانہ نہیں ہے اس جملہ میں انہیں خبردار کیا ہے کہ اس کو سبھی لوگ جانتے ہیں بچپن سے لے کر چالیس سال تک کا عرصہ یہ شخص ان میں رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کی سیرت کے ایک ایک ورق کا انہیں علم ہے کیا جھوٹ بولنا اس کی عادت تھی؟ یا جھوٹ کا کوئی کلمہ اس عرصہ میں اس کی زبان پر آیا ہے؟ ہرگز نہیں ان کے ایک لیڈر کا قول ہے کہ محمد ﷺ نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا تو اگر لوگوں کے بارے میں اس نے جھوٹ نہیں کہا تو اللہ پاک کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے؟ اسی وجہ سے ان کے لیڈروں کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (الانعام:۳۳) ''یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ ظالم لوگ تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں''۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر مشرکین مکہ آپ ﷺ کی نشو ونما کے دور پر غور کرتے اور آپ ﷺ کی امانت اور راست بازی کے بارے میں غور وفکر سے کام لیتے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کی جانب دعوت دے رہے ہیں اور ایک اللہ کی عبادت کا حکم دے رہے ہیں اور دینی، شہری اور اجتماعی معاملات کی اصلاح میں گامزن ہیں تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس قسم کی قیمتی باتیں کسی دیوانے شخص کی زبان پر نہیں آ سکتی ہیں بلکہ عقل اور فکر انہیں اس مقام پر کھڑا کرتی کہ یہ باتیں ایک اُمی انسان کی نہیں جو ان کے درمیان چالیس سال رہا بلکہ اس نے جن دلائل عقلیہ اور کائناتی براہین کو پیش کیا یہ قیمتی باتیں ایسے شخص کی زبان پر کیسے آ سکتی ہیں جو فن مناظرہ سے آشنا نہیں جسے فخر و مباحات سے کچھ راہ ورسم نہیں اور جس نے زمانہ ماضی میں کسی شخص سے کوئی جھگڑا نہیں کیا ہے، ہو نہ ہو یہ تو وحی کا علم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے آپ ﷺ کے دل پر القاء کیا ہے اور جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے احکام و دلائل نازل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کے ساتھ جس شخص کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تو بڑے فضل والی ہے۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی تکذیب کر رہے ہیں جس کی سچائی اور امانت کے معترف ہیں اور اسے دیوانہ کہہ رہے ہیں جب کہ آپ ﷺ کی شہرت ان کے ہاں ایک سمجھدار اور کہنہ مشق انسان کی تھی، یہ لوگ آسمان و زمین کی بہت بڑی بادشاہت اور مخلوقات پر غور وفکر نہیں کرتے ہیں، عجیب و غریب نظام سے بہرہ ور نہیں ہو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بلا کسی نظام کے بیکار نہیں چھوڑ رکھا ہے بلکہ آسمان و زمین کا ایک ایک ذرہ ایسی ذات کا پتہ دے رہا ہے جو اس کائنات کا صانع ہے اور وہی ایک اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، شاعر کہتا ہے ؎

وَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کر رہی ہے''

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ : اللہ پاک نے اس کتاب کو پرہیز گاروں کیلئے ہدایت کا بڑا سبب قرار دیا ہے لیکن انکار کرنے والوں اور دشمنی رکھنے والوں کیلئے نہیں بنایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جو اس کو پہنچانے والے ہیں وہ دلائل کے لحاظ سے تمام پیغمبروں سے فائق ہیں، پس وہ شخص گمراہ ہے جس میں اللہ کی کتاب پر ایمان لانے کی استعداد نہیں آخر الزمان پیغمبر کو تمام پیغمبروں سے افضل قرار نہیں دیتا۔

وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ : اللہ تعالیٰ گمراہ لوگوں کو سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے وہ حیران و ششدر رہتے ہیں اس سے نکلنا ممکن نہیں جب کہ ان کے دل زنگ آلود ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی جانب پلٹتے نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ: وہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کر رہے ہیں، کب اس کا واقع ہونا ہے آپ کہیں اس کا علم تو میرے پروردگار کے ہاں ہے اس کو اس کے وقت میں نہیں ظاہر کر سکتا ہے مگر وہی قیامت کا وقوع آسمانوں اور زمین میں بوجھل ہوگا، تمہارے پاس نہیں آئے گی مگر اچانک، آپ سے وہ سوال کر رہے ہیں گویا کہ تو قیامت کے بارے میں انہیں خبر کرنے والا ہے، آپ بتائیں اس کا علم اللہ کے ہاں ہے جب کہ اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

لغوی تحقیق: مُرْسٰهَا سے استقرار مقصود ہے، حَفِيٌّ مبالغہ سے سوال کرنے والا، زندگی کے بارے میں قرآن مجید کا مؤقف یہ نہیں ہے کہ جہاں زمان ومکان کا یہ طلسم ختم ہوا وہاں اس کا بھی خاتمہ ہو گیا اس کے برعکس قرآن حکیم زندگی کا یہ تصور پیش کرتا ہے کہ انفرادی واجتماعی طور پر ایک دن ایسا آنے والا ہے جب دوبارہ اس کا ناطہ سابقہ زندگی سے جوڑا جائے گا اور جس شخص نے دنیا میں اپنے عقائد واعمال کی روشنی میں کردار کا جو تشخص بھی قائم کیا ہے اس کو باقاعدہ تولا اور جانچا پرکھا جائے گا اور پھر نیکی، برائی اور عقیدہ وایمان کی استواری یا ضعف وانکار کی بنا پر ان سب کیلئے زندگی کا ایک نیا ڈھب اور اسلوب مقرر کیا جائے گا جو حسب اعمال خوش کن بھی ہوسکتا ہے اور ہولناک بھی، اَلسَّاعَةُ قرآن پاک کی اصطلاح میں وہ گھڑی ہے جب یہ کارخانہ ہست وبود بکھر کر تباہ ہو جائے گا اور نئی دنیا اور نئے عالم کی تعمیر کی نیو رکھی جائے گی، یہ گھڑی کب آئے گی؟ اور کن اسباب وعوامل کی بنا پر دنیا کا یہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، قرآن حکیم کی اس آیت سے البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھڑی خلاف توقع اچانک اس وقت آئے گی جب انسان معمول کے مطابق اپنے کاروبار اور تقریبات میں شاداں فرحاں مصروف ومشغول ہوگا اس مرحلہ پر ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں گی جو اپنے زعم میں یہ سمجھ رہے تھے کہ ہمیں کبھی بھی اس گھڑی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ (لسان القرآن ص ۲۰۵)

تناسب: قبل ازیں اس ساعت کو بیان کیا گیا جو ہر فرد کے ساتھ خاص ہے جب اس کی زندگی کا انتہا ہوتا ہے اب اس آیت میں اس ساعت سے مقصود قیامت کا وقوع ہے۔

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں، سوال کرنے والے مکہ مکرمہ کے قریش تھے، ظاہر ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری تھی اور مکہ مکرمہ کے لوگ قیامت کے وقوع کو بعید از فہم قرار دیتے تھے بلکہ اس کی تکذیب کرتے تھے، ذہن نشین کریں قیامت کے واقع ہونے کے وقت کو لفظ اِرْسَاء کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو ایسی چیز کے استقرار پر دلالت کرتا ہے جس کی اصل حالت حرکت اور اضطراب کی ہو، اس میں اشارہ ہے کہ قیامت کا وقوع تب ہوگا جب اس عالم دنیا کا نظام ٹوٹ پھوٹ جائے گا اور اس زمین کی عمر بھی ختم ہو جائے گی جس میں بے شمار عالم چکر کھا رہے ہیں، متحرک اور مضطرب ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ : آپ (ﷺ) انہیں آگاہ کریں کہ قیامت کے وقوع کا علم صرف میرے پروردگار کو ہے، قیامت کا مجھے علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے اور میرے علاوہ کوئی بھی اس کا علم نہیں رکھتا ہے جبکہ پیغمبر کا کام ڈرانا اور خوشخبری دینا ہے قیامت اور اس کی خوفناکیوں سے ڈرانا ہے غیب کی باتوں سے خبر دینا اور مطلع کرنا نہیں ہے، فرض کیجئے اگر اللہ کا پیغمبر قیامت کے وقوع کی تاریخ کا تعین کر دیتا تو جھٹلانے والے اس کا استہزاً کرنے سے باز نہ آتے اور اس کے جھٹلانے میں اصرار کرتے بلکہ ان کے شکوک وشبہات میں مزید اضافہ ہوتا وقت معین کے آجانے پر ایمانداروں کو گھبراہٹ کا سامنا کرنا ہوتا جس سے ان کی زندگی کا مزہ مکدر ہو جاتا اور اعصاب پر تناؤ حملہ آور ہو جاتا، ایسی کیفیت میں ان کی زندگی اجیرن ہو جاتی کھانے پینے کی جانب بھی ان کا دھیان نہ جاتا، اس المناک کیفیت میں ایماندار لوگ کفار کے مزاح سے مزید اذیتوں میں گرفتار ہو جاتے، چنانچہ ایک بار اعلان ہوا کہ یورپ کے گرجا گھر کے پادریوں نے گرجا گھر کے ساتھ متعلقہ لوگوں کو بتایا کہ فلاں عیسوی میں قیامت وقوع پذیر ہوگی، اس خبر سے لوگوں کے دلوں پر اتنا خوف طاری ہوا کہ دل خوف کے مارے کانپنے لگے کاروبار معطل ہو کر رہ گئے اہل واعیال کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اطمینان کے ساتھ معمول کے کاروبار میں متحرک ہو، عوام الناس کو اس وقت قدرے سکون ملا جب اس خبر کے غلط ہونے کا اعلان ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے وقوع کے معاملہ کو ابہام میں رکھا گیا اس کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو نہیں ہے قیامت کا ظہور اس کے محدود وقت میں ہوگا اس معاملہ میں ہرگز اللہ پاک کا کسی پیغمبر کیساتھ بھی کوئی رابطہ نہیں ہے جبکہ پیغمبروں کا کام تو ڈرانا ہے۔

ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : قیامت کے وقوع کا معاملہ کہ کس وقت اس کا وقوع ہوگا یہ تو فرشتوں جنوں اور انسانوں سے مخفی رکھا گیا ہے جبکہ اللہ نے قیامت کی ہولناکیوں سے تو آگاہ کیا ہے اس کے وقوع پذیر ہونے کے وقت سے پردہ کشائی نہیں کی گئی ہے وہ ہمیشہ اس کے انتظار میں خود کو رکھتے ہیں جب کہ اس کا وقوع اچانک ظہور پذیر ہوگا، بہر حال سورج لپیٹ دیا جائے گا، ستارے بکھر جائیں گے، سمندر پھٹ جائیں گے، دوزخ کا روپ دھار لیں گے، قیامت کا وقوع بلا اطلاع اچانک ہوگا۔

صحیحین میں ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے قیامت کے وقوع کے وقت کہیں یہ کیفیت بھی ہوگی کہ فروخت کنندہ اور خرید کنندہ نے کپڑے کو اپنے درمیان پھیلا رکھا ہوگا خرید وفروخت کی باتیں ہو رہی ہوں گی ابھی کپڑے کے تھان کو نہیں لپیٹیں گے کہ قیامت واقع ہو جائے گی، ایک شخص اپنے پانی کے حوض کے پتھروں کو پلستر کر رہا ہوگا تا کہ حوض میں پانی جمع کر کے ضرورت کے وقت اپنے اور اپنے چارپایوں کے استعمال میں لائے، عملاً پانی نہ خود پی سکے گا نہ کسی کو پلا سکے گا کہ قیامت واقع ہو جائے گی، ایک شخص نے لقمہ اٹھایا ہوا ہوگا ابھی اس نے منہ میں نہیں ڈالا ہوگا کہ قیامت واقع ہو جائے گی۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب ۲۵ صحیح مسلم کتاب الفتن باب ۲۶ تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۵۴ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۲۹)

ان تمام واقعات سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ لوگ اپنی معیشت کے معاملات میں مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت واقع ہو جائے گی اس لئے ضروری ہے کہ ایماندار قیامت کے وقوع سے خوفزدہ رہیں اور اعمال صالحہ میں انہماک رکھیں نافرمانی کے کاموں سے دور رہیں اور قیامت کے بارے میں جھگڑنے اور وقت کے تعین میں قیل وقال سے پرہیز کریں۔

يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا : وہ قیامت کے وقوع کے بارے میں آپ سے اس طرح سوال کر رہے ہیں گویا کہ آپ مبالغہ کے ساتھ چمٹ کر اللہ سے سوال کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب وحی کی کہ قیامت کا علم تو بس اللہ کے پاس ہے اس کے علم کو اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لئے خاص کرلیا ہے اس کا علم نہ کسی مقرب فرشتے کو ہے نہ کسی پیغمبر کو ہے قیامت کا علم اللہ کو ہی ہے یہ جملہ مکرر ہے تاکید میں مبالغہ کے پیش نظر مکرر لایا گیا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ : لوگوں کی اکثریت کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کیوں خاص کرلیا ہے اس کی حکمت معلوم نہیں البتہ قلیل تعداد میں لوگوں کو اس کا علم ہے اس لئے کہ کتاب اللہ میں قیامت کے وقوع کی خبر ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کے بارے میں معلومات مروی ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام ایک انسان کی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام ایمان اور احسان کے بارے میں سوال کیا، بعد ازاں قیامت کے وقوع کے بارے میں استفسار کیا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا کہ جس سے سوال کیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا ہے کسی کو ہرگز علم نہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی۔

(صحیح بخاری کتاب ایمان باب ۳۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱، صحیح ابوداؤد کتاب السنۃ باب ۱۷، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۴، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲۵، ارواء الغلیل ج ۱ ص ۳۳، سنن نسائی کتاب الایمان باب ۵، مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۶)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ج وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ج اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

ترجمہ: آپ کہیں میں اپنی جان کے لئے کسی منفعت (کے حصول) نہ کسی نقصان سے تحفظ کا مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کا علم رکھتا ہوتا تو میں کثرت کے ساتھ خیر و برکت کو حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں نہیں ہوں مگر ڈرانے والا اور ایمان دار لوگوں کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر خاتم الرسل ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو خبردار کریں جو قیامت کے بارے میں استفسار کر رہے ہیں کہ قیامت کا علم ایک اللہ کی ذات کو ہے بلکہ تمام تر غیب کا علم اللہ ہی کو ہے حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ آیت مبارکہ دین اسلام کی بنیادی آیت ہے بالخصوص عقائد اسلامی کے قواعد پر مشتمل ہے بلکہ رسالت و ربوبیت کے درمیان حد فاصل ہے، اس آیت مبارکہ نے شرک کی بنیادوں کو منہدم کر دیا ہے اور وثنیت کی جڑوں کو اکھیڑ دیا ہے۔

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! آپ لوگوں کو خبردار کریں کہ دین اسلام کی جو باتیں آپ انہیں پہنچا رہے ہیں، پہنچانے کی حد تک میری ذمہ داری ہے لیکن نہ اپنے لئے اور نہ کسی اور کے لئے ہرگز منفعت پہنچانے اور مضرت سے بچاؤ کا مجھے اختیار نہیں ہے ذاتی طور پر نہیں البتہ اللہ کی قدرت کے ساتھ ان دونوں کی استطاعت رکھتا ہوں جب اللہ پاک مجھے کسی منفعت کے حصول کی قدرت عطا کرتے ہیں تو اسباب کے ذریعہ سے میں اسے حاصل کر پاتا ہوں اور جب اللہ مجھے اسباب کی روشنی میں نقصان سے بچاؤ کی قدرت عطا فرماتے ہیں تو اسباب کی روشنی میں مجھے قدرت حاصل ہوتی ہے۔

اسلام کے آغاز میں جو مسلمان اسلام سے مشرف ہوئے ان کا خیال تھا کہ منصب رسالت ایسا عظیم منصب ہے کہ اس کی برکات سے قیامت کے وقوع کا علم ہو سکتا ہے بلکہ دیگر غیب کی باتوں کا بھی پتہ چل سکتا ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کو ایسے افعال پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت حاصل ہو جاتی ہے جس سے عام انسان محروم رہتے ہیں پیغمبر نہ صرف اپنی ذات کو منفعت سے بہرہ ور کر سکتا ہے اور نقصان سے محفوظ رہتا ہے بلکہ جس شخص کو چاہے فوائد سے نوازے اور نقصانات سے تحفظ عطا کرے اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے اللہ پاک نے آپ ﷺ کو خبر دار کیا کہ آپ لوگوں پر اس حقیقت کو واضح کریں کہ منصب رسالت کو ہرگز یہ استحقاق حاصل نہیں ہے البتہ پیغمبر کی ذمہ داری لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہے اور دین اسلام کی جانب راہ نمائی کرنا ہے وہ خالق اور موجد نہیں ہے۔

اس لئے کہ اللہ کی ذات خلق اور ایجاد کے منصب پر فائز ہے اور پیغمبر کو صرف ان باتوں کا علم ہوتا ہے جن سے اسے اللہ نے آگاہ کیا ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ دیگر لوگوں کی طرح بس انسان ہے، ارشاد ربانی ہے:﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ (الکہف:۱۱۰) ''آپ اعلان کریں میں تو بس تمہارے جیسا انسان ہوں البتہ میری جانب وحی کی جاتی ہے'' میں اپنی ذات کیلئے منفعت اور نقصان کا مالک نہیں ہوں نہ مجھے غیب کا علم ہے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں مبالغہ کیساتھ خیر و برکت کو حاصل کر لیتا اور مجھے ہرگز تکلیف نہ پہنچتی، مجھے سبھی انسانوں سے ہرگز امتیازی حیثیت حاصل نہیں، میں تو صرف احکام الٰہیہ کو پہنچانے والا اور پرہیزگاروں کو خوشخبری دینے والا ہوں اور جھگڑالو قسم کے لوگوں کو ڈرانے والا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ افراد ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال میں ہرگز شریک نہیں، انہیں اس لئے منتخب کیا گیا تاکہ وہ احکام الٰہیہ کو بندوں تک پہنچائیں، ذہن نشین کریں کہ عورت میں ٹیڑھاپن ہے تو مرد جلد بازی کا شکار ہے۔

هُوَالَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صٰمِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس ایک شخص سے ہی اس نے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا تاکہ وہ اس کے سبب آرام حاصل کرے پس جب مرد نے بیوی کو ڈھانپ لیا تو وہ حاملہ ہوگئی (لیکن) حمل ہلکا پھلکا تھا، چنانچہ بیوی کی آمد و رفت حمل کے ساتھ بھی جاری رہی پس جب بیوی کا حمل بھاری ہو گیا تو دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اگر تو ہمیں صالح بچہ عطا کرے تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اللہ پاک نے ان کو لائق فرزند سے نوازا تو انہوں نے اللہ کے ساتھ شرکاء کو مقرر کر لیا اس چیز میں جو اللہ نے ان کو عطا کی تھی، پس اللہ بلند ہے اس چیز سے جس کو وہ اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ کیا وہ ایسی چیز کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتا ہے بلکہ وہ شریک پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ ان کی پرستش کرنے والوں کی کچھ مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی ذات کی مدد کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں۔اور اگر آپ انہیں راہ ہدایت کی جانب دعوت دیں تو یہ تمہاری پیروی نہیں کریں گے تم پر برابر ہے کہ تم ان کو دعوت دو یا تم خاموشی اختیار کرو۔

لغوی تحقیق: حَمْلٌ (حَا) کی زبر کے ساتھ جو پیٹ میں ہے اور حا کی زیر کے ساتھ وہ بوجھ جو کمر پر اٹھایا ہوا ہو، تَحَمُّلٌ برداشت کیا۔

تناسب: سورۃ الاعراف کے آغاز میں توحید کی دعوت اور ان احکام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے جنہیں رسول اکرم ﷺ پر اتارا گیا، بعدازاں انسان کی نشأۃ اولیٰ کا بیان ہے اور انسان اور شیطان کے درمیان عداوت کا بیان ہے، اب سورہ کا اختتام بھی ان ہی مطالب پر ہو رہا ہے، اولاً انسان کی نشأۃ اولیٰ کا ذکر ہے بعدازاں شرک اور شیطان کے وسوسوں کی پیروی سے روکا گیا ہے اس کیساتھ ساتھ توحید اور ان احکام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے جن کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔

تشریح: اللہ پاک وہ ذات ہے جس نے تم کو ایک شخص (آدم) سے پیدا فرمایا پھر اس کی بیوی کو آدم سے پیدا کیا اس طرح ایک جوڑا وجود میں آ گیا پھر اس جوڑے سے تمام لوگوں کو پیدا فرمایا اسی طرح ہر چیز سے جوڑا پیدا فرمایا، یہ حقیقت مشاہدہ میں آ چکی ہے کہ حیوانی جسم جن خلیوں سے بڑھتا ہے اور زندہ رہتا ہے وہ مرد عورت پر مشتمل ہے جب مرد عورت کا ملاپ ہوتا ہے تو اس سے مزید ایک خلیہ جنم پاتا ہے اس طرح سلسلہ جاری رہتا ہے، بخاری شریف میں وارد ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا عورتوں کے بارے نرمی اختیار کرو اس لئے کہ عورت کی تخلیق ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے اگر اس کے ٹیڑھے پن کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس سے اس کی پسلی ٹوٹ جائے گی اگر اس کو اس کی اصل صورت پر رہنے دیا جائے تو اس کا ٹیڑھا پن برقرار رہے گا پس ضروری ہے کہ عورتوں کے بارے میں حسن سلوک کے رویہ کو اپنایا جائے جب کہ انسان مرد ہو یا عورت اس میں جلد بازی پائی جاتی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ (الانبیاء:۳۷) ''انسان کی تخلیق میں جلد بازی پائی جاتی ہے''

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ا، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب الطلاق باب ۱۲، ارواء الغلیل ح ۱۹۹۷)

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا : میں اشارہ ملتا ہے کہ انسان جب نکاح کی زندگی میں پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنے مزاج میں اضطراب محسوس کرتا ہے اسے سکون کی تلاش ہوتی ہے لیکن اسے اس وقت سکون حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنی جنس سے اپنے جوڑے کو حاصل کر لیتا ہے یعنی اس کا نکاح ہو جاتا ہے دونوں کے اتحاد سے انہیں وہ سکون میسر آتا ہے یقیناً جنسی زندگی کی تکمیل اس کے بغیر ممکن نہیں، فارسی کا ایک شاعر اس کے بارے میں اپنے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے کہہ رہا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

یہی وجہ ہے کہ خاوند بیوی دونوں کو سورۂ بقرۃ کی ایک آیت میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرۃ:۱۸۷) ''بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو''

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا : جب آدم نے اپنی بیوی کیساتھ مجامعت کی تو بیوی حاملہ ہو گئی ابتداء میں حمل کا احساس نہ تھا البتہ حمل سے اندازہ ہوا کہ ماہواری رک گئی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں بلا تکلف مشغول رہی اور طبیعت پر کچھ دباؤ نہ تھا۔

فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ : جب وضع حمل کا وقت آن پہنچا اور بچے کا حجم پیٹ میں بڑھ گیا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اے ہمارے رب! اگر ہمیں صحت مند صالح بچہ عطا کریگا تو ہم اس احسان پر تیرا شکر یہ ادا کریں گے۔
فَلَمَّآ اٰتٰھُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰھُمَا : جب ان کی درخواست پر انہیں صحت مند بچے سے نوازا گیا اس میں کچھ نقص نہ تھا اور جسم میں کوئی خرابی نہ تھی تو انہوں نے اللہ کیساتھ شرکاء کو شریک کیا اور یہ خیال ان کے ذہن میں گردش کر رہا تھا جس کا انہوں نے برملا اظہار کیا لیکن اس شرک کی نسبت ان کی جانب درست نہیں بلکہ عام انداز سے بتایا جا رہا ہے کہ خاوند بیوی دونوں اولاد کے تولد کے بارے میں شدت کیساتھ انتظار میں ہوتے ہیں کہ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا جائے جب اللہ تعالیٰ انہیں لڑکا عطا کرتے ہیں تو بجائے اللہ کی جانب نسبت کرنے کے اللہ کیساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور لڑکے کے عطیہ کو ان کی جانب منسوب کرتے ہیں ، حافظ ابن کثیر نے وضاحت کی ہے کہ نسبت جنس کی جانب ہے اگر چہ معاشرہ میں موحدین بھی موجود ہوتے ہیں اسی لئے علامہ کشاف نے اس مقام پر واضح کیا ہے کہ مراد جنس ہے آدم حوا نہیں ہیں ، جبکہ آدم وحوا کی جانب جو کچھ منسوب ہے اس کی حیثیت خرافات کی ہے ، کعب احبار اور وھب بن منبہ سے منقول ہے ، اہل کتاب سے منقول باتیں اس لائق ہیں کہ انکی نہ تصدیق کی جائے نہ تکذیب وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔
اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ : یہ لوگ اللہ پاک کے ساتھ جو ان کا اور ان کی اولاد کا خالق ہے بلکہ تمام مخلوق کا خالق ہے اس کیساتھ اس کو شریک بناتے ہیں جو کسی معمولی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتا ، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ﴾ (الحج: ۷۳) ''بلاشبہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر چہ اس کیلئے تمام اکٹھے ہو جائیں'' جبکہ وہ سب مخلوق ہیں اور کسی بھی ہوشمند مسلمان شخص کیلئے لائق نہیں کہ کسی عاجز مخلوق کو وہ خالق مطلق کا شریک بنائے جو قدرت والا ہے ، نیز آیت مذکورہ اور اس کے بعد بتوں کی پرستش کرنے والوں کے شرک کا عام طور پر بیان ہے جب کہ ان میں مشرکین مکہ اور ان جیسے لوگ بھی داخل ہیں جن کے دور میں قرآن پاک نازل ہوا اور انہیں ڈانٹ پلانا مقصود ہے ان شرکاء کے حالات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے جب کہ ان کے حالات ان کے اعتقادات کے منافی ہیں ذکر کیا ہے۔
وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا : جو ان کی عبادت میں مصروف ہیں وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے جب انہیں کوئی پریشانی لاحق ہو اور کسی مصیبت سے ہم کنار ہوں جیسا کہ وہ خود اپنی مدد کی استطاعت نہیں پاتے ہیں ان لوگوں پر جو انہیں ذلیل گردانتے ہوئے ان پر زیادتی کے مرتکب ہو رہے ہیں ، ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ (الحج: ۷۳) ''اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لیتی ہے تو وہ اس سے حاصل نہیں کر سکتے ہیں ، مرید اور پیر دونوں کمزور ہیں'' مقصود یہ ہے وہ تو تمہارے محتاج ہیں کہ تم ان کی عزت اور توقیر کرو اور ان سے مدافعت کرو جب کہ تمہیں ہرگز ان کی احتیاج نہیں ہے۔
وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ : اور جب تم انہیں بلاتے ہو کہ وہ تمہاری ایسی جانب راہ نمائی کریں جس سے تم اپنے مقاصد کو حاصل کر پاؤ یا تمہیں یک گونہ ان مصائب سے نجات حاصل ہو جنہوں نے تمہارا احاطہ کر رکھا ہے تو وہ تمہاری جانب توجہ نہیں کریں گے تمہیں ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے ، مزید ان سے تمہیں ہرگز کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ : تمہارے نزدیک برابر ہے کہ تم انہیں پکارو یا خاموش رہو دونوں صورتوں میں تم میں ہرگز تبدیلی نہیں آئے گی جبکہ وہ تمہارے پکارنے کو سمجھتے ہی نہیں بلکہ تمہاری آواز کو سنتے ہی نہیں ، انہیں علم نہیں کہ انہیں کیا کہا جا رہا ہے۔
اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہ دلیل ان لوگوں پر ٹھیک چسپاں ہو رہی ہے جو اولیاء صالحین کی قبروں پر حاضری دیتے ہیں ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعظیم کے ساتھ ساتھ ان سے اپنی ضرورتوں کے پورا ہونے کی بھیک مانگتے ہیں لیکن وہ فائدہ اور نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بتوں کو عرب کے علاقہ میں منتقل کر دیا گیا تھا تاکہ عوام الناس ان سے فوائد حاصل کریں جیسا کہ لات بت اس شخص کے نام پر تیار کروایا گیا جو حجاج کرام کو ستو پلایا کرتا تھا اور کھانا کھلاتا تھا مختصر یہ کہ بت، مورتیاں اور قبریں جن کی تعظیم کو دین میں داخل کیا گیا تھا یہ ایسا عمل ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ان کے بارے میں یہ تصور کہ جو بھی ان کی عبادت میں مصروف رہے گا اس کی عبادت اللہ کے ارادہ اور تصرف میں غیبی طور پر اثر انداز ہو گی جبکہ یہ قبیح ترین درجہ کا شرک ہے ہرگز کسی بت، مورتی، پتھر، کسی ولی، پیغمبر یا بادشاہ کیساتھ شرک میں کچھ فرق نہیں ہے، اعاذنا الله منه۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّ‍ۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴿۱۹۸﴾

ترجمہ: بے شک تم اللہ کے سوا جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں پس تم انہیں پکارو کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو۔ کیا بتوں کے پاؤں ہیں کہ ان کے ساتھ وہ چلتے ہیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں؟ کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں؟ آپ کہیں! اے شرک کرنے والو! تم اپنے شرکاء کو پکارو پھر میرے بارے میں مکر کرو اور مہلت نہ دو۔ بے شک میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب کو اتارا اور وہ نیک کام کرنے والوں کے کام سنوارتا ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم ان کو ہدایت کی جانب دعوت دیتے ہو وہ تمہاری بات نہیں سنتے ہیں اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ تیری جانب دیکھتے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔

لغوی تحقیق: ﴿اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَآ﴾ کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں، اس کا واحد اُذُنٌ ہے، آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر کس وناقص کی بات کو توجہ والتفات سے سنتے، اگر کوئی مومن صادق کوئی واقعہ بیان کرتا تو اس کو بھی شرف سماع سے نوازتے اور اگر کوئی منافق قسمیں کھا کھا کر اس کی تردید کرتا تو اس کو بھی ازرہ اخلاق تسلیم کر لیتے، اس پر منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ﴿هُوَ اُذُنٌ﴾ (التوبہ:٦١) ''وہ تو نرا کان ہے'' اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ وہ تمہاری باتیں بھی اگرچہ سن لیتے ہیں اور اگر صحیح ہوں تو مان لیتے ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ رہ حق وباطل میں تمیز نہیں کرتے یہ تو ان کا جذبۂ عفو ودرگزر کا اعجاز ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے سامنے تمہاری تکذیب نہیں کرتے کیوں کہ اس میں تمہاری ہی بھلائی مضمر ہے۔ (لسان القرآن ص ۳۴۷)

تناسب: یہ آیات کریمہ ان سے پہلی آیات کریمہ کا تتمہ ہیں ان کی تاکید کر رہی ہیں توحید کو ثابت کرنا، شرک کی نفی کرنا مقصود ہے، ظاہر ہے کہ توحید تو اسلام کی بنیاد ہے اور اس کا مضبوط رکن ہے کچھ تعجب انگیز بات نہیں کہ توحید کے اثبات میں کلام کو مکرر لایا جائے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی چھاپ اتر جائے اور وثنیت کی جڑوں کو ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ پر وحدانیت کی روشنی جلوہ افروز ہو۔

تشریح: بلاشبہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تو تمہارے جیسے بندے ہیں اللہ کی مخلوق ہیں اللہ کے ارادہ اور قدرت کے ماتحت ہیں اور جب وہ تمہارے جیسے ہیں تو عقل باور نہیں کرتی ہے کہ تم ان سے ان کاموں کا مطالبہ کرو جن کو وہ خود سرانجام نہیں دے سکتے ہیں بلکہ کسی کے تعاون کے ساتھ بھی ان کا سرانجام دینا ممکن نہیں اس لئے صرف پروردگار عالم خالق مطلق سے مطالبہ کیا جائے، حقیقت یہ ہے کہ اسباب تو اللہ پاک کے ارادہ کے تحت ہیں اور اللہ پاک کی ذات کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے اور مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ پاک کی ذات کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کر سکتا جب اللہ رب العزت اس کام کو نہیں کرنا چاہتا۔

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ : اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو کہ وہ ان امور کے سرانجام دینے پر قادر ہیں جن سے تم اپنی بشری قوت کے ساتھ سرانجام دینے پر قادر نہیں ہو تو پھر انہیں پکارو، اولاً تو وہ خود تمہارے مسئلہ کو حل کر دیں گے یا دوسری شکل میں وہ اللہ کو مجبور کریں گے کہ وہ تمہارے مطالبات کو پورا کرے، بعد ازاں ثابت کیا جا رہا ہے کہ وہ ان کے برابر نہیں ہیں بلکہ ان کا مقام نہایت نیچا ہے اسی لئے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے وارننگ دی۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ : عبادت کرنے والوں کو اس حقیقت سے متنبہ کیا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو کام کرنے کے وسائل سے محروم ہیں ان کے تو پاؤں ہی نہیں ہیں جن سے وہ نقصان سے بچ سکیں یا منفعت حاصل کر سکیں، مزید ان کے ہاتھ بھی نہیں ہیں جن سے وہ کسی چیز کو اٹھا سکیں تو ایسے لوگوں سے ہرگز کسی بھلائی کی توقع نہیں ہے نہ کسی نقصان سے تحفظ ہو سکتا ہے۔

مزید برآں ان کی آنکھیں نہیں ہیں جن سے وہ تمہاری کیفیات کو دیکھ سکیں اور ان کے کان بھی نہیں جن سے تمہاری باتوں کو سن سکیں اور مطالب و مقاصد کو پہچان سکیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہارے جیسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو صفات کے لحاظ سے تم سے کمتر ہیں تو تم انہیں کیسے اپنے سے اونچا سمجھتے ہو؟ حالانکہ وہ اختیار اور مشاہدہ کے لحاظ سے تم سے کم ہیں تعجب ہے کہ تم اللہ پاک کے پیغمبر کی رشد و ہدایت کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہو، مزید برآں تم آپس میں یہ گفتگو کرتے ہو: ﴿مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۳۳، ۳۴) ''یہ شخص نہیں ہے مگر تمہارے جیسا انسان ہے وہی کچھ کھاتا پیتا ہے جو تم کھاتے پیتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے انسان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم اس وقت نقصان اٹھاؤ گے'' تمہارا کیا حال ہے کہ تم اپنے جیسے سے حق و صداقت کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہو جب کہ اللہ نے اس کو تم پر علم اور ہدایت کے لحاظ سے تفوق عطا کیا ہے تعجب ہے اس کے باوجود تم ان لوگوں کو جو اس سے کمتر ہیں اور تم سے بھی کمتر ہیں انہیں الوہیت کے مقام پر بٹھاتے ہو حالانکہ وہ مثلیت کے درجہ سے بھی کم ہیں۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ : اے پیغمبر (ﷺ) آپ ان لوگوں سے کہیں کہ تم ان پر اللہ پاک کے انعامات کو حقیر گردانتے ہو کہ تم اپنے شرکاء کو پکارو جن کو تم نے اپنے دوست بنا رکھا ہے، بعد ازاں میرے خلاف سازش کرنے پر سبھی اکٹھے ہو جاؤ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ پر تابڑ توڑ حملہ کرو مجھے پورے دن میں ایک لحظہ بھی مہلت نہ دو۔

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ : یاد رکھیں میرے معاملہ کا نگران اور میرا مددگار اللہ ہی ہے جس نے مجھ پر کتاب کو اتارا جس میں اللہ کی وحدانیت کی تائید کی گئی ہے اور اللہ ہی کی عبادت اور مصائب کے وقت اسی سے دعا کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور مشرکین جو اللہ کے سوا کسی بت وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں انہیں معیوب قرار دیا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے نیکوکاروں سے دوستانہ رکھتا ہے اور انہیں مدد دیتا ہے ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جن کے نفوس عقائد صحیحہ کی روشنی میں صحیح ہو گئے ہیں ہر قسم کے اوہام وخرافات سے نفرت کرتے ہیں اور عقائد فاسدہ کے ساتھ موصوف لوگوں پر انہیں غلبہ عطا کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ﴾ (الرعد: ۱۷)

”لیکن جھاگ تو ختم ہو جاتی ہے اور جو چیز لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ زمین پر رہتا ہے اس طرح اللہ تمثیلات کو بیان فرماتے ہیں“

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ : تم جن لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہو اور اپنے سے تکالیف کے دور کرنے کے لئے تم انہیں پکارتے ہو وہ عاجز ہیں وہ نہ صرف یہ کہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے ہیں بلکہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اگر ان معبودوں کی قبروں پر خوشبو یا زیور بطور عقیدت کے تم رکھتے ہو تو جو انہیں اٹھاتا ہے اس سے واپس لینے کی ان میں استطاعت نہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے بت خانہ میں داخل ہو کر تمام بتوں کو توڑ ڈالا انہیں ریزہ ریزہ کر دیا لیکن بتوں نے اپنی جانب سے مدافعت نہ کی اور نہ ہی ابراہیم علیہ السلام سے انتقام لے سکے۔

معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن جبل دونوں کا تعلق انصار سے تھا دونوں نوجوان تھے ان دونوں نے رات کے لمحات میں مشرکین کے بتوں پر حملہ کر دیا انہیں توڑ پھوڑ ڈالا اور لکڑی بیوہ عورتوں کے حوالہ کی کہ وہ اس سے چولہا جلایا کریں، مقصود یہ تھا کہ اس واقعہ سے قوم عبرت حاصل کرے گی اور قوم کے افراد معاشرہ کو جدید رائے سے نوازیں گے، ذہن نشین کریں عمرو بن جموع اپنی قوم کا لیڈر تھا اس نے ایک بت بنا رکھا تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا چنانچہ معاذ بن عمرو بن جموع اور معاذ بن جبل دونوں اس بت کے پاس رات کے لمحات میں جاتے اسے سر کے بل الٹا کر دیتے اور اسے پاخانہ گندگی لگا دیتے چنانچہ دن نکلنے پر عمرو بن جموح اپنے معبود کا حال دیکھتا تو اس کو غسل دیتا، خوشبو لگاتا ایک دن اس کے قریب تلوار رکھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اب تم نے حملہ کرنے والے سے بدلہ لینا ہوگا اس طرح سلسلہ چلتا رہا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حملہ آوروں نے بت کے ساتھ مردہ کتے کی لاش کو ملا دیا اور رسی ڈال کر ایک کنویں میں لٹکا دیا جب اس نے اپنے معبود کا یہ حال دیکھا تو اس نے اپنے دین کو غلط قرار دیا اور مسلمان ہو گیا ایک شعر پڑھا۔

تَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ اِلٰهًا مُسْتَدَن

لَمْ تَكُ وَالْكَلْبُ جَمِیْعًا فِیْ قَرَن

”اگر تو بدلہ لینے والا خدا ہوتا تو کتے کیساتھ رسی میں ملا ہوا نہ ہوتا، بعد ازاں وہ مسلمان ہو گیا اسکا اسلام صحیح تھا غزوہ احد میں شہید ہوا“ (تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۶۷)

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا : اگر تم انہیں پکارو کہ وہ تمہاری راہ نمائی مقاصد کی جانب کریں اور تمہیں اس کے سبب غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ تمہاری پکار کو ہرگز نہیں سن سکیں گے چہ جائیکہ ہاتھ پھیلا کر تمہارے ساتھ تعاون کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ : اے مخاطب انسان! تو انہیں دیکھ رہا ہے کہ وہ تیری جانب مصنوعی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اوران کی آنکھوں کے حدقے (ڈیلے) اس شخص کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جوان کے پاس جاتا ہے گویا کہ وہ اس کی جانب دیکھ رہا ہے لیکن بت انہیں نہیں دیکھ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ دیکھنا صنعت کے باعث نہیں ہوسکتا دیکھنا تو زندگی کی خصوصیات سے ہے جن خصوصیات سے اللہ نے نوازا ہے، اسی طرح ان کی قوت سامعہ مفقود ہے وہ اپنے عبادت کرنے والوں کی آواز کو نہیں سنتے ہیں اور جب ان کی بصارت مفقود ہے تو پھر نہ انہیں اپنی حالت اور نہ مخالف کی حالت کا کچھ علم نہیں تو ان سے مدد کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے یا کیسے وہ آپ کے دشمن کو ایذاء پہنچا سکتے ہیں اور جو لوگ انہیں حقیر سمجھتے ہیں انہیں کیسے تکلیف میں مبتلا کیا سکتا ہے؟ (المراغی ج ۳ ص ۴۶۸)

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ: عفو و درگزر کو لازم پکڑیں اور پسندیدہ کاموں کا حکم دیں اور بے وقوف لوگوں سے روگردانی کریں۔

تناسب: اس حقیقت کے واضح کرنے کے بعد کہ اللہ پاک اپنے پیغمبر کے جملہ امور کا متولی ہے بلکہ مدد کرنے والا ہے اور بت اوران کے بچاری آپ کو ہرگز تکلیف نہیں دے سکیں گے تو اس آیت مبارکہ میں لوگوں کیساتھ معاملات کے بارے میں درست منہج اختیار کرنے اور صراط مستقیم کو بیان کیا ہے، مزید برآں یہ آیت مبارکہ فضائل کے اصولوں پر مشتمل ہے درحقیقت جن کو شریعت اسلامیہ کی بنیاد قرار دیا گیا ہے ان کا مقام عقیدہ کے اصولوں کے بعد ہے جس کی بنیاد توحید پر ہے گذشتہ اوراق میں اس کا اثبات مؤثر انداز اور مدلل طریق سے بیان کیا گیا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں تین احکام کو بیان کیا ہے جنہیں نفسیاتی معاملات اور عملی احکام میں شریعت اسلامیہ کی عمومی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

پہلا حکم عفو و درگزر کا دیا گیا ہے اس پر عمل کرنا نہایت آسان ہے کچھ مشقت نہیں، یعنی عوام الناس کے افعال اور اخلاق جن میں مشقت کارفرما نہیں آپ بھی انہیں اختیار کریں اور مشقت اٹھانے سے دور رہیں آپ ہرگز لوگوں سے ایسے معاملات کا مطالبہ نہ کریں جن میں مشقت کارفرما ہے اگر ایسا کریں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آپ سے متنفر ہو جائیں گے، حدیث نبوی ہے: ((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا)) ''آپ لوگوں کو آسانی سے ہمکنار رکھیں انہیں ہرگز مشقت میں نہ ڈالیں، اور خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ'' (صحیح بخاری کتاب الادب باب ۸۰، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۳، صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۳۰، احادیث الصحیحہ ح ۱۱۵۱)

ایک شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں جس میں عفو و درگزر کا حکم دیا گیا ہے ؎

خُذِي الْعَفْوَ مِنِّي تَسْتَدِيمِي مَوَدَّتِي
وَلَا تَنْطِقِي فِي سَوْرَتِي حِيْنَ اَغْضَبُ

شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کرتا ہے ''عفو و درگزر کا معاملہ اختیار کریں میرے ساتھ تیری محبت ہمیشہ برقرار رہے گی جب مجھ پر غصہ کی کیفیت طاری ہو تو غصہ کی تیزی کے عالم میں میرے ساتھ کوئی بات نہ کریں'' چونکہ عفو و درگزر کا معاملہ آسان ہے اس میں مشقت نہیں ہے بلکہ آسانی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں وارد ہے جب آپ ﷺ کو دو کاموں کے بارے میں اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جاتا تو آپ ﷺ ان دونوں میں آسان کام پر عمل پیرا ہوتے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ۸۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۱۹، صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۵، مؤطا امام مالک کتاب حسن الخلق باب ۱، مسند احمد ج ۶ ص ۸۵)

دوسرا حکم امر بالمعروف کا دیا گیا ہے معروف سے مقصود وہ اچھے کام ہیں جن سے لوگ مانوس ہوتے ہیں اور اطمینان حاصل ہوتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ امر بالمعروف کا جملہ اپنے اندر جامعیت کا حامل ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے، مقصود اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہو اور لوگوں کیساتھ اچھا سلوک کیا جائے، ذہن نشین کریں کہ امر بالمعروف کا حکم احکام کے بارے میں کیا گیا ہے ان کے تعلق معاملات یا عادات کیساتھ ہو البتہ مختلف شہروں جماعتوں اور اوقات کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے، بہر حال امر بالمعروف کا وظیفہ نہایت مبارک اور اطمینان کا حامل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ہاں مہمان ٹھہرا جب کہ اس شخص کا شمار ان لوگوں سے تھا جن کو عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تقرب حاصل تھا حقیقت یہ ہے کہ قراء قسم کے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن تھے ان میں کچھ ادھیڑ عمر کے اور کچھ جواں سال تھے چنانچہ عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے حر بن قیس سے کہا اے میرے بھتیجے! امیر المؤمنین کے ہاں آپ کا مقام ہے آپ میرے بارے میں ان سے ملاقات کی اجازت حاصل کریں اس نے جواب دیا عنقریب آپ کیساتھ ملاقات کی اجازت حاصل کروں گا چنانچہ اجازت طلب کرنے پر اجازت مل گئی اور وہ ان کے ہاں پہنچا اور کہا ہاں! اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں زیادہ مال عطا نہیں کرتے ہیں اور انصاف بھی نہیں کرتے ہیں؟ اس کی گفتگو پر امیر المؤمنین ناراض ہو گئے قریب تھا کہ اس پر حملہ آور ہوتے اس دوران حر نامی شخص نے کہا، اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے آپ عفو و درگزر کریں امر بالمعروف کرتے رہیں اور جاہلوں سے روگردانی کریں جبکہ یہ شخص بھی جاہلوں کے زمرہ سے ہے اللہ کی قسم! جب امیر المؤمنین پر اس آیت کی تلاوت کی گئی تو وہ رک گئے اور اللہ کے حکم سے تجاوز نہ کیا وہ تو اللہ کی کتاب کے احکام کے سامنے خود کو پابند رکھتے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۵، کتاب الاعتصام باب ۲ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴۰)

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

ترجمہ: اور اگر تجھے شیطان کی جانب سے باز رکھنے والا وسوسہ باز رکھے تو آپ اللہ سے پناہ طلب کریں بلاشبہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ بے شک پرہیز گار لوگ جب انہیں شیطان کی جانب سے وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو وہ اچانک دیکھنے والے ہو جاتے ہیں۔ اور کفار کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر وہ ہرگز رکتے نہیں ہیں۔

لغوی تحقیق: نزغ کسی کام کو بگاڑنے کیلئے اس میں دخل انداز ہونے کے ہیں، اس کے مترادف الفاظ نخس، نغز، وخز ہیں، مقصود جسم کو کسی تیز دھار چیز کے ساتھ تکلیف پہنچانا ہے جیسے سوئی، نیزہ وغیرہ ہیں، اور شیطان کے نزغ سے مقصود شیطان کا شر کے داعیہ کو ابھارنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غضب یا شہوت کے سبب نفس امارہ میں فساد برپا کرنا کہ اس کے سبب نفس امارہ متاثر ہو کر اسی وادی میں رواں دواں ہو جائے۔

تناسب: ان سے پہلی آیات میں معاملات کے بارے میں نہایت ہی بہتر انداز کیساتھ ذکر کیا گیا ہے اگر لوگ اس پر عمل پیرا ہیں گے تو ہرگز فساد کی گنجائش نہیں، اس کے بعد اس وصیت کا بیان ہو رہا ہے جس کو تین ذکر ہونے والی آیات میں واضح کیا جائے گا، شیاطین الجن کی فساد انگیزی سے بچاؤ اختیار کرنا ان سے پہلے ذکر کردہ آیت میں جھلاً سے روگردانی کا حکم دیا گیا ہے تا کہ ان کے شر سے بچاؤ حاصل ہو جبکہ ان تین آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ شیطانوں کی فساد انگیزی سے خود کو بچائیں تا کہ ان کے شر سے تحفظ حاصل ہو سکے۔

تشریح: اگر قوت غضبیہ اور شہویہ کے سبب شیطان تجھ میں شر اور فساد کے داعیہ کو ابھارتا ہے تیرا حال یہ ہو جاتا ہے کہ تو شیطان کے اثر کو قبول کرتے ہوئے متحرک ہو جاتا ہے اور اس کے بہکانے پر غلط کام کرنے پر رواں دواں ہو جاتا ہے جیسا کہ چار پائے کو جب آپ ایسی چھڑی مارتے ہیں جس میں باریک نوک دار لوہا سیٹ (set) ہوتا ہے تو وہ تیز دوڑنے لگ جاتا ہے یہی کیفیت اس شخص کی ہے جس کو شیطان چوکہ مارتا ہے، ایسی حالت میں شیطان کے حملہ سے تحفظ کے لئے اللہ کی جانب متوجہ ہوں تا کہ اللہ آپ کو شیطان کے حملہ سے تحفظ عطا کرے، شیطان کے تصور سے آپ کی زبان پر یہ کلمہ ہو: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ تو اللہ تعالیٰ شیطان کے حملہ سے تجھے تحفظ عطا کرے گا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (النحل: ۹۸-۹۹) "جب آپ قرآن کی تلاوت کریں تو اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ طلب کریں بلاشبہ شیطان کا ان لوگوں پر غلبہ نہیں ہوتا جو ایماندار ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں" آیت مبارکہ میں اگرچہ مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں جب کہ حکم عام ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے "تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا ساتھی شیطان مقرر کیا گیا ہے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں! میرے ساتھ بھی ہے، البتہ اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں"

(صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱۶، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۲۵، مسند احمد ح ۲۳۲۳، مشکوٰۃ مع التحقیق کتاب الایمان باب ۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ : اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے بتایا ہے کہ شیطان کے فریب سے تحفظ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی سے محفوظ ہو جائے وضاحت ملاحظہ فرمائیں:-

وہ ایمان دار لوگ جن کا غیب پر ایمان ہے نیز اقامت نماز کرتے ہیں اور جن صلاحیتوں سے ہم نے انہیں نوازا ہے انہیں اجاگر کرتے رہتے ہیں جب شیطان کا وسوسہ ان پر اثر انداز ہوتا ہے تا کہ انہیں نافرمانی کے کاموں پر مجبور کرے یا ان میں دشمنی کی آگ کو مشتعل کرے تو وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ شیطان کے گمراہ کرنے سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی گمراہی سے تحفظ کیلئے اللہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، واقعی بصیرت افروز لوگ خود کو شیطان کی اطاعت سے دور رکھتے ہیں اس لئے کہ شیطان کا وسوسہ تو ان لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے جو اپنے پروردگار کی یاد سے غافل رہتے ہیں اور اپنے اعمال اور معاملات میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال نہیں رکھتے لیکن شیطان کے وسوسہ کو دور بھگانے میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ظاہر، پوشیدہ طور پر کرنا کامیاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہتھیار ہے، مزید برآں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مزاج میں حق وصداقت کی محبت اور نیکی کے تقاضوں میں پہچان رونما ہوتی ہے جن سے گناہ اور برائی کی جانب میلان کمزور ہو جاتا ہے پس اس مومن شخص کی مثال جو پرہیزگار ہے شیطان اس کو گمراہ کرنے سے عاجز آ چکا ہے اس تندرست شخص کی ہے جو جسم کے لحاظ سے قوی ہے مزاج پاکیزہ ہے لباس بھی اجلا ہے اور رہائش گاہ بھی آلائشوں سے پاک ہے، جراثیم بیمار کرنے والوں سے اسے تحفظ حاصل رہتا ہے بالفرض اگر کوئی جرثومہ اس کے جسم میں داخل ہو جائے تو اس کے سبب اس کی صحت ختم ہو کر رہ جائے گی اگر جرثومہ کو ختم کرنے کی قوت موجود نہ ہو، اگر موجود ہو تو بیماری دور رہے گی۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ : شیطانوں کے بھائی جو علم وبصیرت سے کورے ہیں ان کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہے شیاطین انہیں گمراہ کرنے پر دسترس رکھتے ہیں انہیں گمراہی میں دھکیلتے رہتے ہیں اس لئے کہ وہ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں بالخصوص جب ان کا میلان شرک کی جانب ہو اور اللہ کے ساتھ شیطان کے چوکوں سے پناہ طلب نہیں کرتے ہیں اس کا سبب ظاہر ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر ایمان نہیں رکھتے ہیں یا اس لئے کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ انسان کے لئے جنوں سے شیطان جو شر کا وسوسہ ڈالتا ہے بلکہ شر کے لئے برانگیختہ کرتا رہتا ہے، مزید برآں وہ انسانوں کو گمراہ کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں اور نہ انہیں خراب کرنے سے رکتے ہیں فساد انگیزی پر ان کی دلیری کا سبب یہ ہے کہ ان کا دل انہیں ملامت نہیں کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایمانداروں کو جب شیطان کی جانب سے دھچکہ لگتا ہے جو انہیں نافرمانی کے کاموں پر اکساتا ہے تو جب وہ کسی خیر خواہ کی نصیحت کی جانب جھکتے ہیں تو انہیں بصیرت حاصل ہوتی ہے اس پر وہ محتاط ہو جاتے ہیں اور انہیں تحفظ حاصل ہوتا ہے جب کہ شیطانوں کے بھائی شیطانوں کو اکساتے ہیں کہ وہ انہیں گمراہ کریں اور اس عمل سے باز نہ آئیں۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

ترجمہ: اور جب ان کے ہاں کوئی نشانی نہیں لائیں گے تو وہ کہیں گے تو نے اپنی جانب سے اس کا انتخاب کیوں نہیں کر لیا؟ آپ کہیں سوائے اس کے نہیں کہ میں تو اس چیز کی تابعداری کرتا ہوں جس کی میری جانب میرے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے یہ قرآن تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی ہے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہیں۔

تناسب: اس سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے بیان کیا کہ جنوں اور انسانوں میں شیطان، لوگوں کے گمراہ کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں اس کے بعد گمراہ کرنے کی ایک خاص قسم کو بیان کیا کہ انہوں نے ہٹ دھرمی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے مخصوص قسم کے معجزات کا مطالبہ کیا کہ آپ (ﷺ) کو سچا نبی تسلیم نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ نکالیں۔

تشریح: اور جب آپ ان کے پاس کوئی معجزہ نہیں لاتے ہیں جب کہ نزول قرآن میں کچھ تاخیر ہو گئی تو انہوں نے کہا تو نے خود اس کا اختراع کیوں نہیں کیا ہے؟ آپ کہیں کہ میرے لئے ممکن نہیں کہ میں اپنے پروردگار سے کسی چیز کا مطالبہ کروں میں تو وحی کے انتظار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہوں تو جس وحی کے ساتھ اللہ مجھے نوازتا ہے میں اسے پہنچا دیتا ہوں وگرنہ خاموش رہتا ہوں، مطالبہ ہرگز نہیں کرتا ہوں۔

اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ تکوینی دلائل لانے پر مجھے قدرت نہیں ہے اور نہ ان کی طلب میں اللہ پر دلیری کر سکتا ہوں میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرنے والا ہوں جس کا میرے پروردگار کی جانب سے مجھ پر احسان ہے اس لئے کہ اللہ نے مجھے یہ مقام سونپا ہے کہ میں اللہ کی جانب سے وحی کو آگے پہنچاؤں چنانچہ یہاں قرآن پاک کے تین اوصاف کا بیان ہوا ہے:۔

(۱) قرآن پاک روشن دلائل اور بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے جن سے توحید، نبوت اور آخرت کا تصور پختہ ہوتا ہے جو ان روشن دلائل پر غور کرے گا وہ حق وصداقت کے ساتھ اپنے دامن کو بھر لے گا۔

(۲) قرآن پاک حق وصداقت اور صراط مستقیم کی جانب روشنی کا مینار ہے۔

(۳) قرآن پاک دنیا آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عظیم نشان ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

خیال رہے قرآن پاک کے یہ اوصاف ان لوگوں کے لحاظ سے ہیں جو قرآن پاک کیساتھ معانقہ کی حد تک محبت رکھتے جبکہ اللہ کا جلال بھی ان کی نظر سے ہرگز اوجھل نہ ہو، یہ کمال درجہ کا مقام ان خوش قسمت ایمانداروں کیلئے ہے جو توحید، نبوت اور معاد کے معارف میں اتنے اونچے مرتبہ پر براجمان ہیں کہ وہ ان گہرے حقائق کا مشاہدہ کر رہے ہیں، ان سے مقصود مہاجرین اور انصار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں جن کیلئے قرآن پاک بصیرت کا سرچشمہ ثابت ہوا جبکہ دیگر ایمانداروں کا مقام ان سے کمتر ہے اگرچہ قرآن پاک ان کے لئے بھی ہدایت کا سرچشمہ ہے جبکہ عوام ایمانداروں کے حق میں قرآن پاک مجسمۂ رحمت ہے۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۷۴)

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع (السجدۃ)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی جانب کان جھکاؤ اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے پروردگار کی دل ہی دل میں عاجزی کرو اور ڈرتے ہوئے اور اونچی آواز سے کم پست آواز کے ساتھ صبح اور شام کے وقت یاد کرو اور غافل لوگوں سے نہ ہو جانا۔ بلاشبہ وہ لوگ جو آپ کے پروردگار کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن نہیں پھیرتے ہیں اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور خاص اس کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: وَالْاٰصَالِ مادہ (ا ص ل) ہے، اَلْاَصْلُ جڑ اور بنیاد، ابن فارس نے مادہ ہمزہ ص اور لام کے تین مختلف معانی بیان کئے ہیں، بنیاد، عصر سے شام تک کا وقت، اور زہریلا سانپ جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور عموماً ریت میں پایا جاتا ہے اس کو اَصَلَة کہا جاتا ہے، حسب نسب کی نجابت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور وہ شخص جو حسب نسب کے لحاظ سے گھٹیا ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے، لَا اَصْلَ لَهٗ وَلَا فَصْلَ، نہ اس کا کوئی حسب ونسب ہے اور نہ زبان، آج کل یہ محاورہ جھوٹ کی اس نوعیت کے اظہار کیلئے بولا جاتا ہے جس کا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر پیر نہ ہو، اِسْتَأْصَلَ جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور پودا جڑ پر استوار ہو گیا، اَصِیْل شام کا وقت، جَاءُ وْبِاَصِیْلَتِهِمْ وہ سب کے سب آئے، قرآن پاک میں ہے: ﴿اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ﴾ (ابراہیم:۲۴) ''جڑ مضبوط اور شاخیں آسمان میں ہیں'' یعنی اسلام جو محکم بھی ہے اور بلند تر بھی، اَلْاِسْتِمَاعُ اور سَمْعٌ میں فرق یہ ہے کہ سَمْعٌ عام ہے بلا ارادہ کسی بات کا سننا اس میں آتا ہے جب کہ اِسْتِمَاعٌ میں قصد، خاموشی اور پوری توجہ کارفرما ہوتی ہے، غُدُوًّا کا واحد غُدْوَةٌ ہے، فجر اور سورج نکلنے کے درمیان کے وقت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (لسان القرآن ص ۹۲۔۹۳، المراغی ج ۳ ص ۴۷۵)

تناسب: اس سے قبل آیت نمبر ۲۰۳ میں قرآن پاک کو سرچشمۂ ہدایت کے ساتھ ساتھ ایمان والوں کے لئے رحمت قرار دیا گیا ہے معلوم ہوا جو شخص رحمت کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور شیطان سے تحفظ کا خواہاں ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کی آواز اس کے کانوں میں پہنچے تو وہ نہایت خاموشی کے عالم میں نہایت توجہ کے ساتھ سنے۔

تشریح: آیت مبارکہ میں قرآن پاک کی تلاوت کو توجہ کے ساتھ سننے اور خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے خواہ قرآن پاک کی تلاوت نماز کی ادائیگی میں ہو رہی ہے یا عام حالات میں ہو رہی ہے، البتہ آیت مبارکہ کے نازل ہونے سے پہلے نماز میں ضرورت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلام کر لیا کرتے تھے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی ادائیگی میں کلام کرنے سے رک گئے پس جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کے وقت خاموشی کیساتھ کان لگا کر سنتا ہے تو اس کیلئے قرآن پاک کے معانی اور مطالب میں تدبر کرنا بھی ممکن ہے جبکہ کفار مکہ کے قول کو قرآن پاک نے نقل کیا ہے انہوں نے واشگاف الفاظ میں قرآن پاک کے سننے سے روکتے ہوئے برملا کہا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ (حم السجدۃ:۲۶) ''کفار نے زور دیتے ہوئے اس جملہ کو دہرایا کہ قرآن پاک کی جب تلاوت ہو رہی ہو تو ہرگز اس کی جانب کان نہ جھکاؤ بلکہ شور و غوغا کرو تا کہ قرآن کی آیات کی آواز کانوں تک نہ پہنچے اس طرح تمہیں غلبہ حاصل ہوگا''

سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت امام مقتدی دونوں کے لئے ضروری ہے اس کی تلاوت نہ کی جائے تو نماز قبول نہیں ہوگی، جب کہ جہری نماز باجماعت ادا کرتے وقت سورۃ فاتحہ کی تلاوت ان لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے جو امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں ارشاد نبوی ہے: ((لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ)) جو شخص خواہ وہ امام ہے، مقتدی ہے، اکیلا نماز ادا کر رہا ہے نماز فرض ہے یا نفل، جہری قرأت والی ہے یا سری قرأت والی ہے، ہر نمازی کیلئے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اگر کوئی شخص سورۃ فاتحہ کی تلاوت نہیں کرتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اس مسئلہ میں امام بخاری کا رسالہ وُجُوبُ قِرَاةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ کا مطالعہ کریں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب ۹۵، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب ۱۱، صحیح ترمذی کتاب المواقیت باب ۱۸۳، صحیح ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ۱۱، صحیح ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ۱۳۷، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ۱۱، مسند ابی عوانۃ ج ۲ ص ۱۲۴، مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۱۴۳، سنن الدارمی ج ۱ ص ۲۸۳، ابن الجارود ص ۹۸، دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۲، الام للشافعی ج ۱ ص ۹۳، بیہقی ج ۲ ص ۳۸، مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴، نصب الرایۃ ج ۱ ص ۳۶۶، ارواء الغلیل ج ۲ ص ۱۰ ح ۳۰۲، الروض النضیر ص ۳۶۴)

قرآن پاک کی تلاوت بحالت قیام، جلوس بلکہ لیٹ کر، چلتے ہوئے، سواری پر سوار ہونے کی حالت میں بلکہ اگر وضو نہ ہو تب بھی درست ہے جب کہ تلاوت میں آہستگی کا خیال رکھا جائے الفاظ کی ادائیگی صحیح ہو سکون اور وقار کی کیفیت میں تلاوت کی جائے خشوع خضوع کا داعیہ موجزن ہو، بخاری شریف میں مرفوع حدیث ہے اللہ پاک کسی آواز کی جانب بخوشی کان نہیں جھکاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس قدر قرآن پاک کی تلاوت کی آواز پر کان جھکاتے ہیں جبکہ تلاوت میں خوش اسلوبی کارفرما ہو۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب۳۲، صحیح مسلم کتاب المسافرین باب۳۳، صحیح ابی داؤد کتاب الوتر باب۲۰، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب۸۳)

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً : اپنے پروردگار کا ذکر اپنے آپ میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے کرتے رہو جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نعمتوں سے نوازا، زبان کے ساتھ ساتھ دل میں بھی ذکر الٰہی سے انبساط جلوہ گر ہو اور گناہوں کے تصور سے جہاں آنکھیں پرنم ہوں وہاں دل بھی کانپتا ہو، ذکر الٰہی کا یہ معمول دن کے دونوں کناروں میں برابر جاری رکھا جائے، حدیث صحیح میں وارد ہے کہ عصر اور فجر کی نمازوں میں رات دن کے فرشتے موجود ہوتے ہیں اور اللہ کے جو بندے نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں ان کے بارے میں اللہ کے ہاں گواہی دیتے ہیں اور ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے ہیں کہ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو وہ نماز میں مشغول تھے اور جب ہم واپس ہوئے ہیں تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان باب۳۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الصلاۃ باب۲، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب۱۸، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب۲۱، مسند احمد ج۲ ص۴۷۴، صحیح مسلم کتاب المساجد باب۳۶)

وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ : تجھے اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب ہو ظاہر ہے جب دل غفلت کا شکار ہوتا ہے تو دل بیمار ہوتا ہے ایمان میں کمزوری رونما ہوتی ہے شیطان کا غلبہ ہوتا ہے بلکہ انسان اپنے آپ سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔

الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ : بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہرگز روگردانی نہیں کرتے ہیں جب کہ مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے استکبار کا رویہ اپناتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے مقربین اللہ کی ذات کو ہر اس چیز سے منزہ قرار دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کی کبریائی اور اس کے جلال کے لائق نہیں ہے نیز اللہ تعالیٰ کو اس کے شریک اور اس کے مثل سے بھی منزہ قرار دیتے ہیں جب کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کو اپنا سفارشی اور اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے وہ ان سے اسی کیفیت کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں، ان کے برخلاف اللہ تعالیٰ کے مقربین ایک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے نوافل کی ادائیگی میں انہماک رکھتے ہیں بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہونے کی کیفیت سے انہیں گہرا تعلق رہتا ہے وہ اللہ کی ذات کیساتھ کسی کو اس کا شریک تسلیم نہیں کرتے ہیں پس ہر ایماندار شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ مخصوص فرشتوں، مقربین حاملین عرش اور عرش کے گرد گھیرا ڈالنے والے فرشتوں کو اپنے لئے نمونہ بنائے، اس آیت میں دون الجهر کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ قریب بلکہ ایک حدیث میں سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب۱۳۱، صحیح مسلم کتاب الذکر باب۱۳، صحیح ابی داؤد کتاب الوتر باب۳۶، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب۵۸، مسند احمد ح۱۹۸۲۸، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۶۹)

آیت مبارکہ میں ہے جب میرا بندہ مجھ سے میرے بارے میں سوال کرے تو اسے بتائیں میں نزدیک ہوں، جس آیت مبارکہ کی تفسیر کی جارہی ہے اس کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے سجدہ تلاوت کریں ان مشرکین کو ذلیل قرار دیں جنہوں نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور مقربین فرشتوں کی پیروی کرتے ہوئے سربسجود ہو جائیں اس طرح دیگر آیات جن میں سجدہ تلاوت مسنون ہے ان میں سجدہ کریں، آپ ﷺ کی زبان پر سجدہ تلاوت میں ذیل کے کلمات ہوتے: ((سَجَدَ لَكَ وَجْهِيَ الَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) ''میرا چہرہ تیری ذات کے سامنے سجدہ کناں ہے جس نے اس کو پیدا کیا اس میں کان اور آنکھ کو اپنی طاقت اور قوت کے ساتھ الگ الگ کیا'' (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب۳۳، صحیح ابی داؤد کتاب السجود باب۶، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الصلوٰۃ باب۲۱، الحاکم ج۱ ص۲۲۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الاقامۃ باب۷۰، مسند احمد ج۱ ص۹۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا : ۷۵ ۸ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ رُکُوْعَاتُھَا : ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

○اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا مہربان ہے○○

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

ترجمہ: وہ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ بتائیں! غنیمتیں اللہ اور اس کے پیغمبر کیلئے ہیں پس تم اللہ سے ڈرو اور تم آپس میں اصلاح کرو اور اللہ اور اسکے پیغمبر کی فرماں برداری کرو اگر تم مسلمان ہو۔ بے شک ایماندار وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو اللہ کی آیات ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح طور پر ایماندار ہیں ان کیلئے ان کے پروردگار کے نزدیک مراتب ہیں اور وہ معاف کرتا ہے اور عزت کیساتھ رزق عطا کرتا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْاَنْفَالُ کا واحد نَفَلٌ ہے، اس کا معنی زائد ہے چنانچہ نفل نماز کو اسی لئے نفل کہا جاتا ہے، اس مقام میں نفل سے مقصود غنیمت ہے، عام ہے تھکاوٹ کے بعد دستیاب ہوئی یا آرام سے حاصل ہوگئی، مزید برآں کامیابی کے بعد یا کامیابی سے پہلے، (بَیْنِکُمْ) بَیْنَ کا اطلاق اتصال، افتراق دونوں پر ہوتا ہے بلکہ دونوں کناروں کے درمیان پر بھی، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ﴾ (الانعام: ۹۴)
''تمہارے آپس کے تعلقات ختم ہوگئے''

سورۃ الانفال کی سورۃ الاعراف کے ساتھ مناسبت: مناسبت واضح ہے سورۃ الانفال میں نبی ﷺ کے حالات آپ کی قوم کے ساتھ کیسے تھے؟ جب کہ سورۃ الاعراف میں پیغمبروں کے ان کوائف کو بیان کیا گیا ہے جو انہیں ان کی قوموں کے ساتھ پیش آئے۔

شان نزول: امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انفال سے مقصود غنیمتیں ہیں نیز انہوں نے بیان کیا کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ا، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴۷)

مسند احمد میں وارد ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنگ بدر میں میرا بھائی شہید ہوا اس دن میں نے سعید بن عاص کو قتل کر کے اس کی تلوار اپنے قبضہ میں کی، بعد ازاں میں نے تلوار آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ ﷺ نے فرمایا آپ اسے مال غنیمت میں پہنچا دیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کے فرمان کے بعد میں واپس آیا میری طبیعت بہت زیادہ پریشان تھی اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں کتنا پریشان تھا میں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوئی، اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ اپنا سلب (یعنی آپ کے مقتول کے جسم پر جو سامان حرب تھا) اپنے قبضہ میں کر لیں۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۰، ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴۸ تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۸۳ تفسیر الدر المنثور ج ۳ ص ۱۵۸)

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا کافر کا سامان جنگ قاتل کو ملے گا اور جو شخص کسی کافر کو قید کر لیتا ہے اس کے لئے فلاں عطیہ ہے، آپ ﷺ کے فرمان پر ادھیڑ عمر کے لوگ جھنڈوں کے نیچے کھڑے رہے جب کہ جوان سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے قتل کی جانب تیز تیز چلے اور غنیمت کے مال کو لوٹنا شروع کر دیا چنانچہ عمر رسیدہ لوگوں نے نوجوانوں سے کہا ہم تمہارے معاون تھے اگر تم حملہ کو برداشت نہ کر سکتے تو تم نے ہمارا سہارا لینا تھا دونوں فریقوں کا یہ جھگڑا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو سورۂ انفال کی یہ آیات نازل ہوئیں، چنانچہ آپ ﷺ نے مال غنیمت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں برابر تقسیم فرمایا اس لئے کہ مال کی تقسیم کی ذمہ داری آپ ﷺ کے سپرد کر دی گئی تھی۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولاً مخاطب ہیں ثانیاً سبھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ تم اپنی صفوں میں اختلاف سے دور رہو اس لئے کہ اختلاف اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اختلاف سے امت مسلمہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے بالخصوص جب کفار کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہو، یاد رکھو! لڑائی سے کنارہ کش رہو آپس میں محبت، اتفاق اور رواداری کے جذبہ کے ساتھ زندگی بسر کرو، امت مسلمہ کی عظمت وشوکت کا دارومدار اتفاق پر ہے، وحدت امت عظیم قوت ہے کبھی بھی وحدت میں دراڑیں رونما نہ ہوں، مزید برآں اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرو، دنیوی اخروی سعادتوں کی کامیابیوں کا دارومدار آپ ﷺ کی اطاعت پر ہے، جبکہ آپ ﷺ کی مخالفت سے نظام میں خلل رونما ہوگا اور فوضویت (غیر شورائی نظام Dictator Ship) کے خطرناک جراثیم سے خطرہ ہے کہ امت مسلمہ ناقابل تلافی خطرات سے دوچار نہ ہو جائے، بہرحال شورائی نظام سے ہی امت مسلمہ کو ہر قسم کے خطرات سے تحفظ حاصل ہو سکتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ : صحیح معنی میں ان لوگوں کو ایماندار سمجھا جائیگا جن میں پانچ خصلتیں کارفرما ہوں:۔

۱۔ ﴿وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ جب وہ اللہ کے ذکر واذکار میں مصروف عمل رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت، بادشاہت کا تصور ان کے دل ودماغ پر حاوی رہے گا ادنی سے گناہ کے تصور پر ان کے دل کانپ اٹھیں گے اور قیامت کے دن محاسبہ کی ادنیٰ سی جھلک کا تصور انہیں گناہ کی زندگی گزارنے سے متنفر کرے گا۔

۲۔ ﴿وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ جب ان پر ان آیات کی تلاوت ہوتی ہے جنہیں رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر اتارا گیا تو ان کی ایمانی قوت میں مزید یقین کی کیفیت جلوہ گر ہوتی ہے اور اعمال حسنہ کی ادائیگی میں نشاط کی کیفیت سے محظوظ ہوتے ہیں بلکہ حق الیقین سے ارتقاء کی منزل طے کر کے عین الیقین کے قابل رشک مقام پر رسائی ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ وہ ایک اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ کے غیر کی جانب ان کی ادنیٰ سی توجہ بھی نہیں ہوتی وہ صرف اللہ کی ذات کو مدبر اور کارساز سمجھتے ہیں۔

اس حقیقت شرعیہ سے انکار ممکن نہیں کہ عقل اور شریعت دونوں انسان کو اختیار کے وصف کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور اسے مکلّف قرار دیتے ہیں اور ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اعمال صالحہ پر انعامات سے نوازا جائے گا اور اللہ کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب سزا سے واسطہ پڑے گا۔

۴۔﴿اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ نماز کی ادائیگی میں اس کے ظاہری ارکان کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ اذکار مسنونہ کی ادائیگی اور روح کو بارگاہ الٰہی میں سرگوشی کے باعث تقویت عطا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں نیز قرآن پاک کی تلاوت کے دوران معانی پر تدبر کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں نماز اپنے مکمل فوائد کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے کہ اس انداز سے نماز ادا کرنے والے ایماندار خود کو بے حیائی اور برے کاموں سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور احتیاط کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھتے ہیں۔

۵۔﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ان اوصاف کے ساتھ ساتھ ہم نے انہیں جس قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے وہ اسے قرابت داروں، فقراء، مساکین اور امت مسلمہ کے بنیادی کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا: جن لوگوں کے اوصاف کو بیان کیا گیا ہے یقیناً ان اوصاف کے لوگ واقعتاً صحیح معنی میں ایمان دار ہیں۔

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ: جنت میں ان کے درجات مختلف ہوں گے چنانچہ اوپر کے درجہ میں مقیم شخص اپنے سے نچلے درجہ کے شخص کو دیکھے گا جب کہ نچلے درجے والا جنتی ہرگز محسوس نہ کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس پر تفوق حاصل ہے۔

ارشاد نبوی ہے ''بلاشبہ علیین میں رہنے والوں کو ان سے نچلے درجہ کے جنتی اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے کسی کنارے میں غور و فکر کے بعد نظر آتا ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ محلات تو انبیاء علیہم السلام کے ہیں ان کے سوا کو وہاں رسائی حاصل نہیں ہوگی، آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان محلات میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جنہوں نے اللہ کی ذات پر ایمان لانے کیساتھ ساتھ پیغمبروں کی بھی تصدیق کی ہوگی'' (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ۸، صحیح مسلم کتاب صفۃ الجنۃ باب ۳، صحیح ترمذی کتاب الجنۃ باب ۱۸، الروض النضیر ج ۲ص ۳۶۰، التعلیق الرغیب ج ۴ص ۲۵۱، مسند احمد ج ۲ص ۳۳۵، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۱۰۷)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد نبوی ہے ''جنت میں رہائش پذیر لوگ اپنے سے اونچے مراتب والے جنتیوں کو یوں دیکھیں گے جیسا کہ تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے افق میں نمایاں دکھائی نہیں دیتا ہے اور بلاشبہ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہما) کا ان لوگوں میں شمار ہے جن کو وہاں بہت بڑی عظمت حاصل ہوگی۔

(صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۱، ابن کثیر ج ۲ص ۴۵۳، مسند احمد ج ۳ص ۲۶، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۱۴)

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾

ترجمہ: جیسا کہ تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے صحیح تدبیر کے ساتھ نکالا اور بلاشبہ ایمانداروں سے ایک گروہ خوش نہیں تھا۔ وہ آپ سے صحیح بات پر جھگڑا کر رہے تھے اس کے بعد کہ حق واضح ہو گیا گویا کہ وہ موت کی جانب دھکیلے جا رہے تھے اور وہ دیکھ رہے تھے۔ اور تم اللہ کے احسان کو یاد کرو جب کہ اللہ نے تم سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ جنگ والی جماعت کے علاوہ تمہارے لئے ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ دین حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرے اور کفار کی بنیاد کو کاٹ ڈالے۔ اللہ چاہتا تھا کہ دین حق کو ثابت کرے اور باطل دین کو ختم کر دے اگرچہ مجرم لوگ اس کو ناپسند ہی سمجھیں۔

لغوی تحقیق: يُجَادِلُوْنَكَ آپ ﷺ سے جھگڑا کر رہے تھے، مادہ (ج دل) ہے، ایسا جھگڑا یا خصومت جس کو غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے بڑھایا جائے، رَجُلٌ مَجْدُوْلٌ مضبوط اور گٹھے ہوئے جسم کا آدمی، اَلْجَدِيْلَةُ عادت، فطرت۔ (لسان القرآن ص ۳۳۰)

بلاغت: (۱) ﴿كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ﴾ اس آیت میں کاف تشبیہ کا معنی دیتا ہے، آپ ﷺ کو اللہ پاک حکم دے رہے ہیں کہ آپ جس چیز کو درست سمجھتے ہیں اس پر کاربند رہیں اور مجاہدین میں مال غنیمت کو تقسیم کریں اگرچہ وہ اس کو ناپسند کیوں نہ سمجھیں جیسا کہ تیرے پروردگار نے تجھے حق وصداقت کیساتھ باہر نکلنے کا حکم دیا جبکہ ایمانداروں میں سے ایک گروہ کو نکلنا پسند نہیں تھا اس طرح یہ لوگ آپ ﷺ سے حق کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں جبکہ حق واضح ہو چکا ہے۔ (طبری ج ۱۳ ص ۲۹۳، فتح الرحمٰن ص ۲۱۶)

(۲) ارشاد الٰہی ﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ کے بارے میں اگر کوئی شخص اس جملہ کو تحصیل حاصل قرار دیتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ہرگز تحصیل حاصل نہیں ہے اس لئے کہ حق سے مقصود ایمان ہے اور باطل سے مقصود شرک ہے، مزید ایک اور اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لِيُحِقَّ الْحَقَّ کو مکرر لانے سے کیا فائدہ ہے جب کہ اس سے پہلے ﴿وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ موجود ہے؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اول حق سے مقصود اللہ کا وعدہ ہے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں کو دشمن پر کامیابی حاصل ہوگی قرینہ یہ جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن کی نسل کو ختم کرنا چاہتا ہے جب کہ دوسرے حق سے مقصود دین اسلام کی تقویت اور شریعت کی پاسداری ہے اس لئے کہ اس کے بعد یہ جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۱۶)

تشریح: غزوہ بدر کے واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے جس میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور مشرکین شکست اور ذلت سے دوچار ہوئے اس کے بعد غنیمت کے احکام کا بیان ہو رہا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ آئی، بعد ازاں غزوہ بدر کے آغاز کو بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ گھر سے روانہ ہوئے تو ایمان داروں میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے باہر نکلنے کو پسندیدہ نہیں سمجھتا تھا جب کہ ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی جائے اور آپ ﷺ کے ہر حکم پر خوشی کا اظہار کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَمَآ اَخرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيتِكَ بِالحَقِّ : حقیقت یہ ہے کہ غنیمت کے مال اللہ کیلئے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ عادلانہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر غنیمت کا مال ان لوگوں کے درمیان برابر تقسیم کریں گے جن کا حصہ اللہ تعالیٰ نے اس میں متعین کیا ہے اگر چہ کچھ جھگڑالو قسم کے لوگ اس کو ناپسند کیوں نہ سمجھیں اس لئے کہ وہ خود کو زیادہ مستحق گردانتے ہیں جیسا کہ تیرے پروردگار نے آپ کو جب آپ کے گھر سے نکالا تو آپ کا روانہ ہونا درست تھا آپ کا مقصود مشرکین کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر حملہ آور ہونا تھا جب کہ ایمانداروں میں سے کثیر تعداد میں ایسے لوگ تھے جو اس اقدام کو ناپسندیدہ قرار دیتے تھے بنیادی سبب یہ تھا کہ لڑائی کیلئے انہوں نے تیاری نہیں کی تھی دیگر اسباب کا بیان آگے ہو رہا ہے۔

وضاحت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب علم ہوا کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ملکِ شام سے واپس آرہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اس جانب روانہ کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ قریشیوں کا تجارتی قافلہ مال و اسباب کے ساتھ آرہا ہے شائد اللہ تعالیٰ تمہیں ان کا مال بطور غنیمت کے عطا کریں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معمولی ہتھیار لے کر نکلے جب کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل ہتھیار زیب تن کر کے روانہ ہوئے، اغلب خیال یہ تھا کہ لڑائی عملاً ظہور پذیر نہیں ہو گی۔

دوسری جانب ابوسفیان کا قافلہ جب حجاز کے قریب پہنچا تو ابوسفیان نے حالات سے باخبر رہنے کیلئے دشمن کے بارے میں چونکہ حساس تھا اس لئے دوران سفر جس قافلہ سے اس کی ملاقات ہوتی اس سے حالات کے بارے میں دریافت کرتا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حملہ سے خائف تھا، چنانچہ ایک قافلہ کے لوگوں سے اسے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ تیرے قافلہ پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے رفقاء کی معیت میں چل پڑے ہیں، چنانچہ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری شخص کو مالی ماوضہ دے کر مکہ والوں کی جانب بھیجا بالخصوص اس کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ قریش قبیلہ کے لوگوں سے جا کر ملے انہیں آگاہ کرے کہ تمہارے تجارتی قافلہ کو لوٹنے کیلئے محمد ﷺ اپنے رفقاء کو لے کر روانہ ہو چکے ہیں، چنانچہ ضمضم بن عمرو غفاری نہایت تیز رفتاری کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوا۔

اس دوران رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں قافلہ کو روکنے کے لئے نکل پڑے تھے آپ ﷺ وادیٔ ذفران پہنچے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ قریشیوں سے معقول تعداد میں لوگ اپنے تجارتی قافلہ کی حفاظت کیلئے روانہ ہو چکے ہیں اس خبر کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان حالات میں آپ کی رائے کیا ہے؟ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے نہایت عمدہ حوصلہ افزا باتیں کہیں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے بھی جرأت و بے باکی کے عالم میں استقامت اختیار کرنے کے عزم کا اظہار کیا ان کے بعد مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اس نے گزارش کی، اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! اللہ نے جو حکم آپ کو دیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم ہرگز موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے رویہ کو نہیں اپنائیں گے جنہوں نے کہا آپ اور آپ کے پروردگار جائیں اور لڑائی کریں ہم تو بس یہیں بیٹھے رہیں گے، ہم اس حقیقت کے اظہار میں ہرگز کوتاہی نہیں کرتے ہیں کہ آپ اور آپ کے پروردگار کی معیت میں ہم دشمن سے مقاتلہ کریں گے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچا پیغمبر مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں یمن کے برک غماد شہر کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے ساتھ پوری قوت کا اظہار کرتے ہوئے روانہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ جائیں گے اس صحابی کے ان کلمات پر آپ نے کلمہ تحسین فرماتے ہوئے اس کیلئے خیر و برکت کی دعا کی، بعد ازاں پھر آپ نے پہلے جملہ کو دہرایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو اس سے مقصود انصاریوں کو مخاطب کرنا تھا اس لئے کہ جب انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھاٹی میں بیعت کی تھی تو انہوں نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ جب تک آپ ہمارے شہر میں قیام پذیر نہیں ہوں گے ہم آپ کی ذمہ داری قبول نہیں کریں گے جب آپ ہمارے شہر میں اقامت پذیر ہو جائیں گے تو ہم ذمہ دار ہوں گے پھر جس طرح ہم اپنے باپ دادوں اور بیویوں کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح آپ کی حفاظت بھی کریں گے جب کہ رسول اکرم ﷺ خوف زدہ تھے کہ کہیں انصار صرف اس کیفیت میں ہماری مدد کریں گے جب مدینہ پر دشمن حملہ آور ہوگا اور انہیں ہرگز مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا سامنا کرنا نہیں ہوگا، جب آپ ﷺ نے اس خدشہ کا اظہار کیا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے مخاطب ہوئے، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ہمیں سمندر میں چھلانگیں لگانے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے، ہم سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا ہم تو میدان کارزار میں صبر کے دامن کو تھام کر رکھنے والے ہیں قول اور عمل کے سچے ہیں یقیناً ہماری جانب سے آپ ایسے بہادری کے کارناموں کا مشاہدہ کریں گے جس کے بعد آپ کی آنکھیں مسرت سے ہم کنار ہوں گی، آپ اللہ کی برکت پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں روانہ ہونے کا حکم دیں چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بے باکی پر آپ خوش ہوئے اور حکم دیا کہ تم اللہ کی برکات کو سمیٹتے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں روانہ ہو جاؤ اور مسرت سے ہم کنار رہو اس لئے کہ اللہ نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک کا حتمی وعدہ کیا ہے، اولاً ابوسفیان کے قافلہ کا جو شام سے تجارتی مال سے لیس ہو کر آ رہا ہے یا ان لوگوں کا جو مکہ سے اپنے قافلہ کے بچانے کیلئے روانہ ہو چکے ہیں ان کا لیڈر ابو جہل ہے اللہ کی قسم! گویا کہ میں کفار کی ہلاکت کے مقامات کا عینی مشاہدہ کر رہا ہوں۔

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَاتَبَيَّنَ : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ اب انہیں مشرکین مکہ سے مقابلہ کرنا ہوگا جب کہ قبل ازیں تجارتی قافلہ سے مڈبھیڑ ہونی تھی لیکن جب انہیں آگاہ کیا گیا کہ وہ بہرحال جو بھی صورت پیش آئے گی کامیاب رہیں گے دراصل صحابہ کرام کا مقصود یہ تھا کہ مشرکین مکہ سے جنگ آزما ہونے کیلئے ہمیں خود کو اس کے لئے تیار کرنا تھا جب کہ ہم جب نکلے تو ہمارا مقصود تجارتی قافلہ سے مزاحم ہونا تھا، مزید برآں ابھی صحابہ کرام دشمن کے مقابلہ میں برابر نہیں تھے ان سے کمزور تھے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا بلاتعین وعدہ کیا چنانچہ ایسی کیفیت میں صحابہ کرام کی نظریں تجارتی قافلہ پر لگی ہوئی تھیں جو شام کے ملک سے آ رہا تھا اس سے تجارتی مال چھین لینے میں کچھ زیادہ تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا جب انہیں معلوم ہوا کہ تجارتی قافلہ تو ساحل سمندر کیساتھ ساتھ چلتا ہوا گرفت سے دور نکل گیا ہے لیکن قریش مکہ تجارتی قافلہ کے تحفظ کیلئے پوری قوت اور شان و شوکت کیساتھ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں بلکہ مدینہ کے قرب و جوار میں پہنچ چکے ہیں تو ایسی صورت میں لڑائی سے الگ رہنا ممکن نہیں، دراصل یہی وہ گروہ تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو ان پر غلبہ ہوگا اگرچہ لشکر کے بعض رفقاء پر یہ کیفیت پریشان کن تھی کہ دشمن تعداد میں زیادہ ہے اور قوت کے لحاظ سے بھی ہم سے فائق ہے اور وہ تیار ہو کر لڑائی کے میدان میں اتر رہا ہے لیکن ہم لڑائی کیلئے نہیں نکلے تھے ہم تو صرف تجارتی قافلہ سے مال و اسباب چھیننا چاہتے تھے ہمارے ذہن میں لڑائی کا تصور بھی نہ تھا لیکن حق کو غلبہ حاصل ہوا کوئی جھگڑا باقی نہ رہا یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ تجارتی قافلہ اصل مقصود تھا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز وہ مقصود نہ تھا اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ لڑائی کے ساز و سامان لے کر نہیں آئے، بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق صحابہ کرام کو فتح و نصرت سے نوازا۔

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ : گویا کہ صحابہ کرام دشمن کے خوف کے سبب اس قدر گھبراہٹ کی کیفیت میں تھے جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ موت کی جانب دھکیلے جا رہے ہیں اور موت سے بچاؤ ممکن نہیں گویا کہ موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں ظاہر ہے کہ ان کی حالت اور دشمن کی حالت میں قوت، تعداد، سامان حرب، گھوڑوں وغیرہ کے لحاظ سے بہت زیادہ تفاوت تھا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے کامیابی کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہے جب کہ بعض اوقات مادی اسباب اگر چہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اگر اللہ ان کو غلبہ عطا نہ کرے تو غلبہ حاصل نہیں ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِينَ﴾ (البقرۃ:۲۴۹) ''بہت دفعہ ایسی جماعت جو تعداد میں کم ہے اللہ کے حکم کے ساتھ ایسی جماعت پر غالب آ جاتی ہے جو تعداد میں زیادہ ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ : غور کریں جب اللہ نے تم سے دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر غلبہ اور تسلط کا وعدہ فرمایا لیکن تم پسند کرتے تھے کہ ہم قافلہ سے مال و اسباب چھین لیں اور ہمیں لڑائی سے نبرد آزما نہ ہونا پڑے۔

وَ يُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ : اللہ پاک کا تمہارے ارادے کے خلاف ارادہ تھا کہ حق و صداقت کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت فرمائے، کلمات سے مقصود وہ آیات ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ پر اتارا گیا کہ تم نے اس جماعت سے لڑائی کرنا ہے جس کو مغلوب کرنے کے لئے تمہاری مدد کے لئے فرشتوں کو اتارا جائے گا اور مشرکین کے نہ صرف یہ کہ کچھ افراد کو قید کیا جائے گا اور کچھ کو قتل کے بعد بدر کے کنوئیں میں گرا دیا جائے گا۔

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِينَ : اللہ پاک ایمان کے مخالفین کا استیصال کرنا چاہتا ہے اور ان کی قوت کو ختم کرنا چاہتا ہے چنانچہ غزوۂ بدر سے فتح و نصرت کا آغاز ہوا اور فتح مکہ کے دن مشرکین کا مکمل استیصال کر دیا گیا۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ : اللہ تعالیٰ نے حق کو ثابت فرمایا مقصود اسلام ہے اور شرک و کفر کو ختم کیا اگر چہ مجرم لوگ جو سرکش ہیں انہیں پسند نہیں ہے، ذہن نشین کریں قافلہ سے مال وغیرہ لوٹنے سے غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا قریش سے کفر کے لیڈروں کے استیصال سے صحیح معنی میں غلبہ حاصل ہوا جبکہ وہ تمہارا استیصال کرنا چاہتے تھے۔ (المراغی ج ۳ ص ۴۸۸۔۴۸۹)

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ؕ وَ مَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللّٰهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰﴾ ع إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَ يُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا ؕ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ ج وَمَن يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جب تم اپنے پروردگار سے مدد طلب کر رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعا کو قبول کیا کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا جو ایک دوسرے کے بعد آئیں گے۔ اور اللہ نے اس مدد کو نہیں کیا مگر خوشخبری اور تا کہ اس کے سبب تمہارے دل اطمینان حاصل کریں اور کامیابی نہیں ہے مگر اللہ کی جانب سے ہی ہے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ جب اس نے تم کو نیند کے ساتھ ڈھانپ لیا اس کی جانب سے امن تھا اور وہ تم پر آسمان سے بارش اتارے گا تا کہ اس کے ساتھ تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطان کی آلودگی کو لے جائے اور تا کہ تمہارے دلوں کو برقرار رکھے اور اس کے ساتھ پاؤں کو ثابت قدم رکھے۔ جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں کی جانب وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس ایمانداروں کو ثابت قدم رکھو میں کفار کے دلوں میں خوف ڈال دوں گا (اے مسلمانو!) تم گردنوں پر مارو اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں کے پوروں پر مارو۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا بلاشبہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ تم اس عذاب کو چکھو اور جان لو کفار کیلئے آگ کا عذاب بھی ہے۔

لغوی تحقیق: بَنَانٌ کا واحد بَنَانَةٌ ہے، انگلی کا پورا، اَبَنَّتِ السَّحَابُ بادل کئی روز تک برستا رہا، آیت کا تعلق جنگ بدر سے ہے کفر واسلام کے درمیان یہ پہلی فیصلہ کن جنگ تھی، اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں، ایک یہ کہ جب دشمن پر وار کرو تو گردن کے اوپر کرو تا کہ وہ فوراً کیفر کردار کو پہنچ جائے، دوسرے یہ کہ اگر کسی کو مار دینا مقصود نہ ہو تو پھر اس طرح اس کے پور پور کردو کہ وہ دوبارہ لڑائی کے قابل نہ رہے، ظاہر ہے ان ہدایات کا تعلق دست بدست لڑائی سے ہے۔ (لسان القرآن ص ۲۲۸)

شان نزول: عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا تو ان کی تعداد تین سو سے کچھ زائد تھی اور مشرکین کی جانب دیکھا تو ان کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز تھی اس کیفیت کے پیش نظر آپ ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے آپ ﷺ کا لباس دو چادروں پر مشتمل تھا، آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے ان کلمات کے ساتھ دعا کی ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہوا ہے اس کو پورا فرما، اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت موت کے گھاٹ اتر جاتی ہے تو کبھی بھی روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی'' آپ ﷺ مسلسل ان کلمات کو دہراتے ہوئے اپنے پروردگار سے فتح ونصرت کی دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ کے کندھوں سے نیچے گر گئی اس دوران ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت تیزی کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، آپ ﷺ کی چادر مبارک کو اٹھایا اور آپ کے کندھوں پر ڈالا، بعد ازاں آپ ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ لپٹ کر عرض کیا، اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ نے اپنے پروردگار سے جس انداز کے ساتھ سوال کیا ہے اس کے نتیجہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ اس وعدہ کو پورا فرمائیں گے جو وعدہ آپ سے کیا ہے، بعد ازاں آپ کھڑے ہوئے آپ کی زبان مبارک پر اس آیت مبارکہ کے الفاظ تھے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ (القمر: ۴۵) ''یقیناً جماعتوں کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر واپس چلے جائیں گے'' (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۴، کتاب الجہاد باب ۸۹، کتاب التفسیر باب ۵، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۹، مسند احمد ح ۳۰۴۳، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۵۸)

اس کے بعد آیات مبارکہ نازل ہوئیں چنانچہ قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں کفار کے ستر آدمی قتل ہو گئے اور ستر انسانوں کو قیدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنالیا گیا، بعدازاں آپ ﷺ نے ابوبکر، عمر اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! یہ لوگ چچازاد بھائی ہیں میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لیا جائے تاکہ ہماری مالی پوزیشن مستحکم ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک انہیں اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ ہمارے بازو بن جائیں، بعدازاں عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری رائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مخالف ہے میں تو چاہتا ہوں کہ جو شخص میرا قریبی ہے اسے میں موت کے گھاٹ اتار دوں اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ عقیل کو قتل کرے، ہمارے دل میں مشرکین کے بارے میں ہرگز نرمی موجود نہیں ہے یہ لوگ تو شرک کے ستون ہیں اور لیڈر قسم کے لوگ ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کا جھکاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب تھا آپ ﷺ نے ان سے فدیہ وصول کر کے انہیں رہا کر دیا اس کے بعد ذیل کی آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (ﷺ) کو ڈانٹ پلائی گئی تھی، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ﴾ (الانفال:٦٧) ''پیغمبر کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ قیدیوں کا خون نہ بہائے''

چنانچہ مال غنیمت کو مجاہدین کیلئے حلال قرار دیا گیا لیکن غزوۂ بدر کے واقعہ کے ایک سال بعد صحابہ کرام کو سزا دی گئی جبکہ انہوں نے غزوۂ بدر میں فدیہ حاصل کیا یعنی غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے، مزید برآں صحابہ کرام نبی ﷺ کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے آپ ﷺ کا رباعیہ دانت ٹوٹ گیا، آپ کا سر مبارک لوہے کے خود کے ٹوٹنے سے زخمی ہو گیا آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (آل عمران:١٦٥) ''بھلا جب تم پر مصیبت آئی جبکہ تم نے انہیں دوگنا مصیبت میں مبتلا کیا تو تم نے استفسار کیا یہ کہاں سے ہے؟ آپ بتائیں یہ تمہاری جانب سے ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۱۸، صحیح ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۱۳۱، مسند احمد ج ۱ ص ۳۱ ج ۳ ص ۲۴۳ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۵۸، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۹، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ح ۲۱۵۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں اللہ نے اپنے پیغمبر اور ایمانداروں کی مدد ایک ہزار فرشتے بھیج کر فرمائی، جبرائیل اور میکائیل بھی ساتھ تھے، چنانچہ امام بخاریؒ نے ان الفاظ کے ساتھ باب کا انعقاد کیا ہے: ((باب شهود الملائكة بدرا)) ''کہ فرشتے غزوۂ بدر میں موجود تھے''، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۱۱، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۱۸، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۵۹)

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى : اللہ پاک نے فرشتوں کو بھیجا تاکہ تم خوش ہو جاؤ کہ تمہیں غلبہ حاصل ہو گا اور تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو گا اور غلبہ تو بس اللہ کی جانب سے ہے فرشتے اور مجاہدین تو اسباب ہیں کسی کا اس میں دخل نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اس کا حکم نافذ ہوتا ہے وہ ذات حکیم کے وصف کے ساتھ موصوف ہے وہ ہر چیز کو اس کے محل میں رکھتا ہے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ : اللہ پاک ایک انعام کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ان پر اونگھ کو مسلط کر دیا جس سے ان کا ڈر ختم ہو گیا دراصل صحابہ کرام خوفزدہ تھے کہ دشمن تعداد میں زیادہ ہیں جب کہ ہم نہایت قلیل تعداد میں ہیں جیسا کہ جنگ احد میں بھی صحابہ کرام پر اونگھ کو مسلط کر دیا تھا چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ متعدد بار میرے ہاتھ سے تلوار گری اور میں اٹھاتا رہا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صرف بیدار رہے نوافل ادا کرتے رہے آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار رہیں، خیال رکھیں غمزدگی کی کیفیت میں نیند کا آنا باعث امن و اطمینان ہوتا ہے لیکن نماز ادا کرتے ہوئے نیند کا آنا شیطان کی جانب سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث میں ہے کہ جنگ بدر کے واقعہ میں آپ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں ایک جھونپڑی میں رہے اللہ پاک سے دعا کرنے میں مشغول رہے، اچانک اللہ کے پیغمبر ﷺ پر اونگھ کا غلبہ ہوا کچھ عرصہ کے بعد بیدار ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ابوبکر! خوش ہو جائیں، جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں ان کے دانتوں پر گرد وغبار دکھائی دے رہی ہے اس کے بعد آپ ﷺ جھونپڑی سے باہر آئے آپ ﷺ کی زبان مبارک پر ذیل کے کلمات تھے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ (القمر: ۴۵) ''یقیناً جماعتوں کو شکست ہوگی او وہ پیٹھ پھیر کر واپس چلے جائیں گے''

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً : اور تم پر آسمان سے بارش کو اتارے گا چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ جب مقام بدر میں پہنچے تو مشرکین مکہ اور پانی کے درمیان ریتلی جگہ تھی اس دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی کمزوری کا احساس ہوا، دراصل شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم خود کو اللہ کا دوست سمجھتے تھے اور تم میں اللہ کا پیغمبر بھی موجود ہے جب کہ پانی پر قبضہ مشرکین کا ہے اور تم جنابت کا غسل نہیں کر سکتے ہو اس طرح نمازیں ادا کرو گے، اس دوران زوردار بارش ہوئی چنانچہ مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق پانی کا استعمال کیا جنابت کا غسل کیا گیا، بارش برسنے سے ریتلا علاقہ چلنے پھرنے کے لئے درست ہو گیا صحابہ کرام نے کفار کی جانب مارچ کیا اس دوران اللہ نے ایک ہزار فرشتے ان کی مدد کے لئے اتار دیئے ایک جانب جبرئیل علیہ السلام دوسری جانب میکائیل علیہ السلام تھے۔

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَ يُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ : بارش کے پانی کے ساتھ تم وضو اور غسل کر سکو گے، اور شیطان کا وسوسہ بھی ختم ہو جائے گا یعنی ظاہر جسم کے ساتھ ساتھ تمہارا دل بھی مضبوط ہو جائے گا اور تم صبر اور شجاعت کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہو سکو گے اس طرح تم ثابت قدمی کی نعمت سے شادکام رہو گے (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۱)

علامہ ابن قیم کی وضاحت: ذہن نشین کریں کہ غزوۂ بدر کی لڑائی سے پہلی رات میں جو بارش نازل ہوئی مشرکین پر موسلا دھار بارش برسی اس کے سبب وہ پیش قدمی سے رکے رہے جب کہ صحابہ کرام کی جانب بارش زوردار نہ تھی اس کے نتیجہ میں ریتلی زمین اس لائق ہوگئی کہ اس پر آرام سے چلا جا سکتا تھا آپ ﷺ اپنی جھونپڑی میں صحابہ کرام کو اس خوشخبری سے ہم کنار کر رہے تھے، کہ کل فلاں شخص کی ہلاکت فلاں جگہ پر اور فلاں کی فلاں جگہ پر ہوگی چنانچہ جس مقام کی جانب آپ ﷺ نے اشارہ کیا تھا اس سے اِدھر اُدھر ان کی ہلاکت نہ تھی بظاہر بارش کے چار فوائد بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) پانی سے غسل ہو سکے گا جس طبیعت میں نشاط کی کیفیت جلوہ گر ہوگی۔

(۲) جنابت کا غسل ہو سکے گا نیز شیطان کے وسوسہ سے تحفظ حاصل ہوگا۔

(۳) بارش سے دل ودماغ کو سکون حاصل ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں صبر اور ثابت قدمی کا گراف قائم رہے گا۔

(۴) چونکہ علاقہ ریتلا تھا اس لئے بارش کے سبب اس میں پختگی آئے گی زمین سخت ہو جائے گی چلنا پھرنا آسان ہو جائے گا۔

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ : تم دشمن کی کھوپڑیوں پر تلواریں چلاؤ گردنوں کو جسم سے الگ کر دو اور ہاتھ پاؤں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو، چنانچہ جنگ کے خاتمہ کے بعد نبی ﷺ نے مردہ لاشوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ذیل کا شعر گنگنا رہے تھے جب کہ آپ نے تو شعر کی جانب اشارہ ہی کیا تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکمل شعر پڑھا ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُفَلِّقُ هَامًا مِّنْ رِّجَالٍ اَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

''ہم مضبوط لوگوں کی کھوپڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے اس لئے کہ وہ زبردست نافرمان اور ظالم تھے''

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ : اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور مشرکین کو ذلیل وخوار کیا اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی کی جبکہ اللہ پاک تو حق کی جانب دعوت دینے والے ہیں اور اللہ کے رسول دعوت کو پہنچانے والے ہیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ : جو شخص بھی اللہ اور اس کے پیغمبر کے احکام کی مخالفت کرے گا وہ اس لائق ہے کہ اس کو اس کے جرم کے سبب سخت عذاب سے دوچار کیا جائے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ : کفار کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ جو سزا تمہیں دنیوی زندگی میں مل رہی ہے کہ تمہیں تمہارے دشمن کے مقابلہ میں جس ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے حالانکہ دشمن تعداد میں تم سے بہت کم تھا اور اسلحہ بھی اس کے پاس نہ ہونے کے برابر تھا، یہ سزا عبرتناک ہے اور ذلت بھی تمہارے ساتھ لازم وملزوم ہے جب کہ اخروی زندگی میں تمہیں دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہونا ہوگا لیکن اگر تم نے کفر کی زندگی کو نہ چھوڑا اور آخرت کا عذاب دنیوی عذاب سے زیادہ شدید ہوگا اور دائمی ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَ لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کفار سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ان کی جانب پیٹھ نہ پھیرو۔ اور جو شخص اس دن ان کی جانب پیٹھ پھیرے گا (سوائے اس کے جو لڑائی کیلئے لوٹنے والا ہے یا جماعت کی جانب پناہ تلاش کرنے والا ہے) تو بلاشبہ وہ شخص اللہ کی ناراضگی کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا البتہ اللہ نے ان کو قتل کیا ہے اور (اے محمد!) تو نے نہیں پھینکی جس وقت تو نے پھینکی، البتہ اللہ نے پھینکی اور تا کہ ایمان والوں کو اپنے پاس سے اچھا عطیہ عطا کرے بے شک اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ حالت تو یہ ہے اور جان لو کہ اللہ کفار کے حیلہ کو کمزور کرنے والا ہے۔ (اے کافرو!) اگر تم فتح کے طلبگار تھے تو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے اور اگر تم رک جاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم لوٹو گے تو ہم بھی لوٹیں گے اور تمہیں تمہاری جماعت کچھ فائدہ نہیں دے سکے گی اگر چہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کثیر تعداد میں ہو اور جان لو بلاشبہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

لغوی تحقیق: اَلزَّحفُ اصل میں اس کا معنی پاؤں کو گھسیٹ گھسیٹ کر چلنا کے ہیں جیسا کہ بچہ چلنے کے قابل ہونے سے پہلے اور اونٹ تھکن کی وجہ سے اپنے پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہے یا فوج کثرت ازدہام کی وجہ سے آہستہ آہستہ گھسٹ گھسٹ کر آگے بڑھتی ہے اور زَاحِفٌ اس تیر کو کہتے ہیں جونشانے سے ورے جا گرے۔ (مفردات امام راغب ص ۳۸۵)

تشریح: اے ایمان والو! جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے جب تمہاری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے اور وہ تمہارے ساتھ لڑائی میں جوش دکھا رہے ہوں جیسا کہ کفار تیزی کے ساتھ مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچے اور بدر کے مقام پر اتر پڑے تو تم نے ان کی جانب شکست خوردگی کی کیفیت میں پیٹھ نہیں پھیرنی ہے اگرچہ وہ تم سے تعداد اور سامان حرب میں زیادہ کیوں نہ ہوں تم نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہے یقیناً اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ : اور جس شخص نے ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے کے وقت پیٹھ پھیر لی تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اللہ کی ناراضگی کو مول لیا جب کہ آخرت میں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جہاں وہ اپنے اس جرم عظیم کے سبب رہے گا اور دوزخ عذاب کے لحاظ سے نہایت کٹھن رہائش گاہ ہے چونکہ میدان کارزار سے شکست خوردگی کی کیفیت میں راہ فرار اختیار کرنے والے کا مقصود ایسے مقام پر رہائش پذیر ہونا ہے جہاں اسے موت سے تحفظ ہو، اس لئے اس کو اس کے مقصود کے خلاف ایسے مقام پر رکھا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب الٰہی میں گرفتار رہے گا، معلوم ہوا میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

صحیح حدیث جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوع بیان کیا ہے، میں سات ایسے کبیرہ گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو مومن شخص کو تباہی و بربادی کی جانب دھکیلنے والے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شمار کرتے ہوئے واضح کیا ہے، سرفہرست اللہ کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ایسے شخص کو موت کے گھاٹ اتار دینا جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا البتہ قصاصاً قتل کرنا مستثنیٰ ہے، سودی مال سے راہ و رسم رکھنا، یتیم کے مال کو بلا جواز اپنے کنٹرول میں لے آنا، میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا، پاک دامن سیدھی سادھی خواتین پر الزام تراشی کرنا۔
(صحیح بخاری کتاب الحدود باب ۴۴، کتاب الوصایا باب ۲۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۵، صحیح ابی داؤد کتاب الوصایا باب ۱۰، سنن نسائی کتاب الوصایا باب ۱۱ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۶۴)

اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ : وہ مجاہد مستثنیٰ ہے جو میدان جہاد کو چھوڑ کر ایسے مقام پر متمکن ہوتا ہے جہاں اس کے خیال میں اس کی زیادہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی یا میدان جہاد سے ایک جہادی تدبیر کے پیش نظر انحراف اختیار کرتا ہے جس سے دشمن کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنے پیچھے لگاتا ہوا اسے باور کراتا ہے کہ اب وہ دشمن کے مقابلہ میں واپس نہیں آئے گا لیکن دشمن جو اس کے تعاقب میں دوڑتا ہوا آ رہا ہے جب وہ اپنے رفقاء سے کٹ جاتا ہے اکیلا رہ جاتا ہے تو دشمن پر حملہ آور ہو کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے یا ایمان داروں کے ایسے گروہ کی جانب کسی دوسری سائڈ میں منتقل ہو جاتا ہے تاکہ انہیں تقویت پہنچائے اور چونکہ اس سائڈ میں دشمن کی فوج کی تعداد زیادہ ہے اس لحاظ سے وہ اس کی مدد کے زیادہ محتاج ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ : مومنو! تم نے کبھی بھی دشمن کے مقابلہ میں شکست خوردگی کا مظاہرہ نہیں کرنا ہے تمہارے لئے ازبس ضروری ہے کہ تم صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو، غور کریں تمہیں تمہارے دشمن پر کامیابی حاصل ہوئی ہے حالانکہ تم دشمن کی فوج کی بنسبت تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے کمتر تھے جب کہ دشمن کی فوج کی تعداد تم سے زیادہ تھی، مزید برآں ان کی تیاری بھی تم سے کہیں زیادہ اطمینان بخش تھی تمہاری کامیابی صرف اللہ کی مدد سے ہوئی ہے اللہ نے تمہارے دلوں کو مضبوط رکھا اور تمہیں ثابت قدمی سے نوازا، ذہن نشین کریں کہ تم نے انہیں موت کے گھاٹ نہیں اتارا ہے تمہاری جہادی قوت اور جہادی سامان دشمن سے کہیں فروتر تھا یہ تو اللہ پاک کی جانب سے تم پر احسان ہوا کہ تم نے مقابلہ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا فرشتے تمہارے ساتھ شریک تھے وہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر رہے تھے اور دشمن فوج کے دلوں پر خوف طاری رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ صادق الایمان شخص صبر کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں صبر کرنا کامیابی سے ہم کنار ہونے کے لئے عظیم ہتھیار ہے اس لئے کہ ایمان دار شخص دنیوی مال ومتاع کے حصول کیلئے لالچی نہیں ہوتا اس کی امیدیں تو آخرت کے دائمی انعامات کے حصول کی جانب وابستہ رہتی ہیں۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ نے جب فضا میں مٹی کی مٹھی کو پھینکا تھا تو مٹی ان کے چہروں پر گری مٹی کے یوں گرنے کا انداز اللہ پاک کی جانب سے تھا آپ کی جانب سے نہ تھا اللہ پاک نے ان سبھی کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ کو مٹی سے بھر دیا اس کے نتیجہ میں مشرکین شکست سے دوچار ہوئے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے پروردگار سے کامیابی کی دعا کرتے ہوئے ذیل کے کلمات دہرائے، اے میرے پروردگار! اگر یہ جماعت آج موت کے گھاٹ اتر جاتی ہے تو روئے زمین پر کبھی بھی تیری عبادت نہ ہوگی۔ (تخریج اس سے قبل ہو چکی ہے)

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا : اللہ نے آپ کی اور ایمان والوں کی آزمائش کرتے ہوئے انہیں کامیابی اور غنیمت سے نوازا اور معاشرہ میں انہیں اچھی شہرت ملی۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ : اللہ نے تمہیں تو مسرتوں سے نوازا اور کفار کے مکروفریب کو ملیامیٹ کر دیا جب کہ کفار چاہتے تھے کہ توحید کی دعوت پہنچنے نہ پائے اور اس سے پہلے کہ معاشرہ میں اسے عروج حاصل ہو اس کا استیصال کر دیا جائے۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ : ابوجہل نے غزوہ بدر کے موقعہ پر دعا کی اے اللہ! ہم میں سے جو شخص صلہ رحمی کا پاس نہیں کرتا ہے اور ایسی باتیں کہہ رہا ہے معاشرہ میں جن کا کسی کو علم ہی نہیں، اسے کل صبح سویرے تباہ و برباد کر دیجئے، استفتاح سے مقصود یہ ہے اس پر آیت مبارکہ ﴿إِنْ تَسْتَفْتِحُوْا﴾ نازل ہوئی نیز ابوجہل نے کہا: ﴿إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ ''پس اگر تیری جانب سے یہی درست ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش فرما یا ہم پر دردناک عذاب مسلط کر دے'' (مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۱، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۶۷، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۴۹۸)

تو اللہ نے فرمایا اگر تم اس لشکر کی کامیابی کے لئے دعا کر رہے ہو جو صراط مستقیم پر گامزن ہے تو تم نے اس کی کامیابی کو معلوم کر لیا ہے در اصل کفار کے بارے میں مزاحیہ انداز ہے کہ تم تباہ و برباد ہوئے، ذلت نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے اور محمد ﷺ اور اس کے رفقاء کرام کو ہم نے کامیابی سے نوازا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيرٌ لَّكُم وَاِن تَعُودُوا نَعُد : اگر تم نبی علیہ السلام کی دشمنی سے باز آ جاؤ گے تو تمہارا رک جانا تمہارے حق میں بہتر ہے جب کہ تم نے جنگ بدر کا نتیجہ دیکھ لیا ہے کہ تمہاری قوم کے ستر آدمی مارے گئے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی ہوئے، اگر تم نے پھر لڑائی کا اقدام کیا تو ہم مسلمانوں کو فتح عظیم سے نوازیں گے کہ اس سے شرک کا خاتمہ ہوگا اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔

وَلَن تُغنِيَ عَنكُم فِئَتُكُم شَيئًا : اور تمہاری جماعت اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روک نہ سکے گی اگر چہ تمہاری تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوگی اس لئے کہ افرادی قوت کا زیادہ ہونا کامیابی کی کلید نہیں بلکہ صبر، ثابت قدمی اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کامیابی کی ضمانت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی مدد تو بس ایمان داروں کیساتھ ہے دشمن کی تعداد کی کثرت اور ایمان والوں کی قلت انہیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَا تَوَلَّوا عَنهُ وَاَنتُم تَسمَعُونَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعنَا وَهُم لَا يَسمَعُونَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ البُكمُ الَّذِينَ لَا يَعقِلُونَ ﴿۲۲﴾ وَلَو عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِم خَيرًا لَّاَسمَعَهُم ؕ وَلَو اَسمَعَهُم لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعرِضُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرو اور اس کے حکم سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم سن رہے ہو۔ اور تم نے ان لوگوں کی مانند نہیں ہونا ہے جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتے نہیں ہیں۔ بلاشبہ بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔ اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی معلوم کرتا تو وہ ان کو سنواتا اور اگر ان کو سنواتا تو وہ اعراض کرتے ہوئے روگردانی کرتے۔

لغوی تحقیق: اَلدَّوَآبُّ جانور، اس کا واحد دَابَّۃٌ ہے، مادہ (د ب ب) ہے، دَبَّ رینگنا، چلنا، سرایت کرنا، کہا جاتا ہے، دَبَّ الشَّرَابُ فِی عُرُوقِہٖ شراب اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی، دَبَّ السُّقمُ فِی الجِسمِ بیماری اس کے جسم میں سرایت کر گئی، دَبَّ الجَدوَلُ نہر میں پانی بہہ نکلا، اَلدُّبُّ ریچھ، اَلدَّبَابَۃُ ٹینک کی قسم کا لکڑی کا ایک آلہ جس کو محاصرہ کیلئے عرب استعمال کرتے تھے، اَلدَّابَۃ زمین پر چلنے اور رینگنے والی ہر ذی حیات چیز، اس میں حشرات الارض اور حیوانات وانسان سب شامل ہیں، کفار اور مشرکین کے بارے میں ہے کہ یہ لوگ اللہ کا کلام سنتے ہیں اور اس کی نشانیاں دیکھتے ہیں لیکن ایسے گونگے اور بہرے ہیں کہ ذرا سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے گویا انہوں نے نہ کچھ سنا ہے اور نہ توفیق ہی ان کو حاصل ہے کہ حق کا اعلان کریں، قرآن حکیم نے عقل وخرد کے تقاضوں کو بہت اہمیت دی ہے اس کے نزدیک دنیا میں، سوسائٹی میں اور خود فرد کی زندگی میں شر اس وقت راہ پاتا ہے جب انسان قلب وذہن رکھتے ہوئے حق وصداقت کی تلاش میں کوشاں نہ ہو اور اپنے سامنے سچائی کو ابھرتا اور نشوونما پاتے ہوئے دیکھے اور پھر بھی اس کی طرف مائل نہ ہو انسان کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ یہ حق وصداقت کو پانے اور دیکھنے کیلئے بصیرت ادراک کے دریچوں کو ہمیشہ وا رکھے، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّن مَّآءٍ﴾ (النور: ۴۵) ''اور اللہ ہی نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے''

زندگی کا خمیر پانی سے ابھرا ہے یہ وہ مسلمہ حیاتیاتی صداقت ہے۔ جس سے زندگی کے اصلی سائنسی سرچشمے کا پتہ چلتا ہے یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے جن سیاروں میں پانی نہیں پایا جاتا وہاں زندگی کی طرفہ طرازیاں بھی پائی نہیں جاتیں نہ وہاں روئیدگی کا کوئی نشان ہے نہ حشرات الارض کا پتہ اور نہ حیوانات کی قسم کی کسی شے کا وجود، کوپرنیکس نے کائنات کی وسعتوں کے مقابلہ میں زمین اور اس میں ہیچ انسانی اقدار کو یہ کہہ کر حقیر قرار دیا ہے کہ اس کی حیثیت ایک نقطے سے زیادہ نہیں، لیکن زمین کے لئے کیا یہ فخر کم ہے کہ اس نے زندگی کو جنم دیا ہے اور عقل وفکر کی دواعی کی پرورش کی ہے جسم اور سائز کا موازنہ بھلا عقل وزندگی کی بوقلمونیوں سے کیونکر ممکن ہے، قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ (النمل:۸۲) ''اور جب وعدہ ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین میں سے ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا''

سیاق آیت علائم قیامت سے متعلق ہے بعض احادیث وروایات میں ہے کہ آخر میں اتمام حجت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ایک خارقہ (معجزہ) اس طرح کا ظہور پذیر ہوگا کہ زمین سے ایک جانور نکلے گا جو آیات الٰہی کی تصدیق کرے گا اور بول بول کر کہے گا کہ قیامت برحق ہے اور احتساب ومحاسبہ کا وقت آن پہنچا ہے، روایات میں اس دابۃ کا حلیہ اور دیگر تفاصیل بھی مروی ہیں لیکن جیسا کہ امام رازیؒ نے کہا ہے قرآن حکیم میں ان تفاصیل کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم خوارق وعجائب کے ظہور پذیر ہونے کو دائرہ امکان سے خارج نہیں ٹھہرا سکتے۔

اس آیت کی تفسیر کا یہ ایک روایتی پہلو ہے دوسرا پہلو اس سے زیادہ حیران کن سائنسی اور قرآن حکیم کے اعجاز پر زبردست دلیل کی حیثیت رکھتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ دابہ کا اطلاق قرآن ہی میں انسان پر بھی ہوا ہے، اس لئے اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک دور ایسا بھی آئے گا جب انسان کشش ثقل کے اس محیط اور دائرے سے باہر نکل کر جو زمین سے متعلق ہے، سپیس (فضا) یا افلاک تک رسائی حاصل کرے گا اس صورت میں اخراج من الارض کے معنی یہ ہوئے کہ انسان دائرہ ارض سے باہر فضاؤں میں افلاک ونجوم کی سطح پر قدم جما لینے میں کامیاب ہو جائے گا اس خارقہ کو اللہ پاک نے اپنی جانب اس لئے منسوب کیا ہے کہ اس کی تکوینی جلوہ طرازیوں نے جہاں کشش ثقل کی وجہ سے لاکھوں برس سے انسان کو پا بہ گل بنا رکھا تھا اب اس کی تکوینی مصلحتوں کے تحت انسان کشش ثقل کی حدود کو پھلانگ کر ستاروں تک پرواز کر سکے گا۔

تعبیر کی اس صورت میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس تعبیر کو مان لینے سے قرآنی سیاق کی تائید اس خارقہ وعجوبہ سے کیوں کر ہو سکے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ایک خوفناک پیشین گوئی مضمر ہے جو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ انسان زمین وآسمان سے رابطہ کی اس امید افزا نوعیت سے تہذیب وثقافت میں کوئی اضافہ کرے اور آسمان کے خزائن کو زمین کی طرف منتقل کرے، ہوگا یہ کہ زمین کے اختلافات اور جھگڑوں سے آسمانوں کو بھی آلودہ کیا جائے یعنی جو لڑائی اس وقت بموں، میزائلوں اور زہریلی گیسوں سے زمین پر لڑی جارہی ہے اس کا حلقہ آسمانوں تک پھیلا دیا جائے چنانچہ امریکہ اور روس کی حب استعمار نے یہ صورت حال پیدا کر دی ہے کہ اب سٹار وار (Star war) کا کھلے بندوں آغاز ہونے کو ہے اور اگر خدانخواستہ اس کا آغاز ہوگیا تو یہ خوبصورت دنیا، یہ حسین کائنات اور تہذیب وتمدن کے یہ دبستان جو انسان کی ہزاروں برس کی کوشش سے معرض وجود میں آئے یہ آن کی آن میں ملیامیٹ ہو جائیں گے اور یہی قیامت کا مفہوم ہے جو شائد انسان ہی کی بداندیشی سے واقع ہوگی۔ (لسان القرآن ص ۱۱۷۔۱۴)

تناسب: قبل ازیں شرک کرنے والوں کو ڈانٹ پلاتے ہوئے حکم دیا گیا تھا کہ اگر تم شرک کے ارتکاب سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے لیکن اگر تم نے شرک کو اپنا معمول بنالیا ہے تو تم سے لڑائی ہوگی اور تمہارے رفقاء تمہیں تحفظ عطا نہ کرسکیں گے اس کے بعد ایمان والوں کو ادب سکھلایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی اطاعت کریں اس کی دعوت پر لبیک کہیں جب وہ دین اسلام کے تحفظ کے لئے دعوت دیں تو سر تسلیم خم کرتے ہوئے دین اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری قبول کریں اور تبلیغ کے میدان میں ڈٹ جائیں۔

تشریح: ایمان لانے کے بعد جب تمہیں جہاد کی دعوت دی جائے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا جائے تو تمہیں اطاعت کے جذبہ کے ساتھ جہاد کرنے میں اپنی قوت کو صرف کرنا ہوگا، سمع واطاعت کے جذبہ کے ساتھ اپنی مساعی کو مسلسل اس کار خیر میں صرف کرنا ہوگا، اطاعت سے روگردانی کا ادنیٰ شائبہ بھی تمہارے دل و دماغ میں راہ نہ پائے اور تم نے ان لوگوں کی مانند نہیں ہونا ہے جو زبان سے تو اطاعت کا دم بھرتے ہیں لیکن عملاً اطاعت سے حیلے بہانے تراشنے لگتے ہیں ان سے کفار اور منافقین دونوں مراد ہیں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ : زمین پر چلنے والے بدترین انسان وہ ہیں جو حق وصداقت کی جانب اپنے کان جھکاتے نہیں ہیں کہ انہیں حق کی معرفت حاصل ہو اور وعظ ونصیحت سے عبرت حاصل کر کے صراط مستقیم پر رواں دواں رہیں چونکہ حق وصداقت کی باتیں سن کر ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو ان کی کیفیت درحقیقت ان لوگوں جیسی ہے جو بہرے ہیں ان میں سننے کی صلاحیت موجود ہی نہیں ہے ان کی زبان سے حق وصداقت کی باتیں سننے میں نہیں آتی ہیں گویا کہ وہ حق وباطل میں امتیاز کی صلاحیت سے عاری ہیں اگر ان میں صلاحیت کارفرما ہوتی تو یقیناً ہدایت کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے، ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ (ق: ۳۷) ''بلاشبہ اس مقدمہ میں نصیحت ہے اس شخص کیلئے جو دل رکھتا ہے یا کان رکھتا ہے اور وہ متوجہ ہے''

وَلَوْعَلِمَ اللهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ : اگر اللہ تعالیٰ ان میں ایمان لانے کی استعداد کو معلوم کرتا اور نبوت کی روشنی میں ہدایت کی جلوہ طرازیوں کے اثرات کو دیکھتا اور نالائق قیادت اور تربیت کے بگاڑ نے فطرت کی روشنی کو غیر مؤثر نہ بنادیا ہوتا تو اللہ پاک انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہونے کی توفیق عطا کرتے اور ان میں تدبر اور فہم کے ملکہ کو اجاگر فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ کو تو معلوم تھا کہ جب ان کے دل مہرزدہ ہیں اور غلط کاریوں نے ان کا گھراؤ کیا ہوا ہے جس کے سبب اب ان میں خیر و برکت کا داعیہ مغلوب ہو چکا ہے تو وہ کیسے اپنے دامن کو سعادتوں سے ہم کنار کرسکتے ہیں؟

وَلَوْأَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ : اللہ پاک کو معلوم ہے کہ ان میں خیر و برکت کا داعیہ ہرگز موجود نہیں اس کے باوجود اگر اللہ پاک انہیں رشد وہدایت کی کامرانیوں سے روشناس فرماتا تو وہ ہرگز قبول نہ کرتے بلکہ ان کے دل ان سے روگردانی کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کی تحریک کے محرک کو اپنا دشمن قرار دیتے اور اس کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، سچی بات تو یہ ہے کہ ان میں حق وصداقت کے قبول کرنے کی اہلیت بالکل مفقود ہے۔

عدل وانصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات کو توجہ سے سنا جائے پھر ان کے معانی کو سمجھا جائے، بعدازاں تدبر کیا جائے اس کے بعد اس کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلہ دیا جائے، انصاف کا تقاضا یہی ہے چنانچہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے قرآن پاک کے ترجمہ پر غور وفکر کیا تو اس نے برملا کہا کہ قرآن پاک میں جسمانی صحت کے تحفظ کے لئے جن نظریات کو پیش کیا گیا ہے جیسے لباس، جسم، رہائش کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک صاف رکھا جائے اور کھانے پینے میں حد اعتدال سے ہرگز تجاوز نہ کیا جائے اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دیگر مسائل ہیں جن میں جسمانی صحت کے تحفظ کے دواعی سے آگاہ کیا گیا ہے جب ان دواعی اور نظریات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو موجودہ تہذیب یافتہ دور میں اطباء کی آراء ان سے ہرگز مختلف نہیں ہیں تو اس شخص نے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح انگلینڈ کے ایک بحری جہاز کے کپتان Caption نے جب قرآن پاک کے ترجمہ کا انگلش زبان میں مطالعہ کیا اور سمندروں اور ہواؤں کے بارے میں قرآن پاک نے جن اصولوں سے پردہ کشائی کی ہے تو اس نے برملا کہا کہ نبی ﷺ بہت بڑے ملاح تھے، مزید برآں اس نے جب آپ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا کہ کبھی آپ ﷺ نے بحری سفر کیا تھا؟ تو اسے بتایا گیا کہ آپ ﷺ زندگی بھر کبھی بھی بحری سفر سے ہم کنار نہیں ہوئے تھے، مزید برآں آپ ﷺ اُمی تھے یعنی لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھے اور آپ ﷺ نے کسی پڑھے لکھے انسان کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کئے تو پکار اٹھا اب مجھے یقین کامل ہو گیا ہے کہ قرآن پاک تو بس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہے اس میں ان حقائق سے پردہ کشائی کی گئی ہے جن سے وہ لوگ ہی شناسا ہو سکتے ہیں جنہوں نے خود بحری جہاز کا سفر کیا ہو یا ان لوگوں سے معلومات حاصل کئے ہوں جو بحری جہاز میں سفر کرتے رہے ہوں، اس حقیقت سے آشنا ہونے کے بعد وہ مسلمان ہو جاتا ہے پھر وہ عربی زبان کی تعلیم کی جانب متوجہ ہوا، نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت قرآن پاک کی تلاوت تو کرتی ہے اور قراء کرام سے قرآن پاک سنتی بھی ہے لیکن قرآن پاک کے معانی کے فہم اور تدبر کی جانب ان کی توجہ ہی نہیں ہے، تجوید کے ساتھ جو قراء تلاوت کرتے ہیں حصول لذت کیلئے قرآن پاک کا سماع کرتے ہیں یا تبرک مقصود ہوتا ہے اور بس۔ (المراغی ج ۳ ص ۱۵۰)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے پیغمبر کے حکم کو قبول کرو جب وہ تمہیں بلائیں اس لئے کہ وہ تمہارے دلوں کو زندگی عطا کرتا ہے اور اس بات کو جان لو کہ اللہ کی ذات آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور اس بات کو بھی جان لو کہ اللہ ہی کی جانب تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور اس فتنہ سے بچاؤ اختیار کرو جو تم میں سے بالخصوص ظالموں ہی کو نہیں پہنچے گا اور جان لو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور (اے ہجرت کرنے والو!) تم اللہ (کے انعام) کو یاد کرو جبکہ تم تعداد میں کم تھے زمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم خوف زدہ تھے کہ تم کو لوگ اچک کر نہ لے جائیں، پس اس نے تمہیں (مدینہ میں) ٹھکانہ عطا کیا اپنی مدد کے ساتھ تمہیں قوت عطا کی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا کیا تا کہ تم شکریہ ادا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: یَحُوْلُ حائل ہونا، مادہ (ح و ل) ہے، حَوَّلَ بدلنا، حائل ہونا، متغیر ہونا، کود کر سوار ہونا، حَالَ عَلَیْهِ الْحَوْلُ اس پر پورا ایک سال گزر گیا، حَالَ لَوْنُهُ اس کا رنگ بدل گیا، حَوِلَ بھینگا ہو گیا، حَاوَلَ قصد کرنا، درپے ہونا، اَحْوَلَ الصَّبِیُّ بچہ ایک سال کا ہو گیا، تَحَوَّلَ منتقل ہوا، پھر گیا، اَلْحَوْلُ قدرت، توفیق، ایک سال کا عرصہ، اَلْمُحَالُ ناممکن، یَتَخَطَّفُ النَّاسُ لوگ اچک لئے جاتے ہیں، مادہ (خ ط ف) ہے، خَطَفَ سرعت سے چھین لینا، اچک لینا، اَلْخَطَف لاغری، سِهَامٌ خَوَاطِفُ ایسے تیر جو نشانے پر نہ لگیں، اَلْبَرْقُ یَخْطِفُ الْبَصَرَ بجلی سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، مَرْءٌ، اِمْرُؤٌ آدمی، مَرْأَةٌ، اِمْرَءَةٌ عورت، مُرُوْءَةٌ کمال مردانگی، اَلْمَرِئُ اس نالی کو کہتے ہیں جو معدے کے سرے سے حلق تک ملی ہوتی ہے، مَرِیْئًا خوشگوار۔ (لسان القرآن ص ۵۵۱، ۶۳۰، مفردات امام راغب ص ۸۲۶)

شان نزول: ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا میرے قریب سے نبی ﷺ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں بوجہ نماز کی ادائیگی کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو کر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا میرے بلانے پر آپ میرے پاس کیوں نہ آئے؟ آپ کو معلوم نہیں ارشاد ربانی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ آیت تلاوت کی اس کے بعد آپ نے قرآن پاک میں نہایت عظمت والی سورت سے آگاہ کیا کہ وہ سورۂ فاتحہ ہے، سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔
(تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۶۹، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ا، کتاب فضائل القرآن باب ۹، صحیح ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ا، مشکوٰۃ البانی ج ا ص ۶۶۰، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ۲۶، مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۱، صحیح ابوداؤد کتاب الوتر باب ۳۵۰)

تشریح: ایمان والو! تمہیں اللہ اور اس کے پیغمبر کے ارشادات کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے اس لئے کہ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر قرآن پاک کا نزول ہوا جس میں نجات اخروی کیساتھ ساتھ دنیوی زندگی گزارنے کے لئے ان قواعد سے آگاہی عطا کی گئی ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے اللہ کا قرب اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ : اللہ تعالیٰ کا دلوں پر کنٹرول ہے، صحیح حدیث میں ہے انسانوں کے دل اللہ کی انگلیوں کے درمیان ہیں اللہ پاک جس طرح چاہتا ہے انہیں پھیرتا رہتا ہے اس لئے آپ ﷺ دل کی ثابت قدمی کی دعا فرمایا کرتے تھے، نیز دل سے کدورتوں اور دشمنیوں کو ختم فرمانے کی بھی دعا کیا کرتے تھے، اس آیت سے یہ حقیقت بھی مترشح ہو رہی ہے کہ وہ شخص جو پورے عزم کے ساتھ اللہ پاک کی اطاعت میں سرگرم عمل رہتا ہے وہ بھی اس وسوسہ سے محفوظ نہیں رہتا کہ شیطان اسے دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے وہ عجب اختیار کرتا ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے اس لئے مکمل احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ شیطان کو کامیابی حاصل نہ ہو اسی طرح وہ شخص جو نافرمانی کی زندگی بسر کر رہا ہے اسے کسی لحہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے وہ ہرگز اپنے دل میں اس خیال کو نمایاں نہ ہونے دے کہ اب میری مغفرت نہیں ہو سکتی اس وہم میں ڈوب کر وہ اپنی زندگی کے رخ کو موڑنے کی جانب توجہ ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اللہ پاک کی رحمت سے امیدیں وابستہ کر کے گناہ کی زندگی کو ختم کرے، بارگاہ الٰہی میں گریہ زاری اور کانپتے ہوئے دل کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے، یقیناً اللہ کی مغفرت وسیع ہے خیال رہے دلوں پر کنٹرول اللہ کا ہے نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھایا کرتے تھے کہ یہ کام نہیں ہوا اس ذات کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً : قبل ازیں اللہ پاک نے ہمیں چند مامورات پر کاربند رہنے کا حکم دیا تھا اور منہیات سے باز رہنے کی تاکید فرمائی تھی، بعدازاں اللہ پاک نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم خود کو اجتماعی فتنوں سے محفوظ رکھیں جن کا وبال صرف ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا بلکہ صالحین غیر صالحین دونوں اس کی زد میں آئیں گے، چنانچہ اللہ پاک نے ان فتنوں سے بچاؤ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، جن کی زد میں صرف وہی افراد نہیں آئیں گے جو براہ راست ان سے تعلق رکھتے تھے بلکہ معاشرہ میں دوسرے لوگ بھی ان کی زد میں آئیں گے جیسے جہاد فی سبیل اللہ سے سستی روا رکھنا اور منکر کاموں کے خلاف خاموشی اختیار رکھنا اور امر بالمعروف سے مداہنت کا رویہ اختیار کرنا یہ ایسے گناہ ہیں جن کی سزا میں پورا معاشرہ زد میں آجاتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، اللہ پاک عوام الناس کو خواص کی بداعمالیوں کے سبب عذاب میں گرفتار نہیں کرتا ہے البتہ جب معاشرہ اللہ کی نافرمانیوں میں ڈوب چکا ہوتا ہے تو اس وقت وہ لوگ جو یہ قدرت رکھتے ہیں کہ منکرات کے خلاف محاذ آرائی کریں تو اگر وہ محاذ آرائی بھی نہ کریں بلکہ خاموش ایک کونے میں چپ سادھ کر بیٹھ جائیں گے تو اللہ پاک عوام، خواص سبھی کو عذاب میں گرفتار کریں گے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۲ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۲، مؤطا کتاب الکلام ج ۱ ص ۶۱۳، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۵۰۳)

چنانچہ تاریخ اسلام میں پہلا فتنہ جس میں ارباب حل وعقد کی آراء میں شدید اختلاف رونما ہوا وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہودیوں، مجوسیوں اور زندیقوں کا اٹھایا ہوا فتنہ تھا بعدازاں جنگ جمل کا فتنہ صفین میں ظہور پذیر ہوا اس کے بعد عبداللہ بن زبیر کا فتنہ جو بنوامیہ کے سبب معرض وجود میں آیا اس کے بعد کربلا میں حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارنا تھا اب تک ان خوفناک فتنوں کے اثرات اسلامی معاشرہ میں موجود ہیں اگر ان ادوار میں ایسے صاحب استقامت افراد کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جاتے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت شجاعت اور پامردی کے ساتھ مرتدین کے فتنہ کا استیصال کیا تھا تو اسلامی معاشرہ فتنوں کے دوررس نتائج سے بچاؤ حاصل کر سکتا تھا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ : اس حقیقت میں ہرگز خفا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف افراد بلکہ جماعتوں کو بھی جب وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کی مخالفت کریں جن میں تبدیلی کا امکان نہیں یا دین اسلام کے ان فطرتی اصولوں کی مخالفت کریں جن پر عمل پیرا ہونے سے نفس امارہ کچلا جا سکتا ہے اور دلوں کو دنیوی آلائشوں سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے! کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس قسم کی سزا امتوں کے بارے میں تو واضح شکل میں موجود ہے چنانچہ پہلی صدی ہجری میں بھی امت اسلامیہ اس قسم کی سزا سے تحفظ حاصل نہ کر سکی حالانکہ آپ ﷺ کے دور کے بعد پہلی صدی کا شمار مجموعی طور پر بہترین صدیوں میں ہوتا ہے جب وہ پہلے فتنہ کے ختم کرنے میں کوتاہی کے مرتکب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی پاداش میں انہیں المناک عذاب کی گرفت میں لیا، بعدازاں ہر دور میں جب بھی کسی فتنے نے سر نکالا اس کی پاداش میں اللہ کی جانب سے مجرموں کو سزا ملتی رہی، کچھ عرصہ بعد مذہبی فتنوں کو سیاسی فتنوں میں جب مدغم کیا گیا اس کے نتیجہ میں خلافت کا مسئلہ ڈانواں ڈول ہوتا چلا گیا اور اس کو بنیاد بنا کر قتل وغارت کا بازار گرم رہا۔

اگرچہ دنیوی زندگی میں مجرم افراد بھی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے لیکن انہیں اپنے جرم کا احساس تک نہ ہوا جب کہ عذاب کی شکل تدریجی طور پر تھی لیکن اخروی عذاب کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے جو پوشیدہ گناہوں کا علم بھی اسی طرح رکھتا ہے جس طرح اس کو ظواہر کا علم ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کی جانب سے عذاب کا آنا ان گناہوں کا طبعی نتیجہ ہوتا ہے جن کے مرتکب افراد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سوسائٹی ہوتی ہے۔

وَاذْكُرُوْا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْأَرْضِ : آیت کے اس جملہ میں مہاجرین مخاطب ہیں اللہ پاک انہیں یاد دلا رہے ہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ تعداد میں کم تھے بلکہ قوت کے لحاظ سے بھی ان میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی۔

تَخَافُوْنَ أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ : تم شروع اسلام سے لے کر ہجرت کے وقت تک اس خوف میں مبتلا تھے کہ عرب کے مشرکین قریش وغیرہ تمہیں موت کے گھاٹ نہ اتار دیں جیسا کہ حدود حرم سے باہر وہ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے اور مخالفین کو موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا کر دیتے تھے۔

فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ : مخاطب مہاجرین ہیں کہ انہیں انصار صحابہ کرام کے گھروں میں رہائشیں عطا کیں اور لڑائیوں میں ان پر نصرت الٰہی سایہ افگن ہوئی مستقبل قریب میں تمہیں فارسیوں، رومیوں پر غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ اللہ پاک نے ان سے اس کا وعدہ فرمایا، مزید برآں پاکیزہ مطعومات، مشروبات سے تمہیں نوازا تاکہ تم انعامات الٰہیہ پر شکر گزاری کے جذبہ کو اجاگر کرو۔

حافظ ابن جریرؒ ﴿وَاذْكُرُوْا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ﴾ آیت کی تشریح میں رقمطراز ہیں، قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ قبیلہ بنسبت دیگر قبائل کے کمزور تھا گزر اوقات مشکل سے پوری ہوتی تھی جسم ڈھانپنے کیلئے کپڑا دستیاب نہ تھا کھلی گمراہی میں مستغرق تھے فارسیوں رومیوں کے درمیان سرحدی علاقہ میں بے چارگی کی زندگی بسر کرتے تھے وہ کسی ایسی نعمت سے بہرہ ور نہ تھے جس کے سبب ان پر حسد کیا جاتا ہوان کی زندگی مشکلات میں گھری ہوئی تھی معاشرہ میں فقیر نہتے سمجھے جاتے تھے جب اسلام اپنی تابانیوں کے ساتھ رونق افروز ہوا اسلام لانے والوں کو شوکت نصیب ہوئی رزق میں فراخی نمایاں ہوئی، سیادت سے ہم رکاب ہوئے، اسلام نے انہیں خوب نوازا تو انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ تم اللہ کے احسانات کی شکرگزاری میں محو رہو اللہ تعالیٰ کو تمہارا شکر کرنا محبوب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ شکر گزار لوگ مزید اللہ تعالیٰ کے انعامات میں محو نا و نوش رہتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور پیغمبر کی خیانت نہ کرو اور تم آپس میں ایک دوسرے کی امانتوں کو جانتے ہوئے خیانت نہ کرو۔ اور جان لو تمہارے مال اور تمہاری اولاد بہت بڑی آزمائش ہیں، نیز (جان لو) بیشک اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہیں فتح سے نوازے گا اور تمہارے گناہوں کو دور کریگا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

لغوی تحقیق: اَجْرٌ صلہ، ثواب، معاوضہ، جمع اُجُورٌ یہ صلہ یا معاوضہ مادی و دنیوی بھی ہوسکتا ہے اور اخروی اور معنوی بھی، کنایۃً اس کا اطلاق اس مہر پر بھی ہوتا ہے جو خاوند بیوی کو عطا کرنے کا شرعاً مکلف ہے، اِسْتَاجَرَ ملازم رکھنا، ارشاد ربانی ہے: ﴿يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(القصص:۲۶)''ابا ان کونوکر رکھ لیجئے'' اَجْرُ الْعَظْمِ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اس طرح جوڑ دینا کہ اس میں کچھ نقص باقی رہ جائے، اَجِیْر ملازم نوکر، مُسْتَاجِرْ زمین کی ٹھیکیداری، اَلْاِجَارَۃُ بالکسر اجرت، مزدوری، ثعلب سے بالفتح بھی مروی ہے، اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہاجرہ کا نام آجر ہے۔(لسان القرآن ص ۵۳)

بلاغت: ارشاد الٰہی ﴿وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ﴾ میں مادہ (اَلْخَوْن) کا اصل معنی کمی کرنا ہے، چنانچہ تخوَّنَهٗ کا معنی اس نے اس کو کم کر دیا، خیانت کا استعمال امانت کے خلاف ہے ظاہر ہے کہ جب آپ نے کسی چیز میں کسی شخص کی خیانت کی تو تم نے اس کو نقصان میں مبتلا کر دیا چنانچہ خَانَ الدَّلْوَ الْكُرْبُ رسی نے ڈول کی خیانت کی، خَانَ الْمُشْتَارَ السَّبَبُ رسی نے شہد حاصل کرنے والے کی خیانت کی جبکہ رسی ٹوٹ گئی۔(اعراب القرآن ج ۳ ص ۵۵۸)

شان نزول: بخاری مسلم میں حاطب بن ابی بلتعۃ رضی اللہ عنہ کا واقعہ موجود ہے کہ اس نے قریش مکہ کو فتح مکہ کے سال مطلع کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کیلئے آرہے ہیں چنانچہ حاطب بن ابی بلتعۃ کے بارے میں اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا چنانچہ قاصد کے تعاقب میں آپ نے ایک شخص کو بھیجا وہ حاطب کو واپس لایا اس نے اپنی خیانت کا اقرار کیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن کو قلم زد کردوں اس نے اللہ، اس کے پیغمبر اور ایمان داروں کی خیانت کی ہے؟ آپ نے حکم دیا اسے اپنے حال پر رہنے دیجئے اس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھا، اور کچھ معلوم نہیں شائد اللہ نے غزوۂ بدر میں شریک مجاہدین کو بنظور رحمت دیکھا ہے نیز ان کے بارے میں فرمایا تم جیسے چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے عام ہے۔(ابن کثیر ج ۲ ص ۴۷۴، صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۱۴۱، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب ۳۶، ترمذی کتاب التفسیر باب ۶۰، صحیح ابوداؤد کتاب الجہاد باب ۲۸)

تشریح: ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو کہ تم فرائض کو چھوڑ دو یا حدود سے تجاوز کرو اور محرمات کو توڑ ڈالو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے اس طرح تم اللہ کے پیغمبر کی بھی خیانت نہ کرو کہ تم ان کی وضاحت سے روگردانی کرو اور اپنی خواہشات یا اپنے مشائخ کی آراء یا مال داروں کے احکام وغیرہ کی جانب جھکاؤ اختیار کرو نیز تم آپس میں بھی معاملات میں مالی خیانت سے بچاؤ اختیار کرو، یاد رکھو اجتماعی معاملات کے در پردہ امور کو فاش نہ کرو اور امانتوں میں خیانت نہ کرو اپنے دشمن کو راز کی باتیں نہ بتاؤ کہیں وہ تمہارے خلاف کامیاب ہو کر تمہیں مالی جانی نقصان نہ پہنچائیں۔

ذہن نشین کریں امانت کا تحفظ کرنا ایمانداروں کا وصف ہے جبکہ خیانت کرنا منافقین کا وصف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہر خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے جو شخص وعدہ کا ایفاء نہیں کرتا اس کا ایمان صحیح نہیں، ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، منافق میں نفاق کی تین خصلتیں پائی جاتی ہیں جب گفتگو کرتا ہے کذب بیانی سے کام لیتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے اگرچہ نماز روزہ ادا کرتا ہے اور خود کو مسلمان سمجھتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۲۴، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۲۳، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۱۴)

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ : تمہیں خیانت کے مفاسد کا علم ہے اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، مزید دنیا و آخرت میں اس کا نتیجہ گھناؤنا ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ : مال اور اولاد کا فتنہ بہت عظیم ہے عقل مند لوگ ان دونوں کے فتنہ سے آگاہ ہیں، مال پر ہر انسان کی معیشت کا دارومدار ہوتا ہے مرغوب چیزوں کے حصول کیلئے ہی نہیں بلکہ مصائب سے بچاؤ اختیار کرنے میں بھی مال کا کردار نہایت اہم حیثیت کا حامل ہوتا ہے، مزید براں شریعت اسلامیہ نے مال پر کچھ حقوق متعین کئے ہیں، زکوۃ ادا کرنا، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، بوڑھے والدین کی مالی ضرورتوں کو پورا کرنا وغیرہ۔

بالخصوص انسان فطرتی طور پر اولاد سے محبت کرتا ہے اولاد تو ماں باپ کے دل کا پھل اور ٹکڑا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ باپ اپنی استطاعت کے مطابق ان پر مال خرچ کرتا ہے بلکہ ان کے آرام کیلئے اپنے آرام کو خیر باد کہہ کر روزی کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے اگرچہ اس کی صحت زیادہ محنت کرنے کی اجازت نہ بھی دے تب بھی دیوانگی کی حد تک اولاد کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے رات دن ایک کر دیتا ہے، ارشاد نبوی ہے اولاد تو والدین کے دل کا پھل ہوتا ہے۔ (صحیح ترمذی کتاب الجنائز باب ۳۵، الاحادیث الصحیحہ البانی ح ۱۴۰۸، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵، صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۳، مشکوۃ البانی کتاب الادب باب ۳)

مزید براں اولاد ماں باپ کو بزدل، بخل اور حزن وملال کے برداشت کرنے کی جانب دھکیلتی ہے بلکہ اولاد کا فتنہ مال کے فتنہ سے کہیں زیادہ ہے دیکھا گیا ہے کہ انسان اولاد کیلئے حرام مال حاصل کرنے سے بھی کنی نہیں کتراتا ہے لیکن ایمان دار شخص کیلئے کتاب وسنت کے احکام کی روشنی میں ضروری ہے کہ اولاد، مال کے فتنہ سے خود کو ممکن حد تک بچائے، اولاد کی تربیت میں اعلیٰ کردار ادا کرے، اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور کرے اور اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے دور رہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ : تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے ہاں جو ثواب تمہیں حاصل ہوگا اسکے حصول کیلئے کوشش کرتے رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا : ایمان والو! اگر تم تقویٰ کو لازم پکڑو گے دین اسلام کے احکام پر رواں دواں رہو گے تو اللہ تمہیں عظیم نعمت سے نوازے گا یعنی نور بصیرت عطا کرے گا جس کی روشنی میں تم حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم کر سکو گے افادیت کے امور اور مضرت رساں امور میں فرق کر سکو گے لیکن نور بصیرت کا حصول تقویٰ اختیار کرنے کی صورت میں ملے گا اور تقویٰ اس حکمت کا نام ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے:-

ارشاد ربانی ہے، ﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (البقرۃ:۲۶۹) ''اور جو شخص حکمت عطا کیا گیا پس وہ بہت زیادہ بھلائی عطا کیا گیا اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر عقل والے'' ذہن نشین کریں تقویٰ کے حصول کیلئے نہ صرف انسان ہونے کے لحاظ سے بلکہ مکمل انسانی معاشرہ میں اللہ کے جاری کردہ نظام کی معرفت ضروری ہے قرآن حکیم کی متعدد آیات میں اس جانب راہ نمائی جلوہ افگن ہے اسی لئے اس حقیقت کے واضح کرنے میں قرآن حکیم کا بغور مطالعہ ضروری ہے، قرآن پاک کے مطالعہ کے نتیجہ میں انسان کو ایسا ملکہ میسر آتا ہے کہ وہ علم وحکمت کے موتیوں کو فراہم کرتا ہے اور ان مضرتوں کی نشان دہی کرتا ہے جن سے انسان خود کو نہ بچاتا ہوا انسانیت کے بلند مقام سے گر کر اسفل السافلین مخلوق کی سطح پر آ جاتا ہے پھر اچھائی اور برائی میں امتیاز کی صلاحیت سے عاری ہو جاتا ہے۔

لیکن جو شخص زندگی کے ہر موڑ پر تقویٰ کے زیور سے خود کو آراستہ رکھتا ہے ہدایت اور گمراہی میں امتیاز قائم رکھتا ہے اس کا مقام اللہ کے ہاں بہت بلند ہے چنانچہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی سیرت کی ورق گردانی کرنے سے معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور میں عدل وانصاف کی ایک مثال قائم کی اور اسلامی معاشرہ کے قیام میں ان کا کردار ہمیشہ تاریخ کے صفحات پر روز روشن کی طرح جلوہ گر رہے گا۔

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ط وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ : ہدایت اور گمراہی کے درمیان امتیاز کے سبب گناہوں کے اثرات ختم ہو جائیں گے بلکہ دوبارہ گناہ کی جانب میلان کا داعیہ ختم ہو جاتا ہے اللہ پاک زمانہ ماضی کے گناہوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں ان پر مؤاخذہ نہیں کرتے ہیں اللہ کی ذات جوان اوصاف کیساتھ موصوف ہے اس کا تم پر بہت بڑا انعام ہے اور اللہ بہت بڑے فضل اور احسان والا ہے (المراغی ج ۳ ص ۵۰۹)

وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُاللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور (اے محمد!) یاد کرو اللہ کی نعمت کو جب کہ کفار تیرے ساتھ چال چل رہے تھے تاکہ تجھے قید کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے جلاوطن کر دیں اور وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ تو سب چال چلنے والوں سے بڑھ کر ہے۔ اور جب ان پر ہماری آیات کی تلاوت ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں نہیں ہم نے سنا اگر ہم چاہیں تو اس قسم کی بات کہہ سکتے ہیں، یہ نہیں ہیں البتہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

لغوی تحقیق: يَمْكُرُ مادہ (م ک ر) ہے، چال، نہایت خفیہ انداز کے ساتھ تدبیر کر کے کسی شخص کو تکلیف سے دوچار کیا جائے کہ اسے خیال بھی نہ ہو، اکثر و بیشتر اس میں جھوٹ اور حیلہ سازی کارفرما ہوتی ہے اور جب اس کی نسبت اللہ کی جانب کی جائے تو کلام میں مشاکلت کے لحاظ سے اس لفظ کی نسبت کی جانب کی جاتی ہے مقصود یہ ہوتا ہے کہ مکر کرنے والے اپنے مکر میں ناکام ہیں یا مکر سے مقصود انہیں مکر کا بدلہ دینا ہوتا ہے، اَسَاطِيْرُ کا واحد اُسْطُوْرَةٌ ہے، مقصود وہ قصے کہانیاں ہیں جن کے تحریر کرنے میں صحت کا خیال نہ رکھا گیا ہو مادہ (س ط ر) ہے، کسی چیز کا مجموعہ جیسے الکتاب اس میں الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے، لِيُثْبِتُوْكَ مادہ (ث ب ت) ہے، ثبات کی ضد، زوال ہے، ثبات سے مقصود ٹھہرنا، قیام کرنا، اَلثُّبَاتُ ایسی بیماری جو انسان کو ہلنے جلنے نہ دے، ایسا شہسوار جس کا وار کاری ضرب کا اور بھرپور ہو، اَلثَّوَابِتُ وہ ستارے جو سیارے نہ ہوں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب کفار مکہ مایوس ہو کر یہ سوچ رہے تھے کہ کیوں نہ آنحضرت ﷺ کو قید و بند، جلاوطن یا قتل کا سزاوار ٹھہرایا جائے اور آخر میں یہ طے پایا کہ آپ ﷺ کو قتل کر دینے میں ہی اسلام کی سحر آفرینیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں یہ ان کی تدبیر خام یا ناقص سوچ تھی منشاء الٰہی یہ تھا کہ آپ محفوظ رہیں چنانچہ آپ کچھ عرصہ غار ثور میں پوشیدہ رہنے کے بعد صحیح سلامت مدینہ پہنچ گئے ثبات کے معنی یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قید کرنے اور عطاءؒ نے حبس کے کئے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۲۸۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ نے ایمان والوں کا بالعموم تذکرہ فرمایا کہ ان پر اللہ نے انعامات فرمائے اب اس کے بعد اس آیت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص اپنے پیغمبر (ﷺ) پر احسان فرمایا کہ آپ کو کفار کے مکر سے تحفظ عطا کیا وہ آپ کو ایذاء نہ پہنچا سکے حالانکہ انہوں نے مشورہ کیا اور پختہ پروگرام بنایا۔

تشریح: اے پیغمبر! آپ ان نعمتوں کو یاد فرمائیں جو ماضی قریب میں اللہ پاک نے آپ پر فرمائیں جب آپ کی قوم نے نہایت گہری چال چلتے ہوئے تجھے جیل میں بند کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ آپ لوگوں سے ملاقات نہ کر سکیں اور اسلام کی دعوت پھیلا نہ سکیں یا ایسے انداز سے تجھے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے جس سے ہم کسی بڑی مصیبت سے ہم کنار نہ ہو پائیں یا کم از کم آپکو دیس نکالا دیا جائے۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللهُ ؕ وَاللهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ : آپ کے مخالفین کفار نے آپ اور آپ کے پیروکاروں کو تکلیف سے دوچار کرنے کا پروگرام بنایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پروگرام کو پورا نہ ہونے دیا اور آپ کو بحفاظت دار الہجرت میں پہنچا دیا اللہ تعالیٰ نے حق کو غلبہ عطا کیا اور ایمان والوں کو عزت سے نوازا اور کفار کی پارٹی کو ذلیل ورسوا کیا، مشرکین کی وہ چال جس کے نتیجہ میں آپ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے وہاں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، شرک ذلت سے دوچار رہوا۔

اس کی وضاحت محمد بن اسحاق صاحب المغازی کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں، قریش کے لیڈر بلکہ ہر قبیلہ سے ممتاز افراد شوریٰ (دار الندوۃ) کے حال میں اکٹھے ہوئے وہاں ابلیس ملعون بھی نجدی شیخ کی صورت میں پہنچ گیا جب انہوں نے اسے دیکھا تو استفسار کیا کہ آپ کا تعارف کیا ہے؟ اس نے بتایا نجد کے علاقہ سے میرا تعلق ہے مجھے تمہارے اجتماع کے بارے میں علم ہوا تو میں نے اجتماع میں شریک ہونے کا پروگرام بنالیا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس مجلس میں آپ کی خیر خواہی کے پیش نظر صحیح راہ نمائی کروں گا، انہوں نے کہا بالکل صحیح ہے آپ شریک ہو جائیں چنانچہ نجدی شیخ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شریک ہوا اس نے داخل ہوتے ہوئے یہ سوال اٹھایا کہ تمہیں اس شخص کے بارے میں اتفاق کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیے، بخدا میرا احساس یہ ہے کہ یہ شخص تم پر غلبہ حاصل کر جائے گا اس لئے اس کے بارے میں صحیح مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیے، مجلس میں شریک ایک نمائندہ بولا کہ اسے جیل میں بند کر دیا جائے تا زندگی بھر جیل کی سلاخوں کے اندر رہے یہاں تک کہ اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے جیسا کہ اس جیسے شعراء، زہیر اور نابغہ ذبیانی زندگی گزار کر موت سے ہم کنار ہوئے، شیخ نجدی نے اس رائے کو کچھ حیثیت نہ دی، اللہ کی قسم! جب یہ شخص جیل کی سلاخوں میں زندگی بسر کرے گا تو اس کے پیغامات جیل سے بھی اس کے رفقاء تک پہنچتے رہیں گے عین ممکن ہے کہ اس کے رفقاء اس کو جیل کی سلاخوں سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں اور انہیں تم سے تحفظ عطا کریں گے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارے علاقہ سے باہر نکال دیں گے اس کے علاوہ اگر کوئی رائے ہے تو پیش کرو، ایک دوسرا نمائندہ اٹھا اس نے کہا اس کو اپنے ملک سے جلاوطن کر دو تمہیں آرام مل جائے گا جب یہ شخص اس ملک سے باہر چلا جائے گا تو تمہیں اس کی مساعی سے کچھ نقصان نہیں پہنچے گا پھر اس کا رابطہ تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں سے ہوگا، شیخ نجدی نے اس رائے کو بھی غلط قرار دیتے ہوئے واضح کیا تمہیں اس کی شیریں بیانی اور زبان کی تیزی کے بارے میں غور کرنا چاہیے اس کی باتیں تو دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں، اللہ کی قسم! اگر تم نے یہ قدم اٹھایا پھر یہ شخص عرب کی سرزمین میں چل پھر کر اپنے ہم خیال پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا خطرہ ہے کہ اس کے ہم خیال لوگوں کا جم غفیر تمہارے مقابلہ میں اپنی حیثیت کو منوا کر تمہیں مادر وطن سے جلاوطن کر دے گا اور معزز انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا، اراکین شوریٰ نے کہا بخدا یہ خدشہ درست ہے اس کے متبادل رائے پیش کرو چنانچہ ابوجہل کھڑا ہوا اس نے برملا کہا میں ایسی رائے پیش کر رہا ہوں کہ اس رائے کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگز کسی کی رائے کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا، شرکاء مجلس نے استفسار کیا آپ اپنی رائے پیش کریں، ابوجہل نے اپنی رائے کو پیش کرتے ہوئے برملا اس حقیقت کا اظہار کیا کہ ہم ہر قبیلہ سے ایک دلیر نوجوان کا انتخاب کریں بعدازاں ہر نوجوان کو تیز دار تلوار سونپی جائے بعدازاں یہ سب نوجوان مل کر یکبارگی اس شخص پر حملہ آور ہو جائیں اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیں اس طرح اس کا خون مختلف قبائل میں پھیل جائے گا تو بنو ہاشم اس شخص کے قتل کا بدلہ قریش کے تمام قبائل سے نہیں لے سکیں گے۔

ان حالات میں رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے اس دوران آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ آج رات آپ نے معمول کے مطابق اپنی خواب گاہ میں محو استراحت نہیں ہونا ہے اس پر آپ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ آپ کے بستر پر آرام کریں گے اس دوران آپ دروازے سے باہر نکلے، آپ کی مٹھی میں مٹی تھی آپ نے مٹی ان کے سروں پر پھینک دی اور سورۂ یٰسین کے شروع کی آیات ایک تا نو تک تلاوت فرمائیں، اس کے نتیجہ میں وہ آپ کو نہ دیکھ سکے آپ غار حرا کی جانب روانہ ہو گئے پہرے دار رات بھر پہرہ دیتے رہے جب کہ آپ ﷺ کے بستر پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے جب انہوں نے آپ کے بستر پر علی بن ابی طالب کو پایا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ہم ناکام رہے ہیں انہوں نے علی بن ابی طالب سے استفسار کیا، ہمارا مقصود شخص کہاں ہے؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۷۷۴)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا : جب ان کفار پر اللہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے جو ان لوگوں کیلئے واضح ہیں جن کا اللہ نے انشراح صدر کر دیا ہے وہ انہیں سمجھ سکتے ہیں تو ازرہ تجاہل اور دشمنی کہتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس قسم کی باتیں پیش کر سکتے ہیں جنہیں ہم پر پڑھا جا رہا ہے البتہ دیت کی ادائیگی پر صلح ہو جائے گی پھر ہمیں چین نصیب ہوگا، شیخ نجدی نے ابوجہل کی رائے کو صحیح قرار دیا مزید کہا، اس نوجوان کی رائے کے خلاف کوئی رائے بھی تسلیم کرنے کے قابل نہیں چنانچہ اس رائے پر ان سب کا اتفاق ہو گیا اس دوران جبریل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ دیا کہ آج کی رات آپ نے اس جگہ نہیں لیٹنا ہے جہاں آپ معمول کے مطابق استراحت فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کرنے کی اجازت عطا کی اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ﴾ (الحج: ۳۹) اور جب آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو آیت ﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ﴾ اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ (المراغی ج ۳ ص ۵۱۳)

آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کے مخفی منصوبہ پر ذیل کی آیت بھی نازل ہوئی، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (الاسراء: ۷۶) "اور بلاشبہ قریب تھے کہ وہ آپ کو زمین سے پھسلا دیتے تا کہ تجھے اس سے نکال دیں اور اس وقت وہ آپ کے بعد نہ ٹھہر سکتے مگر تھوڑا عرصہ"

اس کے بعد انہوں نے اس دعوت کو کذب بیانی کا پلندہ قرار دیتے ہوئے برملا کہا کہ قرآن کے واقعات تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ہم بھی اس قسم کی کہانیوں کو پیش کر سکتے ہیں ان باتوں کو ہرگز اللہ کی وحی قرار نہیں دیا جا سکتا، اولاً یہ جملہ نضر بن حارث نے کہا بعدازاں اس کی تقلید کرتے ہوئے دیگر کفار نے بھی اس کلمہ کو دہرایا جب کہ ان کا اعتقاد یہ نہیں تھا کہ محمد ﷺ نے ان کی تخلیق کی ہے، مزید برآں وہ آپ کو کذاب بھی نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ تو صادق اور امین کے لقب کے ساتھ متعارف تھے انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ آپ اُمی ہیں، لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں ہیں انہوں نے یہ جملہ اس لئے دہرایا تا کہ اہل عرب کو قرآن پاک کی جانب سے روگردانی پر مجبور کریں، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے ہیں البتہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں" بلکہ نضر بن حارث جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا﴾ (لقمان:٦) "اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خریدتے ہیں تاکہ اللہ کے راستہ سے لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کریں اور اللہ کے راستہ کا مذاق اڑائیں" چنانچہ نضر بن حارث نے ایک خوبصورت لونڈی خریدی جو امتوں کے واقعات اشعار کی شکل میں گانا گاتے ہوئے پیش کرتی تھی تاکہ لوگوں کو قرآن پاک کے سننے سے روکے رکھے اس کا یہ کردار انتہائی دشمنی کا کردار ہے۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: اور جب انہوں نے کہا اگر یہ قرآن تیرے پروردگار کی جانب سے سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا ہمارے پاس دردناک عذاب لائیں۔ اور اللہ کے لئے بالکل مناسب نہیں ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کرے جب کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ ان کو عذاب سے دوچار نہیں کرے گا جب کہ وہ استغفار کر رہے ہیں۔ اور کیا ہے ان کے لئے کہ اللہ ان کو عذاب میں گرفتار نہ کرے جب کہ وہ مسجد حرام سے روک رہے ہیں وہ تو اس لائق نہیں ہیں اس کے لائق تو صرف پرہیز گار ہیں البتہ ان کی اکثریت علم سے بہرہ ور نہیں ہے، اور بیت اللہ کے قریب ان کی نماز تو بس سیٹی بجانا اور تالی بجانا ہے پس تم عذاب کو چکھو اس لئے کہ تم کفر کرتے تھے۔

لغوی تحقیق: مُكَاءً: سیٹی بجانا، مادہ (م ک و) ہے، کہا جاتا ہے مَكَا الطَّيْرُ پرندے نے سیٹی بجائی، ان کی نماز کو مُكَاءً کہہ کر تنبیہ کی ہے کہ وہ نماز بے معنی ہونے کے لحاظ سے پرندوں کی سیٹی کے بمنزلہ ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۱۷٦)

اَلصَّدٰى صدائے بازگشت، جو کسی شفاف مکان سے ٹکرا کر واپس آئے اور اَلتَّصْدِيَةُ ہر اس آواز کو کہتے ہیں جو صَدٰی کی طرح ہو یعنی جس کا کوئی مفہوم نہ ہو اور آیت ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً﴾ "اور لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی" میں بتایا ہے کہ ان کی نماز بے معنی ہونے میں صدیٰ یا پرندے کے چہچہانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی، اَلتَّصَدِّی صدائے بازگشت کی طرح کسی چیز کے درپے ہونا، قرآن میں ہے: ﴿أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ﴾ (عبس:٦) "جو پرواہ نہیں کرتا اس کی طرف تم توجہ کرتے ہو" اَلصَّدٰی کے معنی الو یا دماغ کے ہیں کیونکہ دماغ بھی الو کی شکل پر ہوتا ہے اس لئے اس کو هَامَةٌ بھی کہا جاتا ہے، صَدٰی پیاس، صَدْیَان پیاسا آدمی۔ (مفردات امام راغب ص ۵۱٦)

تناسب اور شان نزول: بیان کیا جاتا ہے کہ جب نضر بن انس نے قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کہا تو نبی ﷺ نے برملا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کا اظہار کیا کہ یہ تو اللہ رب العالمین کا کلام ہے اس پر اس نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ قرآن تیری جانب سے حق وصداقت کا مجموعہ ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش اتار۔

تشریح: کفار مکہ نے غیظ وغضب کی کیفیت میں اپنے لئے بددعا کرتے ہوئے کہا اے اللہ! اگر یہ قرآن اور جس دین کی جانب یہ شخص دعوت دے رہا ہے وہ صحیح ہے تیری جانب سے اتارا گیا ہے تا کہ تیرے بندے اس کی روشنی میں زندگی گزاریں جیسا کہ محمد ﷺ بھی دعویٰ کررہا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسایا ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کران کے کلام سے یہ حقیقت مترشح ہورہی ہے کہ وہ ہرگز آپ کی تابعداری قبول نہیں کریں گے اگر چہ آپ کی جانب اتارا گیا کلام واقعی اللہ ہی کی جانب سے کیوں نہ ہو، بخلاف اس کے وہ ترجیح دیں گے کہ ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا اس کے علاوہ کسی دردناک عذاب میں انہیں مبتلا کردیا جائے، مقصود یہ تھا کہ یہ قرآن ہرگز اللہ کی جانب سے نہیں ہے اور ان کے دعائیہ کلمات کفر، عناد کی واضح تصویر ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے قوم سباء کے ایک شخص کو کہا تیری قوم کس قدر احمق اور بے وقوف تھی کہ انہوں نے ایک عورت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا، سباء قبیلہ کے اس شخص نے کہا تیری قوم کے لوگ میری قوم سے کہیں زیادہ جہالت کا مجسمہ ہیں جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر یہ تیری جانب سے سچا ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش اتار دے انہوں نے یہ نہ کہا کہ اے اللہ! ہمیں صحیح راہ کی جانب رواں دواں رہنے کی توفیق عطا فرما۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ : اس جملہ میں اس حقیقت کو واضح کیا جارہا ہے کہ ان کی دعا کو قبول نہ کیا گیا بلکہ توقف اختیار کیا گیا اس کا سبب بیان ہورہا ہے کہ اللہ کی سنت اس کی رحمت اور حکمت کا ہرگز یہ تقاضا نہیں کہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں جہانوں کی رحمت بنا کر بھیجا ہے نیز اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں اس لئے مبتلا نہیں کرتا ہے جب کہ ان میں مخلص ایماندار موجود ہیں جو استغفار کررہے ہیں۔

وَمَالَهُمْ اَلَّايُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ : جب تک مکہ مکرمہ میں ایمان دار موجود رہے جو استغفار کرتے رہیں گے جب وہ مکہ سے ہجرت کر گئے تو اللہ نے اس جملہ کو نازل فرمایا اب اللہ کو کیا ہے کہ انہیں عذاب میں گرفتار نہ کرے جب کہ وہ لوگوں کو مسجد حرام کی زیارت سے روک رہے ہیں تو اللہ نے فتح مکہ کی بشارت مرحمت فرمائی۔

وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَآءَهٗ ط اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ : کفار مکہ شرک کے باعث اور اللہ کی ناراضگی کے کاموں کے ارتکاب کے سبب جب کہ مرد عورتیں بیت اللہ کے طواف کے وقت لباس اتار دیتے تھے اور ننگے طواف کرتے تھے، مزید برآں ان کا یہ جملہ کہ ہم بیت الحرام کے متولی ہیں جس کو ہم چاہیں اجازت نہ دیں روک دیں اور جس کو ہم چاہیں طواف کی اجازت عطا کریں اللہ پاک فرماتے ہیں یہ لوگ ہرگز بیت اللہ کے متولی نہیں ہیں بیت اللہ کے متولی تو صرف اور صرف وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں جبکہ یہ لوگ تو بت پرست ہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ : ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں کہ وہ اللہ کے دوست نہیں ہیں، مزید انہیں یہ بھی علم نہیں کہ اللہ کے دوست تو صرف پرہیزگار ہوتے ہیں اگر اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں تو اس کا سبب دراصل اللہ کا اس کی مخلوق کے بارے میں اس کا عدل ہے، مزید برآں اس لئے بھی محفوظ ہیں کہ بیت اللہ کی ولایت کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں، ذہن نشین کریں کہ ان میں سے اکثریت کو جاہل قرار دیا گیا ہے جب کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی حالت جاہلیت کے لحاظ سے اور شرک میں مبتلا ہونے کے لحاظ سے ان کی گمراہی نمایاں ہے اور اللہ انہیں پسند نہیں کرتا ہے جیسا کہ ان میں ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ بھی تھے جو فتنہ انگیزی کے خطرہ سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے بلکہ ایسے بھی تھے جو سلیم الفطرت ہونے کے ساتھ ساتھ ہدایت کی استعداد ان میں موجود تھی، قرآن کا انداز حکم لگانے میں نہایت محتاط ہے قرآن حق وصداقت کی بات کہتا ہے وہ ہرگز اس جملہ کو پیش نہیں کرتا ہے کہ قلیل تعداد لوگوں کو کچھ حیثیت نہ دی جائے جبکہ وہ سلیم الفطرت ہیں۔

ولایت کی حقیقت کیا ہے اس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں جب کہ ولایت کے بارے میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرہ میں مجذوب اور دیوانہ قسم کے لوگ بھی اولیاء کی فہرست میں داخل ہیں جن کی باچھوں سے لعاب ٹپک رہا ہوتا ہے اور ان کے لباس پر جوئیں گردش کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اس وجہ سے وہ ہمیشہ اپنے جسم کو کھجلاتے رہتے ہوں بلکہ مکروفریب کے ساتھ موصوف لوگ اور خرافات کہنے والے بھی اللہ کے ولی ہیں جب کہ ان کے دعوے جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں اور خود کو صاحب کرامات لوگوں سے شمار کرتے ہیں اور اپنے مزعومات کی تائید میں انبیاء علیہم السلام اور اقطاب ابدال کے خوابوں کو پیش کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً : اس آیت میں اللہ پاک ان کی بدترین کیفیت کو بیان کررہے ہیں کہ اللہ کا گھر بیت الحرام جو نمازوں کی ادائیگی عبادت الٰہی اور حج عمرہ کے لئے بنایا گیا ہے ان کاموں سے ہٹ کر وہ بیت اللہ کے طواف کے دوران اپنا لباس اتار دیتے ہیں ننگے بدن طواف کرتے ہیں، مزید برآں ان کی نمازیں تو اللہ کے گھر میں سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہیں، مختصر یہ کہ ان کی نمازیں ان کا طواف لہو ولعب کے انداز کا ہے۔

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ : اب تم اس عذاب میں مبتلا ہو چکے ہو جبکہ تمہارے سرغنہ لیڈر کچھ تو میدان بدر میں قتل ہو گئے اور کچھ کو قیدی بنا لیا گیا اور بچے کھچے لوگ نہایت ذلت اور کسمپرسی کی کیفیت میں واپس گھر پہنچے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جو کافر ہیں اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکیں پھر جلد ہی مال خرچ کریں گے پھر مال خرچ کرنا ان پر افسوس کا باعث ہوتا ہے پھر وہ مغلوب ہوں گے اور کفار کو دوزخ کی جانب ہانکا جائے گا۔ تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے جدا کرے اور ناپاک کے بعض کو بعض پر رکھے پھر اس کا تودہ بنائے اور دوزخ میں ڈال دے یہی وہ لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

لغوی تحقیق: حَسْرَةً افسوس، مادہ (ح س ر) ہے، حَسَرَ الْمَآءُ پانی اتر گیا، حَسَرَ الْبَصَرُ نگاہ تھک گئی، تَحَسَّرَ عَلَيْهِ اس پر اظہار تاسف کیا، اِنْحَسَرَ الظَّلَامُ اندھیرا چھٹ گیا، حَسِيْرٌ تھکا ماندہ، اِنْحَسَرَ کھل گیا، اَلْحَسْرَةُ افسوس، يُحْشَرُوْنَ جمع کئے جائیں گے، مادہ (ح ش ر) ہے، حَشَرَ النَّاسَ لوگوں کو اکٹھا کیا، جمع کیا، میدان جنگ میں دھکیلا، حَشَرَ فُلَانًا عَنْ وَطَنِهٖ اس کو جلاوطن کیا، حَشَرَ الْعُوْدَ لکڑی کو چھیلا، حَشَرَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السِّنَانَ نیزے کے پھل کو تیز کیا، حَسْرَتِ السَّنَةُ الْمَالَ قحط سالی نے مال ڈھور کو ہلاک کر دیا، اَلْحَشَرَةُ کیڑا مکوڑا، حَاشِرٌ ہرکارہ، يَوْمُ الْحَشْرِ قیامت کا دن، فَيَرْكُمَهُ اس کو جمع کرے، مادہ (رک م) ہے، کسی چیز کو اوپر تلے رکھنا، سَحَابٌ مَرْكُومٌ تہ بتہ بادل، ریت کے ٹیلے کو رُکَامٌ کہتے ہیں۔(لسان القرآن ص ۴۵۷، ۴۶۴۔مفردات امام راغب ص ۳۶۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرکین کے کوائف بیان کرتے ہوئے ان کے جسمانی کوائف کو بالخصوص بیان کیا تھا کہ ان کی عبادت تو سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہے اب اس آیت مبارکہ میں مال کے صرف کرنے کے بارے میں ان کی کیفیات کو بیان کیا جا رہا ہے۔

تشریح: بلاشبہ کفار مکہ کا نقطۂ نظر بس یہ ہے کہ لوگوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے باز رکھا جائے اس کام میں کامیابی کے حصول کیلئے مال خرچ کرنے سے بھی گریز اختیار نہ کیا جائے، اللہ پاک اطلاع دے رہے ہیں کہ وہ اپنے مقصد کے حصول میں مال خرچ کرتے رہیں گے لیکن انجام کار انہیں افسوس لاحق ہوگا، ندامت ان کا مقدر ہے، مال بھی خرچ ہو جائے گا اور مقصود بھی حاصل نہ ہوگا بلکہ غالب آنے کی بجائے مغلوب ہوں گے اور مسلسل وہ اپنے مقاصد میں ناکام ہوتے رہیں گے جب کہ حصول مقصد کیلئے مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کریں گے جب کہ قیامت کے دن کفار کو دوزخ کی جانب دھکیلا جائے گا جبکہ ان کی موت کفر پر ہوگی دونوں جہانوں میں ان کا مقدر بدنصیبی ہے جب کہ مسلمان اللہ کی رضا کیلئے مال خرچ کرتے ہیں تو وہ دونوں جہانوں میں سعادت سے ہم کنار ہوں گے جب تک کہ اسلام کے حقوق کی ادائیگی میں کوشاں رہیں گے۔

ذہن نشین کریں کفار اس دور میں نہایت فراخی کے ساتھ مال اس لئے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام لانے سے باز رکھا جائے اور معاشرہ میں مالی لحاظ سے کمزور لوگوں کو اپنے دین کی جانب دعوت دیتے ہیں ایسے مدارس میں ان کی تعلیم کا مفت انتظام کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ فری ڈسپنسریوں، ہسپتالوں میں ان کا علاج معالجہ کراتے ہیں اپنے مذہب کی دعوت میں ہر قسم کے وسائل بروئے کار لاتے ہیں مسلمانوں کے بچوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے میں ہر قسم کے ذرائع اور ہتھکنڈوں کو بروئے کار لانے سے کوتاہی نہیں کرتے ہیں انہیں اپنے غلط کردار پر ندامت تو کجا احساس تک نہیں ہوتا ﴿اَلَا سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ”خبردار! ان کے اعمال برے ہیں“

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ : بلاشبہ اللہ پاک اپنے بندوں کو غلبہ عطا کرتے ہیں جو تقویٰ کے وصف کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور جو لوگ ان سے دشمنی رکھتے ہیں انہیں صراط مستقیم سے دور رکھنے کی مسلسل کوشش کرتے ہیں انہیں ذلت کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور ناامیدی کے باعث وہ حسرت و یاس کا مجسمہ دکھائی دیتے ہیں، ارشاد ربانی ہے :﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ﴾ (الرعد:۱۷) ”لیکن جھاگ تو خشک ہو جاتا ہے اور جس سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے“ اللہ پاک کی سنت دنیا اور آخرت میں ایک ہے جو دنیا میں خبیث ہے وہ آخرت میں بھی خبیث ہے اسی لئے فرمایا:

وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِىْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ : اور خبیث کے بعض کو بعض پر رکھتا ہے سب کو اکٹھا کر کے دوزخ میں گراتا ہے یہی لوگ ہی خسارے میں ہیں، مقصود یہ ہے کہ خباثت کو خباثت کے ساتھ اللہ کی سنت کے مطابق ملا دیا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ((اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)) ”عالم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارواح میں روحوں کا آپس میں ملاپ ہوتا رہتا ہے جن روحوں کا عالم ارواح میں ملاپ ہو گیا ان کا عالم اجسام میں بھی ملاپ ہو جاتا ہے اور جن کا عالم ارواح میں ملاپ نہیں ہوا ان کا اس عالم اجسام میں بھی تعارف نہیں ہوتا'' اختلاف برقرار رہتا ہے اور خبیث ارواح کو دوزخ میں گرا دیا جائے گا قیامت کے وقوع تک ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب کہ دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب۲، صحیح مسلم کتاب البر باب ۵۲، صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۱۹، مشکوۃ البانی کتاب الادب باب ۱۶، احادیث الضعیفہ ح ۵۲۲)

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْآ اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْلَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: آپ کفار کو آگاہ کریں اگر وہ (کفر سے) باز آجائیں تو ان کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر وہ پھر (ان کا) اعادہ کریں گے تو پہلے لوگوں کی سنت گزر چکی ہے۔ اور مسلمانو! تم ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ کفر کا غلبہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کے لئے ہو جائے پس اگر وہ شرک سے باز آجائیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) پس بے شک اللہ دیکھ رہا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ روگردانی کریں پس تم جان لو کہ اللہ تمہارا مددگار ہے وہ بہترین مالک اور اچھا مددگار ہے۔

لغوی تحقیق: اِنْ يَّنْتَهُوْا اگر وہ رک جائیں، مادہ (ن ہ ی) ہے، کسی چیز سے منع کرنا، معنوی لحاظ سے نہی بالقول اور نہی بالفعل میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں، اَلْاِنْهَاءُ اصل میں اس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں، پھر عرف میں مطلق ابلاغ یعنی خبر پہنچا دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، نَاهِيْكَ مِنْ رَجُلٍ فلاں آدمی تجھے کافی ہے، اَلنُّهْيَةُ عقل جو انسان کو قبیح باتوں سے روکتی ہو، اس کی جمع نُهٰی آتی ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى﴾ (طٰہٰ: ۵۴) ''بے شک ان باتوں میں عقل والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (مفردات امام راغب ص ۹۴۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کی کیفیت کو بیان فرمایا جو کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (ﷺ) اور ایمانداروں سے لڑائی کرتے ہیں ان کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو کفر چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، اسلوب بیان کا تقاضا تھا کہ جو لوگ کفر چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں ان کا بیان کیا جائے نفسیاتی لحاظ سے اس کے بیان کرنے کی ضرورت تھی۔

تشریح: ﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْلَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ اے پیغمبر (ﷺ)! آپ ان کفار کو خبردار کریں اگر وہ آپ کی دشمنی سے رک جائیں اس دشمنی کے باعث لوگوں کو اللہ کے راستہ پر رواں دواں رہنے سے روکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سابقہ تمام گناہوں پر قلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عفو پھیر دے گا پھر آخرت میں بھی انہیں ان گناہوں پر سزا نہیں دے گا بلکہ دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور ایماندار لوگ ان کو معاف کر دیں گے ان میں سے کسی قاتل انسان سے خون گرانے کے معاوضہ کا مطالبہ نہیں کریں گے اور جس شخص نے کسی کا مال چھینا ہے یا لوٹ لیا ہے اس سے لوٹے ہوئے مال کے واپس لوٹانے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اللہ نے میرے دل میں ایمان کی دولت کو ودیعت فرمایا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا! آپ اپنا ہاتھ پھیلائیں میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اس پر آپ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا لیکن میں نے اپنے ہاتھ کو روک لیا آپ ﷺ نے دریافت کیا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ ایک شرط پیش کروں، آپ ﷺ نے دریافت کیا آپ کی شرط کیا ہے؟ بتائیں! میں نے عرض کیا میری شرط صرف یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں آپ نے اسے آگاہ کیا اے عمرو! کیا تیرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اسلام ماضی کے دور کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اسی طرح ہجرت کا عمل بھی ہجرت سے قبل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا حج بھی ایسا عمل ہے جو حج سے پہلے سبھی گناہوں کو کالعدم قرار دے دیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب ۵۳، مسند احمد ج ۱ ص ۳۵، تفسیر المراغی ج ۳ ص ۵۱۹، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الایمان ح ۲۸)

وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ : اور اگر وہ گروہ پھر دشمنی کی جانب لوٹیں گے اور ایمانداروں سے مقاتلہ کریں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی قانون نافذ ہوگا جو ان لوگوں پر لگایا گیا جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت اور دشمنی سے بچاؤ اختیار نہ کیا، اللہ نے پیغمبروں کے مددگاروں کو غلبہ عطا کیا اور مخالفین کو ذلیل وخوار کیا بلکہ تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ جنگ بدر کا واقعہ اس کا عملی نمونہ ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ (غافر:۵۱) ''یقیناً ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی جب گواہ گواہی کے لئے کھڑے ہوں گے، مدد کریں گے''

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ : بعد ازاں ایمان والوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا اے پیغمبر (ﷺ)! آپ اور آپ کے معاونین ایمان دار اس وقت تک ان سے جہاد جاری رکھیں جب تک کہ شرک کا قلع قمع نہ ہو جائے مشرکین کو نہ صرف تکالیف میں مبتلا کیا جائے تاکہ وہ شرک سے باز آ جائیں جیسا کہ انہوں نے اسلام لانے والے صحابہ کرام پر مکہ میں مار دھاڑ کا بازار گرم کر رکھا تھا بلکہ دین اسلام قبول کرنے کے سبب تمہیں مکہ مکرمہ سے دیس نکالا دے دیا گیا پھر مدینہ میں ہجرت کے بعد وہاں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا اور دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے دار الھجرۃ میں لڑائی کرنے آ گئے، پس تم نے ان سے جہاد اس وقت تک جاری رکھنا ہے جب تک کہ وہ دین اسلام کی آغوش میں آ کر توحید کا علم بلند نہ کریں اور ہرگز کوئی فرد کسی مسلمان کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے فتنے میں مبتلا نہ کرے اور اسلام چھوڑنے کے لئے جبر نہ کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ اس وقت تک جہاد جاری رکھو جب تک کہ لوگوں کو عقائد کے بارے میں آزادی حاصل نہیں ہو جاتی ہے معاشرہ میں کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو مجبور نہ کرے، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (البقرۃ:۲۵۶) ''دین اسلام میں جبر نہیں ہے بلاشبہ ہدایت تو گمراہی سے الگ واضح ہے'' مسلمانوں کا نصب العین ہونا چاہیے کہ وہ دین کے بارے میں کسی رکاوٹ کو قبول نہ کریں بلکہ ہر شخص کو مکمل آزادی ہو اور غور و فکر کے بعد اسلام کی عظمت جب اس کے دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودماغ پر چھا جائے تو وہ خوشی خوشی اسلام کی نعمت سے شادکام ہو، چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنہ کے دور میں وہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے انہوں نے عرض کیا اس وقت عوام جو انداز اختیار کئے ہوئے ہیں وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے آپ عمر بن خطاب کے لخت جگر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں آپ فتنہ کے فرو کرنے کے لئے باہر کیوں نہیں آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے سامنے یہ رکاوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کے خون گرانے کو حرام قرار دیا ہے انہوں نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے اس دلیل کو پیش کیا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم اس وقت تک جہاد کرتے رہو جب تک کہ شرک ختم نہیں ہو جاتا ہے اور اللہ کے دین اسلام کو لوگ قبول نہیں کرتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مزید وضاحت کی کہ ہم نے جہاد کیا یہاں تک کہ شرک ختم ہو گیا اور دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور تم لڑائی کر رہے ہو کہ فتنہ کھڑا ہو جائے اور دین پر اللہ پاک کی باغی قوتوں کا تسلط ہو۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ : اگر وہ کفر اور تمہارے ساتھ لڑائی کرنے سے باز آ جائیں تو اللہ ان کو ان کے اعمال کے مطابق اپنے علم کے لحاظ سے بدلہ دے گا۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ : اگر وہ تمہاری گفتگو کے سننے سے رک جائیں اور کفر سے باز نہ آئیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا کرنے اور تمہارے ساتھ لڑائی کرنے سے باز نہ آئیں تو تم نصرت الٰہی کے اترنے پر یقین رکھو اللہ پاک تمہارا نگہبان ہے، تم ان کی کچھ پرواہ نہ کرو اور ان کی قوت سے خوف زدہ نہیں ہونا ہے اللہ پاک بہترین مالک اور بہترین مددگار ہے اللہ پاک جس کو دوست بناتا ہے اسے ضائع نہیں ہونے دیتا اور جس کی مدد کرتا ہے اس کو مغلوب نہیں ہونے دیتا ہے۔

نتیجہ: گذشتہ ادوار میں جب کہیں کبھی مسلمان شکست سے دوچار ہوئے ہیں اور وہ اپنے ملک کے معتد بہ حصہ سے محروم کئے گئے ہیں تو اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے دین اسلام کی روشن تعلیمات سے اعراض کیا اور مادی، فوجی وسائل کی جانب دھیان نہ کیا حالانکہ اللہ پاک نے ان وسائل کو اختیار کرنے کا شدومد کیساتھ حکم دیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (الانفال:۶۰) ''اور تم استطاعت کے مطابق ان کے مقابلہ کیلئے تیار ہو جاؤ'' جبکہ انہوں نے غیبی امور پر اعتماد کیا، کرامات کی انتظار میں رہے اور فقط وظائف اور دعاؤں پر خاموش تماشائی بنے رہے جبکہ اس قسم کی کیفیت اختیار کرنے کا نہ اللہ پاک نے حکم دیا ہے اور نہ اللہ کے پیغمبر نے اس کا کوئی عملی نمونہ پیش کیا ہے، اس کے نتیجہ میں انہوں نے قانون عدل و مکافات کو بھی پس پشت ڈال دیا جس پر رواں دواں رہنے سے سلف صالحین کو غلبہ حاصل ہوتا رہا، دوسری جانب انہوں نے عوامی بجٹ کو نہایت بے دریغی کے ساتھ حرام کاموں، شہوت رانیوں میں ضائع کر دیا، جبکہ اسکے خلاف عیسائیوں نے اسلام کی تعلیمات کو اپنا مطمح نظر بنایا، مخالفین کے ساتھ جنگ و جدال میں ان اصولوں کو اپنایا جن سے اسلام نے پردہ کشائی کی ہے کہ ان اصولوں پر رواں دواں رہنے سے حکومت کی بنیادیں مستحکم رہتی ہیں اور دشمن حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کر پاتا ہے ان کی شخصیت کو معاشرہ میں اعزاز حاصل ہوا اور مخالف قوتوں کے مقابلہ میں ان کا پلڑا بھاری رہا۔

اس حقیقت کے واضح ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں کہ ہمارے اسلاف نے کسریٰ، قیصر اور دیگر سلطنتوں کو اس بنیاد پر فتح کیا کہ ان کے باشندے شرک، عقائد کی خرابی، بداخلاقی اور بے راہ روی کے لحاظ سے اپنی شہوت کے غلام تھے اور خرافات، جنسی انارکی میں مستغرق تھے لیکن جب اسلام قدم زن ہوا تو کسریٰ و قیصر کو فتح کر کے وہاں اسلامی جھنڈے لہرائے گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیگر تمام اقوام پر غلبہ عطا کیا، ارشاد ربانی ہے:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۵) ''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد فرمایا کہ زمین کے وارث میرے وہ بندے ہوتے ہیں جن میں صالحیت درخشندہ ہو''

صالحین سے مقصود صرف وہی لوگ مراد نہیں ہیں جن کی عملی زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں گزرتی ہے بلکہ صالحین سے فی الحقیقت وہ لوگ بھی مقصود ہیں جو نہ صرف یہ کہ ملک کی سرزمین کو سرسبز اور شاداب بنانے میں تمام ممکنہ ذرائع کو استعمال میں لائیں اور ملک کے باشندوں کی اخلاقی ودینی تربیت کے ساتھ ساتھ انہیں ان جدید علوم اور تحقیقات اور اکتشافات سے بہرہ ور کرنے میں اپنی خدا داد صلاحیتوں کو صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور جدید ٹیکنالوجی (Modern Technology) کے مطالعہ سے ملک وملت کے لئے نئی راہیں نکالیں اور جدید سائنسی ترقی کے دور میں زمین میں مخفی نہایت قیمتی خزانوں کو نکالنے میں جدوجہد کریں جن کے توسط سے انسانیت کو وہ شعور حاصل ہو کہ وہ ان بیش قیمت نعمتوں کا ملاحظہ کرنے کے بعد پکار اٹھیں ؎

ہمیں سے ہے رنگ بہاراں ہمیں سے ہے رنگ چمن
ہمیں کو نظم گلستان پہ اختیار نہیں

اس لئے کہ تمام اختیارات اللہ وحدہٗ لاشریک کے ہاتھ میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ
الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ
الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ
الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی
الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی
مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ
وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ
لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع

ترجمہ: اور جان لو جو چیز تمہیں مال غنیمت میں سے ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کیلئے اور رسول کیلئے اور رسول کے قریبی رشتہ داروں کیلئے اور یتیموں کیلئے اور مساکین کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے اگر تم اللہ پر اور اس (مدد) پر جس کو ہم نے فیصلہ کے دن اپنے بندے پر اتارا تھا ایمان رکھتے ہو جس دن دو لشکر (آپس میں) مزاحم ہوئے تھے اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اس دن جب تم نزدیک کے ناکے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نچلے مقام میں تھا اور اگر تم نے آپس میں (لڑائی کا) عہد و پیمان کیا ہوتا تو تم ضرور عہد و پیمان میں اختلاف کرتے اور لیکن اللہ اس معاملہ کو پورا کرنے والا تھا جس کا فیصلہ ہو چکا تھا تاکہ جس نے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل کی روشنی میں ہلاک ہو اور جس نے زندہ رہنا ہے وہ دلیل کی روشنی میں زندہ رہے اور بلاشبہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور جب اللہ نے تجھ کو ان کی تعداد نیند کے عالم میں کم دکھائی اور اگر تجھے ان کی تعداد زیادہ دکھاتا تو تم بزدلی اختیار کرتے اور اس معاملہ میں آپس میں جھگڑ پڑتے لیکن اللہ نے تمہیں بچالیا بلاشبہ اللہ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور جب تم آپس میں ملے تو انہیں تمہاری آنکھوں میں کم تعداد میں دکھایا اور ان کی آنکھوں میں تمہیں کم تعداد میں دکھایا تاکہ اللہ اس فیصلہ کو کر دکھائے جس نے ہونا تھا اور اللہ ہی کی جانب تمام معاملات کا لوٹنا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْغَنَمُ وَالْمَغْنَمُ وَالْغَنِیْمَةُ: وہ مال جس کو انسان حاصل کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے اسے کسی مادی عوض کے بدلہ میں حاصل نہیں کیا جاتا ہے جبکہ مال فیئ وہ ہوتا ہے جو بلا جنگ کے مشرکین سے ہاتھ میں آئے جب کہ لڑائی ختم ہو جائے اس میں تمام مسلمان شریک ہیں اس مال میں سے پانچواں حصہ الگ نہیں کیا جائے گا جبکہ غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ الگ کیا جائیگا اس کے مصارف کا تذکرہ اسی آیت میں بیان کیا گیا ہے، نفل اس مال کو کہا جاتا ہے جو مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے بطور عطیہ کے کسی کو دیا جائے۔

(المراغی ج۴ ص۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: سوال پیدا ہوتا ہے کہ کفار کو ایمانداروں کی نظر میں کم دکھانا تو درست ہے کہ ایمانداروں کے دلوں پر ان کا خوف نہیں ہوگا لیکن کفار کی نظر میں ایمانداروں کو کم دکھانے میں کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ کفار ایمان والوں کے ساتھ لڑائی کی تیاری میں مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیں گے جب کہ وہ اپنے بارے میں اس تصور کو پختہ کئے ہوتے ہیں کہ ان میں کمال درجہ کی قوت ہے وہ پیش قدمی کریں گے، بعدازاں ایمان والے جو کثیر تعداد میں ہیں وہ ان پر اچانک حملہ آور ہوں گے تو حملہ سے وہ گھبرا جائیں گے، حیرانی کی کیفیت میں ان پر بزدلی حملہ آور ہوگی۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۲۰)

تناسب: جب اللہ پاک نے ان کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا ہے جن میں سرکشی ہے اور وہ مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے درپے ہیں تو ان کے ساتھ اس وقت تک جہاد کیا جائے جب تک کہ شرک موجود ہے اور پھر ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انہیں کفار پر غلبہ حاصل ہوگا اور غلبہ کی صورت میں انہیں مال غنیمت بھی ملے گا اس لئے مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں وضاحت ہو رہی ہے، جمہور محدثین کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ آیات غزوۂ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہیں۔

تشریح: ایمان والوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ تم نے کفار کے ساتھ جہاد کے نتیجہ میں مال غنیمت حاصل کیا ہے تو مال غنیمت سے پانچواں حصہ اللہ پاک اور اس کے پیغمبر کا ہے، دین اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس مال سے خرچ کرو، دعوت الی الاسلام کا کام ہے شعائر دینیہ کا اظہار ہے، کعبہ مکرمہ کی آبادی کا مسئلہ ہے اور اس کے غلاف کے علاوہ اس کے دوسرے اخراجات پانچویں حصہ سے لئے جائیں، نیز اللہ کے پیغمبر ان کی بیویوں کے سال بھر کے اخراجات اس سے لئے جائیں، نیز آپ ﷺ کے قرابت داروں پر نسب اور ولاء کے لحاظ سے اخراجات کئے جائیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کی تخصیص کی ہے کہ انہیں بھی پانچویں حصہ سے مال دیا جائے لیکن بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ نہ دیا جائے، ایک حدیث میں وارد ہے جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (جن کا نسبی تعلق بنو عبد شمس سے ہے) آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ نے مال غنیمت کے خمس سے بنو المطلب کو عطا کیا ہے اور ہمیں محروم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بنو مطلب اور بنو ہاشم دونوں ایک ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ۲، سنن نسائی کتاب الفیٔ باب ۱، مسند احمد ج ۴ ص ۸۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۰ المراغی ج ۴ ص ۴)

اس فرق میں راز کی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ قریش نے جب بائیکاٹ کی تحریر کو رقم کیا بنو ہاشم کو مکہ سے نکال دیا اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اس لئے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی حمایت کی تھی اس بائیکاٹ میں بنو المطلب بھی شریک ہو گئے لیکن بنو عبد شمس اور بنو نوفل الگ رہے، مزید برآں بنو امیہ کی بنو ہاشم کیساتھ دور جاہلیت اور دور اسلام دونوں میں دشمنی رہی، کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو سفیان تو نبی ﷺ کے ساتھ جنگ کرتا رہا بلکہ آپ ﷺ کے خلاف مشرکین اور اہل کتاب کو اپنا ہمنوا بناتا رہا یہاں تک کہ اللہ پاک نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کامیاب فرمایا اور فتح مکہ کے بعد عرب کا تمام علاقہ آپ ﷺ کے زیر نگیں آ گیا بالکل اسی طرح اسلام کے بعد والے دور میں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی بلکہ اس سے برسر پیکار رہے۔

خمس مال کی تقسیم کی حکمت: حقیقت یہ ہے کہ جو اسلامی حکومت امت مسلمہ کی سیاست میں اپنا فریضہ ادا کرنے کے لئے میدان عمل میں قدم زن ہوتی ہے اس کی مالی پوزیشن مضبوط ہونی چاہیے تاکہ عوام کی فلاح و بہبود کے بنیادی کاموں کو مسلسل رواں دواں رکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے جیسے دین اسلام کے شعائر کا احترام اور ان کا انتظام ہے اور امت مسلمہ کے دفاع میں مادی قوتوں کو بروئے کار لایا جائے، اسلامی حکومت کے پریذیڈنٹ (President) کے اخراجات کو بھی خمس سے پورا کیا جائے آپ ﷺ کے دور حکومت میں یہ حصہ آپ ﷺ کا تھا اس لئے کہ آپ ﷺ اسلامی حکومت کے صدر اور روح رواں تھے اس کے بعد پریذیڈنٹ کے اقارب کے اخراجات ہیں، بعد ازاں امت مسلمہ کے نادار مفلس ضرورت مند مستحقین پر مال خرچ کیا جائے اس طرح عوامی فلاح و بہبود کے مراکز اور علوم اسلامیہ کی اشاعت کرنے والے علمی ادارے اور یونیورسٹیاں (Universities) استحقاق رکھتی ہیں کہ اسلامی حکومت ان کے اخراجات کو سالانہ بجٹ میں شامل کر کے انہیں زندہ رکھا جائے۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ : آیت مبارکہ میں اللہ پاک کا نام تبرک کے لئے ہے لیکن اپنی جانب اس کی نسبت کرتے ہیں اس حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے کہ اس مال کی تقسیم میں اللہ پاک کی ذات اتھارٹی (Authority) ہے وہ جسے چاہے اس کو تقسیم میں شامل کرے، ہرگز یہ مقصود نہیں کہ اللہ پاک کا حصہ الگ ہے جب کہ آسمانوں، زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ پاک کی ملکیت ہے۔

یَوْمَ الْفُرْقَانِ : سے مقصود وہ دن ہے جس میں ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل قائم ہوگئی، ظاہر ہے کہ جنگ بدر میں اسلامی لشکر کی کامیابی سے اسلام اور کفر میں فرق واضح ہوگیا یہ پہلی اسلامی جنگ تھی جس میں رسول اکرم ﷺ شریک ہوئے اور اسلامی لشکر کو کامیابی حاصل ہوئی اور کفار کے ستر افراد قتل ہوئے اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں قیدی بنائے گئے۔

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ : اللہ پاک کی بے پایاں قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو باوجود تعداد کے کم ہونے، مزید مادی اسلحہ کے برائے نام ہونے اور دشمن کی فوج کی تعداد کے تین گنا ہونے کے اپنے پیغمبر (ﷺ) کو فتح و کامیابی سے نوازا، جب تم مدینہ کے قریب وادی میں تھے، مزید بارش نے ریتلی زمین کو آسانی کے ساتھ چلنے کے لائق بنایا اور دشمن کی فوج دور وادی میں لنگر انداز تھی وہاں پانی بھی نہ تھا بارش بھی اس طرف نہ ہوئی، زمین ریتلی تھی جس پر چلتے وقت پاؤں زمین میں دھنس جاتے تھے اور وہ تجارتی قافلہ جس سے مڈبھیڑ ہونے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے تھے اس کا محل وقوع تمہارے محل وقوع سے نچلی سطح پر ساحل سمندر کے ساتھ تھا جو ابوسفیان کی نگرانی میں ملک شام سے آرہا تھا اور اگر تم پختہ وعدہ کے بعد لڑائی کے لئے نکلتے تو تم وعدہ کی مخالفت کرتے، اس لئے کہ تم تعداد میں کم تھے تم لڑائی کو مناسب نہیں سمجھتے تھے اس لئے بھی کہ تمہارے پاس لڑائی کا ساز و سامان بھی نہ تھا، مزید برآں تمہارا ہدف تو تجارتی قافلہ پر حملہ آور ہونا تھا لیکن اس جانب سے تم مایوس تھے، دوسری جانب کفار مکہ کا مقصود تجارتی قافلہ کی حفاظت کرنا تھا لڑائی مقصود نہ تھی وہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ لڑائی کرنے سے خوفزدہ تھے اور وہ اس سے بے تعلق بھی نہیں تھے کہ اللہ پاک اپنے پیغمبر ﷺ کی نصرت فرمائے گا، دراصل ان میں اکثر لوگ ایسے تھے جن کا کفر، کبر اور عناد کے سبب تھا، اعتقاد کے لحاظ سے نہ تھا۔

وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا : تمہاری جنگ کسی وعدہ اور خواہش پر مبنی نہ تھی اتفاقاً جنگ ظہور پذیر ہوگئی تاکہ مستقبل میں جس کام کے ظہور پذیر ہونے کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کو معلوم تھا کہ اس نے ظہور پذیر ہونا ہے وہ ظہور پذیر ہو کر رہا، اشارہ جنگ بدر کی جانب ہے جس میں کفار کو ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ اپنے پیغمبر (ﷺ) سے کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوا اگرچہ مشرکین نے اسے ناپسند سمجھا۔

لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ : اللہ پاک نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے نتیجہ میں کفار لوگ واضح دلیل کے ہوتے ہوئے تباہ و برباد ہو رہے ہیں جبکہ اسلام کی حقانیت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تمام شبہات کافور ہو چکے ہیں معذرت کی ہرگز گنجائش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے اور ایمان دار دلائل کی روشنی میں زندگی گزارتے ہوئے مزید یقین کی جانب قدمزن ہیں ان کے اعمال میں نشاط کی کیفیت جلوہ افروز ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں جب ایمان داروں کو نصرت وفتح سے نوازا گیا تو یہ اللہ پاک کی جانب سے ان کی حقانیت کی روشن دلیل ہے اس طرح کفار کو جب شکست سے دوچار ہونا پڑا اور ذلت نے ان کا گھیراؤ کرلیا ہے تو یہ ان کے غلط ہونے کی کھلی شہادت ہے۔

اِذۡ یُرِیۡکَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ مَنَامِكَ قَلِیۡلًا : اللہ پاک آپ ﷺ کے رفقاء کرام کی گفتگو کو سنتے ہیں اور وہ جس چیز کو چھپاتے ہیں اللہ پاک کو اس کا علم ہے جب اللہ نے تیرے اور ان کے دشمنوں کی تعداد کو خواب میں کم دکھایا کہ آپ اپنے رفقاء کو اس سے آگاہ کریں تاکہ ان کے دل مطمئن ہو جائیں اور ان کی امیدیں یقین کا لباس زیب تن کرلیں اس کے نتیجہ میں ایمان داروں میں جرأت کا داعیہ ظہور پذیر ہوگا۔

وَلَوۡ اَرٰكَهُمۡ كَثِیۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ : اگر آپ کا پروردگار آپ کے اور ان کے دشمنوں کی تعداد کو زیادہ دکھاتا تو آپ کے رفقاء بزدلی کا مظاہرہ کرتے ان کے دل ودماغ پر رعب چھا جاتا وہ ہرگز کفار سے جنگ کرنے کی طاقت نہ پاتے بلکہ اس سے ان میں اختلاف رونما ہو جاتا اور لڑائی کے بارے میں آراء مختلف ہو جاتیں ان میں سے جس کا ایمان مضبوط ہوتا وہ اللہ اور اس کے پیغمبر کے حکم کی اطاعت کرتے اور کفار سے جہاد کرتے اور ضعیف ایمان والے میدان جہاد میں شرکت سے معذرت کرتے ہوئے گھروں میں چھپ کر بیٹھ جاتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بزدلی، اختلاف اور جھگڑا کرنے سے تحفظ عطا کیا اس طرح تم ذلت، رسوائی سے بچ گئے۔

وَاِذۡ یُرِیۡكُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِكُمۡ قَلِیۡلًا : مخاطب اللہ کے پیغمبر ﷺ اور ایماندار ہیں جس وقت اللہ پاک نے تمہیں کفار سے ملاقات کے وقت انہیں تھوڑی تعداد میں دکھایا اس سے تمہارے دلوں میں اللہ پاک کے وعدہ پر ایمان پختہ ہوا کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور فرشتوں کے اتارنے کے سبب تمہیں ثابت قدم فرمائے گا اور کفار کو ذلیل کرے گا اور ان کی آنکھوں میں تمہاری تعداد کو کم دکھائے گا اس لئے کہ تمہارا عمل کم ہوگا چونکہ ان میں کبر ونخوت تھی یہی وجہ ہے ابوجہل نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے رفقاء نہایت کم تعداد میں ہیں تعداد کے لحاظ سے ان کی خوراک صرف ایک اونٹ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک کا یہ عمل اس لئے تھا تاکہ تم میں سے ہر شخص دوسرے کے ساتھ لڑائی پر آمادہ ہو جائے کفار میں سے ہر شخص کو اپنی ذات پر یقین تھا، اپنی قوت پر ناز تھا اور ایمانداروں میں سے ہر شخص کو اپنے پروردگار پر بھروسہ تھا اللہ پاک کے وعدہ پر اعتماد تھا یہی وجہ ہے کہ جب مڈبھیڑ کی جنگ شروع ہوئی تو اللہ پاک نے تمہیں ثابت قدم رکھا اور دشمن کے قدم اکھڑ گئے تاکہ اللہ پاک تم کو ان پر غلبہ عطا کرے اور اللہ کا کلمہ بلند ہو اور کفر کا کلمہ نیچا رہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۶۔۷)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَ اذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِیۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہاری کسی جماعت سے مڈبھیڑ ہو جائے تو تم نے ثابت قدم رہنا ہے اور کثرت کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا ہے تاکہ تم کامیاب رہو۔ اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی تابعداری کرو اور جھگڑا نہ کرو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا دبدبہ ختم ہو جائے گا اور صبر کرو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: فِئَة جماعت، مادہ (ف ی ء) ہے، اَلْفَیئُ لوٹنا، اسی سے فَاءَ الظِّلُّ ہے، سایہ لوٹ آیا اور سایہ زوال کے بعد لوٹتا ہے، اور جو مال غنیمت بلا مشقت ہاتھ آ جائے اس کو فیئ کا مال کہا جاتا ہے اور مال غنیمت کو فیئ سایہ کے ساتھ تشبیہ دے کر فیئ کہتے ہیں اس امر پر تنبیہ ہے کہ دنیا کا بہترین سامان بھی بمنزلہ سائے کے ہے جو زائل ہونے والا ہے، اَلْفِئَةُ اس جماعت کو کہتے ہیں جس کے افراد تعاون کے لئے ایک دوسرے کی طرف لوٹ کر آئیں، اَلْفَشَلُ مادہ (ف ش ل) ہے، بزدلی، کمزوری، ڈھیلا پن، نرم چیز، چنانچہ آلہ تناسل کے اگلے حصہ کو جسے عربی میں حشفة بھی کہتے ہیں اس کیلئے اَلْفَشَلَة کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں نرمی، ڈھیلا پن ہوتا ہے۔
(مفردات امام راغب ص ۳۲۲، نظم الدرر ج ۸ ص ۲۹۴)

تناسب: قبل ازیں غزوۂ بدر کے موقعہ پر اللہ پاک کے انعامات کا ذکر ہو رہا تھا جن سے پیغمبر ﷺ اور ایمان داروں کو نوازا گیا اب ان پانچ آداب کا بیان ہو رہا ہے، دشمن کیساتھ مقابلہ میں جن کا ہونا ضروری ہے بلکہ نصرتِ خداوندی کے نزول کے اسباب میں سے ہیں۔

تشریح: اس آیت سے پہلی آیت کے آخری جملہ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا تھا کہ تمام معاملات کا نفاذ اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے اس کے ارادہ کے بغیر ہرگز کوئی کام وقوع پذیر نہیں ہوتا ہے اس کیساتھ ساتھ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ دنیوی معاملات بالذات مقصود نہیں ہیں البتہ وہ معاملات جن میں قیامت کے دن کے زاد راہ ہونے کی صلاحیت جلوہ افروز ہو انہیں اپنانا چاہیے ان معاملات کو ان دو آیات میں واضح کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایمانداروں کو حکم دیا گیا ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے جب تمہاری ملاقات ان کے لشکر سے ہو تو تمہیں میدان جہاد میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا جیسا کہ تم نے جنگ بدر میں شاندار مردانگی کا ثبوت پیش کیا تم نے میدان جہاد سے راہ فرار اختیار نہیں کرنا ہوگی، دوسری وصیت جس سے تمہیں آگاہ کرنا ضروری ہے کہ تم نے کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا ہے ذکر الٰہی اس حقیقت کی علامت ہے کہ تمہیں صرف اللہ پاک کی ذات پر مکمل اعتماد ہے، ظاہر ہے کہ اللہ پاک کی ذات پر مکمل اعتماد نصرت الٰہی کا پیش خیمہ ہے، حدیث قدسی ہے ''میں اپنے بندے کے خیال کے مطابق ہوں جب وہ میرے ذکر میں محو رہتا ہے'' (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۱۵، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب ۱، صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۳۹، صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۸، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۲۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۱) آیت مبارکہ کا آخری جملہ امید افزا ہے کہ تم کامیابی کیساتھ ہمکنار ہو کر رہو گے۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے احکامات کی اطاعت کرنی ہے، چوتھا حکم یہ ہے کہ تم نے آپس میں تنازعات سے باز رہنا ہوگا ہرگز اپنی رائے کو مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرنا ہوگی وگرنہ تمہیں تلخ نتائج سے واسطہ پڑے گا کہ تم میں بزدلی اور کمزوری رونما ہوگی اور تمہاری قوت تمہارا دبدبہ ختم ہو کر رہ جائے گا اور میدان جہاد میں تکالیف شاقہ پر تم نے صبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ میدان جہاد میں اگر تمہیں تکالیف کا سامنا کرنا ہوتا ہے تو تمہارے دشمن کو بھی تمہاری طرح تکالیف سے نبرد آزما ہونا ہوتا ہے لیکن تمہیں اللہ پاک کی بارگاہ سے جن انعامات اور مسرتوں کے حصول کا یقین ہے انہیں ہرگز نہیں ہے اور تمہیں یقین کرنا چاہیے کہ اللہ کی نصرت ان لوگوں کا مقدر ہوتی ہے جو تکالیف کو مکمل اعتماد اور صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

علامہ ابن قیم جوزیؒ الفروسیۃ المحمدیہ کتاب کے آخر میں رقم طراز ہیں: جہاد کی کامیاب تدبیر کا انحصار پانچ اہم خصوصیات پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس جماعت میں یہ پانچ خصوصیتیں پائی جائیں گی تو اس جماعت کو لازمی طور پر کامیابی حاصل ہوگی اگر چہ وہ تعداد کے لحاظ سے دشمن کی فوج سے کم ہی کیوں نہ ہو جب کہ ان پانچ خصوصیات میں سے آخری خصوصیت صبر کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا ہے اس پر ہی دیگر خصوصیات کا دارومدار ہے اگر صبر کا داعیہ مفقود ہے تو کامیابی کا خواب ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان خصوصیات سے موصوف رہے تو ان کے مقابلہ میں کسی طاقت نے سر نہ اٹھایا انہوں نے مشرق، مغرب میں فتوحات کا انبار کھڑا کر دیا اور ملکوں کے ملک ان کے زیرنگیں آتے چلے گئے اور جیسے ہی افتراق کی خلیج وسیع ہوتی چلی گئی تو ضعف واضمحلال نے ان کی ثابت قدمی کو متزلزل کر دیا، ہاں! بنیادی فارمولا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ایک باب کا عنوان ہے کہ جہاد سے پہلے اعمال صالحہ کا مظاہرہ کیا جائے جلیل القدر صحابی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے تم اپنے اعمال کے بل بوتے پر جہاد کر رہے ہو اور جہاد کے سبب تمہیں تسلط حاصل ہو رہا ہے۔ (نظم الدرر ج ۸ ص ۲۹۴، صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۱۳)

وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۴۷﴾ وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّي بَرِيٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع اِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: اور تم نے ان لوگوں جیسا نہیں ہونا ہے جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کیلئے اپنے گھروں سے نکلے تھے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اللہ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور جس وقت شیطان نے ان کیلئے ان کے کردار کو خوبصورت شکل میں پیش کیا اور اس نے کہا آج تم پر کوئی بھی شخص ان لوگوں سے غالب نہیں ہوگا اور بلاشبہ میں تمہارا مددگار رہوں تو جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوگئیں تو شیطان اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ گیا اور اس نے کہا بلاشبہ میں تم سے براءت کا اظہار کرتا ہوں بے شک میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو میں اللہ سے خوفزدہ ہوں اور اللہ سخت سزا والا ہے۔ جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے انہوں نے کہا ان (مسلمانوں) کو انکے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے پس بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لغوی تحقیق: بَطَرٌ خوش بختی پر ناز کرنا، مادہ (ب ط ر) ہے، دراصل قوت یا استغناء یا حکومت کی نعمت پر فخر کرنا اور خود کو بلند سمجھنا اس کی علامت یہ ہے کہ اس وصف کے ساتھ موصوف شخص مختلف انداز کے ساتھ فخر کا اظہار کرتا ہے اور معاشرہ کی سطح سے اونچائی میں پہنچ کر فخر ومباہات کا اظہار کرتا ہے، اس کا معنی چیرنا، پھاڑنا بھی ہے اسی لحاظ سے سلوتری کو بیطار کہتے ہیں، اَلْبَطْرِيقُ رومی فوج کا سپہ سالار اس کی جمع بَطَارِق اور بَطَارِقَةٌ ہے، اَلْبِطْرِيكُ پادری۔ (لسان القرآن ص ۱۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: ﴿فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ جب جنگ بدر میں دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو شیطان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گیا حالانکہ میدان حرب میں جب دونوں متحارب فریق میدان میں نکلتے ہیں اور لڑائی کرتے ہیں تو شکست خوردگی کا منظر لڑائی کے درمیان دیکھا جاتا ہے آغاز میں تو نہیں ہوتا جیسا کہ ابلیس ملعون تو اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گیا۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۲۳۹)

آیت نمبر ۴۸ میں شیطان کا کہنا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں حقیقت پر مبنی نہیں ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوتا تو وہ اللہ کی مخالفت نہ کرتا اور اللہ کے بندوں کو گمراہ نہ کرتا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے کذب بیانی سے کام لیا ہے جیسا کہ قتادہ نے بیان کیا ہے یا عطاء کا قول ہے کہ اس کا کہنا درست ہے لیکن عناد کے سبب اس نے مخالفت کی۔ (فتح الرحمٰن ص ۳۲۱)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں ایسے اوصاف کا ہونا ضروری ہے جن کو معاشرہ میں اونچا سمجھا جاتا ہے اور انہیں ادب کا قرینہ باور کیا جاتا ہے ان کے التزام سے کامیابی قدم چومتی ہے اور دشمن شکست فاش سے دوچار ہوتا ہے، اب اس کے بعد انہیں روکا جارہا ہے کہ تم نے خود کو فخر وغرور سے دور رکھنا ہوگا آپ نے دیکھ لیا کہ قریش مکہ جب تجارتی قافلہ کی حفاظت کیلئے روانہ ہوئے تھے تو ان کا فخر وغرور دیدنی تھا وہ اسلام کے مقابلہ میں نکلے تھے وہ چاہتے تھے کہ آغاز میں ہی انکی قوت کو ختم کر دیا جائے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۰)

شان نزول: جب ابوجہل اپنے رفقاء کے ساتھ جنگ بدر کی جانب روانہ ہوا اگرچہ اس کا مقصود تجارتی قافلہ کا تحفظ تھا لیکن وہ نہایت فخر وطمطراق کے ساتھ روانہ ہوا، وہ اس سفر میں گانے والی لونڈیوں، عام لونڈیوں اور گانے باجے کے ساز وسامان کے ساتھ روانہ ہوا جب وہ جحفہ مقام میں پہنچا تو ابوجہل کے گہرے ساتھی اور دوست خفاف کلابی نامی نے اپنے بیٹے کی معیت میں اس کی جانب تحائف ارسال کئے اور پیغام بھیجا اگر لڑائی کے لئے مزید آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھے بتایا جائے میں فوراً کمک ارسال کردوں گا اور اگر میری ضرورت ہے تو میں چند بہادر ساتھیوں کے ساتھ پہنچ جاؤں گا اس کی گفتگو سننے کے بعد ابوجہل نے دانشمندانہ انداز اختیار کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا، اگر ہماری لڑائی واقعی اللہ کے ساتھ ہے جیسا کہ محمد (ﷺ) کا خیال ہے پھر تو میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ہم میں اللہ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے لیکن اگر ہماری لڑائی لوگوں کے ساتھ ہے تو میں اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کرتا ہوں کہ ہم میں لوگوں کا مقابلہ کرنے کی قوت موجود ہے اللہ کی قسم! ہم محمد (ﷺ) کے ساتھ لڑائی سے باز نہیں آئیں گے ہم بدر مقام پر پہنچیں گے وہاں شراب کے دور چلیں گے لونڈیاں ڈانس کریں گی اس لئے کہ بدر کا مقام تو اہل عرب کے ہاں مشہور منڈی ہے جہاں بازار لگائے جاتے ہیں اور قبائلی مفاخرت کا بڑھ چڑھ کر اظہار کیا جاتا ہے ہمارے وہاں ڈیرا ڈالنے سے پوری عرب دنیا کے کان کھل جائیں گے کہ ہم نہایت کروفر اور طمطراق کے ساتھ وہاں کئی روز تک خیمہ زن رہے تو اس کے نتیجہ میں پورے جزیرۃ العرب پر ہمارا سکہ بیٹھ جائے گا اور ہمارا نام سنتے ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عرب دنیا کے جسم پر کپکپی طاری ہو جائے گی چنانچہ وہ اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں پہنچے اس کے بعد کے واقعات کتب تفسیر اور اسلامی تاریخ پر مشتمل کتب میں مذکور ہیں۔ (قرطبی ج ۸ ص ۲۵)

تشریح: اللہ پاک ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے چند احکام پر عمل کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ تم نے احکام کے مطابق عمل کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا اور جن باتوں سے تمہیں روکا جائے ان سے تم نے خود کو باز رکھنا ہے نیز تم نے ہرگز وہ انداز اختیار نہیں کرنا ہوگا جو تمہارے دشمنوں نے اختیار کیا ہے جب وہ مکہ سے ابوسفیان کے بہکانے پر نہایت فخر وطمطراق کے ساتھ روانہ ہوئے عوام کو باور کرا رہے تھے کہ وہ نہایت قوت مردانگی کے ساتھ دشمن کو شکست فاش سے دوچار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے وہ عرب دنیا پر اپنی شجاعت ومردانگی کا سکہ بٹھانے کے لئے اپنی مالی قوت، افرادی قوت اور اسلحہ کی نمائش کر رہے تھے کہ وہ ان کی اس کیفیت پر حیرت واستعجاب کے ساتھ خاموشی اختیار کریں۔

وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللهِ : کفار جن کو ابوسفیان نے جنگ پر اکسایا وہ اسلام کی مخالفت میں بھی سینہ سپر ہیں یعنی اسلام کی کامیابی سے خائف ہوکر وہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکتے ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کے لئے اپنی لسانی اور مالی قوت کو صرف کر رہے ہیں، مزید اسلام کی دعوت اور تبلیغ کے میدان میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں بلکہ ان مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم رکھتے ہیں جب انہیں اس سے روکنے والی کوئی مؤثر شخصیت نہیں ہوتی۔

وَاللهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ : اللہ پاک کو معلوم ہے کہ وہ کس مقصد کے لئے گھروں سے روانہ ہوئے ہیں ان کی نیت کے مطابق انہیں دنیوی اخروی سزاؤں سے ہم کنار کیا جائے گا اللہ پاک کا ضابطہ اٹل ہے کہ ہر شخص کے اعمال کے مطابق اس پر جزا سزا کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر اس مختصر جملہ کے معانی پر غور وفکر کیا جائے تو اس سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ ریا کاری، تصنع کا انداز اللہ کو پسند نہیں، ظاہر ہے کہ جس عمل میں ریاء، عجب کا داعیہ واضح ہوگا تو اس کی پاداش میں اس کو اسی کے انداز کا بدلہ ملے گا۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ : اے پیغمبر (ﷺ)! آپ اپنے رفقاء صحابہ کرام کو بتائیں جب شیطان نے کفار مکہ کو برانگیختہ کیا کہ وہ نہایت شان وشوکت اور فخر ومباہات کی کیفیت میں بدر مقام پر پہنچیں اور ان کے دل میں اس خیال کو پختہ کیا کہ چونکہ تم عددی اور مالی قوت کے لحاظ سے دشمن پر برتری رکھتے ہو اس لئے شکست سے تم ہرگز ہم کنار نہیں ہوسکو گے، چنانچہ کفار کے لشکر کی بہتات اور ان کے فخریہ انداز کو معلوم کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! آپ کے علم میں ہے کہ قریش مکہ اپنے دیگر رفقاء کیساتھ نخوت وغرور کے عالم میں تیری مخالفت میں امڈ آئے ہیں اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت میں اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر میدان مبارزت میں پہنچ گئے ہیں اے اللہ! تو نے صحابہ کرام کو فتح ونصرت سے نوازنا ہے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، اس دوران جب ابوسفیان نے محسوس کیا کہ ہمارا تجارتی قافلہ صحیح سلامت دشمن کے حصار سے نکل چکا ہے تو اس نے واپس جانے کا حکم دیا لیکن ابوجہل نے فخریہ انداز میں اس جملہ کو دہرایا ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے ہم بدر کے مقام پر ضرور پہنچیں گے، مقام بدر میں ہر سال میلہ لگتا تھا، لوگ گرمجوشی کیساتھ وہاں پہنچتے تھے، ابوجہل نے مزید کہا ہم وہاں تین دن قیام کریں گے اونٹ ذبح کریں گے حاضرین کی مہمان نوازی کریں گے، کھانا پیش کریں گے، شراب کے جام لنڈھائے جائیں گے، لونڈیاں ڈانس کریں گی پوری عرب دنیا میں ہماری عظمت کی دھاک بیٹھ جائے گی پھر ہمیشہ ہمیشہ ان کے دلوں پر ہمارا خوف مسلط رہے گا لیکن قسمت اور مقدر کی بات ہے جب ابوجہل کا لاؤلشکر وہاں پہنچا تو شراب کے پیالوں کی بجائے انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا اور لونڈیوں کے ڈانس کی جگہ پر ان کی موت پر عورتوں نے نوحہ گری کا بازار گرم کئے رکھا۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ : جب دونوں متحارب گروہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے حالات کا چشم دید ملاحظہ کر رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اس سے پہلے کہ لڑائی کی آگ مشتعل ہو شیطان پچھلے پاؤں دم دبا کر بھاگ گیا اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے جو دکھائی دے رہا ہے تم اسے دیکھ نہیں سکتے ہو جب کہ اس نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کی مدد کے لئے اتارے گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ : یہ جملہ کبھی شیطان کی جانب سے اور کبھی اللہ پاک کی جانب سے استعمال ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ شیطان اور اس کا لاؤ لشکر شرک والوں میں بودو باتیں رکھتا ہے انہیں وسوسوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے انہیں برانگیختہ کرتا رہتا ہے کہ وہ اللہ پاک کی حدود کو پامال کرتے رہیں اور دھوکہ میں ڈالتا ہے جبکہ فرشتوں کا گروہ ایمان والوں کے ساتھ ملا جلا رہتا ہے انہیں اچھے کاموں کی جانب ترغیب دلاتا رہتا ہے ان کے قرب کے نتیجہ میں ان کے دل مطمئن رہتے ہیں اور ان کے قرب کے سبب ان کا اعتماد اللہ پاک کی ذات پر مزید پختہ ہوتا ہے لیکن جب شیطانی گروہ اور رحمانی گروہ نے فتح و کامیابی کے منظر کو دیکھا اور کفار نہ صرف یہ کہ پسپا ہوئے بلکہ ان کی معقول تعداد میدان جنگ میں ڈھیر ہوگئی اور وہ دوزخ کا ایندھن بنے تو شیطان اپنے لشکر کو لے کر دم دبا کر بھاگ گیا کہیں فرشتے جو قوت کے لحاظ سے شیاطین سے کہیں زیادہ فوقیت رکھتے ہیں وہ شیاطین کا خاتمہ نہ کردیں، فرشتے قوت کے لحاظ سے زیادہ قوت والے ہیں جب کہ شیاطین ان کے مقابلہ میں کمزور ہیں، دراصل شیطان خوف زدہ تھا کہ فرشتے اس کے لشکر شیاطین کو نہ جلا ڈالیں مشرکین مکہ کے بارے میں اسے کچھ خوف نہ تھا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حق کو اللہ پاک کی جانب سے غلبہ ہوتا ہے تو حق کے مقابلہ میں باطل کا کچومر نکل جاتا ہے، حق و صداقت کے سامنے اس کا وجود باقی نہیں رہتا ہے لاشیٔ دکھائی دیتا ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۱)

مؤطا امام مالک میں وارد ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دوسرے دن میں ابلیس زیادہ ذلیل، حقیر اور غیظ و غضب سے بھرپور نہیں دیکھا گیا البتہ جنگ بدر کے موقعہ پر جب کفار کو عبرت ناک شکست ہوئی عرفہ کے دن سے بھی زیادہ حقیر اور غیظ و غضب سے بھرپور دیکھا گیا ہے جب اس نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ کے موقعہ پر فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگا رہے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۹، مؤطا کتاب الحج باب ۸۱ ح ۲۴۵)

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ : جب شیطان نے منافق لوگوں کے اعمال کو ان کی نظر میں خوبصورت انداز میں پیش کیا جب منافقین نے کہا ایمان والوں کو صرف اس اقدام پر برانگیختہ کیا جب کہ ان کی تعداد کم تھی اور دشمن کی تعداد زیادہ تھی کہ وہ اپنے دین کے بارے میں مغرور تھے کچھ تعجب نہیں کہ اس قسم کی گفتگو تو صرف ان لوگوں کی زبان سے نکل سکتی ہے جو کامل ایمان سے محروم ہوں اور جنہیں اللہ پاک کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ نہ ہو۔

مجاہد تابعیؒ بھی بیان کرتے ہیں اس سے مقصود قریش کی ایک جماعت ہے جو قریش کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے تھے لیکن تذبذب کا شکار تھے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی کم تعداد کو دیکھا تو وہ فوراً کہنے لگے ان کو ان کے دین نے دھوکے میں مبتلا کردیا ہے کہ انہوں نے باوجود کم تعداد میں ہونے اور دشمن کی تعداد کے زیادہ ہونے کے غلط قدم اٹھایا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ : جو شخص اپنا معاملہ اللہ پاک کے سپرد کردیتا ہے اور اسے اطمینان حاصل ہے کہ اللہ اس کی معاونت فرمائے گا اس لئے کہ اللہ کے حکم کو کوئی روک نہیں سکتا اللہ پاک جس کام کا ارادہ کریں اس کے ارادہ کے سامنے کوئی رکاوٹ قائم نہیں کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مہمات میں اس کو کافی ہوتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اسے غلبہ عطا کرتا ہے اگرچہ دشمن کی تعداد کس قدر زیادہ کیوں نہ ہو اور ان کی تیاری مکمل نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہر چیز پر غالب ہے اور اللہ کا قانون ہے کہ وہ حق کو باطل پر غلبہ عطا کرتا ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۳﴾ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَکُلٌّ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: اور (تیرا کیا حال ہو) اگر تو دیکھے جب فرشتے کفار کی ارواح کو قبض کرتے ہیں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم بھڑکتی آگ کا عذاب چکھو۔ اس کا سبب یہ ہے جس کو تمہارے ہاتھوں نے پہلے بھیجا اور اس سبب سے ہے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ جیسے فرعون کی قوم کی حالت ہے اور ان کی جوان سے پہلے تھے انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کو اپنی گرفت میں کیا بے شک اللہ توانا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ ہرگز کسی نعمت کو تبدیل نہیں کرتا ہے جس کا اس نے کسی قوم پر انعام کیا ہے یہاں تک کہ وہ اس حالت کو تبدیل کریں جو ان کی ذات میں ہے اور اس سبب سے کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ جیسا کہ فرعون کے گروہ اور ان لوگوں کا حال ہے جو ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے پروردگار کی آیات کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب تباہ کر دیا اور فرعون کے گروہ کو ہم نے غرق کر دیا اور وہ سبھی ظالم تھے۔

لغوی تحقیق: اَلحَرِیْق بھڑکتی ہوئی آگ، مادہ (ح ر ق) ہے، حَرَق جلن، دھوبی کی غفلت سے کپڑے کا پھٹن جب زور کیساتھ کپڑے کو پٹخ کر پھٹن پیدا کر دیتا ہے، حَرَقَهُ اس کو جلا ڈالا، کہا جاتا ہے حَرَقَهُ بِاللُّوْمِ اس نے اس کو اس درجہ ملامت کی کہ وہ جل بھن کر کباب ہو گیا، اَحْرَقَ جل اٹھا، فَرَسٌ حَرَاقٌ تیز رو گھوڑا جس کی تیز رفتاری سے آگ بھڑکنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے، اَلحَرِیْق آگ کی بھڑک، شعلہ، دَابٌ اپنے کام میں محنت و مشقت سے مصروف رہنا، عادت، طریقہ، اسلوب اور معاملہ کسی کام میں تسلسل کیساتھ لگے رہنا، هٰذَا دَاْبُكَ یہ تمہاری عادت ہے یا تمہارا دستور ہے، اَلدَّائِبَانِ رات دن جو ہمیشہ اپنے طریق کے مطابق آتے جاتے رہتے ہیں۔

(لسان القرآن ص ۲۴۰، ۷۰۹)

بلاغت: جملہ ﴿بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ﴾ میں مجاز مرسل ہے، ہاتھوں کے آگے بھیجنے سے مقصود کسب اور فعل ہے یعنی عذاب کا واقع ہونا، تمہارے کفر اور نافرمانیوں کے سبب ہے اور عربی زبان میں لفظ ید کا استعمال نعمت کے آلہ پر ہوتا ہے البتہ مجازی طور پر اس سے مقصود نعمت بھی ہوتی ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۲۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿كَدَابِ اٰلِ فِرْعَوْنَ﴾ آیت تکرار کے ساتھ ہے آیت نمبر ۵۲ پھر آیت نمبر ۵۴ میں یہ جملہ وارد ہے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ آیت نمبر ۵۲ میں ایسے عذاب سے آگاہ کیا ہے جس عذاب کی اللہ تعالیٰ نے کسی کو طاقت نہیں دی ہے اس میں روح قبض کرنے والے فرشتے ہیں جب ان کے چہروں اور پیٹھوں پر روح قبض کرتے وقت ماریں گے جب کہ آیت نمبر ۵۴ میں اس عذاب کے بارے میں خبر دی جارہی ہے جس عذاب کی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو طاقت عطا کی ہے جیسے لوگوں کو پانی میں ڈبو کر یا موت کے گھاٹ اتارا ہے یا پہلی آیت میں ان کا اللہ کی ذات سے انکار ہے اور دوسری آیت میں ان کا پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۲۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے کفار کی کیفیت کو بیان کیا جب وہ ایمانداروں کے ساتھ برسرپیکار ہونے کے لئے کبر ونخوت کے ساتھ روانہ ہوئے وہ لوگوں کو باور کرانا چاہتے تھے کہ ہم اپنے مخالفین کا قلع قمع کر دیں گے دراصل شیطان نے انہیں اس انداز کے ساتھ نکلنے پر ابھارا تھا اب جب وہ مقام بدر کے معرکہ میں موت کے ساتھ ہمکنار ہوئے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر جو عذاب نازل ہوا اس کو بیان کیا جارہا ہے۔

تشریح: اللہ پاک آپ ﷺ کو یا ان لوگوں کو مخاطب کر رہے ہیں جو جنگ بدر کے واقعہ کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں، جب فرشتے نازل ہوئے انہوں نے کفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو حقیقت یہ ہے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر جب گھمسان کی جنگ ہوئی تو اس جنگ میں فرشتوں نے ایمانداروں کی مدد کی جب فرشتے کفار کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر تلواروں کے ساتھ وار کر رہے تھے جیسا کہ سورۃ انعام میں اس کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ جب مجرم لوگ موت کی بے ہوشی میں مبتلا ہوتے اور فرشتے انہیں غیظ وغضب کی کیفیت میں موت کے ساتھ ہمکنار کرتے ہوئے انہیں کہتے ہیں کہ تم اپنی روح کو اپنے جسم سے نکال دو جب وہ نکلنے سے انکار کرتی ہے تو جبر واکراہ کے ساتھ ان کی ارواح کو ان کے اجسام سے نکالا جاتا ہے۔

براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ملک الموت جب نزع کے وقت کافر شخص کے پاس پہنچتا ہے تو روح کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے اے خبیث روح! تو نے گرم لو، گرم پانی اور دوزخ کی جانب جانا ہے لیکن روح اس کے جسم میں پھیل جاتی ہے نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی تو اسے اس طرح جسم سے نکالا جاتا ہے جیسا کہ لوہے کی سلاخ کو بھیگی ہوئی اون سے نکالا جاتا ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ: تمہارے ان برے اعمال پر تمہیں سزا دی جارہی ہے جن کے تم دنیوی زندگی میں مرتکب ہوئے اور اللہ پاک تو بندوں پر ہرگز ظلم روا نہیں رکھتا ہے اللہ پاک تو عدل کے وصف کے ساتھ موصوف ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور ہے، وہ اللہ کے پیغمبر ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے اللہ پاک کے ارشاد کو بیان فرمایا اللہ پاک فرماتے ہیں، اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور تم پر بھی ظلم کو حرام کر دیا ہے تم نے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا ہے، اے میرے بندو! تمہارے اعمال کو میں شمار کر رہا ہوں تو جو شخص خیر و برکت کا مشاہدہ کرے وہ اللہ کی تعریف کرے اور جو شخص برائی کے بدلے کا مشاہدہ کرے تو وہ پھر خود کو ہی ملامت کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۶، مھذب شرح عقیدہ طحاویۃ ج ۱ص ۶۲، الاربعین للنووی ص ۵۶ ح ۲۴ تفسیر المراغی ج ۴ ص ۱۳)

كَدَابِ اٰلِ فِرْعَوْنَ: ان مشرکین کی کیفیت جن کا تعلق قریش قبیلہ سے ہے جو بدر کے معرکہ میں قتل ہو گئے فرعون کی قوم کے افعال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہیں، مزید ان سے پہلے جو قومیں گزریں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیات کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کا مؤاخذہ کیا کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا ان کے خلاف اپنے پیغمبر اور ایمان والوں کو فتح ونصرت سے نوازا، اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی قوت والی ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور کوئی اس کی پکڑ سے بھاگ نہیں سکتا وہ ان لوگوں کو سخت عذاب سے دوچار کرتا ہے جو عذاب کے مستحق ہوتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب ان کا مؤاخذہ کرتا ہے تو پھر انہیں چھوڑتا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۵، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۶، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲۲ تفسیر المراغی ج ۴ ص ۱۴)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ : اللہ تعالیٰ کے فیصلے عادلانہ ہیں وہ جب کسی فرد یا جماعت پر انعامات کی بارش کرتا ہے تو انعامات کو ان سے چھینتا نہیں ہے جب تک کہ وہ اطاعت الٰہی کی روش پر رواں دواں رہتے ہیں کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد:۱۱) ”بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ اپنے ضمیر کو نہیں بدلتے ہیں“

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ : کفار قریش کو اسی طرح کی سزا میں مبتلا کیا جس طرح کی سزا آل فرعون اور ان جیسے لوگوں کو پہلے دی جاچکی ہے جب انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو ان کے گناہوں کے سبب اللہ نے انہیں تباہ وبرباد کیا اور ان پر جو انعامات سایہ افگن تھے وہ ان سے چھین لئے گئے ان کے باغات اجڑ گئے قدرتی چشمے خشک ہوگئے، زرعی فارم نیست ونابود ہوگئے مال ودولت کے ڈھیر آناً فاناً ختم ہوگئے آرام دہ رہائش گاہیں کھنڈرات بن گئیں، عیش عشرت کی زندگی نابود ہوگئی افلاس اور مختلف قسم کی بیماریوں نے ڈیرے ڈال لئے یہ سب کچھ انکے اعمال کی سزا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا ورنہ اللہ پاک تو ظلم سے پاک ہے اللہ نے تو ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: بے شک بدترین چارپائے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کا انکار کیا وہ تو کبھی ایمان قبول نہیں کریں گے۔ وہ لوگ جن کے ساتھ آپ (ﷺ) نے صلح کا عہد کیا پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ اگر آپ انہیں جنگ میں پائیں تو انہیں ایسی سزا دیں کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ انہیں بھاگتے دیکھ کر خود بھی بھاگ جائیں شاید وہ نصیحت پکڑیں۔ اور اگر کسی گروہ سے تمہیں خیانت کا اندیشہ ہے تو (ان کا وہ عہد) ان کی طرف لوٹا دو، بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کو اپنایا وہ خیال نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں کہ وہ سبقت لے گئے وہ کبھی مسلمانوں کو عجز و بے چارگی کے حوالہ نہیں کر سکتے۔

لغوی تحقیق: فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ جب آپ انہیں پائیں، مادہ (ث ق ف) ہے، اَلثَّقْفُ کسی شے کو اچھی طرح سمجھ لینے اور کسی طرز عمل کو سوچ سمجھ کر اختیار کر لینے سے تعبیر ہے، یہ لفظ قابو پالینے کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے، رُمْحٌ مُثَقَّفٌ وہ تیر جس کی ٹیڑھ اور کجی کو درست کر دیا گیا ہو، ثَقَّفَ الْوَلَدَ بچے کو مہذب بنانا، تعلیم دینا، اَلثَّقِيْفُ بہت زیرک، اَلثَّقَافَةُ تہذیب و تمدن، ثقافت کا لفظ آج کل کلچر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، یار لوگوں نے اس کی دو سو سے زیادہ تعریفیں بیان کی ہیں لیکن ان میں کوئی بھی ایسی نہیں جو زندگی کی جملہ بوقلمونیوں کا احاطہ کر سکے عربی زبان بھی عجیب جامع زبان ہے مختلف معانی کے لئے اس میں جو الفاظ آئے ہیں وہ صرف رمز سمبل (Symbol) ہی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان میں کچھ اشارے اس نوع کے بھی پائے جاتے ہیں جس سے معنی کے تعین میں خاص مدد ملتی ہے، مثلاً اسی لفظ کو لیجئے اس میں دو واضح معنی موجود ہیں، حذق و شعور اور اصلاح، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ثقافت اس انداز زیست کو کہتے ہیں جس کو قوم سوچ سمجھ کر اصلاح احوال کے لئے اپنائیں، قرآن پاک میں یہ لفظ قابو پالینے یا صرف پالینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(لسان القرآن ص ۲۹۴)

فَشَرِّدْ ان کو بھگائیں، مادہ (ش ر د) ہے، شَرَدَ الْبَعِيْرُ اونٹ بدک کر بھاگ نکلا، فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں، اَلشَّرِيْدُ بھگایا گیا، اس کی جمع شرد ہے جیسے زبور کی جمع زبر ہے۔

(مفردات امام راغب ص ۲۷۶، مختار الصحاح ص ۳۳۴)

بلاغت: ارشاد ربانی: ﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً﴾ میں استعارہ مکنیہ تخییلیہ ہے یعنی اگر ایسے لوگوں سے جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تمہیں ڈر ہو کہ وہ عہد شکنی کریں گے جب کہ دلائل بھی اس جانب اشارہ کر رہے ہوں تو ان سے معاہدہ ختم کر لیں چنانچہ (خوف) کو علم کے لئے مستعارا استعمال کیا گیا ہے۔

فائدہ علمیہ: کفار کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کو کب توڑا جائے، اس آیت مبارکہ نے ایک فقہی حکم کو واضح کیا ہے کہ کفار کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم کیا جا سکتا ہے جب ان کی جانب سے خیانت کا خطرہ ہو، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ اور بنونضیر کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کو توڑ ڈالا تھا جب کہ ان کی جانب سے عہد شکنی کا خطرہ تھا ان کی خیانت منظر عام پر آ چکی تھی ضروری ہے کہ جب معاہدہ کو فسخ کرنا ہو تو انہیں اس سے مطلع کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں پر کوئی حرف نہ آئے، لیکن اگر کفار غدر کریں اور خیانت پر آمادہ ہو جائیں تو پھر انہیں اطلاع دینا ضروری نہیں، جیسا کہ کفار مکہ نے جب صلح حدیبیہ کو توڑ دیا تو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو اپنے ساتھ شامل کیا اور ان کی جانب مارچ کیا لیکن انہیں روانہ ہونے سے پہلے مطلع نہ کیا۔

چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب مارچ کیا تاکہ ان کے علاقہ کے نزدیک پہنچ جائے جب معاہدہ کی مدت ختم ہوگئی تو ان پر حملہ کر دیا اس دوران ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور وہ اعلان کر رہا تھا اللہ اکبر، اللہ اکبر، عہد کا ایفا ضروری ہے عہد شکنی درست نہیں، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ شخص عمرو بن عنبسہ ہے چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب پیغام بھیجا اس سے اس مسئلہ کے بارے میں استفسار کیا اس نے بتایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب ایک شخص کا کسی دوسری قوم کے ساتھ معاہدہ ہو تو ضروری ہے کہ عہد کا پاس کیا جائے عہد شکنی سے دور رہا جائے جب تک کہ معاہدہ کی مدت ختم نہیں ہوتی ہے یا پھر معاہدہ کے ختم کرنے کا ان کی جانب پیغام بھیجے اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔ (اعراب القرآن ج۵ ص۲۵۱)

تناسب: مشرکین مکہ غزوہ بدر میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے ان کے تذکرہ کے بعد مدینہ کے باشندے یہودیوں کا ذکر ہو رہا ہے جو مسلمانوں کے زبردست دشمن تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے خلاف لڑائی کی، ان کی رہائش مدینہ منورہ میں تھی۔

شان نزول: یہ آیات مبارکہ مدینۃ الرسول کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں ان کا لیڈر کعب بن اشرف تھا جس طرح مشرکین مکہ کا لیڈر ابوجہل تھا۔

تشریح: زمین کی سطح پر بدترین چلنے پھرنے والے وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں ان میں دو صفات پائی جاتی ہیں:-

اولاً: وہ کفر پر مصر ہیں ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کے ایمان لانے کے بارے میں مایوسی ہے اس لئے کہ وہ اپنی آبادی میں رئیس کہلاتے ہیں، مزید برآں اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بارے میں حسد اور بغض رکھتے ہیں ان معجزات کا انکار کرتے ہیں جن سے آپ ﷺ کی رسالت کی تائید ہوتی ہے حالانکہ انہیں آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے پر یقین ہے جس طرح انہیں اپنے بیٹوں پر یقین ہے کہ وہ ان کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن زبان کے ساتھ اقرار نہیں کرتے ہیں یا پھر وہ تقلید کی راہ پر چل رہے ہیں دلائل اور واضح علامات کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتے ہیں اسی لئے انہیں بدترین قسم کے چارپائے کہا ہے یہ نہیں کہا کہ وہ بدترین قسم کے انسان ہیں بلکہ وہ تو جمادات کے مقام سے بھی نیچے ہیں، ظاہر ہے کہ جمادات بھی تو فوائد سے خالی نہیں ہیں جبکہ ان میں بھلائی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الفرقان ۴۴) ''کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں زیادہ تعداد لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں؟ پس وہ تو چارپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں''

ثانیاً: ان میں وعدہ کی خلاف ورزی کا گھناؤنا وصف موجود ہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جب مدینہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں کو بھی اس عہد میں شامل کیا تھا جب کہ انہیں آزادی تھی کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اور ان کے خون، مال کا تحفظ ہو گا لیکن سبھی یہودیوں نے میثاق مدینہ کو پھاڑ ڈالا، اولاً بنوقریظہ نے معاہدہ کو ختم کیا اور آپ ﷺ کے مخالف گروہ کفار مکہ کا جنگ بدر میں اسلحہ کی شکل میں تعاون کیا جب ان پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، بعد ازاں ان کے ساتھ معاہدے کی تجدید کی گئی لیکن پھر بھی انہوں نے جنگ خندق کے موقعہ پر کفار مکہ کے ساتھ موافقت کی بلکہ ان کا لیڈر کعب بن اشرف مکہ مکرمہ کے کفار کے پاس گیا اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کے خلاف لڑائی پر ان سے عہد و پیمان کیا، حقیقت یہ ہے کہ کفار کے دل عہد شکنی کرتے وقت اللہ کے ڈر سے خالی ہوتے ہیں۔

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم: اس حقیقت کو اجاگر کیا جا چکا ہے کہ ان سے بار بار عہد شکنی ہوتی رہتی ہے ان کے کردار کی بنیاد پر ان سے معاملہ کیا جائے اس کی وضاحت پیش کی جا رہی ہے کہ اگر آپ ان عہد شکن لوگوں پر میدان جہاد میں غالب آجائیں تو انہیں سخت قسم کے عبرتناک عذاب سے دوچار کرنا ہے جس سے انہیں رستگاری حاصل نہ ہو سکے یعنی جب انہیں کسی قلعہ میں محصور کیا جائے پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں وہاں سے نکالا جائے تو ان پر اسلام پیش کیا جائے لیکن وہ اسلام اختیار کرنے پر موت کو ترجیح دیں گے اور وہ کفر پر فوت ہوں گے اللہ کا کلام سچا ہے جب اللہ پاک نے ان کے بارے میں حکم نافذ کر دیا ہے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو ان لوگوں کو اگر آپ میدان جہاد میں پائیں تو ان پر سختی کریں تاکہ اس انداز سے وہ دشمنان اسلام جو آپ کے بارے میں ہلاکتوں کے منتظر ہیں شاید وہ خیر خواہی کو قبول کریں پھر آپ ﷺ کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے کا خیال بالکل ہی چھوڑ دیں۔

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوۡمٍ خِيَانَةً : رسول اکرم ﷺ کو ایک دوسرا حکم دیا جا رہا ہے جس کا تعلق میدان حرب کی کامیاب پالیسیوں کے ساتھ ہے کہ اگر اللہ کے پیغمبر ایسے لوگوں سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں جن کے ساتھ معاہدہ ہے کہ وہ خیانت کریں گے جب کہ خیانت کی علامات نظر آ رہی ہوں بلکہ پختگی کی صورت نمایاں ہو تو معاہدہ کو آپ علی الاعلان کالعدم قرار دیں تاکہ آپ اور ان کی حالت معاہدہ کے ختم کرنے میں نمایاں ہو ایسی حالت میں وہ آپ کو خیانت کی تہمت نہیں لگائیں گے اور اللہ پاک خیانت کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں ایسی صورت میں آپ ان سے لڑائی کریں اللہ پاک کی ذات سے ان پر کامیابی کے حصول کی مدد طلب کریں، یقیناً وہ پارٹی شکست سے دوچار ہوگی جنہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی، خیال رکھیں یہ ایسی کیفیت ہے جس میں حزم واحتیاط کا پہلو بھی ہے اور عزم بھی درست ہے اس لئے کہ جب دشمن معاہدہ کے توڑنے پر عزم رکھتا ہے تو گویا اس نے معاہدہ ختم ہی کر دیا ہے تو ایسی صورت میں آپ نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنے مخالف کے ہاتھ سے اچانک عہد شکنی کے اقدام کو چھین لیں یہ دلیرانہ انداز لڑائی کے میدان میں نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِينَ : ذہن نشین کریں کہ خیانت کی تمام صورتیں اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں لیکن جب کفار کی جانب سے خیانت کے قرائن ظہور پذیر ہونے لگیں تو خیانت کے مفاسد سے تحفظ اختیار کرنے کا یہی ایک وسیلہ ہے کہ آپ کھلے انداز میں معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان کریں، ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں، تین معاملات میں مسلمان اور کافر برابر ہیں آپ جس شخص سے معاہدہ کریں تو آپ عہد کا ایفا کریں خواہ وہ شخص جس سے آپ نے معاہدہ کیا ہے مسلمان ہے یا کافر ہے، اس لئے کہ معاہدہ کا ایفاء تو اللہ پاک کی رضا کے حصول کیلئے ہے اور جب آپ کے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے تو آپ کیلئے صلہ رحمی کرنا ضروری ہے خواہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہے اور جس شخص نے تجھے امین سمجھ کر تیرے پاس امانت رکھی اس شخص کی جانب امانت سپرد کریں خواہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہے۔ (تفسیر المراغی ج ۴ ص ۱۸)

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا : اب اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے جو خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں تو خیانت کے سبب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا انہیں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ وہ ہماری دسترس سے باہر ہیں وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچاؤ حاصل نہیں کر سکیں گے ان کا مکر و فریب انہیں تحفظ عطا نہیں کر سکے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اشارہ ہے کہ دشمنوں کے ساتھ معاہدات کے تحفظ کے بارے میں اسلام نے جن ہدایات کو نافذ فرمایا ہے ان پر عمل پیرا ہوا جائے اور خیانت سے دور رہا جائے، یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہودیوں پر غلبہ عطا کیا جو خیانت کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ عہد شکنی سے باز نہیں رہتے تھے پھر جو یہودی، اسلام دشمن عناصر تلوار کی دھار سے محفوظ رہے بالآخر انہیں دار الاسلام سے جلاوطن ہونا پڑا۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۸۔۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اورتم ان کے لئے مہیا کرو جوتم کر سکتے ہوتوانائی سے اور گھوڑوں کو تیار رکھنے سے تم اس طرح اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو جن کا تمہیں علم نہیں ہے اللہ کو ان کا علم ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اس کا بدلہ تمہیں پورا پورا ملے گا اور تم پر ظلم نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ آپ کے ساتھ صلح کی جانب میلان کریں تو تو بھی ان کی جانب میلان کر اور اللہ پر بھروسہ کر بے شک اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینا چاہیں تو تجھے اللہ کافی ہے وہی ذات ہے جس نے تجھے اپنی مدد اور مسلمانوں کی مدد کے ساتھ قوت عطا کی۔ اور اسی نے ان کے دلوں میں محبت کو ڈالا اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب کو ایک ہی بار خرچ کر دیتا تو ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتا لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈالی ہے بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے پیغمبر! تجھے اللہ کافی ہے اور وہ ایماندار جو تیری پیروی کرتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْخَيْلُ گھوڑا، خَالَ اس نے گمان کیا، اِخْتَالَ فِي مَشْيِهٖ متکبرانہ چال چلنا، اَلْمَخِيْلَةُ کبر ونخوت کہا جاتا ہے: اِيَّاكَ وَالْمَخِيْلَةَ تکبر سے احتراز کرو، مَخِيْلَةٌ کے معنی بادل کے بھی آتے ہیں، خَايَلَ مفاخرت کا اظہار کیا، تَخَيَّلَ الشَّيْئُ چیز نے رنگ بدلا، هٰؤُلَاءِ خَيَالَةٌ یہ لوگ گھوڑوں کے مالک ہیں، خَيَّلَ عَلَيْنَا اس نے ہم پر الزام دھرا، اَلْخَالُ برسنے والا بادل، بجلی فخر وغرور، نرم کپڑا، فیاض انسان، گھوڑے کی لگام، بدن کا تل، کفن۔ (لسان القرآن ص ۴۰۵)

بلاغت: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ میں مجاز مرسل ہے قوت سے مقصود اسلحہ کی تیاری ہے اس لئے کہ اسلحہ سے قوت پیدا ہوتی ہے اور مزاج میں اعتماد کی فضا جلوہ گر ہوتی ہے جس کے بعد جنگ پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۲۵۷)

تناسب: پہلے بیان ہوا کہ مدینۃ الرسول میں یہودیوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا اس عہد کے سبب انہیں ان کی جان و مال کا تحفظ دیا گیا لیکن انہوں نے خیانت کی معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ کے دشمن مشرکین کے ساتھ انہوں نے آپ کی مخالفت کرتے ہوئے ان کی موافقت کی جنہوں نے آپ کو آپ کے علاقے اور وطن سے نکالا اور مدینہ میں انہوں نے اپنے دین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ کیلئے آپ کے ساتھ لڑائی شروع کی، اس لحاظ سے یہودی اور مشرکین مکہ مسلمانوں کی مخالفت میں متفق تھے، اس تمہید کی روشنی میں اس اصول کو پیش کیا جارہا ہے کہ ان کے معاملہ میں مسلمانوں کی کیا ذمہ داری ہے جبکہ یہودی خیانت کے ساتھ ساتھ دھوکہ بازی اور زیادتی کے تو اولاً مرتکب ہوئے ہیں حق و باطل کے درمیان مقابلہ نیز قوت، کمزوری کے درمیان آویزش اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (المراغی ج ۴ ص ۲۰)

تشریح: اللہ پاک نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں بھرپور قوت کا مظاہرہ کرو البتہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو کلام کے ساتھ انہیں شکست دے سکتا تھا ان کے چہروں پر تھوک دیا جاتا اور ان پر مٹی گرائی جاتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ اعجاز ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی آزمائش کرنا چاہی کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہو کر مقابلہ کریں قرآن پاک کی اس آیت میں (قوت) کے لفظ سے مقصود ہتھیار ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۵۲، صحیح ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۲۴، صحیح ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ۱۹، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱، ارواء الغلیل ح ۱۵۰۰، مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۷، سنن دارمی ج ۲ ص ۲۰۴)

ایک حدیث میں وارد ہے ہر قسم کی کھیل کود باطل ہے البتہ کمان سے تیر چلانا، جہاد کیلئے گھوڑے کو سدھانا اور اپنی بیوی سے کھیل کود کرنا درست ہے۔ (نسائی کتاب الخیل ج ۲ ص ۱۱۴ باب ۷، احادیث الصحیحہ ح ۳۱۵، مشکوٰۃ تحقیق البانی ج ۲ ص ۱۱۳۷)

وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ : جہاد کے لئے گھوڑوں کو تیار رکھنا بہت بڑی فضیلت کا حامل ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک شخص کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہیں جب کہ کسی کے لئے اس کے عیوب پر پردہ پوشی کا کام دیتے ہیں اور بعض کے لئے گناہ کا باعث بنتے ہیں جس کا منتہائے نظر ریا کاری ہے، کتب حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ بہترین گھوڑوں کے اوصاف کیا ہیں؟ اور ردی گھوڑے کیسے ہوتے ہیں؟ (قرطبی ج ۴ ص ۳۶، صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۴۸، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ۱۴، موطا کتاب الجہاد باب ۱ ح ۳، مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۲)

جب کہ موجودہ ایٹمی دور میں قوت سے مقصود جدید قسم کے فضائی جنگی جہاز، توپیں، ایٹمی قوت کے ساتھ لیس بحری جہاز، تارپیڈو (Torpedo) جو سطح سمندر سے نیچے رواں دواں رہتی ہیں ان کے ساتھ ساتھ ایسی فیکٹریوں کو تیار کرنا جن میں موجودہ ترقی یافتہ دور کے مطابق جدید ٹیکنیکل (Technical) اور مکینیکل (Mechanical) اسلحہ، بارود کے ذخائر رکھے جائیں جب کہ ملک کی سرحدوں پر جدید حساس آلات وغیرہ کا انتظام بھی ضرورت کے مطابق کیا جائے تاکہ دشمن سرحد پار کر کے حملہ آور نہ ہو سکے اور دشمن کے مقابلہ میں اسلامی لشکر جدید ہتھیاروں سے رات دن تیار رہنا چاہیے، دشمن غفلت کے اوقات کو غنیمت سمجھ کر حملہ آور ہو سکتا ہے، مزید برآں خبر رسانی کے انتظامات بھی جدید سائنسی اکتشافات کی روشنی میں ضروری ہیں اور سرحدی علاقوں سے دارالخلافہ اور دوسرے شہروں کی جانب پیغامات پہنچاتے میں جدید آلات کا موجود ہونا ضروری ہے۔

تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ : اپنی استطاعت کے مطابق ہر وقت کفار دشمن کو ہراساں رکھنے کے لئے جدید جنگی سازوں سامان کا بہت بڑا اسٹور ہوتا کہ دشمن پر خوف طاری رہے، حقیقت یہ ہے کہ دشمن کے حوصلہ کو پسپا کرنے کے لئے ہر طرح کی استعداد، قوت وغیرہ کا ہر وقت موجود ہونا ضروری ہے جب آپ کے دشمنوں کو آپ کے اسلحہ اور تیاری کا علم ہوگا تو اس کی نیند ختم ہو جائے گی اس کے جسم پر کپکپی طاری رہے گی اس کے نتیجہ میں آپ کا دشمن اپنا معسکر چھوڑ کر ہرگز کسی دوسرے معسکر کے ساتھ معاونت کے لئے تیار نہ ہوگا اور جب کفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معسکر میں فوجیوں پر اسلامی لشکر کا خوف ہمہ وقت سر پر منڈلاتا رہے گا تو خوف کے سبب ان میں مقابلہ کی قوت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی چلی جائے گی اور وہ اسلام کے محفوظ حصار میں پہنچنے کے لئے کوشاں رہیں گے۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ : آپ نے ان دشمنوں کے علاوہ جن کا تمہیں علم نہیں ہے ان کو بھی ڈرانا ہے جس کا علم اللہ کی ذات کو ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جہاد کے آلات اور ساز و سامان کی کثرت جس طرح ان دشمنوں کو خوفزدہ کرتی ہے جن کا دشمن ہونا معلوم ہے اسی طرح ان دشمنوں کو بھی گھبراہٹ میں مبتلا کرتی ہے جن کی دشمنی کا علم نہیں ہے گویا کہ لڑائی کے لئے اسلحہ کی تیاری سبھی کو خوفناک کرتی ہے اور انہیں پیش قدمی سے روکے رکھتی ہے اس کا نام موجودہ دور میں مسلح امن ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ : تم تھوڑا بہت جو کچھ بھی خرچ کرو تاکہ جہادی قوت میں اضافہ ہو اور معسکرات میں باقاعدہ فورس اور اسلحہ کا انتظام کرو تو اس پر اللہ تمہیں پورا پورا اجر و ثواب عطا کرے گا اور تم پر ہرگز ظلم نہیں ہوگا حقیقت یہ ہے کہ مضبوط قسم کا مجاہد جو حملہ کرنے والے کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار رکھتا ہے تو شاذ و نادر ہی اس پر حملہ ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے تو حملہ کرنے والا شاذ و نادر ہی کامیابی کے ساتھ ہم کنار ہوتا ہے۔

حقیقت ہے کہ استطاعت کے مطابق جہادی تیاری کرنا اور اللہ کی راہ میں معسکر بنانے کے لئے بہت زیادہ مالی فنڈ کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کیلئے مبالغہ کے ساتھ ترغیب فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس مصرف میں دل کھول کر مال نچھاور کریں پھر ان کیساتھ وعدہ بھی کیا ہے کہ دنیا آخرت دونوں میں یا صرف آخرت میں انہیں پورا پورا بدلہ عطا کیا جائے گا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا : ذہن نشین کریں اسلام کا پہلا مقصود صلح، امن اور آشتی ہے لڑائی نہیں ہے اس لئے حکم دیا ہے کہ اگر دشمن لڑائی کے میدان کو چھوڑ کر صلح کی جانب جھکاؤ اختیار کرے اپنی قوت کا اظہار نہ کرے تو آپ بھی صلح کی جانب جھک جائیں اس لئے کہ ان سے زیادہ آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ صلح، امن آشتی کا پرچار کریں اور اللہ پاک پر توکل کرتے ہوئے صلح کریں ان کے دھوکہ اور مکر سے خوف زدہ نہ ہوں اللہ پاک ان باتوں کو سنتا ہے جو لوگوں کی زبان سے نکل رہی ہیں ان کاموں کا اسے علم ہے جو کام وہ سرانجام دے رہے ہیں اس پر ان کا مکر، دھوکہ پوشیدہ نہیں اگرچہ آپ پر مخفی ہو۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ : اگر صلح کی جانب میلان کرنے میں ان کا مقصود مکر و فریب اور دھوکہ دینا ہے تاکہ غفلت کی کیفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حق پرست لوگوں پر اپنا ہولڈ (Hold) برقرار رکھیں یا جنگ و جدال پر آمادہ ہو جائیں تو اللہ ان کے فریب سے تحفظ فرمائے گا بلکہ ان پر غالب کرے گا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ : اللہ پاک کی عنایت و مہربانی کے اثرات ہیں کہ اس نے آپ (ﷺ) کو تائید ایزدی سے نوازا ہے کہ ایمان والوں کو آپ (ﷺ) کا گرویدہ بنا دیا ہے اور انہیں وحدت امت کے لقب سے نوازا ہے اور وہ آپ (ﷺ) کے ساتھ تعاون کرنے میں باہم اکٹھے ہیں اور اسباب کی دنیا سے قطع نظر اس نے اسباب سے قطع نظر خرق عادت کے اسلوب پر فرشتوں کو آپ کے تابعدار بنایا جنہوں نے بدر کے میدان میں صحابہ کرام کو ثابت قدمی کی جانب جھکایا۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ : اللہ نے انہیں افتراق اور دشمنی کے بعد جو طویل لڑائیوں کے نتیجہ میں ان میں رچ بس چکی تھی ان کے دلوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفت ومحبت کو مرتکز فرمایا ان سے مقصود اوس وخزرج قبائل ہیں جنہیں انصار کے لقب کے ساتھ پکارا جاتا ہے اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ نصرت الٰہی کا نزول اسباب پر موقوف ہے سب سے اہم سبب آپس میں محبت اور وحدت کا جذبہ ہے جس کی وجہ سے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ افگن ہوتی ہے۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ: اگر ان پر اللہ کا احسان سایہ افگن نہ ہوتا یعنی ایمان اخوت جو نسب اور وطن کی اخوت سے بہت زیادہ قوی ہے تو آپ کے لئے ممکن نہ تھا کہ ان کے دلوں میں محبت اجاگر کرتے ،حقیقت یہ ہے کہ موروثی عداوتیں اور وہ خون جو انصار میں گرائے گئے تھے ان کا انسداد مال و دولت کے صرف کرنے سے ممکن نہ تھا بلکہ ان کے روکنے کے لئے ایمان کی پختگی کا ہونا ضروری تھا جو دنیوی اخروی سعادتوں کے حصول کے لئے زینہ کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ مالدار اور مفلس قسم کے مہاجرین نیز اونچی سوسائٹی اور عوام الناس کے درمیان آپس میں معاونت کے جذبہ کو مال و دولت اور مال غنیمت کے حصول کی امید پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا، مزید برآں اسلام کے آغاز میں اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ہاتھ مال و دولت کے لحاظ سے خالی تھے اگرچہ مدینہ میں قیام پذیر ہونے کے بعد نصرت الٰہی نے مشرکین اور یہودیوں کے ساتھ جہاد کے نتیجہ میں مسلمانوں کو مال و دولت سے نوازا اسی طرح مہاجرین اور انصار کا باہم اتفاق جب کہ یہ دونوں گروہ الگ الگ ایسی خصوصیتوں کے حامل تھے جو اس شان اور انداز کے ساتھ دوسرے گروہ میں نہیں پائی جاتی تھیں، اس سلسلہ میں مہاجرین کی ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ انہیں اللہ کے پیغمبر کے ساتھ نسبی قرابت حاصل تھی، مزید برآں ان کا شمار ان خوش قسمت لوگوں سے تھا جو آغاز اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور انصار کو اس بنا پر امتیاز حاصل تھا کہ انہوں نے مالی اور عددی قوت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے نجات دلائی اور انہیں اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنے مال و دولت میں انہیں شریک کیا دونوں گروہوں کی خصوصیات کی حقیقت یہ ہے کہ آپس میں اختلافات اور حسد کے مشتعل ہونے کے مؤثر وسائل تھے لیکن اگر اللہ پاک کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہوتی ،یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا کہ بس اللہ نے ان کو ایمان کی دولت سے نوازا جس کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں محبت اور الفت کی لہر دوڑ گئی ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (القصص ۲۸:۵۶) ”بے شک آپ ان کو ہدایت سے ہمکنار نہیں کر سکتے جن کی ہدایت کے آپ خواہش مند تھے البتہ اللہ پاک جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے“

تجربہ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ انسانوں کا آپس میں الفت ومحبت کی دولت سے سرشار ہونا باہمی تعاون کی فضا کو سازگار بنانے کیلئے کامیاب ہتھیار ہے جب کہ آپس میں محبت والفت کو اجاگر کرنے کے لئے ایمانی قوت بنیادی اینٹ ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول آب زر کے ساتھ تحریر کرنے کے لائق ہے ملاحظہ فرمائیں آپس کی رشتہ داریاں ٹوٹ جاتی ہیں اور احسانات کی قدر شناسی کی بجائے ان کا انکار کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ پاک جب دلوں میں محبت کو اجاگر فرما دیتا ہے تو اس کو ہرگز کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی اس لئے کہ انسانوں کے دل اللہ پاک کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اللہ پاک جس طرح چاہتا ہے انہیں تبدیل کر دیتا ہے۔

اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ: اللہ تعالیٰ اپنے حکم کے لحاظ سے غالب ہے کسی کا مکر وفریب اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتا وہ اپنے افعال میں حکمت والا ہے حق کو باطل پر غلبہ عطا کرتا ہے اور باہم صلح وآشتی کی لڑائی پر مدد کرتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ: اللہ پاک اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے تلقین فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تیرے لئے کافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے دشمنوں کی تمام کوششوں کے باوجود اللہ پاک تجھے اور تیرے رفقاء کے لئے کافی ہے جو آپ کی مدد کے لئے کمر بستہ رہتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ (آل عمران:۳:۱۷۳) ''وہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ کافروں نے تمہارے لئے لشکر جمع کر دیا ہے تم ان سے ڈرو، لیکن یہ بات ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے اور وہ کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے''

اور جب مؤمنوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھتے ہیں ان کی توحید میں پختگی ہے اور ان کا صرف اللہ پاک پر توکل ہے تو انبیاء علیہم السلام کا مقام تو عام ایمان والوں سے کہیں بلند ہے تو ان کیلئے از بس ضروری ہے کہ ان کی توحید مکمل ہو اور دیگر لوگوں کی بنسبت ان کا توکل اللہ کی ذات پر زیادہ ہو بالخصوص خاتم النبیین ﷺ کا مقام سب سے برتر ہو اور ایمان والوں سے مہاجرین انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں بالخصوص جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ (المراغی ج ۴ ص ۲۴)

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: اے پیغمبر! ایمان والوں کو لڑائی کی رغبت دلائیں اگر تم میں بیس افراد صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوصد افراد پر غالب آ جائیں گے اور اگر تم میں یک صد افراد ہوں گے تو وہ ہزار کفار پر غالب آ جائیں گے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ اب اللہ نے تمہیں تخفیف عطا کی اور اس نے جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر تم میں سو افراد صبر کرنیوالے ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آ ئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

لغوی تحقیق: حَرِّض رغبت دلائیں، مادہ (ح ر ض) ہے، اَلحَرَضُ عقیدے کا بگاڑ، عقل کی خرابی یا جسم کا نقص، کہا جاتا ہے نُھِكَ فُلَانٌ حَرَضًا وہ جسم کے کسی مرض سے جاں بلب ہو گیا، اَلحَرَضُ بے فیض انسان، وہ شخص جس کو کوئی غم یا تشویش گھلا دے یا دبلا کر دے، اَلحُرُضُ سجی کھار، اشنان، ایک گھاس جس سے عرب کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے تھے، اَلحِرضَۃُ گھٹیا انسان جس کو کوئی منہ نہ لگائے، جو کسی مجلس میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو، اَلحَرَضَۃُ وہ شخص جو خرید کر گوشت نہ کھائے، حَرَّضَ آمادہ کیا، کسی عیب یا نقص کو دور کرنے کے لئے برانگیختہ کیا، ابھارا یا اکسایا۔ (لسان القرآن ص ۴۳۹)

خیال رہے کہ (حَرَضَ) کا مادہ جس ترتیب کے ساتھ ہو، حَرَضَ، حَضَرَ، رَحَضَ، رَضَحَ، ضَرَحَ سبھی سے مقصود حاضر ہونا ہے، اس میں آرام، سستی، کمزوری اور فساد کا معنی ہے، رَحَضَ الثَّوبَ کپڑے کو دھویا، اَلرَّحضَاءُ بخار کا پسینہ، اَلمِرضَاخ وہ پتھر جس کے ساتھ کھجور کی گٹھلیوں کو کوٹا جاتا تھا، ضَرِیْحٌ طویل سوراخ جس میں فوت شدہ انسان کو دفن کیا جائے۔ (نظم الدرر ج ۸ ص ۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: اس سے پہلی آیت مبارکہ میں واضح کیا گیا ہے کہ انہیں بچاؤ حاصل رہے گا جب کہ بچاؤ کا دارومدار سمجھ داری حزم واحتیاط پر ہے اور حسب استطاعت کوشش کرنا اور بہادروں کے مقابلہ میں اترنے سے خوف زدہ نہ ہونا ہے۔

تشریح: اے پیغمبر ﷺ! ایمان داروں کو جہاد کے لئے ابھاریں تا کہ کفار جو کلمہ حق کے بلند کرنے سے روکتے ہیں انہیں روکا جائے اور باطل کلمات کہنے والوں کا قلع قمع کیا جائے تا کہ معاشرہ کو اسلام کے اصولوں کے مطابق چلایا جائے۔

اِن یَّكُن مِّنكُم عِشرُونَ صٰبِرُونَ : اگر تم میں بیس افراد صبر کے وصف کے ساتھ موصوف ہوں گے تو ایمان اور صبر کے سبب دو صد کفار پر غالب آ جائیں گے جن میں ایمان اور صبر کا وصف نہیں ہے گویا کہ ایک فرد دس افراد کا مقابلہ کرے اور ایک فرد کو ان پر غلبہ حاصل ہو گا اسلام کے سبب اللہ پاک کی نصرت اور تائید حاصل ہوگی، درحقیقت جس حکمت سے تم آشنا ہوا نہیں اس سے کوئی واسطہ نہیں، جہاد سے مقصود معاشرہ کو اسلام کے اصولوں کے مطابق چلانا ہے اور عقائد کی اصلاح اور اخلاق فاضلہ کے سبب اللہ کے احکام کو جاری وساری کرنا ہے بلکہ جہاد سے مقصود کامیابی کا حصول اور غنیمت کا مال حاصل کرنا ہے یا شہادت سے ہمکنار ہو کر اخروی سعادت سے ہمکنار ہونا ہے، چنانچہ قرون اولیٰ کے ادوار میں مسلمان دین اسلام کے اصولوں کی روشنی میں رواں دواں رہتے رہے اس بنا پر انہیں اقتدار حاصل ہوا اور شہروں، قصبات اور دیہات وغیرہ میں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے سے وہ لوگ سکون واطمینان کی دولت سے مالا مال تھے لیکن جب اسلام کے اصولوں کو درخور اعتنا نہ سمجھا گیا تو ان کی عظمت کا سورج گہنا گیا ان کا دبدبہ ختم ہو گیا اور ان کی حکومت پر اضمحلال کی لہر چھا گئی بلکہ سلطنت کا اکثر وبیشتر حصہ ان کے حیطۂ اقتدار سے نکل گیا۔

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنكُم وَعَلِمَ اَنَّ فِيكُم ضَعفًا : قبل ازیں ایمان والوں کے اونچے مقام کا تذکرہ تھا لیکن جب ان میں اضمحلال رونما ہو گیا اور ان کا دبدبہ کمزور پڑ گیا تو اللہ پاک نے تخفیف کا حکم نازل فرمایا کہ اب یک صد مجاہدین، دو صد کفار کا مقابلہ کریں اور ایک ہزار، دو ہزار کا مقابلہ کریں تو انہیں غلبہ حاصل ہوگا جس قدر مقابلہ میں کمی آئی اسی حساب سے صبر میں بھی کمی رونما ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایمان والوں کا مقابلہ کفار کے ساتھ کم از کم اس قدر ضروری ہے کہ اسلامی لشکر کے یک صد افراد کفار کے دو صد افراد پر غلبہ حاصل کریں گے اور یہ کیفیت اس وقت ہے جب اسلامی لشکر میں کمزوری رونما ہو، جیسا کہ صحابہ کرام کا اس وقت حال کمزور تھا جب یہ حکم نازل ہوا کہ یک صد مسلمان دو صد کفار کے ساتھ برسرپیکار ہوں، غزوۂ بدر میں تقریباً یہی کیفیت تھی، مزید برآں وہ تجارتی قافلہ کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے کیلئے نکلے تھے لڑائی کیلئے نہیں نکلے تھے لیکن جب ایمان والوں میں ہر طرح کی قوت جلوہ افروز ہوئی تو وہ اپنے سے دس گناہ لشکر کیساتھ جہاد کرتے رہے اور انہیں کامیابی حاصل ہوتی رہی چنانچہ فارس، روم وغیرہ کے ممالک کی فتح اسی بنیاد پر حاصل ہوئی، چنانچہ وہ اسلامی لشکر جسے (موتہ) شام کے علاقہ میں اسلامی قاصد حارث بن عمیر کا بدلہ لینے کیلئے بھیجا گیا تھا اس کی تعداد تین ہزار تھی اور رومیوں کے لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی کامیابی کا انحصار اللہ پاک کی مدد اور توفیق الٰہی کا جلوہ افروز ہونا تھا۔

مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَن يَّكُونَ لَهٗ اَسرٰى حَتّٰى يُثخِنَ فِى الاَرضِ ؕ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيدُ الاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَولَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُم فِيمَآ اَخَذتُم عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمتُم حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کسی پیغمبر کیلئے سزاوار نہیں کہ اس کے ہاتھ میں قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں خون نہ بہائے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت کا ارادہ رکھتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا حکم پہلے کا نہ ہوتا تو تمہیں اس چیز میں جس کو تم نے حاصل کیا ہے بڑا عذاب پہنچتا۔ پس تم غنیمت کے مال سے تناول کرو یہ حلال پاکیزہ ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہیں معاف کرنے والا مہربان ہے۔

لغوی تحقیق: حَتّٰی یُثْخِنَ یہاں تک کہ خون گرائے اس کا مادہ (ث خ ن) ہے، ثَخِنَ موٹا ہونا، سخت ہونا، بھاری بھرکم ہونا، رَجُلٌ ثَخِیْنٌ بھاری بھرکم شخص، ثَوْبٌ ثَخِیْنٌ وہ کپڑا جس کا تانا بانا باہم پیوستہ اور گٹھا ہوا ہو، اَثْخَنَ فِی الْاَرْضِ اچھی طرح خون ریزی کرنا۔ (لسان القرآن ص ۲۸۶)

شان نزول: غزوۂ بدر میں کفار کے ستر آدمی قیدی ہوئے آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا کہ ان قیدیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ سب قیدی چچیرے بھائی اور عزیز رشتہ دار ہیں میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دیا جائے فدیہ کے سبب ہماری مالی قوت مضبوط ہو جائے گی، مزید برآں ممکن ہے کہ اللہ پاک انہیں اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائے، بعد ازاں آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مخالف ہے میری رائے یہ ہے کہ ان کی گردنیں کاٹ دی جائیں یہ لوگ کفار کے لیڈر اور پیشوا ہیں لیکن آپ ﷺ کی موافقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگلے دن جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے رو رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بتائیں کیوں رو رہے ہو؟ اگر واقعی رونے کی کوئی بات ہے تو میں بھی آنسو بہانے لگ جاؤں گا اگر از خود رونا نہ آیا تو تکلف کے ساتھ رونا شروع کر دوں گا، اس پر آپ ﷺ نے بتایا میں اس وجہ سے رو رہا ہوں جب بعض صحابہ کرام نے فدیہ لینے کی تجویز کو پیش کیا اس پر مجھے آگاہ کیا گیا کہ فدیہ لینے کی صورت میں ہم پر عذاب کا نازل ہونا اس درخت سے بھی زیادہ قریب ہے، چنانچہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور غنیمت کو حلال قرار دیا، چنانچہ فدیہ وصول کرنے کی تجویز صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی نہ تھی بلکہ صحابہ کرام کی اکثریت کی بھی یہی رائے تھی اور ایک قیدی کا فدیہ چار ہزار لیا گیا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۱۸، صحیح ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۱۳۱، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۹، ابن کثیر ج ۲ ص ۴۵۸۔۵۱۰)

تشریح: کسی پیغمبر کیلئے مناسب نہیں اور نہ ہی جہاد کرنے کا یہ انداز صحیح ہے کہ دشمن فوج اس کی قید میں آ جائے تو اس سے فدیہ لینے اور قتل کرنے میں ہرگز تردد نہیں کرنا چاہیے بلکہ قتل ہی کرنا چاہیے، حقیقت یہ ہے کہ اسلامی سلطنت کی قوت اور عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کفار کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، عربی کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

لَایَسْلَمُ الشَّرَفُ الرَّفِیْعُ مِنَ الْاَذٰی
حَتّٰی یُرَاقَ عَلٰی جَوَانِبِہِ الدِّمَاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تحفظ کے لئے اس کے سبھی کناروں پر مخالفین کو تہ تیغ کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ دشمن فوج کے افراد کو جتنی کثرت کیساتھ موت کے گھاٹ اتارا جائے گا اس کے نتیجہ میں دشمن فوج کی پیش قدمی کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔

تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا : یہ جملہ صحابہ کرام کے لئے عتاب الٰہی کا مظہر ہے جب انہوں نے جنگ بدر میں قید ہونے والے کفار سے فدیہ وصول کیا ظاہر ہے کہ فدیہ کا مال دنیوی لالچ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کو پسند یہ تھا کہ تم دنیوی فدیہ کا لالچ نہ کرتے بلکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی کو ترجیح دیتے، تمہارے اور تمہارے پروردگار کے مقاصد میں کتنا فرق ہے تم فنا ہونے والے سامان کا ارادہ رکھتے ہو اور تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو ایسے انعامات سے نوازے جو ہمیشہ ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے ان کو کبھی فنا ہونا نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ : اللہ پاک کی ذات اپنے فیصلوں کے لحاظ سے غالب ہے جو شخص اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنے تمام معاملات اس کی جانب سونپتا ہے تو اللہ اس کو غلبہ عطا کرتا ہے نیز اللہ پاک کی ذات اپنے تصرفات کے لحاظ سے حکمت والی ہے، اپنے دوستوں کو اپنی مدد سے محروم نہیں کرتا ہے کہ ان کے سوا اپنے دشمنوں کی مدد کرے اے ایمان والو! تمہارے لئے از بس ضروری ہے کہ تم ہمیشہ اللہ پاک کی خوشنودی کے طلب گار رہو ان کاموں کے قریب نہ جاؤ جن کے قریب جانے سے اس نے روکا ہے۔

لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ : اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اس امت کیلئے مال غنیمت کو جائز قرار نہ دیا ہوتا اور لوح محفوظ اس کے جواز ہونے کا فیصلہ نہ فرماتی تو تمہیں قیدیوں کے فدیہ حاصل کرنے سے بہت بڑے عذاب سے دوچار ہونا ہوتا۔

فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا : فدیہ کا جو مال تمہیں ملا ہے اس کو اللہ پاک نے تمہارے لئے حلال کر دیا ہے اس کی عمدگی میں ہرگز کلام نہیں اس میں ہرگز خباثت کا شائبہ تک بھی نہیں ہے جب کہ بہنے والا خون، خنزیر کا گوشت حرام ہے خباثت سے بھرپور ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ : تم اللہ کا خوف اپنے دل میں ہمہ وقت برقرار رکھو کہ تم نے اس وقت تک کسی شخص کے مال کے نزدیک بھی نہیں جانا ہے خواہ وہ شخص کافر ہے یا ایماندار ہے جب تک کہ اللہ پاک نے اس مال کو تمہارے لئے حلال نہیں کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ : بلاشبہ اللہ پاک نے تمہارا گناہ معاف کر دیا ہے کہ تم نے مال کی شکل میں فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کیا ہے گویا کہ تم نے دنیوی مال کو آخرت کے ثواب یعنی قیدیوں کے خون بہانے پر ترجیح دی ہے ظاہر ہے کہ ان کے خون گرانے سے حق وصداقت کو غلبہ حاصل ہوتا کفر وشرک ذلیل وخوار ہوتا اور مشرکین کا گروہ ذلت سے ہمکنار رہوتا، پھر اللہ پاک نے تم پر رحم فرمایا جب اس نے تمہارے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا کہ تم اس سے اپنی ضرورتیں پوری کر سکتے ہو۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ ان قیدیوں سے کہیں جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں کچھ اچھائی کو معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا جو تم سے لیا گیا تھا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور اے پیغمبر! اگر وہ آپ سے خیانت کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی ہے پس اللہ کو ان پر قدرت حاصل ہے اور اللہ علم والا حکمت ہے۔

لغوی تحقیق: الْاَسْرٰی کا واحد اَلاَسِیْرُ ہے، اس کا معنی قیدی ہے، مادہ (ا س ر) ہے، اَسَرُ باندھنا، جکڑنا، پیشاب کا رک جانا، انسانی جسم کی بناوٹ ترکیب و ساخت، جوڑ اور مفاصل، جَاءَ الْقَوْمُ بِاَسْرِهِمْ سب کے سب آئے، اُسْرَةٌ اقرباء کنبہ، ارشاد ربانی ہے: ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ﴾ (الدھر: ۲۸) ''ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے مفاصل کو مضبوط بنایا''

مقصد یہ ہے کہ انسان کی تخلیق و آفرینش میں ذہن و کفر کی ارزانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ اس کے اعضاء و جوارح اور جوڑ یا مفاصل اس طرح مضبوط ہوں کہ یہ دنیا میں اپنے فرائض کو باحسن طریق پورا کر سکے یعنی اس کی بناوٹ ایسی موزوں، مکمل اور افادیت لئے ہوئے ہے کہ یہ نہ صرف کوئی بھی کام آسانی سے انجام دے سکتا ہے بلکہ اپنی تخلیقی کوششوں سے اپنے کو خلافت الٰہیہ کا سزاوار بھی ثابت کر سکتا ہے اور ذہن و فکر کی طرفہ طرازیوں کو بھی عمل و فعل کے قالب میں ڈھال سکتا ہے۔

اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) اسحاق علیہ السلام کے فرزند ارجمند، ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے شم ئیل کے نواسے تھے، لقب اسرئیل، اسر (عبد) اور ایل (اللہ) کے دو لفظوں سے ترکیب پذیر ہے، بنی اسرائیل انہی کی نسل سے ہیں، قرآن پاک نے انہیں یعقوب کے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے انہیں کنعان میں لوگوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔

(لسان القرآن ص ۸۶)

تشریح: رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مخاطب ہیں اس آیت میں قیدیوں سے مقصود عباس اور اس کے رفقاء ہیں انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اقرار کیا کہ ہم آپ اور اس چیز پر ایمان لائے جس کو آپ پیش کر رہے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں ہم آپ کی قوم کے برخلاف آپ کی خیر خواہی کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار صد درہم قرار دیا چنانچہ ہر قبیلہ کے لوگوں نے اپنے قبیلہ کے قیدی کا فدیہ ادا کیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اسلام لا چکا ہوں آپ نے جواب میں یہ جملہ دہرایا کہ اللہ پاک کو آپ کے اسلام کا علم ہے اگر آپ صحیح کہتے ہیں تو اللہ پاک آپ کو بدلہ عطا فرمائے گا جبکہ آپ کا معاملہ ہماری نظر سے اوجھل ہے پس آپ اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں نوفل اور عقیل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کریں، عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ) میرے پاس فدیہ نہیں ہے آپ نے اسے آگاہ کیا آپ کا وہ مال کہاں ہے جس کو تو نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا؟ تو نے ام الفضل سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں فوت ہو جاتا ہوں تو یہ مال فضل، عبداللہ اور رقثم کے بیٹوں کو دے دینا، عباس رضی اللہ عنہ پکار اٹھے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے یقین ہے کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں اس مال کا میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا، اے اللہ کے پیغمبر! میری جانب سے آپ بیس اوقیہ دراھم میرے مال سے شمار کر کے وصول کر لیں رسول اللہ ﷺ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایانہیں یہ مال تو ایسا ہے جو اللہ نے ہمیں آپ کی جانب سے عطا کیا ہے۔

چنانچہ اس نے اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں اور حلیف کی جانب سے فدیہ ادا کیا اس کے بعد ﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ﴾ آیت نازل ہوئی، اس دوران عباس نے آپ سے استفسار کیا اے میرے بھتیجے! تجھے اس کے بارے میں کس نے بتایا ہے؟ آپ نے بتایا کہ مجھے اللہ نے اطلاع دی، یہ سن کر عباس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور کلمہ شہادت کو دہرایا، اللہ اور آپ کے سوا سبھی کا انکار کرتا ہوں اپنے دونوں بھتیجوں کو بھی حکم دیا کہ وہ اسلام قبول کریں۔

(سیرۃ نبویۃ ابن ہشام ج ۱ص ۹۲ نظم الدرر ج ۸ص ۳۳۴ تفسیر ابن کثیر ج ۲ص ۵۱۳)

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا : کی تشریح میں ایک حدیث کا ترجمہ ملاحظہ کریں کہ جب نبی ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، اے اللہ کے پیغمبر! میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا ہے تو آپ نے حکم دیا کہ آپ اس ڈھیر سے مال اٹھا لے جائیں چنانچہ جس قدر اس میں مال اٹھانے کی استطاعت تھی اس نے اٹھایا۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب ۴۲، ابن کثیر ج ۲ص ۵۱۴)

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ : اگر ان کا قول کہ ہم اسلام لائے حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ مکروفریب کا شاخسانہ ہے تو اس سے پہلے بھی کفر کے سبب وہ خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن اگر ان کا یہ قول درست ہے تو اللہ پاک ان کے قول کو قبول فرمائے گا اور ان کی سابقہ خیانت اور مکر کو معاف کردے گا۔ (قرطبی ج ۸ص ۵۵)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ : چونکہ اللہ پاک کی ذات نے علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے انکے تمام احوال کا بھی اسے علم ہے اور حکمت کے لحاظ سے وہ ذات مؤثر ہے، اس کا ارادہ مؤثر ہے بلکہ اس کا وجود میں آنا یقینی ہے کسی کا مکروفریب اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہوسکتا۔

اس کی مثال اَبُوعَزَّۃ جُمَحِي کا واقعہ ہے اس نے نبی اکرم ﷺ سے احسان کی بھیک طلب کی کہ چونکہ وہ فقروفاقہ کی زندگی بسر کررہا ہے اس لئے فدیہ کے علاوہ ہی اس پر احسان کرکے اسے چھوڑ دیا جائے اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ آپ کے کسی مخالف کے ساتھ تعاون نہیں کرے گا اور آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہا، بعدازاں اس نے عہد کا خیال نہ کیا خیانت کا مرتکب ہوا، خیانت کے ارتکاب کے بعد غزوۂ حمراء الاسد میں وہ آپ کی گرفت میں آ گیا اس نے معذرت کی اور عفوو کرم کی بھیک مانگی لیکن آپ نے برملا اس جملہ کو دھرایا، اب تو مکہ کی سرزمین پر قدم زن نہیں ہوگا کہ تو کہہ رہا ہو کہ میں محمد (ﷺ) کے ساتھ دوبار مزاحیہ انداز اپنانے میں کامیاب رہا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ایماندار شخص ایک سوراخ سے دوبارہ دھوکہ نہیں کھا سکتا یہ جملہ دہرایا اور اس کے سر کے قلم کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے حکم سے اس کا سر قلم کردیا گیا۔ (نظم الدرر ج ۸ص ۳۳۶)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ
اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ جولوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مکہ کے مہاجرین کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی تو یہی لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور جولوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہ کی تو تمہارے لئے ان کی رفاقت سے کچھ نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہے البتہ ایسے لوگوں کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان پختہ عہد ہے اور اللہ کی نگاہ میں ہے جو تم کر رہے ہو۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر تم (آپس میں بھائی چارے) کا خیال نہیں کرو گے تو زمین پر فتنہ رونما ہوگا اور بہت بڑا فساد جنم لے گا۔ اور جولوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی تو واقعی یہی لوگ حقیقی ایماندار ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور آبرومندانہ رزق ہے۔ اور جولوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ شریک ہوکر جہاد کیا تو یہ لوگ تم سے ہیں اور قرابت والے تو وہ اللہ کی کتاب کے لحاظ سے ایک دوسرے کے وارث ہیں، بلاشبہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

لغوی تحقیق: ولایت، واؤ کی زیر کے ساتھ معنی مدد کرنا اور واؤ کی زیر کے ساتھ کسی کام کا متولی ہونا، اَلْوِلَاءُ وَالتَّوَالِی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح یکے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے جو ان میں سے نہ ہو، پھر استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے خواہ وہ قرب بلحاظ مکان یا نسب یا دین، دوستی، نصرت یا بلحاظ اعتقاد کے ہو، اَلْوَلَاءُ: میراث اَلْمُوَالَاةُ متابعت یکے بعد دیگرے آنا، وَلّٰی پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا، تَوَلّٰی پھر گیا، اِسْتَوْلٰی غالب ہوا۔ (مفردات امام راغب ص ۹۹۷۔۹۹۸)

تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے ادبی انداز: سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۷۲ میں ﴿بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ کو ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ سے مقدم ذکر کیا ہے جب کہ سورۃ براۃ میں ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کو ﴿بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ سے مقدم ذکر کیا ہے اس میں لطافت کا پہلو یہ ہے کہ سورۃ الانفال میں اموال اور انفس سے پہلے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ہے کہ تم دنیوی سامان کا ارادہ رکھتے ہو۔

سورۃ براۃ کی آیت ملاحظہ کریں: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ۲۰) سورۃ الانفال میں لفظ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ سے پہلے اموال اور انفس کا ذکر ہے اس لئے کہ سورۃ الانفال غزوہ بدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد نازل ہوئی جب کہ صحابہ کرام مالی لحاظ سے پریشان تھے اور دشمن کی تعداد ان سے کہیں زیادہ تھی اس لئے مال اور نفس کا ذکر پہلے کیا ہے کہ اس کا اہتمام کیا جائے ان سے ترغیب دلانا مقصود ہے کہ تم ان دونوں کو اللہ پاک کی راہ میں قربان کرو جب کہ سورۂ براۃ سن ۹ ہجری میں نازل ہوئی اس دوران مال کی بہتات تھی اور اسلام کو غلبہ حاصل تھا جہاد کے لئے روانہ ہونے والے افراد دور دراز کے سفر سے گھبراتے تھے اس لئے فِي سَبِيلِ اللهِ کو مقدم کیا ہے۔ (نظم الدرر ج ۸ ص ۳۳۸)

تناسب: غزوۂ بدر میں کفار کے لشکر سے کچھ لوگ قتل ہو کر واصل جہنم ہوئے اور کچھ کو قیدی بنالیا گیا اب اگر وہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں تو ان کے دل کی کیفیت کا تو ہمیں علم نہیں ہے اس لحاظ سے ان سے فدیہ وصول کیا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چار گروہوں میں تقسیم کر کے پیش کیا جا رہا ہے وہ صحابہ کرام جو ایمان لانے کے بعد غزوۂ بدر سے پہلے ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئے پھر میدان جہاد میں بھی داد شجاعت دیتے رہے، دوسرے گروہ میں وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور اپنی رہائش، خوراک کی سہولتیں عطا کیں، تیسرے گروہ میں وہ لوگ ہیں جو ایمان کی دولت سے تو مالا مال ہوئے لیکن ہجرت نہ سکے، جبکہ چوتھے گروہ میں وہ لوگ داخل ہیں جو کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں بحالت اسلام مقیم رہے اور صلح حدیبیہ کے بعد وہاں سے ہجرت کر گئے۔

تشریح: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا﴾ کامل ایمان دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے تحفظ کیلئے اپنے وطن کو خیر باد کہا اپنے دین کو مشرکین کے فتنہ سے تحفظ عطا کرنے کیلئے ہجرت کے مقدس عمل کو اپنایا، مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا اور رسول اکرم ﷺ کی مدد کرنا تھی، ظاہر ہے کہ ہجرت کے اس مقدس عمل میں انہیں مشکلات کو برداشت کرنا پڑا اس کیساتھ ساتھ دین اسلام کے دفاع کے مقدس عمل میں نہ صرف یہ کہ انہوں نے مال و دولت کی قربانی پیش کی بلکہ بخوشی جانی و مالی قربانی کیلئے نہایت پامردی کیساتھ کفار کو شکست سے دوچار کیا انہوں نے دشمن کے جنگی اسلحہ اور ان کی کثرت تعداد کی کچھ پرواہ نہ کی دیوانہ وار میدان جہاد میں کود پڑے اور دشمن کی فوج کو ناقابل فراموش شکست سے دوچار کیا۔

وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا: ان سے مقصود انصار صحابہ کرام ہیں جنہوں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ اور مہاجرین کو پناہ دی ان کی ہر طرح مدد کی ان کے خورد و نوش اور رہائش کیلئے ممکن حد تک انتظام کیا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ یثرب (مدینہ) مہاجرین کی پناہ گاہ کا مضبوط قلعہ ثابت ہوا؟، انصار صحابہ کرام نے مہاجرین کو اپنے مال و دولت میں شریک کیا بلکہ اپنی ذات پر بھی انہیں ترجیح دی انہوں نے ایثار قربانی کا ایسا تابناک منظر پیش کیا کہ تاریخ اسلام اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے ان کے حقوق و فوائد کو مشترک قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں گروہ تعاون کے لحاظ سے ایک جسم کی مانند ہیں انہوں نے ضرورت مند، مجبور انسان سے تعاون کرنے کو اپنا دینی فریضہ قرار دیا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا: وہ لوگ جو مسلمان ہیں لیکن شرک کی زمین میں آباد ہیں ان کے زیر اقتدار ہیں چونکہ ان کا علاقہ دار الحرب ہے ایمان والوں کی معاونت کے وہ مستحق نہیں ہیں البتہ اگر کسی ایماندار کو کفار نے دار السلام سے قید کیا تو اس کا حکم ان جیسا ہے جبکہ اسلامی لشکر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو ان کے ظلم و استبداد سے نجات دلائیں۔

وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ: البتہ جب کفار ان سے لڑائی کریں یا دین اسلام کے ساتھ بغض کے سبب انہیں پریشان کریں اس دوران مسلمان تم سے مدد کی درخواست کریں تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ان کے ساتھ تعاون کرو جب کہ کفار حربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں ذمی نہ ہوں، اگر ذمی ہیں تو ان کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کو ہرگز پامال نہ کیا جائے اور خیانت کا ارتکاب نہ کیا جائے نہ ہی پختہ عہد کو توڑا جائے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ: تمہارے لئے ازبس ضروری ہے کہ تم عہد و میثاق کا خیال رکھو اور تمہاری نشت و برخاست سے ہرگز تمہارا مخالف اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ تم کئے گئے عہد میں مداہنت کا انداز اپنا رہے ہو عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق رواں دواں نہیں ہو، نیز خواہشات نفسانی سے خود کو بچاؤ کہیں تمہارا قدم راہ اعتدال سے ڈگمگا نہ جائے، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ کسی میثاق پر بظاہر اور درپردہ رواں دواں رہنا اور اس کے تحفظ کے لئے کوشاں رہنا ایسا بہترین نمونہ ہے جس سے اسلامی شریعت کو دیگر وضعی طریقوں پر بالخصوص امتیاز حاصل ہے مسلمانوں کا تو شعار ہی یہ ہے کہ وہ خیانت دھوکہ بازی سے خود کو دور رکھتے ہیں اور عہد کی پاسداری کرنا ان کا بنیادی فریضہ ہے موجودہ سائنسی دور میں جس حکومت کو عظیم سلطنت باور کیا جاتا ہے وہ دیگر کمزور حکومتوں کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کو جب انہیں معمولی برائے نام جواز حاصل ہوتا ہے، اچانک بلا اطلاع کمزور سلطنت کو اپنی حرص و آز کو تر نوالہ سمجھ کر ہڑپ کر جاتے ہیں جبکہ ہم پلہ طاقتوں کو نیچا گرانے اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے زیر زمین سازشوں کے ساتھ اس کے وجود کو ختم کر دیتے ہیں۔

چنانچہ جرمنی کے ڈکٹیٹر حکمران نے عہد و پیمان کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے برملا کہا کہ کسی بھی حکومت کے ساتھ ہمارے معاہدات کی کچھ حیثیت نہیں سب کاغذی کاروائی ہے اسی طرح جرمن کے بہت بڑے سیاستدان معاہدات کو مضبوط سلطنت کے لئے غلبہ قرار دیتے ہیں جبکہ انگریزی استعمار سیاستدانوں نے معاہدہ کو غالب حکومت کی علامت قرار دیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ: کفار حکومتیں مسلمانوں کے خلاف ایک وحدت ہیں اگرچہ ان کی آپس میں ریشہ دوانیاں اظہر من الشمس ہیں، ذہن نشین کریں اس سورت کے نازل ہونے کے دور میں حجاز میں صرف مشرکین اور یہودی تھے جب کہ یہودیوں کے ساتھ مشرکین کا دوستانہ تعلق تھا اور یہودی نبی ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت میں مشرکین کی معاونت کرتے تھے نیز انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا جو آپ ﷺ اور ان کے درمیان ہوا تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے ان کے خلاف محاذ آرائی کی یہاں تک کہ انہیں خیبر سے بھی جلاوطن کر دیا۔

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ: اگر تم نے اس حکم پر عمل نہ کیا کہ تم نے آپس میں دوستانہ رکھنا ہوگا اور اگر تم نے کفار کے مقابلہ میں آپس میں تعاون کی فضا کو برقرار نہ رکھا اور کفار کے ساتھ کئے گئے معاہدات کو پورا نہ کیا تو زمین فتنہ و فساد کی لپیٹ میں آ جائے گی سب سے زیادہ نقصان تمہارا ہوگا کمزوری کے سبب تم میں بزدلی رونما ہوگی دشمن تم پر مسلط ہو جائے گا اور تمہاری دینی کیفیت میں اضمحلال آ جائے گا جب تمہارے سامنے دین اسلام کے شرائع کی ادائیگی میں رکاوٹیں کھڑی ہو جائیں گی تمہاری حالت بالکل اس طرح ہو جائے گی جس طرح کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں تھی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: مہاجرین اور انصار صحابہ کرام پختہ ایماندار ہیں جبکہ جن لوگوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد ہجرت نہ کی بلکہ دارالکفر میں اقامت پذیر رہے اور مسلمانوں کے جہاد کے مقدس عمل میں شرکت سے محروم رہے۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ: مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کے لئے ان کے پروردگار کی جانب سے عفو و کرم کی بشارت ہے ان کے برے اعمال ان کے اعمال ناموں سے مٹ جائیں گے اور انہیں آبرومندانہ انداز کے ساتھ عطیات حاصل ہوں گے اس لئے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد گھر بار کو خیرباد کہا خداداد صلاحیتوں اور مال کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خرچ کیا خود کو جسمانی لذات سے دور رکھا اور ایسے اچھے اعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے جنہوں نے ان کو پروردگار کے قریب کیا۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِن م بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُم فَاُولٰٓئِكَ مِنكُمْ ط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ : جولوگ پہلی ہجرت کے بعد ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے پھر انہوں نے ہجرت کے مقدس عمل کو اپنایا اور تمہارے ساتھ مل کر دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے تو یہ لوگ بھی مہاجرین اولین اور انصار میں شمار ہوں گے، قرابت دار لوگ جو ایک رحم سے ہیں وہ آپس میں ان کے علاوہ مہاجرین اور انصار سے تعاون کے لحاظ سے زیادہ قریب ہیں یہ حکم اللہ کی کتاب میں ہے اللہ نے اس حکم کو ایمان والوں پر واجب قرار دیا ہے اور صلہ رحمی کو بھی ضروری قرار دیا ہے اسی طرح والدین اور اقرباء کے بارے میں وصیت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار دیگر ایمانداروں سے زیادہ قریب ہیں نہ صرف ولاء کے لحاظ سے بلکہ اس کے ساتھ احسان کے لحاظ سے بھی نیز دیگر تمام امور میں وہ مقدم ہیں جیسے نکاح کی ولایت نماز جنازہ ہے اور قریب اور بعید دونوں کے موجود ہوتے ہوئے قریب زیادہ حق دار ہے کہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے۔ (المراغی ج ۴ ص ۲۷)

ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمۃ والتالیف رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد کی جانب سے

شیخ الحدیث مولانا محمد صادق خلیل کے رواں دواں اور شگفتہ قلم سے مزین ایک علمی تحقیقی کاوش

اور علوم حدیث میں گراں قدر خدمات کا اضافہ

ہم مشکوٰۃ شریف کے اردو ترجمہ کی پانچ مکمل جلدوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر کے خوشی محسوس کر رہے ہیں اس میں تمام مسائل کی تحقیق مرعات المفاتیح، مرقات، **التعلیق الصبیح**، فتح الباری شرح بخاری اور دیگر متداول شروح حدیث سے اخذ کر کے پیش کی جا رہی ہے۔

اور سنن کتابوں سے ماخوذ روایات کی اسنادی تحقیق کے لئے رجال کی کتابوں بالخصوص علامہ ناصرالدین البانی کی کتب، تنقیح الرواۃ اور دیگر کتب کی تحقیق سے مزین کر کے ضعیف احادیث سے قارئین کو باخبر رکھنے کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے تاکہ صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز ہو سکے جب کہ اس سے قبل مشکوٰۃ شریف کے تمام تراجم میں یہ اہم چیزیں مفقود تھیں، کتابت، طباعت معیاری ہے جلد سنہری ڈائی دار نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے، سائز 30x20=8 عام قیمت بارہ سو روپیہ رعائتی قیمت سات سو روپے ہے

ملنے کا پتہ: عبدالحفیظ مدنی نائب مدیر ضیاء السنۃ (حاجی آباد) رحمت آباد فون نمبر 780141 فیصل آباد پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیَاتُھَا: ۱۲۹ ﴿۹﴾

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ

﴿۱۱۹﴾ رُکُوْعَاتُھَا: ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱﴾ فَسِيْحُوْا فِي
الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ
عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ان مشرکین کی جانب بریٔ الذمہ ہونے کا اعلان ہے جن کے ساتھ تم نے (صلح امن) کا معاہدہ کیا تھا۔ پس تم چار ماہ تک زمین میں چلو پھرو اور تمہیں یقین کرنا چاہیے کہ تم کبھی اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور اللہ تو کفار کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی جانب سے حج کے بڑے دن عام اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا پیغمبر شرک کرنے والوں سے بریٔ الذمہ ہے پس اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم روگردانی کرو گے تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ہو اور (اے پیغمبر!) ان لوگوں کو جو کفر (کی راہ) پر رواں دواں ہیں انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔ البتہ وہ لوگ جو شرک کے مرتکب ہیں جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تم سے (عہد کے نباہنے میں) کچھ کمی نہیں کی اور انہوں نے تمہارے خلاف کسی کی مدد نہ کی ہو، پس تم ان کے ساتھ ان کے معاہدہ کی مدت تک عہد کو پورا کرو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

لغوی تحقیق: مُخْزِیْ رسوا کرنے والا، مادہ (خ ز ی) ہے، ذلت، رسوائی، احساس ندامت، ایسی حرکت جس کے ارتکاب سے انسان شرمسار ہو، کبھی کبھی اس کا اطلاق ایسی شرمندگی پر ہوتا ہے جو بجائے خود خوبی ہے ایک دعا کے الفاظ ہیں: «اللّٰھُمَّ احشرنا غیر خزایا وَلَا نَادِمِین» ''اے اللہ! حشر میں ہمیں ایسی حالت میں زندگی عطا کرنا کہ اپنے کئے دھرے پر ہم شرمسار و نادم نہ ہوں، بَرَآءَةٌ سے مقصود تعلق کا انقطاع ہے، مادہ (ب ر ء) ہے، الباری اللہ کی صفت، پیدا کرنے والا، بَرَءَ اس نے پیدا کیا، بَرَأْتُ مِنَ الْمَرَضِ میں نے بیماری سے چھٹکارا پایا، اَلْبَرِیَّةُ مخلوق، اَبْرَاءُ شفا بخشنا، قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ﴾ (آل عمران: ۴۹) ''اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں'' مسیح ؑ کے معجزات کی طرف اشارہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ امراض کا علاج جس طرح دواؤں سے ممکن ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح روحانی ونفسیاتی ذرائع سے بھی ممکن ہے، تَبَرَّأَ بیزار ہوا، یا کسی عقیدہ یا کسی شخص یا جماعت سے عدم تعاون کا اظہار۔ (لسان القرآن ص ۶۰۳، ۱۶۲)

بلاغت: ارشاد ربانی: ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ﴾ آیت میں لفظ اللہ کو ظاہر لایا گیا ضمیر کی صورت میں نہیں لایا گیا اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ (اللہ) میں جلال مترشح ہے سننے والوں کے دلوں میں خوف اجاگر کرنا مقصود ہے کہ کفار کو رسوا کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کا رسوا کرنا شرمندگی، عار کو نمایاں کرتا ہے پس خود کو اللہ تعالیٰ کی رسوائی سے بچائیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسوائی اور ذلت سے بڑھ کر اور کوئی کیفیت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، ﴿اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ﴾ میں لفظ رَسُولُهٗ مبتداء اور اس کی خبر محذوف بَرِیْٓءٌ ہے۔

علم نحو کے وضع کا سبب: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک شخص کو لایا گیا جو اس آیت کو اس طرح پڑھتا تھا ﴿اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلِهٖ﴾ یعنی رسول کے لام کی زیر کے ساتھ اس سے استفسار ہوا اس نے کہا میں نے مدینہ میں اس طرح پڑھا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آگاہ کیا اس طرح پڑھنا غلط ہے اس لفظ کو لام کی پیش کے ساتھ پڑھا جائے یعنی وَرَسُوْلُهٗ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے رسول سے برأت کا اظہار تو نہیں کر سکتے ہیں۔

بعدازاں انہوں نے حکم دیا کہ قرآن کی صحیح تلاوت کیلئے عربی زبان اور گرائمر قواعد نحویہ کا معلوم کرنا ضروری ہے چنانچہ انہوں نے اپنے شاگرد ابوالاسود دؤلی کو قوانین نحو کے مرتب کرنے کا حکم دیا۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۲۴)

سوال: سورۂ توبہ کے آغاز میں بالخصوص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کیوں نہیں ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سورۂ براۃ اور سورۃ الانفال کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دو الگ الگ سورتیں ہیں یا ایک ہی سورت ہے جب کہ ان دونوں میں لڑائی کے احکام کا بیان ہے تو خلا چھوڑ دیا گیا یا اس لئے کہ بسم اللہ سے امن وامان کی کیفیت مترشح ہوتی ہے اور برأت سے مشرکین کے قتل کا تصور ابھرتا ہے تو ان دونوں میں مناسبت نہیں ہے، یا دونوں سورتوں کے مطالب باہم متشابہ تھے اس لئے بسم اللہ کو تحریر نہیں کیا گیا۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۲۵)

وجہ تسمیہ: سورۂ برأت کا نام سورۂ توبہ، فاضحہ، مبعثرہ، مبثرہ، مخزیہ، اور مشددہ وغیرہ ہیں اس کی آیات ۱۲۹ ہیں اس کا نزول مدینہ میں ہوا البتہ آخر سورہ کی دو آیات کا نزول مدینہ میں نہیں ہوا ان سے مقصود یہ دو آیات ہیں: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ سے آخر سورۃ تک، اس کا نام برأت سے مقصود ان لوگوں سے دشمنی اور برأت کا اظہار ہے جنہوں نے سورۂ الانفال میں ذکر کردہ داعی کی دعوت کی پیروی سے روگردانی کا مظاہرہ کیا، مزید اس سورۃ میں ان تین صحابہ کرام کا تذکرہ ہے جو جنگ تبوک میں بلاعذر پیچھے رہے انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ان سے قطع تعلق کا حکم دیا بلکہ گفتگو کرنے سے بھی روک دیا گیا، بالآخر ان کی توبہ کو قبول کیا گیا اس لئے اس سورت کا نام توبہ ہے اور اس کا نام فاضحہ اس لئے ہے کہ منافقین کے کردار کو الم نشرح کرنے کے بعد انہیں رسوائی اور ذلت کے ساتھ ہمکنار ہونا پڑا اور مبعثرہ کی وجہ تسمیہ کہ اس میں منافقین کی کیفیات کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس کے سبب ان سے نفرت کا اظہار کیا جب کہ اس کا نام مشردہ کی مناسبت ماقبل کی سورت انفال کے ساتھ بالکل واضح ہے اس لئے کہ سورۂ انفال میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فشردبهم من خلفهم﴾ ''ان کے سبب ان کو بھگا دیں جوان کے پیچھے ہیں'' کا جملہ موجود ہے اس لحاظ سے سورۂ انفال اور سورۂ براۃ میں زبردست مناسبت کا پہلو آشکارا ہے، سورۂ براۃ سب سورتوں کے آخر میں نازل ہوئی اور سب سے آخری آیت نزول کے لحاظ سے یہ آیت ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ (نظم الدررج ۸ص ۳۵۳)

سورۂ برأت کے آغاز میں بسم اللہ کے تحریر نہ ہونے کے اسباب: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے سورۂ انفال اور سورۂ برأت کو اکٹھا تحریر کر دیا ہے ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تحریر نہیں کیا ہے، مزید برآں سورۂ الانفال تو مثانی سورتوں میں شمار ہوتی ہے اور سورۂ برأت جو تین سورتوں میں شمار ہوتی ہے ان دونوں کو یکے بعد دیگرے ذکر کیا ہے اس کا سبب کیا ہے؟

عثمان نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو آپ ﷺ کاتبین وحی میں سے کسی ایک کو بلاتے تو اسے حکم دیتے کہ ان آیات کا فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد اندراج کریں سورۂ انفال مدینہ منورہ میں اوائل ہجرت میں نازل ہوئی جب کہ سورۂ برأت سب سے آخر میں نازل ہوئی اور سورۂ برأت کا مضمون سورۂ انفال کے مضمون کے ساتھ ملتا جلتا تھا اس لحاظ سے میں نے محسوس کیا کہ سورۂ برأت تو سورۂ انفال میں داخل ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں کچھ وضاحت نہیں ہے، عثمان بیان کرتے ہیں مجھ سے غفلت ہوئی کہ میں اس کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت نہ کر سکا اس بنا پر میں نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا اور ان کے درمیان (بسم اللہ الرحمن الرحیم) تحریر نہ کر سکا تو میں نے اسے ان سات طویل سورتوں میں شامل کر دیا اور دونوں سورتیں ایسی ہیں جنہیں باہم ملا دیا گیا۔ (نظم الدررج ۸ص ۳۵۶)

تناسب: اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کے لقب کے ساتھ ملقب فرما کر اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لئے مبعوث فرمایا چنانچہ آپ کی دعوت کی بنیاد ایسے دلائل پر استوار ہے جن دلائل کو توجہ کے ساتھ سن لینے کے بعد ہرگز کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ کسی بھی شخص پر اسلام لانے کے لئے جبر کرنا درست نہیں لیکن اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے مشرکین مکہ اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے ایمان قبول کرنے والوں پر ظلم وستم کا بازار گرم رکھا تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہوکر دوبارہ کفر وشرک کی آغوش میں چلے جائیں صورت حال اس قدر بگڑ چکی تھی کہ اسلام قبول کرنے والا شخص ہر لحہ اس پریشانی میں مبتلا رہتا کہ کہیں اسے قتل نہ کر دیا جائے یا ناقابل برداشت سزاؤں کے شکنجوں میں جکڑ کر اسے اسلام سے منحرف نہ کر دیں اس وجہ سے تقریباً کفار میں سے جو شخص بھی اسلام کی دولت سے سرشار ہوتا تو اسے اپنی زندگی کے تحفظ کے لئے کسی ایسے شخص یا قبیلے کا سہارا مطلوب ہوتا جس کی پناہ میں زندگی بسر کرنے میں وہ کفار کے ظلم وستم سے خود کو تحفظ عطا کر سکتا تھا۔

ان حالات میں اسلام کی نعمت سے سرشار ہونے والوں میں سے کچھ افراد نے حبشہ کے علاقہ کی جانب ہجرت کی اس کے علاوہ جہاں کہیں کسی مسلمان کو پناہ کی جگہ ملی وہ ادھر روانہ ہوا اس دوران کفار نے رسول اکرم ﷺ کو بھی اذیتوں سے دوچار کرنے کے لئے منصوبے بنائے، بالآخر انہوں نے پروگرام بنایا کہ اس شخص کو بند کمرے میں محبوس کر دیا جائے یا اس کو اس شہر سے جلاوطن کر دیا جائے یا پھر آخری صورت اس سے نجات کی یہ ہے کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اس آخری صورت پر ان سب کا اتفاق ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ کفار کے اس منصوبے کے پیش نظر اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ مکہ کی سکونت کو خیر باد کہہ کر مدینہ ہجرت کر جائیں چنانچہ اس پروگرام کو معلوم کرنے کے بعد آپ کے پیروکاروں میں سے جنہیں وسائل میسر ہوں گے وہ بھی آپ کی رفاقت کو ترجیح دیتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے وہاں آپ ﷺ کے تشریف لے جانے سے پہلے انصار صحابہ کرام موجود تھے جو اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اس وجہ سے مہاجرین کے ساتھ بھی ان کی محبت اور وابستگی کا داعیہ پہلے سے موجزن تھا بلکہ خود فراموشی کے جذبہ کے ساتھ وہ خود بھوکے رہتے اور اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے نانِ جویں کا انتظام کرتے ان حالات میں کفار مکہ اور مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کے درمیان طبعی طور پر اختلاف کی صورت میں برابر اضافہ ہوتا رہا بلکہ آپس میں جنگ و جدال کی صورت واضح طور سامنے آ گئی۔

اس کیفیت کو کم کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے اہل کتاب یہودیوں، عیسائیوں سے صلح اور باہمی تعاون پر معاہدہ کیا لیکن اہلِ کتاب نے آپ کی مخالفت میں عہد شکنی کرتے ہوئے مشرکین کی مدد کی اور آپ ﷺ نے حدیبیہ مقام پر مشرکین مکہ سے دس سال تک صلح کا معاہدہ کیا چنانچہ معاہدہ کی شرائط میں امن، صلح، دعوت اسلامی کے مکمل طور پر پھیلانے کا خاص خیال رکھا گیا، اس معاہدہ میں صحابہ کرام کا مؤقف واضح تھا ان میں دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قوت موجود تھی افرادی قوت بھی موجود تھی کسی طرح کمزوری کا پہلو نہ تھا مقصود امن، صلح کی فضا کو سازگار بنانا تھا اور دعوت اسلامی کو پوری قوت کے ساتھ پھیلانا تھا، اس معاہدہ کی روشنی میں بنوخزاعہ قبیلہ آپ ﷺ کا حلیف بنا اور بنوبکر قبیلہ نے قریش مکہ کا حلیف بننا پسند کیا کچھ عرصہ بعد بنوبکر قبیلہ کے لوگوں نے عہد شکنی کرتے ہوئے بنوخزاعہ قبیلہ کے لوگوں پر حملہ کر دیا اور قریش قبیلہ کے لوگوں نے اسلحہ کی صورت میں بنوبکر قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ تعاون کیا معاہدہ ختم ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان لڑائی ٹھن گئی بالآخر فتح مکہ کے بعد کفر و شرک کی قوت مغلوب ہو گئی اور انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا اس کے باوجود مشرکین کو جب کہیں کوئی موقع ملتا تو وقت کی نزاکت کے پیش نظر باہم دست و گریبان ہوتے رہتے۔

مزید برآں ان کے بارے میں تجربہ شاہد ہے کہ ان کے عہد و میثاق کا کچھ اعتبار نہیں قوت، کمزوری کسی حالت میں بھی ان سے اطمینان نہیں ہے مسلمان ہرگز معاہدات کی روشنی میں بھی ان کیساتھ امن کی زندگی نہیں گزار سکتے اور ان کے شر سے تحفظ نہیں ہو سکتا جبکہ اہل کتاب جو ان سے زیادہ اس لائق تھے کہ وفاداری کے معاملہ میں ان سے پُرامید رہا جائے جبکہ انہوں نے بھی ان سے پہلے عہد شکنی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا اس پس منظر کے نتیجہ میں سورۂ براءۃ کے نازل ہونے پر مطلق معاہدات کو ختم کر دیا گیا جبکہ متعین معاہدات کو قائم رکھا گیا اس صورت میں جب کہ معاہدہ پر قائم رہا جائے چنانچہ نبی ﷺ نے مکہ کے کفار پر حملہ کیا آپ کامیابی سے ہمکنار ہوئے، مکہ فتح ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گیا اور جزیرۃ العرب سے کفر و شرک کا خاتمہ ہو گیا اور جزیرۃ العرب پر اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔

تشریح: ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ اللہ پاک اور اس کے رسول کی جانب سے ایک جدید حکم کا نفاذ کیا جا رہا ہے اور اس الٹی میٹم میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام بھی شامل ہیں اگرچہ معاہدہ کا نفاذ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اس حیثیت سے کیا ہے کہ آپ صحابہ کرام کی جماعت کے قائد ہیں اس لحاظ سے معاہدہ کی نسبت مسلمانوں کی جماعت صحابہ کرام کی جانب کی گئی ہے گویا کہ ایمان داروں نے معاہدہ کیا ہے۔

جب رسول اکرم ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقین نے ایسی خبروں کا زور شور سے پروپیگنڈا شروع کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن سے مسلمانوں کی جماعت میں کھلبلی رونما ہو اور وحدت کے شیرازہ میں دراڑیں رونما ہوں اور کفار نے اس معاہدہ کو ختم کر دیا جوان کے اور آپ ﷺ کے درمیان طے پایا تھا تو ایسی حالت میں اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ بھی معاہدہ ختم کر دیں ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ﴾ (الانفال:۵۸) ''اگر آپ کو کسی گروہ سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ بھی برابری کی سطح پر ان سے عہد شکنی کا وطیرہ اختیار کریں''

حافظ ابن کثیر قمطراز ہیں کہ مفسرین کا اس آیت میں شدید اختلاف ہے بعض مفسرین کہتے ہیں اس آیت کا حکم ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے مطلق معاہدہ کر رکھا ہے لیکن جن کے ساتھ چار ماہ سے کم کا معاہدہ ہے تو ان کے لئے چار ماہ کی تکمیل ضروری ہے اور جن کے معاہدہ کی مدت متعین ہے تو ضروری ہے کہ اس مدت تک معاہدہ کو قائم رکھا جائے ،اس حکم کی تائید حدیث نبوی سے بھی ہو رہی ہے ''جس شخص کا اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایک مدت تک کا معاہدہ ہے تو اس کو اس مدت تک پورا کیا جائے'' (صحیح ترمذی کتاب الحج باب ۴۳، سنن دارمی ج ۲ ص ۶۸، مسند احمد ج ا ص ۷۹، مسند الحمیدی ح ۴۸، ارواء الغلیل ح ۱۱۰۱)

فَسِيحُوا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ : اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب فرما رہے ہیں کہ تم نے مشرکین کو کہنا ہے کہ تمہیں چار ماہ تک تحفظ حاصل رہے گا اس دوران کوئی مسلمان تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اتارے گا، ذہن نشین کریں اس مدت کا آغاز سن ۹ ہجری ۱۰ ذوالحجہ سے ہے اور دس ربیع الاول تک رہے گا پھر اختتام ہو جائے گا۔

اس حکم میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں نہایت کھلا وقت دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنے انجام کے بارے میں سوچ لیں وہ اسلام لانا چاہتے ہیں یا پھر لڑائی کے لئے آمادہ ہیں اتنا کھلا وقت تفویض کرنا اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں بڑے سے بڑے دشمن کے بارے میں بھی عفو ومغفرت کا جذبہ کارفرما ہے انہیں ہرگز کسی شخص کا خون گرانا پسند نہیں۔

وَّاعْلَمُوٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ : مشرکین کو سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ہو اور نہ اس کی گرفت سے تمہیں بچاؤ حاصل ہو سکتا ہے اگر تم اسی طرح شرک پر ڈٹے رہے اور اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی دشمنی سے باز نہ آئے بلکہ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ اللہ وحدہ لاشریک تم پر مسلمانوں کو غلبہ عطا کرے گا اور انہیں اپنی خاص مدد سے نوازے گا۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ : اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی جانب سے اعلان سن لیں کہ اللہ پاک کی ذات تو مشرکین کے ساتھ کئے گئے تمام معاہدات سے برأت کا اعلان فرما رہے ہیں اور ایسے دن میں اعلان کیا جا رہا ہے جسے حج اکبر کا دن کہا جاتا ہے، مقصود ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہے جس دن حجاج کرام منیٰ کے میدان میں اجتماعی صورت میں قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں دیگر مناسک حج کی تکمیل کرتے ہیں۔

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ : اگر تم توبہ کرو اور شرک سے باز آجاؤ اس کے ساتھ ساتھ عہد شکنی سے رک جاؤ اور اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جاؤ تو اس میں تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی سعادتیں پوشیدہ ہیں۔

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ : اگر تم نے توحید کی دعوت کو قبول نہ کیا تو یقین رکھو کہ تم اللہ پاک کی گرفت سے بچاؤ حاصل نہ کر سکو گے حقیقت یہ ہے کہ اچھا انجام تو صرف ان لوگوں کا مقدر ہے جو تقویٰ کے وصف کے ساتھ موصوف ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ اَلِيمٍ : اے پیغمبر (علیہ السلام)! جو شخص آپ کو اللہ کا پیغمبر تسلیم نہیں کرتا ہے نیز اللہ، اس کے فرشتوں اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا ہے اسے آخرت میں دردناک عذاب کی بشارت دیں۔

اِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا : تم عہد شکنی کرنے والوں کو چار ماہ سے زیادہ عرصہ کی مہلت نہ دو البتہ وہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے پھر انہوں نے عہد شکنی نہیں کی ہے تو انہیں عہد شکنی کرنے والوں کی صف میں شمار نہ کرو ان کے ساتھ لڑائی کرنے میں جلدی نہ کرو بلکہ معاہدہ کی مدت تک معاہدہ کو قائم رکھو معاہدہ کی کسی شق کو ختم نہ کرو اور تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی معاونت نہ کریں جیسا کہ بنوبکر نے رسول اکرم علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بنوخزاعہ پر حملہ کردیا تھا تو قریش قبیلہ نے بنوبکر قبیلہ کا اسلحہ کے ساتھ تعاون کیا تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ : بلاشبہ اللہ پاک ان لوگوں کو محبوب جانتا ہے جو عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں ہرگز عہد شکنی کے مرتکب نہیں ہوتے اس لئے کہ عہد شکنی سے ایسے مفاسد رونما ہوتے ہیں جن سے اسلامی معاشرہ کے نظام میں خلل رونما ہوتا ہے اور عدل وانصاف کی فضا کو دھچکا لگتا ہے، نیز اس میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ عہد و پیمان کے حقوق کا خیال رکھنا عین پرہیزگاری ہے اور عہد شکنی کرنے والے اور عہد کی پاسداری کرنے والے کو برابر سمجھنا اسلام کے ضابطہ عہد و پیمان کو برقرار رکھنے کے منافی ہے اگرچہ جس سے عہد کیا گیا ہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ بخاری ومسلم میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث مذکور ہے کہ مجھے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں ان لوگوں میں بھیجا جن کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ منیٰ کے وسیع میدان میں اعلان کریں کہ اس کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص کپڑے اتار کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے، بعدازاں آپ علیہ السلام نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص کپڑے اتار کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (المراغی ج ۴ ص ۴۷، صحیح بخاری کتاب الحج باب ۶۷، کتاب المغازی باب ۶۶، کتاب الصلوٰۃ باب ۱۰، کتاب الجزیہ باب ۱۶، کتاب التفسیر سورہ ۶، صحیح مسلم کتاب الحج باب ۷۹، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ا، صحیح ابی داؤد کتاب المناسک باب ۶۶، سنن نسائی کتاب المناسک باب ۱۲۹، مسند احمد ج ۱ ص ۷۹)

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ ع

ترجمہ: پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو شرک کرنے والوں کو جہاں کہیں پاؤ انہیں موت کے گھاٹ اتار دو اور انہیں پکڑ لو اور انہیں بند کرو اور ہر گھاٹ کی جگہ میں ان کی (تاک) میں بیٹھو، پھر اگر وہ تائب ہو جائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو بلاشبہ اللہ بڑا ہی معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور اگر مشرکوں میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص تم سے پناہ کا طلب گار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کے محفوظ ٹھکانے پر پہنچادو یہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرکین کے ساتھ کئے گئے عہود و مواثیق سے براُت کا اظہار کیا ہے بلکہ ان کی تمام گمراہیوں اور خرافات سے بھی بالکلیہ انقطاع کا حکم صادر فرمایا ہے، تفصیل آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، اب مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے جب مصالحت کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور زمین پر چلنے پھرنے میں امن وامان کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔

تشریح: جب حرمت کے چار ماہ ختم ہو جائیں تو ان کے ساتھ مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے جنگ کے بارے میں مناسب اقدام کی اجازت ہے اس لئے کہ امن وامان کی مدت ختم چکی ہے لڑائی کی کیفیت پھر رونما ہو چکی ہے ان حالات میں ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے اس کی تفصیل ملاحظہ کریں:۔

۱) وہ لوگ حرم حل جہاں کہیں بھی ہوں انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

۲) انہیں قید کر لیا جائے اگرچہ سورۂ الانفال میں قیدیوں کے خون بہانے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اپنی قوت کا مظاہرہ کیا جائے۔

۳) وہ لوگ اگر کسی قلعہ میں پناہ گزیں ہیں تو انہیں وہیں بند رکھا جائے انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہ دی جائے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لیں پھر مسلمانوں کے فیصلہ کو قبول کریں جو فیصلہ بھی کیا جائے۔

۴) ہر لحاظ سے ان کی نگرانی کی جائے اور ان کی نشست، برخاست پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

ذہن نشین کریں اس آیت مبارکہ کا نام آیت السیف ہے جب کہ اس میں لڑائی کے حکم کو نہایت کھلے انداز میں بیان کیا گیا ہے اگرچہ جب مسلمان ضعف واضمحلال کا شکار ہوں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صبر کے دامن کو تھامے رکھیں جب کہ لڑائی کا حکم اس وقت ہے جب مسلمانوں میں لڑائی کرنے کی قوت موجود ہو۔

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ : اگر وہ شرک سے توبہ کریں جس کے سبب وہ تمہاری دشمنی پر دلیر تھے اور اسلام قبول کریں پانچوں نمازیں قائم کریں جب کہ نمازوں کی ادائیگی ایمان کی علامت ہے اور نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے اور ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی کا مطالبہ مالدار فقیر سبھی سے ہوتا ہے یہ تو اللہ پاک کی جانب سے اس کے بندوں پر قرض ہے اس کی ادائیگی سے نفس امارہ کی اصلاح ہوگی، اخلاق حسنہ میں بالیدگی جلوہ افروز ہوگی اور حقوق العباد کی ذمہ داری سے عہدہ براہ ہونے کی صلاحیت اجاگر ہوگی اور مالداروں کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کی رقم کو فقراء، مساکین اور معاشرہ کی دیگر ضرورتوں میں صَرف کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تین کاموں کی شرط ہے، اولاً مشرکین سے لڑائی کو روک دینا ہے جب وہ عملاً مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور اسلامی شعائر کی ادائیگی میں کوتاہی سے دور رہیں ظاہر ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ پر ایمان لانا اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت کی جائے، ذہن نشین کریں ارکان اسلام میں سے نماز کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے جس کی ادائیگی رات اور دن میں پانچ مرتبہ ہے نماز کی ادائیگی سے روحانی طور پر دیگر مسلمانوں کے ساتھ بھی اجتماعی رابطہ رہتا ہے جب کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے اجتماعی طور پر آپس میں مالی رابطہ ہے جو شخص ان دونوں فرائض کی ادائیگی میں کوشاں رہے گا وہ یقیناً ان کے علاوہ دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض کی ادائیگی میں بھی کوتاہی نہیں کرے گا بلکہ سربرآوردہ کیفیت میں بخوشی سبھی اسلامی کاموں میں زندگی بھر رواں دواں رہے گا۔

بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے ارشاد نبوی ہے ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ عبادت کے لائق صرف ایک اللہ کی ذات ہے اور محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور نمازوں کی ادائیگی کریں اور جب مال نصاب کو پہنچ جائے تو اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی کریں جب وہ ان تین احکام پر کاربند رہیں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال کا تحفظ کریں گے البتہ کسی ضابطہ کے سبب ان پر اگر جرمانہ عائد ہوتا ہے تو اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے پھر ان کا محاسبہ قیامت کے دن اللہ پاک کی بارگاہ میں ہوگا''

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ا، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ا، احادیث الصحیحۃ ج ۷ ۴۰، الحاکم ج ۲ ص ۵۲۲، مسند احمد ج ۲ ص ۴۸۲، سنن دارمی ج ۲ ص ۲۱۸، صحیح ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب ا، نسائی کتاب الزکوٰۃ باب ۳)

وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اسۡتَجَارَكَ : اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ سے امان کا خواستگار ہے تا کہ امن کی حالت میں اسے اللہ پاک کے کلام کے سننے کے لمحات میسر آئیں ان لمحات میں وہ اسلام کی دعوت سے آشنائی حاصل کرتا ہے تو آپ اس کے لئے امن کی فضا قائم کریں تا کہ وہ نہ صرف یہ کہ آپ سے گفتگو کرے بلکہ آپ کی مجلس میں شریک ہو، اسے فرصت کے لمحات میسر آئیں اور وہ اسلام کے اصولوں پر گہرے غور وفکر کے ساتھ توجہ کرے، اگر اس ملاقات میں اسے انشرح صدر حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ایمان کے زیور سے خود کو مزین کر لیتا ہے تو اس کا دامن گوہر مقصود سے بہرہ ور ہوا، ایسا شخص خوش نصیب ہے۔

بصورت دیگر اگر اس کی قسمت میں اسلام کے زیور سے آراستہ ہونا نہیں ہے تو آپ اسے بحفاظت ایسی جگہ پہنچائیں جہاں اسے اطمینان حاصل ہو کہ اس پر کوئی حملہ نہیں کرے گا وہ شخص اپنے عقیدہ کے لحاظ سے آزاد متصور ہوگا اسے دارالحرب میں بھجوانا ہوگا وہ اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اسے دارالسلام میں رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ : شرک کرنے والوں کے بارے میں جو مسلمانوں سے مطالبہ کریں کہ وہ انہیں اپنی پناہ میں رکھیں تا کہ پناہ کے عرصہ میں وہ اللہ پاک کا کلام سن پائیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ شرک کرنے والے لوگ جہالت کا مجسمہ ہوتے ہیں انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کیا مقصود ہے اور نہ ہی انہیں ایمان کے بارے میں کچھ شناسائی ہوتی ہے وہ محض جہالت، تعصب، اپنے زعم میں اپنی قوت پر فخر کرتے ہیں اور بداخلاقی کے بھنور میں گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

لیکن جب اچانک اللہ کے فضل وکرم سے ان کا شعور بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنی بے مائیگی اور بے بضاعتی پر ندامت محسوس کرتے ہیں ان کے ذہن میں انقلاب جلوہ افروز ہوتا ہے وہ اللہ کی حاکمیت کے تصور سے خود کو تبدیل کرنے کی جانب راغب ہوتے ہیں اور اللہ کے وعدوں کو سچا گردانتے ہوئے کہ اللہ پاک یقیناً ایمان والوں کو فتح وکامیابی سے نوازتا ہے وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں پناہ لیتے ہیں۔

معلوم ہوا دین اسلام میں تقلید کا تصور نہیں ہے ہر انسان غور وفکر کے بعد اپنا راستہ متعین کرے اگر کسی ایسے شخص پر جو شرک میں ڈوبا ہوا ہے اسلام کی قبولیت کے آثار نمایاں نظر آئیں کہ وہ حق وصداقت کی جستجو میں دلیل کا مطالبہ کرتا ہے تو ہم اسے کچھ عرصہ تک اسی کیفیت پر رہنے دیں گے اگر وہ غور وفکر کے بعد اسلام کی حق وصداقت کو صحیح باور کرتے ہوئے قبول کرتا ہے تو نہایت بہتر ہے اور اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور وفکر کے بعد بھی حق وصداقت سے روگردانی کرتا ہے تو اس کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی اور اسے محفوظ جگہ پر بھجوایا جائے گا۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُولِهٖٓ اِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۷﴾ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُونَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُونَ ﴿۸﴾ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹﴾ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: کیسے مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے پیغمبر کے نزدیک استوار رہ سکتا ہے البتہ جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام (بیت اللہ) کے پاس عہد کیا ہے، اگر وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) استقامت اختیار کریں تو تم بھی ان کے ساتھ استقامت اختیار کرو بلاشبہ اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔ کیسے (ان سے عہد پورا کیا جائے جب کہ ان کا حال یہ ہے) کہ اگر انہیں تم پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ تمہارے بارے میں کسی قرابت، نہ کسی عہد کا خیال کریں گے وہ تمہیں اپنی باتوں سے تو خوش کرتے ہیں جب کہ ان کے دل (ان باتوں کا) انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر فسق وفجور کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں بلاشبہ وہ کام برے ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ وہ کسی ایمان دار کے بارے میں کسی رشتہ داری اور عہد کا خیال نہیں رکھتے ہیں اور یہ لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

لغوی تحقیق: اِلًّا قرابت، مادہ (ال ل) ہے، راغب کے نزدیک اس سے مراد ہر وہ تعلق ورشتہ ہے جو عہد، قرابت، جوار یا باہم حلیف ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس کا پاس کرنا اور اسے ملحوظ رکھنا ہر معاشرہ کیلئے ضروری ہوتا ہے، اَلَّ فِي سَيْرِہٖ جلدی جلدی یا بسرعت چلا، اَلَّ لَونُهٗ اس کا رنگ نکھر گیا یا چمک اٹھا، اَلَّ بآواز بلند دعا مانگی، دراصل اس کے مادہ میں چار مختلف معانی ہیں، سرعت، چمک، آواز کا بلند کرنا اور فساد یا بگاڑ، فِي اَسْنَانِهٖ جَلَلٌ وَاَلَلٌ اس کو کہتے ہیں جس کے دانت خراب ہو گئے ہوں، الالال عرفات کے ایک پہاڑ کا نام ہے، مجاہد وشعبی نے اس آیت کی تفسیر میں اِلًّا کو عہد کے معنی میں استعمال کیا ہے، اس آیت میں مشرکین مکہ کی اخلاقی حالت کا بیان ہے کہ یہ لوگ اسلام دشمنی میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں نہ تو دین ومذہب کی عائد کردہ پابندیوں کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ رشتہ وتعلق کی ان نوعیتوں کا ہی پاس کرتے ہیں جو باہمی قرابت کی وجہ سے کسی معاشرے میں ابھرتی اور مقبول ہوتی ہیں۔ (لسان القرآن ص ۱۰۴)

بلاغت: ﴿عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُولِهٖ﴾ اس آیت مبارکہ میں عِنْدَ اللّٰهِ کے بعد رَسُولِهٖ میں لفظ عِنْدَ مکرر ہے مقصود یہ ہے کہ اللہ اور اس کے پیغمبر دونوں کے ہاں الگ الگ مشرکوں کا عہد قبول نہیں ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۲۸۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: اس سے پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ مشرکین سے بیزار ہیں اب انہیں چار ماہ تک زمین پر چلنے پھرنے کی آزادی ہے لیکن چار ماہ کے بعد انہیں شرک سے تائب ہونے کی دعوت دی جائے اگر وہ شرک سے باز نہیں آئیں گے تو ان کا انجام بہت برا ہوگا، جنگ وجدال کی کیفیت واپس لوٹ آئے گی اور شرک کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے، جیل میں محبوس کیا جائے، بہر حال ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے البتہ ان میں سے جو لوگ اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہونا چاہیں کہ وہ آپ سے اللہ کے کلام کو سننا چاہتے ہیں تو انہیں اس مقصد کے پیش نظر پناہ دی جائے اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کا کلام سنیں اس کے بعد اس حقیقت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ جب ان کے ساتھ بائیکاٹ کیا گیا ہے تو اس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے ساتھ دشمنوں کا معاملہ کیا جائے جس طرح وہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں یا ان سے کمتر معاملہ کیا جائے۔

تشریح: شرک کرنے والوں سے مقصود وہ لوگ ہیں جو عہد شکنی کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے بارے میں ہی برأت کا اظہار ہے وگرنہ شرک کرنے والے جب اس عہد کا پاس کریں جو اللہ اور اسی کے پیغمبر کے واسطہ سے کیا گیا ہے، تو اس عہد کا خیال رکھا جائے گا جب تک معاہدہ کی مدت باقی ہے اس مدت میں انہیں قتل کرنا تو کجا ان سے کسی قسم کا تعرض بھی نہیں کیا جائے گا۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: شرک کرنے والوں کے ساتھ کیسے عہد کو پورا کیا جائے جب کہ ان کے دل میں غدر پوشیدہ ہے البتہ وہ لوگ جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا ہے ان سے مقصود بنو کنانہ اور بنو ضمرۃ ہیں اس لئے کہ ان قبائل کا شمار ان لوگوں سے ہے جو معاہدہ پر قائم رہے اور حدیبیہ مقام پر جو معاہدہ رسول اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان قرار پایا تھا اس کے توڑنے میں یہ لوگ شامل نہیں تھے پس تم ان کے بارے میں انتظار کرو انہیں قتل نہ کرو جب تک وہ معاہدہ پر برقرار رہیں معاہد کی خلاف ورزی تمہاری جانب سے نہ ہو۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ: اللہ ان لوگوں کو محبوب جانتا ہے جو معاہدہ کا پاس کریں اور عہد شکنی کا خیال بھی ذہن میں نہ ابھرنے دیں۔

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً: شرک کرنے والوں کا وعدہ اللہ کے پیغمبر کے ہاں پورا نہیں کیا جا رہا ہے وعدہ کی خلاف ورزی کرنا تو ان کا وطیرہ ہے ان کی حالت سے اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان میں تمہارے مقابلہ میں قوت زیادہ ہے اور غلبہ کا احساس اجاگر ہو تو وہ عہد کے توڑنے میں ہرگز اللہ اور کسی قسم کی قرابت کا خیال نہیں کریں گے۔

يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ: مالی کمزوری کی حالت میں وہ لوگ تمہیں پرکشش انداز میں گفتگو کرتے ہوئے دھوکہ دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے وہ تمہیں خوش کر رہے ہیں جب کہ ان کے دل حسد اور دشمنی سے بھرے ہوئے ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ اگر انہیں غلبہ حاصل ہوتا ہے تو عہد شکنی کرتے ہیں اور پختہ قسم کو توڑ دیتے ہیں اور طاقت کے مطابق تمہارے ساتھ بدسلوکی کا مظاہرہ کرتے ہیں، آیت کے آخری جملہ میں ان کی اکثریت کے بارے میں وضاحت ہے کہ وہ عہد شکنی سے خود کو دور نہیں رکھتے ہیں سچائی، وفاداری کی حدود کو پامال کر جاتے ہیں البتہ ان میں کم تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو عہد کی پاسداری کرتے ہیں۔

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا: چونکہ ان میں فطرتی بہترین اوصاف کا فقدان ہے بلکہ عہد کا خیال بھی نہیں رکھتے ہیں جو ان کے ہاں قابل تعریف وصف ہے تو ان دو آیات میں اس کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو تبدیل کیا جن میں ایک اللہ کی عبادت کا حکم تھا اور قیامت کے قائم ہونے کا اثبات تھا اس کے پس منظر میں انہوں نے دنیوی لذات کے حصول کے لئے مال و دولت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراوانی سے حاصل کیا اور اسلام کے احکام پر عمل پیرا نہ ہوئے جب کہ مال و دولت کو بقاء نہیں ہے بخلاف اس کے کہ اعمال صالحہ کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ آخرت میں ملتا رہے گا اس لئے اس کو بقاء حاصل ہے، خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خرید کیا اور ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو ترجیح دی اور اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے ارشادات سے روگردانی کی۔

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً: کفر کے سبب کسی بھی مومن کے قتل کے بارے میں ہرگز کسی قرابت کا خیال نہیں رکھتے ہیں نہ کسی وعدہ کی پاسداری کا انہیں خیال ہے بلکہ یہ لوگ تو ظلم کے آخری نکتہ سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ کفر سے توبہ کریں پھر ایمان کے ساتھ وابستہ رہیں اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کے ساتھ اپنی دینوی اور اخروی زندگی کو تابناک بنائیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں پھر وہ دین کے لحاظ سے تمہارے بھائی ہیں اور ہم ان لوگوں کے لئے آیات کو واضح کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی قسموں کو عہد کے بعد توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو تم کفر کے آئمہ کے ساتھ لڑائی کرو بلاشبہ ان کی قسموں کا ہرگز اعتبار نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ وہ (اپنی حرکات سے) رک جائیں۔

لغوی تحقیق: نَكَثُوْٓا توڑ ڈالیں، مادہ (ن ک ث) ہے، اَلنَّكْثُ کے معنی کمبل یا سوت ادھیڑنے کے ہیں اور یہ قریب قریب نَقض (توڑنا) کے ہم معنی ہے اور بطور استعارہ عہد شکنی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اَلنِّكثُ، اَلنَّكِيْثَةُ یہ دونوں کلے اَلنِّقضُ اَلنَّقِيْضَةُ کے معنی میں ہیں، اور نَكِيْثَةٌ ہر اس مشکل معاملہ کو کہتے ہیں جس میں لوگ عہد و پیمان توڑ ڈالیں، اَلایمَانُ کا واحد اَلْيَمِيْنُ ہے اس سے مقصود معاہدات ہیں دراصل یمین کا معنی دایاں ہاتھ ہے چونکہ معاہدات کرنے والوں میں سے ہر شخص اپنا دایاں ہاتھ دوسرے شخص کے داہنے ہاتھ میں رکھتے ہوئے پختہ عہد کرتا ہے اس لئے اس کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۹۴۱)

تشریح: قبل ازیں اس حقیقت کو آشکارا کیا جا چکا ہے کہ مشرک لوگوں کا ایمان والوں کے ساتھ ہرگز دوستانہ تعلق نہیں، وہ تو ایک دوسرے کے دشمن ہیں ہاں اگر مشرک لوگ جن سے لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ شرک سے باز آجائیں اور اللہ تعالیٰ، اس کے پیغمبر پر ایمان لے آئیں، فرض نمازوں کو ان کے شرائط اور ارکان کو بجالاتے ہوئے ادا کریں اور جو مال نصاب کو پہنچ چکا ہے اس سے زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں ان کو اسلام کے سبب وہی فوائد اور سہولتیں حاصل ہوں گی جو تمہیں حاصل ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو تم پر عائد ہوتی ہیں نتیجۃً اس اخوت اسلامی کے پیش نظر ان کے دلوں سے وہ تمام کدورتیں نکل جائیں گی جو اسلام قبول کرنے سے پہلے ان میں موجود تھیں اس اسلامی رشتہ کو مزید اجاگر کرنے کے لئے حکم دیا گیا کہ وہ مساجد میں دن رات کے لمحات میں پانچ بار حاضر ہوں اس طرح باہمی میل جول سے نہ صرف یہ کہ تعارف میں مزید اضافہ ہوگا بلکہ آپس میں مودت و محبت کے داعیہ میں نکھار رونما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا اور جب مالدار شخص صدقات وزکوٰۃ کے مال سے اپنے غریب محتاج بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کرے گا تو اس سے مزید قابل رشک محبت ومودت کا انمٹ رشتہ استوار ہوگا، اسلامی معاشرہ پر جنت نظیر کا گمان ہوگا جبکہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے وہ ان سعادتوں سے محروم تھے بلکہ آپس میں جنگ وجدال اور قتل وغارت کا بازار سرگرم رہتا تھا ان احکام کے حقائق کے فلسفہ سے وہی لوگ مستفید ہوسکیں گے جن میں شعور وآگہی کے تصورات کارفرما ہوں گے۔

وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ : اگر یہ لوگ اس عہد کو توڑ دیں جس عہد کے پورا کرنے کا معاہدہ ان کے داہنے ہاتھوں نے کیا ہے اور تمہارے دین کو معیوب قرار دیں اس کا استہزاء اڑائیں بلکہ لوگوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اللہ کے پیغمبر اور قرآن پاک کے بارے میں طعن وتشنیع کریں جیسا کہ دور جاہلی کے شعراء نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی جن کے خون گرانے کو نبی اکرم ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تو ان حالات میں تمہارے لئے ان سے لڑائی کرنا ضروری ہے یہ لوگ کفر کے لیڈر ہیں اور کفر کے جھنڈے کا تحفظ کرنے والے ہیں وہ اپنے خیال میں خود کو سرفہرست سمجھتے ہیں ان باغیوں سے جنگ کرنا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنا ضروری ہے ان کی قسم کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں یہ چرب لسان لوگ ہیں دھوکہ بازی ان کا وطیرہ ہے ان کی زبان ان کے دل کی ترجمان نہیں ہے جب بھی انہیں دھوکہ بازی کے لئے موقع میسر آئے گا تو اسے غنیمت سمجھ کر اپنی کمینگی، دشمنی کا ثبوت بہم پہنچائیں گے۔

لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ : آپ ان سے مقاتلہ کریں شاید تمہارے مقاتلہ سے وہ کفر سے باز آجائیں اور عہد شکنی، جنگ وجدال سے دور رہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دلیرانہ جملہ کہ میں ان لوگوں سے لڑائی کروں گا جو اقامت نماز اور اداء زکوٰۃ میں فرق روا رکھیں گے، اللہ کی قسم! اگر اونٹ کے گھٹنہ بندکی رسی جسے وہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے مجھ سے روک لیں گے تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا، نیز اس آیت میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ دشمن کے ساتھ جہاد کی غرض وغایت نفس امارہ کا تقاضا نہ ہو یا دنیوی مال ومتاع کا حصول مقصود نہ ہو بلکہ انتقام بھی پیش نظر نہ ہو یہ اسلام کا شاندار امتیازی فیصلہ ہے کہ لڑائی تو ایک ضرورت کی حد تک ہو کہ باطل سرنگوں ہو جائے اور حق کا بول بالا ہو۔

اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَهُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوۡهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَ يَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَيَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: تم ایسے لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے ہو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور انہوں نے اللہ کے پیغمبر کو (وطن سے) نکالنے کا منصوبہ بنایا اور انہوں نے تمہاری (مخالفت میں) ابتدا کی، کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ جب کہ اللہ زیادہ لائق ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم ایماندار ہو۔ تم ان سے لڑائی کرو اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دے گا انہیں رسوا کریگا ان پر تمہیں غالب کرے گا اور ایمانداروں کے دلوں کے (دکھوں کو) دور کرے گا۔ اور ان کے دلوں کے غصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ختم کرے گا اور اللہ جس کے بارے میں چاہے گا اس کی جانب رجوع کرے گا اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے کفر کے سرغنہ لیڈروں کے قتل کا حکم دیا ہے اور اس سبب کو واضح کیا ہے جس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے پر ابھارا اور اللہ کے علم میں ہے کہ ایمانداروں کے ذہن میں یہ خلش موجود ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے اور ایمانداروں کو ہرگز خطرہ نہیں کہ وہ اب ان پر غلبہ حاصل کر سکیں گے بلکہ دوسری جانب سے وہ پر امید ہیں کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے ہی ہیں نیز منافقین میں کچھ لوگ اس ذہن کے ہیں جو کفار کے سامنے اسلام کو خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے بلکہ چاہتا ہے کہ جزیرۂ عرب کو شرک کی خرافات اور بت پرستی کی میل کچیل سے پاک صاف کر دیا جائے، مزید برآں ایمان والوں کو نفاق اور اس میں مضمرات دیگر بیماریوں سے تحفظ عطا کیا جائے ان مقتضیات کے سبب دوبارہ ان دلائل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں سے نبرد آزما ہونا ضروری ہے جو عہد شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں لڑائی کا بازار گرم رکھتے ہیں بلکہ ان کی جانب سے ہی لڑائی کا آغاز ہوتا ہے انہوں نے اللہ کے پیغمبر کو مکہ مکرمہ سے نکالنے یا جیل میں محبوس کرنے یا پھر اسے موت کے گھاٹ اتار دینے کا منصوبہ بنایا۔

تشریح: انہوں نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے تار پود بکھیر دیئے جس میں انہوں نے نہایت وثوق کے ساتھ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ دس سال تک جنگ وجدال نہ کرنے پر معاہدہ کیا تھا اس کے نتیجہ میں دونوں فریق امن وآشتی کی فضا میں زندگی بسر کریں گے اور اپنے اپنے دینی معاملات کے ادا کرنے میں آزاد ہوں گے لیکن اس معاہدہ پر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ کفار مکہ نے اپنے حلیف بنوبکر قبیلہ کی بنوخزاعہ کے خلاف بھرپور مدد کی جب کہ بنوخزاعہ قبیلہ کے لوگ معاہدہ میں رسول اکرم ﷺ کے حلیف تھے، ہوا یہ کہ بنوبکر قبیلہ کے لوگوں نے رات کی تاریکی میں مکہ کے قریب ھیجر نامی تالاب کے نزدیک بنوخزاعہ قبیلہ پر بلہ بول دیا بنوبکر کا یہ اقدام عہد شکنی کا نہایت انوکھا، گھبراہٹ ناک منظر تھا جب رسول اکرم ﷺ کو اس عہد شکنی کی خبر پہنچی تو آپ نے نہایت حساس انداز میں اس حملہ پر غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہوئے گرجدار آواز میں یہ جملہ دہرایا کہ اس کیفیت میں اگر میں تمہاری مدد نہیں کرتا ہوں تو مجھے ہرگز نصرت الٰہیہ حاصل نہ ہو آپ نے اس جملہ کو دہراتے ہوئے سن آٹھ ہجری میں مکہ کی جانب ان سے باہم دست وگریبان ہونے کے لئے پیش قدمی فرمائی۔

کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ کو ان کے وطن مکہ مکرمہ سے دیس نکالا دینے کے عزم کا اظہار کیا یا پھر آپ کو جیل میں محبوس کر دیا جائے تا کہ آپ کی رسالت کے اثرات آپ کی باتیں کہیں بھی پہنچنے نہ پائیں یا آپ کے قتل میں قریش کے مختلف قبائل سے کچھ افراد کا انتخاب کیا جائے جو لحظہ بھر میں سبھی کے سبھی آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں اس طرح آپ کا خون مختلف قبائل میں منقسم ہو کر رہ جائے گا اس کے نتیجہ میں آپ ﷺ کے خون کا مطالبہ ایک گھمبیر مسئلہ کی صورت اختیار کر جائے گا اور آپ ﷺ کے خون کا بدلہ لینا ممکن نہ رہے گا، سورۃ الانفال میں ارشاد الٰہی اس کی جانب اشارہ کر رہا ہے ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (الانفال: ۳۰) ''اور اس وقت کو یاد کرو جب کفار مکہ آپ کے بارے میں پوشیدہ تدبیروں میں لگے ہوئے تھے کہ تجھے گرفتار کریں یا تجھے قتل کریں یا تجھے ملک سے نکال دیں اور وہ اپنی پوشیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی پوشیدہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی ذات پوشیدہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے"

کفار نے غزوۂ بدر میں ایمان والوں کے ساتھ جنگ کا آغاز کیا حالانکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ان کا تجارتی قافلہ دشمن کی دسترس سے محفوظ نکل گیا ہے انہوں نے قافلہ کے تحفظ کے باوجود اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم اس وقت تک واپس وطن نہیں لوٹیں گے جب تک کہ ہم محمد (ﷺ) اور اس کے رفقاء کا استیصال نہیں کر لیتے ہیں ہم اس پر ہی اکتفاء نہیں کریں گے بلکہ بدر میں کئی روز تک اقامت گزیں رہیں گے وہاں شراب کا دور چلے گا اور لونڈیوں کا ڈانس ہو گا۔

اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ : ان دلائل کے ذکر کرنے کے بعد جن میں حکم دیا گیا ہے کہ تم نے مشرکین کے ساتھ جنگ و جدال کو جاری رکھنا ہے ان سے ہرگز ڈرنا نہیں ہے تمہیں ان سے ڈرتے ہوئے اور بزدلی اختیار کرتے ہوئے ہرگز خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے جبکہ اللہ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ تمہارے دل پر اللہ کا خوف غالب ہو وہ شخص جو صحیح معنی میں مومن ہے وہ صرف اور صرف اللہ ہی سے ڈرتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں نفع، نقصان ہے اللہ پاک کی مشیت کے بغیر کوئی شخص کسی کو فائدہ، نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بہر حال اللہ کا خوف دیگر لوگوں کے خوف سے غالب ہو، اس آیت میں واضح اشارہ موجود ہے کہ مومن شخص تو سبھی لوگوں سے زیادہ دلیر بلند ہمت اور اللہ کی ذات کے علاوہ ہرگز کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔

قَاتِلُوۡهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ : قبل ازیں کفار کے ساتھ لڑائی کو دلائل کی روشنی میں واجب قرار دیا ہے اور اس راہ میں جو شبہات اذہان میں گردش کر رہے تھے انہیں لایعنی قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ نصرت الٰہیہ تمہارے شامل حال رہے گی اور تمہیں کفار پر غلبہ حاصل رہے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے ہمارے احکام پر عمل کرتے ہوئے کفار کیساتھ لڑائی کو جاری رکھنا ہے اگر تم لڑائی کرتے رہو گے تو اللہ انہیں تمہارے ذریعہ عذاب میں گرفتار کرے گا اور تمہیں ان پر غلبہ عطا ہو گا تم ان کی گردنوں کو ان کے تن سے جدا کرو گے تمہارے نیزوں اور تیروں سے ان کے سینے چھلنی ہوں گے اور قتل سے محفوظ رہنے والے ذلت کے ساتھ تمہارے قیدی بنیں گے تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو گا پھر وہ کبھی بھی تمہارے مقابلہ میں نہیں آئیں گے چنانچہ غزوۂ بدر کے بعد ان میں ہمت نہ رہی کہ وہ پہلے حملہ آور ہوتے اور اللہ نے تمہارے دلوں میں جو اذیت تھی جس کے ختم کرنے کی تم میں صلاحیت نہ تھی اس سے تمہیں شفا عنایت کی اور کامیابی کے سبب دلوں کا غصہ ختم ہو گیا اور کچھ کو توبہ کی توفیق میسر آئی۔ (المراغی ج ۴ ص ۵۵)

مولانا ابوالکلام آزاد کی وضاحت: آیت نمبر ۷ سے آیت نمبر ۱۳ تک یہ حقیقت واضح کی ہے کہ دشمنوں کی پے در پے عہد شکنیوں اور ظلم و عداوت کی انتہا نے کس طرح اس اعلان جنگ کو ناگزیر کر دیا تھا فرمایا جن لوگوں نے بار بار عہد کئے اور بار بار خلاف ورزی کی اور پھر صلح حدیبیہ کا آخری عہد بھی اس ظالمانہ طریقہ پر پامال کیا اب ان کا عہد کیوں کر عہد سمجھا جا سکتا ہے ہاں جو فریق اس عہد پر قائم رہے تو یقیناً ان کا عہد اپنی جگہ قائم ہے اسلام کسی حال میں بھی بدعہدی کو جائز نہیں قرار دے سکتا فرمایا ان کی دلی عداوت کا یہ حال ہے کہ اگر اب بھی قابو پا جائیں تو ایک مومن کو زندہ نہ چھوڑیں اگر ایسے لوگوں کے خلاف اعلان جنگ نہ کیا جاتا تو نتیجہ یہ نکلتا کہ مسلمان دائمی خطرہ میں رہتے اور ان کا سکون ہمیشہ کے لئے غارت ہو جاتا۔

آیت نمبر ۱۳ میں فرمایا یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کی ابتدا کس نے کی؟ کس نے مظلوموں کو جلاوطنی پر مجبور کیا؟ اور کون فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوا؟ یہی لوگ تھے جو سب کچھ کرتے رہے اب اگر ہم ان کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں تو اس کی ذمہ داری انہی پر ہے۔ (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۷۷، ابوالکلام آزاد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع

ترجمہ: کیا تمہارا خیال ہے کہ تم (ایسے ہی) چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ان لوگوں کو ابھی معلوم ہی نہیں کیا ہے جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے اور اللہ اور اس کے پیغمبر اور ایمان (والوں کے سوا کسی کو) اپنا پوشیدہ دوست نہیں بنایا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔

لغوی تحقیق: وَلِیْجَۃً مادہ (ول ج) ہے وَلِیْجَۃُ دَخِیْلٌ وہ شخص جو کسی قوم میں داخل ہو لیکن اس قوم سے نہ ہو اس کا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو منافق یا مشرک ہو، راز داری میں غلط کردار ادا کرتا ہو اس کا مترادف بِطَانَۃٌ استعمال ہوتا ہے یعنی راز دار، واحد جمع دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

تناسب: اس آیت سے قبل آیات میں مشرکین کی کیفیت کو بیان کیا گیا تھا کہ وہ اپنے مذہب کی آڑ میں ایمان والوں کے ساتھ جنگ و جدال کر رہے ہیں جب کہ ایمان داروں کا ان کے ساتھ مقاتلہ اس مضبوط دینی بنیاد پر ہے کہ ایمان دار واقعتاً آپس کی اس لڑائی میں راہ صواب پر ہیں اب اس کے بعد ایمان والوں کا جہاد کے بارے میں امتحان لیا جا رہا ہے اور ان کے اخلاص کو پرکھا جا رہا ہے کہیں ان میں اسلام کے حقوق کی ادائیگی میں ضعف و اضمحلال کی کیفیت تو نہیں ہے اور مصالحت کی جانب تو ان کا رجحان نہیں ہے اس لئے کہ جہاد میں نہ صرف یہ کہ مالی قربانی کو بطیب نفس پیش کرنا ضروری ہے بلکہ جان کی قربانی کیلئے میدان جہاد میں جاں فروشی و جاں نثاری کی ایسی مثال تاریخ اسلامی کے صفحات پر ثبت کرنا ہوتا ہے کہ آنے والے خوش نصیب ان کے اسوۂ حسنہ میں اپنی پیاری جان کو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے نچھاور کرتے ہوئے انمٹ نقوش چھوڑ جائیں۔ (غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَاَدْخَلَهُمْ بِحَبُوحَةِ الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰی)

تشریح: مسلمانوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے اگرچہ ان میں مخلص جاں نثار قسم کے لوگ ہیں جب کہ بہرصورت ان میں منافق بھی ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی آمیزش ہے اس لحاظ سے وہ بیمار ہیں ان کے بارے میں اس تصور کو غلط قرار نہیں دیا جا سکتا ہے کہ وہ میدان جہاد میں منافقت کے پیش نظر سستی، کاہلی کا مظاہرہ کریں گے اس لئے مخلص لوگوں کو نہایت پامردی کے ساتھ میدان جہاد میں مردانگی کے جوہر دکھانے میں ہرگز سستی، کاہلی کا شائبہ تک بھی نہ آنے پائے اس کے ساتھ ساتھ دشمن کے حملہ سے بے خوف بھی نہیں رہنا چاہیے بلکہ ان کے بارے میں اس خطرہ کو دماغ سے ہرگز نہیں نکالنا چاہئے کہ عین ممکن ہے کہ وہ غفلت کے عالم میں عہد شکنی کرتے ہوئے تمہارے کیمپ پر بھرپور حملہ کریں اس سے پہلے بھی تو ان کا منافقانہ کردار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور پھر کیا وہ تمہارے اسلام میں طعن و تشنیع سے رک گئے ہیں اور کیا انہوں نے دین اسلام کی مخالفت میں لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے سے روکنے میں بھرپور تحریک نہیں چلا رکھی ہے؟

دوسری جانب تمہیں منافقین سے بھی بے خوف نہیں رہنا چاہیے تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جنگ تبوک میں سب منافقین کی عدم شرکت کا کوئی عذر نہ تھا ان کے علاوہ ان لوگوں میں سے جو افراد لشکر میں شامل تھے ان کا لڑائی میں شرکت سے باز رہنے کا کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز نہ تھا کیا تم اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ خیال کرتے ہو کہ تمہیں بلا آزمائش چھوڑ دیا جائے گا اور تم کسی فتنہ سے دوچار ہونے سے محفوظ رہو گے اور مخلص لوگوں کو کہا جائے گا کہ انہوں نے مشرکین کے ساتھ ہرگز دوستانہ روابط قائم نہیں کرنے ہیں جو اللہ کے ساتھ اس کے ماسوا کو شریک بنا کر اللہ کیساتھ جنگ کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبر کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کی دعوت کو روکنے میں پورا زور صرف کرتے ہیں اور وہ ایمان والوں کیساتھ جنہیں انصار اللہ کا لقب عطا ہو چکا ہے جنگ کرتے ہیں اور جب تک منافقین کی خفیہ سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں کو طشت از بام نہیں کیا جائیگا جن کے سبب وہ ان لوگوں کو اسلام کی نعمت سے محروم کرنے کیلئے پورا زور صرف کرر ہے ہیں جو اسلام کی حقانیت وصداقت کے قبول کرنے کے قریب پہنچ چکے ہیں جیسا کہ ہر دور میں منافقین کا یہی وطیرہ رہا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَایَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (ال عمران:۱۱۸) ''اے مسلمانو! تم اپنے سوا سے پوشیدہ دوست نہ بناؤ وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کرنے میں کچھ کمی کوتاہی نہیں کریں گے وہ تمہیں تکالیف میں مبتلا کرنے کو دوست رکھتے ہیں بے شک ان کے مونہوں سے دشمنی ظاہر ہے اور جو ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ بہت سخت ہے ہم نے تمہارے لئے آیات کو واضح کر دیا ہے اگر تم سمجھدار ہو''

وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ: اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے جو اب کرر ہے ہو اور جو مستقبل میں کرو گے اور جو زمانہ ماضی میں کئے ہیں تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں آزمائش سے پہلے ہی چھوڑ دیا جائے گا ہرگز نہیں! بلکہ منشاء خداوندی یہ ہے کہ وہ راست باز لوگوں کو ان لوگوں سے الگ کرنا چاہتا ہے جن کا باطن فساد انگیزی کے باعث تاریک ہو چکا ہے اور ان کے دوستانہ مراسم کفار کے ساتھ ہیں ان دونوں کے درمیان بالفعل امتیاز قائم کرنا چاہتا ہے اللہ کی ذات تمہارے اعمال سے باخبر ہے اس ذات سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(المراغی ج۴ص۵۸)

مَاكَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: شرک کرنے والوں کیلئے ہرگز درست نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد کو آباد کریں (جبکہ) وہ اپنی ذات کے بارے میں کفر کا اعتراف کرر ہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے اعمال رائیگاں گئے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بلاشبہ اللہ کی مساجد کو آباد کرنے والا تو وہ ہے جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا سے ڈر نہ رکھا پس ان سے امید ہے کہ وہ راہ ہدایت پانے والوں میں سے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْمَسْجِدُ کا واحد اَلْمَسْجِدُ ہے، سجدہ کرنے کی جگہ، بعد ازاں اس کا اطلاق اس گھر پر ہوتا ہے جس میں ایک اللہ کی عبادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے جب کہ مساجد کی آبادی سے مقصود مساجد میں عبادت کے لئے اقامت اختیار کرنا یا مساجد کی خدمت کرنا، انہیں پاک صاف رکھنا، ان کی مرمت کرانا وغیرہ ہے۔

تناسب: فتح مکہ سن ۸ ہجری کے بعد جب مشرکین کے تصرف سے مسجد الحرام کو آزادی کا شرف حاصل ہوا اور اس کی حدود سے بتوں کو نکال باہر کیا گیا اس کے بعد ضروری تھا کہ بیت اللہ کو شرک کرنے والے لوگوں کی عبادت سے بھی پاک صاف کیا جائے چنانچہ سن ۹ ہجری میں آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءۃ کے ساتھ بھیجا کہ وہ ایام حج میں بالخصوص ۱۰ ہجری کو اعلان کریں کہ اس سال کے بعد مشرکین کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوں اور کوئی شخص اپنا لباس اتار کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتا اس حکم میں تاخیر کا سبب یہ تھا کہ فتح مکہ سے پہلے کچھ کفار کا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ تھا کہ کسی فریق کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روکا نہیں جائے گا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا مناسب نہیں تھا اسی لئے پہلے سن ۹ ہجری کے سال معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان کیا گیا، مزید برآں سن ۸ اور ۹ ہجری میں ان لوگوں کو اس لئے بھی روکنا مشکل تھا کہ انہیں بہت پہلے روکنا چاہیے تھا لیکن اگر وہ دور دراز کا سفر کر کے آئیں تو اس وقت ان کو روکنا مناسب نہیں، مزید برآں فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے بیت اللہ کی حرمت کو واشگاف الفاظ میں ثابت فرمایا کہ حرم پاک میں لڑائی کرنا حرام ہے میرے لئے خاص طور پر صرف ایک ساعت کے لئے لڑائی کو جائز قرار دیا گیا اس کے بعد اس کی حرمت پہلے کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گی نہ مجھ سے پہلے اس میں لڑائی کرنے کو کبھی جائز قرار دیا گیا اور نہ قیامت تک کسی کے لئے اس میں لڑائی برپا کرنا جائز ہے اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا احترام باقی ہے، چنانچہ آیت نمبر ۲۸ میں واضح طور پر اعلان موجود ہے ملاحظہ فرمائیں: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴾ ''ایمان والو! بلاشبہ شرک کرنے والے ناپاک ہیں پس وہ اس سال (نو ہجری) کے بعد مسجد الحرام کے قریب نہ جائیں اور اگر تمہیں فقر و فاقہ کا ڈر ہو تو مستقبل قریب میں تمہیں اللہ پاک اپنے فضل سے مالدار بنا دے گا بلاشبہ اللہ کو سب چیزوں کا علم ہے اور اس کے سبھی کام حکمت والے ہیں''

تشریح: مشرکین کی شان کے لائق ہی نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مساجد کو آباد کریں ان میں مسجد الحرام بھی داخل ہے، مسجد الحرام کی آبادی یہ ہے کہ اس میں خشوع و خضوع کی کیفیت کے ساتھ اللہ کی عبادت میں انہماک اختیار کیا جائے نیز آبادی سے مقصود بیت اللہ کی خدمت بھی ہے کہ اس کو صاف ستھرا رکھا جائے لیکن اگر مشرکین اس کے حج، عمرہ، کے لئے آئیں تو بحالت کفر اب انہیں مسجد الحرام کی زیارت کی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ ان کی زبان سے کفر کے کلمات نکلتے ہیں بلکہ وہ عملاً بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے بھیک طلب کرتے ہیں ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں انہیں اپنا سفارشی سمجھتے ہیں ان کے قریب سے گزرتے وقت سجدہ کرتے ہیں اور ان کی زبان پر لبیک کے کلمات میں بھی شرک کی آمیزش ہے جب وہ کہتے ہیں اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں البتہ تیرا ایک شریک ہے کہ تو اس کا مالک ہے اور وہ مالک نہیں ہے گویا کہ وہ لوگ توحید کے ساتھ شرک کی آمیزش کرتے ہیں وہ تو اپنے کفر کا واضح طور پر اعتراف کر رہے ہیں تو ہرگز جائز نہیں کہ شرک کرنے والوں کو مساجد کی تولیت سپرد کی جائے البتہ مساجد کی تعمیر میں اگر آپ کسی کافر شخص کو بطور مزدور کے کام پر لگاتے ہیں کہ وہ تعمیر کا کام سرانجام دے یا دروازے کھڑکیاں وغیرہ کی تیاری کے کام میں اسے لگایا جائے تو کچھ حرج نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ : مشرک لوگ جو اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اگر وہ مسجد الحرام کی تعمیر میں مال خرچ کرتے ہیں، حجاج کو پانی پلاتے ہیں تو ان کے یہ سب اعمال رائیگاں ہیں انہیں ان کا ہرگز ثواب حاصل نہیں ہوگا، ظاہر ہے اعمال کے اجر و ثواب اور قبولیت کے لئے ایمان باللہ ایمان بالرسالت کا ہونا ضروری ہے۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ : مساجد کی تعمیر تو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جن کا اللہ کی ذات پر ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اسی پر بھروسہ کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے دن پر بھی ان کا ایمان ہے جس دن تمام بندوں کا محاسبہ ہوگا اور اعمال کا بدلہ ملے گا نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے اور مال سے زکوٰۃ کو الگ کر کے مستحقین میں تقسیم کیا جائے جب مال نصاب کے مطابق ہو لیکن ادائیگی میں صرف اللہ کا خوف دامن گیر ہو، ریا کاری مقصود نہ ہو، ہرگز ادنیٰ سا لالچ بھی ذہن میں نہ آئے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔

فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ : جن اوصاف کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے بارے میں پر امید رہنا چاہیے کہ انہیں ہدایت یافتہ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل ہو گیا ظاہر ہے کہ مساجد تو اللہ کی عبادت کیلئے قرار گاہیں ہیں انہیں ان کے اعمال کا بدلہ قیامت کے دن عطا ہوگا وہ جنات میں خوش و خرم رہیں گے اور ان کی زندگی ہمیشہ کیلئے ہے انہیں ہرگز فنا نہیں ہے، ذہن نشین کریں کہ مساجد کی تعمیر کے فضائل میں کثرت کیساتھ احادیث مروی ہیں ارشاد نبوی ہے ''جس شخص نے اللہ کی رضا کے حصول کیلئے مسجد کی تعمیر کی اللہ اسے جنت میں محل عطا فرمائیں گے'' (صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۴، صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ۶۵، صحیح ابن ماجہ کتاب المساجد باب ۱، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ۱۳۴، سنن نسائی کتاب المساجد باب ۱، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الصلوٰۃ ۷، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰)

بخاری، مسلم میں ایک عورت کا ذکر ہے جو مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہو گئی آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ عورت ان دنوں نظر نہیں آ رہی ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ تو فوت ہو گئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے فوت ہونے کی مجھے اطلاع کیوں نہ دی تا کہ میں اس کا نماز جنازہ ادا کرتا اب مجھے اس کی قبر کی نشاندہی کریں چنانچہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے وہاں آپ نے نماز جنازہ ادا کی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ۷۲، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ۲۳، صحیح ابی داؤد کتاب الجنائز باب ۶۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۳۲، ارواء الغلیل ج ۳ ص ۱۸۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۸۸)

لمحہ فکریہ! موجودہ دور میں بعض مساجد میں کھلے بندوں شرک کیا جاتا ہے اور اولیاء اللہ کو مختار کل گردانا جاتا ہے ان کے نام پر نذرانے دیئے جاتے ہیں اگرچہ نمازوں کی ادائیگی کے آغاز میں زبان سے نیت کے الفاظ میں اس جملہ کو زبان پر لایا جاتا ہے کہ میں چار رکعت فرض نماز اللہ کیلئے ادا کر رہا ہوں لیکن عملاً شرک کا بازار گرم ہے اللہ پاک اس قسم کے نام کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ کی عبادت میں ہی نہیں بلکہ تمام معاملات میں خود کو شرک و بدعت سے تحفظ عطا کریں ورنہ شرک کے سبب تمام اعمال رائیگاں چلے جائیں گے ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (الکہف: ۱۰۳، ۱۰۴) ''آپ کہیں! کیا ہم تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر نہ دیں جو اعمال کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی کوششیں بے کار چلی گئیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو اس شخص (کے عمل) کے برابر باور کرلیا ہے جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظلم کرنے والوں کو راہ ہدایت کی توفیق عطا نہیں فرماتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کے درجات بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔ ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت اور خوشنودی کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسے باغات کی کہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ﴾ میں صنعت کی تشبیہ ہے، اس آیت میں انکار کیا گیا ہے کہ مشرکین کو ایمانداروں کے مشابہ قرار دیا جائے اور ان کے ضائع ہونے والے اعمال کو ایمان والوں کے ان اعمال کے ساتھ تشبیہ دی جائے جو اعمال قائم اور دائم ہیں اس کیفیت کے اظہار میں ایمان دار شخص کی حالت کو عظیم قرار دیا ہے اس وجہ سے کہ اس میں ایمان کا وصف موجود ہے۔

(اعراب القرآن ج۵ ص۳۰۴)

سِقَايَةَ الْحَآجِّ سے مقصود حجاج کو زم زم کا پانی پلانا ہے کہ حج کے دنوں میں پلایا جائے یا جب بھی پلایا جائے چونکہ آب زمزم کی تولیت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی تھی اور وہ زندگی بھر اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے اور کبھی سِقَايَةَ سے مقصود بیت اللہ کی تولیت اور دربانی بھی مقصود ہوتی ہے، چنانچہ مسجد الحرام میں ایک جگہ متعین تھی جہاں عباس بن عبدالمطلب اس ذمہ داری کو زندگی بھر نبھاتے رہے، خیال رہے کہ آب زم زم کے پلانے اور بیت اللہ کی دربانی دو ایسے شرف ہیں جو قریش کو دور جاہلیت میں حاصل تھے اسلام نے حسب سابق ان کے ہی سپرد کر دیئے، حدیث میں وارد ہے ''جاہلیت کی عظمتوں کو میرے آنے کے بعد ختم کر دیا گیا ہے البتہ حجاج کو آب زم زم کے پلانے کا شرف اور بیت اللہ کی دربانی کا شرف اب بھی باقی ہے''۔

(دارمی کتاب الدیات باب ۲۴، مسند احمد ج۲ ص۱۱، تفسیر المراغی ج۴ ص۶۲)

تناسب: ان آیات سے پہلے جو مضمون بیان ہوا تھا اس کی تکمیل ان آیات سے ہو رہی ہے کہ بیت اللہ کی آبادی کا شرف صرف اہل اسلام کو حاصل ہے اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ بیت اللہ کی آبادی اور حجاج کو پانی پلانا نہایت افضل عمل ہے۔

شان نزول: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں چند احباب کی معیت میں اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ہاں پہنچا جو منبر کے قریب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے ہوئے تھے، مجلس کے شرکاء میں سے ایک شخص نے کہا مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اسلام کے شرف کے ساتھ مشرف ہونے کے بعد حجاج کو آب زم زم کے پلانے کی سعادت کے حصول کے علاوہ کوئی اور کام کروں، دوسرے شخص نے کہا مجھے مسجد الحرام کی تعمیر اس کی خدمت زیادہ محبوب ہے، تیسرے شخص نے کہا ان سب کاموں میں سے افضل کام جہاد فی سبیل اللہ ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتوں کو غور سے سنا اور انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا تمہارے لئے ہرگز درست نہیں کہ تم منبر نبوی کے قریب بیٹھ کر اونچی آوازیں نکالو! یہ واقعہ جمعہ کے دن ظہور پذیر ہوا تھا میں نے انہیں آگاہ کیا جمعۃ المبارک سے فارغ ہو کر میں اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں پہنچوں گا آپ سے اس کے بارے میں فتویٰ طلب کروں گا جس کے بارے میں تمہاری آراء مختلف ہیں چنانچہ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے بعد وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ سے استفسار کیا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۲۹، مسند احمد ن ۴ص ۲۶۹ تفسیر المراغی ج ۴ص ۶۳ تفسیر ابن کثیر ج ۲ص ۵۳۵)

تشریح: آیت مبارکہ میں مخاطب وہ ایمان دار لوگ ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا کہ کون سا عمل زیادہ فضیلت کا حامل ہے اس سلسلہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ آب زم زم کا پلانا، مسجد الحرام کی تولیت کی فضیلت کے لحاظ سے ان لوگوں کے برابر نہیں ہیں جو اللہ کی ذات پر ایمان لاتے ہیں قیامت کے وقوع کا اقرار کرتے ہیں، جہاد فی سبیل اللہ میں بخوشی شریک ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ شرف کے لحاظ سے ان لوگوں کا مقام بلند ہے ہرگز دونوں برابر نہیں ہیں۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ : اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم کرنے والوں کو اعمال کے لحاظ سے حق وصداقت کی جانب نہیں پہنچاتا ہے اور ان کا ظلم تو انتہا درجہ کا قبیح ہے کہ وہ بیت اللہ کے پتھروں کی خدمت اور بیت اللہ کی دربانی اور حجاج کو آب زم زم کے پلانے کو ایمان باللہ کی عظیم نعمت سے فضیلت عطا کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایمان باللہ ایسا اونچا وصف ہے جس کے باعث نفس امارہ کو شرک اور خرافات کی آلودگیوں سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور ایمان بالآخرت کے وصف سے نفس امارہ کو ظلم، سرکشی سے تنفر حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایمان کا داعیہ تیز ہو جاتا ہے ریاکاری اور فخر ومباہات سے تنفر کا داعیہ کارفرما ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت کا تصور اس قدر جنوں کی کیفیت اختیار کرتا ہے کہ نہ صرف مال کی قربانی بلکہ پیاری جان کی قربانی کرنے کا انمٹ تصور گردش کرنے لگ جاتا ہے تاکہ حق وباطل کے معرکہ میں حق وصداقت کو کامیابی حاصل ہو۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا : وہ خوش نصیب ایماندار لوگ جنہوں نے نہ صرف ہجرت کے شرف کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا بلکہ جہاد میں نہ صرف اپنی جان کی قربانی کو بطیب خاطر پیش کیا بلکہ اپنے مال کو بھی پرکاہ کی حیثیت دیتے ہوئے اللہ کی رضا کے حصول کے لئے پیش کرنے میں ان کے دل میں تردد کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ظہور پذیر نہ ہوا، دین اسلام کی برتری کے لئے ان کی مجنونانہ کیفیت کے پیش نظر اللہ پاک نے انہیں کامیابی وکامرانی کا سرٹیفکیٹ عطا کرتے ہوئے فرمایا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ بس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیابی سے ہم کنار ہیں لیکن جن مسلمانوں میں یہ اوصاف عملاً ظہور پذیر نہیں ہو پاتے ہیں اگرچہ وہ حجاج کی خدمت میں آب زم زم پیش کرتے ہیں، مسجد الحرام کی آبادی میں نہایت جانفشانی کے ساتھ محو ناؤنوش رہتے ہیں ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ : پروردگار عالم ان اوصاف کے حاملین لوگوں کو اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان سے اور موت کے وقت فرشتوں کی زبان سے اپنی رحمت کے ان پر سایہ افگن ہونے اور ان پر اپنی خوشی کے اظہار کا اعلان فرماتے ہیں نیز انہیں ایسے باغات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہائش ملے گی جس میں ہمیشہ ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ انعامات الٰہیہ سے محظوظ ہوتے رہیں گے حقیقت یہ ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ عظیم نعمتیں ہیں اعمال صالحہ میں سے سب سے مشکل کام ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ ہے ان دونوں پر انہیں جو اجر عظیم عطا ہو گا اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کو معلوم ہے کسی انسان میں اس کی کیفیت کمیت بیان کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنتیوں کو مخاطب کریں گے تو وہ جواب دیں گے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، پھر اللہ پاک ان سے استفسار کریں گے کیا تم خوش و خرم ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم خوش کیوں نہیں ہوں گے جب کہ تو نے ہمیں جن انعامات سے نوازا ہے ان سے تو نے کسی کو بھی نہیں نوازا ہے، اس جواب کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں تمہیں اس سے بھی زیادہ افضل انعام سے نوازتا ہوں وہ استفسار کرتے ہوئے اللہ رب العالمین سے ہم کلام ہوں گے وہ کیا انعام ہے؟ جو اس سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرمائے گا میں تم پر اپنی خوشنودی کو اتار رہا ہوں اس کے بعد میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۳۸ صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۹۷، صحیح ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ۱۷، مسند احمد ج ۳ ص ۸۸)

آیت نمبر ۱۷ کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا نقطہ نظر: اس آیت کا سلسلہ بیان ایک دوسرے معاملہ کی طرف متوجہ ہوا ہے جس کا اس موقع پر اعلان کیا گیا تھا اور جو فی الحقیقت اس صورت حال کا لازمی نتیجہ تھا یعنی خانہ کعبہ کی مستقل حیثیت، فرمایا! یہ پرستاران توحید کی عبادت گاہ تھی اور اب آئندہ بھی ان کے لئے ہی مخصوص رہے گی، مشرکوں کو یہ حق نہیں کہ اسے اپنے مشرکانہ اعمال و رسوم سے ملوث کریں چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ سن ۹ ہجری کے حج میں علی رضی اللہ عنہ نے جن امور کا اعلان عام کیا ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک خانہ کعبہ میں قدم نہ رکھ سکے گا اور اسی حکم کی یہ تمہید ہے جو آیت مذکورہ سے شروع ہوئی ہے۔

قریش مکہ کو خانہ کعبہ کی مجاوری اور حاجیوں کے کاروبار کے منصرم ہونے کا بڑا غرور تھا اور جب ایک جماعت اعتقاد و عمل کی حقیقت سے محروم ہو جاتی ہے تو اسی طرح کی رسوم و مظاہر کو ہر طرح کی بزرگی و سعادت کا ذریعہ سمجھنے لگتی ہے چنانچہ آج کل مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کسی بزرگ کی سجادہ نشینی، کسی مزار کی مجاوری، کسی زیارت گاہ کا متولی ہونا جو اثر و رسوخ رکھتا ہے وہ بڑے سے بڑے اور بہتر سے بہتر مومن و متقی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا، ایک صالح متقی مسلمان کو کوئی نہیں پوچھے گا لیکن ایک فاسق فاجر مجاور متولی درگاہ کی ہزاروں آدمی قدم بوسی کریں گے، یہاں اسی گمراہی کا ازالہ کیا ہے فرمایا اصل نیکی یہ نہیں کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی سبیل لگا دی یا خانہ کعبہ میں روشنی کر دی اصل نیکی تو اس کو ہے جو ایمان لایا اور جس نے اعمال حسنہ سرانجام دیئے۔ (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۷۹۔ ۸۰)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو تم انہیں اپنا دوست نہ بناؤ اور تم میں سے جو شخص ان کو دوست بنائے گا تو یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہارا مال جس کو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے رہائشی مکانات جو تمہیں پسند لگتے ہیں یہ سب چیزیں اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو پھر تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ تو فاسقوں کو کامیابی سے ہم کنار نہیں کرتا ہے۔

لغوی تحقیق: اِقْتَرَفْتُمُوهَا جس مال کو تم نے کمایا ہے، مادہ (ق ر ف) ہے، اَلْقَرْفُ وَالْاِقْتِرَافُ کے اصل معنی درخت سے چھال اتارنے کے اور زخم سے چھلکا کریدنے کے ہیں، اور جو چھال یا چھلکا اتارا جاتا ہے اسے قِرْفٌ کہا جاتا ہے اور بطور استعارہ اِقْتَرَفَ کمانے کے معنی میں ہے، خواہ وہ کسب اچھا یا برا ہو، لیکن اس کا بیشتر استعمال برے کام کرنے کے لئے ہوتا ہے، محاورہ ہے اَلْاِعْتِرَافُ يُزِيْلُ الْاِقْتِرَافَ ''کہ اعتراف جرم جرم کو مٹا دیتا ہے'' قَرَفْتُ فُلَانًا بِكَذَا میں نے فلاں پر تہمت لگائی، رَجُلٌ مُقْرِفٌ دوغلا آدمی، قَارَفَ فُلَانٌ اَمْرًا اس نے برے کام کا ارتکاب کیا۔ (مفردات امام راغب ص ۲۴۳)

تناسب: قبل ازیں وضاحت گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا پیغمبر مشرکین سے برأت کا اعلان فرما چکے ہیں نیز دور جاہلیت میں کئے گئے معاہدات کو بھی کالعدم قرار دیا جا چکا ہے کہ اب ان کے ساتھ ہرگز کسی قسم کا معاہدہ اور تعلق نہیں ہے، اس اعلان سے معاشرہ میں کچھ کمزور ایماندار لوگوں پر یہ فیصلہ دشوار گزرا بالخصوص وہ ایماندار لوگ جن کا ایمان ابھی مضبوط نہیں تھا انہیں پریشانی لاحق ہوئی ان میں ان نومسلم افراد کی کثرت تھی جن کو نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر آزاد کر دیا تھا، اصل کمزوری کا سبب یہ تھا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کے تعلقات مشرکین قرابت داروں کے ساتھ تھے ان کے تعاون سے وہ خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے اب اسلام لانے کے بعد یکسر حالات تبدیل ہو گئے تو اللہ نے ان کی کیفیت کو بھانپ کر واضح کیا کہ اب ایمان کی سعادت کے حصول کے بعد ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیا جا رہا ہے کہ تم نے کفار رشتہ داروں کے ساتھ محبت، دوستی، صلہ رحمی کو بالکل ختم کرنا ہے اور اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ محبت کو تفوق عطا کرتے ہوئے ان کی دوستی کو ختم کرنا ہے، مزید برآں باپ، بیٹے، بھائی، بیوی، خویش و اقارب، مسکن اور مال کی محبت پر اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ محبت کو اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ کو مزید اجاگر کرنا ہے۔

تشریح: ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم نے ان والدین اور بھائیوں کو اپنا حلیف نہیں بنانا ہے اور ان کے ساتھ دوستانہ مراسم نہیں رکھنے ہیں ان کی کسی لڑائی میں تم نے ان کی معاونت نہیں کرنی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تم ان کی وجہ سے کفار کی مدد کر رہے ہو یا ایمان والوں کو خفیہ چالوں سے تم انہیں خبردار کر رہے ہو اور ایمان والوں کی قوت اور استعداد کے پردہ کو چاک کر رہے ہو، ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی فوجی طاقت، اسلحہ کے ذخائر سے کفار کو معلومات بہم پہنچانے سے مشرکین اپنی فوجی قوت میں برتری رونما کرنے کے لئے درپردہ کوشاں رہیں گے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی شوکت اور دبدبہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے کیا اس تاریخی واقعہ سے انکار ممکن ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ بدری صحابی جسے اپنے قرابت داروں کی محبت نے اکسایا جس کے نتیجہ میں اس نے مشرکین مکہ کی جانب خفیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام بھجوایا کہ نبی ﷺ نے مکہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے اس خفیہ پیغام رسانی سے اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ میرے اس احسان کے سبب میرے ان قرابت داروں کے ساتھ ان کا حسن سلوک رہے گا جو وہاں اقامت پذیر ہیں چنانچہ سورۂ ممتحنہ کا نزول اس واقعہ کے سبب ہوا جس میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمنوں کے ساتھ ہرگز رشتہ موالات قائم نہ رکھیں۔

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ : اور جو شخص ان کی اس کیفیت پر ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتا ہے تو اس وصف کے لوگ نہ صرف یہ کہ اپنی ذات پر ظلم کر رہے ہیں بلکہ اسلامی برادران پر بھی ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں جب کہ ان کے ساتھ تو دشمنی رکھنی چاہیے تھی، سورۂ ممتحنہ کی آیت نمبر ۸۔۹ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ان دونوں آیات میں یہی مضمون بیان ہوا ہے، معلوم ہوا مومن شخص صحیح معنی میں مومن تب کہلا سکتا ہے جب اس کی محبت اللہ تعالیٰ اس کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ ہو، والدین، اولاد تمام لوگوں سے زیادہ ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۸، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱۶، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۹، سنن نسائی کتاب الایمان باب ۱۹، مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۷، ج ۴ ص ۲۳۶، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۶)

نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ محبت کے پیش نظر جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ بھی انتہائی وابستگی ہو، ارشاد نبوی ہے جب تم خرید و فروخت میں اسلامی بیوع کے علاوہ بیع عینہ کو اختیار کرو گے، (اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے سامان کو متعین قیمت کے ساتھ وقت مقرر تک فروخت کیا پھر اس نے اس سے اس کو کم قیمت کے عوض خرید لیا یہ شرعاً ممنوع ہے) یعنی اس میں مشغول ہو جاؤ گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑو گے کھیتی باڑی کو پسند کرو گے اور جہاد فی سبیل اللہ سے روگردانی کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا جس سے تمہیں نجات حاصل نہ ہوگی جب تک کہ تم دین اسلام کی جانب صحیح طور پر واپس نہیں آ ؤ گے۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الاجارۃ باب ۲۰، احادیث الصحیحۃ ح ۱۱، الکنیٰ للدولابی ج ۲ ص ۶۵، الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۲۵۶، **البیهقی فی سنن الکبریٰ ج ۵ ص ۳۱۶، مسند احمد ج ۲ ص ۴۲، مسند ابن عمر ج ۱ ص ۲۰۲ للطرسوسی، الحلیۃ لابی نعیم ج ۱ ص ۲۱۳)**

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ : اے محمد (ﷺ)! آپ انہیں آگاہ کریں اگرچہ تم دنیوی ساز و سامان اور محبوب افراد، والدین، بیٹوں، بیویوں، قبیلوں، مال و دولت اور تجارت کو اللہ پاک اور اس کے پیغمبر (ﷺ) کی محبت پر برتری عطا کرتے ہو، جہاد فی سبیل اللہ پر ان کو فوقیت دے رہے ہو جبکہ جہاد فی سبیل اللہ پر تمہیں آخرت میں ہمیشہ متنوع سعادتوں سے ہم کنار ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے تو تم اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تم پر جلد یا بدیر آ کر رہے گا، ذہن نشین کریں اللہ پاک کی جانب سے وعید کا زبردست انداز اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ جب دین اسلام اور دنیا کے مصالح میں ٹکراؤ ہو رہا ہے تو اس وقت ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیوی مصالح کو پس پشت ڈال کر دینی مصالح کو بطیب نفس قبول کرے اور اپنے دامن کو ان سے بھرے جس آیت کی تفسیر پیش کی جا رہی ہے اس میں آٹھ نہایت محبوب اور افضل چیزوں کا تذکرہ ہے۔

اولاً: بیٹوں کی اپنے باپ سے طبعی محبت ہے ظاہر ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے بیٹا اگر زیادہ نہیں تو اپنے باپ کی بعض صفات کے ساتھ بلحاظ وراثت کے موصوف بھی ہوتا ہے چنانچہ اہل عرب بازاروں اور حج کے موسم میں مختلف مقامات میں اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو فخریہ انداز میں بیان کرتے تھے، ترغیب کے انداز میں ارشاد الٰہی کا مفہوم ملاحظہ کریں: ﴿**فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا**﴾ (البقرۃ: ۲۰۰) ''پس جب تم اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو تو تم وادی منیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کا ذکر اس طرح کرو جیسا کہ تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ''

ثانیاً: باپ کی محبت بیٹے کے ساتھ طبعی ہے لیکن باپ کی محبت بیٹے کے ساتھ زیادہ مضبوط ہوتی ہے بنسبت بیٹے کی محبت کے جو باپ کے ساتھ ہے باپ کی کیفیت تعجب خیز ہے کہ وہ بیٹے کی زندگی پر اسی طرح حریص دکھائی دیتا ہے جیسا کہ اپنی زندگی پر حریص ہے بلکہ اس سے زیادہ کیفیت بھی دیکھنے میں آئی ہے چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ وہ خود کو عمدہ اور لذیذ چیزوں سے محروم رکھتا ہے اپنے پر بیٹے کو ترجیح دیتا ہے، مزید برآں اولاد کی تعلیم وتربیت کے لئے خود کو مشکلات کے بھنور میں ڈال دیتا ہے اس لئے کہ وہ اس کی امیدوں کو برلانے کا ذریعہ ہوتی ہے بلکہ اس کی خوشگوار زندگی کی علامت ہوتی ہے ارشادِ ربانی ہے: ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ (الکھف:۴۶)
''مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں''

اس کے بعد بھائیوں کے ساتھ محبت کی وابستگی کا ذکر ہے اس محبت کی بنیاد بھائیوں کا زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا ہے حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کا سلیم الفطرت ہونا اس حقیقت کا متقاضی ہوتا ہے کہ وہ اپنے مادرزاد بھائی کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرتا ہے بلکہ بھائیوں کو اپنی جان اور اولاد کے برابر حیثیت دیتا ہے اپنے سے عمر میں بڑوں کی عزت کرتا ہے اور اپنے سے چھوٹوں کے سر پر دستِ شفقت رکھتا ہے بلکہ اگر بھائی ابھی صغرسنی میں تھا کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے تو بھائی اپنے بھائی کی تربیت اپنے بیٹوں کی طرح کرتا ہے۔

خاوند بیوی کی محبت نے ان دونوں کو ایک بنادیا ہے کسی ایک کا وجود دوسرے فرد کے وجود کے بغیر غیر مکمل ہے دونوں باہم مل کر اپنے جیسے انسان کو جنم دیتے ہیں ان کے بعد قبائلی تعلق، مال ودولت، تجارت اور رہائشی مکانات کا تذکرہ ہے ان کی محبت اللہ اور اس کے پیغمبر کی محبت پر فائق نہ ہو بلکہ ان سب پر اللہ اور اس کے پیغمبر کی محبت فائق ہو اس لئے کہ اللہ نے آپ کو اپنے فضل اور احسان کے ساتھ عدم سے وجود عطا کیا اور دنیوی انعامات سے نوازا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ اخلاق وآداب میں سب سے برتر، اونچے مقام پر فائز تھے آپ ﷺ تو دونوں جہانوں کی رحمت اور ہدایت کے مینار تھے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ : اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت سے ہم کنار نہیں کرتا ہے جو شریعت کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں ان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے اور ان میں عقل کی روشنی باقی نہیں رہتی، جہالت اور تقلید کے اندھیرے میں حیران پھرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی محبت پر قرابت داروں اور مال ومتاع اور تجارت کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں ان کا شمار فساق کے زمرہ میں ہوتا ہے، البتہ جو لوگ اللہ کے فرائض کو اللہ کے حکم کے مطابق ادا کرتے ہیں اور منہیات سے دور رہتے ہیں تو انہیں وہ مقام حاصل ہوگا جس کا اشارہ ایک حدیثِ قدسی میں ہے، ملاحظہ فرمائیں ''میرا بندہ کس طرح میرا تقرب حاصل کرسکتا ہے کہ اس پر جن فرائض کی ادائیگی کو میں نے لازم کردیا ہے ان کی ادائیگی میں کمی بیشی نہ کرے میرا بندہ نوافل ادا کرکے میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے''
(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۳۸، الاربعین للنووی ص ۸۷ ح ۳۸، مسند احمد ج ۶ ص ۲۵۶، المراغی ج ۴ ص ۷۰)

ذہن نشین کریں اللہ کی محبت اور اس کی معرفت کا ذریعہ یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ اللہ کے ذکر میں محو رہا جائے قرآن پاک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مضامین میں تدبر کیا جائے اور شریعت کے احکام کے مطابق خود کو رواں دواں رکھنے کا التزام ملحوظ خاطر رہے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں محو رہنے سے مقصود اللہ پاک کی پیدا کردہ مخلوقات میں اللہ کی صنعت گری کا بغور جائزہ لیا جائے اور اللہ کی قدرت، اس کی حکمت اور اس کی رحمت کے بحر بیکراں میں مستغرق رہے۔ (المراغی ج۴ ص۶۶۔۶۸)

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے تمہیں بہت سے مقامات میں (فتح و نصرت) سے نوازا اور (جنگ) حنین کے دن بھی جب تمہاری تعداد کی کثرت نے تمہیں عُجب میں مبتلا کیا تو تمہاری کثرت نے تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تمہارے لئے تنگ ہوگئی بالآخر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور ایمانداروں پر اپنی جانب سے دلی سکون کو بھیجا اور ایسی فوجوں کو اتارا کہ تم انہیں دیکھ نہیں رہے تھے، اور ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور یہی ہے بدلہ ان لوگوں کا جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ جس پر چاہے گا اپنی رحمت کے ساتھ لوٹ آئے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

لغوی تحقیق: اَلْمَوَاطِن اس کا واحد اَلْمَوطِن ہے، مقصود انسان کی قرارگاہ، اقامت گاہ، لیکن آیت مبارکہ میں لڑائی کے مقامات ہیں، حُنَین ایک وادی کا نام ہے جو طائف سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھی اس مقام میں برپا ہونے والی جنگ کا نام جنگ اوطاس اور جنگ ہوازن ہے۔ (المراغی ج۴ ص۷۰)

تناسب: قبل ازیں ذکر شدہ دو آیات میں کفار کے ساتھ قرابت داری سے روکا گیا تھا اور جو لوگ ان کے ساتھ تعلقات وابستہ رکھنے سے باز نہیں آئے تھے انہیں اللہ پاک کے عذاب سے خوفزدہ کیا گیا تھا جب کہ ان دو آیات میں دلیل ذکر کی گئی ہے کہ قبل ازیں جن کاموں سے روکا گیا تھا ان کے منکر ہونے میں ہرگز شک نہیں، تمہیں کفار کے ساتھ قرابت داری کے تعلقات کو ختم کرکے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کو وابستہ رکھنا ہے، مزید برآں جہاد فی سبیل اللہ کو کفار کے خلاف جاری ساری رکھنا ہے جہاد فی سبیل اللہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرتے ہیں چنانچہ نہایت واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات میں ایمان والوں کو غلبہ عطا کیا ہے لیکن غلبہ کی بنیاد قبائلی عصبیت، مال کی فراوانی نہیں، نہ سامان حرب کی فراہمی میں بے پناہ مشغولیت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ صحابہ کرام کو اللہ کے پیغمبر کی راہ نمائی میں فتح و نصرت سے نوازا ہے جس پیغمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انہیں دین اسلام سے روشناس فرمایا لیکن حنین کی جنگ میں ان کا شکست سے دوچار ہونا دراصل اللہ کی جانب سے ان کی آزمائش تھی جب انہوں نے اسلامی لشکر کی کثیر تعداد کے باعث فخر کیا، بعدازاں انہیں اپنی خصوصی عنایت سے نوازا تاکہ وہ اس حقیقت کو سمجھیں کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی عنایت معنوی قوت کے ساتھ ظہور پذیر ہوا کرتی ہے افرادی کثرت کا اس میں دخل نہیں ہوتا ہے۔

تشریح: ھوازن قبیلہ کے لوگوں کو جب یہ خبر پہنچی کہ مکہ پر اسلامی جھنڈا لہرا رہا ہے تو ھوازن قبیلہ کے لیڈر مالک بن عوف نصری نے انہیں اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ اسلحہ کے ساتھ ساتھ مال مویشی بلکہ بیوی بچوں کو بھی ہمراہ رکھا جائے اس طرح نشاط میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ میدان جنگ میں اس سے رعب اور دبدبہ میں اضافہ ہوگا ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی وہ اوطاس وادی میں اترے اس دوران رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو جاسوس کی حیثیت سے بھیجا اس نے تمام حالات کا جائزہ لے کر آپ کو مطلع کیا بعدازاں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا عزم کیا آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ سے عاریتاً زرعیں حاصل کیں اور ربیعہ مخزومی سے چالیس ہزار درھم قرض لیا واپسی پر آپ نے قرض ادا کر دیا اور اس کے اہل وعیال اور مال ودولت میں برکت کی دعا کی نیز آپ ﷺ نے فرمایا قرض وعدہ کے مطابق ادا کرنا چاہیے اور قرض دینے والے کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی اور روانہ ہونے کے وقت مکہ مکرمہ پر عتّاب بن اسید کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اس سفر میں آپ کے ساتھ بعض جنگل کے رفقاء نے ایک درخت دیکھا جس کا نام ذات اَنواط تھا دور جاہلیت میں کفار سال میں ایک بار اس کی تعظیم کے لئے آتے تھے تو آپ کے بعض رفقاء نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! ہمارے لئے ذات انواط جیسا مقدس مقام مقرر کریں اس پر آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لئے معبود بنائیں جیسا کہ ان کے لئے معبود ہیں تم جاہل لوگ ہو تم پہلے لوگوں کی روش پر چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی جنگلی جانور کے سوراخ کا تعاقب کریں گے تو تم بھی کرو گے۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۵۰، صحیح مسلم کتاب العلم باب ۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۱۷، ترمذی کتاب الفتن باب ۱۶، مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۸، ضلال الجنۃ ح ۷۶)

وہاں سے آپ حنین مقام میں پہنچے جب کہ حنین وادی کے دونوں کناروں میں ھوازن چھپے ہوئے تھے انہوں نے یک بارگی مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس کے نتیجہ میں اکثریت شکست خوردگی کے عالم میں پیچھے ہوگئی البتہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اہل بیت سے علی رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ وغیرہ ثابت قدم رہے عورتوں میں سے ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی ثابت قدم رہیں اس کے ہاتھ میں خنجر تھا آپ ﷺ جس خچر پر سوار تھے اس کا نام دلدل تھا اس جنگ میں علی رضی اللہ عنہ نے چالیس کفار کو قتل کیا اس جنگ میں چار ہزار افراد قیدی ہوئے۔ (تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۹۶۔۹۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سی جنگوں میں فتح ونصرت سے نوازا ہے جب تم دشمن کی فوج کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے میں نہایت وثوق کے ساتھ میدان جنگ میں کود پڑے دونوں جانب سے نیزہ بازی، تلوار زنی، تیراندازی زوروں پر تھی تمہاری آرزو تھی کہ اس جنگ میں حق کو غلبہ حاصل ہو تاکہ دین اسلام کو پوری قوت کے ساتھ پھیلا جائے، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عہد نبوت میں کفار کے ساتھ لڑائیوں کی تعداد اکیس ۲۱ ہے ان میں سے آٹھ جنگیں ایسی ہیں جن میں رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے جنگ بدر کے علاوہ احد، احزاب، بنوالمصطلق، خیبر، مکہ، حنین، اور طائف کی جنگیں ہیں، جبکہ عہد رسالت میں محدود دستوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکل میں جن کو کفر کی سرکوبی کیلئے بھیجا گیا ان کی تعداد چھتیس ۳۶ ہے البتہ بعض دستوں میں عملاً جنگ نہیں ہوئی لیکن کوئی جنگ ایسی نہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کامیابی حاصل نہ ہوئی ہو، البتہ جنگ احد میں اولاً صحابہ کرام کو کامیابی حاصل ہوئی بعدازاں دشمن کو ان پر غلبہ حاصل ہوا جب انہوں نے جنگ کے قائد کے حکم کی مخالفت کی کہ تیراندازوں کی پشت پر کمک موجود رہنی چاہیے تھی لیکن کامیابی کی کیفیت دیکھتے ہی انہوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اسی طرح جنگ حنین میں دوران جنگ صحابہ کرام شکست سے دوچار ہوئے بالآخر انہیں مکمل کامیابی حاصل ہوئی۔

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ : جنگ حنین میں بھی تمہیں بالآخر کامیابی کے ساتھ ہمکنار کیا اور آغاز جنگ میں جب تم اپنی تعداد کی کثرت پر فخر کر رہے تھے تم تعداد میں بارہ ہزار تھے اور کفار کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی اس نمایاں فرق کے سبب تم میں سے ایک شخص کی زبان پر یہ کلمہ آیا کہ آج کے دن ہم قلیل تعداد کے سبب شکست سے دوچار نہیں ہوں گے اس شخص کا یہ کلمہ آپ ﷺ پر گراں گزرا، نتیجۃً صحابہ کرام شکست سے دوچار ہوئے اسلام کو ہرگز پسند نہیں کہ لشکر کی کثرت تعداد پر فخر کیا جائے اس بنا پر مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ وہ مستقبل میں کبھی بھی لشکر کی تعداد کی بہتات پر ہرگز فخر نہ کریں، ظاہر ہے کہ لشکر کی تعداد کا زیادہ ہونا کامیابی کے حصول کے لئے ایک مادی سبب تو ہوسکتا ہے حقیقی نہیں ہوسکتا۔

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا : لیکن تعداد کی کثرت کے سبب تم مغرور ہوگئے اس کے سبب تمہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور تم شکست بلکہ رسوائی سے تحفظ حاصل نہ کرسکے میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا تم نے محسوس کیا کہ دشمن سے بھاگ کر ہی نجات حاصل ہوسکتی ہے چنانچہ تم پشت پھیر کر میدان جنگ سے بھاگ گئے تمہاری کیفیت یہ تھی کہ تم بھاگتے وقت خود کو پیچھے موڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ : جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولاً شکست سے دوچار ہوئے تو اس کے سبب رسول اکرم ﷺ کو شدید غم لاحق ہوا لیکن جلد ہی نہ صرف یہ کہ آپ کا غم جاتا رہا بلکہ آپ کے مزاج میں پیش قدمی، بہادری اور ثابت قدم رہنے کا جذبہ اجاگر ہوا آپ کی رفاقت میں صحابہ کرام نے بھی آپ کی کیفیت دیکھ کر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا بلکہ آپ کی خچر جس پر آپ سوار تھے اس کا انہوں نے آپ کو تحفظ عطا کرنے کے لئے گھراؤ کیا جلد ہی ان کی گھبراہٹ ختم ہوگئی اور حیرت واستعجاب کی کیفیت نہ صرف یہ کہ ختم ہوئی بلکہ ثابت قدمی اور بہادری کا جذبہ اجاگر ہوا بالخصوص جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ اور آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنا تو آپ ﷺ کی جانب پلٹ آئے اس دوران اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو تسکین پہنچانے کے لئے آسمان سے فرشتوں کی کثیر تعداد کو اتارا لیکن صحابہ کرام فرشتوں کو دیکھ نہیں رہے تھے البتہ ان کے اترنے کے نتیجہ میں صحابہ کرام کے دل مضبوط ہوگئے، پریشانی کافور ہوگئی اور ہمت جواں ہوگئی ثابت قدمی کے نتیجہ میں صحابہ کرام نے کفار پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ ان میں کچھ موت کے گھاٹ اتر گئے اور جو زندہ رہے انہیں قیدی بنالیا گیا اس عبرتناک حملہ کے بعد ہوازن کے قبائل سے جو لوگ زندہ بچے انہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی جانب راہ نمائی کی کہ وہ اسلام کے دامن میں پناہ گزین ہوئے۔

بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اسے مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا بھلا! تم حنین کی جنگ میں راہ فرار اختیار کرگئے تھے اس نے جواب میں اس حقیقت کو واضح کیا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا آپ ﷺ میدان جنگ میں ڈٹے رہے آپ ﷺ نے بھاگنے کا تصور بھی نہیں کیا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہوازن قبیلہ کے لوگ تیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز تھے جب ان کے لشکر سے ہمارا تصادم ہوا ہم نے ان پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ وہ شکست خوردہ ہو گئے ان کی شکست خوردگی کو دیکھ کر صحابہ کرام مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے دشمن نے موقع کو غنیمت سمجھا اور صحابہ کرام پر زبردست تیروں کی بارش کر دی جس کے نتیجہ میں صحابہ کرام میدان خالی چھوڑ گئے اس دوران میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ ابوسفیان نے آپ کی سفید رنگ کی سواری (خچر) کی لگام کو تھام رکھا تھا آپ ﷺ کی زبان پر ذیل کے الفاظ رواں دواں تھے: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبٖ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب) ''میں اللہ کا پیغمبر ہوں اس میں ہرگز جھوٹ کا شائبہ نہیں ہے کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۵۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۳۰، صحیح ترمذی کتاب الجہاد باب ۱۵، مختصر الشمائل ص ۲۰۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۰)

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر شجاعت کے یہ کلمات اس وقت جاری ہوئے جب آپ گھمسان کی جنگ میں میدان جہاد کے بالکل درمیان میں تھے اور آپ کے رفقاء آپ کی رفاقت کو خیر باد کہہ کر اِدھر اُدھر ہو گئے تھے لیکن آپ ﷺ اس گھمبیر کیفیت میں بھی اپنے خچر پر سوار رہے اور خچر بھی کچھ زیادہ تیز رفتار نہ تھا، اس کیفیت میں آپ ﷺ کے دل میں بھاگنے کا خیال تک بھی نہ تھا بلکہ اس ہولناک کیفیت میں آپ ﷺ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ خچر پر سوار رہے اور آپ اسے ان کی جانب چلانے کیلئے ایڑی لگا رہے تھے اور یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر تھے ''میں پیغمبر ہوں اس میں ہرگز جھوٹ نہیں ہے میں تو عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' آپ برابر ان کی جانب اس یقین کیساتھ رواں دواں تھے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا تو اللہ نے صحابہ کرام کی مدد کیلئے فرشتوں کو آسمان سے اتارا اس کے نتیجہ میں ہوازن قبیلہ کے لوگ شکست سے دوچار ہوئے ان کے چھ ہزار افراد قید کر لئے گئے اور مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا گیا اور جو لوگ نومسلم تھے انہیں بھی مال غنیمت سے عطیہ دیا گیا ان کی تالیف قلبی مقصود تھی ان میں سے ہر ایک کو یک صد اونٹ مال غنیمت سے دیا گیا چنانچہ مالک بن عوف نصری کو جو ان کا کمانڈر انچیف تھا اسے بھی یک صد اونٹ کا عطیہ دیا گیا اور اسے اس کی قوم پر رئیس کی حیثیت سے نامزد کیا گیا وہ پہلے بھی اسی منصب پر فائز تھا چنانچہ اسلام لانے کے بعد اس نے نبی اکرم ﷺ کی مدح و توصیف میں ایک قصیدہ پیش کیا اس کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ

فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ مِثْلَ مُحَمَّدٖ

''میں نے تمام لوگوں میں محمد ﷺ جیسا شخص نہ دیکھا ہے نہ سننے میں آیا ہے''

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۰۔۵۴۱، صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۵۵، کتاب الجہاد باب ۵۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۲۷، صحیح ترمذی کتاب الجہاد باب ۱۵، مختصر الشمائل ص ۲۰۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۰)

ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ : جب تم کفار کے ساتھ جنگ سے رک گئے اور جن لوگوں نے تمہارے ہاتھوں قتل ہونا تھا وہ قتل ہو گئے تو لڑائی کے اختتام کے وقت کفار سے جو لوگ زندہ بچ گئے ان میں سے جن لوگوں کے بارے میں اللہ کی مشیت کا فیصلہ تھا کہ وہ شرک سے باز آجائیں گے تو ان کے شرک سے باز آنے پر اللہ تعالیٰ نے ان کے گذشتہ تمام گناہوں کو معاف کر دیا اور ان پر کرم نوازی کرتے ہوئے انہیں جنت میں جانے کا مستحق بنایا جب وہ صدق دل کے ساتھ ایمان لے آئے، ظاہر ہے کہ اللہ پاک کی ذات ان شرک کرنے والوں کو اپنی مغفرت کے ساتھ ڈھانپ لیتی ہے جب وہ شرک سے تائب ہو جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز تھے جب ان کے لشکر سے ہمارا تصادم ہوا ہم نے ان پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ وہ شکست خوردہ ہو گئے ان کی شکست خوردگی کو دیکھ کر صحابہ کرام مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے دشمن نے موقع کو غنیمت سمجھا اور صحابہ کرام پر زبردست تیروں کی بارش کر دی جس کے نتیجہ میں صحابہ کرام میدان خالی چھوڑ گئے اس دوران میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ ابوسفیان نے آپ کی سفید رنگ کی سواری (خچر) کی لگام کو تھام رکھا تھا آپ ﷺ کی زبان پر ذیل کے الفاظ رواں دواں تھے: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابنُ عَبدِالمُطَّلِب) ''میں اللہ کا پیغمبر ہوں اس میں ہرگز جھوٹ کا شائبہ نہیں ہے کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۵۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۳۰، صحیح ترمذی کتاب الجہاد باب ۱۵، مختصر الشمائل ص ۲۰۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۰)

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر شجاعت کے یہ کلمات اس وقت جاری ہوئے جب آپ گھمسان کی جنگ میں میدان جہاد کے بالکل درمیان میں تھے اور آپ کے رفقاء آپ کی رفاقت کو خیر باد کہہ کر اِدھر اُدھر ہو گئے تھے لیکن آپ ﷺ اس گھمبیر کیفیت میں بھی اپنے خچر پر سوار رہے اور خچر بھی کچھ زیادہ تیز رفتار نہ تھا، اس کیفیت میں آپ ﷺ کے دل میں بھاگنے کا خیال تک بھی نہ تھا بلکہ اس ہولناک کیفیت میں آپ ﷺ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ خچر پر سوار رہے اور آپ اسے ان کی جانب چلانے کیلئے ایڑی لگا رہے تھے اور یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر تھے ''میں پیغمبر ہوں اس میں ہرگز جھوٹ نہیں ہے میں تو عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' آپ برابر ان کی جانب اس یقین کیساتھ رواں دواں تھے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا تو اللہ نے صحابہ کرام کی مدد کیلئے فرشتوں کو آسمان سے اتارا اس کے نتیجہ میں ھوازن قبیلہ کے لوگ شکست سے دوچار ہوئے ان کے چھ ہزار افراد قید کر لئے گئے اور مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا گیا اور جو لوگ نو مسلم تھے انہیں بھی مال غنیمت سے عطیہ دیا گیا ان کی تالیف قلبی مقصود تھی ان میں سے ہر ایک کو یک صد اونٹ مال غنیمت سے دیا گیا چنانچہ مالک بن عوف نصری کو جوان کا کمانڈر انچیف تھا اسے بھی یک صد اونٹ کا عطیہ دیا گیا اور اسے اس کی قوم پر رئیس کی حیثیت سے نامزد کیا گیا وہ پہلے بھی اسی منصب پر فائز تھا چنانچہ اسلام لانے کے بعد اس نے نبی اکرم ﷺ کی مدح و توصیف میں ایک قصیدہ پیش کیا اس کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ۔

مَا اِن رَاَیتُ وَلَا سَمِعتُ بِمِثلِهٖ
فِی النَّاسِ کُلِّهِمِ مِثلَ مُحَمَّدِ

''میں نے تمام لوگوں میں محمد ﷺ جیسا شخص نہ دیکھا ہے نہ سننے میں آیا ہے''

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۰۔۵۴۱، صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۵۵، کتاب الجہاد باب ۵۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۲۷، صحیح ترمذی کتاب الجہاد باب ۱۵، مختصر الشمائل ص ۲۰۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۰)

ثُمَّ یَتُوبُ اللّٰهُ مِن بَعدِ ذٰلِكَ عَلٰی مَن یَّشَآءُ : جب تم کفار کے ساتھ جنگ سے رک گئے اور جن لوگوں نے تمہارے ہاتھوں قتل ہونا تھا وہ قتل ہو گئے تو لڑائی کے اختتام کے وقت کفار سے جو لوگ زندہ بچ گئے ان میں سے جن لوگوں کے بارے میں اللہ کی مشیت کا فیصلہ تھا کہ وہ شرک سے باز آ جائیں گے تو ان کے شرک سے باز آنے پر اللہ تعالیٰ نے ان کے گذشتہ تمام گناہوں کو معاف کر دیا اور ان پر کرم نوازی کرتے ہوئے انہیں جنت میں جانے کا مستحق بنایا جب وہ صدق دل کے ساتھ ایمان لے آئے، ظاہر ہے کہ اللہ پاک کی ذات ان شرک کرنے والوں کو اپنی مغفرت کے ساتھ ڈھانپ لیتی ہے جب وہ شرک سے تائب ہو جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! آپ اس حقیقت سے آگاہ رہیں کہ مشرک لوگ پلید (ناپاک) ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ جائیں اور اگر تمہیں فقر وفاقہ کا خطرہ ہو تو تمہیں اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا اگر وہ چاہے گا بے شک وہ علم رکھتا ہے درست کام کرتا ہے۔

لغوی تحقیق: نَجَسٌ پلید، نجاست، پلیدی دو قسم پر ہے، نجاست حسی اور معنوی، نجاست حسی جس کا ادراک حس سے ہو سکتا ہو، نجاست معنوی جس کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہو، چنانچہ نجاست معنوی کے لحاظ سے ہے نَجَسَهُ اس نے اس کو پلید کر دیا نیز اس کے معنی ازالہ نجاست کے لئے بھی آتے ہیں اسی سے تَنْجِيْسُ الْعَرَبِ ہے، بچے کے گلے میں تعویذ لٹکانا تاکہ اس کے سبب شیطان کی نجاست اس سے دور ہو جائے، نیز نَجَسٌ ایسی بیماری کو بھی کہتے ہیں جس کا علاج نہ ہو، اَلْعَيْلَةُ فقر وفاقہ، اَعَالَ الرَّجُلُ جب کسی شخص کے اہل وعیال زیادہ ہوں۔ (مفردات امام راغب ص ۸۹۸)

تناسب: تناسب کے واضح ہونے میں کچھ شک نہیں قبل ازیں بھی مشرکین کے بارے میں احکام پیش کئے جا رہے ہیں۔

شان نزول: جب نبی اکرم ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سن ۹ ہجری میں حج کا امیر نامزد فرمایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے کے لئے نہیں آ سکتا، مزید برآں آپ نے علی بن ابی طالب کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ سن ۹ ہجری کے حج میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں اور حج اکبر کے دن لوگوں پر سورۂ براءۃ کے آغاز میں جو آیات ہیں ان کی تلاوت کرے اور اعلان کرے کہ اب تک کئے گئے تمام معاہدات منسوخ ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبر مشرکین سے مکمل براءۃ کا اظہار کرتے ہیں اس دوران کچھ لوگوں نے مکہ کے باشندوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جب لوگوں کا آنا جانا بند ہو جائے گا تو یقیناً تم معیشت کے فقدان کے سبب قحط سالی کی گرفت میں آ جاؤ گے اس پر اللہ پاک نے انہیں آگاہ کیا کہ تمہیں فقر وفاقہ کا اندیشہ ختم کر دینا چاہیے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل وکرم سے مستغنی فرمائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ۶۷، صحیح مسلم کتاب الحج باب ۷۹، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ا، صحیح ابی داؤد کتاب المناسک باب ۶۶، نسائی کتاب المناسک باب ۱۶۹)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول: وہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین عرب جب بیت اللہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو وہ تجارتی نقطۂ نظر سے اپنے ساتھ خوردنی اشیاء کا ذخیرہ فراہم کر کے لاتے تھے، جب مشرکین عرب کو بیت اللہ کی زیارت سے روک دیا گیا تو مسلمانوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ ہمارے لئے خورد ونوش کا کیا انتظام ہو گا ان کے اس خدشہ کو دور کرنے کے لئے اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا گیا چنانچہ مشرکین کی رکاوٹ کے بعد اللہ نے اس علاقہ کو بارش کے ساتھ سیراب کر دیا جس کے نتیجہ میں فقر وفاقہ کے خدشات کافور ہو گئے، مزید برآں نہ صرف ملک یمن کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے بلکہ ارد گرد کی تمام جوانب سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مشرک لوگ پلید ہیں ان کے عقائد فاسدانہ ہیں وہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جن میں نفع رسانی اور مضرت سے بچاؤ کی قوت نہیں ہے وہ تو بتوں کے بچاری ہیں اور ان کے مذہب کی بنیاد خرافات اور اوھام پر ہے ان کے خوردونوش میں مردار جانور کا گوشت، خون، بھی ہے ان میں بظاہر گندگی بھی ہوتی ہے طبیعت ان کے تناول سے انکار کرتی ہے، مزید برآں وہ جوا اور زنا کو درست قرار دیتے ہیں اور حرمت والے مہینوں کی حرمت اور تقدس کے پامال کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان رذالتوں کے باعث اس سال کے بعد انہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا جائے گا کہ انہیں بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے اور انہیں بیت اللہ کا طواف ننگے بدن کرنے دیا جائے اس لئے کہ حج کے دوران لبیک میں بھی شرکیہ کلمات کو داخل کرتے ہیں اور ان کی عبادت تو سیٹی بجانا اور تالیاں مارنا ہے۔

مسلم شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ''میں جزیرۃ العرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دوں گا جزیرۃ العرب میں صرف اہل اسلام کی رہائش ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ٢٢، صحیح بخاری کتاب البیوع باب ٢٣، کتاب الحرث ج ١ ص ٣١٢ باب ٢٣)

مزید برآں آپ ﷺ نے مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا حکم دیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام سے عہدہ براہ نہ ہوسکے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کردیا۔ (صحیح بخاری کتاب الجزیۃ ج ١ ص ٤٤٦ باب ٦، صحیح مسلم کتاب الوصیۃ ج ٥ ص ٧٤ باب ٥ تفسیر المراغی ج ٤ ص ٧٤، التمہید ج ١٢ ص ١٤، ج ١ ص ١٧٠، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الجہاد ج ٢ ص ١١٨٧ باب ١٠)

بلکہ موطا امام مالک میں ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو مخالف دین باہم دگر نہیں رہ سکتے۔

(مؤطا کتاب الجامع ج ١ ص ٥٥٦ باب ٥، التمہید کتاب المراسیل ج ١٢ ص ١٣، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ٢٠٨)

جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا شیطان ناامید ہوچکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت ہو البتہ اہل اسلام میں جنگ وجدال کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ١٥، صحیح ترمذی کتاب البر باب ٢٥، احادیث الصحیحۃ ح ١٦٠٦)

جب کہ دیگر اسلامی شہروں میں کفار معاہدہ کی بنیاد پر اقامت پذیر رہ سکتے ہیں البتہ کسی مسجد میں وہ بلا اجازت داخل نہیں ہوسکتے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ : اگر تم غلہ وغیرہ کی قلت کا اندیشہ محسوس کرو جب کہ مشرکین جو زراعت پیشہ تھے وہ اپنے کھیتوں سے غلہ کے ذخائر بھیجا کرتے تھے جیسا کہ طائف کے علاقہ کے لوگ اور دیگر کاروباری لوگ بھی اپنا غلہ بھیجتے تھے تو ان کی رکاوٹ کی صورت میں تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے مستقبل قریب میں اللہ تمہیں اپنے فضل وکرم سے مستغنی کردے گا جب کہ اللہ پاک کا فضل وکرم نہایت وسعت کا حامل ہے اور یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پابندی کے بعد پہلے سے کہیں زیادہ مستغنی ہوگئے اس لئے کہ آمدن کے وسائل زیادہ ہوگئے تھے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت ہوا چنانچہ یمن کے باشندے جب اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے حرم پاک کے مکینوں کے لئے فراوانی کے ساتھ غلہ بھیجنا شروع کردیا اور حرم پاک کی جانب غلہ بھیجنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ تھی بھی اطراف سے لوگوں نے نہایت وسعت کے ساتھ خوردونوش کے سامان کو حرم پاک کے مکینوں کی جانب بھیجنا شروع کردیا بلکہ تجارت، زراعت، صناعت کے تمام راستے ہموار ہوگئے جب کہ مکہ مکرمہ کا حصہ بوجہ حجاج کی کثرت اور راستہ کے پرامن ہونے کے سبب دیگر شہروں سے زیادہ بارونق تھا اور ضرورت کا سامان فراوانی کے ساتھ ملتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ : مستقبل میں تمہارے غنا اور فقر کے بارے میں اللہ پاک کی ذات کو ٹھیک ٹھیک علم ہے کہ کس انداز سے میسر آئے گا اور اللہ کا وصف حکیم بھی ہے کہ ہر حکم اور نہی میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور کارفرما ہے جیسا کہ اللہ نے تمہیں مشرکین کیساتھ لڑائی کا حکم دیا جب معاہدہ کی مدت ختم ہوگئی نیز تمہیں آگاہ کردیا کہ اس سال کے بعد مشرکین ہرگز مسجد حرام میں داخل نہیں ہوسکیں گے اور اگر تمہارے برادران اور والدین ایمان پر کفر کو پسند کرتے ہیں تو تم نے ان سے دوستانہ تعلقات استوار نہیں کرنے ہیں۔ (المراغی ج ۴ ص ۷۴)

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّهُمْ صٰغِرُونَ ﴿۲۹﴾ ع

ترجمہ: تم ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے پیغمبر نے حرام قرار دیا ہے ان کو حرام قرار نہیں دیتے ہیں اور ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں وہ سچا دین اختیار نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ ادا کریں اور وہ ذلیل ہوں۔

لغوی تحقیق: اَلْجِزیہ ٹیکس، مادہ (ج ز ی) ہے، اَلْجَزَاءُ کسی چیز کا بدلہ، صلہ، انعام اور سزا، کہا جاتا ہے، جَزَءَ تکَ الجَوَازی تم نے اپنے کئے دھرے کا بدلہ پایا، اَلْجَوَازِی جمع ہے اس کا واحد اَلْجَازِیَۃُ ہے، مَجَازَاۃ بدلہ، یہ لفظ مکافات سے قدرے مختلف ہے مکافات وہ بدلہ ہے جو کسی اچھائی کے مقابلہ میں ہو اور مجازات کا تعلق اچھائی، برائی دونوں سے ہے، اَلْجِزیَۃ اسلامی ریاست کا وہ ٹیکس جو ادا کرکے ذمی ان تمام حقوق کو حاصل کر لیتا ہے جو مسلمان شہری کو حاصل ہیں، مزید برآں جزیہ دینے والا جہاد کی ذمہ داریوں سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے، صٰغِرُوْنَ ذلیل، مادہ (ص غ ر) ہے، اَلصِّغَرُ یہ کبر کی ضد ہے جو ایک دوسرے کے اعتبار سے استعمال ہوتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کے مقابلہ میں صغیر ہوتی ہے اور وہی کسی اور چیز کے مقابلہ میں کبیر ہوتی ہے اور صغر صَغَارًا کے معنی ذلیل کے ہیں جب کہ صَغِیرٌ چھوٹی عمر والا، اس کی ضد اَلْکَبِیْرُ معنی بڑی عمر والا ہے۔ (لسان القرآن ص ۳۴۶ مفردات امام راغب ص ۵۲۰)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرکین کے احکام کو بیان کیا کہ ان کے ساتھ ہرگز کوئی وعدہ نہیں ہے ان کے ساتھ مسلمانوں کی کھلی جنگ ہے اس لئے انہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے بھی روکا جائے اب ان کے بعد اہل کتاب کے بارے میں وضاحت کی جارہی ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے یہاں تک کہ وہ ٹیکس دینے کے لئے خود کو آمادہ کریں، دراصل غزوہ تبوک کے وقت چونکہ رومیوں کے ساتھ اس کا تعلق تھا اور اسلامی لشکر نہایت مشکل اور شدید گرمی کے دور میں تھا اس غزوہ کے لئے نکلے تھے اس طرح منافقین کے نفاق کو ظاہر کرنا مقصود تھا اور ایمان والوں کے خلوص کا امتحان لینا تھا اگرچہ غزوۂ تبوک میں عملاً جنگ نہیں ہوئی۔

یہ حقیقت ہے کہ نبی ﷺ نے جزیرۃ العرب کے باشندوں سے اسلام پر جنگ کی انہیں کھلے لفظوں میں بتایا، اولاً اسلام قبول کرو وگرنہ جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ (الانفال: ۳۹) ''اور کفار کے ساتھ لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ شرک نہ رہے اور دین اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے'' لیکن اہل کتاب کو پابند کیا گیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتے ہیں تو انہیں ٹیکس دینا ہوگا چنانچہ عہد رسالت میں نجران کے عیسائیوں نے ٹیکس ادا کیا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کے دور رسالت میں کفار کے ساتھ جتنی جنگیں لڑی گئی ہیں وہ مدافعت کے انداز کی تھیں جب کہ اسلامی دعوت کی اشاعت سے روکا جا رہا تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اولاً سبھی جنگیں دفاعی انداز کی تھیں بعد ازاں ضرورت کے پیش نظر جنگوں کا آغاز کیا جاتا رہا تاہم اس دور میں بھی اسلام شفقت، رحم دلی اور عدل وانصاف کا عملی نمونہ رہا۔

تشریح: اہل کتاب سے جنگ کرو اس لئے کہ ان میں چار اسباب پائے جاتے ہیں:-

اولاً وہ اسلام کے دشمن ہیں، ثانیاً از بس ضروری ہے کہ انہیں اسلام کے احکام کے مطابق چلنا ہے جب کہ وہ دار الاسلام میں اقامت پذیر ہیں اگر دار الاسلام میں انہیں ہتھیاروں کے اٹھانے کی اجازت دی جائے گی تو پھر دار الاسلام میں وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے خود کو آمادہ پائیں گے اور مسلمانوں کے مخالف گروپ کی معاونت کرنے سے باز نہیں آئیں گے جب کہ مدینہ کے یہودیوں کا کردار آپ ﷺ کے خلاف تاریخ اسلام کا ایسا واقعہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں، ثالثاً آپ ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ ان کے ساتھ معاملات کا فیصلہ ان کی شریعت کے مطابق کیا جائے، رابعاً انہیں اجازت دی گئی کہ وہ اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کرنے کے مجاز ہیں، دراصل یہ چاروں اصول دین الٰہی کے اصول ہیں اور جو لوگ ان اصولوں کی مخالفت کریں ان سے جنگ برپا کی جائے۔

اولاً: ان کا اللہ پر ایمان نہیں ہے قرآن پاک کی شہادت کافی ہے کہ انہوں نے توحید کو ختم کیا اپنے علماء اور صوفیاء کو اپنا رب اور معبود بنایا اور اللہ کے ساتھ تعلق کو ختم کر دیا ان کے علماء اور صوفیاء نے جن عبادات کو مشروع قرار دیا ان کی اتباع کرتے ہوئے ان عبادات کی ادائیگی میں وہ مشغول ہو گئے جن کاموں کو انہوں نے حلال قرار دیا ان کو انہوں نے حلال قرار دیا اور جن کو حرام قرار دیا ان کو انہوں نے حرام قرار دیا گویا کہ انہوں نے علماء اور صوفیاء کو اللہ کا شریک بنایا بلکہ یہودیوں نے اللہ کی الوہیت میں عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا یا اللہ قرار دیا۔

ثانیاً: ان کا قیامت کے وقوع پر یقین نہیں ہے وہ آخرت کی زندگی کو روحانی زندگی قرار دیتے ہیں گویا کہ اس زندگی میں انسان فرشتوں کی مانند ہوں گے جب کہ اسلام اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ انسان کی حقیقت میں ہرگز تبدیلی نہیں اخروی زندگی میں بھی انسان جسم اور روح سے مرکب ہوگا ہر انسان کا جسم اور روح دونوں جسمانی، روحانی لذتوں سے شادکام ہوں گے جب کہ کفار لوگ جسم اور روح کے لحاظ سے عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن یہودیوں، عیسائیوں کے ہاتھوں میں تورات اور انجیل میں واضح طور پر دلائل موجود نہیں ہیں البتہ انسانوں کو موت کے بعد اخروی زندگی میں اٹھائے جانے کے اشارات موجود ہیں۔

ثالثاً: انہوں نے ان چیزوں کو حلال قرار دیا جن کو اللہ اور اس کے پیغمبر نے حرام قرار دیا انہوں نے سودی مال اور باطل طریقہ کے ساتھ مال فراہم کرنے اور اسے اپنے استعمال میں لانے کو حرام قرار نہیں دیا ہے چنانچہ عیسائیوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ اللہ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا لیکن انہوں نے چربی کو پگھلایا اسے فروخت کیا اس کے بدل جو روپیہ ملا اسے اپنے مصرف میں استعمال کیا۔

رابعاً: ان کا دین تقلیدی ہے ان کے علماء اور پادریوں نے اپنی طرف سے تیار کر کے جو دین پیش کیا اس کے وہ پیروکار ہو گئے ان کا دین ہرگز وہ سچا دین نہیں ہے کہ اللہ پاک نے جس کی وحی عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی جانب کی تھی چنانچہ نہ صرف ان کی عبادت بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل شریعت ان کے علماء کی وضع کردہ ہے، اس کی مکمل وضاحت تفسیر اصدق البیان ج ۲ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۳ کی تشریح میں ملاحظہ فرمائیں۔

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ : تم یہودیوں عیسائیوں کے ساتھ لڑائی برپا رکھو جب وہ تم پر زیادتی کریں یا تمہارے دین کے اصولوں کے بارے میں فتنہ پروری کریں جس سے تمہاری سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جائے لیکن اگر وہ مطالبہ کریں کہ ان سے جنگ نہ کی جائے تو اس شرط پر جنگ کو ختم کیا جا سکتا ہے جب وہ جزیہ مالی تاوان دینے پر رضامند ہو جائیں اور تمہاری سیادت کے تابع ہوں اس طرح وہ مسلمانوں کی عادلانہ زندگی کو دیکھ کر امید ہے کہ اسلام کو قبول کریں چنانچہ جب وہ اسلام کے دامن میں آ جائیں گے تو عادلانہ زندگی کا دور دورہ ہوگا اور اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے ٹیکس وصول کیا جائے البتہ ٹیکس کی ادائیگی کے سبب ان کی جانب سے دفاع بھی ضروری ہے اور انہیں مذہبی آزادی بھی دی جائے عدل وانصاف کو برپا رکھا جائے انہیں بلا سبب تکالیف میں مبتلا نہ کیا جائے ان پر ہرگز ظلم روا نہ رکھا جائے اور انہیں تکالیف مالا یطاق سے تحفظ عطا کیا جائے اور ٹیکس کو تین درجات میں تقسیم کیا جائے جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فقراء قسم کے ذمیوں پر بارہ درہم سالانہ اور درمیانہ درجہ کے لوگوں پر چوبیس درہم جب کہ مالدار لوگوں پر اڑتالیس درہم مقرر کیے۔ (المراغی ج ۴ ص ۷۸۔۷۹)

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے ان کا یہ کہنا ان کی زبانوں کے ساتھ ہے ان کے کہنے کے مطابق وہ ان سے مشابہت رکھتے ہیں جو ان سے پہلے کافر ہیں، اللہ کی ان پر لعنت ہو وہ کس طرح (راہ حق سے) پھیرے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء، زہاد اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا پروردگار بنایا جب کہ انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ذات پاک ہے اس سے جو وہ شریک مقرر کرتے ہیں۔ وہ اپنی پھونکوں کے ساتھ اللہ کی روشنی کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ انکار کرتا ہے مگر اس کا کہ وہ اپنی روشنی کو مکمل کرے اگرچہ کفار پر ناگوار کیوں نہ گزرے۔ وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کیوں نہ جانیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْاِفْكُ کسی چیز کو اس کے رخ سے موڑ دینا، عقل کو حقائق کے ادراک سے پھیرنے کے لئے اَفَكَ الْعَقْلَ استعمال ہوتا ہے، رَجُلٌ مَافُوكٌ جو شخص عقل سے عاری ہے۔ (المراغی ج۴ ص۸۱)

بلاغت: ﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ اس ارشاد ربانی میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ کوئی بات کہنا تو زبان کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے تو لفظ اَفْوَاه جس کا معنی زبانیں ہیں اس کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: مقصود یہ ہے کہ یہ ایسی بات ہے جس کی تائید کسی دلیل سے نہیں ہو رہی ہے صرف لفظ ہی لفظ ہے معنویت سے خالی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ قول سے مقصود مذہب ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے، هٰذَا قَوْلُ اَبِی حَنِیْفَه ''یعنی یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے'' مفہوم یوں ہوا کہ ان کا مذہب اور دین زبانی زبانی ہے دل کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے۔ (اعراب القرآن ج۵ ص۳۲۳)

تناسب: قبل ازیں آیات میں ذکر ہوا تھا کہ ان کا ایمان اللہ کی ذات اور آخرت کے دن پر درست نہیں ہے اس اجمال کی تشریح کی جارہی ہے چنانچہ یہودیوں، عیسائیوں نے اللہ کی ذات کے لئے بیٹا ثابت کیا اور یہ کہنا شرک ہے، مزید برآں انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو رب قرار دیا انہیں حلال کرنے اور حرام کرنے کے مقام پر بٹھا دیا۔

تشریح: یہودیوں، عیسائیوں سے جنگ کرو جب کہ یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اگرچہ سبھی یہودیوں اور عیسائیوں نے اس نظریہ کا اظہار نہیں کیا تھا اور اہل عرب نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا، ارشاد الٰہی ہے: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ (الکهف:۵) ''بہت بڑا کلمہ ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہا ہے وہ تو جھوٹ ہی کہتے ہیں'' ان کا یہ قول ان سے پہلے کفار کے قول کے ساتھ ہم آہنگ ہے جب کہ کفار نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اللہ کی ان پر لعنت ہے ظاہر ہے کہ ملعون شخص مقتول شخص کی مانند ہوتا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے قرآن پاک میں قتل کے لفظ سے لعنت مراد لینا درست ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ: غرض یہ ہے کہ یہودی صرف اس بات کے مکلف تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کریں ایک خدا کو مانیں لیکن انہوں نے جائز و ناجائز تمام معاملات کو اپنے علماء و مشائخ کے سپرد کر دیا اور اس حقیقت کو بھول گئے کہ مطاع مطلق صرف اللہ پاک ہی کی ذات ہے اور علماء مشائخ کے ارشادات صرف اسی وقت حجت ہیں جب وہ تورات کی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ (لسان القرآن ص۴۰۴)

ترمذی میں عدی بن حاتم طائی سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ کے پیغمبر ﷺ کی دعوت اس تک پہنچی تو وہ شام کے ملک کی جانب راہ فرار اختیار کر گیا، دور جاہلیت میں یہ شخص عیسائی تھا اس کی بہن اور اس کی قوم سے کچھ لوگ قید کر لئے گئے نبی اکرم ﷺ نے اس کی بہن کو قید سے آزاد کر دیا وہ اپنے بھائی کی جانب پہنچی اس نے اپنے بھائی کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ حاتم طائی کا بیٹا عدی مدینہ منورہ پہنچا، وہ شخص بنوطی قبیلہ کا رئیس تھا اور اس کے باپ حاتم کی شہرت اس کی سخاوت کے سبب تھی لوگوں نے عدی بن حاتم کے آنے کا تذکرہ کیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ اس کی گردن میں چاندی سے تیار شدہ صلیب لٹک رہی تھی اس کے آنے پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی عدی بن حاتم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا انہوں نے ان کی عبادت تو نہیں کی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے ان کی عبادت کی جب انہوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا، تو انہوں نے ان کی پیروی کی ان کے احکام کی پیروی کرنا ہی ان کی عبادت ہے نیز رسول اکرم ﷺ نے عدی بن حاتم کو مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا بھلا! تجھے اس کلمہ سے تکلیف ہوتی ہے کہ کہا جائے کہ اللہ کی ذات کو ہی کبریائی حاصل ہے؟ کیا تو اللہ سے کسی چیز کو بڑا سمجھتا ہے؟ کیا تو اس کلمہ کے کہنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی معبود نہیں؟ کیا تو اللہ کی ذات کے سوا کسی کو معبود تسلیم کرتا ہے اس استفسار کے بعد ذرا تاخیر کے بعد آپ ﷺ نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اس نے زبان سے کلمہ شہادت ادا کیا اس کے اسلام قبول کرنے پر میں نے نبی اکرم ﷺ کے رخ انور کی جانب جھانکا تو خوشی سے آپ کا چہرہ تمتما رہا تھا، ذرا تاخیر کے ساتھ آپ ﷺ نے کھلے انداز میں یہودیوں کے بارے میں واضح کیا کہ ان پر اللہ کی ناراضگی ہے اور عیسائی صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

(صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ا، مسند احمد ج ا ص ۶۷، سنن دارمی مقدمہ ص ۱۶، تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۴۸، الدر المنثور ج ۴ ص ۱۷۴، تفسیر المراغی ج ۴ ص ۸۴، تفسیر المنار ج ۱۰ ص ۳۶۵)

وَمَا أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا : انہوں نے معاشرہ میں امراء کبار لوگوں کو اللہ کے سوا اپنا معبود اور پروردگار بنایا اور ربوبیت کا وصف اس کے معبود قرار دیئے جانے کو مستلزم ہے اس لئے کہ وہ ذات جس کو عالم کا پروردگار تسلیم کیا جائے اس کو ہی معبود قرار دینا ضروری ہے، مزید برآں موسیٰ، عیسیٰ علیہما السلام اور ان دونوں پیغمبروں کے پیروکاروں نے ان کو صرف ایک اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت کا حکم دیا اور اللہ ہی کی ذات نہ صرف ان کی پروردگار ہے بلکہ ہر چیز کی پروردگار اور ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت اور تصرف میں ہے بعد ازاں ایک اللہ کی عبادت کا حکم کیوں دیا گیا اس کا کیا سبب ہے تو اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ شریعت اسلامیہ اور عقل سلیم کے لحاظ سے اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں لیکن شرک کرنے والوں نے اللہ کے سوا خواہشات نفسانی کے ساتھ کئی معبود بنا رکھے ہیں انہیں دراصل وصف الوہیت کی حقیقت معلوم نہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ اللہ کی بعض مخلوق کو در پردہ غلبہ حاصل ہے وہ بھی بلا اسباب منفعت اور نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ہے۔

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ : اللہ کی ذات شرک فی الالوہیت شرک فی الربوبیت سے منزہ ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ : یہودی، عیسائی، دین اسلام کو جو روشن ہے اور جس کا عطیہ نواز کر سبھی پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور اس کی تکمیل خاتم النبیین محمد ﷺ کے ساتھ فرمائی یہ لوگ دین اسلام کو مطعون قرار دے رہے ہیں کہ عزیر اور مسیح کو اللہ کا بیٹا بنا رہے ہیں اور علماء کو شریعت میں اللہ کے برابر سمجھ رہے ہیں ان کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ کو حرام قرار دے رہے ہیں گویا کہ وہی پروردگار ہیں اور وہی معبود ہیں اس طرح اسلام کی روشنی یعنی توحید کو مٹا رہے ہیں۔

وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ : لیکن تمام مخلوق کی جانب آخر الزمان خاتم النبیین پیغمبر ﷺ کو مبعوث فرمایا اس پیغمبر کا عظیم معجزہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ کی ذات نے خود قبول کی ہے قرآن پاک ایسی جامع بے مثال کتاب ہے جس میں انسانی ضرورت کے تمام مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے عقائد کو دلائل کے ساتھ پختہ کیا گیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ہرگز کسی انسان کے لئے درست نہیں کہ وہ کسی انسان کو اپنا معبود بنائے چہ جائیکہ پتھروں اور حیوانات کو معبود سمجھا جائے اور اس حقیقت کو متعدد اسالیب سے روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن کی طرح مبرھن اور مدلل کیا گیا ہے کہ اللہ ایک کی عبادت سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور ہر قسم کی گندگی سے تنفر کا داعیہ ابھرتا ہے حقوق میں تمام انسانوں کو مساوی قرار دیا ہے، احکام وفضائل میں عادلانہ انداز کے ساتھ ساتھ انسانوں پر شفقت، رحمت اور انصاف کی جلوہ گری نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ : کفار تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے سر برآوردہ ہونے کے بعد حاسدانہ انداز کے ساتھ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اسلام کے احکام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں بلکہ آخر الزمان پیغمبر ﷺ کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں اس طرح دراصل وہ اسلام کی شہرت کو ختم کرنے کی ناکام کوششوں میں سرگرداں رہتے ہیں۔

جب نبی ﷺ کی پھیلائی ہوئی اسلام کی روشنی کو بجھانے سے وہ عاجز آ گئے تو انہوں نے اسلام کے تابناک منظر کو داغدار کرنے کیلئے اسلام میں بدعات کے پھیلانے کی خفیہ سازش کی تا کہ مسلمانوں کی وحدت میں دراڑیں ظہور پذیر ہو جائیں اور ان کا وفاق ناکام ہو جائے جیسا کہ عبداللہ بن سبا نے تشیع کا شوشہ چھوڑا، علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت میں غلو اختیار کیا اہل بیت کو دیگر صحابہ کرام سے اونچا گردانتے ہوئے افتراق کی خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی، بعد ازاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کو ابھارنے کی کوشش کی ان خفیہ سازشوں کے نتیجہ میں ہزاروں اولعزم صحابہ کرام قتل ہوئے ظاہر ہے اگر یہ خفیہ سازشیں کامیابی کے ساتھ ہم کنار نہ ہوتیں اور منافق یہودیوں نے اسرائیلی اکاذیب کے ساتھ کتب تفسیر، تاریخ اور احادیث کو نشانہ نہ بنایا ہوتا تو ہرگز قتل وغارت اور لوٹ مار کے اندوہناک واقعات اسلام کی صحیح تصویر کو داغدار نہ کرتے۔(فوا اسفاہ علی ذلک)

اگرچہ شروع اسلام میں عیسائیت سے اسلام کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مہاجرین صحابہ کرام کو پناہ دی اور ان کے ساتھ بہترین رواداری کے ساتھ پیش آئے لیکن جیسے ہی اسلام کی وسعت نے جزیرۃ العرب سے آگے گزر کر دیگر ممالک کو اپنی لپیٹ میں لیا تو یورپ کے عیسائیوں نے اسلام اور مسلمانوں پر جو مظالم کئے، صلیبی جنگیں ان مظالم کو آشکارا کر رہی ہیں اور اس دور تک عیسائیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ایک چاک ہو تو سی لوں ہائے گریباں اپنا
ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ : اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ادیان وفرق کے بھی مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جس دین کو اللہ کے تمام پیغمبروں نے پیش کیا اور تواتر کے ساتھ اس دین کی تفصیلات موجود ہیں وہ صرف دین اسلام ہے اسی دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کا انتخاب فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ اسلام خصوصیات کے لحاظ سے تمام ادیان پر فوقیت رکھتا ہے اس کی تاریخ محفوظ ہے نیز اس کے واضح ہونے میں کچھ شبہ نہیں، دین اسلام کا تمام ادیان پر غالب آنا علم، دلائل کے لحاظ سے ہے، مزید برآں شرف، اکملیت کے لحاظ سے کوئی دین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ لفظ لِيُظْهِرَهٗ میں منصوب ضمیر سے مقصود رسول اکرم ﷺ ہیں کہ آپ کا مقام امور دین کے بیان کرنے آداب، سیاسیات احکام وغیرہ میں بھی پیغمبروں سے فائق ہے اس لئے کہ آپ خاتم النبیین کے شرف کے ساتھ موصوف ہیں آپ کے بعد ہرگز کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوگا ہاں! اگر کسی مسئلہ میں آپ ﷺ کی جانب سے صراحت موجود نہیں ہے تو اس مسئلہ میں بالغ رائے علماء کے لئے اجتہاد کی اجازت موجود ہے اس انداز کے ساتھ اسلام کے امور میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگز گمراہی رونما نہ ہوگی، قرآن پاک میں وضاحت ہے: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الانعام: ۳۸) ''ہم نے کتاب (قرآن پاک) میں ہرگز کچھ کوتاہی نہیں کی ہے'' نیز ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۳) ''آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ہیں آپ کا فرمان تو بس اللہ کی جانب سے وحی ہوتا ہے''

مزید برآں آپ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا ''تجھے وہ جماعت قتل کرے گی جو راہ صواب سے دور ہوگی'' چنانچہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۱۷، صحیح مسلم کتاب الفتن باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۲۴، احادیث الصحیحۃ ح ۷۱۰، مسند احمد ج ۵ ص ۳۰۶، المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۳۸۶)

اور حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اِبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) ''میرا بیٹا حسن سیادت کا استحقاق رکھتا ہے شائد اللہ اس کے سبب دو کثیر تعداد جماعتوں کے درمیان اختلاف کو ختم کرائے اور ان میں مصالحت ہو جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب ۲۲، کتاب المناقب باب ۲۵، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۳۰، الروض النضیر ص ۹۲۳، صحیح ابوداؤد کتاب السنہ باب ۱۲)

نیز فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی کے بارے میں فرمایا سب سے پہلے میری بیٹی فاطمہ مجھ سے ملے گی ان کی وفات کی جانب اشارہ تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب ۲۵، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۱۵، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۵۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۶۴، نقد الکتانی ص ۴۴۔ ۴۵، مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۰۔ ۲۸۲)

(اسی طرح آپ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر دی اور اس کی نماز جنازہ ادا کی)

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۶۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ۵۵، صحیح ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۳۳، صحیح ترمذی کتاب الجنائز باب ۳۷، نسائی کتاب الجنائز باب ۸۳۔ ۵۷، ارواء الغلیل ح ۷۲۷، البیہقی ج ۴ ص ۵۰، احکام الجنائز البانی ص ۹۰)

حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک جو پیشین گوئیاں آپ ﷺ نے پیش کی ہیں وہ برابر ظہور پذیر ہوتی رہیں گی اسی طرح آپ ﷺ نے مریم علیہا السلام کو پاک دامن قرار دیا اور ان سے پیدا ہونے والے بچے کو کلمۃ اللہ قرار دیا کہ وہ اللہ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔

(المنار ج ۱۰ ص ۳۹۱)

مسند احمد میں ایک روایت ہے عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی! اسلام قبول کریں تجھے سلامتی عطا ہوگی، میں نے بتایا کہ میرا تعلق ایک دین سے ہے آپ ﷺ نے اسے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ میں تیرے دین کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں میں نے تعجب سے کہا آپ میرے دین کے بارے میں مجھ سے بہتر معلومات رکھتے ہیں! آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اور بتایا، تیرا تعلق سردار قبیلہ کے ساتھ نہیں ہے کیا تو ۱/۴ حصہ اپنی رعیت کے مال سے بطور ٹیکس وصول نہیں کرتا ہے میں نے اس کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ آپ کے دین میں اس طرح کا ٹیکس وصول کرنا درست نہیں اس نے بتایا اس کے بعد کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہوگا کہ دین اسلام کے بارے میں میرے دل میں موافقت کی لہر بیدار ہوئی آپ ﷺ نے اسے آگاہ کیا مجھے خوب علم ہے آپ کے اسلام قبول کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ تیرے ذہن میں یہ خیال جلوہ افروز ہے کہ اسلام کو جن لوگوں نے قبول کیا ہے معاشرہ میں وہ لوگ کمزور سمجھے جاتے ہیں مکمل عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے لوگ ان کی مخالفت پر اکٹھے ہیں آپ ﷺ نے عدی سے دریافت کیا آپ کو حیرہ شہر کے بارے میں علم ہے میں نے جواب دیا کہ میں نے حیرہ شہر کے بارے میں سنا ضرور ہے لیکن ابھی تک دیکھا نہیں ہے، آپ ﷺ نے اسے آگاہ کیا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ پاک اسلام کو مکمل قوت عطا فرمائیں گے اور معاشرہ میں اس قدر امن ہوگا کہ ایک عورت حیرہ شہر سے سفر کرے گی اس کے ساتھ اس کا کوئی محافظ نہیں ہوگا وہ امن وسکون کی کیفیت میں بیت اللہ کا طواف کرے گی اسے ہرگز کسی کا خوف نہیں ہوگا اور کسریٰ کی سلطنت کے خزانے اسلامی حکومت کے زیر انتداب (تحویل) آئیں گے، میں نے تعجب سے عرض کیا! آپ کا مقصود کسریٰ بن ہرمز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! بالکل درست ہے اور مال ودولت کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی شخص کسی دوسرے انسان سے مال لینے کیلئے تیار نہیں ہوگا چنانچہ عدی بن حاتم نے بیان کیا میں یہ واقعہ تو دیکھ چکا ہوں کہ ایک عورت اکیلی حیرہ شہر سے سفر کرے گی بیت اللہ کا طواف کرے گی اسے کسی سے خوف وہراس نہیں ہے اور میں ان لوگوں میں موجود تھا جنہوں نے کسریٰ کو فتح کیا اس ذات کی قسم یہ پیشین گوئی بھی یقیناً پوری ہوکر رہے گی کہ مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی شخص مال قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوگا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۶، المراغی ج ۴ ص ۸۷، مسند احمد ج ۴ ص ۲۵۷، صحیح بخاری کتاب المناقب باب ۲۵)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! بلاشبہ (یہودیوں کے) اکثر علماء اور زہاد کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کے مال کو ناجائز (طریقوں) سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے۔ اس دن اس (سونے اور چاندی کو) دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور انہیں کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا پس تم اپنی جمع کردہ دولت کا مزہ چکھو۔

لغوی تحقیق: اَحْبَارٌ کا واحد حِبْرٌ ہے، جید عالم، بہت صالح، خصوصیت کے ساتھ تورات کے اسرار و رموز کا شناسا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے معنی ایسے عالم کے کئے ہیں جو یہودی فقہ پر عبور رکھتا ہو، حِبْرٌ کے معنی دراصل حسین نقش یا اثر جمیل کے ہیں اور علماء کو احبار اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان کی علمی خدمات دلوں میں دھکتی رہتی ہیں، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اَعْيَانُهُمْ مَفْقُوْدَةٌ وَاٰثَارُهُمْ فِي الْقُلُوْبِ مَوْجُوْدَةٌ ''ان کی شخصیتیں اگرچہ مٹ جاتی ہیں لیکن ان کے آثار علمی دلوں پر برابر مرتسم رہتے ہیں'' حُبُوْرٌ خوشی، مسرت، اَلْحَبَارُ نشان، اَلْمَحْبَرَةُ دوات، اَلْحُبَارٰی سرخاب، حَبَرَهٗ اس کو خوش کیا، شادکام کیا، کَلَامٌ مُحَبَّرٌ آراستہ پیراستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام، طفیل غنوی کو جاہلیت میں اسی بنا پر مُحَبّر کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے اشعار میں حسن وخوبی پیدا کرتا تھا، یَکْنِزُوْنَ روپوں پیسوں کو جمع کرنا، مشروع کاموں میں انہیں خرچ نہ کرنا، اس کا مادہ (ک ن ز) ہے، علامہ طبری بیان کرتے ہیں ہر وہ چیز جس کو آپس میں ملا کر اکٹھا کیا گیا ہو خواہ وہ زمین کی سطح پر ہے یا سطح زمین کے نیچے ہے اور سونے کو ذھب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے جانا ہی ہے اور چاندی کو فضۃ اس لئے کہتے ہیں کہ فضۃ کا معنی ٹوٹنا اور ذرہ ذرہ ہونا، چنانچہ چاندی میں یہ وصف موجود ہے قرآن پاک میں ہے ﴿لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹) ''آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے'' اِنْفَضُّوا اِلَيْهَا تجارت یا لہو ولعب کی جانب بھاگ جاتے۔

(لسان القرآن ص ۴۰۳، تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۱۲۳)

بلاغت: (۱) ﴿اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ﴾ میں اَكَلَ کا معنی تو تناول کرنا ہوتا ہے لیکن یہاں اَكَلَ سے مقصود مجاز مرسل کے لحاظ سے مال کو پکڑنا، اپنے قبضہ میں کرنا جب کہ کھانے پینے کیلئے پہلے اس چیز کو قبضہ میں کرنا ضروری ہے۔

(اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۲۹)

(۲) ﴿فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ﴾ ان تین مقامات کو بالخصوص داغنے سے کیا مقصود ہے؟ اس میں نکتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مال ودولت کو جمع کرتے ہیں ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس انہیں وجیہ اور غنا کے سبب انہیں رئیس باور کریں اور وہ خورد ونوش اور لباس کے لحاظ سے تعیش کی زندگی گزارتے ہیں ان کی وجاہت اور تعیش کے لحاظ سے ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا اور چونکہ ان کے پیٹ لذیذ کھانوں کے سبب بھرے ہوئے ہیں اس سبب سے ان کے پہلوؤں کو داغا جائے گا اور چونکہ قیمتی ملبوسات سے اپنی کمر کو سجاتے ہیں تو ان کی کمر کو بھی داغا جائے گا یا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب وہ کسی فقیر، سوال کرنے والے کو دیکھتے ہیں تو اپنی آنکھوں کو اس سے پھیر لیتے اور اس سے روگردانی کرتے ہیں، اپنی پیٹھ کو ان کی جانب پھیرتے ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۹)

تناسب: گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ یہود ونصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے مقام پر اپنے علماء اور درویشوں کو بٹھا دیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں لیکن انہوں نے اللہ کی ذات سے روگردانی کرتے ہوئے اللہ کی مخلوق علماء اور درویشوں کو اپنا پروردگار بنایا اس کے بعد مذہبی رہنماؤں کی کیفیت کو واشگاف کیا جارہا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا ہوتا ہے؟ تاکہ مسلمانوں کو ان کے صحیح حالات کا علم ہوجائے اور کن اسباب اور تقاضوں کے مجبور کرنے سے انہوں نے اللہ کے دین کی روشنی کو مٹانے کی ناکام کوشش کی ہے، عبداللہ بن مبارک کا یہ شعر ملاحظہ کریں ؎

وَ مَا اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ

وَ اَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

''دین اسلام کو تین گروہوں نے زبردست نقصان پہنچایا ظالم قسم کے حکمران، بدقماش قسم کے علماء اور درویش لوگ ہیں''

ان کے کوائف کی وضاحت کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو شہوت نفسانی کے غلام ہوتے ہیں اور ناجائز طور پر لوگوں سے مال ومتاع فراہم کرنے میں زبردست لالچی دکھائی دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے ان کا اقدام اس لئے ہوتا ہے کہ اگر اسلام کا جھنڈا بلند ہوتا ہے تو ہم دنیوی لذتوں سے کیسے شاد کام ہوسکیں گے اور تعیش کی زندگی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا، ان کو ڈانٹ پلانے کے ساتھ ساتھ بخیل قسم کے لوگوں کو دھمکی دی جارہی ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مال ومنال کو بخل کے باعث اپنی کوٹھیوں میں مقفل کرکے رکھتے ہیں ہرگز کسی اچھے کام میں ایک چونی بھی خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، انہیں دوزخ میں دردناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا اوران کے فراہم کردہ مال کو دوزخ میں گرایا جائے گا وہ مال آگ کی شکل اختیار کرے گا تو اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور انہیں بتایا جائے گا کہ دنیوی زندگی میں جو بدترین کردار تم نے سرانجام دیا تھا اس کا اب تمہیں بدلہ مل رہا ہے وہی تمہارا مال اب تمہارے لئے وبال بن چکا ہے اور اسے تپا کر تمہارے پہلوؤں، پیٹھوں اور پیشانیوں کو داغا جائے گا تم نہ اس مال سے دنیوی زندگی میں کچھ فوائد حاصل کرسکے اور اب اخروی زندگی میں وہی مال عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے۔ (قرطبی)

تشریح: علماء اور درویش قسم کے لوگ اکثریت کے ساتھ لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے حاصل کرتے ہیں اس سے مقصود رشوت کے طور پر جو مال لیا جائے، سودی کاروبار سے حاصل ہونے والا مال بھی ناجائز ہے جبکہ قلیل تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کی کتاب نازل کردہ میں تحریف اور تبدیلی کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں بلکہ ذلیل دنیا اور اس کے مال واسباب کی جانب انہیں کچھ توجہ نہیں ہے لیکن ہر دور میں ایسے لوگ کثرت کے ساتھ دیکھے گئے ہیں جو علماء، درویشوں کے غلط راہ پر رواں دواں رہتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام کے صراط مستقیم پر چلنے سے باز رکھتے ہیں اس کی تفصیل میں جاتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ کس مال کو کنز کہا جائے؟ کیا جس مال کی زکوٰۃ سال بسال کرکے نکالی جاتی ہے اور اسے مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے؟ اس مال کو کنز کہا جاسکتا ہے یا نہیں، کچھ لوگ اس کو کنز کہتے ہیں ان میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیا جاسکتا ہے ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جو مال کسی انسان کی ضرورت سے زائد ہے وہ مال کنز میں شمار ہوگا، جبکہ عمر، ابن عباس، جابر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مال کو کنز نہیں سمجھتے ہیں اور یہی نظریہ درست ہے اس کی واضح دلیل وہ حدیث ہے جس میں اس کو کنز مال سے نکالا گیا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہے وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا۔

سوال: آیت کنز میں سونا چاندی کے فراہم کرنے کا ذکر ہے جب کہ خرچ کرنے کے امر میں ضمیر واحد کی ہے، قاعدہ کے لحاظ سے ضمیر تثنیہ کو لانا چاہیے تھا۔

جواب: (۱) اہم اور اغلب چیز چونکہ چاندی ہے اس لئے اس کی جانب ضمیر لوٹانے کو کافی سمجھا گیا ہے اور وہ چاندی ہے اسلئے ضمیر مؤنث لا کر اس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے ورنہ سونا بھی اس حکم میں شامل ہے جیسا کہ: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ﴾ میں ضمیر واحد مؤنث کو لایا گیا، جو الصلوٰۃ (نماز) کی جانب راجع ہے اسی پر اکتفا کیا گیا ہے اس لئے کہ نماز کا فریضہ عمومیت کا متقاضی ہے۔

(۲) دونوں میں سے ایک کی ضمیر پر اکتفا کیا گیا ہے کلام عرب میں یہ اسلوب کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے سیبویہ کا شعر بطور استشہاد ملاحظہ فرمائیں ؎

نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَاَنْتَ بِمَا
عِنْدَكَ رَاضٍ وَالرَّاْيُ مُخْتَلِفُ

''ہم اس پر خوش ہیں جو ہمارے پاس ہے اور آپ اس پر خوش ہیں جو آپ کے پاس ہے لیکن رائے میں اختلاف ہے''

استشہاد یہ ہے کہ اس شعر میں جمع کا صیغہ رَاضُوْنَ نہیں لایا گیا بلکہ رَاضٍ واحد کا صیغہ لایا گیا ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ﴾ مبتدا ہے اس کی خبر ﴿فَبَشِّرْهُمْ﴾ ہے، دراصل جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اسے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے، لیکن دردناک عذاب کی خبر خوشخبری کے انداز کی ہے، یہ انداز مزاحیہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ﴿تَحِيَّةُ بَيْنَهُمْ ضَرْبٌ وَجِيعٌ﴾ ان کا آپس میں ملاقات کے وقت سلام کہنا دردناک مار پیٹ کی کیفیت میں ہے'' اگرچہ بظاہر بشارت ہے جب کہ دردناک عذاب کی بشارت سے بھی اس شخص کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے جسے دردناک عذاب کی خبر پہنچائی جائے خواہ خبر کا تعلق خوش کن باتوں سے ہو یا غم واندوہ کی باتوں سے ہو۔

(فتح القدیر علامہ شوکانی ج۲ص ۳۵۶)

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ : قیامت کے روز سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں پھینک کر تپایا جائے گا تو اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، خیال رہے کہ ان کے جسم میں سے پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ ان کے داغے جانے سے ان کے اندرونی اعضاء کو شدید تکلیف حاصل ہوگی اور انہیں تکلیف میں مبتلا کرتے ہوئے بتایا جائے گا کہ یہ تمہارا اکٹھا کیا گیا مال و دولت ہے جس کو تم نے اپنے فوائد کے لئے جمع کیا تھا مزاحیہ انداز ہے کہ فائدہ کی شکل یہ ہے جس کا تم ادراک کر رہے ہو اب تم اس کے وبال کی لپیٹ میں ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ﴾ نازل ہوئی تو اس آیت کے مفہوم پر غور کرنے کے بعد صحابہ کرام پر اس کا مفہوم خاصا دشوار گزرا انہوں نے کھلے الفاظ میں اس خدشے کا اظہار کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے فوت ہونے کے بعد اپنے بچوں کے لئے بالکل ترکہ چھوڑ کر نہ جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پریشانی کا ازالہ کرتا ہوں چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ کے رفقاء کرام پر اس آیت کا مفہوم خاصا دشوار گزرا ہے آپ نے آگاہ فرمایا اللہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو اس لئے فرض قرار دیا ہے تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد جو مال باقی ہے اسے پاکیزہ مال سمجھیں اور وراثت تو اس مال سے ہوگی جو کسی شخص کے فوت ہونے کے بعد باقی ہوتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ارشاد کو سن کر خوشی کے عالم میں اللہ اکبر کے کلمات کہے اس کے بعد آپ نے فرمایا تمہارا بہترین کنز تمہاری بیوی ہے جب آپ اس کی جانب دیکھیں تو آپ کے دیکھنے سے اس کے سبھی اعضاء پر مسرت و خوشی کی لہر دوڑ جائے اور خاوند کے حکم پر سر تسلیم خم کر دے اور خاوند کی عدم موجودگی میں خاوند کی مال اور اپنے جسم کی حفاظت کرے (مشکوٰۃ تحقیق البانی ح ۱۷۸۱)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے لیکن وہ اس مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا ہے تو اس کے مال کو زہریلے گنجے سانپ کی شکل میں اس کے جسم پر مسلط کیا جائے گا وہ اس انسان کو ڈستا رہے گا اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کے کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، بعد ازاں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران: ۱۸۰) عذاب کے جو فرشتے ان پر متعین ہوں گے جو انہیں داغتے رہیں گے وہ کہیں گے یہ تمہارا وہ مال ہی ہے جس کو تم نے اپنے کاموں کیلئے جمع کر رکھا تھا تاکہ صرف تم ہی اس سے فائدہ حاصل کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ۳، کتاب التفسیر باب ۶، سنن نسائی باب ۲۰، مسند احمد ج ۳ ص ۹۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی ح ۱۷۷۴، تفسیر المراغی ج ۴ ص ۹۱)

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خزانہ جمع کرنے والوں کو خوشخبری دیں کہ دوزخ کی آگ میں ان کی پشت پر ایک گرم پتھر رکھا جائے گا تو اس کے دونوں کندھوں کے درمیان اس کے سینہ سے وہ باہر آئے گا اس طرح دوسری جانب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اسے عذاب میں مسلسل مبتلا رکھا جائے گا جس سے اس کا دل سخت عذاب کو محسوس کرے گا دنیوی زندگی میں مسرتوں، عیش کوشیوں اور بے راہرویوں کے نتائج کے باعث اس قدر شدید دردناک عذاب میں اسے مسلسل مبتلا رکھا جائے گا۔
(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ۶، مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۷، تفسیر المراغی ج ۴ ص ۹۱، صحیح مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الزکوۃ ح ۱۷۷۳)

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ " ہے اللہ کے لکھنے کے مطابق اس دن سے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں یہی مستقل دین ہے تو تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تم اکھٹے ہو کر مشرکین کے ساتھ لڑائی جاری رکھو جیسے وہ تم سے اکھٹے ہو کر لڑتے ہیں اور یقین کرو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ بے شک مہینوں کو پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے جس سے کافر گمراہی میں مبتلا رہتے ہیں وہ ایک سال کسی ایک مہینے کو حلال گردانتے ہیں اور دوسرے سال میں اسے حرام گردانتے ہیں تاکہ حرمت والے مہینوں کی گنتی کو پورا کریں اور جس مہینے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے حلال کریں ان کو ان کے برے اعمال خوبصورت دکھائی دیتے ہیں اور اللہ کفار کو ہدایت سے بہرہ ور نہیں کرتا ہے۔

لغوی تحقیق: اَلدِّینُ شریعت، مادہ (د ی ن) ہے، اَلدَّیْنُ قرض جمع دُیُونٌ ہے، دَانَ الرَّجُلُ عزیز ہونا، ذلیل ہونا، دین ملت میں داخل ہونا، دَایَنَ قرض کا معاملہ کرنا، اَلدِّیَانَةُ اخلاص، دینداری، دَیَّانٌ قاضی، ﴿اِنَّ الدِّینَ عِندَاللّٰهِ الْاِسْلَامِ﴾ یعنی دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے، یعنی وہ اسلوب حیات جو روح وجسد اور دین و دنیا کے تمام تقاضوں کی تکمیل کرنے والا ہے تو وہ اسلام ہی ہے کوئی دوسرا انداز حیات نہیں، اَلنَّسِیُٔ کسی چیز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دینا، اور اسی سے نَسَأَتِ الْمَرْأَةُ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی عورت کے حیض میں مقررہ ایام میں تاخیر کے ہیں جس سے اس کے حاملہ ہونے کی امید کی جا سکے اور نَسَأَ اللّٰهُ فِی اَجَلِكَ درازیٔ عمر کی دعا کیلئے ہے، اَلنَّسِیئَةُ ادھار فروخت کرنا، اسی سے نَسِیُٔ کسی ماہ حرام کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا، اَلْمِنسأُ لاٹھی، تَاكُلُ مِنسَأَتُهُ جوان کے عصا کو کھاتا رہا۔ (لسان القرآن ص ۷۹۱، مفردات امام راغب ص ۹۱۶)

تناسب: ان آیات کا تعلق دراصل آیت نمبر ۲۸ کے ساتھ ہے جس میں اہل کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر وہ جزیہ ادا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو پھر ان سے جنگ نہ کریں اور حرمت والے مہینوں میں بھی آپ کیلئے کفار سے جنگ کرنا درست نہیں ہے۔

تشریح: اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہے چنانچہ لوح محفوظ میں بھی اسی طرح تحریر ہے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا جب کہ چار ماہ حرمت والے ہیں ان سے مقصود رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں لڑائی جھگڑے کو حرام قرار دیا ہے مقصد یہ ہے کہ عرب کے لوگ ان مہینوں میں تجارت کی غرض سے یا جو عمرہ کی ادائیگی کیلئے سفر پر روانہ ہوسکیں اور انہیں دوران سفر کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

چنانچہ ان چار ماہ میں ان کی حرمت وتقدس کا خیال رکھتے ہوئے جنگ وجدال سے دور رہنا یہ دین اسلام کا ایک ضابطہ ہے جب کہ دین اسلام میں ہر لحاظ سے استقامت کارفرما ہے، چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ تم نے ان مہینوں میں اللہ کی نافرمانی اور گناہ کرنے سے خود کو دور رکھنا ہوگا، ظاہر ہے کہ اللہ کی نافرمانی اللہ کی ناراضگی کا پیش خیمہ ہے جب حرمت والے مہینے اختتام کو پہنچ جائیں تو تم مشرکین کے ساتھ جنگ وجدال کیلئے خود کو تیار کرو اور پوری تیاری کے ساتھ گھروں سے نکل پڑو تم میں سے کوئی فرد پیچھے نہ رہے اور اس حقیقت پر یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو شرک اور دیگر گناہوں سے بچاؤ اختیار کرتے ہیں۔

مسند احمد میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آگاہ کیا کہ زمانہ چکر کاٹ کر اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے اس سے مقصود وہ حالت ہے جو آسمانوں زمین کے پیدا کرنے کے وقت تھی آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال میں بارہ ماہ ہوتے ہیں ان میں چار ماہ حرمت والے ہیں ان میں سے تین ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم مسلسل ہیں اور چوتھا مہینہ رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے، بعدازاں آپ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا بتاؤ آج کا دن کون سا دن ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کو اس کا خوب علم ہے ہمارے جواب کے بعد آپ ﷺ تھوڑا عرصہ خاموش رہے ہم نے محسوس کیا شائد آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام بتائیں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس دن کا نام قربانیوں کے ذبح کرنے کا نام نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا، بالکل درست ہے، بعدازاں آپ ﷺ نے استفسار کیا یہ مہینہ کونسا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے پیغمبر کو ہی اس کا خوب علم ہے، آپ ﷺ قدرے خاموش ہوئے اس دوران ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ اس ماہ کا کوئی اور نام تجویز کریں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ مہینہ ذوالحجہ کا نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بالکل درست ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے استفسار کیا اس شہر کا کیا نام ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے پیغمبر کو اس کا خوب علم ہے، ہم نے خیال کیا آپ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ مرکزی شہر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بالکل درست ہے آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزت وآبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن حرمت والا ہے، تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے، تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے اور مستقبل قریب میں تمہاری ملاقات تمہارے پروردگار سے ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس فرمائیں گے، خبردار! تم نے میرے بعد گمراہی کی راہ پر نہیں چلنا ہوگا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن زنی کرو، خبردار! میں نے یقیناً اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے، خبردار! جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں تک ان ارشادات کو پہنچائیں جو یہاں نہیں ہیں شائد وہ لوگ ان ارشادات کو زیادہ تحفظ کے ساتھ دیگر لوگوں تک پہنچائیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۱، صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۲۴، کتاب التفسیر باب ۸، صحیح مسلم کتاب القسامہ باب ۹، صحیح ابوداؤد کتاب المناسک باب ۶۷، مسند احمد ج ۵ ص ۷۲۔۳۷، تفسیر المراغی ج ۴ ص ۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ : اس حقیقت سے انکار ممکن کہ عرب کے باشندے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی ملت پر رواں دواں رہے ان کا نظریہ تھا کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ وجدال کرنا ممنوع ہے تا کہ حج کی ادائیگی کیلئے سفر کرنے والے بحالت امن سفر کرتے ہوئے اپنا فریضہ ادا کرسکیں لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مناسک حج میں تغیر وتبدل نمودار ہونا شروع ہو گیا، بالخصوص حالات کے تقاضوں کے مطابق جب چاہتے ماہ محرم کو حلال کر لیتے اور صفر کے مہینہ کو حرام قرار دے دیتے، ظاہر ہے کہ مسلسل تین ماہ ان کا خود کو لڑائی جھگڑے اور لوٹ مار سے بچاؤ اختیار کرنا معیشت پر اثر انداز ہوتا تھا ظاہر ہے کہ ان کا یہ کردار نص صریح کے مخالف تھا، نیز ان کا یہ وطیرہ بھی تھا کہ منیٰ میں قیام کے دنوں میں ایک شخص بنو کنانہ سے اٹھتا اور جہاں حجاج کا قافلہ دیکھتا ان سے ہم کلام ہو کر کہتا میری حیثیت یہ ہے کہ میرے فیصلہ کو ٹھکرانے کی کسی شخص میں پاور (Power) نہیں ہے اس کے گرد جمع ہونے والے لوگ اس کے ادعا کو صحیح قرار دیتے اور اسے اختیار دیتے کہ اس ضابطہ کی روشنی میں محرم کے مہینہ کو ہمارے لئے حلال کر دیجئے اور صفر کے مہینہ کو حرام قرار دیجئے اس تاخیر اور تبدیلی کو قرآن پاک کی اصطلاح میں لفظ نسیء سے تعبیر کیا گیا ہے جس کا معنی تاخیر کرنا ہے اس طرح وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے محرم کو حلال اور صفر کو حرام قرار دیتے ان کے اس انداز کو اللہ نے کفر میں زیادتی کا ارتکاب قرار دیا ہے، جب کہ اسلام میں اس کی ہرگز اجازت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ شریعت پر مکمل اختیار اللہ پاک کی ذات کا ہے اللہ کے اختیارات میں دخل اندازی اس کی ربوبیت میں خود کو شریک بنانا ہے جب کہ انہوں نے اللہ کے حرام کردہ مہینہ کو حلال قرار دیا دراصل شیطان نے انہیں تبدیلی پر نہ صرف یہ کہ آمادہ کیا بلکہ اسے خوبصورت قرار دیا جب کہ تبدیلی کے ساتھ انہوں نے حرمت والے مہینوں کی گنتی میں کمی نہیں کی وہ تحقیق کی حکمت سے بے بہرہ رہے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ : اللہ تعالیٰ کفار کو شریعت کے احکام کی حکمت سے بہرہ ور نہیں فرماتا ہے جب کہ ایمان والوں اور اعمال صالحہ کرنے والے کو دونوں جہانوں کی سعادتوں سے ہم کنار فرماتا ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۹۵)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ کَلِمَةَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ وَکَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے ہو کیا آخرت کے مقابلہ میں تمہیں دنیوی زندگی پسند ہے جب کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی تو بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑی ہے۔ اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو بدل دے گا اور تم اللہ کو ہرگز کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اگر تم اللہ کے پیغمبر کی مدد نہیں کرو گے تو کچھ ڈر نہیں ہے بے شک اللہ نے اس کی مدد فرمائی جب کفار نے اس کو نکال دیا وہ دو افراد کا دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اس نے اپنے ساتھی کو کہا تو غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنی جانب سے تسکین کو اتارا اور اس کو ایسے لشکروں کے ساتھ قوت عطا کی کہ تم ان کو نہیں دیکھ رہے تھے اور کفار کی بات کو نیچا کیا جب کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لغوی تحقیق: ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے، ثنی موڑنا، کسی شئ کو تہہ کرکے دوسری پر رکھ دینا، لپیٹنا، دوہرا ہونا، ثَنّی دوہرا کرنا، اَثْنی عَلَیْہِ تعریف کرنا، اِسْتَثْنی مستثنیٰ کرنا، اَلثِّنْیُ موڑ، اَثْنَاءُ درمیان، ثَانِی دوسرا، یَوْمُ الاِثْنَیْنِ پیر کا دن، اَلْمَثَانِی سات آیتیں جو بار بار پڑھی جائیں۔ (لسان القرآن ص ۳۰۴)

بلاغت: آیت مبارکہ ﴿مَالَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ﴾ میں اعجاز کارفرما ہے، جب کہ آیت مبارکہ ایمان والوں کو دعوت دے رہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں نکل پڑیں اور ان کے نکلنے کے وقت ان کی کیفیت نمایاں نظر آرہی ہو کہ ان پر نکلنا کتنا بوجھل ہے قرآن کریم نے اس حقیقت کے اظہار کیلئے لفظ اِثَّاقَلْتُمْ ذکر کیا ہے، جب ہم اس کی حقیقت پر غور کرتے ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان کے نکلنے کے وقت جو بوجھ نفسیاتی طور پر ان کو لاحق تھا اس کو قرآن پاک نے سست روی اور زمین کے ساتھ ان کے قدموں کے چمٹ جانے کی نقشہ کشی کی ہے جب کہ ان کیلئے جہاد کے لئے نکلنا سخت دشوار گزرتا گویا کہ ان کے اجسام پر بوجھ لادا ہوا ہے جو ان کے قدموں کو زمین کے ساتھ ملائے ہوئے ہے قدم ایسے چمٹ چکے ہیں کہ ان میں اٹھنے کی ذرہ بھر سکت نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں یہ ایسا اعجاز ہے جو اس کلام کو انسانی کلام سے بالکل الگ تھلگ کر رہا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۳۹)

شان نزول: مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ سورۂ براءۃ کی یہ آیت دیگر آیات سے پہلے نازل ہوئی جب بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عذر کا اظہار کیا کہ وہ بیمار ہیں بعض نے کہا ہم عمر رسیدہ ہیں اس لئے اگر میں غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوتا ہوں تو کچھ گناہ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ تم سبھی عام طور پر اللہ کے پیغمبر کی معیت میں جہاد کے لئے نکلو، رومی تو اللہ کے دشمن ہیں اہل کتاب تو ہیں لیکن کافر ہیں اس لئے ہر حالت میں جہاد کے لئے نکلو خوشی ناخوشی، تنگی آسانی، بہرکیف دشمن کے مقابلہ میں نکلو اس جہاد میں نہ صرف نوجوان بلکہ بوڑھوں کو بھی نکلنے کا حکم دیا گیا کسی شخص کا عذر قبول نہیں ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جب آیت ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾ کی تلاوت کی تو اس نے برملا کہا ہمارا پروردگار ہم سے مطالبہ فرما رہا ہے کہ ہمارے جوان سال بلکہ بوڑھے لوگ بھی میدان جہاد میں نکل پڑیں کسی شخص کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا، میرے بیٹو! مجھے سامان جہاد سے لیس کرو، اس کے بیٹوں نے اس سے کہا آپ پر اللہ رحم فرمائے آپ نے اللہ کے پیغمبر کی معیت میں جہاد کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرما گئے پھر آپ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اب ہم آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں لیکن اس نے انکار کیا، کشتی پر سوار ہوا اسی اثناء میں وہ فوت ہو گیا نو روز کے بعد اس کے دفن کے لئے جگہ میسر آئی اتنے عرصہ میں اس کی لاش محفوظ رہی چنانچہ اسے دفن کر دیا گیا۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: آیت نمبر ۳۸ سے لے کر آخر سورۃ تک جنگ تبوک اور اس کے متعلقہ امور کا تذکرہ ہے منافقین کے نفاق سے پردہ اٹھایا گیا ہے جن ایمان والوں کے ایمان میں ضعف تھا ان کا ذکر کیا گیا ہے اور ایمان والوں کو اختلاف کے مقتضیات سے پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے البتہ سورت کی آخری دو آیات اور کچھ احکام سورۃ کے درمیان میں ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ قرآن پاک کا اسلوب ہے جو صرف قرآن پاک کے ساتھ خاص ہے ان آیات کی مناسبت ان سے پہلی آیات کے ساتھ کچھ اس طرح سے ہے کہ قبل ازیں یہودیوں کے ساتھ جنگ وجدال پر گفتگو جاری تھی اور ان کے حالات سے پردہ کشائی کی گئی تھی کہ وہ نہ صرف اعمال وفضائل میں بلکہ عقائد میں بھی دین اسلام کی روشنی سے بہت دور ہیں اب غزوۂ تبوک کے بارے میں وضاحت کی جارہی ہے یعنی رومیوں اور ان کے پیروکار ملک شام کے اہل عرب عیسائی وغیرہ کے بارے میں گفتگو ہورہی ہے اس انداز کے ساتھ آیات کے درمیان ربط واضح ہے۔

جنگ تبوک کا سبب: تبوک کی آبادی مدینہ اور دمشق کے درمیان مساوی مسافت پر واقع ہے مدینہ سے اس کی مسافت ۶۱۰ کلومیٹر (kilo Meter) ہے اور دمشق سے ۶۹۲ کلومیٹر دور ہے جنگ تبوک کے اسباب میں سے زیادہ مؤثر سبب یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان کاروباری لوگوں سے جو زیتون کو شام سے ایکسپورٹ (Export) کر کے مدینہ پہنچاتے تھے، معلوم ہوا کہ رومیوں کے لشکر کے ساتھ لخم، جذام وغیرہ قبائل اتفاق کر چکے ہیں ان کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے لڑائی کے لئے صحابہ کرام کو تیار کیا اور انہیں کھلے لفظوں میں بتایا کہ ہمارا ٹارگٹ رومی ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے لئے سامان حرب وغیرہ کے حصول کے لئے ملک شام کی جانب تجارتی قافلہ روانہ کیا تھا اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا دوسو اونٹ تمام سامان کے ساتھ اور آٹھ سو درہم پیش کرتا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اس قربانی کے بعد عثمان جو عمل بھی کرتا رہے اسے ہرگز کچھ نقصان نہیں ہے، بعد ازاں آپ ﷺ ان کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے روانہ ہوئے لیکن ان کے مقابلہ کے لئے کوئی شخص نہ نکلا یہ واقعہ رجب سن ۹ ہجری کا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب فرمارہے ہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہونے سے گریز پائی اختیار کر رہے ہو، کیا تم آرام طلب ہو گئے ہو حالانکہ اللہ کے پیغمبر نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم رومیوں کیساتھ جنگ کرنے کیلئے گھروں سے نکلو اس لئے کہ رومی تمہارے ساتھ جنگ کرنے کیلئے سامان حرب سے لیس ہو کر مکمل تیاری کیساتھ میدان جنگ میں پہنچ رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ دین اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹادیں حالانکہ اسلام ہی ایسا دین ہے جس پر چل کر اخروی دنیوی سعادتوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے اور تم اسلام کی راہ پر چل رہے ہو تم جہاد فی سبیل اللہ میں نہ صرف اپنا مال خرچ کرو بلکہ جانی قربانی سے بھی پس وپیش نہ کرو۔

بظاہر تغافل کیشی کے اسباب: اولاً موسم شدید گرم تھا، ثانیاً زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ صحابہ کرام طائف اور حنین کے غزوہ سے واپس لوٹے تھے آرام کی ضرورت محسوس کر رہے تھے، ثالثاً معاشرہ میں نان ونفقہ کی تنگی تھی اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان اور مجبور تھے، رابعاً مدینہ منورہ میں کھجور کی فصل کی آمد آمد تھی لوگ اس انتظار میں تھے۔ (المراغی ج ۴ ص ۹۷)

مجاہدؒ تابعی کا قول: وہ بیان کرتے ہیں! فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوۂ طائف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوۂ تبوک کے بارے میں حکم دیا گیا کہ ایک طرف موسم شدید گرم تھا دوسری طرف کھجور کا پھل اتارنے کا وقت آن پہنچا تھا سبھی لوگ سائے میں آرام کرنے کے خواہش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مند تھے میدان جہاد کی جانب رخ کرنا خاصا مشکل تھا ان حالات میں صحابہ کرام نے کہنا شروع کیا کہ ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اتنے شدید گرم موسم میں باہر نہیں نکل سکتے اور کچھ ایسے ہیں جن کے اپنے ذاتی کام اور ضرورتیں ہیں دیگر مشاغل ہیں۔ (ابن جریر)

جب کہ نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب لڑائی کے لئے گھر سے روانہ ہوتے تو مصلحت کے تقاضوں کے مطابق توریہ فرماتے تھے کہ اصل ہدف کو واضح نہیں فرماتے تھے جب کہ غزوۂ تبوک میں آپ علیہ السلام نے کھلے لفظوں میں بتایا کہ ہمارا مطمح نظر رومی ہیں تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی غلط فہمی میں نہ رہیں اس لئے کہ سفر دور دراز اور مشقت کا تھا، زادراہ کی کمی کا مسئلہ بھی تھا، مزید سفر کرنے کے لئے سواریاں بھی کم تھیں۔ (المراغی ج ۴ ص ۹۸)

اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ : کیا تم فنا ہونے والی دنیوی لذتوں کو جو فی الحقیقت ناقص ہیں ان کو اخروی کامل مکمل سعادتوں پر ترجیح دے رہے ہو؟ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گی ظاہر ہے کہ جو شخص اس راہ پر چلتا ہے گویا اس نے دنیوی آسائشوں کو اخروی دائمی آسائشوں پر ترجیح دی ہے جب کہ آخرت کے لازوال انعامات کے مقابلہ میں دنیوی سامان نہایت قلیل ہے کوئی بھی عاقل شخص ہرگز اس کو پسند نہیں کرتا ہے۔

مِسور بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیوی انعامات کی مثال اس طرح ہے جیسا کہ تم میں سے ایک شخص اپنی انگلی کو دریا میں ڈبونے کے بعد نکالتا ہے تو انگلی کے ساتھ جس قدر پانی آیا ہے اس کی مثال دنیا کی ہے اور دریا کے پانی کی مثال آخرت کی نعمتیں ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۴، صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۱۰، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳، الروض النضیر ح ۸۵۳، التعلیق الرغیب ج ۴ ص ۱۰۲، مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۹۔۲۳۰، المراغی ج ۴ ص ۹۸)

اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا : اگر تم اللہ کے پیغمبر کی دعوت پر نہیں نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیوی زندگی میں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا اور تمہیں قحط سالی اور دشمن کے تم پر مسلط ہونے کے ساتھ تباہ و برباد کرے گا اور تمہاری جگہ پر دیگر لوگوں کو لے آئے گا جو اللہ اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں گے۔

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی سنتِ جاریہ ہے کہ جو لوگ اپنا دفاع نہیں کریں گے اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کے مرتکب ہوں گے وہ دشمن کا تر نوالہ بنیں گے ان کا تشخص ختم ہو جائے گا اور وہ استعمار اور ملوکیت کے ادنیٰ غلام بن کر رہ جائیں گے۔

وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا : اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دست کش ہو کر راہ فرار اختیار کرو گے تو اس طرح تم اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکو گے اللہ کی ذات کو تمہاری ہرگز ضرورت نہیں وہ تم سے بے پرواہ ہے اور وہ ذات اپنے بندوں پر غالب ہے آسمان و زمین کی تمام مخلوق اس کے حکم کے تحت مطیع ہے البتہ صرف انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیار تفویض کیا ہے تاکہ ان پر حجت قائم ہو جب کہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ : اللہ کی ذات کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، اللہ کی ذات قادر ہے کہ تمہیں تباہ و برباد کر کے دیگر لوگوں کو تمہاری جگہ پر لے آئے اگر تم اللہ کے پیغمبر کی نافرمانی پر بضد رہو گے اور اس کے مرکز سے دفاع کرنے میں آرام سے بیٹھ جاؤ گے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ﴾ (محمد: ۳۸) ''اگر تم اس کی اطاعت سے روگردانی کرو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے تو تمہاری جگہ پر تمہارے علاوہ لوگوں کو تبدیل کرے گا پھر وہ تمہاری طرح ہرگز نہیں ہوں گے" (المراغی ج ۴ ص ۹۹)

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ : اگر تم اللہ پاک کے پیغمبر کی مدد نہیں کرو گے تو یقیناً اللہ اس کا مدد گار ہے اللہ اس کا محافظ ہے وہی ذات اس کیلئے کافی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے اس کی مدد فرمائی جب ہجرت کے سال مشرکین مکہ نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا یا اس کو جیل کی چار دیواری میں محبوس کر دیا جائے یا اس کو جلا وطن کر دیا جائے تو آپ ﷺ وہاں سے نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے رفیق اور صدیق مکرم ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں نکل پڑے، تین دن تک غار ثور میں پناہ گزیں رہے تا کہ آپ ﷺ کے تعاقب میں نکلے ہوئے لوگ واپس چلے جائیں، بعد ازاں آپ ﷺ مدینہ کی جانب عازم سفر ہوئے دوران سفر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلسل اسی گھبراہٹ میں مبتلا رہے کہ کہیں دشمن کو ان کے بارے میں معلومات نہ حاصل ہو جائیں اور اللہ کے پیغمبر کو گزند نہ پہنچے لیکن نبی اکرم ﷺ ان کی گھبراہٹ کو دور فرماتے رہے اور یہ کلمہ دہراتے رہے، دو اشخاص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ اللہ کی ذات ہے جو تیسرا ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ان تعاقب کرنے والوں میں کسی ایک شخص نے اپنے قدموں کی جانب دیکھا تو وہ اپنے قدموں کی جانب دیکھنے سے ہمیں دیکھ لیں گے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ایسے دو اشخاص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کیساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب ۲، مسند احمد ج ۱ ص ۴، المراغی ج ۴ ص ۱۰۰)

تو اللہ تعالیٰ نے آپ خود اپنی مدد کو اتارا اور ایسے فرشتوں کے ساتھ آپ کی تقویت فرمائی جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور کفار کے کلمۂ شرک کو اللہ پاک نے نیچا کیا اور اللہ کے کلمہ لا الہ الا اللہ کو بلند کیا، بخاری و مسلم میں وارد ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتاتے ہوئے لڑائی کرتا ہے قومی محبت اور ریا کاری اس کا مقصود ہے اللہ کے راستہ میں کس کو قرار دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کے کلمہ کو اونچا کرنے کیلئے لڑائی کرتا ہے وہ شخص فی الحقیقت اللہ کے راستہ میں مقاتلہ کر رہا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۴۲، صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ۱۵، صحیح ابی داؤد کتاب الجہاد باب ۲۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ۱۳، سنن نسائی کتاب الجہاد باب ۲۱، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۲)

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ : اللہ پاک کی ذات انتقام کے لحاظ سے غالب ہے اس کی بارگاہ میں جو شخص قدم زن ہو جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے اسے کوئی شخص ہرگز کسی تکلیف سے دوچار نہیں کر سکتا نیز اللہ تعالیٰ اپنے فرامین اور اپنے افعال کے لحاظ سے حکمت والا ہے۔

(ابن کثیر ج ۲ ص ۵۵۹)

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: تم کوچ کرو! ہلکے پھلکے اور بوجھل کیفیت میں اور اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جان لو۔ اگر فائدہ نزدیک ہوتا اور سفر آسان ہوتا تو وہ ضرور آپ کی پیروی کرتے لیکن ان پر راستہ کی مسافت دور دکھائی دی اور وہ اللہ کی قسم اٹھائیں گے کہ اگر ہم استطاعت رکھتے تو ہم تمہارے ساتھ ضرور نکل پڑتے وہ خود کو ہلاک کررہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ اللہ نے تجھے معاف کر دیا کہ کیوں تو نے انہیں اجازت دی (اجازت نہ دی جاتی) جب تک کہ آپ کے سامنے سچ بولنے والے نمایاں نہ ہو جائیں اور جھوٹ کہنے والوں کو بھی آپ جان لیں۔

لغوی تحقیق: خِفَافٌ ہلکے، اَثْقَالٌ بوجھل، خِفَافٌ جمع ہے اس کا واحد خَفِيفٌ ہے اَثْقَالٌ جمع ہے اس کا واحد ثَقِيلٌ ہے، ذہن نشین کریں کہ ہلکا ہونا اور بوجھل ہونا اجسام کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے اور صحت، بیماری، دبلا پتلا ہونے اور موٹاپے بلکہ نشاط، سستی، جوانی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے اسی طرح مال کی قلت اور کثرت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، خِفَاف اور ثِقَال دو متقابل صفتیں ہیں مفسرین نے ان کی تشریح میں متعدد پہلوؤں کا ذکر کیا ہے، خِفَاف سے وہ لوگ مراد ہیں جو خوش حال، جوان، تیز رو اور ایسے ہوں کہ بغیر کسی تردد کے جہاد کیلئے چل کھڑے ہوں اور ثِقَال سے مقصود وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی عذر لاحق ہو وہ سست رفتار ہوں، بوڑھے ہوں یا علائق دنیا میں بری طرح پھنسے ہوئے ہوں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خِفَاف ان لوگوں سے تعبیر ہو جو خوش دلی سے لڑائی میں شریک ہوسکیں اور ثِقَال کا اطلاق ان لوگوں پر ہو جو خوشی سے جنگ میں حصہ نہ لے سکیں، مقصود بہرحال یہ ہے کہ جب جہاد کیلئے نفیر (کوچ) عام ہو جائے تو سب مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس میں شریک ہو کر اسلام کا نام بلند کریں۔ (المراغی ج ۴ص ۱۰۱، اعراب القرآن ص ۲۹۷)

تناسب: قبل ازیں ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی گئی تھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کا ساتھ نہ دیا اور آپ کے ساتھ جہاد میں نکلنے کو دشوار محسوس کیا جب اللہ کے پیغمبر ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ کوچ کرنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد انہیں آرڈر (Order) دیا کہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہاد میں نکل پڑے کسی کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا اور اطاعت سے روگردانی کو جرم تصور کیا جائے گا۔

تشریح: تم ہر حالت میں جہاد کیلئے گھروں سے نکل پڑو خواہ تمہیں آسانی میسر ہے یا تم کسی مشکل میں مبتلا ہو خواہ تم بیمار ہو یا تندرست، مالی لحاظ سے تم پریشان ہو یا مالی حالت مستحکم ہے، اہل وعیال کے لحاظ سے تمہاری ذمہ داری مشکلات کی حامل ہے یا تم رفاہیت کی زندگی گزار رہے ہو، مزید برآں نوجوانوں کے ساتھ ساتھ بوڑھوں کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی میدان جہاد میں نکلیں سواری کی سہولت میسر ہے یا نہیں، مشاغل رکاوٹ ہیں یا نہیں، صحت کارفرما ہے یا نہیں، اسباب فراہم ہیں یا نہیں امکانی حد تک مقدور بھر تمہیں آرڈر کے مطابق نکلنا چاہیے اس لئے کہ جب عام انداز سے کوچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ایسی حالت میں حکم کو تسلیم کرنا ضروری ہے البتہ جو لوگ معذور ہیں انہیں اجازت ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (التوبہ: ۹۱) ''نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر کہ وہ نہیں پاتے ہیں جو خرچ کریں کچھ گناہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے ہیں''۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ہمارے اسلاف نے قرآن پاک کے احکامات کو اللہ کے پیغمبر ﷺ کی وضاحتوں کی روشنی میں سمجھا اور ان پر عمل کرتے رہے اس کے نتیجہ میں انہوں نے جہاں ممالک کو فتح کیا وہاں اسلامی جھنڈوں کو نصب کیا اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں سیادت کا اعزاز حاصل ہوا لیکن جب اللہ کے پیغمبر کے ارشادات سے انحراف کیا، کتاب وسنت کو صرف تلاوت کی حد تک محدود رکھا الفاظ کو خوش الحانی کے ساتھ ادا کرتے رہے لیکن معانی پر غور نہ کیا تو ذلت ان کا مقدر بن گئی ضعف واضمحلال نے ان کے اقدامات کو ختم کر دیا ان کے دشمنوں نے ان سے مملکت اسلامیہ کی باگ ڈور چھین لی ان کو کمزور باور کر کے ان کے دشمنوں نے انہیں اپنا غلام بنا لیا اور ان کے تشخص کو ختم کر دیا۔

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : تم اپنے دشمنوں کے ساتھ میدان جہاد میں سینہ سپر ہو کر نکلو اور نہ صرف اپنا مال قربان کر دو بلکہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کیلئے میدان جہاد میں اپنی پیاری جان کو بھی جان آفریں کے سپرد کر دو، اسلام کے دور اول میں صحابہ کرام تابعین عظام نہ صرف اپنی ذات پر مال خرچ کرنے میں بخل نہیں کرتے تھے بلکہ استطاعت کے مطابق مجاہدین پر بھی مال خرچ کرنے میں ہرگز پس وپیش نہیں کرتے تھے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں اسلامی لشکر کو ضروری ساز وسامان کے ساتھ لیس کر دیا تھا ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہنے والے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی مالی اور جانی قربانی کی بے نظیر مثالیں پیش کی ہیں۔

(تَقَبَّلَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهُمْ)

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ : راہ جہاد میں نکلنے اور جہاد سے ہمکنار ہونے میں امتوں کے تحفظ کی ضمانت ہے اور اسلام کا عظمت شان سے موصوف ہونا ہے بلکہ دینی، دنیوی واخروی سعادتوں سے ہم کنار ہونا ہے۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوْكَ : جب ایمان والوں کو عمومی انداز پر کوچ کرنے کا حکم دیا گیا تو کچھ منافقین نے جہاد میں شمولیت نہ کرنے سے بہانے تراشنے شروع کر دیئے جب کہ کچھ پختہ قسم کے ایماندار بھی نادانستہ طور پر اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ نے دوران سفر آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اس آیت کو نازل فرمایا، اے محمد (ﷺ)! آپ نے انہیں جس عمل کی جانب دعوت دی ہے یہ لوگ اگر محسوس کرتے کہ اس کام میں فوائد کا حصول ناگزیر طور پر جلد مل جائے گا اور پھر اس کے حصول میں انہیں کوئی زیادہ تکلیف سے دوچار ہونا نہیں ہوگا بلکہ آسانی کے ساتھ مقصود حاصل ہو جائے گا، تو یہ لوگ آپ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے فوراً نکل پڑتے، ظاہر ہے کہ انسان طبعی طور پر مادی منفعت کی جانب زبردست کشش رکھتا ہے جب کہ تکالیف کا سامنا بھی نہیں ہے لیکن آپ نے انہیں دور دراز مقام کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا اور دشوار گزار سفر کی تکالیف شاقہ سے ہم کنار کیا، مزید برآں شدید گرمی کا زمانہ تھا سائے میں آرام کرنے کی شدید ضرورت ہوتی ہے اس لئے انہوں نے بزدلی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آرام اور عیش کوشی کو ترجیح دیتے ہوئے تمہارے ساتھ جانے سے پس وپیش سے کام لیا۔

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ : جب آپ سفر سے واپس آئیں گے تو وہ آپ کے پاس عذر تراشتے ہوئے آجائیں گے قسمیں اٹھا اٹھا کر کہیں گے کہ اگر ہم میں جہاد کرنے کی استطاعت ہوتی تو ہم ضرور نکل پڑتے ہم تو رکاوٹوں کے نرغے میں جکڑے گئے ہمارا شریک نہ ہونا تو اضطراری تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی قسمیں اٹھا کر خود کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اس لئے کہ اللہ پاک کے نام پر جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں منافقت کو چھپانا مقصود ہے اور ایک جرم کو ختم کرنے کے لئے دوسرا جرم کر رہے ہیں اس لئے کہ جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے اور جھوٹ کہنا منافق کی علامت ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ : اللہ کو ان کی کذب بیانی کا علم ہے کہ ہم میں سفر کرنے کی استطاعت نہ تھی جب کہ وہ صحت مند تھے مضبوط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم والے تھے مزید برآں مالی لحاظ سے بھی وہ لوگ خوش وخرم تھے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنكَ : چونکہ نبی ﷺ نے منافقین کو ان کی جھوٹی معذرتوں کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت عطا کر دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس فروگذاشت کو معاف کرتے ہوئے ڈانٹ پلائی ہے کہ آپ نے انہیں کیوں اجازت دی کہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں آپ جلد بازی نہ کرتے بلکہ توقف اختیار کرتے تو آپ پر ان کا معاملہ واضح ہو جاتا آپ کو حقیقت کا علم ہو جاتا کہ سچے کون ہیں؟ اور کون جھوٹے ہیں اس لئے کہ جھوٹ بولنے والوں نے آپ کے ساتھ سفر پر روانہ ہی نہیں ہونا تھا آپ انہیں اجازت دیتے یا نہ دیتے بہرحال آپ حوصلہ مندی کا ثبوت پیش کرتے، مجاہدؒ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ آپ ﷺ اجازت دیں یا نہ دیں بہرحال جنگ کے لئے نکلنا نہیں ہے وہ تو جہاد سے متنفر تھے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۵۴)

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے جان اور مال کی قربانی کے بارے میں اجازت طلب نہیں کریں گے اور اللہ کو پرہیزگاروں کا علم ہے۔ بے شک آپ سے وہ لوگ اجازت طلب کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور ان کے دل شکوک میں مبتلا ہیں وہ اپنے شک میں حیران پھرتے ہیں۔ اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لئے سامان مہیا کرتے جب کہ اللہ نے ان کے کھڑا ہونے کو ناپسند جانا ہے تو ان کو متحرک ہونے سے روک دیا ہے اور ان سے کہا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

لغوی تحقیق: فَثَبَّطَهُمْ انہیں جنگ میں شریک ہونے سے روک دیا، مادہ (ث ب ط) ہے، اَلثَّبِطُ کمزور ارادے کا انسان، ثَبَّطَهُ الْمَرَضُ بیماری نے اسے حرکت وعمل سے روک دیا، مرض اس سے جدا نہ ہوا، سو انہیں جنگ میں شریک ہونے سے روک دیا۔

جہاد فی سبیل اللہ عبادت کا وہ آخری مقام ہے جس کے آگے اور کوئی مقام نہیں اس میں ایک مسلمان اپنے عقیدہ وفکر کی تصدیق کے ساتھ اپنا خون بہا دیتا ہے اس لئے اس کی توفیق بھی کسی کسی کو ملتی ہے منافقین کا یہ مقدر کہاں کہ وہ معرکۂ حق وباطل میں حصہ لے سکیں غزوہ تبوک میں یہ لوگ عملاً شریک نہ ہوئے اور یہ عین تدبیر الٰہی کے مطابق تھا کیوں کہ اگر یہ لوگ کسی طرح جہاد میں شریک ہو بھی جاتے تو اس کے سوا اور کیا کرتے کہ اپنے خبث نفس کو پھیلاتے اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے اس بنا پر ان کا غزوہ میں نہ شریک ہونا گویا مسلمانوں کے حق میں بہتر ہی ہوا اس آیت میں ثَبَّطَ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور یہ قرآن حکیم کا جانا بوجھا اسلوب ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ تخلف عن الجهاد کی ذمہ داری براہ راست ان پر عائد نہیں ہوتی اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ انہوں نے جو عمداً جہاد میں شرکت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اس کی توفیق عطا نہیں کی اور یہ اس کی تدبیرات کونیہ کا ایک ڈھنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ جب کسی بات کو ناپسند کرتا ہے تو ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن کے جمع ہو جانے سے وہ بات واقع نہیں ہوتی۔

(لسان القرآن ص ۴۸۴)

بلاغت: (سوال) آیت نمبر ۴۴ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے آپ ﷺ سے اجازت طلب نہیں کریں گے کہ وہ جہاد سے پیچھے رہیں اس جملہ کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا یہ فرمان کیسے درست قرار پا سکتا ہے جب کہ ایمان والوں میں سے اکثریت ان لوگوں کی موجود ہے جنہوں نے کسی عذر کے پیش نظر جہاد میں شرکت سے اجازت طلب کی اس حقیقت کا اشارہ سورۂ نور کی آیت نمبر ۸۲ میں پایا جاتا ہے کہ ایمان دار، درحقیقت وہ لوگ ہیں جن کا اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان ہے اور جب کسی جامع منصوبہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں تو اس سے اجازت حاصل کئے بغیر نہیں جاتے ہیں۔

جواب: حقیقت میں منافات نہیں ہے جب کہ نفی کا اسلوب درحقیقت نہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حج میں بے ہودہ باتیں، فسق و فجور اور جھگڑے سے بچاؤ اختیار کیا جائے یا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق منسوخ ہے یا مفسرین سورۂ نور کی آیت کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ صحابہ کرام آپ ﷺ سے ایسے وقت میں با عذر اجازت طلب نہیں کرتے تھے۔ (فتح الرحمٰن ۲۳۰)

تناسب: قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سورۂ براءۃ نے منافقین کے احوال و کیفیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بھی منافقین کے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتے تھے لیکن اس سورت کے نازل ہونے کے بعد ان کے احوال اظہر من الشمس ہو گئے بالخصوص جن آیات کی ابھی ابھی تفسیر پیش کی جا رہی ہے ان کی روشنی میں ایمان والوں اور منافقین میں امتیاز رونما ہو جائے گا۔

تشریح: اللہ کی ذات اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں آپ ﷺ سے اجازت طلب کریں جب کہ حالات اس کے متقاضی ہوں بلکہ جہاد کی ضرورت کے پیش نظر ہرگز اجازت طلب نہ کریں کہ وہ شریک نہیں ہو سکیں گے، مزید برآں امن و صلح کے دور میں بھی جہادی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے اسلحہ کی فراہمی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں لیکن جب جہاد کے لئے عمومی طور پر کوچ کرنے کا اعلان ہو جائے تو پھر جہاد میں شرکت نہ کرنا اور پس و پیش کرتے ہوئے پیچھے رہ جانا جب کہ کامیابی کے اسباب زیادہ واضح نہ بھی ہوں ہرگز جائز نہیں ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے اسلامی معاشرہ میں بہترین شخص اسے سمجھا جائے گا جو اپنے گھوڑے کی کمر پر سوار ہے لگام کو ہاتھوں میں تھاما ہوا ہے جس جانب سے بھی شور و شغب اور گھبراہٹ کی کیفیت کو اجاگر دیکھتا ہے تو فوراً نہایت تیز رفتاری کے ساتھ گھوڑے کو ایڑی لگاتا ہوا وہاں پہنچ جاتا ہے وہ موت سے آنکھیں ملاتا ہے دشمن پر زوردار حملہ کرتا ہے موت سے اسے ہرگز خوف نہیں ہوتا وہ اللہ کی راہ میں شہادت کے حصول کے لئے سرگرداں رہتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ۳۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۱۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الجہاد باب اح ۳۷۹۶، المراغی ج ۴ ص ۱۰۵)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ: اللہ تعالیٰ کو اس شخص کا خوب علم ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف موجزن ہے وہ اللہ کی ناراضگی کے کاموں سے خود کو بچاتا ہے اور جن اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ محبوب جانتا ہے ان کے ادا کرنے میں ہرگز سستی روا نہیں رکھتا ہے نہ صرف جہاد میں خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہوتا ہے بلکہ مال کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا اس کے دل میں ہرگز یہ خیال گردش نہیں کرتا کہ وہ موت کے پنجوں سے خود کو تحفظ عطا کرے اور گھر میں آرام سے بیٹھ جائے۔

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ : آپ (ﷺ) کے ساتھ جہاد میں بلاعذر پیچھے رہنے کے لئے وہ لوگ اجازت طلب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہیں رکھتے توحید کے اقرار سے بھی دور ہیں قیامت کے وقوع پر بھی ان کا ایمان نہیں ہے ان اوصاف کے لوگ مال خرچ کرنے کو عظیم نقصان باور کرتے ہیں اور ثواب حاصل ہونے کی امید سے ان کے دل خالی ہوتے ہیں اور جہاد کو نہایت مشقت اور تکالیف وہ کام سمجھتے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ انہیں دین اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات نے اسلام سے باغی بنادیا ہے اطمینان قلب کے نام کی کوئی چیز ان میں موجود نہیں وہ تو ہمیشہ ورطۂ حیرت میں مستغرق رہتے ہیں، تذبذب اور شکوک نے ان کے دماغ کو اسلام سے باغی بنادیا ہے اسلام کے ظاہری اور آسان کام نمازوں اور روزوں میں بظاہر ریاکاری کے لئے مشغول دکھائی دیتے ہیں اور اسلام کے جن احکام کی ادائیگی میں تکالیف کا سامنا ہوتا ہے ان سے خود کو الگ تھلگ رکھتے ہیں اور عذر تراشی میں کچھ خفت محسوس نہیں کرتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً : اگر جہاد میں نکلنے کے لئے ان کی نیت درست ہوتی تو وہ اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے تیاری کرتے زادراہ اور سواری کا انتظام کرتے مزید اتنے دور دراز سفر کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کرتے لیکن انہوں نے اس سلسلہ میں ہرگز دلچسپی نہیں لی۔

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ : حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو پسند نہیں تھا کہ منافق لوگ ایمان داروں کے ساتھ جہاد کے سفر میں نکلتے تو اللہ نے ان کے دلوں میں خوف وہراس کو لازم کردیا جس کے سبب وہ رک گئے اور انہوں نے خود کو تیار نہ کیا اس طرح اللہ کے پیغمبر ﷺ کے حکم کی مخالفت سے نافرمان قرار دیئے گئے اور اللہ کے پیغمبر نے انہیں ناراضگی کے عالم میں کہا کہ تم خود کو بچوں، معذور افراد، استطاعت نہ رکھنے والوں اور عورتوں کے ساتھ شامل کرو۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۰۶)

لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ یَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَۚ وَفِیْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰی جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اگر وہ تمہارے ساتھ نکل بھی پڑتے تو تم کو زیادہ نہ کرتے مگر نقصان میں اور تمہارے درمیان فتنہ انگیزی کے گھوڑے دوڑاتے اور تم میں ان کی باتوں پر کان رکھنے والے بھی ہیں اور اللہ کو ظلم کرنے والوں کا علم ہے۔ انہوں نے اس سے پہلے بھی فتنہ انگیزی کی کوششیں کیں اور تمہارے معاملات کو الٹ پلٹ کرنا چاہا یہاں تک کہ حق واضح ہوگیا اور اللہ کے حکم کو غلبہ حاصل ہوا جب کہ غلبہ ان پر ناگوار گزرا۔

لغوی تحقیق: خَبَالٌ رائے میں استحکام کا نہ ہونا اور کسی کام کے کرنے میں نقصان کی کیفیت سے دوچار ہونا، مقصود نظم وضبط کی خرابی ہے، خَبَلَ بگاڑا، تباہ کیا، کہا جاتا ہے بِهٖ خَبَلٌ وَخَبَطٌ اسے جنون کا عارضہ ہے، عَاشِقٌ مُخَبَّلٌ دیوانہ عاشق، خَبَلَ یَدَهٗ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُلَانٌ خَبَالٌ عَلٰی اَھْلِہٖ وہ اپنے گھر والوں پر بوجھ ہے، دَھرٌ خَبَلٌ برا زمانہ، اَلْخَابِل شیطان بھوت پریت۔ (لسان القرآن: ۵۸۰)

بلاغت: (سوال) آیت نمبر ۴۷ میں جب اللہ پاک کو علم ہے کہ اگر منافقین جہاد کے لئے ایمانداروں کی معیت میں نکلیں گے تو ان کے نکلنے سے ایمان والوں کو نقصان پہنچے گا اور چغلخوری سے بگاڑ پیدا کریں گے تو بہتر تھا کہ انہیں نکلنے کا حکم ہی نہ دیا جاتا۔
جواب: صرف ان پر حجت قائم کرنے کے لئے انہیں جہاد میں نکلنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کا نفاق نمایاں ہو جائے۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۳۱)

تناسب: قبل ازیں بیان ہوا ہے کہ منافقین کا لڑائی سے پیچھے رہنے کے لئے اجازت طلب کرنا صرف نفاق پر پردہ ڈالنے کے لئے تھا تو اس کے بعد ان کے ان مفاسد کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ان کے نکلنے کے سبب رونما ہوں گے:۔

(۱)۔ اذھان میں اضطراب کی لہر دوڑانا اور نظام میں فساد انگیزی کی کوشش کرنا۔

(۲)۔ چغل خوری کے سبب اختلاف کی خلیج کو وسیع کرنا۔

(۳)۔ ایمان داروں میں کچھ کمزور قسم کے لوگ موجود ہیں جو منافقین کی باتوں پر کان دھرتے ہیں بلکہ ان کی باتوں کو صحیح گردانتے ہیں۔

تشریح: ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ اگر منافق لوگ جو گھروں میں بیٹھنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، بالفرض وہ تمہارے ساتھ جہاد کے لئے نکل بھی پڑیں گے تو تمہاری قوت اور تحفظ میں ہرگز اضافہ نہیں کریں گے بلکہ تم میں اضطرابی کیفیت کو مزید تیز کریں گے ان کی شرکت سے ہرگز قوت میں اضافہ نہیں ہوگا غزوہ حنین میں اس کی مثال موجود ہے کہ لڑائی کے آغاز میں منافقین شکست خوردہ کیفیت میں میدان جہاد سے بھاگ نکلے ان کی کیفیت دیکھ کر کمزور ایماندار لوگ جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے وہ بھی بھاگ نکلے ان کے بھاگنے سے کھلبلی مچ گئی اور لشکر اسلامی کے نظام میں اضطرابی کیفیت رونما ہو گئی جس کے نتیجہ میں ایمانداروں کی اکثریت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور میدان جہاد سے بھاگ نکلی اس قسم کے حالات میں ایسی کیفیت کا نمودار ہونا معمول کے خلاف نہیں سمجھا جاتا۔

وَلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ: وہ تم میں تیزی کے ساتھ شامل ہوں گے جب کہ ان کا مطمح نظر تمہارے درمیان چغل خوری کرتے ہوئے افتراق کی خلیج کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا ہے تاکہ تم جہاد میں شرکت سے خود کو الگ تھلگ رکھو وہ برابر تمہیں دشمن سے ڈراتے رہیں گے تاکہ دشمن کا خوف تمہارے دل و دماغ پر ہمیشہ مسلط رہے جب کہ تم میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کا ایمان پختہ نہیں ہے ان کی عزیمت اطمینان بخش نہیں ہے اس لئے کہ وہ دشمن کی باتوں کی جانب بھی برابر کان جھکائے رکھتے ہیں جب ان کے عزائم کو متزلزل کرنے والی باتیں ان کے کانوں کے ساتھ ٹکراتی ہیں تو وہ انہیں درست باور کرتے ہیں اور جہادی سپرٹ میں ضعف رونما ہو جاتا ہے، نتیجۃً وہ دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہونے سے کنی کتراتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے علم نے ان کے ظاہر، باطن اور ان کے تمام اعمال و کوائف کا احاطہ کر رکھا ہے، مزید وہ مستقبل میں کونسا کردار ادا کرنے والے ہیں اس کا بھی پورا علم اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا مفہوم ان کے حق میں شر کا احاطہ کئے ہوئے ہے ان میں خیر کا پہلو نہیں ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کو ہرگز اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ میدان جہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے نہیں نکلیں گے جب تک کہ آپ ﷺ انہیں اجازت نہیں دیں گے، بہر حال یہ غیب کی خبریں ہیں جن کا علم صرف اللہ پاک کی ذات کو ہی حاصل ہے ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے رسول اکرم ﷺ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا، یاد رکھیں اللہ پاک کی حکمت کا یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ آپ کے اجتہاد کے بعد وہ اپنے پیغمبر کی تربیت کرتے ہوئے بعض حقائق کو واضح فرمائے تا کہ آپ کے قلب اطہر میں وہ حقائق جاگزیں ہو جائیں اور آپ کے پیروکار بھی ان حقائق کو صحیح باور کرتے ہوئے ان کے مطابق عملی زندگی کو اطمینان بخش بنائیں اور خواہشات نفسانی کے تقاضوں کو ختم کرنے کی ممکنہ مساعی کرتے رہیں ان کے بعد سلف صالحین بھی ان کے منہج پر گامزن رہیں۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ : منافقین نے مسلمانوں کے درمیان فتنہ کی آگ کو مشتعل کرنے کی بھرپور کوششیں کیں جنگ احد سے پہلے بھی اور جنگ احد میں بھی جب کہ منافقین کے لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول نے منافقین کو جو اسلامی لشکر کی ایک تہائی کی تعداد میں تھے انہیں مدینہ اور احد کے میدان کے درمیان اسلامی لشکر سے الگ کیا اور شور مچانے لگا کہ اس پیغمبر نے بچوں اور بیوقوف لوگوں کی اطاعت کرتے ہوئے ہمیں میدان جنگ میں جھونک دیا ہے ہم اس کے کہنے پر کیسے خود کو موت کے گھاٹ اتاریں؟ چونکہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی رائے یہ تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑائی نہ کی جائے اس وجہ سے وہ اپنے رفقاء کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا قریب تھا کہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ قبائل بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے واپس چلے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا منافقین کی دسیسہ کاریوں سے، ان کا مقصود کسی نہ کسی طرح نبی ﷺ کی عظمت کو گرانا تھا اس میدان میں انہوں نے نہ صرف یہودیوں بلکہ مشرکین کے ساتھ بھی روابط کا سلسلہ قائم کیا اور آپ ﷺ کی دشمنی پر انہیں برافروختہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت سے نوازا جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا تھا، نتیجۃً دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، یہودی عبرتناک عذاب سے دوچار ہوئے اسلامی لشکر کو اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی فتح سے نوازا اس کے نتیجہ میں لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور کفر کو ایسی شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا جس سے ان کے منصوبے خاک میں مل گئے تاہم وہ خود کو جنگ حنین کے واقعہ سے تسلی دے رہے تھے کہ اس میں ہمیں اسلامی لشکر پر کامیابی حاصل ہوئی اور شرک کو دوبارہ قوت ملی۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور ایمان والوں کو اطمینان کی دولت سے نوازا جب کہ منافقین بھی آپ ﷺ سے الگ ہو گئے، مزید برآں ان کی منظر کشی سے ان کی منافقت کو اجاگر کرتے ہوئے ان کی عذر تراشیوں کو کالعدم قرار دیا، ذہن نشین کریں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنے رفقاء کو غزوۂ تبوک سے باز رکھا تفصیل ملاحظہ فرمائیں:۔

جب نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک میں رومیوں سے لڑائی کرنے کیلئے اسلامی لشکر کو تیار کیا تو وہ دور تنگ حال قحط سالی کا تھا، مزید برآں گرمی شدت کی تھی، پھلوں کے اترنے کا وقت تھا اس لئے کہ پھل پک چکے تھے لوگ دھوپ گرمی سے دور رہتے تھے سائے میں آرام کرنے کو محبوب سمجھا جاتا تھا ایسی حالت میں سفر کرنا ہرگز گوارا نہ تھا اللہ کے پیغمبر ﷺ اگرچہ جب کسی جنگ کے لئے سفر فرماتے تو وضاحت نہیں فرماتے تھے کنایہ سے کام لیتے تھے البتہ غزوۂ تبوک میں چونکہ سفر دور دراز کا اور موسم سخت گرم تھا اور دشمن فوج کی تعداد اسلامی لشکر کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی اس لئے آپ ﷺ نے کھلے لفظوں میں بتایا کہ ہم رومیوں سے جنگ کیلئے سفر کر رہے ہیں چنانچہ صحابہ کرام نے بادل نخواستہ رومیوں کے ساتھ لڑائی کرنے کیلئے رخت سفر باندھا اور آپ ﷺ نے بسرعت چلنے کی رغبت دلاتے ہوئے دشمن کی فوج کی قوت اور بہتات سے آگاہ کیا اصحاب ثروت کو مال خرچ کرنے کی رغبت دلائی، چنانچہ آپ ﷺ نے لشکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کی پہلی نشست مدینہ کی الوداعی گھاٹی کو قرار دیا جب کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع سے نیچائی کی جانب اتارا، پھر اللہ کے پیغمبر نے وہاں سے جنگ تبوک کیلئے سفر کا آغاز کیا تو عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اپنے رفقاء سمیت پیچھے رہ گیا منافقین لوگ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ان کے کردار سے پردہ کشائی کرتے ہوئے اللہ پاک نے آیت نمبر ۴۸ کو نازل فرمایا۔(تفسیر طبری ج ۲ ص ۱۹۰)

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّیۡ وَلَا تَفۡتِنِّیۡ ؕ اَلَا فِی الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیۡطَةٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾ اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡكَ مُصِیۡبَةٌ یَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ یَتَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۰﴾ قُلۡ لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوۡلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَی الۡحُسۡنَیَیۡنِ ؕ وَ نَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِکُمۡ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَیۡدِیۡنَا ۫ فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: اور ان (منافقین) میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں، خبردار! یہ فتنے میں گرے ہوئے ہیں اور بے شک دوزخ کفار کو گھیرے ہوئے ہے۔ (اے پیغمبر!) اگر آپ کو کوئی اچھی بات پیش آجائے تو وہ ان (منافقین) کو بری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پیش آجائے تو وہ کہیں گے کہ ہم نے پہلے ہی سے اپنے معاملہ کے لئے (احتیاط کو) تھام رکھا تھا اور وہ گردن پھیر کر خوش خوش چل پڑتے ہیں۔ آپ کہیں! ہمیں کچھ پہنچ نہیں سکتا مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہی ہمارا مالک ہے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اے پیغمبر! آپ کہیں! تم ہمارے متعلق دو اچھی باتوں میں سے ایک کے انتظار میں ہو اور ہم تمہارے بارے میں اس بات کے انتظار میں ہیں کہ اللہ تمہیں اپنی جانب سے یا ہمارے ہاتھوں سے کوئی عذاب بھیج دے تو تم انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿اَلَا فِی الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا﴾ میں اَلۡفِتۡنَةُ سے مقصود جہنم ہے اس لئے کہ کفار کو دوزخ میں گرایا جائے گا بظاہر انسان فتنہ میں نہیں گرتا ہے اس لئے کہ فتنہ تو ایک معنی ہے اور فتنہ کا محل دوزخ ہے اس لئے دوزخ مراد ہے۔(اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۵۶)

تناسب: منافقین کا تذکرہ چلا آرہا ہے اور ان کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا ذکر ہو رہا ہے خواہ انہوں نے کھلے عام لوگوں کے سامنے کہی ہیں یا در پردہ بعض مجالس میں ان کی زبان سے نکلی ہیں کچھ باتیں معذرت خواہانہ انداز میں ان کی زبان پر آئی ہیں جیسا کہ بعض منافق قسم کے لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اس خدشہ کا اظہار کیا کہ رومی عورتیں خوبصورتی میں مشہور ہیں اتفاق کی بات یہ ہے کہ جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے خطرہ ہے کہ میں اس کے حسن کے سبب فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں اس لئے مجھے جنگ میں شرکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مستثنیٰ فرمائیں، آپ ﷺ نے اس کی گفتگو کو بے توجہی سے سنا اور یہ کلمہ آپ کی زبان پر تھا کہ تجھے اجازت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کی معذرت بلکہ اس قبیل کے سبھی لوگوں کے بارے میں حقیقت سے پردہ کشائی کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس قماش کے لوگ فتنے میں مبتلا ہیں ان کی معذرت میں ہرگز صداقت نہیں ہے۔ (تفسیر المراغی ج ۴ ص ۱۰۹)

مولٰنا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: اس فتنہ سے ان کا مقصود کیا تھا اسے اس لئے بیان نہیں کیا کہ صریح قرائن واضح کررہے ہیں اور یہی قرآن پاک کی معجزانہ بلاغت ہے وہ یقیناً ہر طرح کے متوقع اور وہمی خطرات ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے ہوں گے اور اسے فتنہ سے تعبیر کرتے ہوں گے، مثلاً اس موسم میں ہزاروں آدمیوں کو اس قدر دور کے سفر پر لے جانا جان بوجھ کر انہیں ہلاک کرنا ہے اور یہ نیکی کا کام نہیں، پھر جہاں جانا ہے وہ دوسروں کا ملک ہے، نہیں معلوم کن کن برائیوں میں پڑنا پڑے، مزید رقم طراز ہیں غور کرو گے تو نفاق کی یہ خصلت آج بڑے بڑے مدعیان علم و مشیخت میں بولتی نظر آئے گی جھوٹی دینداری اور وہمی پرہیز گاری نے سعی و عزم کی تمام راہیں ان پر بند کردی ہیں اور وہ مساعی ہیں کہ امت پر بھی بند کردیں، ۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ ہندوستان کے علماء و مشائخ کو عزائم و مقاصدِ وقت پر توجہ دلاؤں ممکن ہے چند اصحاب رشد و عمل نکل آئیں چنانچہ میں نے کوشش کی لیکن ایک تنہا شخصیت کو مستثنیٰ کردینے کے بعد سب کا متفقہ جواب یہی تھا کہ یہ دعوت ایک فتنہ ہے، ﴿ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي﴾ یہ مستثنیٰ شخصیت مولانا محمود الحسن دیوبندی کی تھی جواب رحمت الٰہی کے جوار میں پہنچ چکی ہے۔ (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۹۵)

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِالْكٰفِرِينَ : اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دوزخ میں اللہ کی ذات کا انکار کرنے والوں نیز پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں، احکام الٰہیہ کا انکار کرنے والوں کو قیامت کے دن گرایا جائے گا بلکہ دوزخ نے انہیں ہر طرف سے ڈھانپ رکھا ہوگا جب کہ دوزخ میں داخل کیا جانا ہلاکت و تباہی کا عبرت ناک نشان اور عذاب الٰہی کا ناقابل تصور نمونہ ہے، ظاہر ہے کہ دوزخ کی آگ نے ان لوگوں کو اپنے گھیرے میں لیا ہوگا جن کا ان کے گناہوں نے احاطہ کررکھا ہوگا۔

اِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ : ظاہر ہے کہ آپ (ﷺ) کے اسلامی لشکر کو نصرت الٰہی کے نازل ہونے اور غنیمت سے مالا مال ہونے پر جو مسرت اور خوشی حاصل ہوئی ہے اس پر کفار کو بوجہ ان کے حسد اور اسلامی لشکر کے ساتھ دشمنی کے حزن و ملال ان کا مقدر رہا ہے۔

وَاِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَّقُولُوا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ : اور جب آپ پر کوئی آفت اترتی ہے جیسا کہ غزوۂ احد میں اسلامی لشکر کو دل شکنی کا سامنا کرنا پڑا تو کفار نہایت مسرت و ابتہاج کی کیفیت میں اپنے اچھے کردار کی تعریف کرتے ہوئے فخریہ انداز میں کہتے ہیں ہم نے حزم و احتیاط کے دامن کو چونکہ تھامے رکھا جیسا کہ ہمارا ہمیشہ کا معمول ہے اس لئے ہمیں تحفظ حاصل ہوا کہ ہم میدان کارزار سے کنارے پر رہے اور تباہی و بربادی کے عفریت سے ہمیں بچاؤ حاصل رہا اور نہایت مسرت و انبساط کے عالم میں میدان کارزار سے واپس اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔

قُل لَّن يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا : اللہ پاک اپنے پیغمبر (ﷺ) کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ منافق لوگوں پر اس حقیقت کو واضح کریں جب وہ آپ پر نازل ہونے والے مصائب پر مسرت کا اظہار کررہے ہیں اور آپ پر انعامات الٰہیہ کی بارش سے انہیں ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا ہوتا ہے یا ہمیں نصرت الٰہی اور مال غنیمت یا آزمائشوں اور شہادت فی سبیل اللہ سے شادکام رکھا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے جس کو لوح محفوظ میں رقم کیا جاچکا ہے اس کے مطابق ظہور ہوتا رہتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری موافقت یا مخالفت اللہ پاک کے فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہوسکتی، اس حقیقت سے ہرگز مفر نہیں کہ تمام معاملات اللہ پاک کے فیصلہ کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

هُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ : اللہ پاک کی ذات ہی ہماری مدد کرتی ہے اور ہمارے تمام معاملات اللہ پاک کی توفیق کے ساتھ سرانجام پاتے ہیں ہم اللہ پاک ہی کی جانب پناہ حاصل کرتے ہیں اور اسی پر ہم بھروسہ رکھتے ہیں نہ کسی دشواری کے سبب ہم مایوسی سے ہم کنار ہوتے ہیں اور نہ کسی خوشحالی کے سبب ہم فخر ومباہات کے ترانے الاپتے ہیں۔

ذہن نشین کریں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے والا شخص ہمیشہ شریعت اسلامیہ کی جانب سے واجبات کی ادائیگی میں منہمک رہتا ہے اس کیساتھ ساتھ کامیابی وکامرانی کے مادی اور معنوی اسباب کو بروئے کار لانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے آپس میں تنازعات سے کنارہ کش رہتا ہے اس لئے کہ اس کے نتیجہ میں بزدلی راہ نکالتی ہے اور وحدت میں خلا کے نمودار ہونے سے معاملہ اس حد تک بگڑ جاتا ہے کہ کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا جب کہ وحدت کا وجود ہی کامیابی وکامرانی کا سرچشمہ ہے لیکن صرف مادی اسباب کو بروئے کار لانے سے کامیابی کا حصول یقینی نہیں ہے ظاہر ہے کہ صرف مادی اسباب پر ہی بھروسہ رکھنے والے لوگ کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتے جب وہ ناکام ہوجاتے ہیں تو ان کے صبر کا دامن پارہ پارہ ہوجاتا ہے اور حسرت ویاس کی گرفت میں آجاتے ہیں۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ : انہیں واشگاف الفاظ میں بتائیں کہ تم ہمارے بارے میں دو خوش کن نتائج میں سے ایک نتیجہ کے انتظار میں ہو یا ہمیں تم پر کامیابی حاصل ہوگی یا ہم شہادت سے سرفراز ہوں گے لیکن ہم تمہارے بارے میں دو اندوہ گیں نتائج کے انتظار میں ہیں، اولاً یہ کہ تمہارا پروردگار تم پر آسانی آفت اتار کر تمہیں بھسم کردے گا اس میں ہمارا کچھ دخل نہیں ہوگا جیسا کہ سابقہ امتوں کو سماوی عذاب سے تباہ وبرباد کردیا گیا جب انہوں نے ان کی جانب اتارے جانے والے پیغمبروں کی مخالفت کی اور انہیں تکالیف ومصائب کا نشانہ بنایا، یا یہ صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت عطا فرمائیں کہ ہم تمہارے ساتھ لڑائی کریں اس لئے کہ شیطان نے تمہیں اللہ پاک کی ذات کا انکار کرنے پر اکسایا ہوا ہے تو تم انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں دیکھتے ہیں مستقبل میں تمہارا انجام کیا ہوتا ہے جب تم کفر پر اصرار کرتے ہو اور تمہارا معاملہ واضح ہوجاتا ہے جب کہ ہم تو اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل کے مطابق رواں دواں ہیں لیکن تم دلیل وغیرہ سے خالی ہو، پس جب ہم اور تم ایک دوسرے کے انتظار میں رہیں گے تو یقیناً ہمارے مشاہدہ میں تمہاری کیفیت اندوہ گیں ہوگی اور تمہارے مشاہدہ میں ہماری کیفیت مسرت افروز ہوگی، ذہن نشین کریں کہ دین اسلام منافق شخص کے قتل کا حکم نہیں دیتا ہے جب تک کہ وہ اسلام کا زبان سے اظہار کرتا رہے اقامت نماز اور ادائیگی زکوٰۃ پر کاربند رہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۱۱)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ
مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي
الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ
اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ
رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

ترجمہ: آپ کہیں تم بخوشی خرچ کرو یا ناخوش ہو کر تمہارا خرچ کرنا ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اسلئے کہ تم نافرمان گروہ ہو۔ اور انہیں محروم نہیں کیا کہ ان سے ان کا خرچ کرنا کبھی قبول نہیں کیا جائے گا مگر اسلئے کہ تم نافرمان ہو۔ اور ان کو ان کے خرچ کرنے کی قبولیت سے نہیں روکا ہے مگر اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے پیغمبر کا انکار کیا اور وہ نماز کے لئے نہیں آتے ہیں مگر سستی کی حالت میں اور وہ (اللہ کی راہ) میں مال خرچ نہیں کرتے ہیں مگر اس حالت میں کہ وہ اسے ناپسندیدہ جانتے ہیں۔ اور تمہیں ان کا مال اور ان کی اولاد تعجب میں مبتلا نہ کرے اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ نے ان کو مال واولاد کے سبب دنیوی زندگی میں عذاب میں مبتلا کرنا چاہا ہے اور ان کی جانیں ایسی حالت میں نکلیں گی کہ وہ ایمان کا انکار کریں گے۔ اور وہ اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ بے شک وہ تم ہی سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں البتہ وہ ایسے لوگ ہیں جو خوف زدہ ہیں۔ اگر وہ پناہ کی جگہ پالیں یا غار یا چھپ بیٹھنے کی جگہ تو وہ اس کی جانب پھریں گے اس حالت میں کہ وہ بے قابو ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو صدقات کے (مال کی تقسیم) میں آپ کو مطعون کرتے ہیں اگر ان کو ان سے کچھ ملتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں ان سے نہیں ملتا ہے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اس پر رضامند ہو جائیں جو ان کو اللہ اور اس کے پیغمبر نے دیا ہے اور وہ کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے قریب ہی ہمیں اللہ اپنے فضل سے عطا کرے گا اور اس کے پیغمبر بلاشبہ ہم اللہ کی جانب رغبت رکھتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْفَرَق (ر) کی فتح کے ساتھ شدید قسم کا خوف جو دل کو ادراک سے باز رکھے جب کہ فَرْق (ر) ساکن ہو تو معنی جدا جدا کرنا ہے، مَلْجَا جس جگہ میں خوف زدہ شخص پناہ لیتا ہے تا کہ اسے تحفظ رہے جیسا کہ قلعہ یا سمندر کے وسط میں جزیرہ یا کسی پہاڑ کی چوٹی، مَغٰرٰتٍ جمع ہے اس کا واحد مَغَارَةٌ ہے پہاڑ میں واقع غار پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس میں انسان چھپ جاتا ہے، مُدَّخَلًا سرنگ جس میں تکلیف کے ساتھ داخل ہونا ہوتا ہے، جِمَاحٌ ایسی تیزی جس کا مقابلہ مشکل ہو، اَلْجَمُوْحُ سرکش، جَمَحَ الْفَرَسُ گھوڑا بے قابو ہو گیا، فَرَسٌ جَمُوْحٌ سرکش گھوڑا، اَللَّمْزُ عیب، کسی شخص کے سامنے اس کے عیب کو ذکر کرنا جب کہ اَلْهَمْزُ کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے عیب کو ذکر کرنا، رَغِبَ فِيْهِ اس نے اسکے ساتھ محبت کی، رَغِبَ عَنْهُ اس نے ناپسند جانا، رَغِبَ اِلَيْهِ اس کو چاہا، اس کی جانب متوجہ ہوا۔

بلاغت: ﴿اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ﴾ میں اِذَا مفاجاتیہ ہے جس کا مفہوم اچانک کا ہے، ذہن نشین کریں اِذَا مفاجاتیہ جملہ اسمیہ کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص ہے ۔اِذَا مفاجاتیہ کسی جواب کی ضرورت محسوس نہیں ہونے دیتا نیز شروع کلام میں استعمال نہیں ہوتا نیز اس میں معنی حال کا ہوتا ہے استقبال کا نہیں ہوتا جیسے (خَرَجْتُ فَاِذَا الاَسَدُ بِالْبَابِ) ''میں نکلا تو اچانک دروازے پر شیر تھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى﴾ (طٰہٰ:۲۰) ''موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو گرایا تو وہ لاٹھی سانپ تھا جو دوڑ رہا تھا'' اِذَا مفاجاتیہ کے بارے میں علماء نحو کا اختلاف ہے ترجیح اس قول کو ہے کہ یہ حرف ہے اخفش نحوی نے اس کو ترجیح دی ہے ۔(اعراب القرآن ج۵ ص ۳۶۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے منافقین کی جھوٹی عذر تراشیوں اور بہانوں کا ذکر کیا ہے کہ فلاں عذر کے باعث وہ جنگ تبوک میں شرکت کرنے سے معذور رہے، بعد ازاں ذکر ہو رہا ہے کہ منافقین کے دلوں میں نہ صرف ایمانداروں کے ساتھ بغض وعداوت کارفرما ہے بلکہ اللہ کے پیغمبر کو بھی وہ ناپسندیدہ شخصیت قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) ان کی خواہش ہے کہ ایمان والوں پر ہمیشہ مصائب کے بادل چھائے رہیں، اس کے بعد اس حقیقت کو الم نشرح کیا ہے کہ راہ جہاد میں ان کا مال خرچ کرنا خواہ بخوشی یا بصورت مجبوری ہے اللہ پاک ان کے صدقات کو ہرگز قبول نہیں فرمائیں گے نہ انہیں ثواب ملے گا، اس لئے کہ ان کے دلوں میں کفر چھپا ہوا ہے یہ لوگ اگر کوئی اچھا کام کرتے ہیں تو ان کا مقصود ریاکاری ہوتا ہے یا لوگوں کی جانب سے خوف زدہ رہتے ہیں کہ کہیں مال کے نہ خرچ سے معاشرہ میں ان کی ذلت ورسوائی کا چرچا نہ ہو جائے ،حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس مال کی بہتات نہ صرف اخروی لحاظ سے ان کے لئے عذاب کا باعث ہوگی بلکہ دنیوی زندگی میں بھی ان کے لئے باعث عذاب بنا رہے گا۔

شان نزول: قبل ازیں اللہ پاک نے واضح کیا ہے کہ منافق لوگ جھوٹی قسم اٹھانے سے بچاؤ اختیار نہیں کرتے ہیں ان کا مقصود پختہ ایمان والوں کو دھوکہ دینا ہے کہ وہ بھی ان جیسا ایمان رکھتے ہیں حالانکہ ان کا ایمان نفاق پر مبنی ہے وہ برابر اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ پختہ قسم کے ایمان والوں سے انہیں کسی نہ کسی طرح دوری حاصل ہو جائے اس کے بعد ان کی ایک اور گھناؤنی سازش کا ذکر ہو رہا ہے ان کی دلی خواہش ہے کہ کاش انہیں نبی ﷺ کو مطعون کرنے کا کوئی موقعہ میسر آ جائے تاکہ وہ ضعیف الاعتقاد ایمان داروں کو شکوک وشبہات کی وادی میں لے جا کر انہیں ایمان کی پختگی سے محروم کر دیں چنانچہ انہوں نے صدقات کے مال کی تقسیم کے بارے میں آپ ﷺ کی مبارک ذات کو ھدف مطاعن بنایا اس بارے میں ثعلبہ بن حاطب کا ذکر ابن جوزی نے کیا ہے اور ذوالخویصرۃ تمیمی کے بیٹے کا ذکر صحیح بخاری میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے آپ کے قریب ذوالخویصرۃ تمیمی نامی شخص آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ انصاف فرمائیں آپ ﷺ نے جواب میں اسے سرزنش کی تجھے افسوس ہے کون عدل کر سکتا ہے اگر میں عدل نہیں کر سکتا یہ سن کر فوراً عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور عرض کیا آپ مجھے اس کی گردن قلم زن کرنے کی اجازت دیں، آپ ﷺ نے اس کو اس سے رک جانے کا حکم دیا اور واضح کیا کہ اس قماش کے کچھ اور لوگ بھی ہیں تم میں سے ہر شخص اپنی نماز کو ان کے نمازوں کے مقابلہ میں معمولی باور کرے گا اسی طرح اپنے روزہ کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں معمولی سمجھے گا لیکن یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں جیسا کہ تیر نشانے سے گزر جاتا ہے تو ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (صحیح بخاری کتاب المرتدین باب ۷، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ۴۸، مسند احمد ج۳ ص ۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے پیغمبر (علیہ السلام)! آپ ان کے سامنے اس حقیقت کو اجاگر کریں کہ تم اپنے مال سے جس قدر جہاد یا دیگر مدات میں خرچ کر رہے ہو تم سے ہرگز قبول نہیں ہوگا جب کہ تم اللہ پاک کے پیغمبر کے پیش کردہ دین اسلام اور عالم آخرت کی تصدیق میں شک وشبہ کرو گے اس لحاظ سے تم دائرہ ایمان سے خارج ہو جاؤ گے جب کہ اللہ پاک تو صرف ایمان والوں کے اعمال کو قبول فرماتا ہے۔

ان کا مال خرچ کرنا ان سے ہرگز قبول نہیں ہوگا جب کہ وہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات کا انکار کرتے ہیں، مزید برآں اللہ پاک کے پیغمبر کی رسالت اور جن ہدایات اور دلائل کو آپ (علیہ السلام) نے پیش کیا ہے ان کا انکار کر رہے ہیں ان منافقین کی نمازیں بھی محض ریاکاری کے لئے ہیں ان کا مقصود ثواب حاصل کرنا نہیں ہے نہایت بددلی اور سستی کے عالم میں نمازیں ادا کرنے کا رخ کرتے ہیں ہرگز انشراح صدر دکھائی نہیں دیتا ان کے جسم پر نشاط کے اثرات دکھائی نہیں دیتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر خیراتی اداروں میں ان کا مال خرچ کرنا بصورت مجبوری ہوتا ہے اور یہ کام ان پر نہایت شاق گزرتا ہے اس کو ظالمانہ ٹیکس کے نام سے مشہور کرتے ہیں یہ لوگ دنیوی اخروی لحاظ سے دائمی خسارے میں ہیں۔

چونکہ اللہ پاک کے احکام سے روگردانی کے اسباب میں سے مؤثر سبب مال کی بہتات اور نفس امارہ کی سرکشی ہوتا ہے اس لئے اللہ پاک نے مال کے نتائج خبیثہ سے آگاہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ اگر ان کے پاس مال کی بہتات ہے یا اولاد کثرت کے ساتھ ہے تو اس سے کسی شخص کے ذہن میں مال اولاد کی بہتات تعجب خیز نہ ہو یہ ہرگز فخر ومباہات کا سبب اور انعام الٰہی نہیں ہے جب کہ ان کے سبب وہ اخروی عطیات اور اعزازات سے محروم قرار دیئے گئے بلکہ دنیوی زندگی میں بھی مال فراہم کرنے کے لئے زبردست محنت اور تھکاوٹ درکار ہوتی ہے اور پھر اس کی حفاظت میں مالدار شخص پریشانی میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں چور ڈاکو اس سے مال چھین کر نہ لے جائیں، ارشاد نبوی ہے وہ مال افادیت کا حامل ہے جو مالدار شخص کے کھانے پینے کے استعمال میں کام آیا یا بدن ڈھانپنے کے لئے بطور لباس کام آیا یا اللہ کی رضا کے لئے فقیر محتاج لوگوں کی ضروریات میں بطور صدقہ انہیں عطا کیا۔ (صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱، سنن نسائی کتاب الوصایا باب ۱، مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۸، ج ۴ ص ۲۴، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الرقاق باب ۱)

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ : اس قسم کے منافق لوگ کفر کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں دنیوی زندگی میں وہ پریشان حال رہتے ہیں ان کا اطمینان مفقود ہوتا ہے اس لئے ان کے اعمال رائیگاں چلے جاتے ہیں۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ : قبل ازیں بیان ہوا تھا کہ منافقین کے دلوں میں جو کچھ پوشیدہ ہے ان کی ظاہری زندگی اس کے خلاف ہوتی ہے جب فتنہ کے وقت فتنہ سے خوف زدہ ہو کر وہ اجازت طلب کرتے ہیں تو وہ جھوٹ کہہ رہے ہوتے ہیں ان کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ ایمان والوں پر مصائب کے بادل منڈلاتے رہیں اس کے بعد نفاق میں ان کی انتہا پسندی کا تذکرہ کیا جب کہ وہ جھوٹی قسم اٹھانے کو کچھ گناہ نہیں سمجھتے تاکہ انہیں رسوائی نہ ہو وہ تو اس بات کے آرزومند ہیں کہ ایمان والوں سے دور رہیں، منافق جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ان کا تعلق تمہارے ساتھ ہے حالانکہ تمہارے دین کے ساتھ ان کا ہرگز کچھ تعلق نہیں وہ تو منافق لوگ ہیں بظاہر ان کی زبان سے جو الفاظ سنائی دیتے ہیں ان کا تعلق ان کے دلوں کے ساتھ نہیں ہوتا ہے۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ : منافقین کو ہرگز پسند نہیں ہے کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر کفار سے جنگ کریں معاشرتی زندگی میں وہ تم سے عناد رکھتے ہیں انہیں ہمیشہ یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں ان کا نفاق تم پر واضح نہ ہو جائے ان کی آرزو ہے کہ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ساتھ ملاقات ہی نہ ہو اور اس انداز سے زندگی بسر کریں جہاں انہیں تمہارے انتقام سے مکمل تحفظ حاصل ہو اگر ان کیلئے ممکن ہوتا کہ وہ کسی محفوظ قلعہ میں رہائش پذیر ہو جائیں یا کسی پہاڑ کی سرنگ میں انہیں بود و باش کے وسائل میسر آ جائیں تو وہ اس کی جانب نہایت تیز رفتاری کے ساتھ پہنچنے کی کوشش کریں گے راہ میں ہرگز کوئی مزاحمت وقوع پذیر نہ ہونے پائے جیسا کہ منہ زور گھوڑا نہایت سرعت رفتاری کے ساتھ دوڑ لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ان اوصاف کے ساتھ اس لئے متعارف کرانا چاہا ہے کہ وہ اللہ پاک کے پیغمبر کے صحابہ کرام کے ساتھ اقامت پذیر ہیں جب کہ ان میں کفر اور نفاق کیساتھ ساتھ صحابہ کرام کے ساتھ شدید قسم کی دشمنی بھی موجود ہے، دراصل رہائش اور مالی وسائل کے لحاظ سے ایک معاشرت میں رہتے ہیں ان سے الگ رہنے پر انہیں قدرت حاصل نہیں ہے اس لئے منافقانہ انداز اپنا رکھا ہے اپنی اولاد اور اپنے مال کے تحفظ کیلئے انہوں نے کفر کو چھپا رکھا ہے اور ایمان کا برملا اظہار کر رہے ہیں جبکہ ان کے دلوں میں نہ صرف اللہ کے پیغمبر کیساتھ ان کی دشمنی نمایاں ہے بلکہ صحابہ کرام کیساتھ بھی انتہائی کینہ پروری کا داعیہ موجزن ہے۔

لیکن اس مضمون کی جملہ روایات کا جائزہ لینے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مدینۃ الرسول میں اس ذہنیت کے مزید منافق افراد بھی پائے جاتے تھے جب کہ اس قسم کے کلمات کا تذکرہ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام سے ہرگز منقول نہیں، منافقین میں سے کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو صدقات کی تقسیم میں آپ کو مطعون قرار دے رہے ہیں کہ آپ ان میں انصاف کے دامن کو چھوڑ کر جن اقارب اعزہ کو چاہتے ہیں نواز تے ہیں عدل و انصاف کے پہلو کا خیال نہیں رکھتے ہیں۔

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا : اگر صدقات کے مال سے انہیں کچھ ملتا ہے اگر چہ بلا جواز کیوں نہ ہو جب کہ انہوں نے کذب بیانی سے اپنے فقر و احتیاج کا تذکرہ کیا تا کہ ان کے دلوں کی ڈھارس بندھانے کے لئے انہیں بطور عطیہ دیا جائے تو ایسی کیفیت میں وہ مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے کردار کو مستحسن قرار دیتے ہیں اور اگر انہیں اس سے کچھ عطیہ نہیں ملتا ہے تو آپ ﷺ پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اگر چہ وہ کسی بھی عطیہ کے مستحق نہیں تھے ظاہر ہے کہ ان کا مقصود تو دنیوی منفعت کا حصول ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ : اگر وہ اللہ کی جانب سے عطا کردہ غنیمتوں وغیرہ پر مسرت کا اظہار فرماتے اور زبان حال سے پکار اٹھتے کہ ہر حالت میں ہمیں اللہ کافی ہے بلکہ مستقبل قریب میں بھی اللہ پاک ہمیں اپنے فضل و کرم سے نوازے گا ظاہر ہے کہ اللہ کا فضل جاری و ساری رہتا ہے اس میں انقطاع نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہمیں کبھی بھی اس استحقاق سے محروم نہیں کر سکتے شریعت اسلامیہ نے جس کا ہمیں مستحق قرار دیا ہے اور ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ساری ہو جاتے ہیں کہ ہم تو اللہ کی جانب توجہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم کے ساتھ ہمیں صدقات کے مال سے مستغنی بنا دے اور ہمیں لوگوں کی جانب التفات کرنے سے باز رکھے گا دراصل اس مقام میں اشارہ موجود ہے کہ ایمان دار شخص اپنے وسائل پر قناعت اختیار کرے اس کے ساتھ ساتھ اگر اسے صدقات کے مال سے کچھ حاصل ہو رہا ہے جب کہ اس نے صدقات کے مال کی جانب توجہ نہیں کی ہے تو پھر اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۱۵۔۱۱۶)

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: بلاشبہ صدقات فقیروں اور مساکین کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کو جمع کرنے والے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لئے جن کے دلوں میں محبت ڈالنا ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے کے لئے اور مقروض لوگوں کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اور مسافروں کے لئے حکم ثابت ہو چکا ہے اللہ کی جانب سے اور اللہ علم والا اور حکمت کے وصف کے ساتھ موصوف ہے۔

مفردات کی وضاحت: صَدَقَاتٌ کا واحد صَدَقَةٌ ہے اس سے مقصود زکوٰۃ ہے جسے نقدی، چار پائے، زرعی آمدن اور مال تجارت سے نکالنا فرض ہے، فقیر کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس کے پاس جو مال ہے وہ نصاب زکوٰۃ سے کم ہے جب کہ مسکین سے مقصود وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہیں ہے اسے اپنی خوراک اور لباس کے حصول کے لئے دست سوال دراز کرنا ہوتا ہے اور عاملین سے مقصود وہ لوگ ہیں جن کو اسلامی حکمران یا اس کا قائم مقام مالدار لوگوں سے مال زکوٰۃ وغیرہ فراہم کرتا ہے اور مؤلفة القلوب سے مقصود وہ مسلمان ہیں جنہوں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا ہے ان پر مال خرچ کرنے سے مقصود ان کے دلوں کو اسلام کی جانب مائل کرنا مقصود ہے یا ان کے اسلام کو مزید پختہ کرنا ہے اور فی الرقاب سے مقصود وہ لوگ ہیں جو غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان کو غلامی کے بندھن سے آزاد کرانا ہے اور غارمین سے مقصود وہ لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ان کیلئے قرض کی ادائیگی مسئلہ بنا ہوا ہے جب کہ فی سبیل اللہ سے مقصود وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے میدان جہاد میں خود کو سپرد کئے ہوئے ہیں اور ایسے حجاج کرام جن کا زاد راہ ختم ہو گیا ہے انہیں مقصود کے حصول کے لئے مالی اعانت کی ضرورت ہے اسی طرح کتاب وسنت کے وہ طلبہ جو بنیادی ضرورتوں کے پورا کرنے میں مالی وسائل نہیں رکھتے ہیں اور ابن السبیل سے مقصود وہ مسافر لوگ ہیں جو اپنے وطن سے دور ہیں ان کے اخراجات کا فنڈ ختم ہو چکا ہے اگر چہ وہ اپنے وطن میں تو مالدار ہیں لیکن سفر کی حالت میں انہیں مالی اعانت کی ضرورت ہے ان لوگوں کو مال زکوٰۃ عشر وغیرہ سے نوازنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم ہے۔

مال زکوٰۃ کے مصارف کا بیان: جو لوگ مال زکوٰۃ کے مستحق ہیں ان کی آٹھ اقسام ہیں فقرأ کا اولاً ذکر کیا ہے جو بالخصوص مالدار لوگوں کی غمخواری کے مستحق ہوتے ہیں جب کہ مساکین کی کیفیت فقرأ سے بھی زیادہ پریشان کن دکھائی دیتی ہے اس لئے کہ سورۃ البلد کی آیت نمبر ۱۶ میں مسکین کی وضاحت کرتے ہوئے کہ وہ غربت ومسکنت کے گڑھے میں اپنے جسم کو گویا مٹی کے ساتھ چھپائے ہوئے ہے اس پر اس طرح کا مرحلہ نہایت تشویشناک ہوتا ہے جب کہ عاملین سے مقصود اسلامی حکومت کے وہ کارندے ہیں جو مال زکوٰۃ عشر دیگر مالی مساعدت کی آمدن کی وصولی کیلئے مقرر ہوتے ہیں تو ان کو ان کی ملازمت، ذمہ داری کے سبب زکوٰۃ کے فنڈ سے عطیات دیئے جائیں گے جبکہ مؤلفة القلوب سے مقصود وہ لوگ ہیں جن کو مال زکوٰۃ سے اس لئے نوازا جاتا ہے تا کہ ان کے دل اسلام قبول کرنے کی جانب مائل ہوں یا وہ لوگ جو اسلام تو قبول کر چکے ہیں تاہم اسلام پر انہیں استقامت کے ساتھ قائم رکھنے کیلئے ان سے تالیف قلبی کرتے ہوئے انہیں بھی زکوٰۃ فنڈ سے عطیہ دیا جا سکتا ہے۔

مزید برآں دیگر ضروری اصلاحات کے پیش نظر اس فنڈ سے اخراجات کئے جا سکتے ہیں، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے صفوان بن امیہ کو فتح مکہ کے دن اس کی تالیف قلبی کرتے ہوئے اس کے بارے میں امان دینے کا اعلان کیا، مزید اسلام قبول کرنے میں چار ماہ کی مہلت عطا کی اور اونٹوں کا عطیہ بھی دیا اس نے آپ ﷺ کی بے مثال سخاوت اور بردباری سے متاثر ہو کر برملا کہا یہ شخص تو اتنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیاض ہے کہ اسے ہرگز فقر و افلاس کے لاحق ہونے کا تصور بھی نہیں، مزید اس نے اس حقیقت کا اظہار کیا اللہ کی قسم! یہ شخص میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا لیکن مسلسل مجھے عطیات سے نوازتا رہا یہاں تک کہ اب یہ شخص مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اس نے اسلام قبول کیا اور اس کا اسلام لانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے نہایت خوشی کا باعث تھا۔

و فی الرقاب جن غلاموں نے اپنے آقاؤں سے کتابت کا معاہدہ کر رکھا تھا انہیں آزادی سے ہم کنار کرانے کے لئے زکوۃ کے مال سے نوازا جا سکتا ہے یا غلاموں کو خرید کر انہیں آزاد کر دیا جائے، حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ اسلامی میں اسلام کا یہ اقدام آب زر کے ساتھ لکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان غلاموں کو غلامی کے بندھن سے آزادی دلوا کر انہیں اسلام کے عادلانہ اصولوں کے مطابق دیگر مسلمان آزاد بھائیوں کی صف میں لا کھڑا کیا چنانچہ بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ مجھے کسی ایسے عمل صالح کے بارے میں بتائیں جو مجھے جنت کے نزدیک پہنچائے اور دوزخ سے دور کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا آپ اکیلے ہی کسی غلام کو خرید کر آزادی کی نعمت سے نوازیں یا اس کی آزادی میں کچھ مال کا حصہ ڈالیں تا کہ وہ آزاد ہو جائے۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۹۹ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۶۹، المراغی ج ۴ ص ۱۱۸، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب العتق باب ۱)

الغارمین سے مقصود وہ لوگ ہیں جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں قرض اتارنے کی ان میں سکت نہیں ان کے قرض کی ادائیگی میں ان کی زکوۃ کے مال سے معاونت کرنا تا کہ قرض کے بوجھ سے چھٹکارا حاصل کر کے وہ لوگ بھی آرام کی زندگی بسر کر سکیں دور جاہلیت میں اس قسم کی مالی معاونت پر فخر کیا جاتا تھا بلکہ سوال کرنے والے شخص کو بھی بنگاہ حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا اسلام میں بھی اس عظمت کو بحال رکھا گیا۔

و فی سبیل اللہ سے مقصود مسلمانوں کے عوامی انداز کے حقوق کا خیال رکھنا ہے جیسے اسلامی مدارس کا قیام جن کے سبب دین اسلام کی اشاعت میں اضافہ ہوتا ہے صحت کی حفاظت کیلئے فری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کا قیام، بنیادی ضرورتوں کے تقاضوں کے مطابق اجتماعی طور پر سہولتوں کا انتظام کرنا اسلامی کتب پر مشتمل لائبریریوں کا قیام، مجاہدین کیلئے چھاؤنیوں کا قیام، مجاہدین کے اخراجات کی کفالت کرنا، دریاؤں نہروں پر پل بنانا وغیرہ ہیں نیز علامہ رشید نے المنار ج ۱۰ ص ۱۰۵ پر الروضۃ الندیہ تالیف نواب صدیق حسن سے نقل کیا کہ سبیل اللہ میں ان علماء کرام کو مال فراوانی کے ساتھ دیا جائے جو دین اسلام کی اشاعت کا کام کرتے ہیں خواہ علماء مالدار ہیں یا ضرورت مند ہیں اس لئے کہ علماء چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں ان کی مساعی کے ساتھ دین اسلام کا قیام ہے، تفصیل کیلئے المنار کا مطالعہ کریں۔

ابن السبیل سے مقصود وہ لوگ ہیں جو سفر کر رہے ہیں ان کا زاد راہ ختم ہو گیا ہے اب وہ فقیر ہیں اگرچہ اپنے گھر میں وہ غنی ہیں ان کے اخراجات بھی وطن واپس آنے تک زکوۃ کے مال سے پورے کئے جا سکتے ہیں اس میں سیر و سیاحت کی جانب رغبت کا داعیہ مترشح ہو رہا ہے بلکہ دلیر بنایا گیا ہے لیکن سفر ہر قسم کی نافرمانی سے دور ہو مقصود یہ ہے کہ سفر کرنا نیک کاموں اور پرہیزگاری کے ساتھ تعاون کی شکل میں ہو، گناہ کے کاموں اور انسانیت پر زیادتی کرنے کی بنیاد پر نہ ہو جب کہ موجودہ سائنسی دور میں انسان کے لئے سفر کی سہولتیں موجود ہیں اور خبروں کو منٹوں سیکنڈوں میں پوری دنیا میں پہنچایا جا سکتا ہے، ٹیلی فون (Telephone) کے علاوہ جدید حیران کن انتظامات فیکس (Fax)، اور انٹرنیٹ (Internet) کے بھی پائے جاتے ہیں جن سے ہر ملک کے حالات آناً فاناً معلوم کئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتے ہیں اگر آپ کے شہر اور ملک میں حالات پرامن ہیں اور زندگی کا سفر آرام سے ہو رہا ہے تو جہاں کہیں اسلامی ملک میں بنیادی اخراجات کے لئے فنڈ کی ضرورت ہو وہاں زکوۃ کے مال کو بھیجا سکتا ہے، زکوۃ کے مال کو مستحقین کی جانب پہنچانا اللہ پاک کی جانب سے لازم قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ کا وصف علیم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو سبھی لوگوں کے حالات اور ان کی ضروریات کا علم ہے اللہ تعالیٰ جن احکامات سے امت مسلمہ کو سرفراز فرمارہا ہے ان سے مقصود ان کے نفس امارہ کو مالی آلائشوں اور نفسانی خواہشات کی تطہیر ہے، مزید خالق کائنات کے انعامات پر شکر و امتنان کا اقرار کرنا ہے اور عملی طور پر بھی اس کا اظہار کرنا ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۱۸)

ذہن نشین فرمائیں کہ زکوۃ عشر وغیرہ کے مال کو ان تمام اقسام کی جانب منتقل کرنا ضروری نہیں ضرورت کے مطابق تقسیم کیا جائے اگر ایک قسم کے لوگ زیادہ مستحق ہیں تو ان پر ہی صرف کیا جائے صدقات کے مال کو چونکہ ایک حدیث میں لوگوں کی میل کچیل کہا گیا ہے اس لئے بلاضرورت اس کو لینا درست نہیں جب کہ آپ ﷺ اور آپ کی ال کیلئے صدقہ لینا جائز نہیں، واللہ اعلم۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ۵۱، صحیح ابی داوٗد کتاب الامارۃ باب ۳۰، سنن نسائی کتاب الزکوۃ باب ۹۵، ارواء الغلیل ح ۸۷۹، الطحاوی ج ۱ ص ۲۹۹، البیہقی ج ۷ ص ۳۱، مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۶)

وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ‌ؕ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّـكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۱﴾ يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ لِيُرۡضُوۡكُمۡ‌ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ اِنۡ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا‌ ؕ ذٰ لِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو پیغمبر کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کان (کا کچا) ہے آپ انہیں آگاہ کریں اس کا کان تمہارے حق میں تو بہتر ہے وہ اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور ایمانداروں کے (مشوروں کو) قبول کرتا ہے اور ان لوگوں کے لئے رحمت ہے جو تم میں سے ایمان والے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ تمہارے لئے اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش کریں جب کہ اللہ اور اس کے پیغمبر اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ انہیں خوش کیا کریں اگر وہ ایمان دار ہیں۔ کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی مخالفت کرے گا تو بلاشبہ اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

مفردات کی وضاحت: اَذٰی جسمانی یا ذہنی ضرر، نجاست جو ضرر پر مشتمل ہو اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، اس لئے کہ نجاست کی حالت میں طبیعت اکثر فطری بشاشت سے محروم ہو جاتی ہے، اِیذاء: رنج پہنچانا، سزا دینا، اَلاذیٰ موج بحر، جمع اَواذی، لفظ اَذٰی میں جو ایک طرح کی بے چینی اور بے قراری کا معنی پنہاں ہے، غالباً اسی کی رعایت سمندر کی لہر کو اَلاذیٰ کہا جاتا ہے، اَلاذُن اس شخص کو کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو ہر ایک کی سنتا ہے اور اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے، اَلْمُحَاذَۃُ اس کا مادہ اَلْحَذْ ہے، کسی چیز کے کنارے کو کہتے ہیں جیسا کہ لفظ شِقٌ کا معنی بھی کنارے کا ہوتا ہے۔

بلاغت: اُذن لفظ میں بلاغت کی کیفیت اس طرح ہے کہ اگر چہ اس کا معنی کان کا ہے لیکن مجاز مرسل کے لحاظ سے جیسا کہ لفظ عَینٌ کا اطلاق جاسوس پر ہوتا ہے اسی طرح اُذن کا اطلاق مجازی طور پر اس شخص پر ہوتا ہے جو ہر شخص کی بات کو سنتا ہے یعنی جز کا اطلاق کل پر ہوتا ہے، ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

إِذَا مَا بَدَتْ لَيْلَى فَكُلِّى أَعْيُنٌ

وَإِنْ هِيَ نَاجَتْنِي فَكُلِّى مَسَامِعُ

''جب لیلیٰ محبوبہ باہر نکلتی ہے تو میرا مکمل وجود آنکھ بن جاتا ہے اور جب وہ مجھ سے سرگوشی کرنے لگتی ہے تو میرا مکمل جسم کان کی تصویر اختیار کر لیتا ہے'' (اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۷۴)

تناسب اور شان نزول: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کیا ہے کہ منافق لوگوں کے دلائل سے اللہ پاک کے پیغمبر کے کاموں میں عیب نکالنا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کو ان لوگوں نے تکالیف سے دو چار کیا جنہوں نے آپ کے صدقات کو تقسیم کرنے میں آپ کو عیب ناک قرار دیا اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جو آپ کے اخلاق کریمہ میں عیب جوئی کے مرتکب ہیں، مثال کے طور پر ان کا کہنا کہ محمد ﷺ تو مجسم کان ہے جب ہم کسی بات کے بارے میں قسم اٹھاتے ہیں تو وہ ہماری تصدیق کرتا ہے ان کے ناموں کی وضاحت غُرَرُ التِّبیان فِی مَن لَّم یُسَمَّ فِی القُراٰن میں ہے، عتاب بن قشیر کا نام ایک قول کے مطابق نبتل بن حارث ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبتل بن حارث نامی شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آتا آپ کی باتیں سنتا، بعد ازاں آپ کی باتوں کو منافقین کے پاس جا کر بیان کرتا تھا اسی نے آپ کو مجسمہ کان کہا ہے کہ آپ تو ہر شخص کی بات سنتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ ایک منافق شخص نے ان لوگوں کے بارے میں کہا جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے اللہ کی قسم! ان لوگوں کا شمار ہمارے بہترین انسانوں میں ہوتا ہے اگر وہ بات درست ہے جو محمد ﷺ کہہ رہا ہے پھر تو وہ گدھوں سے بھی زیادہ رذیل ہیں چنانچہ ایک پختہ قسم کے مسلمان نے اس کی اس بات کو سنا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! جو بات محمد ﷺ کی زبان سے نکلی ہے وہ صحیح ہے جب کہ تو گدھوں سے بھی برا ہے، چنانچہ اس واقعہ سے نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا تو اسے بلایا گیا اور اس سے استفسار کیا گیا تو نے اس طرح کی بات کیوں کہی؟ چنانچہ وہ منافق شخص خود پر لعنت کرنے لگا اور قسم اٹھاتے ہوئے کہا اللہ کی قسم! اس کی زبان سے یہ بات نہیں نکلی ہے لیکن فی الحقیقت پختہ قسم کے مسلمان شخص کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اے اللہ! سچے شخص کو سچا ثابت فرما اور جھوٹے کے جھوٹ کو نمایاں فرما، چنانچہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿يَحْلِفُونَ بِاللهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ﴾ ۔ (المنار ج ۱۰ ص ۵۱۳)

تشریح: منافق لوگوں میں ایک جماعت جو اللہ پاک کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ کو معیوب گردانتے ہوئے آپ کا نام انہوں نے (کان) رکھا ہوا ہے کہ یہ شخص کان کا کچا ہے ہر شخص کی باتیں سن کر ان کی تصدیق کرتا ہے ان میں غور وفکر نہیں کرتا ہے گویا کہ اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکے میں ڈالنا آسان ہے جب کہ بادشاہ قسم کے لوگوں میں یہ عیب پایا جاتا ہے کہ وہ ہر شخص کی باتیں سن کر ان کو سچا قرار دیتے ہیں چنانچہ منافق قسم کے لوگ ان کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں اور مخلص قسم کے لوگوں کو دور رکھتے ہیں۔

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُم : آپ کان تو ہیں لیکن آپ کا کان اچھا ہے ان کا کہنا غلط ہے وہ جس بات کو صحیح سمجھتا ہے اس کی تائید کرتا ہے لیکن جھوٹی باتوں، چغل خوری اور جھگڑے کی باتوں سے دور رہتا ہے اور خواہ مخواہ بلا اجازت ان کی مجلس میں باتیں کرنے والوں کی جانب دھیان نہیں کرتا ہے۔

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ : چونکہ اس پیغمبر کا کان خیر کی باتوں کو سنتا ہے اس لئے وہ اس وحی کی تصدیق کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوتی ہے جس میں خیر کا پہلو ہی ہوتا ہے لیکن منافقین کی باتوں کی تصدیق نہیں کرتا ہے اگر چہ وہ جھوٹی قسمیں اٹھا کر آپ کو دھوکہ میں ڈالنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کا ایمان درست ہے ان کے لئے آپ مجسمۂ رحمت ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو گفتگو یا کردار میں اذیت پہنچاتے ہیں وہ زبردست تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کو ایذاء رسانی سے ہم کنار کرنا کفر ہے جب کہ ایذاء رسانی کا تعلق آپ کے وصف رسالت کے ساتھ ہے ظاہر ہے کہ آپ کو ایذاء میں مبتلا کرنا ایمان کے منافی ہے اور حرام ہے لیکن آپ کے ساتھ متعلقہ امور جن کا تعلق آپ کی دنیوی عادات کے ساتھ ہے ان میں آپ کی مخالفت کرنا حرام تو ہے لیکن اسے کفر سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ان لوگوں نے آپ کو تکلیف شاقہ میں مبتلا کیا جو کھانے کے تناول سے فراغت کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کے حجروں میں بیٹھے رہے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ﴾ (الاحزاب:۵۳)''بلاشبہ ان کا ٹھہرنا پیغمبر کو تکلیف میں مبتلا کر رہا ہے وہ تم سے حیا کرتے ہیں'' جب کہ اللہ تعالیٰ حق سے شرم نہیں کرتا ہے اسی طرح وہ لوگ بھی اللہ کے پیغمبر کو ایذاء پہنچا رہے ہیں جو بلند آواز کے ساتھ آپ کو بلاتے ہیں اور آپ کا نام لے کر بلاتے ہیں لیکن جب نبی اکرم ﷺ وفات کے بعد اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے ہیں تو آپ کو اسی طرح پکارنا جیسا کہ زندگی میں آپ کو پکارا جاتا تھا جائز نہیں ہے اب آپ کو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، کہہ کر پکارنا جائز نہیں ہے بلکہ اس انداز سے پکارنا آپ کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہے اور آپ کو تکلیف دینا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے اور نافرمانی کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب فرما رہے ہیں کہ منافق لوگ قسم اٹھا کر کہیں گے کہ جو بات ان کی جانب سے نقل کی جا رہی ہے انہوں نے یہ بات نہیں کی تا کہ اس طرح وہ تمہیں خوش رکھ سکیں جبکہ ان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ منقول باتیں کرتے رہتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری زبانوں سے یہ باتیں کیوں نکلی ہیں تو معذرت خواہانہ انداز اختیار کرتے ہوئے قسمیں اٹھاتے ہیں تا کہ ان کو معذور سمجھا جائے اور ان پر غصہ کا اظہار نہ کیا جائے معلوم ہوا انہیں اپنی منافقت اور رسوائی سے انکار نہیں ہے۔

وَاللهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ : حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر زیادہ لائق ہیں کہ ایمان والوں کی بہ نسبت انہیں خوش رکھا جائے، ظاہر ہے کہ ایماندار لوگ ان کی قسموں پر ان کا اعتبار کریں گے جب کہ ان پر ان کا جھوٹ واضح نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اللہ پاک کو تو دلوں میں مخفی باتوں کا بھی علم ہے چنانچہ مصلحت کے تقاضوں کے مطابق اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ان کے جھوٹ کو اپنے پیغمبر کی جانب وحی کرتے ہوئے فاش کردے گا۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ : منافقین کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ کیا ان منافقین کو ہرگز علم نہیں ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی مخالفت کرے گا حدود الہیہ سے تجاوز کرے گا اللہ کے پیغمبر کے کاموں پر تنقید کرے گا جیسا کہ انہوں نے صدقات کی تقسیم پر بدتمیزی کا ثبوت پیش کیا یا بداخلاقی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آپ کے بارے میں نعوذ باللہ بکواس کی کہ یہ شخص کان کا کچا ہے ایسے لوگوں کی سزا قیامت کے دن جہنم ہے اس میں ہمیشہ ان کا رہنا ہوگا اس سے ہرگز نجات نہ مل سکے گی بالخصوص ان کو اس عذاب سے ذلت، رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا اس ذلت ورسوائی کے مقابلہ میں دنیا کی تمام رسوائیاں اور ذلتیں ہیچ ہیں۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾ ع

ترجمہ: منافقین اس سے خوفزدہ ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل ہو جو ان کو ان چیزوں کے بارے میں مطلع کرے جو منافقین کے دلوں میں ہیں آپ کہیں کہ تم استہزاء کرو بلاشبہ اللہ اس چیز کو ظاہر کریگا جس سے تم خوفزدہ ہو۔ اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ کہیں گے کہ ہم تو مزاح کررہے تھے اور کھیل کود کررہے تھے آپ کہیں! کیا اللہ اور اسکی آیات اور اس کے پیغمبر کیساتھ تم استہزاء کرتے ہو۔ تم معذرت اختیار نہ کرو بلاشبہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو اگر ہم تمہارے ایک گروہ کو معاف کردیں گے تو ایک گروہ کو عذاب میں مبتلا کریں گے اسلئے کہ وہ مجرم تھے۔

لغوی تحقیق: يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ منافقین ڈرتے ہیں، حَذِرَ مجتنب ہونا، بچنا، چوکنا رہنا، پرہیز کرنا، ابن فارس نے کہا ہے اس میں ڈر اور خوف کے اسباب سے بیدار اور چوکنا رہنا خصوصیت سے شامل ہے، اَلْحَاذِرُ مستعد، تیار، ڈرنے اور خطرہ محسوس کرنے والا، اَلْمَحْذُوْر جس سے پرہیز کرنا لازم ہو، ڈرنے کے لائق شیٔ، اَبُوْحَذِرٍ گرگٹ، حَذَارِ کلمۂ انتباہ، ڈرو، بچو، حَذَرٌ خوف، ڈر، کہا جاتا ہے، فَرَّ حَذَرَ الْمَوْتِ وہ موت کے ڈر سے بھاگ کھڑا ہوا، اَلْحِذْرُ بچاؤ کا سامان۔ (لسان القرآن ص ۴۲۶)

تشریح: ان آیات میں منافقین کے بعض رسوا کن حقائق سے پردہ کشائی کی گئی ہے جن کا تعلق جنگ تبوک کے ساتھ ہے انہوں نے آپس میں جن معیوب باتوں کا تذکرہ کیا ان کے افشاء سے وہ زبردست خوف زدہ تھے کہیں اگر ان باتوں کا علم رسول اکرم ﷺ اور پختہ ایمان والوں کو ہو جاتا ہے تو ہم ذلت کے گڑھے میں گر جائیں گے اس لئے اس سورت کا نام فاضحہ بھی ہے کہ اس نے منافقین کے کرتوتوں سے پردہ چاک کرکے انہیں معاشرہ میں رسوا کردیا ہے۔

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ : آپ ان سے کہیں تم استہزاء کرو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو ایسے پوشیدہ واقعات سے مطلع کرے گا جس سے تمہاری رسوائی پورے معاشرہ میں پھیل جائے گی گویا کہ ان کے استہزاء پر انہیں سخت ڈانٹ پلائی گئی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں آگاہ کیا گیا ہے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ تمہارے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف جو عداوت پوشیدہ ہے اس کو کھلے الفاظ میں ذکر نہیں کیا جائے گا۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ : اگر آپ ان سے ان کی بے ہودہ گفتگو کے بارے میں استفسار کریں گے تو وہ معذرت کے انداز میں کہیں گے کہ ان کی یہ باتیں پختہ انداز کی نہ تھیں ہمارا انداز تو مزاحیہ تھا ہم تو کھیل کود میں مصروف تھے آیت کا عموم اس میں ان لوگوں کو بھی شامل کر رہا ہے جو دین اسلام میں بدعات ایجاد کرتے ہیں اور جوان لوگوں کے ساتھ مزاحیہ انداز اختیار کرتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی جانب دعوت دیتے ہیں۔

شانِ نزول: محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) بیان کرتے ہیں کہ منافقین سے کچھ لوگ اللہ کے پیغمبر کی جانب دیکھ کر کہنے لگے جب آپ غزوۂ تبوک کے لئے جا رہے تھے، انہوں آپس میں اس جملہ کو دہراتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبردار کیا بھلا تم رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کو اہل عرب کی جنگ کے برابر سمجھتے ہو؟ اللہ کی قسم! محسوس ہو رہا ہے کہ جب آپ میدان جنگ میں پہنچیں گے تو تمہیں گرفتار کر کے تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی جائیں گی اس پر (مخشن نامی) منافق نے کہا میں محبوب جانتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص کو سو کوڑے لگائے جائیں یہ بہتر ہے اس سے کہ ہماری اس گفتگو کو قرآن پاک میں اتارا جائے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ انہوں نے جو باتیں کی ہیں وہ انہیں جلا کر راکھ کر دیں گی، آپ ان سے دریافت کریں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ اگر وہ انکار کریں تو تم انہیں آگاہ کرو کہ تم نے اس قسم کی باتیں کہی ہیں، چنانچہ عمار بن یاسر نے ان سے استفسار کیا تو وہ آپ کی خدمت میں معذرت خواہانہ انداز میں حاضر ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾ اس گفتگو کے بعد مخشن بن حمیر نے معذرت کی اور کہا اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! میں اور میرا والد ذلیل ہو گیا ہے تو آپ نے اسے معاف کر دیا طلب عفو کے قبول ہونے پر آپ نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا نیز اس نے اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں اس آرزو کا اظہار کیا کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میرے دفن کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو چنانچہ جنگ یمامہ میں جو مرتدین کیساتھ لڑی گئی تھی اس میں اسے شہادت کا اعزاز حاصل ہوا لیکن اس کا نشان نہیں مل سکا ہے، یعنی جہاں اسے دفن کیا گیا اس کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۸۱ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۲)

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم : تم اپنے گناہ کو ختم کرنے کے لئے کسی قسم کا عذر پیش نہ کرو اس لئے کہ کھیل کود کی شکل میں بھی کفر کا اقدام ہرگز نہیں ہونا چاہیے تمہارا معذرت کرنا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تم سے گناہ سرزد ہوا ہے چنانچہ ضرب المثل ہے (عذر گناہ، بدتر از گناہ) گناہ کے ارتکاب کے بعد معذرت کرنا گناہ سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دبر سے خارج ہوگا اور تھور کا درخت ان کی خوراک ہوگا جس کے کھانے سے نہ تو موٹا پا ظہور پذیر ہوگا اور نہ بھوک میں کچھ کمی آئے گی، مزید برآں وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محروم اور اس کی جانب سے ان کی عزت افزائی ہرگز نہیں ہوگی، ارشاد ربانی ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ﴾ (المطففین:۱۵۔۱۶) ''ہرگز نہیں بے شک وہ اپنے پروردگار سے اس دن حجاب میں ہوں گے بعدازاں وہ دوزخ میں داخل ہوں گے''

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْآ اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا : مخاطب منافقین ہیں کہ تم جو اللہ، اس کے پیغمبر اور ایمان والوں کو تکالیف میں مبتلا کر رہے ہو تم ان منافقین کے ساتھ ملتے جلتے ہو جو تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی قوموں میں تھے تم بالکل اسی طرح مال و اولاد کے فتنہ میں مبتلا ہوا اور دنیا کی جانب تمہارے میلان نے تمہیں مغرور بنادیا ہے، جس طرح اپنے اپنے دور میں وہ بھی مبتلا رہے، البتہ وہ لوگ قوت، مال واولاد کی کثرت کے لحاظ سے تم سے آگے نکلے ہوئے تھے ان کی مساعی اور ان کا مطمح نظر دنیوی مال ومتاع سے مستفید ہونا تھا اور اس کی فراوانی کے لئے شب وروز کوشاں رہتے تھے، مزید برآں اولاد کے ساتھ ان کی بے پناہ محبت نے انہیں صراط مستقیم سے بیگانہ بنادیا ان میں سرکشی، بغاوت کا عنصر دن بدن بڑھتا چلا گیا دنیوی لذات کے بحر عمیق میں مدہوش ہوتے چلے گئے زندگی کے بہترین مقاصد سے انہوں نے خود کو دور ہٹادیا جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر پر پختہ ایمان رکھنے والے آخرت کی زندگی کو حقیقت کا روپ دھارنے والے خوش قسمت لوگ کلمۂ حق کو بلند کرتے رہے، عدل وانصاف کے ترازو کو تھامتے ہوئے امر بالمعروف نهی عن المنكر کے فریضہ کو زندگی بھر بجالاتے رہے۔

فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ : منافقین کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ تم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہو تم نے دین ودنیا کے ساتھ وہی طرز عمل اختیار کر رکھا ہے جس کو تم سے پہلے لوگوں نے اپنایا تھا تمہیں ان پر کچھ بلندی حاصل نہیں ہے جب کہ تم نے فضائل پر مشتمل امور کو سرانجام نہیں دیا جن پر عمل درآمد سے ایسے فضائل دستیاب ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں نفس امارہ مغلوب ہو جاتا ہے اور سعادت مندی کے حصول کے دروازے کھل جاتے ہیں، لہٰذا تم ان سے بھی زیادہ اس لائق ہو کہ تم پر عذاب الٰہی نازل ہو اس لئے کہ انہیں جسمانی قوت اور مال جس فراوانی سے عطا کیا گیا تھا وہ تم سے کہیں زیادہ تھا، خلاصہ یہ ہے کہ تم ان کے نقوش پر رواں دواں رہے حالانکہ کثرت کے ساتھ وہ اسباب موجود تھے جن کا تقاضا تھا کہ تم نے جن امور کو زندگی گزارنے کا محور بنایا ہے اس سے تم خود کو دور رکھتے۔

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا : اور تم غلط کاموں میں مبتلا رہے جیسا کہ ان کا انداز بھی تم سے مختلف نہیں تھا جب کہ حالات اس کے متقاضی تھے کہ تم ان سے زیادہ رشد وہدایت سے فائز المرام ہوتے اور منکر کاموں سے دور رہتے۔

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ : بلاشبہ وہ لوگ جو ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہے اور باطل کاموں میں مصروف رہے ان کی دنیوی کاوشیں ناکام رہیں انہیں فوائد سے کہیں بڑھ کر مضرتوں نے اپنی تحویل میں لے کر انہیں کہیں کا نہ چھوڑا اس طرح ان کے دین اور عبادات، صلہ رحمی، صدقات، مہمان نوازی کے اوصاف اجر وثواب کیساتھ ہم کنار نہ ہوئے جن کے نتیجہ میں انہیں دوزخ سے بچاؤ حاصل ہوتا اور جنت کی نعمتوں سے ہم کنار ہوتے، ابدی مسرتیں ان کا مقدر ہوتا، ظاہر ہے کہ آخرت میں اعمال صالحہ کی قبولیت کی شرط ایمان اور اخلاق کا ہونا ہے لیکن وہ تو ناکام رہے کسی نعمت سے شادکام نہ ہوسکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ : ان منافقین اور کفار کے ہاں جو عہد نبوی میں تھے جنہیں سابقہ تمام امتوں پر شرف اور فضیلت عطا کی گئی ہے انہیں معلوم نہیں ہے کہ ان سے پہلے پیغمبروں کی امتوں نے جب پیغمبروں کی نافرمانی کی اور احکام الٰہیہ کو تسلیم نہ کیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا جیسے پانی کے طوفان نے نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا اور تیز آندھی نے ھود علیہ السلام کی قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور زبردست چیخ کی آواز نے قوم ثمود کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا اور عذاب الٰہی نے نمرود بادشاہ کو تباہ و برباد کر دیا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کا پروگرام بنایا تھا اور قوم لوط کی بستیوں کو زمین میں دھنسا دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے وصف عدل کا تقاضا ہرگز یہ نہیں کہ وہ کسی پر ظلم روا رکھے اور عذاب اتارے، اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے احکام کی مخالفت سے باز رکھیں لیکن لوگوں نے احکام الٰہیہ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور پیغمبروں کے ڈرانے کے باوجود اللہ کی نافرمانی اور بغاوت سے باز نہ آئے اور بے پرواہی کے عالم میں برابر نافرمانی کے کاموں میں مستغرق رہے ان تمثیلات کے بیان کرنے سے مقصود ان کفار اور منافقین کو آگاہ کرنا ہے کہ اللہ کا اس کے بندوں کے بارے میں اٹل ضابطہ یہ ہے کہ جو اس کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا جیسا کہ دیگر پیغمبروں کی امتوں پر عذاب نازل ہوتا رہا جب انہوں نے اپنے گناہوں سے طلب عفو کا انداز اختیار نہ کیا اور پیغمبروں کی مخالفت پر ڈٹے رہے۔

چنانچہ اسلام کی پہلی جنگ (بدر) میں اللہ تعالیٰ نے اکابر کفار کو موت کے گھاٹ اتارا، بعدازاں دیگر غزوات میں بھی کفار واصل جہنم ہوتے رہے کفار کے ساتھ منافقین درپردہ رسول اکرم ﷺ کے خلاف مکر و فریب کرتے رہے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے منافقین کو غزوۂ تبوک میں ذلیل و خوار کیا ان میں اکثریت تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گئے البتہ ان کا لیڈر عبداللہ بن ابی نہایت غیظ و غضب کے عالم میں کفر پر فوت ہوا اس کی موت کے بعد منافقت کا جنازہ نکل گیا، حقیقت یہ ہے کہ امت محمدیہ کو منافقین کی آلائشوں سے پاک صاف کر دیا گیا امت محمدیہ کو تمام امتوں سے بہتر قرار دیا گیا امت محمدیہ کی مساعی سے دین اسلام کا پرچم لہراتا رہا یہاں تک کہ دنیا عالم اسلام کے زیر نگیں آ گیا، الحمد للہ علیٰ ذلک۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۲۸۔۱۲۹)

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ‌ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ‌ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۷۲﴾ ع

ترجمہ: اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اللہ نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ کیا ہے جنات کا ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ رہائش گاہیں ہمیشہ جنت میں ملیں گی جب کہ اللہ کی رضامندی تمام سے بڑی ہے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

لغوی تحقیق: عَدن کے معنی کسی جگہ قرار پکڑنے اور ٹھہرنے کے ہیں کہا جاتا ہے عدن بمَکانِ کذا یعنی اس نے فلاں جگہ قیام کیا قرآن پاک میں ہے ﴿جنّٰت عَدنٍ﴾ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات، اسی سے اَلمَعدنُ کان مراد ہے کیونکہ کان بھی جواہرات کے پائے جانے کی جگہ ہوتی ہے حدیث میں ہے ((اَلمَعدِنُ جبَارٌ)) اگر کوئی شخص کان میں گر کر مر جائے تو کان کن پر اس کی دیت نہیں ہے، عدنِ امام بخاری نے اس کے معنی ہمیشہ کے کئے ہیں، کہا جاتا ہے عَدَنتُ بِارضٍ میں نے زمین پر اقامت اختیار کی، اسی سے مَعدن ہے، فِی مَعدِنِ صدقٍ سچائی کے ظہور کا مقام۔

(مفردات امام راغب ص ۲۰۱، فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۳۱۳، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱)

بلاغت: آیت مبارکہ ﴿اَلمُنٰفِقُونَ وَالمُنٰفِقٰتُ بَعضُهُم مِّن بَعضٍ﴾ میں لفظ من لایا گیا ہے جب کہ ﴿والمؤمنون و المؤمنت بعضهم اولياء بعض﴾ میں لفظ اولیاء کا لایا گیا ہے حالانکہ لفظ مِن مجانست ہم جنس ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ یہ تبعیض پر دلالت کرتا ہے تو ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے وقت اس کا استعمال مناسب ہے ظاہر ہے کہ ایمان دار لوگ صفات کے لحاظ سے ہم جنس ہوتے ہیں جب کہ ﴿المنافقون والمنافقت بعضهم من بعض﴾ میں بعض کو بعض کے دین پر قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ یہاں مِن کا لفظ عَلٰی کے معنی میں ہے جیسے ﴿ونصرناه من القوم﴾ یعنی ہم نے اس کو قوم پر غالب کیا جیسا کہ ﴿الذين يؤلون من نسائهم﴾ کا معنی یوں ہے ''جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ وطی نہ کرنے کی قسم اٹھاتے ہیں'' (فتح الرحمٰن ص ۲۳۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے مذموم اوصاف کا ذکر کیا اب ان کے بعد مخلص ایمان والوں کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرما رہے ہیں، ظاہر ہے کہ مناسبت تضاد کی کارفرما ہے۔

تشریح: ارشاد ربانی ہے ایمان دار مرد، ایمان دار عورتیں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں اپنے مسلمان بھائی کا بازو بننے کی کوشش کرتے ہیں، صحیح حدیث میں وارد ہے ایمان دار لوگوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی مثال عمارت کی ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے، مزید اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے ایک تمثیل بیان فرمائی ہے جب آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملایا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ۸۸، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب البر باب ۱۸، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۱۵، مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۴)

نیز صحیح حدیث میں وارد ہے ایمان والوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ الفت کرنا محبت کے داعیہ کو اجاگر کرنے کے لحاظ سے ایک جسم ہیں جب جسم کا ایک عضو درد محسوس کرتا ہے تو اس کے سبب جسم کے تمام اعضاء اضطرابی کیفیت کا منظر پیش کرتے ہیں اور بخار اور بیماری کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب ۲۷، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۸، مشکوٰۃ البانی کتاب البر باب ۱۵، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۵)

امر بالمعروف ونهي عن المنكر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، نمازوں کی ادائیگی میں ارکان نماز کی ادائیگی کا خاص اہتمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں مال سے زکوٰۃ نکال کر غریب مفلوک الحال لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں نیز ماموارت منہیات میں اللہ پاک اور اس کے پیغمبر علیہ ﷺ کی اطاعت میں محو ناؤ نوش رہتے ہیں ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگ یقیناً اس لائق ہیں کہ اللہ پاک کی رحمتوں اور نوازشات کی ان پر بارش ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو غلبہ عطا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں سرمو انحراف نہیں کرتے اور اللہ کی ذات کا وصف حکیم بھی ہے کہ اس نے ایمان والوں کو اوصاف حمیدہ سے نوازا ہوا ہے اور منافقین کو اوصاف خبیثہ میں مبتلا کر رکھا ہے سب کچھ اس کی حکمت کے تابع ہے۔

وَعَدَاللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ :اللہ تعالیٰ آگاہ فرمارہے ہیں کہ اس نے ایمان دار مردوں ،عورتوں کے لئے آخرت میں جنات کو تیار کر رکھا ہے جن میں وہ ہمیشہ سدا بہار رہیں گے ان کی رہائش گاہیں نہ صرف فن تعمیر کے لحاظ سے بے نظیر ،زیب وزینت کی حامل ہوں گی بلکہ ان میں خوش قسمت افراد ہمیشہ نہایت سکون اور آرام کے لمحات سے شادکام رہیں گے ،چنانچہ بخاری، مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے ،دو جنتیں سونے کی دھات سے ان میں استعمال کے تمام برتن بلکہ جو انعامات الٰہیہ جنتیوں کو عطا کئے جائیں گے وہ سب سونے سے تیار کئے ہوئے ہوں گے، بالکل ان دونوں جنتوں کے ساتھ ساتھ دو جنتیں جن میں ایمان دار مرد عورتیں رہیں گی انہیں چاندی سے تیار کیا گیا ہوگا جنت میں مقیم خوش قسمت لوگ اللہ پاک کی ذات کے دیدار سے شرف حاصل کریں گے جب کہ اللہ پاک کی ذات کے چہرہ پر کبریائی کی چادر ہوگی اس جنت کا نام جنت عدن ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۲۴، کتاب التفسیر باب ۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۹، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۳، صحیح ترمذی کتاب الجنۃ باب ۳ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۵ ،مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الجنۃ باب ۵)

نیز ارشاد نبوی ہے جنت میں ایمان دار شخص کی ون پیس (One piece) موتی کی بلڈنگ میں رہائش نصیب ہوگی موتی کی لمبائی ساٹھ میل کی مسافت پر محیط ہوگی اور مومن شخص کی بیویاں بھی وہیں رہائش پذیر ہوں گی وہ شخص اپنی بیویوں پر چکر لگاتا رہے گا جب کہ ایک بیوی نے دوسری بیوی کو دیکھا تک نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب بدأ الخلق باب ۸، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۹، صحیح ترمذی کتاب الجنۃ باب ۳، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۱۰۹، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الجنۃ باب ۵)

لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑا انعام ہے یقیناً یہ عظیم کامیابی ہے اللہ پاک ہمیں بھی اس عظیم انعام سے شاد کام فرمائے ،امین۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۶)

تنبیہ: بعض احادیث میں وارد ہے کہ ایک جنتی شخص کو ہزاروں حوریں عطا کی جائیں گی جب کہ یہ حدیث منکر ہے، کعب احبار وغیرہ لوگوں کی وضع کردہ ہے، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں جنت میں بیویوں کی تعداد کے بارے صرف وہ حدیث صحیح ہے جس میں دو بیویوں کا ذکر ہے اس سے زیادہ بیویوں کی حدیث صحیح نہیں۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۳۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾

ترجمہ: اے پیغمبر! کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ وہ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا ہے بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے اس چیز کا ارادہ کیا جس کو وہ پا نہیں سکے اور انہوں نے انکار نہیں کیا مگر اس وجہ سے کہ اللہ اور اس کے پیغمبر نے ان کو اپنے فضل سے غنی بنا دیا پس اگر وہ توبہ کریں تو ان کیلئے بہتر ہے اور اگر توبہ سے باز رہیں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان کیلئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔

لغوی تحقیق: جَاهِدِ الْكُفَّارَ کفار سے جہاد کریں اس کا مادہ (ج ہ د) ہے، جَهَدَ فِي الْأَمْرِ مقدور بھر کوشش کی، جَهَدَ الْمَرَضُ بیماری نے بیمار کو نڈھال کر دیا، أَصَابَهُ جَهْدٌ اسے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا، أَقْسَمَ بِاللَّهِ جَهْدَ الْقَسَمِ اس نے بڑے زور سے اللہ کی قسم کھائی، جُهْدٌ استطاعت، محنت، طاقت کہا جاتا ہے، بَذَلَ جُهْدَهُ اس نے اپنی حد تک پوری پوری کوشش کی، جَاهَدَ اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اِجْتَهَدَ غور کیا، اجتہاد سے کام لیا، اَلْجِهَادُ اللہ کی راہ میں لڑنا انتہائی تگ و دو کرنا، اَلِاجْتِهَادُ کسی پیش آئند مسئلے کا کتاب و سنت کی رو سے فقہی حل تلاش کرنا، مَرْعًى جَهِيدٌ شاداب چراگاہ، پسندیدہ چراگاہ، أَرْضٌ جَهِيدَةُ الْكَلَاءِ وہ زمین جس میں کثرت سے گھاس اُگتا ہے، کہا جاتا ہے أَجْهَدَ فِيهِ الشَّيْبُ اس میں بڑھاپے کے آثار کثرت سے پیدا ہو گئے، اَلْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ دشمن کے حملہ کے دفاع میں مقدور بھر کوشش کرنا۔ (لسان القرآن ص ۳۸۰)

بلاغت: مدح کی تاکید اس انداز سے کرنا کہ وہ ذم کے مشابہ ہو چنانچہ ﴿وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ﴾ آیت میں منافقین کے ساتھ مزاحیہ انداز اختیار کیا گیا ہے اور ایک چیز کو اس کے مخالف پہلو سے پختہ کیا گیا ہے جیسا کہ ایک شاعر کا شعر ہے ۔

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ
بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ دِرَاعِ الْكَتَاءِبِ

شاعر ان کی تعریف کرتے ہوئے کہہ رہا ہے "کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے البتہ ان کی تلواروں پر دندانے دکھائی دیتے ہیں جب ان پر دشمن کے لشکر نے بھرپور حملہ کرتے ہوئے ان کی تلواروں پر بھی وار کئے جس کے سبب تلواروں کی دھاروں پر دندانے رونما ہو گئے" جبکہ اس آیت میں بھی مقصود یہ ہے کہ ایمان لانے پر ان کی ناراضگی صرف اور صرف اس سبب سے ہے کہ اللہ پاک نے انہیں مستغنی بنا دیا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۳۹۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اشرف اوصاف کے ساتھ موصوف فرمانے کے بعد ان سے ثواب جزیل عطا کئے جانے کا وعدہ فرمایا مزید درجات میں بلندی سے انہیں شادکام کیا اب دوبارہ منافقین کو جہاد کے خوف سے لرزہ براندام بناتے ہوئے زبردست ڈانٹ پلائی ہے کہ جس طرح ایمان داروں نے کفار کے ساتھ جہاد میں اپنی قوت جہادی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے بالکل اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز سے منافقین پر بھی جہادی حملے کئے جائیں گے اس لئے کہ انہوں نے بھی ایسی باتیں زبان سے نکالیں ہیں جو اسلام سے متصادم ہیں اور ایسی سازشیں ان سے صادر ہو رہی ہیں جن سے اسلام کی عظمت مجروح ہوتی ہے ان کے ساتھ ہرگز مداہنت کو روا نہ رکھا جائے بلکہ جہاں سے ان کا گزر ہو وہاں انہیں دیکھتے ہی تمہاری غیرت ایمان میں ولولہ رونما ہو جائے اور تمہارے چہروں پر ان کے خلاف غیظ و غضب کے اثرات مترشح ہوں مدارات، نرمی کا پہلو ہرگز دیکھنے میں نہ آئے۔

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! کفار منافقین سے مضبوط قوت اور اسلحہ کی فراہمی کے ساتھ جہاد کرو اس لئے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں بلکہ شیطان ابلیس اور اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ بھی جہاد کرو اگر مال خرچ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو مال بھی خرچ کرو اگر زبان کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آئے تو وہاں دلائل حقہ کے اظہار میں ہرگز مداہنت راہ میں حائل نہ ہو۔

آئمہ اسلام کا اس نظریہ پر اتفاق ہے کہ منافقین کے ساتھ احکام شرعیہ میں مسلمانوں جیسا سلوک روا رکھا جائے ان سے اس وقت تک جہاد کیا جائے، جب تک ان میں ارتداد کی صورت ظہور پذیر رہے یا مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر اتر آئیں یا اسلامی شعائر کی ادائیگی میں رکاوٹ اختیار کریں ورنہ ان کے ساتھ دلائل کی روشنی میں گفتگو کی جائے، شائد وہ اپنے غلط موقف سے باز آ جائیں اور منافقت سے توبہ کر لیں، ذہن نشین کریں کہ آپ ﷺ کے عہد رسالت میں یہودیوں کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی جارحانہ انداز کی تھی یہاں تک کہ جب وہ کسی مخلص ایماندار کے قریب سے گزرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم میں تبدیلی کرتے ہوئے اَلسَّامُ عَلَیْکُم کا جملہ دہراتے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم تباہ و برباد ہو جاؤ، مزید برآں آپس میں کئے گئے معاہدات کو توڑنے میں پہل ان کی جانب سے ہوتی تھی جب کہ نبی ﷺ کا منافقین کے ساتھ انداز نہایت نرم تھا اس لئے کہ وہ ظاہراً اسلام کا نام لیتے تھے نبی ﷺ کے ان کیساتھ مدارات کے انداز سے وہ نہ صرف صحابہ کرام کو تکالیف میں مبتلا کرتے رہتے تھے بلکہ آپ ﷺ پر عیب لگاتے ہوئے اور طعنہ زنی کرتے ہوئے آپ کا نام ہی (کان کا کچا) نعوذ باللہ رکھ دیا تھا اس لئے اللہ نے ان کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم دیا تا کہ ان کے ذہن میں ادب و احترام کا کچھ شائبہ رونما ہو جائے اس قسم کے کہنہ پرور لوگوں کا علاج ہی یہ ہے کہ ان پر شدت کا انداز اپنایا جائے کیا یہ حقیقت نہیں کہ جہاں تلوار میان سے باہر نکالنے کے سوا چارۂ کار نہ ہو وہاں مداہنت اور نرمی کے انداز سے ان سے تعلقات وابستہ کرنا نہایت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ شدت کا پہلو ان منافقین کو اسلام کی جانب مائل کر دے جن کے دلوں پر کفر کی مہر ثبت نہیں ہے چنانچہ منافقین کو دیکھ کر نبی ﷺ کا ان کے سامنے ترش روئی کا مظاہرہ کرنا انہیں حقارت بھری نظر سے دیکھنا انہیں مخلص ایمانداروں کے کیمپ میں واپس آنے پر مجبور کر دے، حقیقت یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں جن اشخاص کو ان کی منافقت کے سبب حقیر گردانا جاتا ہو تو ان پر زبردست ذہنی دباؤ رہتا ہے شائد وہ حقارت کی زندگی سے خود کو تحفظ دینے کے لئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر منافقت سے تائب ہو جائیں اور محاسبہ کے خوف سے بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے حاضر ہو کر اپنی غلطیوں پر عفو و کرم کی بھیک طلب کریں اس سنہری اصول کے اپنانے کے نتیجہ میں منافقین میں سے کثیر تعداد نے خلوص کے جذبہ کے ساتھ تائب ہو کر اپنے مستقبل کو تابناک بنایا اور لاکھوں کی تعداد میں کفار اسلام کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ : ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں انہیں عذاب سے چھٹکارا نہیں ہوگا ان پر موت طاری نہیں ہوگی۔

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ : منافقین میں بھی کفار کے جرائم موجود ہیں اگرچہ بظاہر زبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں جب کہ ان کے دلوں میں جو منصوبہ روز بروز پورے زور کے ساتھ مشتعل ہو رہا ہے وہ (معاذ اللہ) اللہ کے پیغمبر ﷺ کو اچانک موت سے ہم کنار کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے مذموم منصوبہ سے آگاہ کیا اور واضح کیا کہ وہ ہرگز منصوبے کا اقرار نہیں کریں گے بلکہ قسم اٹھانے کیلئے پیش قدمی کریں گے جیسا کہ اس سے پہلے بھی ان کا طرز عمل یہی رہا، اللہ پاک ان کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں کہ ان کا انکار صحیح نہیں، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف کفر کا کلمہ کہا ہے اور ظاہراً اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا : اس جملہ میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ منافقین نے آپ کو اچانک قتل کرنے کا منصوبہ بنایا چنانچہ جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس روانہ ہوئے تو اس سفر میں منافقین سے ایک گروہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس شخص کو راہ چلتے ہوئے جب وہ گھاٹی پر پہنچ جائے تو اسے نیچے گرا دیا جائے، جب آپ ﷺ گھاٹی پر قدم زن ہوئے تو منافقین آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اس دوران نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آگاہ کر دیا گیا کہ وہ اچانک آپ کو گھاٹی سے گرا کر قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے حکم دیا کہ تم میں سے جو شخص وادی کی سطح سے نیچے سفر جاری رکھنا چاہتا ہے وہ اس راستہ پر سفر کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے گھاٹی کے راہ پر سفر جاری رکھنا پسند فرمایا اور صحابہ کرام نے وادی میں سفر کو پسند فرمایا البتہ منافقین جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لشکر پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنایا تھا انہوں نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے مقصود کے حصول میں سفر جاری رکھا اور اپنے سر اور منہ کو چادر کے ساتھ لپیٹ لیا تا کہ مقصد کے حصول میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ رواں دواں رہیں عمار کو اونٹنی کی لگام تھامنے کا حکم دیا اور حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ اونٹنی کے پیچھے سے اسے چلاتے رہیں، چنانچہ انہوں نے سفر طے کرتے ہوئے کفار کے شور وشغب کی آواز کو سنا تو آپ پر غصہ کی کیفیت طاری ہوگئی آپ ﷺ نے حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ دشمن کی فوج کو پسپا کرنے کی کوشش کریں اسی اثنا میں حذیفہ نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر غصہ کی کیفیت طاری ہے تو حذیفہ واپس لوٹا اس کے ہاتھ میں کھونٹی تھی اس نے کفار کی سواریوں کو پورے زور کے ساتھ چلنے سے روک دیا ان پر لاٹھی برسائی جب کہ لشکر کفار کے شرکاء نے منہ کو پردے کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا جیسا کہ سفر پر نکلنے والا شخص اسی انداز میں سفر جاری رکھتا ہے اس اثناء میں کفار پر اسلامی لشکر کا رعب چھاتا چلا گیا جب انہوں نے حذیفہ کو دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ دشمن کا حملہ ناکام ہو گیا ہے چنانچہ انہوں نے تیز تیز چلنا شروع کیا اور اپنے گروپ میں جا پہنچے اس دوران حذیفہ صحابی اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حذیفہ کو حکم دیا کہ آپ اپنی سواری کو ایڑی لگائیں اور دشمن کا تعاقب کریں چنانچہ تیز رفتاری کے ساتھ وہ ان کے تعاقب میں چل دیئے یہاں تک کہ اس کی بلندی پر پہنچ گئے آپ نے حذیفہ سے استفسار کیا ان لوگوں میں سے آپ کسی شخص کو پہچانتے بھی ہیں؟ حذیفہ نے برجستہ جواب دیا، فلاں فلاں نامی شخص کی سواری کا مجھے علم ہے آپ نے پھر اس سے دریافت کیا آپ کو علم ہے؟ کہ ان شاہ سواروں کا کیا پروگرام ہے اور کیا آپ کسی شخص کی سواری کو پہچانتے ہیں؟ حذیفہ نے برجستہ جواب دیا، فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچانتا ہوں، پھر آپ نے استفسار کیا یہ کس غرض کے لئے آئے ہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا، اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! ہمیں ہرگز علم نہیں ہے، آپ ﷺ نے انہیں آگاہ کیا کہ ان کا منصوبہ یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ چلتے رہیں گے جب گھاٹی سامنے نظر آئے گی تو مجھے گھاٹی سے نیچے گرا دیں گے، انہوں نے عرض کیا آپ ان کے بارے میں ہمیں حکم فرمائیں ہم ان کی گردنوں کو ان کے جسم سے الگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیں گے آپ نے انہیں آگاہ کیا مجھے پسند نہیں کہ لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگیں کہ محمد (ﷺ) تو اب اپنے رفقاء کو بھی موت کے گھاٹ اتار رہا ہے، آپ نے ان کے نام بھی بتائے لیکن انہیں پردے میں رکھنے کا حکم دیا۔

مسلم شریف میں ان کی تعداد کا تعین موجود ہے ارشاد نبوی ہے میری امت میں بارہ منافق ہوں گے وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ انہیں جنت کی خوشبو سے بھی دور رکھا جائے گا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر پائے ان میں سے آٹھ افراد پھوڑے سے ہلاک ہوں گے وہ ان کے پیٹ سے نمایاں ہوگا، دراصل وہ آگ کا شعلہ ہوگا جو ان کے کندھوں میں نمودار ہوگا اور ان کے سینوں کی جانب اس کا رخ ہوگا ادھر سے باہر نکلے گا۔

(صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ا، مسند احمد ج ۴ ص ۳۲۰، المراغی ج ۴ ص ۱۳۶ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۱)

وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ : منافق لوگوں نے اگر اسلام اور اللہ کے پیغمبر کی نبوت کا انکار کیا ہے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ان کو مال غنیمت سے مالدار بنادیا ہے انہیں مال سے زبردست محبت ہے قبل ازیں یہ لوگ دیگر لوگوں کی طرح مسرت کی زندگی بسر کررہے تھے لیکن آپ کی نبوت کے سبب مال غنیمت کے حصول پر ان کی حالت میں تبدیلی رونما ہوئی چنانچہ نبی ﷺ نے بھی انصار صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں میری وجہ سے مالدار بنادیا ہے۔

فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ : اگر منافق افراد نفاق سے توبہ کریں گے غلط باتوں اور برے کاموں سے باز رہیں گے تو ان کا توبہ کرنا ان کے لئے فائدہ بخش رہے گا دنیوی زندگی میں ان کا توکل کرنا اور اللہ کے فیصلوں پر مسرت کا اظہار کرنا اور مصیبتوں کے آنے پر صبر کرنا اور آخرت کی سعادتوں کے حصول کے لئے کوشاں رہنا ایمان داروں کے ساتھ جذبہ اخوت کو اجاگر رکھتے ہوئے اچھا سلوک کرنا اور ایثار کے وصف کو ہمیشہ حرز جان بنانا انہیں اطمینان کی دولت سے بہرہ ور فرمائے گا۔

وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ : اگر انہوں نے توبہ سے روگردانی کی، نفاق کو گلے کا طوق بنائے رکھا تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی دردناک عذاب سے دوچار کرے گا دشمن کے خوف کا سایہ ان کے سروں پر ہمیشہ منڈلاتا رہے گا گھبراہٹ سے کبھی نجات نہیں ہوگی اور اخروی زندگی میں آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی لپیٹ میں رہیں گے۔

وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ : روئے زمین پر کوئی شخص ان کا مددگار نہیں ہوگا ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلت سے ہم کنار کردیا ہے تو پھر کون انہیں ذلت کے گڑھے سے باہر نکال سکتا ہے۔ (المراغی ج ۴ ص ۱۳۵۔۱۳۷)

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰهُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۷۸﴾

ترجمہ: اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ عہد کیا البتہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے (مال غنیمت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطا کرے گا تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ہم ضرور نیک کام کرنے والوں سے ہو جائیں گے۔ پس جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا تو انہوں نے اس کے ساتھ بخل کیا اور وہ عہد سے پھر گئے اور وہ اعراض کرنے والے تھے۔ پس اللہ نے آخر کار ان کی حالت کو منافقت والا بنا دیا ان کے دلوں میں اس وقت تک منافقت رہے گی جس وقت ان کی ملاقات اللہ سے ہوگی نیز اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ان کی پوشیدہ اور راز کی باتوں کو جانتا ہے اور بے شک اللہ غیب دان ہے۔

تناسب: ان آیات میں منافقین کے ایک دوسرے گروہ کا تذکرہ ہے، فقر و افلاس کے بعد جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کیا تنگ دستی اور تکلیف کے اوقات میں انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ سے دعا کرتے ہوئے عہد کیا کہ اگر ان کو فقر و فاقہ سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے احکام الٰہیہ کے مطابق بقیہ زندگی بسر کریں گے لیکن جب ان کی دعا قبولیت سے ہم کنار ہو گئی تو وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے کفران نعمت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی سے انہیں کچھ تعلق نہ رہا، معاشرہ میں اس قماش کے لوگ ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔

تشریح: منافقین میں اس انداز کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں مناجات کرتے ہوئے پختہ عہد کیا کہ اگر اللہ نے انہیں صاحب ثروت بنا دیا تو اللہ کی ذات کے عطیات کی شکر گزاری کرتے ہوئے صدقات، خیرات، کا سلسلہ جاری رکھیں گے، صلہ رحمی، انفاق فی سبیل اللہ، جہادی قوت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے سامان جہاد کی خریداری میں ہرگز کوتاہی روا نہ رکھیں گے امت مسلمہ کے بھلائی کے کاموں میں انشراح صدر کے ساتھ اپنے خزانوں کے منہ کھول دیں گے اسلام اور مسلمانوں کے مختلف ضروری معاملات میں جذبۂ ایثار کے ساتھ مال خرچ کرنے میں دریغ کریں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مال و دولت سے نوازا تو انہوں نے بخل کے دامن کو تھامے رکھا، صدقات خیرات کرنے سے پس و پیش کی گردان میں مصروف رہے ان کے بخل اور کم ہمتی کا یہ انداز عارضی نہیں تھا بلکہ اس نے پوری قوت کے ساتھ ایثار کے معمولی تقاضوں کو بھی خاموش کرا دیا، کسی دوسرے شخص کے متوجہ کرانے سے بھی ان میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی اور بخل کی خطرناک راہ پر رواں دواں رہنے سے باز نہ آئے تو بخل جیسی خطرناک بیماری کے سرایت کرنے سے ان کے دلوں میں منافقت کے جراثیم بڑھتے چلے گئے موت تک نفاق کے جراثیم ان کے ساتھ لازم و ملزوم رہے جب کہ توبہ کرنے کی امید بھی باقی نہیں رہتی ہے۔

بعض مفسرین نے ان آیات کے شان نزول میں ثعلبہ بن حاطب انصاری کا ذکر کیا ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و دولت سے نوازیں تو میں سبھی حق داروں کے حقوق ادا کرتا رہوں گا چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا اس نے بکریوں کو پالنا شروع کیا تو وادی اس کی بکریوں کے ریوڑ سے تنگ ثابت ہوئی، بعد ازاں وہ شخص نمازوں میں حاضر نہیں ہوتا تھا زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور زکوٰۃ کو جزیہ قرار دیا لیکن یہ واقعہ موضوع ہے اس لئے کہ ثعلبہ صحابی کا شمار بدری صحابہ کرام سے ہوتا ہے اور اس کے ایمان لانے کی گواہی اللہ کے پیغمبر سے ثابت ہے البتہ نبتل بن حارث، جد بن قیس اور معتب بن قشیر منافقین کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ (قرطبی ج۸ ص۲۱۰)

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ : بخل اور پختہ عہد کے توڑنے کے سبب ان کے دلوں میں منافقت رچ بس گئی قیامت تک ان کے ساتھ لازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملزوم رہے گی اور منافقت ایسی خطرناک اور مہلک بیماری ہے جس کے ہوتے ہوئے توبہ کی امید کی کرنیں دکھائی نہیں دیتی ہیں۔

بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ : انسانوں کے بارے میں اللہ پاک کا ضابطہ اٹل ہے کہ منافقت کے تقاضوں کے مطابق رواں دواں رہنے سے دل میں نفاق کی بیماری جاگزیں ہوجاتی ہے اور اس کی قوت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے جیسا کہ ایمان کے تقاضوں کے مطابق ایمان کی قوت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایمان پختہ ہوجاتا ہے اسی طرح تمام عقائد اور اخلاق کی کیفیت ہے اعمال کے ساتھ عقائد اور اخلاق میں رسوخ بڑھتا چلا جاتا ہے تو جب منافقین کے دلوں میں وعدہ کی خلاف ورزی، کذب بیانی کو رسوخ حاصل ہوجاتا ہے تو نفاق کی بیماری میں مزید قوت اور تیزی آجاتی ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ : ان منافقین کو معلوم نہیں کہ اللہ پاک کو ان باتوں کا علم ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں جن کا اظہار وہ ان لوگوں کے سامنے کرتے ہیں جن پر انہیں اعتماد ہوتا ہے جن کے ساتھ ان کے منافقانہ تعلقات وابستہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام پوشیدہ چیزوں کا علم ہے، زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے تو پھر تعجب ہے کہ عہد و پیمان کے باوجود کس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے کس طرح لوگوں کے سامنے دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ جھوٹ کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔(المراغی ج ۴ ص ۱۳۸)

مولانا ابوالکلام آزاد نفاق کی وضاحت کرنے کے بعد چند الفاظ میں اس کا نچوڑ پیش کرتے ہیں:۔ ''اگر آج مسلمانوں کی اکثریت اپنے ایمان و عمل کا احتساب کرے تو اسے معلوم ہوجائے کہ نفاق کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اور کسی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں وہ اپنے ہی وجود میں اسے دیکھ سکتی ہے'' (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۱۴۱)

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع

ترجمہ: وہ لوگ جو بخوشی نفلی صدقات کرنے والے ایمانداروں پر طعن کرتے ہیں اور ان ایمان والوں پر جو اپنی مشقت کے سوا کچھ نہیں پاتے ہیں تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے پیغمبر!) آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو تم اگر ستر بار بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر بھی اللہ ان کی بخشش نہیں کرے گا اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے پیغمبر کے ساتھ کفر کیا اور اللہ ان لوگوں کو ہدایت عطا نہیں کرتا جو راہ ہدایت سے نکل جاتے ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْمُطَّوِّعِيْنَ بخوشی نفلی صدقات کرنے والے، مادہ (ط و ع) ہے، معنی بطیب خاطر، تابعدار ہوجانا، اس کے بالمقابل کُرْهٌ کسی کام کو مجبوری کی بنا پر سرانجام دینا، تَطَوَّعَ نفل کام کرنا، استطاعت، کام کرنے کی طاقت، اس کی ضد عجز ہے، طاقت کا نہ ہونا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: آیت نمبر ۸۰ میں ہے اگر آپ منافقین کیلئے ستر بار بھی مغفرت کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں بالکل معاف نہیں کریں گے اس آیت کے مفہوم پر ایک سوال مترشح ہوتا ہے کہ اگر ستر بار سے زیادہ بار مغفرت کی دعا کریں گے تو کیا ان کی مغفرت ہو جائے گی؟

جواب: (۱) جب کہ اللہ پاک نے وضاحت کر دی ہے کہ برابر ہے کہ آپ مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوگی اس لئے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرک کی بخشش نہیں ہو سکتی۔

(۲) اہل عرب کا اسلوب ہے کہ اکائیوں میں سات ۷ اور دہائیوں میں ستر ۷۰ کے عدد سے مقصود کثرت ہوتی ہے، تعین مقصود نہیں ہوتا۔

سوال (۲): اگر مقصود یہ ہے تو اہل عرب میں سے سب سے زیادہ فصیح بلیغ انسان تو محمد ﷺ کو باور کیا جاتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے تو آپ ﷺ پر یہ حقیقت مخفی کیوں رہی بالخصوص جب آپ نے یہ جملہ بھی دہرایا کہ میں اس کے لئے ستر بار سے زیادہ بار دعا کروں گا؟

جواب: یہ خیال غلط ہے کہ آپ ﷺ پر حقیقت پوشیدہ رہی، آپ نے یہ جملہ کمال شفقت اور رحم کھاتے ہوئے فرمایا اس لئے کہ آپ جس امت کی جانب مبعوث ہوئے ان کے لئے آپ ﷺ میں کمال شفقت تھی اور آپ نے اپنی امت کو بھی آپس میں شفقت ومودت کا درس دیا ہے، انبیاء علیہم السلام کی عظمت شان کے لائق یہ ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کے لئے جو ان کی نافرمانی کریں گے یہ جملہ دہرایا کہ ﴿وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (ابراہیم: ۳۶) ''اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو بلاشبہ آپ تو معاف کرنیوالے مہربان ہیں'' (فتح الرحمٰن ص ۲۳۷۔۲۳۸)

تناسب: اس آیت میں منافقین کے مزید عیوب بیان ہو رہے ہیں منافقین اپنی زندگی میں ہمیشہ ان منافقانہ عیوب کے ساتھ موصوف رہتے ہیں چنانچہ مخلص قسم کے لوگ جب رسول اکرم ﷺ کی ترغیب پر مال کثیر کا عطیہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تو اس پر ریا کار ہونے کی پھبتی کستے ہیں اور اگر معمولی قسم کا صدقہ لے کر نہایت خلوص کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو اس کے بارے میں فوراً ان کی زبان پر لغو جملہ آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ سے بے پرواہ ہے اس مفہوم کی حدیث بھی موجود ہے، مجاہدؒ تابعی بیان کرتے ہیں کہ بخوشی تطوعاً صدقات کا ہدیہ چار ہزار درھم عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے تقریباً اڑھائی من کھجور کا صدقہ پیش کیا، منافقین نے ان دونوں کو ریا کار قرار دیا۔

(ابن ہشام ج ۴ ص ۵۵۱ تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۵۰، ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۴)

اور ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے نصف صاع کھجور کا صدقہ پیش کیا جو اس نے محنت مزدوری کے ساتھ حاصل کیا تھا جب کہ ایک دوسرے انسان نے اس سے زیادہ مالیت کا صدقہ پیش کیا تو اس پر منافقین نے پہلے شخص کے بارے میں کہا کہ اللہ اس کے صدقہ سے بے پرواہ ہے اور دوسرے شخص کے بارے میں کہا کہ اس کا صدقہ ریا کاری ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۱، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ۲۰، المراغی ج ۴ ص ۱۳۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۳ تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۵۰)

تشریح: منافقین کے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تطوعاً صدقات خیرات کرنے والوں پر نقطہ چینی کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کی رضاجوئی کے لئے اتنا خطیر مال پیش نہیں کیا یہ لوگ تو ریاکار ہیں ان کا مقصد نمائش کرنا اور اپنی تعریف میں لوگوں کی زبان سے مدح و توصیف کے کلمات نکلوانا ہے اور فقیر بے نوا قسم کے لوگ جب ناقابل ذکر حقیر قسم کا ہدیہ پیش کرتے ہیں تو انہیں مزاحیہ انداز میں احمق،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوانے قرار دیتے ہیں حالانکہ ان لوگوں کا مقام مخلص ایمانداروں کے نزدیک لائق تحسین ہوتا ہے۔

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ : اللہ تعالیٰ ان کے گناہ کے برابر انہیں سزا سے ہم کنار کرے گا ان کے عیوب کو اچھال کر انہیں معاشرہ میں ذلیل وخوار کرے گا ان کے گناہ کی پاداش میں انہیں دردناک عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔

اِسْتَغْفِرْلَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْلَهُمْ : اگر آپ (ﷺ) ان منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دے اور انہیں رسوائی سے تحفظ عطا کرے یا آپ ان کے لئے بخشش کی دعا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا نہ ان کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا بلکہ قیامت کے دن انہیں تمام مخلوق کی موجودگی میں رسوا کرے گا اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ اے محمد! (ﷺ) اگر آپ ان کے حق میں ستر بار بھی مغفرت کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا، اصل مقصود ستر بار کا تعین نہیں بلکہ جس قدر بھی کثرت کے ساتھ اگرچہ بے شمار مرتبہ بھی مغفرت طلب کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا اس کے باوجود آپ ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے رہے شائد اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت سے نواز دے انہیں توبہ کی جانب پھیر دے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے جیسا کہ آپ اپنی قوم کے مشرکین کے بارے میں دعا فرماتے تھے اے اللہ! میری قوم کے گناہوں کو معاف فرما یہ لوگ عقل وشعور سے عاری ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۵۴، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۳۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۲۳، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۰، ۴۲۷، المراغی ج ۴ ص ۱۴۱)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ : ان کے گناہوں پر قلم عفو پھیرنے سے انکار کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر انہیں یقین نہ رہا اور فوت ہونے کے بعد اٹھائے جانے اور مکافات عمل کے نظریہ کا انکار کیا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کے قانون مکافات کا یہی تقاضا ہے کہ جو لوگ منافقت پر اصرار کرتے ہیں اور ان کے گناہ ان کا گھراؤ کر لیتے ہیں تو توبہ کی استعداد ان سے مفقود ہو جاتی ہے اور ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے پھر دوبارہ ان دونوں نعمتوں سے ان کا ہم کنار ہونا ممکن نہیں رہتا۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: جو منافق پیچھے رہ گئے بہ سبب ان کے اللہ کے رسول کی مخالفت میں بیٹھے رہنے کے خوش ہوئے اور انہیں پسند نہ آیا کہ وہ اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا گرمی میں نہ نکلو، آپ کہیں! دوزخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آگ تو اس سے بہت زیادہ گرم ہوگی اگر انہیں سمجھ ہوتی۔ پس یہ (لوگ) تھوڑا سا ہنس لیں اور انہیں بہت زیادہ رونا بطور سزا کے ہے جو وہ کماتے رہے۔ اگر اللہ نے آپ کو ان کے کسی گروہ کی جانب واپس کر دیا پھر انہوں نے (جہاد میں) نکلنے کی آپ سے اجازت طلب کی تو آپ کہیں کہ تم میرے ساتھ بالکل نہ نکلو اور نہ تم میرے ساتھ مل کر کبھی دشمن سے لڑائی کرو تم نے تو پہلی بار (جہاد سے) بیٹھ رہنے کو پسند کیا تو تم اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

لغوی تحقیق: اَلْمُخَلَّفُوْنَ جنگ تبوک میں پیچھے رہنے والے منافق گھروں میں پیچھے بیٹھنے والے، مادہ (خ ل ف) ہے، معنی ہر وہ شخص جو دوسرے کے بعد آئے لیکن لام کی جزم کیساتھ ہر وہ شخص جو دوسرے کے بعد آئے اس میں مذمت کا پہلو ہے جبکہ خَلَفٌ سے مقصود وہ شخص جو دوسرے کے بعد آئے اس میں مدح کا پہلو ہے، هُوَ خَلَفُ صِدْقٍ مِنْ اَبِيْهِ وہ اپنے باپ کا صحیح جانشین ہے، نَاقَةٌ مُخْلِفَةٌ وہ اونٹنی جو حاملہ دکھائی دے مگر کسی بچے کو جنم نہ دے، خَلَفَ اللَّبَنُ دودھ میں بگاڑ پیدا ہو گیا، اَخْلَفَ وعدہ خلافی کرنا، اِسْتَخْلَفَ جانشین مقرر کرنا، اَلْخُلْفُ وعدہ پورا نہ کرنا، فن منطق میں ایسی دلیل جو خلاف مفروض ہو، اَلْخَلِيْفَةُ قائم مقام، جانشین۔

(لسان القرآن ص ۶۵۱)

بلاغت: (۱) ضِحْكٌ ہنسنے اور بُكَاء رونے میں مقابلہ مطابقت کا حامل ہے، مزید برآں قلیل اور کثیر میں بھی مقابلہ ہے۔

(۲) فَلْيَضْحَكُوا، وَلْيَبْكُوا دونوں جملہ خبریہ ہیں لیکن انہیں جملہ انشائیہ صیغہ امر کی شکل میں ذکر کیا گیا ہے اس میں ہنسنے اور رونے کا مقابلہ ہے۔ (اعراب القرآن ج ۵ ص ۴۰۶)

تناسب: منافقین جو تبوک کی جنگ میں شریک نہ ہو سکے انہوں نے غلط معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا اسی طرح انہوں نے صدقات کی تقسیم میں اعتراض اٹھایا کہ تقسیم غیر منصفانہ ہے اس کے ساتھ ساتھ ان منافقین کی کیفیت کو واشگاف الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے جب وہ شریک نہ ہو سکے چنانچہ یہ آیات غزوہ تبوک کے سفر میں نازل ہوئیں۔

تشریح: منافق افراد جو جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے انہیں عدم شرکت پر مسرت ہوئی انہوں نے سفر کی صعوبت کو برداشت کرنے پر گھروں میں آرام کرنے کو پسند کیا اور اسے ترجیح دی مزید اس خوف سے بھی کہ کہیں میدان جنگ میں وہ موت سے ہم کنار نہ ہو جائیں یا اگر وہ زندہ واپس بھی آ جائیں گے، تاہم مال و متاع کے نقصان سے ہرگز تحفظ نہیں ہے اصل سبب جس نے انہیں عدم شرکت پر مجبور کیا وہ ان کا کفر اور نفاق تھا بلکہ منافقین نے آپس میں اس پر گفتگو کرتے ہوئے برملا کہا اتنے شدید گرم موسم میں جہاد کے لئے ہرگز روانہ نہیں ہونا چاہیے، بہرحال اس حقیقت کے اظہار میں کچھ حرج نہیں کہ جب آپ نے انہیں رخت سفر باندھنے اور جہاد کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا تو موسم شدید گرم تھا انہوں نے موسم کی عدم موافقت کا عذر لنگ تراش کر کے گھروں میں آرام کرنے کو ترجیح دی حالانکہ اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے خود کو تیار کرنا اللہ کے ہاں نہایت پسندیدہ اور مرغوب عمل ہے اس کے شرف کا ہرگز انکار ممکن نہیں اس میں تو بخوشی پوری رغبت کے ساتھ شریک ہونا چاہیے لیکن منافقت کی بیماری کے سبب خود کو جہاد کی عظمت سے محروم رکھا اللہ کے حکم کا انکار کیا گھروں میں آرام کرنے کو جہاد پر ترجیح عطا کی مزید برآں رفقاء کو بھی جہاد میں شرکت سے روکنے پر دباؤ ڈالا۔

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا : اے محمد (ﷺ)! آپ انہیں خبردار کریں کہ جب تم جہاد جیسی عظیم نعمت سے ہم کنار ہونے کی بجائے خود کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کی مشقت سے دور رہنے کو ترجیح دے رہے ہو حالانکہ تمہیں نہایت مسرت اور محبت کے انداز میں سرشار ہو کر جہاد میں شریک ہونا چاہیے تھا تو پھر تمہیں مرنے کے بعد دوزخ کی آگ میں داخل ہونا ہے جس کی گرمی اس دنیوی آگ کی گرمی سے بدر جہا زیادہ اشتعال کے ساتھ ہے، مزید برآں دنیوی گرمی تو چند روزہ ہے اس کو دوام نہیں جب کہ دوزخ کی گرمی میں بدستور شدت موجود رہے گی شدید گرمی کا گراف کبھی نیچے نہیں ہوگا ہمیشہ یکساں گراف رہے گا لیکن تمہاری حالت پر افسوس ہو رہا ہے کہ تم دوزخ کی آگ کی گرمی سے خود کو تحفظ عطا کرنے کے سامان سے کیوں غفلت میں مبتلا ہو۔

علامہ زمخشری وضاحت کرتے ہیں، ان منافقین کی جہالت کی انتہا ہے کہ وہ جہاد کے سفر میں چند دنوں کی گرمی سے خود کو بچاتے ہوئے گھروں میں آرام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ جہاد جیسے مقدس فریضہ سے عدم شرکت کے باعث دوزخ کی مشتعل آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا لمحہ بھر گرمی کی تیزی میں کمی نہیں آئے گی۔

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ : اس حقیقت کے اظہار میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے کہ اگر جنگ تبوک میں عدم شرکت کرنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نافرمانی کے سبب وہ اتنی شدید گرمی میں ہمیشہ ہمیشہ اذیت جسمانی سے دوچار رہیں گے تو وہ یقیناً دوزخ کی آگ کی گرمی کی شدت کے مقابلہ میں دنیوی گرمی اور سفر کی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے غزوۂ تبوک میں شرکت کرتے، لیکن وہ تو الٹی چال چل رہے ہیں گرم لو سے خود کو تحفظ دیتے ہوئے دوزخ کی آگ میں پناہ ڈھونڈ رہے ہیں۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا : دونوں فعل امر کے صیغے ہیں لیکن مقصود خبر ہے کہ وہ اس جرم کی پاداش میں ہنسنا تو ایک طرف رہا وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں روتے ہی رہیں گے ایک صورت یہ ہے کہ چونکہ دنیوی زندگی اخروی زندگی کے مقابلہ میں نہایت قلیل اور فانی ہے اس لئے وہ دنیوی زندگی میں ہنستے کھیلتے رہیں گے جب کہ اخروی زندگی میں انہیں ہمیشہ ہمیشہ رونا ہی ہوگا جو کہ دائمی ہے ان کے برے اعمال کے نتیجہ میں وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ : جب آپ کو جنگ تبوک سے واپسی پر منافق لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقع میسر آئے گا جو بلا عذر جنگ تبوک میں شرکت سے پیچھے رہے تو پھر وہ آپ سے معذرت کریں گے کہ اب کوئی اور معرکہ پیش آیا تو ہمیں بھی اپنے ساتھ جہاد کے لئے شریک کرنا ہوگا تو آپ نے انہیں دوٹوک الفاظ میں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہنا ہوگا کہ اب تم نے کبھی بھی ہمارے ساتھ جہادی معرکوں میں ہرگز شریک نہیں ہونا ہے اور تم ہرگز اس شرف کے ساتھ ہم کنار نہیں ہو سکو گے کہ تم اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرو جب کہ تمہاری منافقت کھل کر سامنے آ گئی ہے تم پہلی بار ہمارے ساتھ جنگ تبوک میں شرکت سے باز رہے اب تم اپنے گھروں میں اسی طرح بود و باش کرو جس طرح عورتیں اور بچے گھروں میں سکونت پذیر ہیں یا تم ان لوگوں کے مطابق گھروں میں بود و باش رکھو جن کی فطرت میں شرارت اور فساد انگیزی رچ بس چکی ہے اور وہ ہدایت الٰہی سے محروم ہیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو آپ نے اس کی نماز جنازہ کبھی ادا نہیں کرنی ہے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ موت سے ہم کنار ہوئے تو وہ فاسق تھے۔ اور انکا مال اور انکی اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ انہیں انکے مال اور انکی اولاد کے سبب دنیوی عذاب میں گرفتار کرے اور ان کی جان نکلے تو وہ سچائی کا انکار کرنے والے ہوں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ منافقین کو ذلت سے ہم کنار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں بلکہ انہیں غزوات میں اپنے ساتھ نہ لے جایا کریں، بعدازاں اب ان کے ساتھ مزید برآں یہ توہین آمیز سلوک کریں کہ ان میں سے جو شخص موت کے ساتھ ہم کنار ہو جب کہ ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو چکا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کریں اور منافقین کا لیڈر عبداللہ بن ابی ہے اور اس کے ساتھ وہ بارہ افراد ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کو اچانک موت کے گھاٹ اتارنے کا مذموم منصوبہ بنایا تھا۔

شان نزول: جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی موت سے ہم کنار ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ آپ اپنا قمیص بطور عطیہ کے میرے والد کے کفن کے لئے عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے اسے اپنا قمیص بطور عطیہ کے تفویض کیا کہ وہ اپنے والد کو اس قمیص میں کفن دیں، بعدازاں اس نے درخواست پیش کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں، چنانچہ آپ ﷺ اس کے لئے آمادہ ہو گئے اور جانے کے لئے کھڑے ہو گئے اس دوران عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لباس کو اپنی گرفت میں لینا چاہا اور عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر! آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ کی امامت کرائیں گے؟ حالانکہ آپ کے پروردگار نے آپ کو اس سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ آپ منافق لوگوں کے بارے میں بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر بار بھی مغفرت کی دعا کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ انہیں عفو و کرم سے نہیں نوازے گا لیکن میں تو اس کے بارے میں ستر بار سے زیادہ بھی بخشش کی بھیک مانگوں گا، عمر رضی اللہ عنہ نے برملا کہا وہ شخص تو منافق ہے اس کے باوجود آپ نے اس کی نماز جنازہ کی امامت کرائی، بعدازاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۳، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۲، کتاب الجنائز باب ۲۳، صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۳۱، الاحکام ص ۹۵، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ۴۰، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸)

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! اب کے بعد آپ نے ان منافقین میں سے کسی شخص کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرنی ہے جو آپ کی معیت میں غزوہ تبوک میں شامل نہیں تھے مزید ان کے دفن اور دعائیہ کلمات میں بھی شریک نہیں ہونا ہے جیسا کہ ایمان والوں کی نماز جنازہ کے ساتھ ساتھ ان کے دفن میں بھی شرکت کی جاتی ہے اور اس کی قبر پر اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کی جاتی ہے۔

إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ : اس لئے کہ یہ لوگ کافر ہیں اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں کفر پر ہی ان کی وفات ہوئی ہے مزید یہ لوگ مامورات اور منہیات کے مطابق زندگی بسر کرنے سے باغی ہیں۔

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ : آپ ان کی مالی پوزیشن اور ان کی اولاد کی بہتات کے پیش نظر کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جائیں چونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی صورت حال بسا اوقات دلوں میں کشش پیدا کرتی ہے اس کے نتیجہ میں انسان غلط قدم اٹھالیتا ہے اس بنا پر آپ کو آگاہ کیا ہے کہ منافقین کے پاس مال واولاد کی فراوانی تجھے حیرانی میں مبتلا نہ کرے آپ نے صراط مستقیم پر استقامت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ان کی لپیٹ میں نہیں آنا ہوگا، اللہ تعالیٰ انہیں مال واولاد کے فتنہ کے سبب عذاب الٰہی میں گرفتار کرنا چاہتا ہے آپ کے لئے ضروری ہے کہ ان سے بالکل الگ تھلگ رہیں۔(تفسیر قرطبی ج۸ص ۲۱۸)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا قمیص عبداللہ بن ابی کو کیوں پہنایا؟ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب جب غزوۂ بدر میں قید ہوئے اور اس کے جسم سے اس کا لباس اتار لیا گیا تو نبی ﷺ نے جب اپنے چچا عباس کو ننگے بدن دیکھا تو آپ نے ازرہ شفقت صحابہ کرام سے عباس کے ناپ کی قمیص حاصل کرنے کا حکم دیا تو عباس کے بدن پر صرف عبداللہ بن ابی کی قمیص ہی صحیح طور پر پوری نکلی اس لئے کہ دونوں کا قد لمبا تھا تو چونکہ اس نے قمیص کا عطیہ دیا اس سبب سے آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو قمیص بطور کفن کے عطا کی تا کہ آخرت میں اس کے عطیہ کے بدلہ کا جواز باقی نہ رہے۔

خیال رہے مرد کے نماز جنازہ میں امام سر کے برابر اور عورت کے جنازہ میں اس کے چوتڑوں کے برابر البتہ حالت نفاس میں فوت ہونے والی عورت کے نماز جنازہ پر امام میت کے درمیان کھڑا ہوگا۔(تفسیر قرطبی ج۸ص۲۲۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۲۱، صحیح ابی داؤد کتاب الجنائز باب ۵۷، صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۶۲، ۶۳، کتاب الحیض باب ۲۹، مسند احمد ج ۳ص ۱۱۸، صحیح ترمذی کتاب الجنائز باب ۴۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ۲۷، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ۷۵)

ذہن نشین کریں کہ آیت نمبر ۸۵ کی تشریح پہلے آیت نمبر ۵۵ میں بیان ہو چکی ہے بہر حال آیت مکرر ہے صرف تاکید مقصود ہے الفاظ میں معمولی فرق ہے۔

وَ اِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع

ترجمہ: اور جب کوئی سورت (اس مضمون کی) نازل ہوتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرو تو جو لوگ ان میں فراخی والے ہیں وہ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے ہم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہیں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں پسند ہے کہ وہ گھر میں پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے چنانچہ وہ (کچھ) نہیں سمجھتے ہیں۔ البتہ اللہ کے پیغمبر اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ (اللہ کی رضا جوئی کے لئے) جہاد کیا ان میں لوگوں کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں ہیں اور یہی لوگ ہی ہیں کامیابی حاصل کرنے والے۔ اللہ نے ان کے لئے ہمیشہ کے باغات تیار کر دیئے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔

لغوی تحقیق: اَلطَّوْلُ مال و دولت، طُولٌ لمبائی، طَاوِلَۃٌ میز، اَلْخَوَالِفُ جہاد سے پیچھے رہنے والے افراد، مقصود عورتیں اور بچے ہیں اس کا لغوی معنی وہ لوگ جن میں خیر و برکت نہیں ہے اور ان میں استغنا نہیں ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ منافق لوگ مختلف قسم کے حیلے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں تاکہ وہ میدان جہاد میں شرکت سے محفوظ رہیں اس کے بعد بیان کیا ہے کہ جب ایسی سورت نازل ہوتی ہے جس میں ایمان اور جہاد کی ترغیب کا مضمون ہوتا ہے تو اصحاب ثروت جہاد میں شمولیت سے کنی کتراتے ہیں اور اجازت طلب کرتے ہیں کہ ہمیں آپ ان لوگوں کے کیمپ میں رہنے دیں جو معذور ہیں یا کمزور ہیں میدان جہاد میں شرکت کی استطاعت نہیں پاتے ہیں۔

تشریح: اور جب آپ پر ایسی سورت کا نزول ہوتا ہے جس کی عظمت شان کا کوئی مسلمان شخص انکار نہیں کر سکتا جبکہ اس سورت میں اللہ پاک کی جانب سے مسلمانوں کو پیغام دیا گیا ہے کہ تم صدق دل اور مستقل مزاجی کے ساتھ اللہ کی ذات پر ایمان رکھو اور دین اسلام جو درحقیقت سچا دین ہے اس کو غالب کرنے کیلئے ہر قسم کا تعاون کرنے کیلئے پیش قدمی جاری رکھو تو تم میں سے اصحاب ثروت لوگ معرکہ جہاد میں عدم شمولیت کیلئے مختلف قسم کے حیلے بہانے تراشتے ہیں، آپ (ﷺ) سے اجازت حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ کہیں میدان کارزار میں پیاری زندگی سے محروم نہ ہو جائیں اور اجل کا لقمہ نہ بن جائیں اور وہ نہایت معذرت خواہانہ انداز میں عدم شرکت کا بہانہ تراشتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں کہ جس طرح معذور لوگ اور عورتیں گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں بھی ان کے کیمپ میں رہنے دیجئے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں آگاہ کر رہے ہیں کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل مہر زدہ ہیں وہ جہاد کے فوائد سے آگاہ نہیں ہیں انہیں معلوم ہی نہیں کہ اللہ کے پیغمبر کے حکم کی اطاعت کرنے میں کس قدر دنیوی اخروی سعادتیں مضمر ہیں اور گھروں میں بیٹھ رہنے میں کس قدر بدنصیبی سے دوچار ہونا ہے اور اللہ کی ناراضگی کو حاصل کر کے اطمینان کی دولت سے بھی محروم ہونا ہے۔ العیاذ باللہ

لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ : منافق لوگوں کی حالت زار کی نقشہ کشی کرنے کے بعد اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ اور اس کی نبوت پر ایمان لانے والوں کی کیفیت کو نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ انہیں ان کی مالی جانی قربانیوں پر ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ یہ لوگ جہاں دنیوی کامرانیوں سے ہمکنار ہو کر مسرت و ابتہاج کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہاں آخرت میں بھی انہیں ابدی مسرتوں سے نوازتے ہوئے مبارکباد پیش کی ہے کہ آخرت میں نہ صرف یہ کہ وہ جنات میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بلکہ انہیں مقام کرامت و اعزاز سے شادکام رکھا جائے گا انہیں ان کی دنیوی تابناک زندگی گزارنے پر کامیابی کا سرٹیفکیٹ عطا کیا جائے گا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ : ان کے ایمان اور ان کے جہاد کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کی مہمانی کے لئے ایسے خوبصورت باغات، محلات تیار کئے ہیں جن میں وہ ابدی مسرتوں اور نعمتوں سے ابدالآباد تک لطف اندوز ہوتے رہیں گے ان کی مسرتوں کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ان کے محلات کے آگے پیچھے پانی، شہد، اور دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ مختلف اعلیٰ قسم کے پھلوں سے لذت اندوز ہوتے رہیں گے یہ اتنی بڑی کامیابی ہے جس کے تقابل میں کسی بھی نعمت کا تصور ممکن نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ
سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى
الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا
عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ
لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا
اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا
بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: اور جنگلی بدوؤں میں سے عذر کرنے والے (آپ کے پاس) آئے تا کہ انہیں بھی (پیچھے رہ جانے کی) اجازت مل جائے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے پیغمبر (کے سامنے) جھوٹ کہا تھا وہ (گھروں میں ہی) بیٹھے رہے عنقریب ان لوگوں کو دردناک عذاب پیش آئے گا جنہوں نے کفر (کا راستہ) اختیار کیا۔ توانائی سے محروم اور بیماروں اور ایسے لوگوں پر جو خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے کچھ گناہ نہیں ہے جبکہ وہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی خیر خواہی میں (کوشاں رہیں) اچھے اعمال کرنے والوں پر کچھ ناراضگی نہیں اور اللہ ہی معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی کچھ گناہ نہیں (جن کے پاس سواری نہیں) جب وہ آپ کے پاس آئیں تا کہ آپ ان کیلئے سواری کا اہتمام کریں تو آپ نے کہا میں تمہارے لئے کوئی سواری نہیں پاتا تو وہ (اس حالت میں) واپس ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے انہیں (اس بات کا) غم تھا کہ وہ اخراجات کی استطاعت نہیں پاتے ہیں۔ بلاشبہ گناہ تو ان کا ہے جو آپ سے (بیٹھ رہنے کی) اجازت طلب کرتے ہیں جب کہ وہ مالدار ہیں انہوں نے اس بات کو پسند جانا کہ وہ ان عورتوں کے ساتھ رہیں گے جو گھروں میں رہ جانے والی ہیں (لیکن) اللہ نے ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دیا ہے وہ (کچھ بھی) جانتے نہیں ہیں۔

لغوی تحقیق: اَلْمُعَذِّرُوْنَ وہ لوگ مقصود ہیں جو کسی ذمہ داری کے نباہنے میں کوتاہی روا رکھتے ہیں وہ لوگوں کو اس وہم میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ذمہ داری میں کوتاہی کرنے میں معذور ہیں حالانکہ درحقیقت انہیں کچھ عذر نہیں ہوتا، اس لفظ کا کبھی اصل مُعْتَذِرُوْنَ قرار دیا جاتا ہے اس سے مقصود معذرت پیش کرنے والے ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ معذرت پیش کرنے والے اپنے قول میں سچے بھی ہو سکتے ہیں اور جھوٹ بولنے والے بھی ہو سکتے ہیں اس کا مادہ (ع ذ ر) ہے عُذْرٌ ایسی کوشش جس سے انسان اپنے گناہوں کو مٹا دینا چاہے اس لئے عُذر سے مقصود توبہ بھی ہے، اِعْتَذَرْتُ اِلَیْهِ میں نے اس کے سامنے معذرت پیش کی، اَعْذَرْتُهٗ میں نے اس کے عذر کو قبول کیا، مَعْذِرَةٌ میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ میرا عذر قبول ہو عورت کے پردۂ بکارت کو عُذْرَةٌ کہا جاتا ہے اور عَذَرْتُهَا سے مقصود یہ ہے کہ میں نے اس کے پردۂ بکارت کو زائل کیا اور بچے کے حلق کے درد کو بھی عُذْرَةٌ کہا جاتا ہے، بچے کی گھنڈی کو ٹھیک کیا، اِعْتَذَرَتِ الْمِيَاهُ پانی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرچشمے منقطع ہو گئے، غَذِرَةٌ نجاست کو بھی کہا جاتا ہے، تَعَذَّرَ مشکل میں مبتلا ہوا۔ (مفردات امام راغب ص ٦٠٦)

تناسب: قبل ازیں مدینۃ الرسول میں جو منافق پائے جاتے تھے ان کا بیان ہوا اب ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو اعرابی تھے جنگل میں بود و باش رکھتے تھے جنہوں نے جنگ تبوک میں شرکت کرنے سے معذرت پیش کی تھی انہیں اجازت دی گئی وہ شریک نہ ہو سکے، نیز ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جو بلا عذر پیچھے رہے اور انہوں نے اجازت بھی حاصل نہ کی۔

شان نزول: عامر بن طفیل قبیلہ سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اپنی عدم شرکت کا سبب بیان کیا کہ اگر ہم آپ کے ساتھ جنگ تبوک میں شریک ہو جاتے تو بنو طئی قبیلہ نے ہماری عورتوں، بچوں اور چار پایوں کو اپنے قبضہ میں لے جانا تھا اس خطرہ کے پیش نظر ہم شرکت سے باز رہے، رسول اکرم ﷺ نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا تمہارے بارے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے مطلع کر دیا ہے کہ تم نے کذب بیانی سے کام لیا اللہ تعالیٰ کو تمہاری کچھ ضرورت نہیں۔

تشریح: جو لوگ جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے حالانکہ شرکت سے کچھ عذر موجود نہ تھا انہوں نے دانستہ طور پر اپنی جانب سے معذرت خواہانہ انداز کا منصوبہ وضع کیا کہ وہ جہاد میں بوجہ اہل و عیال کے زیادہ ہونے کے شریک نہ ہو سکے ان کے پردہ کو چاک کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ درحقیقت وہ لوگ ایمان کے ادعاء میں کذب بیانی اختیار کر رہے ہیں انہیں ان کے جھوٹ کے سبب آخرت میں شدید عذاب سے دوچار ہونا ہوگا اور دنیوی زندگی میں انہیں قید و بند کے مصائب جھیلنے ہوں گے۔

لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی: لیکن جو لوگ بوڑھے ہو چکے ہیں اور جو بیماری کے باعث جہاد میں شرکت سے معذور ہیں اسی طرح وہ لوگ جن کو فقر و فاقہ نے گھیر رکھا ہے وہ جہاد کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہیں وہ اگر جہاد میں شریک نہیں ہوتے ہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ ان کے ایمان میں اخلاص ہو اور وہ اعمال صالحہ کے زیور کے ساتھ آراستہ ہوں، مزید برآں وہ کسی موڑ پر بھی جہاد کی سعادت کے حصول سے کسی بھی شخص کو روکنے کا ذرہ بھر شائبہ نہ رکھتے ہوں نہ بزدلی کی فضا کو اپنانے میں حصہ لیتے ہوں اور نہ اسلامی معاشرہ میں فتنہ پردازی کی لہر کو مزید ابھارنے میں حصہ لیتے ہوں ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگوں کے بارے میں سرٹیفکیٹ عطا کیا ہے کہ ان اوصاف کے لوگ تو مقام احسان پر فائز ہیں ان پر ہرگز اللہ پاک کی ناراضگی کا شائبہ تک بھی نہیں ہے اگر کسی وجہ سے ان کا پاؤں صراط مستقیم سے اتر بھی جائے تو اللہ ان کی لغزش پر قلم عفو ثبت فرمائے گا بلکہ رحمت ایزدی سے انہیں بہرۂ وافر عطا ہوگا۔

وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ: یہ آیت مبارکہ ان سعادت مند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غایت درجہ محبت کے جذبہ صادقہ سے آرزومند تھے کہ وہ غزوۂ تبوک میں شریک ہوں لیکن سفر کے لئے ان کے پاس سواری نہ تھی، رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے سواری مہیا نہ فرما سکے وہ عدم شرکت کے سبب افسوس و پژمردگی کے عالم میں زار و قطار رو رہے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکیں گے جب کہ انہوں نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ جہاد میں ضرور نکلیں گے لیکن اسباب سفر میسر نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے سواری کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں، اس پریشانی کے عالم میں ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کے گرنے کا تذکرہ اللہ پاک نے نہایت لطیف انداز میں فرمایا ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو اس غم کے سبب جاری ہیں کہ ان کے پاس سفر کے لئے سواری کا انتظام نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ بھی نہایت معذرت خواہانہ انداز میں اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں جس کی عکاسی اللہ پاک نے نہایت رقت آمیز انداز میں فرمائی ہے کہ ان کے پاس اگر اتنا مال میسر آ جاتا تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور سواریوں کا انتظام کر کے آپ ﷺ کی معیت میں جہاد میں شریک ہو کر سعادت حاصل کر پاتے۔

اِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَاذِنُونَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ: اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ لوگ گناہ گار ہیں جو آپ ﷺ سے اجازت مانگ رہے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے حالانکہ انہیں جہاد پر ہر طرح سے قدرت حاصل ہے وہ صحت مند ہونے کے ساتھ ساتھ مالدار بھی ہیں خرچ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن انہیں پسند ہے کہ انہیں عورتوں، بچوں، بیماروں اور معذور افراد میں شمار کیا جائے۔

وہ جہاد میں شرکت کو خودکشی کے مترادف سمجھتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل مہرزدہ ہو چکے ہیں اس وجہ سے ان میں رشد وہدایت کی جانب کچھ توجہ نہیں، محرومی ان کا مقدر بن چکی ہے بلکہ انہیں پسند ہے کہ انہیں عورتوں اور بچوں کے گروہ سے شمار کیا جائے، ذہن نشین کریں کہ دین اسلام نے تو جہاد فی سبیل اللہ سے عدم رغبت کو کفر اور نفاق کی واضح علامت قرار دیا ہے جب کہ اسلام کی تعلیمات سے قطع نظر عمومی لحاظ سے تمام امتوں اور قبائل کا انسانیت کے لحاظ سے لڑائی سے بھاگنا اور شکست کو قبول کرنا انتہائی ذلت اور رسوائی کا پیش خیمہ ہے۔

اس مقام پر مولنا ابوالکلام آزادؔ کا تبصرہ قارئین کی نذر کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں ''سبحان اللہ! ان چند آنسوؤں کی قدر و قیمت جو ایمان کی تپش سے بہے تھے کہ ہمیشہ کیلئے ان کا ذکر کتاب اللہ نے محفوظ کر دیا آج بھی کہ تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں ممکن نہیں ایک مومن یہ آیت پڑھے اور ان کی آنسوؤں کی یاد میں خود اس کی بھی آنکھیں اشکبار نہ ہو جائیں'' (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۱۰۳)

«اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تفسیر اصدق البیان کی تیسری جلد تکمیل کو پہنچی» «والحمد للہ علی ذلک»

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد صادق خلیل (حفظه الله)

کے رواں دواں اور شگفتہ قلم سے مزین عربی کتب کے اردو تراجم

☆نماز نبوی (اردو ترجمہ: صفة صلاة النبی)	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ
☆حج نبوی (اردو ترجمہ: حجة النبی)	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ
☆قبروں پر مسجدیں اور اسلام (اردو ترجمہ: تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور المساجد)	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ
☆احادیث ضعیفہ کا مجموعہ	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ
☆نماز تراویح (اردو ترجمہ: صلاة التراويح)	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ
☆افکار صوفیاء (اردو ترجمہ: الفکر الصوفی)	تالیف: الشیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق
☆امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا دور ابتلاء	تالیف: ڈاکٹر محمد نعش مصری
☆روضہ اقدس کی زیارت	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
☆عقیدہ اہل سنت والجماعت (اردو ترجمہ: شرح العقیدہ الواسیطة)	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
☆اذکار مسنونہ	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
☆اسلامی عقائد	تالیف: علامہ ابن ابی العز الحنفیؒ
☆محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	تالیف: احمد عبدالغفور عطار مدیر جریدہ عکاظ
☆مشکوۃ المصابیح (پانچ مجلدات)	تالیف: شیخ ولی الدین الخطیب التبریزیؒ
☆ریاض الصالحین نووی (دو جلد)	تالیف: شیخ الاسلام امام شرف الدین النوویؒ

ناشر: ضیاء السنہ ادارۃ الترجمہ والتالیف رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد فون نمبر ۷۸۰۱۴۱

594

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ